سُنَنِ نسَائی





تالیف
امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد: فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج: حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

دارالعلم ممبئی


QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION
HYD. INDIA


مترجم
سُنن نَسائی
جلد سوم

سلسلہ اشاعت نمبر 137

نام کتاب : مترجم سنن نسائی

نام مولف : امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

نام مترجم : فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

جلد : سوم

طبع اول : اپریل ۲۰۱۲ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار

طابع : محمد اکرم مختار

ناشر : دار العلم، ممبئی



دار العلم ممبئی
DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

سُنَن نسائی

مترجم

جلد سوم

کتاب السھو ـــــ کتاب الجنائز۔ احادیث: 1180ــ 2091

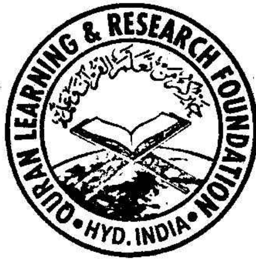
امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی ؒ

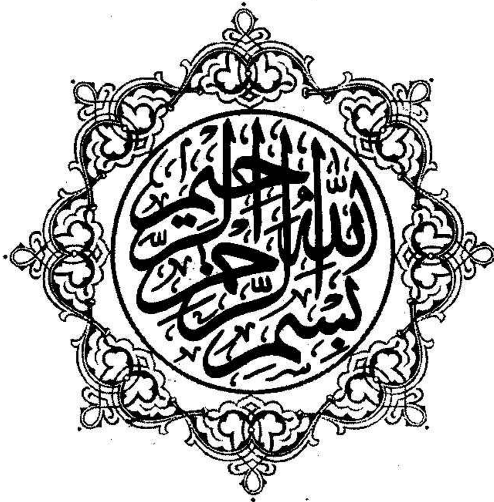
فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین ؓ

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی ؒ

حافظ صلاح الدین یوسف ؓ

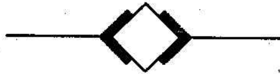
دار العلم ممبئی



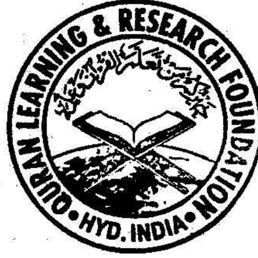


www.qlrf.net

فہرست مضامین (جلد سوم)




QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION
HYD. INDIA



سجود سہو سے متعلق احکام و مسائل

* سجود: یہ باب سَجَدَ يَسْجُدُ سَجْدَةً وَّ سُجُودًا سے مصدر ہے جس کے لغوی معنی عاجزی و خاکساری سے جھکنا ہیں۔ اصطلاح میں انتہائی عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے اپنی پیشانی اور ناک زمین (یا اس کے قائم مقام محل) پر رکھنا سجدہ کہلاتا ہے۔

* سہو: یہ باب سَهَا يَسْهُو سَهْوًا سے مصدر ہے جس کے معنی غافل ہونا' بھولنا اور دل کا دوسری طرف پھر جانا ہیں۔ صاحب لسان العرب لکھتے ہیں: اَلسَّهْوُ وَالسَّهْوَةُ کے معنی ہیں کسی چیز کا بھول جانا اور اس سے غافل ہو جانا اور دل کا اصل چیز سے ہٹ کر دوسری طرف چلے جانا۔

نماز میں سہو کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں کسی چیز سے غفلت ہو جانا۔

ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر سہو کے بعد "فِي" ہو تو اس کے معنی ہیں: بغیر علم کے کسی چیز کو چھوڑنا۔ اور اگر "عَنْ" آئے تو اس کے معنی ہیں: جان بوجھ کر کسی چیز کو چھوڑنا اور غفلت کرنا، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ (الماعون ۱۰۷:۵) "وہ لوگ جو اپنی نماز سے غفلت اختیار کرتے ہیں۔"

* سہو اور نسیان: جمہور فقہاء اور اصولیین کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں' دونوں مترادف ہیں اور احادیث میں ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دفعہ جب

بھول کر ظہر یا عصر کی نماز میں دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا' تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے یاد کرانے پر آپ نے بقیہ نماز ادا کی اور فرمایا: [إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي] ''میں بھی تمھاری طرح ایک انسان ہوں' جس طرح تم بھول جاتے ہو'میں بھی بھول جاتا ہوں' جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔'' (صحیح البخاري' الصلاۃ' حدیث:۴۰۱' وصحیح مسلم' المساجد' حدیث:۵۷۲) اور ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: [إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ] ''جب تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں بھول جائے۔'' (جامع الترمذي' الصلاۃ' حدیث:۳۹۸) تو ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سہو اور نسیان باہم مترادف اور ہم معنی الفاظ ہیں۔

* سجود سہو: جب نمازی اپنی نماز میں بھول کر کسی واجب میں کمی یا بیشی کر بیٹھے' اور یاد آنے یا کسی کے یاددلانے پر سلام سے پہلے یا بعد میں زمین (یا اس کے قائم مقام جگہ) پر دو سجدے کرے تو اسے سجود سہو اور عرف عام میں سجدۂ سہو کہتے ہیں۔

* سجدۂ سہو کا حکم: اس کے وجوب اور عدم وجوب کی بابت اہل علم کا اختلاف ہے۔ شوافع اسے مسنون کہتے ہیں اور احناف کے نزدیک یہ واجب ہے جیسا کہ صاحب ہدایہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ دیکھیے: (الهداية:۱/۸۰)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شوافع کے نزدیک سجدۂ سہو ہر حال میں مسنون اور احناف کے نزدیک واجب ہے۔ مالکیہ کمی کی صورت میں واجب سمجھتے ہیں۔ اور اضافے کی صورت میں افضل۔ حنابلہ کے ہاں ارکان کے علاوہ واجبات میں قدرے تفصیل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی واجب بھول کر رہ جائے تو اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے۔ اسی طرح اگر بھول کر کسی فعل کا اضافہ کر لیا' مثلاً: ایک رکعت زیادہ پڑھ لی یا سجدہ زیادہ کر لیا وغیرہ یا کسی قول کا اضافہ کر لیا' مثلاً: رکوع میں قراءت یا نماز میں کلام وغیرہ کا اضافہ کر لیا تو پھر بھی سجدۂ سہو واجب ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ''جب آدمی (نماز میں بھول کر) کوئی کمی بیشی کر دے تو وہ دو سجدے کرے۔'' (صحیح مسلم' المساجد' باب مواضع الصلاۃ' حدیث:۹۶/۵۷۲) نیز اگر کوئی آدمی نماز میں جان بوجھ کر کمی بیشی کرے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ (فتح الباري:

۳/۱۲۰، تحت حدیث:۱۲۲۴)

دلائل کی رو سے راجح موقف یہی ہے کہ سجود سہو واجب ہیں نماز میں کمی ہو یا اضافہ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ، حَتّٰى لَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى، فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ] ''بے شک تم میں سے کوئی جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس پر خلط ملط کر دیتا ہے (یعنی بھلوا دیتا ہے) حتی کہ اسے معلوم نہیں رہتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے تو تم میں سے جب کوئی یہ کیفیت محسوس کرے تو چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔'' (صحيح البخاري، السهو، حديث:۱۲۳۲، وصحيح مسلم، الصلاة، حديث:۳۸۹، بعد حديث:۵۶۹)

اس حدیث میں بھول جانے کی صورت میں دو سجدے کرنے کا امر (حکم) ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے جبکہ کوئی ایسا قرینہ نہ پایا جائے جو امر کو وجوب سے پھیر کر کسی اور معنی کی طرف لے جائے۔

نبی اکرم ﷺ کے فعل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب بھی آپ کو نماز میں سہو ہوا تو آپ نے سہو کے سجدے کیے نیز جس طرح نماز کی ادائیگی ضروری اور فرض ہے اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کرنا بھی ضروری اور فرض ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے: [صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي] ''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔'' (صحيح البخاري، الأذان، حديث:۶۳۱) البتہ اگر کوئی رکن رہ جائے تو رکعت نہیں ہوگی بلکہ وہ رکعت دوبارہ پڑھ کر بعد میں دو سجدے کیے جائیں گے۔ جن لوگوں نے سجدۂ سہو کو مسنون کہا ہے یا صرف کمی کی صورت میں واجب اور اضافے کی صورت میں افضل کہا ہے ان کے پاس کوئی صریح دلیل نہیں ہے۔ والله أعلم.

*** اگر کوئی نماز میں بھول جائے اور سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے تو؟:** اگر آدمی دوران نماز میں بھول جائے اور نماز کے بعد یاد آئے یا دوران نماز یاد تو آجائے لیکن پھر سہو کے سجدے بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے اگرچہ وقت زیادہ گزر گیا ہو اور باہم بات چیت بھی ہو چکی ہو۔ امام مالک، اوزاعی، شافعی اور ابوثور رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ حسن بصری اور ابن سیرین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ جب وہ قبلے

سے منہ پھیر لے گا تو وہ بنا نہیں کرے گا اور نہ سجدے کرے گا۔ (بلکہ نئے سرے سے دوبارہ نماز پڑھے گا۔) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر سلام کے بعد کلام کر لیا تو اس سے سجود سہو ساقط ہو جائیں گے' اس لیے کہ اس نے نماز کے منافی عمل کیا ہے' چنانچہ یہ اس شخص کی طرح ہے جو بے وضو ہو گیا۔ دیکھیے: (مجموع الفتاوی: ۲۳/ ۳۹' ۴۰' والمغني لابن قدامة: ۱/ ۷۲۲) جبکہ جمہور اہل علم کا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی بھول گیا اور اسے بعد میں یاد آیا تو وہ سلام اور کلام کے بعد بھی دو سجدے کرے گا اگرچہ وقفہ لمبا ہو جائے جیسا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی' اکرم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعت کے بعد سلام پھیر دیا' پھر آپ گھر چلے گئے۔ ایک آدمی آپ کی طرف بڑھا جس کا نام خرباق تھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی ہے؟ آپ غصے میں اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور فرمایا: ''کیا یہ درست کہتا ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا: ہاں! تو آپ نے ایک رکعت پڑھائی' پھر سلام پھیرا' پھر دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔'' (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ۵۷۴) نیز سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سلام اور کلام کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ۵۷۲-(۹۵)

جناب سلمہ بن عبیط کہتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور مجھے نماز میں سہو ہو گیا' پھر میں ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھی ہے اور نماز میں بھول گیا ہوں؟ تو انھوں نے کہا: ابھی سجدے کرو۔ (السنن الکبری للبیھقي: ۲/ ۳۵۱)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جسے نماز میں سہو ہو جائے اور اسے آخر میں سجدۂ سہو کرنا یاد نہ رہے' تو بعد میں یاد آنے پر یا کسی کے بتلانے پر سجدۂ سہو کرے گا۔ اگر رکعت رہ جائے تو اسے ادا کرنے کے بعد دو سجدے کرے گا' پوری نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ واللہ أعلم.

* **سجود سہو کے اسباب:** یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ اس نے نوافل اور استغفار وغیرہ کو اپنے بندوں کی عبادات میں واقع ہونے والے خلل اور نقصان کو پورا کرنے کا سبب اور ذریعہ بنایا ہے۔

نماز میں پیدا ہونے والے نقصان اور کمی کوتاہی کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سجدۂ سہو مشروع کیا ہے۔ لیکن اس سے نماز کی بعض خاص چیزوں کی تلافی ہوتی ہے' ہر چیز کی نہیں۔ نماز میں سجدۂ سہو کے

تین اسباب ہیں: اضافہ، کمی اور شک۔

① اضافہ: نماز میں اضافے کی دو قسمیں ہیں: ❂ افعال کا اضافہ۔ ❂ اقوال کا اضافہ۔

* افعال کا اضافہ: اس کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت: اضافہ نماز کی جنس سے ہو جیسے قیام، قعدہ، رکوع اور سجدہ یا رکعت زیادہ پڑھ لینا۔ اگر نمازی جان بوجھ کر ایسا اضافہ کرتا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اور اگر بھول کر ایسا ہو جائے تو اس کی تلافی کے لیے دو سجدے کرے، اس کی نماز صحیح ہوگی۔ اگر اس نے ایک رکعت زائد پڑھ لی ہے اور نماز سے فراغت تک اسے پتہ نہیں چلا تو وہ آخر میں سجدۂ سہو کرے گا۔ اس کی دلیل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی (سہواً) پانچ رکعات پڑھا دیں، چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: آپ نے پانچ رکعات پڑھا دی ہیں۔ تو آپ نے اپنے پاؤں موڑے اور دو سجدے کیے۔'' (صحیح البخاري، الصلاۃ، حدیث:۴۰۴، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۵۷۲) لیکن اگر اسے رکعت کے دوران میں علم ہو جاتا ہے کہ یہ اس کی زائد رکعت ہے تو وہ فوراً بغیر تکبیر کہے بیٹھ جائے، پھر تشہد پڑھے اور آخر میں سہو کے دو سجدے کرے اور سلام پھیر دے۔ اگر رکعت کے دوران میں علم ہو جاتا ہے کہ یہ اس کی زائد رکعت ہے، لیکن پھر بھی نہ بیٹھے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ اس نے نماز میں زیادتی کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے پر نماز ادا کی ہے۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَّيسَ عَلَيهِ أَمْرُنَا فَهُوَرَدٌّ] ''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ (عمل) مردود ہے۔'' (صحیح مسلم، الأقضیۃ، حدیث:۱۷۱۸)

جسے علم ہو جائے کہ امام نماز میں اضافہ یا کمی کر رہا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ امام کو اس پر متوجہ کرے کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي] ''میں تو بس تمھاری طرح بشر ہوں، میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو، چنانچہ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔'' (صحیح البخاري، الصلاۃ، حدیث:۴۰۱، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۵۷۲)

مرد سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دیں اور عورتیں تالی بجا کر، یعنی ایک ہاتھ کا اندرونی حصہ دوسرے ہاتھ کی پشت پر مار کر۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ] ''جب تمھیں نماز میں کوئی معاملہ پیش آ جائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۹۴۱)

امام کے لیے بھی ضروری ہے کہ اگر مقتدی اسے لقمہ دیں اور اسے بذاتِ خود درستی کا یقین نہ ہو تو وہ ان کا لقمہ قبول کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ رَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ، وَ إِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ] ''جسے نماز میں کوئی معاملہ پیش آئے، وہ سبحان اللہ کہے، جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی۔ اور تالیاں عورتوں کے لیے ہیں۔''

(صحيح البخاري، الأذان، حديث:۶۸۴، و صحيح مسلم، الصلاة، حديث:۴۲۱)

دوسری صورت: اضافہ نماز کی جنس سے نہ ہو، جیسے چلنا، خارش کرنا یا اس طرح کی کوئی اور حرکت کرنا۔ ان حرکات کی بنا پر سجود سہو نہیں ہوں گے۔ ان حرکات کی چار قسمیں ہیں: ① وہ حرکات جو نماز کو باطل کر دیتی ہیں، مثلاً: ادھر ادھر دیکھنا اور ہنسنا وغیرہ۔ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آدمی کا نماز کے دوران میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ اچکنا ہے۔ اس طرح سے شیطان بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے۔'' (صحيح البخاري، الأذان، حديث:۷۵۱) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''یا تو لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آ جائیں یا ان کی نظریں ان کی طرف واپس نہیں لوٹیں گی۔'' (صحيح مسلم، الصلاة، حديث:۴۲۸، و سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۹۱۲ و اللفظ له)

ہنسنا اور قہقہہ لگانا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ علامہ ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ نماز کے دوران میں ہنسنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ (الإجماع: ۴۰/۴۸) کیونکہ یہ ساری چیزیں نماز کی روح کے منافی ہیں۔ ان سے نماز ضائع ہو جاتی ہے۔ واللہ أعلم.

② مکروہ حرکات: ان سے نماز باطل نہیں ہوتی' البتہ یہ ناپسندیدہ ہیں' ان سے نمازی کے خشوع وخضوع میں فرق آتا ہے' جس سے ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے' مثلاً: نماز میں بلاضرورت کپڑے درست کرتے رہنا اور عادتاً ڈاڑھی کو کھجلاتے رہنا وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ فِي الصَّلاَةِ لَشُغْلاً] ''بے شک نماز میں ایک اور ہی مشغولیت ہے۔'' (صحیح البخاري' العمل في الصلاۃ' حدیث: ۱۱۹۹' وسنن أبي داود' الصلاۃ' حدیث: ۹۲۳) یعنی نماز میں قراءت قرآن' اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغولیت ہوتی ہے' اس لیے کسی اور طرف متوجہ ہونا درست نہیں ہے۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ] ''(ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ) ہم (نماز میں) اپنے کپڑے یا بال نہ سمیٹیں۔'' (صحیح البخاري' الأذان' حدیث: ۸۱۲' وصحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث: ۴۹۰) ہاں ناگزیر ضرورت کے پیش نظر تھوڑی بہت حرکت کی جاسکتی ہے۔

نماز میں جماہی لینا بھی مکروہ حرکت ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [اَلتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ' فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ] ''جماہی آنا شیطان کی طرف سے ہے۔ جب کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے' اسے روکنے کی کوشش کرے۔'' (صحیح مسلم' الزھد' حدیث: ۲۹۹۴) ہاتھوں کی انگلیاں باہم ایک دوسری میں ڈال لینا (تشبیک) بھی مکروہات نماز میں سے ہے۔ حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور پھر (نماز کی غرض سے) مسجد کا ارادہ کر کے نکلے تو اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں مت ڈالے کیونکہ بلاشبہ وہ نماز میں ہے۔'' (سنن أبي داود' الصلاۃ' حدیث: ۵۶۲' ومسند أحمد: ۲۱۴/۴)

③ جائز حرکات: (ا) ضرورت کے مطابق چلنا: رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ ؓ کے لیے دروازہ کھولا تھا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ (سنن أبي داود' الصلاۃ' حدیث: ۹۲۲) یہ اس صورت میں ہے جب دروازہ قبلہ رخ ہو' آپ ﷺ کے حجرے کا دروازہ قبلہ رخ ہی تھا۔ (ب) بچے کو اٹھانا: ابوقتادہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات) نماز پڑھتے تو (اپنی نواسی) امامہ بنت زینب کو اٹھا لیتے۔ جب آپ سجدے میں جاتے تو اسے نیچے اتار دیتے اور جب

کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے تھے۔ (صحيح البخاري' الصلاة' حديث:٥١٦' وصحيح مسلم' المساجد' حديث:٥٤٣) (ج) مہلک و موذی چیز کو ہلاک کرنے کے لیے حرکت کرنا' کوئی سانپ یا بچھو وغیرہ نماز میں نظر آئے تو اسے مار دینا چاہیے' اس سے نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا کیونکہ اگر وہ اسے نہ مارے گا تو پوری نماز میں یکسوئی نہیں رہے گی بلکہ توجہ ادھر ہی رہے گی۔ اور یہ خطرہ دامن گیر رہے گا کہ کہیں وہ مجھے نقصان نہ پہنچا دے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أُقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: اَلْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ] ''دو سیاہ چیزوں کو دوران نماز میں بھی قتل کر ڈالو' یعنی سانپ اور بچھو کو۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:٩٢١' وجامع الترمذي' الصلاة' حديث:٣٩٠) سانپ اور بچھو کے علاوہ دوسرے موذی جانوروں کا بھی یہی حکم ہے۔ (د) نماز میں ضرورت کے مطابق سمجھانے کے لیے اشارہ کرنا اور کن اکھیوں سے دیکھنا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار تھے' ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی' آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو آپ کی تکبیر سنا رہے تھے۔ آپ نے (کن اکھیوں سے) ہماری طرف جھانکا تو ہمیں کھڑے ہوئے پایا' چنانچہ آپ نے ہمیں اشارہ کیا تو ہم بھی بیٹھ گئے۔ (صحيح مسلم' الصلاة' حديث:٤١٣) اس سے معلوم ہوا ایسا کرنا جائز ہے (ر) سوئے ہوئے کو چھونا: ضرورت کے تحت سوئے ہوئے کو چھونا جائز ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے سامنے قبلے کی طرف ہوتے۔ تو جب آپ سجدہ کرنے لگتے' میرا پاؤں دبا دیتے' میں پاؤں سمیٹ لیتی' پھر آپ ﷺ جب کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی۔ (صحيح البخاري' الصلاة' حديث: ٣٨٢' و صحيح مسلم' الصلاة' حديث:٥١٢)

④ مشروع حرکات: وہ حرکات جنھیں کرنا ضروری ہے' مثلاً: اگر امام بے وضو ہو جائے تو اس کی جگہ امام کے پیچھے والا آدمی کھڑا ہوگا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک مجوسی غلام نے ان پر حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا تو انھوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انھیں آگے کر دیا' پھر انھوں نے نماز پڑھائی۔ (صحيح البخاري' فضائل أصحاب النبي' حديث:٣٧٠٠) اسی طرح اگر صف میں سے کوئی آدمی نکل جائے تو صف کے خلل کو

دور کرنے کے لیے قریب قریب ہونا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے: [...... وَ سُدُّوا الْخَلَلَ] ''......اور صف کے خلا کو پورا کرو۔'' (سنن أبي داود' الصلاۃ' حدیث:٦٦٦) اسی طرح اگر امام بھول جائے تو اسے لقمہ دینا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی اور اس میں قراءت کی تو کچھ خلط ہو گیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''تمھیں کس چیز نے روکا تھا (کہ مجھے بتلا دیتے)۔'' اسی طرح نماز میں آگے سے گزرنے والے کو مقدور بھر روکنا چاہیے اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کرنی چاہیے جیسا کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جب تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف نماز پڑھ رہا ہو جو اس کے لیے لوگوں سے سترہ ہو اور کوئی اس کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اس کے سینے کے آگے ہاتھ کر کے اسے روکنے کی کوشش کرے اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے' بلاشبہ وہ شیطان ہے۔''

(صحیح البخاري' الصلاۃ' حدیث:٥٠٩' وصحیح مسلم' الصلاۃ' حدیث:٥٠٥)

معلوم ہوا مندرجہ بالا مختلف قسم کی حرکات میں سے بعض ایسی ہیں جن کے سرزد ہونے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور بعض ایسی ہیں جن سے نماز باطل تو نہیں ہوتی' البتہ وہ مکروہ ہو جاتی ہے۔ نیز بعض حرکات جائز ہیں اور بعض مشروع۔ ان میں سے کسی بھی حرکت پر سجدۂ سہو نہیں ہے۔ واللہ أعلم.

تیسری صورت: نماز کے دوران میں کھانا پینا۔ علامہ ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کا اجماع ہے کہ جو شخص نماز میں جان بوجھ کر کھاتا پیتا ہے' اسے نماز دہرانی ہوگی' البتہ نماز میں بھول کر کھانے پینے کے متعلق اختلاف ہے۔ عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر وہ بھول کر نماز میں کچھ پی لے تو وہ اپنی نماز مکمل کرے اور آخر میں سہو کے دو سجدے کرے اور اگر اس نے جان بوجھ کر پیا ہے تو وہ نماز دہرائے۔ امام اوزاعی اور اصحاب رائے بھول کر کھانے پینے والے کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک عطاء رحمہ اللہ کے موافق ہے۔ مزید دیکھیے: (الأوسط لابن منذر:٣/٢٣٨)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [إِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ] ''بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے غلطی' بھول اور وہ گناہ معاف کر دیے ہیں جن پر انھیں

زبردستی مجبور کیا گیا ہو۔'' (سنن ابن ماجہ، الطلاق، حدیث:۲۰۴۵)

* **اقوال کا اضافہ:** اس کی بھی تین صورتیں ہیں۔ **پہلی صورت:** اضافہ نماز کی جنس سے ہو مثلاً: رکوع یا سجدے میں قراءت کرنا، قیام میں تشہد پڑھنا وغیرہ۔ اگر جان بوجھ کر ایسا کرے گا تو یہ حرام ہے اور اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر بھول کر ایسے کر لے تو ایک رائے کے مطابق اس کے لیے سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ''جب آدمی (نماز میں) اضافہ یا کمی کر دے تو وہ دو سجدے کرے۔'' (صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۵۷۲) جبکہ شیخ ابن باز ؒ کا موقف اس سے قدرے مختلف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ ذکر اس نے کسی واجب کی جگہ پڑھا ہے اور اصل واجب کو چھوڑ دیا ہے، جیسے رکوع یا سجدے میں تسبیحات کے بجائے قراءت کر لی اور تسبیحات نہ پڑھیں تو ترک واجب کی بنا پر سجود سہو واجب ہوں گے۔ اگر تسبیحات بھی پڑھی ہیں تو پھر سجود سہو واجب نہیں۔ (مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعة لابن باز:۲۷۰/۱۱)

دوسری صورت: نماز مکمل کرنے سے پہلے ہی سلام پھیر دینا۔ اگر اس نے جان بوجھ کر سلام پھیرا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر بھول کر ایسا ہوا اور بہت زیادہ دیر ہو گئی ہو، مثلاً: ایک دن یا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد یاد آیا یا وضو ٹوٹ گیا تو پھر بھی نماز باطل ہو جائے گی، چنانچہ وہ نماز دہرائے۔ اگر جلدی یاد آ گیا تو وہ نماز مکمل کرے اور سلام پھیرے، پھر سہو کے سجدے کرے، بعد ازاں سلام پھیرے۔ (اللباب في فقه السنة والكتاب، ص:۱۹۰)

تیسری صورت: کلام نماز کی جنس سے نہ ہو۔ اگر اس نے جان بوجھ کر کلام کیا ہو اور اسے نماز میں کلام کے حرام ہونے کا علم تھا تو بالاجماع اس کی نماز باطل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ] ''بے شک اس نماز میں لوگوں کی عام بات چیت جائز نہیں ہے۔ اس میں تسبیح اور تکبیر ہوتی ہے اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔'' (صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۵۳۷، و سنن أبي داود، الصلاة، حدیث:۹۳۰، و سنن النسائي، السهو، حدیث:۱۲۱۸) اگر بھول کر یا عدم علم کی بنا پر کلام کیا ہو تو راجح

بات یہی ہے کہ اس کی نماز صحیح ہوگی اور اس پر سجود سہو لازم نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ کو نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا تھا جبکہ انھوں نے عدم علم کی وجہ سے نماز میں کلام کر لیا تھا۔ دیکھیے (حوالۂ مذکور)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز میں بھول کر کلام کرنے والا اور وہ شخص جسے یہ گمان ہو کہ وہ نماز میں نہیں ہے' اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ یہی سلف و خلف جمہور علماء کا موقف ہے۔ ابن عباس' عبداللہ بن زبیر' عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم' عطاء' حسن' شعبی' قتادہ' اوزاعی' مالک' شافعی' احمد اور تمام محدثین کرام رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ (شرح صحيح مسلم للنووي: ۹۹/۵' تحت حديث: ۵۷۴)

اسی طرح بلا اختیار کلام ہو جائے یا کسی کو کلام پر مجبور کر دیا جائے' اور ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے' تو اس صورت میں بھی راجح بات یہی ہے کہ اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔

* **کیا اصلاح نماز کے لیے کلام جائز ہے؟:** نماز کی اصلاح کے لیے کلام کرنے کے بارے میں مختلف آراء و نظریات پائے جاتے ہیں۔ جمہور کہتے ہیں کہ اگر نماز میں کلام اصلاح نماز کے لیے ہو اور سبحان اللہ سے متنبہ کرنا ممکن نہ ہو تو یہ جائز ہے' اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ علامہ حلال اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ احناف کا بھی یہی موقف ہے۔ بعض کے نزدیک امام کی نماز فاسد نہیں ہوگی جبکہ مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ دلائل کی روشنی میں راجح موقف یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ یہ کلام الناس ہے۔

امام ابن منذر فرماتے ہیں: اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو آدمی نماز میں جان بوجھ کر کلام کرتا ہے جبکہ اس کا ارادہ نماز ہی کی اصلاح کیوں نہ ہو تو اس کی نماز فاسد ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''نماز میں لوگوں کے کلام میں سے کوئی بات چیت درست نہیں ہے۔ بے شک نماز میں تسبیح اور تکبیر ہوتی ہے اور قرآن پڑھا جاتا ہے۔'' (صحيح مسلم' المساجد' حديث: ۵۳۷) اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے۔ ہم میں سے ہر کوئی اپنے پہلو والے ساتھی سے کلام کر لیتا تھا حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ ''اور اللہ کے لیے فرماں بردار ہو کر کھڑے رہو۔'' تو ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا اور کلام کرنے سے روک دیا گیا۔ (صحيح البخاري'

العمل في الصلاة' حدیث:۱۲۰۰' و صحیح مسلم' المساجد' حدیث:۵۳۹)

② کمی: نماز میں کمی کی بھی تین صورتیں ہیں' پہلی صورت: رکن کی کمی۔ اگر نمازی نے اپنی نماز میں کسی رکن کی کمی کر دی اور وہ رکن تکبیر تحریمہ ہے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوتی' عمداً چھوڑے یا بھول کر۔ اور اگر تکبیر تحریمہ کے علاوہ کوئی اور رکن ہے اور اسے جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو اس کی نماز باطل ہوگی' اگر بھول کر چھوڑا ہے تو اس کی تین حالتیں ہیں:

① اگر دوسری رکعت کی قراءت شروع کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ واپس لوٹے اور چھوڑے ہوئے رکن اور اس کے مابعد کو ادا کرے' اس لیے کہ رکن ساقط ہونے کی صورت میں سجدۂ سہو کفایت نہیں کرے گا۔ اگر علم ہونے کے بعد بھی نہیں لوٹے گا تو اس کی نماز باطل ہوگی۔ دیکھیے: (حاشية الروض المربع على زاد المستقنع:۱۶۲/۲)

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر دوسری رکعت میں اسی جگہ پہنچنے سے پہلے یاد آ جائے جہاں پہلی رکعت میں بھولا تھا اور کوئی رکن چھوڑ گیا تھا' تو اسی وقت واپس پلٹ آئے اور اسے اور اس کے بعد والے رکن کو مکمل کرے' یہ ضروری ہے۔ دیکھیے: (المختارات الجلية من المسائل الفقهية' ص:۴۷'۴۸)

② اگر دوسری رکعت میں قراءت شروع کرنے کے بعد یاد آئے تو پہلی وہ رکعت باطل ہو جائے گی جس میں رکن ترک کیا ہو اور دوسری رکعت اس کے قائم مقام ہوگی۔ (حاشية الروض المربع:۱۶۹/۲) اس کے متعلق دوسرا قول یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت میں اسی جگہ پہنچ کر اسے یاد آئے تو اس صورت میں اس کی دوسری رکعت اس رکن کے بدلے میں ہوگی جو اس نے ترک کیا تھا' لہٰذا دوسری رکعت شمار نہیں ہوگی۔ (إرشاد أولی البصائر' ص:۴۹)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی مثال یہ بنے گی کہ ایک شخص پہلی رکعت میں ایک سجدہ کرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا' نہ بیٹھا اور نہ دوسرا سجدہ کیا۔ جب قراءت شروع کی تو اسے یاد آیا کہ وہ دو سجدوں کے درمیان نہیں بیٹھا اور نہ اس نے دوسرا سجدہ کیا ہے تو وہ اسی وقت واپس پلٹ آئے اور دو سجدوں کے مابین بیٹھے اور دوسرا سجدہ کر کے اپنی باقی ماندہ نماز مکمل کرے اور سلام کے بعد سجدۂ سہو کر لے۔ دوسری

- رکعت میں اسی جگہ پہنچ کر یاد آنے والے کی مثال یہ ہے کہ پہلی رکعت میں وہ ایک سجدے کے بعد اٹھا اور دوسرا سجدہ نہ کیا اور نہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھا لیکن اسے دوسری رکعت میں دو سجدوں کے درمیان یاد آیا یا دوسرے سجدے میں یاد آیا تو اس حالت میں اس کی دوسری رکعت پہلی شمار ہوگی اور وہ اپنی نماز میں ایک رکعت مزید پڑھے گا' پھر بعد میں سجدۂ سہو کرے گا۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: (الشرح الممتع علی زاد المستقنع: ۳/ ۴۵۹-۵۲۳)

③ اگر کوئی رکن رہ جائے اور سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے تو یہ مکمل رکعت چھوڑنے ہی کی طرح ہے' چنانچہ وہ ایک رکعت پڑھے اور سہو کے دو سجدے کرے۔ ہاں' اگر چھوڑا ہوا رکن آخری تشہد ہو یا سلام' تو پھر وہ اسے ہی ادا کرے اور سہو کے دو سجدے کرے۔ (حاشیة الروض المربع: ۲/ ۱۶۳' والأوسط لابن المنذر: ۳/ ۳۱۹)

دوسری صورت: اگر نماز کے واجبات میں سے اس نے کوئی واجب جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو نماز باطل ہوگی' اگر بھول کر رہ جائے اور ابھی دوسرے رکن تک نہیں پہنچا تو وہ اسے ادا کرے۔ اگر دوسرے رکن میں پہنچنے کے بعد یاد آئے تو وہ اپنی نماز جاری رکھے اور سلام پھیرنے سے قبل سجود سہو کرے' مثلاً: ایک آدمی سجدے میں [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى] کہنا بھول گیا۔ اگر اسے سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے سے یاد آ جائے تو پڑھ لے اور اگر دوسرے سجدے میں یا سر اٹھانے کے بعد یاد آئے تو وہ اپنی نماز جاری رکھے اور سلام سے پہلے دو سجدے کر لے۔

تیسری صورت: اگر نمازی سے کوئی سنت رہ جائے تو اس پر سجود سہو نہیں ہوں گے اور نہ نماز باطل ہوگی۔

④ شک: سجود سہو کے اسباب میں سے تیسرا سبب شک ہے۔ زیادتی اور نقصان میں تردد کو شک کہتے ہیں۔ نماز میں اگر شک ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں: ○ جب شک ہو اور انسان متردد ہی رہے اور کسی چیز کا ظن غالب نہ ہو۔ ○ جب کوئی شک ہو مگر کوشش اور غور و فکر کے بعد کسی صورت کا تعین اور اس کا ظن غالب حاصل ہو جائے۔

* جب کوئی شک ہو اور انسان متردد ہی رہے: اس صورت میں نبئ اکرم ﷺ کی تعلیمات یہ ہیں کہ کم از کم پر یقین کرتے ہوئے نماز مکمل کرے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا:[إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى؟ ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا؟ فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتَهُ وَ إِنْ كَانَ صَلَّى إِتْمَامًا لِأَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيمًا لِّلشَّيْطَانِ] ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور اسے یاد نہ رہے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں، تین یا چار؟ تو اسے چاہیے کہ شک کو چھوڑ دے اور یقین پر انحصار کرے، پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے۔ اگر اس نے پانچ رکعات پڑھی ہیں تو یہ سجدے اس کی زائد رکعت کو دوگانہ بنا دیں گے اور اگر اس نے چار پوری پڑھی ہیں تو یہ سجدے شیطان کی تذلیل و رسوائی کا باعث بنیں گے۔'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث:۵۷۱، و مسند أحمد:۷۲/۳)

✱ جب شک ہو جائے مگر کوشش اور غور وفکر کے بعد کسی جانب کا ظن غالب ہو جائے:

جب نمازی کو شک ہو جائے اور شک کے دو پہلوؤں میں سے ایک پہلو راجح ہو جائے تو اسے چاہیے کہ غالب ظن پر عمل کرے، آخر میں سلام پھیر کر دو سجدے کرے اور پھر سلام پھیرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: [إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ، فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ] ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو اسے چاہیے کہ صحیح صورت تلاش کرے اور اسی کے مطابق اپنی نماز مکمل کرے اور سلام پھیرے، پھر دو سجدے کر لے۔'' (صحيح البخاري، الصلاة، حديث:۴۰۱)

علاوہ ازیں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے میں شک ہو تو رکوع سے پہلے سورۂ فاتحہ پڑھ لی جائے۔ اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں! اگر وہ رکوع میں چلا گیا ہے یا دوسری رکعت شروع کر لی ہے اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کا اسے یقین ہو جائے تو وہ ایک رکعت دوبارہ پڑھے اور سلام کے بعد سجود سہو کرے، پھر سلام پھیرے۔

نماز کی ادائیگی کے بعد اگر ''التحیات'' کے متعلق شک پڑ جائے تو ادائیگی کے بعد لاحق ہونے والے شک کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ عام طور پر انسان نماز کے واجب وارکان ان کے مقام ہی پر ادا کرتا ہے۔ جب نماز کے دوران میں شک ہو تو یقین پر بنا کرتے ہوئے عبادت کے لیے محتاط طریقہ اختیار کیا جائے

گا لیکن سلام کے بعد پیدا ہونے والا شک قابل التفات نہیں۔ واللہ أعلم.

* **نماز میں شکوک وشبہات:** نماز ام العبادات ہے' اس میں مکمل یکسوئی ہونی چاہیے' نماز پڑھنے سے پہلے دل ودماغ کو مکمل طور پر اللہ کے ساتھ ہم کلام ہونے کے لیے متوجہ کر لینا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ] ''بے شک تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ بلاشبہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے۔'' (صحيح البخاري' الصلاة' حديث:۴۰۵ وصحيح مسلم' المساجد' حديث:۵۵۱) لہٰذا نمازی کو وسوسوں اور خیالات سے بچنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ' فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَ وَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ] ''جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے' پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھے اور وہ اپنے دل اور چہرے سے انھی پر متوجہ رہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔'' (صحيح مسلم' الطهارة' حديث:۲۳۴)

خیالات اور وسوسوں سے بچنے کی ظاہری صورت یہ ہے کہ ادھر ادھر نہ دیکھے' دوران نماز میں اپنی نظر کی حفاظت کرے' نماز میں نظر کو سجدے کی جگہ مرکوز رکھے' آیات واذکار کے معانی ومفاہیم پر غور کرے اور اس طرح عبادت کرے کہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہے' یا اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور سمجھے کہ شاید یہ میری آخری نماز ہے' نیز یہ دعا اپنا معمول بنائے: [اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ] ''اے اللہ! اپنا ذکر کرنے' شکر کرنے اور بہترین عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔'' (سنن أبي داود' الوتر' حديث:۱۵۲۲) اس کے باوجود وسوسے اور خیالات آئیں تو اس کے متعلق شریعت نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے کہ [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ] پڑھ کر تین مرتبہ بائیں جانب تھوتھو کر دیں۔ (صحيح مسلم' السلام' حديث: ۲۲۰۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (الأعراف۷:۲۰۰) ''اور اگر شیطان کی طرف سے تمھارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگو' بے شک وہ سننے والا' جاننے والا ہے۔''

* **پہلا تشہد چھوٹ جائے تو؟:** اگر نمازی درمیانی تشہد چھوڑ دے اور اسی وقت اٹھنے سے پہلے یاد آ جائے تو وہ بیٹھ کر اسے پڑھے اور اس پر کچھ اور لازم نہیں' اس لیے کہ اس نے نماز میں کوئی کمی بیشی نہیں

کی۔ اگر اٹھتے ہوئے یاد آیا مگر ابھی مکمل کھڑا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور اس پر سجود سہو لازم نہیں، اگر وہ مکمل کھڑا ہو گیا تو واپس نہ پلٹے بلکہ اپنی نماز جاری رکھے اور آخر میں دو سجدے کر لے۔

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے اور درمیانی تشہد کے لیے نہ بیٹھے، جب نماز مکمل کر چکے تو آپ نے سلام سے پہلے دو سجدے کیے۔ (صحیح البخاري، السھو، حدیث: ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۷۰) اگر اسے علم ہو کہ سیدھا کھڑا ہونے کے بعد لوٹنا حرام ہے لیکن پھر بھی لوٹ گیا تو اس کی نماز باطل ہو گئی کیونکہ اس نے مفسد نماز کام کا ارتکاب کیا ہے۔ واللہ أعلم. اس مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (الأوسط لابن المنذر: ۳/ ۲۸۷-۲۹۱)

* سجود سہو سلام سے پہلے کیے جائیں یا بعد میں؟: اس مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس کے متعلق اہل علم کے آٹھ اقوال نقل کیے ہیں:

① سجود سہو ہر حال میں سلام کے بعد کیے جائیں گے۔ (یہ احناف کا موقف ہے جس پر ان کا اپنا عمل بھی نہیں ہے، بلکہ ان کا موجودہ عمل [أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ] تک تشہد پڑھ کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد سجود سہو کر کے ازسر نو پورا تشہد يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ تک پڑھنے کا ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔)

② سلام سے پہلے کیے جائیں۔ یہ شوافع کا موقف ہے۔

③ کمی اور بیشی میں فرق کیا جائے گا، اضافے کی صورت میں سجود سہو سلام کے بعد کیے جائیں گے اور کمی کی صورت میں پہلے (یہ امام مالک کا ایک قول ہے، نیز اصحاب مالک کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے۔)

④ ہر حدیث پر اسی طرح عمل کیا جائے گا جس طرح کہ نبی ﷺ سے وارد ہوئی ہے اور جس کے متعلق کچھ بھی وارد نہیں وہاں سجود سہو سلام سے پہلے کیے جائیں گے۔ (یہ حنابلہ کا موقف ہے۔)

⑤ ہر حدیث پر بعینہٖ عمل کیا جائے گا، مثلاً: آپ ﷺ نے چار کے بجائے دو یا تین رکعات کے بعد سلام پھیر دیا۔ اس حالت میں آپ نے سلام کے بعد سجدے کیے۔ اور تشہد اول چھوٹنے کی صورت میں آپ نے سجدے پہلے کیے، لہٰذا ایسی صورتوں میں آپ کے اسوہ کو اپنایا جائے گا۔ اور جس کے متعلق

نبی ﷺ کی سنت سے کچھ بھی نہیں ملتا' وہاں کمی کی صورت میں سلام سے پہلے سجدے کیے جائیں گے اور اضافے کی صورت میں سلام کے بعد۔

⑥ نمازی کو اگر شک ہو جائے اور غور وفکر کے بعد کوئی جانب قابل ترجیح نہ ہو تو سجدے سلام سے پہلے اور اگر تحری کے بعد کوئی پہلو راجح ہو جائے تو سجدے سلام کے بعد کیے جائیں گے۔

⑦ بھولنے والے کو اختیار ہے' اگر چاہے تو وہ سجدے سلام سے پہلے کر لے اور اگر چاہے تو بعد میں (امام مالک سے منقول ان کا یہ دوسرا موقف ہے۔)

⑧ دو مواقع کے علاوہ ہر جگہ سجود سہو سلام کے بعد کیے جائیں گے۔ دو موقعوں پر بھولنے والا اختیار رکھتا ہے' چاہے سلام سے پہلے سجدے کر لے' چاہے بعد میں۔ پہلا موقع جبکہ دو رکعتوں کے بعد تشہد نہ بیٹھے' سیدھا کھڑا ہو جائے۔ اور دوسرا' جبکہ اسے شک ہو دو' تین یا چار' کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو وہ کم از کم پر بنا کرے۔ ان دونوں صورتوں میں وہ بااختیار ہے۔ اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے۔ (نیل الأوطار: ۱۲۶/۳' ۱۲۷) (واضح رہے اہل ظاہر صرف انھی مقامات پر سجود سہو کی مشروعیت کے قائل ہیں جہاں نبی ﷺ سے سہو ثابت ہے۔ اس کے علاوہ کسی موقع پر وہ سجود سہو کے قائل نہیں۔)

اہل علم کا یہ اختلاف صرف افضلیت میں ہے۔ ویسے کمی بیشی کی صورت میں سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں یا بعد میں' ہر دو صورتوں میں کفایت کر جائیں گے اور نماز فاسد نہیں ہوگی۔

البتہ راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ اسی طرح عمل کیا جائے جیسا کہ نبی ﷺ کے اقوال اور افعال کا تقاضا ہے' جہاں سجود سہو سلام سے پہلے کرنے کی قید ہے' وہاں سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں اور جہاں سجدے سلام کے بعد کرنے کی تقیید ہے' وہاں سلام کے بعد کیے جائیں اور جس کے متعلق کوئی قید وارد نہیں ہوئی وہاں بھولنے والے کو اختیار ہے' چاہے سلام سے پہلے کر لے یا بعد میں' جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ''جب آدمی نماز میں اضافہ کر دے یا کمی تو وہ دو سجدے کرے۔'' (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ۵۷۲) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار: ۱۱۶/۳-۱۲۸)

* سجود سہو کے بعد تشہد پڑھنا اور سلام پھیرنا: اس کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے۔ راجح یہی

ہے کہ سجدوں کے بعد سلام تو پھیرے گا لیکن تشہد نہیں بیٹھے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے:[بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَشَهَّدْ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ] ”سہو کے سجدوں کے بعد پھر تشہد نہ پڑھے۔“ اور اس کے تحت تعلیقاً یہ اثر نقل کیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ اور حسن نے سلام پھیرا (یعنی سجود سہو کے بعد) اور تشہد نہیں پڑھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے اس اثر کو موصولاً بھی بیان کیا ہے۔ دیکھیے: (عمدة القاري:۷/۴۵۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا' پھر ذوالیدین کے دریافت کرنے کے بعد آپ نے دو رکعتیں اور پڑھائیں اور پھر دو سجدے کیے۔ حضرت عمران بن حصین کی روایت میں ہے کہ آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔ (صحيح البخاري' الصلاة' حديث:۴۸۲' وصحيح مسلم' المساجد' حديث: ۵۷۴)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سجود سہو کے بعد سلام ہے' تشہد نہیں بلکہ کسی بھی صحیح حدیث میں سجود سہو کے بعد تشہد کا ذکر نہیں۔ بعض روایات میں سجود سہو کے بعد تشہد کا ذکر ہے لیکن وہ ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔ واللّٰه أعلم.

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سجود سہو میں سلام پھیرنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لیکن میرا نہیں خیال کہ ان میں تشہد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ اس کے متعلق تین احادیث مروی ہیں' ان تمام کے متعلق اہل علم نے کلام کیا ہے' ان میں سب سے اچھی سند والی روایت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی ہے۔ (اس میں صرف سلام ہی کا ذکر ہے۔) دیکھیے: (الأوسط:۳/۳۱۶' ۳۱۷)

* **ایک نماز میں کئی بار سہو ہو جائے تو؟:** ایک نماز میں دو یا دو سے زیادہ مرتبہ سہو ہو جائے تو پھر بھی آخر میں صرف دو سجدے ہی کیے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:[سَجْدَتَا السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ تُجْزِئَانِ مِنْ كُلِّ زِيَادَةٍ وَ نُقْصَانٍ] ”نماز میں سہو کے دو سجدے ہر کمی بیشی سے کفایت کر جائیں گے۔“ (صحيح الجامع الصغير:۱/۶۷۸' رقم:۳۶۲۶' وسلسلة الأحاديث الصحيحة: ۵۱۰/۴' والسنن الكبرىٰ للبيهقي: ۲/۳۴۶)

امام البانی رحمہ اللہ نے اس کے لیے سنن ابوداود کی روایت بطور شاہد پیش کی ہے جسے انھوں نے حسن قرار

دیا ہے۔[لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ] ''ہر سہو کے لیے سلام کے بعد (صرف) دو سجدے ہی ہیں۔'' دیکھیے:(صحيح سنن أبي داود (مفصل):۴/۲۰۱' رقم:۹۵۴)

ابن قدامہ فرماتے ہیں:[لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ] میں لفظ سہو اسم جنس ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ نماز جس میں سہو (ایک یا زیادہ دفعہ) ہو جائے تو اس میں دو ہی سجدے ہیں۔ (المغني:۱/۷۲۹' مسألة:۹۲۶)

نبی ﷺ کا فرمان ہے:[إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ''جب تم میں سے کوئی (نماز میں) بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے۔'' (صحيح مسلم' المساجد' حديث:۵۷۲/۹۲)

حدیث ذوالیدین سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ سے ایک ہی نماز میں ایک سے زیادہ سہو ہوئے لیکن آپ نے صرف دو سجدے ہی کیے۔ آپ نے نماز مکمل ہونے سے پہلے ہی سلام پھیر دیا' پھر آپ چلے بھی اور کلام بھی کیا۔ ایک سے زیادہ کام ہونے کے باوجود آپ نے دو سجدے ہی کیے۔

علامہ عبیداللہ مبارکپوری ؒ حدیث ذوالیدین کی شرح میں رقمطراز ہیں: بار بار سہو ہونے کی وجہ سے سجدے مکرر نہیں کیے جائیں گے' اگرچہ سہو کی جنس مختلف ہو جائے' اس لیے کہ نبی ﷺ نے کلام بھی کیا' بھول کر چلے بھی' سلام بھی پھیرا لیکن سجدے صرف دو کیے۔ امام ابن ابی شیبہ ؒ نے امام نخعی اور امام شعبی ؒ سے روایت کیا ہے کہ بلاشبہ ہر سہو کے لیے صرف دو سجدے ہیں۔ دیکھیے:(مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح' الصلاة' باب سجود السهو:۲/۳۷)

علامہ ابن منذر ؒ فرماتے ہیں: اہل علم کا اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ نمازی اپنی نماز میں بار بار بھولے تو کیا کرے؟ ایک جماعت کا قول ہے کہ تمام غلطیوں (سہو و نسیان) سے دو سجدے ہی کافی ہیں۔ یہ قول امام نخعی، امام مالک، امام لیث بن سعد، امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد ؒ اور اصحاب الرائے کا ہے اور حسن بصری ؒ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

دوسری جماعت کے نزدیک جس شخص کو دو مرتبہ مختلف قسم کا سہو ہو جائے تو وہ ہر سہو کے بدلے دو دو سجدے کرے۔ یہ اوزاعی کا قول ہے۔ ابن ابی حازم فرماتے ہیں: جب آدمی کو ایک ہی نماز میں دو مرتبہ سہو ہو جائے۔ ایک وہ جس کے لیے سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں (مثلاً: تشہد اول چھوٹ جائے یا

شک پڑ جائے اور انسان متردد ہی رہے) اور دوسرا وہ جس میں سجدے سلام کے بعد کیے جائیں (مثلاً: دو رکعتوں پر سلام پھیر دینا وغیرہ) تو وہ دو سجدے سلام سے پہلے کرے اور دو سجدے سلام کے بعد کرے۔ مزید دیکھیے: (الأوسط لابن المنذر: ۳/ ۳۱۷، ۳۱۸)

علامہ ابن عثیمین اپنے رسالہ "في سجود السهو" میں فرماتے ہیں کہ جب آدمی پر دو سہوا کٹھے ہو جائیں' ان میں سے ایک کا محل سلام سے پہلے ہو اور دوسرے کا سلام کے بعد' تو اہل علم فرماتے ہیں کہ وہ سلام سے پہلے ہی سجدے کرے۔ دلائل کی رو سے یہی راجح ہے کہ نماز میں اگر ایک یا زیادہ مرتبہ سہو و نسیان ہو جائے تو اس کے لیے بار بار سجدے نہیں کیے جائیں گے بلکہ صرف دو سجدے کفایت کر جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ (اور یہی موقف راجح ہے۔ واللہ اعلم۔)

* امام کو لقمہ دینا: اگر امام نماز میں قراءت کرتے ہوئے بھول جائے تو اسے لقمہ دینا درست ہے، اس سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ سجود سہو کرنے پڑیں گے۔ بعض احناف لقمہ دینے کے قائل نہیں' ان کے ہاں اگر امام بھول جائے تو صرف سجدۂ سہو ہی کافی ہے۔ حضرت مسور بن یزید مالکی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے نماز میں قراءت فرمائی اور اس میں سے کچھ آیات چھوٹ گئیں جنھیں آپ نے تلاوت نہیں فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو نے مجھے یاد کیوں نہ کرا دیں؟" نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی اور اس میں قراءت کی تو کچھ خلط ہو گیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت أبي رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟" انھوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: "تو تمھیں کس چیز نے روکا تھا (کہ مجھے بتا دیتے)۔" (سنن أبي داود' الصلاة' حديث: ۹۰۷)

بشری تقاضوں کے تحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قراءت میں کچھ بھول ہوئی جس سے ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشیریت کا اثبات ہوا' دوسرا آپ کا بھولنا امت کے لیے تعلیم وتشریع کا ذریعہ بن گیا۔

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں حدیثیں لقمہ دینے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور جواز لقمہ کو اس شرط کے ساتھ مقید کرنا کہ امام اتنی قراءت کرتے ہوئے بھول جائے جو واجب

ہے (تین آیات) اور رکعت آخری ہو۔ یہ قول بلا دلیل ہے۔ دلائل سے مطلقاً لقمہ دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے، خواہ بقدر واجب قراءت میں بھولے یا زیادہ میں، اور لقمہ دینے کی دو صورتیں ہیں: ① جہری نماز میں اگر قراءت میں بھول جائے تو مقتدی بھولی ہوئی آیت امام کو بتلا دے۔ ② اگر قراءت کے علاوہ بھولا ہو، مثلاً: سجدہ یا قعدہ وغیرہ، مقتدی اگر مرد ہو تو امام کو سبحان اللہ کہہ کر اطلاع دے اور اگر عورت ہو تو تالی بجائے۔ مزید دیکھیے: (عون المعبود: ۱۷۶/۳، تحت حدیث: ۹۰۷)

بعض فقہاء کی کتب میں بھی اس کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔ شرح وقایہ میں عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ لکھتے ہیں: [وَ فَتْحُهُ عَلٰى غَيْرِ إِمَامِهِ إِنَّمَا قَالَ عَلٰى غَيْرِ إِمَامِهِ لِأَنَّ فَتْحَهُ عَلٰى إِمَامِهِ لَا يُفْسِدُ، قَالَ بَعْضُ الْمَشَايِخِ: إِذَا قَرَأَ إِمَامُهُ مِقْدَارَ مَا يَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ أَوِ انْتَقَلَ إِلٰى آيَةٍ أُخْرٰى فَفَتَحَ تَفْسُدُ صَلَاةُ الْفَاتِحِ وَ إِنْ أَخَذَ الْإِمَامُ مِنْهُ تَفْسُدُ صَلَاةُ الْإِمَامِ أَيْضًا وَبَعْضُهُمْ قَالُوا لَا تَفْسُدُ فِي شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ وَ سَمِعْتُ أَنَّ الْفَتْوٰى عَلٰى ذٰلِكَ] ''اور اپنے امام کے علاوہ غیر کو لقمہ دینا (صاحب وقایہ نے) اپنے امام کے علاوہ اس لیے کہا کہ اپنے امام کو لقمہ دینا نماز کو فاسد نہیں کرتا اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ جب امام اتنی قراءت کر لے جس سے نماز جائز ہے (یعنی تین آیات) یا دوسری آیت کی طرف منتقل ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر امام نے اس کا لقمہ لیا تو امام کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی اور بعض مشائخ نے کہا کہ ان میں سے کسی شے میں بھی نماز فاسد نہیں ہو گی اور (شارح فرماتے ہیں) میں نے (اپنے مشائخ سے) سنا ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے۔'' (شرح الوقاية، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱۹۰/۱) شرح وقایہ کے حاشیے پر بھی مولانا عبدالحق نے سنن ابوداود کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام کو لقمہ دینا جائز ہے۔

جو لوگ لقمہ دینے کے قائل نہیں ان کی دلیل سنن ابی داود کی حدیث ہے جسے ابو اسحاق نے حارث سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: [يَا عَلِيُّ! لَا تَفْتَحْ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ] ''اے علی! نماز میں امام کو لقمہ مت دو۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ۹۰۸)

امام ابوداود اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ابو اسحاق نے حارث سے صرف چار

احادیث سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے' نیز اس کی سند میں حارث اعور ہے جسے اکثر ائمہ نے کذاب کہا ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی صحیح مسلم کے مقدمے میں اس پر کذب بیانی کا حکم لگایا ہے۔ مزید دیکھیے: (تهذيب التهذيب: ۱۲۶/۲) لہٰذا اس سخت ضعیف روایت کو لقمہ دینے کے عدم جواز پر دلیل بنانا درست نہیں۔ صحیح اور راجح بات وہی ہے جو دلائل سے ثابت شدہ ہے کہ امام کو لقمہ دینا جائز ہے۔ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ و الله أعلم.

* کیا غیر نمازی نمازی کو لقمہ دے سکتا ہے؟: اس کی بابت صحیح اور درست موقف یہ ہے کہ وہ شخص جو نماز سے باہر ہے' وہ نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے سکتا ہے اور نماز پڑھنے والا بھی اس کا لقمہ قبول کر سکتا ہے۔ اس سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مدینے میں تشریف لائے تو انصار سے اپنے ننھیال یا (فرمایا) اپنے ماموؤں پر اترے اور سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے' اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا آپ کو پسند تھا' پہلی نماز جو آپ نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھی وہ نماز ظہر ہے۔ اور آپ کے ساتھ ایک جماعت نے نماز پڑھی۔ ان میں سے ایک آدمی نماز سے فارغ ہونے کے بعد نکلا اور ایک (دوسری) مسجد والوں کے پاس سے گزرا' وہ رکوع کی حالت میں تھے۔ اس نے کہا: میں اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دیتا ہوں (اللہ کی قسم!) میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی ہے' چنانچہ مسجد والے رکوع ہی کی حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الإيمان' حديث: ۴۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لقمہ دینے کے لیے نماز میں داخل ہونا شرط نہیں۔ جو شخص نماز میں شامل نہ ہو' لقمہ دے سکتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر نمازی کا تعلیم دینا جائز ہے اور نمازی کا غیر نمازی کے کلام کو سننا اور اس پر عمل کرنا اس کی نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۱/ ۶۵۷' حديث: ۴۰۳)

* اگر امام بھول جائے تو مقتدی بھی سجدہ کریں: اگر امام بھول جائے تو آخر میں سجدۂ سہو کرے گا اور مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدے کریں گے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: [إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ] ''بلاشبہ امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔'' (صحیح

البخاري' الصلاة' حديث:٤٧٨' و صحيح مسلم' الصلاة' حديث:٤١١)

علامہ ابن منذر ؒ فرماتے ہیں: اگر امام بھول جائے' پھر نماز کے آخر میں سہو کے سجدے بھی نہ کرے تو اس کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا موقف یہ ہے کہ جب امام سجدہ نہ کرے تو مقتدی بھی سجدے نہ کرے۔ یہ حسن بصری' عطا بن ابورباح' نخعی' قاسم' حماد بن ابوسلیمان' سفیان ثوری ؒ اور اصحاب الرائے کا قول ہے۔ دوسرے گروہ کا موقف یہ ہے کہ جب امام کو غلطی لگ جائے اور وہ سہو کے سجدے نہ کرے تو لوگ سجدہ کریں گے۔ یہ ابن سیرین' حکم' قتادہ' اوزاعی' مالک' لیث بن سعد' شافعی اور ابوثور کا قول ہے۔ ابوثور فرماتے ہیں: یہ اس لیے کہ یہ چیز (سجود سہو) ان پر واجب ہو گئی ہے' لہٰذا واجب کو ترک کرنے سے ان سے حکم زائل نہ ہوگا' اس لیے کہ فرض اور واجب کو ادا کرنے والے سے وہ فرض یا واجب اس وقت تک زائل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اسے ادا نہ کر لے۔ (الأوسط: ۳۲۲/۳' ۳۲۳) لیکن راجح یہ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دیں۔ اگر امام کو یاد نہ آئے تو مقتدی یاد کرا دیں' پھر امام اور مقتدی مل کر سہو کے دو سجدے کریں۔

* **مقتدی سے غلطی ہو جائے تو سجود سہو کا حکم:** اگر مقتدی سے کوئی سہو ہو جائے تو وہ سجدے نہیں کرے گا کیونکہ وہ اپنے امام کے تابع ہے۔ اگر یہ سجدے کرے گا تو امام کی اقتدا سے نکل جائے گا جبکہ مقتدی کو امام کی پیروی کا حکم ہے جیسا کہ معاویہ بن حکم سلمی ؓ نے نماز میں بھول کر یا عدم واقفیت کی بنا پر کلام کیا لیکن نبی ﷺ نے انھیں سجدے کا حکم دیا نہ نماز لوٹانے کا۔ (صحيح مسلم' المساجد' حديث:٥٣٧) اگر مسبوق' یعنی جو آدمی بعد میں جماعت کے ساتھ شامل ہوا اور اس کی کوئی رکعت رہ گئی' اس کی دو صورتیں ہیں: ① امام کے سلام پھیرنے سے پہلے' یعنی امام کی اقتدا کی حالت میں اگر غلطی ہو جائے تو سجود سہو نہیں کرے گا۔ ② اگر امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق سے غلطی ہو تو اب وہ سہو کے سجدے کرے گا کیونکہ اب وہ امام کی اقتدا سے نکل چکا ہے اور منفرد آدمی کے حکم میں ہے۔

علامہ ابن منذر ؒ فرماتے ہیں: اکثر اہل علم کا یہی قول ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے ہے' اس سے بھول ہو جائے تو اس پر سہو کے سجدے نہیں ہیں۔ ابن عباس ؓ' نخعی' شعبی' مکحول' زہری' مالک' سفیان ثوری' اوزاعی' شافعی' احمد' اسحاق ؒ اور اصحاب الرائے سے اسی طرح مروی ہے' نیز ابو اسحاق نے

اس پر اہل علم کے اجماع کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن مسیب اور حسن بصری سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ دیکھیے: (الأوسط: ۳/۳۲۱)

* **اگر امام کے ذمے سہو کے سجدے ہوں تو کیا مسبوق بھی سجدے کرے گا؟:** اگر امام سے سہو ہو جائے اور امام سلام سے پہلے سجدے کرے تو مسبوق بھی سجدے کرے گا۔ اگر امام نے سجدے سلام کے بعد کیے اور مسبوق بقیہ نماز کے لیے کھڑا ہو گیا تو اس کا حکم اس آدمی جیسا ہے جو پہلے تشہد سے کھڑا ہو، یعنی اگر امام نے اس کے کھڑا ہونے سے پہلے سجدہ کر لیا تو اس کے لیے لوٹنا لازم ہے اور اگر مکمل کھڑا ہو گیا اور قراءت شروع نہیں کی تو وہ لوٹے گا نہیں، اگر لوٹ آئے تو جائز ہے۔ اگر قراءت شروع کر لی تو اس کے لیے لوٹنا درست نہیں، البتہ بقیہ نماز ادا کرنے کے بعد وہ سجدے کرے گا۔ (حاشية الروض المربع: ۲/۱۷۱)
شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلام پھیرنے کے بعد سجدے کرے گا۔ (الشرح الممتع: ۳/۵۲۶)

* **مسبوق امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے اور بقیہ نماز پڑھنا بھول جائے:** اگر مسبوق امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے اور بقیہ نماز پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر بقیہ نماز پڑھے اور سلام کے بعد دو سجدے کرے، پھر سلام پھیر دے۔ اگر اس نے فرض نماز کے بعد نفل نماز شروع کر دی تو اس کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے جسے ابن منذر نے ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کے نزدیک اس نے جو نفل نماز پڑھ لی ہے، وہ لغو ہو جائے گی اور وہ اپنی نماز مکمل کر کے سہو کے دو سجدے کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرض نماز سے ایک رکعت بھول گئے اور نفل نماز شروع کر دی، دوران نماز میں یاد آیا تو انھوں نے فرض نماز سے جو باقی رہتی تھی، وہ پڑھی، پھر بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔ یہ امام حکم اور اوزاعی کا قول ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک اس کی فرض نماز باطل ہو جائے گی۔ کہ وہ نفل میں داخل ہو جائے، اب وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔ حسن بصری، حماد اور امام مالک رحمہ اللہ سے اسی طرح مروی ہے۔ مزید دیکھیے: (الأوسط: ۳/۳۲۴)

* **کیا مسبوق امام کے ساتھ زائد رکعت شمار کرے گا؟:** اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شامل ہو اور امام بھول کر ایک رکعت زائد ادا کر لے تو بعد میں آ کر ملنے والا (مسبوق) اسے اپنی چوتھی رکعت شمار کرے اور امام کے ساتھ سلام پھیر دے کیونکہ اس کی نماز مکمل ہو چکی ہے لیکن امام اس

زائد رکعت میں معذور ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر امام بھول کر پانچ رکعات پڑھا دے تو اس کی نماز صحیح ہے اور جہالت یا سہو کی حالت میں اس کی متابعت کرنے والے کی نماز بھی صحیح ہے۔ لیکن جسے زائد رکعت کا علم ہو اس پر بیٹھنا اور سلام پھیرنا واجب ہے کیونکہ اس حالت میں اس کا اعتقاد ہے کہ اس کے امام کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر اسے خدشہ ہو کہ اس کا امام زائد رکعت ادا کرنے کے لیے اس بنا پر کھڑا ہوا ہے کہ اس کی کسی ایک رکعت میں خلل پیدا ہوا' مثلاً: سورۂ فاتحہ میں کوئی نقص واقع ہو گیا وغیرہ' تو اس حالت میں امام کا انتظار کرے اور جب امام سلام پھیرے تو اس کے ساتھ ہی سلام پھیر دے۔ اگر وہ دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہوا تو اس کے لیے یہ رکعت زائد شمار ہوگی' وہ امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے۔ (مجموع الفتاویٰ للشیخ ابن عثیمین: ۲۰/۱۴)

* کیا نفلی نماز میں غلطی ہو جانے پر سجود سہو کیے جائیں گے؟: فرض نمازوں کی طرح نفل نمازوں میں بھی سجود سہو کے اسباب کی موجودگی میں سجود سہو کرنا مشروع ہیں۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان عام ہے: [إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُم فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ''جب تم میں سے کوئی (نماز میں) بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے۔'' (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ۵۷۲/۹۲)

اور دوسری روایت میں ہے: [إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ''جب آدمی (اپنی نماز میں) کوئی اضافہ یا کمی کرے تو وہ دو سجدے کرے۔'' (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ۵۷۲/۹۶)

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں عنوان قائم کیا ہے: [بَابُ السَّهْوِ فِي الْفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ' وَ سَجَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ وِتْرِهِ] ''فرض اور نفل نماز میں سہو کا بیان' اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے وتر کے بعد دو سجدے کیے۔''

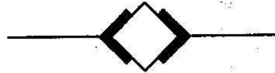
اس کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ] ''بے شک جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہوتا

ہے تو شیطان اس کے پاس آ تا ہے اور اس پر خلط کرتا ہے یہاں تک کہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے‘ چنانچہ جب تم میں سے کوئی یہ صورت حال پائے تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔‘‘ (صحیح البخاري‘ السهو‘ حدیث:۱۲۳۲‘ و صحیح مسلم‘ المساجد‘ حدیث:۳۹۸‘ بعد حدیث:۵۶۹) لہٰذا راجح یہی ہے کہ فرض نماز کی طرح نفل نماز میں بھی غلطی کی صورت میں سجود سہو کیے جائیں گے۔

علامہ ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: جب تمھیں نفل نماز میں شک پڑ جائے تو دو سجدے کرو۔ یہ قول حسن بصری‘ سعید بن جبیر‘ قتادہ‘ سفیان‘ ثوری‘ مالک‘ اوزاعی‘ شافعی‘ احمد اور اصحاب الرائے کا ہے۔ (الأوسط: ۳/۳۲۵‘۳۲۶)

والحمد لله على ذلك

و أسال الله أن ينفعنا بهذا و سائر المسلمين و أن يرزقنا العمل بما يرضاه



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ١٣) - [كِتَابُ السَّهْوِ] (التحفة . . .)

سہو (نماز میں بھولنے) سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ (التحفة ٤٥٤)

باب:۱- جب دو رکعتوں کے بعد (تشہد پڑھ کر) اٹھے تو اللہ اکبر کہے

١١٨٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ التَّكْبِيرِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: يُكَبِّرُ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ، فَقَالَ حُطَيْمٌ: عَمَّنْ تَحْفَظُ هٰذَا؟ فَقَالَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، ثُمَّ سَكَتَ فَقَالَ لَهُ حُطَيْمٌ: وَعُثْمَانُ؟ قَالَ: وَعُثْمَانُ.

۱۱۸۰- حضرت عبدالرحمٰن بن اصم سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں تکبیروں کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: تکبیر (اللہ اکبر) کہے جب رکوع کرے، جب سجدہ کرے، جب سجدے سے سر اٹھائے اور جب دو رکعتوں سے کھڑا ہو۔ حطیم نے ان سے پوچھا کہ یہ بات آپ نے کس سے یاد رکھی ہے؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے، پھر خاموش ہو گئے۔ حطیم نے کہا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی؟ فرمایا: ''ہاں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی۔

فائدہ: تکبیر تحریمہ تو متفق علیہ ہے، نیز اس میں کوئی سستی نہیں کرتا تھا، اس لیے اس کا ذکر نہیں کیا۔ باقی تکبیرات میں بعض ائمہ سستی کر جاتے تھے، اس لیے ان کا ذکر فرما دیا۔

١١٨١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ

۱۱۸۱- حضرت مطرف بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تو وہ ہر جھکنے

١١٨٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٥١، ٢٥٧ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠٢.

١١٨١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٨٣، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠٣.

ابْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَكَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ يُتِمُّ التَّكْبِيرَ، فَقَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ: لَقَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

اور اٹھنے کے وقت پوری تکبیر کہتے تھے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً انھوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد کرادی ہے۔

فائدہ: دیکھیے، حدیث:۱۰۸۳۔

(المعجم ٢) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْقِيَامِ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ (التحفة ٤٥٥)

باب:۲- آخری دو رکعتوں کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرنا

١١٨٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ.

۱۱۸۲- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انھیں اپنے کندھوں کے برابر کرتے تھے جیسا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا۔

فائدہ: یہ رفع الیدین بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے اگرچہ بعض احادیث میں اس کا ذکر نہیں ہے لیکن ہر بات کا ہر حدیث میں ذکر ہونا ضروری نہیں۔ اگر کسی بھی صحیح حدیث میں کسی بات کا ذکر ہو اور وہ اصح روایات کے منافی نہ ہو تو اس پر عمل واجب ہوتا ہے، لہٰذا یہ رفع الیدین بھی سنت ہے، اگرچہ امام شافعی رحمہ اللہ اس کے قائل نہیں۔ اگلی حدیث میں بھی اس رفع الیدین کا اثبات ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، حدیث:۸۷۷ کے فوائد ومسائل)

١١٨٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب منه، ح:٣٠٤، ٣٠٥، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب رفع اليدين إذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، ح:٨٦٢ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح:١١٠٤، وقال: "حسن صحيح"، وتقدم طرفه: ١٠٤٠.

(المعجم ٣) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلْقِيَامِ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ

(التحفة ٤٥٦)

باب:۳-آخری دو رکعتوں کے لیے کھڑے ہونے پر کندھوں کے برابر رفع الیدین کرنا

١١٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ حِذَاءَ الْمَنْكِبَيْنِ.

۱۱۸۳-حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین فرماتے اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو اسی طرح کندھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔(یعنی رفع الیدین فرماتے۔)

فائدہ: رفع الیدین کندھوں تک بھی ہوسکتا ہے' کانوں کے کناروں تک بھی جیسا کہ پیچھے حدیث:۸۷۹ کے فائدے میں ذکر ہو چکا ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَحَمْدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ

(التحفة ٤٥٧)

باب:۴-دوران نماز میں (کسی اہم موقع پر) ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا

١١٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ ابْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَ اللهِ -

۱۱۸۴-حضرت سہل بن سعد ؓ سے مروی ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بنو عمرو بن عوف (اہل قباء) کے درمیان صلح کروانے تشریف لے گئے۔(عصر

١١٨٣ـ [صحيح] أخرجه عبدالرزاق في المصنف: ٢/ ٦٧، والبخاري في جزء رفع اليدين، ح: ٧٧ من حديث المعتمر بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠٥، وصححه ابن حبان(الإحسان): ٣/ ٢٦٠، ٢٧٠، وأبوعوانة: ٢/ ٩١، وأصله متفق عليه، تقدم، ح: ٨٧٩ وغيره.

١١٨٤ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام . . . الخ، ح: ٤٢١ عن محمد بن عبدالله بن بزيع، والبخاري، الأذان، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام . . . الخ، ح: ٦٨٤ من حديث أبي حازم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠٦.

وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ - عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اِنْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّجْمَعَ النَّاسَ وَيَؤُمَّهُمْ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَرَقَ الصُّفُوفَ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ، وَصَفَّحَ النَّاسُ بِأَبِي بَكْرٍ لِيُؤْذِنُوهُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلِمَ أَنَّهُ قَدْ نَابَهُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِمْ، فَالْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيْ كَمَا أَنْتَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «مَا مَنَعَكَ إِذْ أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ تُصَلِّيَ»؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يَّؤُمَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: «مَا بَالُكُمْ صَفَّحْتُمْ إِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ» ثُمَّ قَالَ: «إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِكُمْ فَسَبِّحُوا».

کی) نماز کا وقت ہو گیا تو مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ لوگوں کو اکٹھا کریں اور امامت فرمائیں۔ (نماز شروع ہوتے ہی) رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں آ کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے ابوبکر کو مطلع کرنے کے لیے تالیاں بجانا شروع کر دیں تاکہ انھیں رسول اللہ ﷺ (کی تشریف آوری) کے بارے میں مطلع کریں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر توجہ نہیں فرماتے تھے۔ جب انھوں نے زیادہ ہی تالیاں بجائیں تو ان کی سمجھ میں آیا کہ نماز میں کوئی مشکل پیش آئی ہے۔ انھوں نے توجہ کی تو وہاں رسول اللہ ﷺ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ آپ اپنی حالت میں رہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور آپ کے اس فرمان پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، پھر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے۔ رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”جب میں نے تمھیں اشارہ کر دیا تھا تو پھر تمھیں کس چیز نے نماز پڑھانے سے روکا؟“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے کو لائق اور مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا امام بنتا۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ تم نے تالیاں بجانا شروع کر دیں، تالیاں بجانے کا حکم تو عورتوں کے لیے ہے؟ جب تمھیں نماز میں کوئی مشکل پیش آئے تو سبحان اللہ کہا کرو۔“

فائدہ: اس رفع الیدین سے مراد تکبیر والا رفع الیدین نہیں بلکہ دعا والا رفع الیدین ہے جس میں ہتھیلیوں کا

رخ قبلہ کی بجائے چہرے کی طرف ہوتا ہے۔ یہ روایت پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے فوائد حدیث: ۷۸۵)

(المعجم ٥) - **بَابُ السَّلَامِ بِالْأَيْدِي فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٤٥٨)

باب:۵- نماز میں (اختتام کے موقع پر) ہاتھوں سے سلام کرنا؟

١١٨٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ ابْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ رَافِعُو أَيْدِينَا فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: «مَا بَالُهُمْ رَافِعِينَ أَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْخَيْلِ الشُّمُسِ، أُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ».

۱۱۸۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نماز (کے اختتام پر سلام) میں ہاتھ اٹھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”انھیں کیا ہوا ہے کہ نماز میں ہاتھ اٹھا رہے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں؟ نماز میں سکون اختیار کرو۔“

١١٨٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْقِبْطِيَّةِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَنُسَلِّمُ بِأَيْدِينَا فَقَالَ: «مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ يُسَلِّمُونَ بِأَيْدِيهِمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ؟ أَمَا يَكْفِي أَحَدَهُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلٰى فَخِذِهِ ثُمَّ يَقُولَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ».

۱۱۸۶- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہاتھوں سے سلام کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”انھیں کیا ہوا ہے کہ ہاتھوں سے سلام کر رہے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں؟ کیا انھیں کافی نہیں کہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے رہیں اور (زبان سے) کہہ دیں: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ]

فوائد و مسائل: ① پہلی روایت مختصر ہے، اس میں صرف رفع الیدین کا ذکر ہے۔ یہ دوسری روایت اس کی تفصیل ہے۔ اس میں وضاحت ہے کہ یہ ہاتھ اٹھانا سلام کے وقت تھا۔ ابتدا میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہتے وقت ہاتھ بھی اٹھاتے جیسے کسی دور کھڑے آدمی کو زبان کے ساتھ ہاتھ سے بھی سلام کا اشارہ کر

١١٨٥ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة... الخ، ح: ٤٣٠ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠٧.

١١٨٦ـ أخرجه مسلم، ح: ٤٣١، (انظر الحديث السابق) من حديث مسعر بن كدام به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٠٨.

دیتے ہیں تاکہ اگر سن نہ سکے تو اشارے سے سمجھ جائے۔ اور یہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنا اجتہادی فعل تھا۔ ② بعض احناف نے اس واضح صورت حال کو نظر انداز کر کے دونوں حدیثوں کو الگ الگ کر دیا کہ پہلی روایت میں مطلق رفع الیدین پر انکار کیا گیا ہے اور دوسری روایت میں سلام والے رفع الیدین پر حالانکہ محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز کا بیان ہیں۔ ایک میں اختصار ہے، دوسری میں تفصیل۔ دونوں ایک ہی صحابی سے مروی ہیں۔ سیاق اسی کا مؤید ہے۔ ③ بعض احناف نے دونوں روایات کو ایک تسلیم کرنے کے باوجود یہ کہا ہے: ''بہرحال ہاتھ اٹھانے پر آپ کا اظہار ناراضی اور سکون کا حکم دینا رکوع وغیرہ کے رفع الیدین کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ بھی تو سکون کے منافی ہے۔'' ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ آپ کے یہ الفاظ اور اظہار ناراضی تکبیر تحریمہ، قنوت وتر اور عیدین کے رفع الیدین کے خلاف کیوں نہیں؟ کیا وہ سکون کے منافی نہیں؟ اگر آپ کے یہ الفاظ رکوع وغیرہ کے رفع الیدین کو منسوخ کرتے ہیں تو حضرات اپنی بھی خیر منایئے۔ یہ الفاظ مندرجہ بالا رفع الیدین (جن کے آپ قائل و فاعل ہیں) کو بھی منسوخ کرتے ہیں، پھر تو رفع الیدین کلیتاً منسوخ ہے۔ جہاں وہ تین وہاں ہمارے تین۔ اللہ اللہ خیر سلا۔ ④ حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ صرف سلام کے وقت دائیں طرف ہاتھ اٹھانے (نہ کہ قبلہ رخ) اور بائیں طرف سلام کہتے وقت ہاتھ بائیں طرف اٹھانے کے خلاف ہیں۔ انھی ہاتھ اٹھانے کو گھوڑوں کی دم اٹھانے سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ رکوع وغیرہ کے رفع الیدین کو تو خود احناف بھی سنت سمجھتے ہیں، صرف منسوخ سمجھتے ہیں۔ گویا نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پہلے کیا کرتے تھے، بعد میں منسوخ ہو گیا۔ کیا وہ رفع الیدین جو آپ کی پیروی میں کیے گئے، ان الفاظ کا مصداق بن سکتے ہیں؟ کیا نبی ﷺ اپنے ہی فعل کو سرکش گھوڑوں کی دم ہلانے سے تشبیہ دے سکتے ہیں؟ کلا واللہ! ہر منصف مزاج شخص ان روایات کا وہی مطلب سمجھے گا جو محدثین نے قرار دیا ہے کہ یہ انکار صرف سلام کے رفع الیدین پر ہے جو قبلہ رخ نہیں تھا، یعنی مسنون رفع الیدین کے مشابہ بھی نہیں تھا بلکہ یہ دائیں بائیں ہاتھ اٹھانا تھا جس طرح گھوڑا کبھی دائیں اور کبھی بائیں دم ہلاتا ہے۔ (رفع الیدین کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، احادیث: ۸۷۷-۸۸۰، ۱۰۲۵، ۱۰۲۷)

(المعجم ٦) - بَابُ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٥٩)

باب:٦-نماز میں سلام کا جواب اشارے سے دینا

١١٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ نَابِلٍ صَاحِبِ

۱۱۸۷-صحابیٔ رسول حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے

١١٨٧ـ أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رد السلام في الصلاة، ح: ٩٢٥، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الإشارة في الصلاة، ح: ٣٦٧ عن قتيبة به، وقال الترمذي: "حسن، لا نعرفه إلا من حديث الليث عن بكير"، وهو في الكبرى، ح: ١١٠٩، والحديث الآتي شاهد له.

الْعَبَاءِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ صُهَيْبٍ صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ إِشَارَةً وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ بِإِصْبَعِهِ.

گزرا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے مجھے انگلی کے اشارے سے جواب دیا۔

فائدہ: اس باب کی روایات کا حاصل یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں نماز میں حسب ضرورت کلام کرنے کی اجازت تھی' اس کے پیش نظر بعض صحابہ نے نبی ﷺ کو جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے' سلام کیا' لیکن اس وقت نماز میں کلام کرنے سے روکا جا چکا تھا' اس لیے آپ نے لفظاً سلام کا جواب نہیں دیا' صرف اشارے سے سلام کا جواب دیا اور سلام پھیرنے کے بعد آپ نے بعض صحابہ سے اعتذار بھی کیا کہ آپ نے لفظاً سلام کا جواب اس لیے نہیں دیا کہ اب نماز میں کلام کرنا ممنوع ہو چکا ہے' تاہم اس کے باوجود آپ نے اشارے سے جواب دیا۔ فقہائے محدثین اور شارحین حدیث نے ان احادیث سے یہی استدلال کیا ہے کہ نمازی کو سلام کرنا جائز ہے' اسے ممنوع قرار دینا صریح احادیث کے خلاف ہے۔ دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووي' باب تحریم الکلام:۵/۳۷' وسبل السلام' باب شروط الصلاۃ:۱/۲۶۴' وعون المعبود' باب رد السلام:۲/۲۹۲' و السنن الکبریٰ للبیهقي' باب الإشارة بردّ السلام' و باب کیفیة الإشارة بالید:۲/۲۵۸-۲۶۰' وغیرھا) باقی رہا یہ مسئلہ کہ جواب میں اشارہ کس طرح کیا جائے گا؟ تو احادیث ہی میں اس کی چار شکلیں مذکور ہیں' ہتھیلی کے ساتھ' ہاتھ کے ساتھ' انگلی کے ساتھ اور سر کے ساتھ' اس لیے یہ ساری شکلیں جائز ہیں۔ دیکھیے: (عون المعبود' باب ردالسلام:۲/۲۹۲)

١١٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَسْجِدَ قُبَاءَ لِيُصَلِّيَ فِيهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالٌ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ، فَسَأَلْتُ صُهَيْبًا وَكَانَ مَعَهُ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ إِذَا سُلِّمَ عَلَيْهِ؟

۱۱۸۸- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مسجد قباء میں نماز پڑھنے کے لیے داخل ہوئے۔ کچھ لوگ آئے' آپ کو سلام کہنے لگے۔ میں نے صہیب ؓ سے پوچھا' کیونکہ وہ آپ کے ساتھ تھے' کہ پھر نبی ﷺ کیا کرتے تھے' جب آپ کو سلام کہا جاتا تھا؟ انھوں نے فرمایا: آپ ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے۔

١١٨٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب المصلي يسلم عليه كيف يرد، ح: ١٠١٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ١١١٠، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان(الإحسان)، ح: ٢٢٥٨، والحاكم: ٣/ ١٢، والذهبي، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي برقم: (١١٩٠). * زيد بن أسلم صرح بالسماع عند ابن خزيمة: ٢/ ٤٩، ح: ٨٨٨، ولم يكن مدلسًا على الراجح.

قَالَ: كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ.

۱۱۸۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ - يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ: أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَرَدَّ عَلَيْهِ.

۱۱۸۹- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہا جبکہ آپ نماز میں تھے تو آپ نے (اشارے سے) جواب دیا۔

۱۱۹۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحَاجَةٍ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِي فَقَالَ: «إِنَّكَ سَلَّمْتَ عَلَيَّ آنِفًا وَأَنَا أُصَلِّي». وَإِنَّمَا هُوَ مُوَجِّهٌ يَوْمَئِذٍ إِلَى الْمَشْرِقِ.

۱۱۹۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے کسی کام سے بھیجا' میں واپس آیا تو میں نے آپ کو نماز کی حالت میں پایا۔ میں نے آپ کو سلام کیا' آپ نے میری طرف اشارہ کیا۔ پھر آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور فرمایا: ''تم نے ابھی مجھے سلام کیا تھا جب کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔'' اصل میں آپ اس وقت مشرق کی طرف جا رہے تھے۔

فائدہ: ''مشرق کی طرف'' سے مراد یہ ہے کہ آپ بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز نہیں پڑھ رہے تھے کیونکہ مدینے میں قبلہ تو جنوب کی طرف ہے لیکن سفر کے دوران میں نفل نماز کے لیے قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں۔ صرف آغاز میں سواری کا رخ قبلے کی طرف کرنا ضروری ہے' بعد میں چاہے سواری کا رخ جدھر بھی ہو جائے' نماز پڑھتے رہنا چاہیے۔ اس سے نمازی کو سلام کرنے اور نمازی کا اشارے سے جواب دینا بھی ثابت ہوتا ہے۔

۱۱۹۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ الْبَعْلَبَكِّيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ

۱۱۹۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے (کسی کام سے) بھیجا۔ میں واپس آیا تو آپ

۱۱۸۹ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٦٣ من حديث محمد بن علي بن أبي طالب، وهو ابن الحنفية به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١١١.

۱۱۹۰ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة ... الخ، ح: ٥٤٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٧، ١١١٢.

۱۱۹۱ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١١١٣.

ابْنِ شَابُورٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَسِيرُ مُشَرِّقًا أَوْ مُغَرِّبًا، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ، ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ، فَانْصَرَفْتُ فَنَادَانِي: «يَاجَابِرُ!» فَنَادَانِي النَّاسُ: يَاجَابِرُ! فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي سَلَّمْتُ عَلَيْكَ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ قَالَ: «إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي».

مشرق یا مغرب کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ میں نے سلام کہہ دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں نے پھر سلام کہا تو آپ نے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں چلا گیا۔ (کچھ دیر بعد) آپ نے مجھے آواز دی: ”اے جابر!“ لوگوں نے بھی آوازیں دیں۔ جابر! جابر! میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو سلام کہا تھا' آپ نے جواب نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا: ”میں نماز پڑھ رہا تھا۔“

فائدہ: یہ روایت پہلی روایت ہی کی تفصیل ہے۔ گویا حضرت جابر یہ نہ سمجھ سکے کہ اشارہ سلام کا جواب ہے۔ کیونکہ یہ زبان کے ساتھ جواب دینے سے نہی کا ابتدائی دور تھا۔

(المعجم ٧) - اَلنَّهْيُ عَنْ مَّسْحِ الْحَصٰى فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٦٠)

باب:٧-نماز میں کنکریاں ہٹانے کی ممانعت

١١٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصٰى، فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ».

۱۱۹۲-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو تو کنکریاں نہ چھوئے کیونکہ رحمت الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔“

فائدہ: چونکہ نماز دراصل اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرنا ہے۔ کسی سے باتیں کرتے ہوئے ادھر ادھر متوجہ ہونا اور

١١٩٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب مسح الحصا في الصلاة، ح: ٩٤٥، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية مسح الحصى في الصلاة، ح: ٣٧٩، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب مسح الحصى في الصلاة، ح: ١٠٢٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٢، ١١١٤، وقال الترمذي: "حديث حسن"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وابن الجارود، والحافظ في بلوغ المرام، وقواه النووي، وللحديث شواهد. * أبوالأحوص الليثي حسن الحديث كما في نيل المقصود، ح: ٩٠٩، وانظر الحديث الآتي برقم: (١١٩٦).

فضول کام کرنا اس سے بے توجہی ہے۔ ظاہر ہے جب کوئی شخص نماز میں اللہ تعالیٰ سے بے توجہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے منہ پھیر لے گا اور وہ شخص رحمت الٰہی سے محروم رہے گا' البتہ اگر ضرورت ہو' مثلاً: سجدے کے لیے جگہ ہموار کرنا مقصود ہو تو صرف ایک دفعہ کنکریاں ہموار کر سکتا ہے' ورنہ وہ سارے سجدے میں بے چین رہے گا اور نماز کا خشوع ختم ہو جائے گا۔

(المعجم ٨) - **بَابُ الرُّخْصَةِ فِيهِ مَرَّةً** (التحفة ٤٦١)

باب:٨- ایک دفعہ کنکریاں درست کر لینے کی رخصت

١١٩٣- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ عن عَبْدِ اللهِ [ابْنِ الْمُبَارَكِ] عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَمَرَّةً».

۱۱۹۳- حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تجھے ضرور کنکریوں کو ہموار کرنا پڑے تو ایک دفعہ کر لے (بار بار نہ کر)۔''

(المعجم ٩) - **اَلنَّهْيُ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٤٦٢)

باب:٩- نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی ممانعت

١١٩٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَشُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ» فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ:

۱۱۹۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے' کچھ لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔'' پھر آپ نے اس کے بارے میں سخت الفاظ ارشاد فرمائے' حتی کہ فرمایا: ''لوگ اس کام سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔''

١١٩٣- أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، ح: ١٢٠٧، ومسلم، المساجد، باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب في الصلاة، ح: ٥٤٦ من حديث ابن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٣.

١١٩٤- أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح: ٧٥٠ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٣.

«لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ».

فوائد ومسائل: ① عام طور پر لوگ دعا میں نظر اوپر اٹھاتے ہیں۔ نماز سے باہر تو کوئی حرج نہیں' البتہ نماز میں چونکہ نظر کی جگہ مقرر ہے' لہٰذا نماز میں منع ہے' نیز یہ آدابِ نماز کے خلاف ہے کہ نظر قبلے (سامنے) سے ادھر ادھر ہٹے۔ ② جو بندہ منکرات کا ارتکاب کرے' اسے سخت کلام کے ساتھ زجر وتوبیخ کی جا سکتی ہے' نیز جس بندے کو تنبیہ کرنا مقصود ہو' اس کا نام لیے بغیر ہی تمام لوگوں کو مخاطب کر کے مطلق بات کرنی چاہیے جیسا کہ نبی ﷺ اگر کسی میں کوئی خلاف شرع بات دیکھتے تو اس کا نام لیے بغیر یوں خطاب فرماتے: [مَا بَالُ أَقْوَامٍ] ''لوگوں کا کیا خیال ہے!'' یہ اس لیے کہ اس کی رسوائی نہ ہو' نیز اگر کسی کا نام تمام لوگوں کے سامنے لے کر اسے کسی برائی سے روکا جائے تو بسا اوقات یہ اندازِ نصیحت اسے ہٹ دھرمی اور مزید ارتکاب گناہ پر آمادہ کرتا ہے' لہٰذا ناصح اور داعی کو چاہیے کہ حکمت بھرے انداز اور وصف ستر (کسی کے عیب پر پردہ ڈالنے) کو اپنائے تو اس سے اس کی نصیحت مؤثر ہوگی۔

۱۱۹۵- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَرْفَعْ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ يُلْتَمَعَ بَصَرُهُ».

۱۱۹۵- حضرت عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو تو اپنی نظر آسمان کی طرف نہ اٹھائے (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ اچک لی جائے۔''

فائدہ: ضروری نہیں کہ دنیا ہی میں اس فعل پر نظر اچک لی جائے بلکہ آخرت میں بھی یہ سزا مل سکتی ہے بلکہ زیادہ قرین قیاس یہی ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٦٣)

باب:۱۰- نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کی سخت ممانعت

۱۱۹۶- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۱۱۹۶- حضرت ابوذر ؓ سے منقول ہے' فرماتے

۱۱۹۵_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤١، ٥/ ٢٩٥ من حديث عبدالله بن المبارك عن يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١١٧. * وابن شهاب الزهري صرح بالسماع، وشيخه عبيدالله بن عبدالله بن عقبة بن مسعود.

١١٩٦_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الالتفات في الصلاة، ح: ٩٠٩ من حديث يونس الأيلي◄◄

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ يُحَدِّثُنَا فِي مَجْلِسِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ جَالِسٌ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَزَالُ اللهُ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ فَإِذَا صَرَفَ وَجْهَهُ انْصَرَفَ عَنْهُ».

ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک وہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔ جب وہ اپنا منہ ادھر ادھر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے توجہ منقطع فرما لیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نماز میں ادھر ادھر جھانکنا سخت منع ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے نماز کی فضیلت و اہمیت بھی واضح ہوتی ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر متوجہ ہونے کا سبب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر کمال لطف و کرم ہے۔ ③ نماز میں جھانکنا اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنا ہے۔ جب بندہ اللہ کی رحمت سے خود ہی منہ موڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اعراض فرما لیتا ہے، لہٰذا نماز میں کسی طرف جھانکا نہیں جا سکتا۔ ہاں، نماز میں کسی مجبوری کی وجہ سے جھانکنا پڑے تو الگ بات ہے، مثلاً: امام کا کسی ضرورت کے تحت مقتدیوں کی طرف یا مقتدیوں کا ضرورت کی بنا پر امام کی طرف جھانکنا۔ ان صورتوں میں بھی کنکھیوں ہی سے کام لینا چاہیے، نہ کہ پورا منہ قبلے سے ہٹا لیا جائے، جیسا کہ اگلے باب کی حدیث میں آ رہا ہے۔

١١٩٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: «اِخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الصَّلَاةِ».

۱۱۹۷- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ اچکنا ہے کہ شیطان اسے نماز سے اچک لیتا ہے۔''

فائدہ: نماز میں ادھر ادھر دیکھنا بہت قبیح فعل ہے جس کا نماز پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ (جیسے کسی جانور سے

◀◀ به، وهو في الكبرى، ح: ١١١٨، وتقدم طرفه، ح: ١١٩٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٨١، ٤٨٢، والحاكم: ١/ ٢٣٩، والذهبي، وله شاهد عند الترمذي وغيره.

١١٩٧- أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلاة، ح: ٧٥١ من حديث أشعث به، وهو في الكبرى، ح: ١١١٩.

درندہ کچھ گوشت نوچ کر لے جائے تو وہ جانور فوراً مرتا بھی نہیں، بچتا بھی نہیں، اگر بچے بھی تو وہ جانور بہت ناقص ہو جاتا ہے) اس لیے اس فعل کی نسبت شیطان کی طرف کر دی گئی۔ ویسے بھی اس قسم کے افعال شیطانی وسوسے کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

١١٩٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۱۱۹۸- حضرت اشعث کی یہ روایت زائدہ کی بجائے ابوالاحوص سے بھی ہمیں عمرو بن علی نے اسی طرح بیان فرمائی۔

١١٩٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۱۱۹۹- حضرت اشعث کی یہی روایت عمرو بن علی نے ہمیں اسی طرح بیان فرمائی، لیکن اس میں زائدہ اور ابوالاحوص کی بجائے اسرائیل کا واسطہ ذکر کیا جب کہ ابوالشعثاء کی بجائے ابوعطیہ کا ذکر کیا۔

١٢٠٠- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى [ابْنُ سُلَيْمَانَ] قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ - وَهُوَ ابْنُ مَعْنٍ - عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ الْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الصَّلَاةِ.

۱۲۰۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا شیطان کی لوٹ کھسوٹ ہے جو وہ انسان کی نماز (میں) سے کرتا ہے۔“

(المعجم ١١) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَّشِمَالًا (التحفة ٤٦٤)

باب:۱۱- نماز میں (بوقتِ ضرورت کنکھیوں سے) دائیں بائیں دیکھنے کی رخصت

١١٩٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٢٠.

١١٩٩ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٢١.

١٢٠٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٢٢.

١٢٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: اِشْتَكٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَأَبُوبَكْرٍ يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا، فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ قُعُودًا، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: «إِنْ كُنْتُمْ آنِفًا تَفْعَلُونَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ يَقُومُونَ عَلٰى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ فَلَا تَفْعَلُوا، اِئْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَإِنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا».

١٢٠١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے۔ ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ بیٹھے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو آپ کی تکبیر سناتے تھے۔ آپ نے ہمیں کھڑے دیکھا۔ آپ نے ہمیں بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ ہم بیٹھ گئے اور ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''ابھی تم فارسیوں اور رومیوں جیسا کام کر رہے تھے۔ وہ اپنے بادشاہوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں جب کہ بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں۔ تم ایسے نہ کرو۔ اپنے اماموں کی پیروی کرو۔ اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھیں تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

فوائد ومسائل: ① امام کا بوقتِ ضرورت مقتدیوں کو کنکھیوں سے دیکھنا جائز ہے۔ (تفصیل دیکھیے' حدیث:١١٩٦) ② بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے مقتدی بیٹھ کر نماز پڑھیں یا کھڑے ہو کر؟ اس کی تفصیل دیکھیے' حدیث:٨٣٣۔ ③ یہ واقعہ آپ کے مرض الموت کا نہیں کیونکہ اس واقعہ کے بارے میں صراحت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مقتدی سب کھڑے تھے۔ (یہ الگ مسئلہ ہے کہ امام نبی ﷺ تھے یا ابوبکر؟ اس کے لیے دیکھیے: کتاب الامامة کا ابتدائیہ) یہ واقعہ پہلی کسی بیماری کے دوران کا ہے۔

١٢٠٢- أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

١٢٠٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نماز میں دائیں بائیں دیکھ لیا کرتے تھے مگر اپنی گردن موڑ کر پچھلی طرف نہیں کرتے تھے۔

١٢٠١ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٢٣.

١٢٠٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما ذكر في الالتفات في الصلاة، ح: ٥٨٧ من حديث الفضل بن موسى به، وقال: "غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٢٤، وصححه الحاكم: ١/ ٢٣٦، ٢٣٧ علٰى شرط البخاري، ووافقه الذهبي، قلت هو حديث منسوخ بدليل حديث أشعث بن أبي الشعثاء عن مسروق عن عائشة كما تقدم، ح: ١١٩٧.

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ يَمِينًا وَّشِمَالًا، وَلَا يَلْوِي عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ.

فائدہ: یہاں کنکھیوں سے دیکھنا مراد ہے جس سے چہرہ قبلہ رخ سے نہیں ہٹتا۔ اگر منہ موڑ کر دیکھنا مراد ہو تو یہ پہلے دور کی بات ہوگی اب اس کی اجازت نہیں کیونکہ ﴿اَلَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ (المؤمنون ۲:۲۳) کے خلاف ہے۔ منہ موڑنے سے گردن مڑے گی جو کہ جائز نہیں۔ ضرورت کے تحت کنکھیوں سے دیکھنا فرض نماز میں بھی ہوسکتا ہے اور نفل میں بھی۔

(المعجم ١٢) - بَابُ قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٦٥)

باب:۱۲- نماز میں سانپ اور بچھو کو قتل کرنا

١٢٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ وَيَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ ضَمْضَمٍ - هُوَ ابْنُ جَوْسٍ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ.

۱۲۰۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں دو سیاہ جانور (سانپ اور بچھو) قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

١٢٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ ضَمْضَمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ.

۱۲۰۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں دو سیاہ جانور (سانپ اور بچھو) قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

فائدہ: حکم سے مراد رخصت اور اجازت ہے کیونکہ یہ دونوں موذی جانور ہیں اور موذی جانور کو قتل کر دینا

١٢٠٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في قتل الحية والعقرب في الصلاة، ح: ١٢٤٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي، ح: ٣٩٠ "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ١١٢٥، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٦٩، وابن حبان، ح: ٥٢٨، والحاكم: ١/ ٢٥٦، والذهبي. * يحيى بن أبي كثير صرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٤٧٣.

١٢٠٤ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١١٢٦.

چاہیے' پہلے اس سے کہ وہ نقصان پہنچائے۔ قتل نہ کرنے کی صورت میں ساری نماز کے دوران میں توجہ سانپ بچھو کی طرف ہی رہے گی اور نماز میں خلل واقع ہوگا' اس لیے رخصت ہے کہ سانپ اور بچھو قتل کر دیے جائیں۔ باقی رہی یہ بات کہ اس فعل قتل سے نمازی کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ تو علماء کی ایک جماعت نے الفاظِ حدیث کے پیش نظر یہی کہا ہے کہ اس سے نماز باطل نہیں ہوگی۔ صاحبِ سبل السلام کہتے ہیں: ''یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جو فعل ان کے قتل کے لیے ناگزیر ہے' اس سے نماز باطل نہیں ہوگی' چاہے وہ عمل قلیل ہو یا کثیر۔ دیکھیے: (سبل السلام' باب شروط الصلاة)

(المعجم ١٣) - حَمْلُ الصِّبْيَانِ فِي الصَّلَاةِ وَوَضْعِهِنَّ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٦٦)

باب: ۱۳- نماز میں بچوں کو اٹھانا اور (رکوع وسجدہ کے وقت) انھیں اتار دینا

١٢٠٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ رَفَعَهَا . . .

۱۲۰۵- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نواسی امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو اسے اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔

فائدہ: یہ امامہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی نواسی اور آپ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔ ان کے والد ابوالعاص رضی اللہ عنہ کفر کی وجہ سے مکے میں رہ گئے تھے۔ جنگ بدر میں قیدی ہوئے تو نبی ﷺ نے انھیں اس شرط پر چھوڑ دیا کہ زینب کو بھیج دیں۔ انھوں نے جاتے ہی وعدے کے مطابق زینب رضی اللہ عنہا کو بحفاظت مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ باپ دور ہونے کی وجہ سے نبی ﷺ امامہ سے خصوصی شفقت فرماتے تھے' اسی لیے کبھی کبھار وہ آپ کی گود میں مسجد میں آ جایا کرتی تھیں۔ یہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آ گئے تو آپ نے سابقہ نکاح قائم ہونے کی وجہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کی زوجیت میں رکھا۔ آپ نے بعض اوقات اس داماد (ابوالعاص) کی بر سر منبر تعریف بھی فرمائی۔ رضي الله عنه وأرضاه. (تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد حدیث: ۷۱۲)

١٢٠٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ

۱۲۰۶- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ لوگوں کو جماعت کروا رہے ہیں

١٢٠٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٧١٢، وهو في الكبرى، ح: ١١٢٧.

١٢٠٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٧١٢، وهو في الكبرى، ح: ١١٢٨.

عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ، فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُودِهِ أَعَادَهَا.

اور آپ نے امامہ بنت ابوالعاص کو اپنے کندھے پر اٹھا رکھا ہے۔ جب رکوع فرماتے تو بچی کو اتار دیتے اور جب سجدے سے فارغ ہوتے تو دوبارہ اٹھا لیتے۔

فائدہ: بعض علماء کا خیال ہے کہ بچے کو اٹھا کر نماز نہیں پڑھنی چاہیے کہ بچے کے جسم کی پاکیزگی کا یقین نہیں ہوتا۔ وہ حضرات اس اصول سے غافل ہو گئے کہ جب تک ظاہری نجاست نہ ہو تو بچے یا کسی بھی چیز کو پاک ہی تصور کیا جائے گا' نیز یہ ضرورت کی حالت میں ہے۔ ضرورت کی حالت میں ایسے امکانات مدنظر نہیں رکھے جاتے ورنہ زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ بعض افاضل نے (شاید مذاقاً) کہا ہے کہ ''بچی کو اٹھانے کی صورت میں رفع الیدین کہاں گیا؟'' ہم کہتے ہیں: جہاں پہلا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ رکوع سے پہلے بچی کو اتار دیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْقِبْلَةِ خُطًى يَسِيرَةً (التحفة ٤٦٧)

باب:۱۴- نماز میں چند قدم قبلے کی طرف چلنے کی رخصت

١٢٠٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بُرْدُ بْنُ سِنَانٍ أَبُو الْعَلَاءِ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اِسْتَفْتَحْتُ الْبَابَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَى الْقِبْلَةِ فَمَشَى عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ يَسَارِهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ.

۱۲۰۷- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اللہ کے رسول ﷺ نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ دروازہ قبلے کی جانب تھا۔ آپ نے تھوڑا سا دائیں یا بائیں چل کر دروازہ کھول دیا اور پھر اپنی نماز کی جگہ پر واپس چلے گئے۔

فوائد و مسائل: ① نفل نماز میں کچھ رعایت ہوتی ہے۔ ویسے بھی نبی ﷺ کا چہرہ قبلے سے تبدیل نہیں ہوا۔

١٢٠٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب العمل في الصلاة، ح:٩٢٢، والترمذي، الصلاة، [باب ذكر] ما يجوز من المشي والعمل ... الخ، ح:٦٠١ من حديث أبي العلاء برد به، وهو في الكبرٰى، ح:١١٢٩. * ابن شهاب الزهري مدلس، رماه الشافعي، والدارقطني وغيرهما بالتدليس، والمدلس إذا عنعن لا يقبل عنه، على الراجح، وله شاهد ضعيف عند الدارقطني: ٢/ ٨٠.

چند قدم اٹھانے کی اجازت ہے۔ فرض نماز میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیچھے آنا اور رسول اللہ ﷺ کا آگے چلنا اس کی دلیل ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ رخصت ضرورت کے وقت ہی ہے۔ بلاوجہ چلنا نماز ضائع کر دے گا۔ ② محقق کتاب نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور انہی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ۴/۷۷' حدیث: ۸۵۵' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴۲/۳۲۰'۳۲۱) ③ جب گھر میں اور کوئی نہ ہو اور دروازہ قبلے کی جانب ہو تو نماز پڑھنے والا دروازہ کھول سکتا ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٦٨)

باب: ۱۵- نماز میں (ضرورت کے وقت) تالی بجانا

١٢٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ» - زَادَ ابْنُ الْمُثَنَّى فِي الصَّلَاةِ.

۱۲۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں (امام کو متوجہ کرنے کے لیے) سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔''

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ۷۸۵۔

١٢٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۱۲۰۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔''

١٢٠٨ـ أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، باب التصفيق للنساء، ح: ١٢٠٣، ومسلم، الصلاة، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة إذا نابهما شيء في الصلاة، ح: ٤٢٢/١٠٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٣٤، ١١٣٠.

١٢٠٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٤٢٢/١٠٦ من حديث ابن وهب به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٣١.

«اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

(المعجم ١٦) - **بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٤٦٩)

باب:١٦- نماز میں "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہنا

١٢١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، ح: وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

۱۲۱۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔''

١٢١١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

۱۲۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔''

فائدہ: مندرجہ بالا چاروں روایات میں ہے کہ مرد سُبْحَانَ اللّٰہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔

(المعجم ١٧) - **اَلتَّنَحْنُحُ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٤٧٠)

باب:١٧- نماز میں (ضرورت کے وقت) کھنکارنا

١٢١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الْحَارِثِ الْعُكْلِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ

۱۲۱۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے لیے ایک وقت مقرر تھا جب میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا۔ جب میں آپ کے پاس آتا تو

١٢١٠ـ أخرجه مسلم، ح: ١٠٧/٤٢٢ (انظر الحديث المتقدم: ١٢٠٨) عن قتيبة عن الفضيل بن عياض به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٤٣، ١١٣٢، وللحديث طرق عند البخاري ومسلم وغيرهما.

١٢١١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٢ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٣٣.

١٢١٢ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١١٣٤، وانظر الحديث الآتي برقم: ١٢١٤.

جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُجَيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَاعَةٌ آتِيهِ فِيهَا، فَإِذَا أَتَيْتُهُ اسْتَأْذَنْتُ إِنْ وَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَتَنَحْنَحَ دَخَلْتُ، وَإِنْ وَجَدْتُهُ فَارِغًا أَذِنَ لِي.

اجازت طلب کرتا۔ اگر میں آپ کو نماز کی حالت میں پاتا تو آپ کھنکار دیتے اور میں داخل ہو جاتا اور اگر میں آپ کو فراغت میں پاتا تو آپ مجھے اجازت عنایت فرماتے۔

١٢١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الْحَارِثِ الْعُكْلِيِّ، عَنِ ابْنِ نُجَيٍّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَدْخَلَانِ: مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ، فَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَنَحْنَحَ لِي.

۱۲۱۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے دو وقت مقرر تھے۔ ایک دن کو اور ایک رات کو۔ جب میں رات کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ کھنکار دیتے۔

١٢١٤- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ - يَعْنِي ابْنَ مُدْرِكٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ نُجَيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيٌّ: كَانَتْ لِي مَنْزِلَةٌ مِّنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ، فَكُنْتُ آتِيهِ كُلَّ سَحَرٍ فَأَقُولُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ! فَإِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ إِلَى أَهْلِي وَإِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ.

۱۲۱۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے نزدیک میرے لیے خصوصی مرتبہ و مقام تھا جو کسی دوسرے کا نہ تھا۔ میں ہر رات سحری کے وقت آپ کے پاس جاتا اور کہتا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ] اگر آپ کھنکارتے تو میں واپس گھر آ جاتا تھا ورنہ آپ کے پاس (اندر) چلا جاتا تھا۔

فائدہ: محقق کتاب نے پہلی دو روایتوں کو صحیح اور تیسری کو حسن قرار دیا ہے لیکن دیگر محققین کے نزدیک یہ حکم محل

١٢١٣ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الاستئذان، ح: ٣٧٠٨ من حديث أبي بكر بن عياش به، وتابعه جرير كما في الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١١٣٦، وانظر الحديث الآتي.

١٢١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٨٥ من حديث شرحبيل به، وهو في الكبرى، ح: ١١٣٧، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٠٢. * عبدالله بن نجي حسن الحديث، وثقه الجمهور، وكذا أبوه، راجع نيل المقصود، ح: ٢٢٧.

نظر ہے کیونکہ یہ روایات اولاً منقطع' ثانیاً سنداً و متناً مضطرب ہیں' لہٰذا تینوں روایات ضعیف ہیں۔ ان روایات کا مدار عبداللہ بن نجی پر ہے جو کہ متکلم فیہ راوی ہے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: عبداللہ بن نجی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نہیں سنی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۲۲۵/۱۴)

(المعجم ۱۸) - **بَابُ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ۴۷۱)

باب:۱۸- نماز میں رونا

۱۲۱۵- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي وَلِجَوْفِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ، يَعْنِي يَبْكِي.

۱۲۱۵- حضرت مطرف اپنے والد (حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو' یعنی آپ رو رہے تھے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا نماز کا اصل مقصود ہے۔ عبادت چشم پرنم کی ہے۔ اصل نماز ہی یہ ہے کہ دل پر خوف باری تعالیٰ' خشیت الٰہی' ذکر آخرت اور جنت و جہنم کی یاد غالب آ جائے اور آنکھوں سے آنسو چھلکیں۔ ہاں' کسی تکلیف کی بنا پر یا دنیوی نقصان یا کسی کی یاد کی بنا پر روئے تو نماز کے منافی ہے۔

(المعجم ۱۹) - **بَابُ لَعْنِ إِبْلِيسَ وَالتَّعَوُّذِ بِاللهِ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ۴۷۲)

باب:۱۹- نماز میں ابلیس کو لعنت کرنا اور اس سے اللہ کی پناہ مانگنا

۱۲۱۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ:

۱۲۱۶- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ہم نے آپ کو یہ فرماتے سنا: [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ] ''میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' پھر آپ نے تین دفعہ فرمایا: [أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ] ''میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی

۱۲۱۵- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب البكاء في الصلاة، ح: ۹۰۴ من حديث حماد بن سلمة عن ثابت به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۴۴، ۱۱۳۵.

۱۲۱۶- أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز لعن الشيطان في أثناء الصلاة . . . الخ، ح: ۵۴۲ عن محمد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵۴۹.

«أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ». ثُمَّ قَالَ: «أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللهِ» ثَلَاثًا، وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ، وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ: «إِنَّ عَدُوَّ اللهِ إِبْلِيسَ جَاءَ بِشِهَابٍ مِّنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي فَقُلْتُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قُلْتُ: أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللهِ فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَرَدْتُ أَنْ آخُذَهُ، وَاللّٰهِ! لَوْلَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مُوثَقًا بِهَا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ».

لعنت بھیجتا ہوں۔" نیز آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا گویا کہ کوئی چیز پکڑ رہے ہیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آج آپ کو نماز میں ایسے الفاظ کہتے سنا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنے اور ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک بھڑکتا ہوا شعلہ لے کر آیا تھا تاکہ میرے چہرے پر ڈال دے تو میں نے تین دفعہ کہا: [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ] "میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔" پھر میں نے کہا: [أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ] "میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں۔" لیکن وہ پیچھے نہ ہٹا۔ تین دفعہ ایسا ہوا۔ آخر میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا نہ کی ہوتی تو اسے ستون سے باندھ دیا جاتا اور صبح اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔"

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے معلوم ہوا کہ شیطان پر لعنت بھیجنا اور اس سے تعوذ' خواہ صیغۂ خطاب کے ساتھ ہی ہو' نماز کو باطل نہیں کرتا کیونکہ اس سے مقصود خطاب نہیں ہوتا بلکہ لعنت وغیرہ مقصود ہوتی ہے۔ ہاں' اگر نماز میں جنوں سے کلام مقصود ہو تو نماز باطل ہو جائے گی۔ ② شیطان دراصل نبی ﷺ کو ڈرانا چاہتا تھا مگر اسے آپ کی روحانی قوت کا اندازہ نہ تھا۔ ③ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی: "اے اللہ! مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔" (ص ۳۸:۳۵) اس حکومت کی ایک خصوصیت جنوں پر غلبہ بھی تھا۔ اگر نبی ﷺ اس جن کو پکڑ لیتے اور اسے ستون سے باندھ دیتے تو یہ ان کے اختصاص اور دعا کے منافی ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کی دعا قبول فرما چکا تھا۔ ④ ممکن ہے وہ انسانی شکل میں آیا ہو اور آپ کے پکڑنے سے وہ آدمی کی صورت میں رہ جاتا۔ تبھی اسے باندھا جاتا اور بچوں کے لیے شغل کا موقع فراہم ہوتا ورنہ اصلی صورت میں تو یہ ممکن نہیں۔ ⑤ قیدی کو مسجد میں باندھنا جائز ہے۔

(المعجم ٢٠) - اَلْكَلَامُ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٧٣)

باب: ۲۰- نماز میں (مسنون ادعیہ کے علاوہ) کوئی کلام کرنا

١٢١٧- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ - وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ -: اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: «لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا» يُرِيدُ رَحْمَةَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۱۲۱۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ ایک اعرابی نے دوران نماز میں کہا: [اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْنِي……] ”اے اللہ! مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہمارے علاوہ کسی اور پر رحم نہ فرما۔“ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو اس اعرابی سے فرمایا: ”تو نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔“ آپ کا مقصد تھا کہ اللہ کی رحمت تو بہت وسیع ہے۔

فوائد ومسائل: ① اعرابی کا یہ کلام کسی انسان سے کلام نہیں تھا کہ اس سے نماز میں نقص پڑتا۔ یہ مسنون اور مقررہ دعاؤں میں سے نہیں ہے اسی لیے باب کے عنوان میں قوسین کے ذریعے سے وضاحت کی گئی ہے۔ باب کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کا کلام اگرچہ نماز میں مناسب نہیں مگر چونکہ اللہ تعالیٰ ہی سے خطاب ہے لہٰذا اس سے نماز باطل نہ ہوگی۔ ویسے نماز میں مسنون اور منقول دعاؤں سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ ممکن ہے اپنی طرف سے بنائی ہوئی دعا درست نہ ہو۔ ② دعا جامع اور وسعت کی حامل ہونی چاہیے چنانچہ ایسی دعا کرنا درست نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے وسیع فضل وکرم کو محدود کر دیا جائے۔

١٢١٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: أَحْفَظُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ!

۱۲۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے دو رکعتیں پڑھیں پھر کہنے لگا: [اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْنِي……] ”اے اللہ! مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما۔ ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے ایک

١٢١٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، ح: ٦٠١٠ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٣٩، ٥٥٤، وقال: خالفه سفيان بن عيينة.

١٢١٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الأرض يصيبها البول، ح: ٣٨٠، والترمذي، الطهارة، باب ماجاء في البول يصيب الأرض، ح: ١٤٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٥٥، وصححه ابن الجارود، ح: ١٤١ وغيره. * سعيد هو ابن المسيب.

ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا».

وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔"

فائدہ: "تو نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔" اللہ کی رحمت انسان کے وہم وگمان میں نہیں آ سکتی۔ اس میں کوئی تحدید نہیں، لہٰذا مانگتے وقت شرمانا چاہیے نہ دل چھوٹا کرنا چاہیے۔ امکان وعدم امکان کی بحث ہمارے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر چیز حاضر اور موجود ہے۔ انسان دل کھول کر مانگے۔ اسباب کا وجود بھی حق تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ خود مہیا فرمائے گا، البتہ یہ ضروری ہے کہ سائل مانگنے والی شکل بنائے۔

۱۲۱۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ فَجَاءَ اللهُ بِالْإِسْلَامِ، وَإِنَّ رِجَالًا مِّنَّا يَتَطَيَّرُونَ قَالَ: «ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ» وَرِجَالٌ مِّنَّا يَأْتُونَ الْكُهَّانَ، قَالَ: «فَلَا تَأْتُوهُمْ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَرِجَالٌ مِّنَّا يَخُطُّونَ، قَالَ: «كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ» قَالَ: وَبَيْنَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللهُ فَحَدَّقَنِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ

۱۲۱۹- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے جاہلیت ابھی تازہ تازہ چھوڑی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسلام بھیجا ہے۔ ہم میں سے کچھ لوگ بدشگونی پکڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "یہ ایک بے حقیقت چیز ہے جسے وہ اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں، لہٰذا یہ انھیں ان کے کام کاج سے نہ روکے۔" (میں نے کہا:) اور ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "ان کے پاس مت جایا کرو۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "نبیوں میں سے ایک نبی (علیہ السلام) خط کھینچا کرتے تھے۔ جو شخص ان کے مطابق خط کھینچے وہ تو ٹھیک ہے (اور باقی غلط)۔" معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک آدمی کو چھینک آ گئی۔ میں نے [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] "اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے" کہہ دیا۔ لوگ مجھے گھور گھور کر

۱۲۱۹- أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة ... الخ، ح: ٥٣٧ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرى، ح: ١١٤١، ٥٥٦.

أُمِّيَاهُ، مَا لَكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟ قَالَ: فَضَرَبَ الْقَوْمُ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُسَكِّتُونِي لٰكِنِّي سَكَتُّ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دَعَانِي بِأَبِي وَأُمِّي هُوَ مَا ضَرَبَنِي وَلَا كَهَرَنِي وَلَا سَبَّنِي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، قَالَ: «إِنَّ صَلَاتَنَا هٰذِهِ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ». قَالَ: ثُمَّ اطَّلَعْتُ إِلٰى غُنَيْمَةٍ لِي تَرْعَاهَا جَارِيَةٌ لِي فِي قِبَلِ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ وَإِنِّي اطَّلَعْتُ فَوَجَدْتُ الذِّئْبَ قَدْ ذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ فَصَكَكْتُهَا صَكَّةً، ثُمَّ انْصَرَفْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ: «ادْعُهَا» فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيْنَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ؟» قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ قَالَ: «فَمَنْ أَنَا» قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ فَأَعْتِقْهَا».

دیکھنے لگے۔ میں نے (پریشان ہو کر) کہا: ہائے! میری ماں مجھے گم کرے! (یعنی میں مر جاؤں) تمھیں کیا ہوا ہے کہ تم مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو؟ لوگ (بے بسی سے) اپنے رانوں پر ہاتھ مارنے لگے (کیونکہ وہ نماز کی وجہ سے بول نہیں سکتے تھے۔) جب میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھے چپ کرا رہے ہیں تو آخر میں چپ ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپ نے مجھے مارا' نہ جھڑکا' نہ برا بھلا کہا۔ واللہ! میں نے آپ سے پہلے یا بعد کوئی استاد آپ سے زیادہ اچھے انداز میں تعلیم دینے والا نہیں دیکھا۔ آپ نے (شفقت سے) فرمایا: ''ہماری اس نماز میں لوگوں کی کسی قسم کی بات کرنا جائز اور درست نہیں۔ نماز تو صرف تسبیحات' تکبیرات اور تلاوت قرآن کا نام ہے۔'' حضرت معاویہ نے کہا: پھر ایک دفعہ میں اپنی کچھ بکریاں دیکھنے گیا جنھیں میری ایک لونڈی جبل احد اور جوانیہ کی طرف چرایا کرتی تھی۔ میں نے اچھی طرح جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لے گیا ہے' میں بھی اولاد آدم میں سے ایک آدمی تھا' مجھے غصہ آ گیا جس طرح لوگوں کو غصہ آتا ہے۔ میں نے اسے تھپڑ مار دیا۔ پھر (مجھے ندامت ہوئی تو) میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو سارا واقعہ بتایا۔ آپ نے اسے میری بہت بڑی غلطی قرار دیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے آزاد ہی نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس بلاؤ۔'' (میں اسے لایا تو) رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟'' اس نے کہا: آسمان میں (یعنی اوپر۔) آپ نے فرمایا: ''میں

کون ہوں؟" اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔
آپ نے فرمایا: "یہ مومنہ عورت ہے' اسے آزاد کردو۔"

فوائد ومسائل: ① جاہلیت سے مراد اسلام سے ماقبل کے رواج ہیں۔ عموماً ان کی بنیاد جہالت پر تھی' لہٰذا انھیں جاہلیت کہا گیا ہے۔ ② "بے حقیقت چیز ہے۔" یعنی اس کی کوئی بنیاد نہیں' صرف ان کا دلی وہم ہے۔ بعض نے اس جملے کے یہ معنی بھی کیے ہیں کہ "ایسے خیالات تو دل میں آہی جایا کرتے ہیں' اس میں کوئی گناہ نہیں۔ ہاں' ایسے خیالات کی بنا پر وہ اپنے کام کاج سے نہ رکیں۔" ③ "کاہن" غیب کی باتیں بتانے والے کو کہا جاتا ہے' خواہ وہ جنوں کی مدد سے بتائیں یا نجوم وخطوط اور لکیروں کی مدد سے یا اٹکل اور ظن وتخمین سے۔ چونکہ ان کی بات کی صحت یقینی نہیں ہوتی' لہٰذا ان سے پوچھنا اور ان کی بات پر یقین کرنا شریعت اسلامیہ میں منع ہے۔ ان کی غلط باتیں بسا اوقات باہمی تعلقات کی خرابی اور فساد کا موجب بنتی ہیں۔ عقیدہ الگ خراب ہوتا ہے' البتہ کبھی فراست وذہانت کی بنا پر صحیح نتیجے تک پہنچ جانے والے کو بھی کاہن کہہ دیا جاتا ہے' حالانکہ یہ مذموم نہیں' خصوصاً جب کہ ان کی بات دوسرے دلائل سے بالکل صحیح ثابت ہو جائے۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام' حضرت محمد ﷺ' حضرت عمرو علی رضی اللہ عنہما اور قاضی شریح وایاس رحمہ اللہ وغیرہ کے واقعات مشہور ہیں۔ لیکن فراست والی بات بھی اسی وقت صحیح ہوگی جب بعد میں وہ صحیح ثابت ہو جائے ورنہ کسی صاحب فراست کی بات کو آنکھیں بند کر کے تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال کہانت حرام ہے اور اسے ماننا بھی' نیز کہانت کی طرح بدشگونی لینا بھی حرام ہے۔ ④ "ایک نبی خط کھینچا کرتے تھے۔" واللہ اعلم وہ کیسے خط کھینچتے تھے؟ کیا حساب تھا؟ کہیں صراحت نہیں ہے' لہٰذا شریعت اسلامیہ میں یہ قطعاً ممنوع ہے۔ ⑤ "نماز میں لوگوں کی کسی قسم کی بات کرنا درست نہیں" مذکورہ صحابی اس وقت اس مسئلے سے واقف نہیں تھے' لہٰذا انھیں معذور سمجھا اور قضا کا حکم نہیں دیا ورنہ آپ کے الفاظ صراحتاً ثابت کر رہے ہیں کہ اس صورت میں نماز نہ ہوگی۔ ⑥ "جوانیہ" مدینہ منورہ کے شمال میں احد پہاڑ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ ⑦ "بڑی غلطی" کیونکہ وہ لونڈی بھیڑیے کے سامنے بے بس تھی اور بے قصور تھی۔ ⑧ "آسمان میں" مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے پوچھا جا سکتا ہے' اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اور جواب میں آسمان یا عرش کا نام لیا جا سکتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی کوئی توہین نہیں ہوگی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف اوپر کو اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے عرش پر مستوی ہونے کو بیان کیا جا سکتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نہ تو کسی جگہ کا محتاج ہو جائے گا نہ اس میں مقید۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں اس کے نظائر موجود ہیں' مثلاً: ارشاد باری ہے: ﴿أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ﴾ (الملک ۶۷:۱۷) اسی طرح ﴿الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ﴾ (طٰہٰ ۲۰:۵) نیز حدیث شریف میں ہے: [اِرْحَمُوا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ] (سنن أبي داود' الأدب' حدیث: ۴۹۴۱) بعض لوگ جنھیں اللہ تعالیٰ کی فکر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے بھی بڑھ کر ہے' اس قسم کی عبارات کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز نہیں سمجھتے مگر یہ ان کی بے علمی ہے۔ ان مسائل میں سلف صالحین (صحابہ وتابعین) اور

محدثین کا مسلک ہی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ وصریحہ سے ثابت ہیں' انھیں بلاجھجک مانا جائے' بولا جائے اور کسی قسم کی تاویل نہ کی جائے' نہ ان میں بحث کی جائے کیونکہ یہ چیزیں انسان کی عقل سے ماوراء ہیں۔ ان کی حقیقت اللہ عزوجل کے سپرد کر دی جائے۔ تشبیہ دی جائے نہ انکار کیا جائے' بلکہ قیامت کا انتظار کیا جائے کہ اس دن ہر چیز واضح ہو جائے گی' آنکھوں کے سامنے ہوگی' کہیں اس دن ندامت نہ ہو۔ ⑨ "یہ مومنہ عورت ہے۔" معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کفارے وغیرہ میں غلام آزاد کرنا ہو تو وہ مومن ہونا چاہیے۔ قرآن مجید میں بھی بعض مقامات پر قید ہے: ﴿تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾ (النسآء ۴:۹۲) باقی مقامات پر بھی یہ قید معتبر ہوگی۔ نفل آزادی میں بھی مومن کو آزاد کرنا افضل ہے' ضروری نہیں۔ ⑩ خادموں اور ملازموں کے ساتھ نرمی و شفقت سے پیش آنا چاہیے اگر کبھی کبھار سختی ہو جائے تو ان کی دلجوئی بھی کرنی چاہیے۔

١٢٢٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يُكَلِّمُ صَاحِبَهُ فِي الصَّلَاةِ بِالْحَاجَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿حَٰفِظُوا۟ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ وَقُومُوا۟ لِلَّهِ قَٰنِتِينَ﴾ [البقرة: ٢٣٨] فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ.

۱۲۲۰- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے (ابتدائی) دور میں لوگ نماز میں اپنے ساتھی سے ضرورت کی بات کر لیتے تھے حتی کہ یہ آیت اتری: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ "تم سب نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص طور پر افضل نماز کی اور اللہ کے سامنے فرماں بردار ہو کر کھڑے رہو۔" تو ہمیں (اس قسم کی باتوں سے) خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

فوائد و مسائل: ① "ضرورت کی بات" مثلاً: سلام کا جواب' چھینک پر دعا' نماز سے متعلقہ وضاحت وغیرہ' نہ کہ گھریلو باتیں یا کاروباری باتیں۔ ② "افضل نماز" حدیث: ۴۷۳ میں گزر چکا ہے کہ اس سے مراد عصر کی نماز ہے۔ اس کے متعلق اور اقوال بھی ہیں مگر راجح قول یہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۶/۱۵۷-۱۶۲' حدیث: ۴۷۳) ③ "خاموش رہنے کا حکم" یعنی اپنے ساتھی سے باتیں کرنے سے نہ کہ مطلقاً کہ اذکار و اوراد یا قراءت فاتحہ بھی ممنوع ہو جائیں۔ ایسی تو کوئی نماز ہی نہیں جس میں کچھ نہ پڑھا

١٢٢٠_ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "وقوموا لله قانتين" ح: ٤٥٣٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان، ومسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ٥٣٩ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٧.

جائے اور مکمل خاموشی ہو۔ ہاں! جماعت کی صورت میں جہر سے روکا گیا ہے۔ ④ شریعت میں نسخ ثابت ہے۔ ⑤ کلام کسی بھی قسم کا ہو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

١٢٢١- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ - وَاسْمُهُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - وَالْقَاسِمُ بْنُ يَزِيدَ الْجَرْمِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ كُلْثُومٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَهٰذَا حَدِيثُ الْقَاسِمِ قَالَ: كُنْتُ آتِي النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ، فَأَتَيْتُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَشَارَ إِلَى الْقَوْمِ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَعْنِي أَحْدَثَ فِي الصَّلَاةِ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا إِلَّا بِذِكْرِ اللهِ، وَمَا يَنْبَغِي لَكُمْ، وَأَنْ تَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ».

۱۲۲۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے۔ میں آپ کو سلام کہتا تو آپ مجھے سلام کا جواب دے دیا کرتے تھے۔ ایک دن میں آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا' آپ نے مجھے جواب نہیں دیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: "(اے لوگو!) اللہ تعالیٰ نے نماز کے بارے میں ایک نیا حکم جاری کیا ہے کہ تم (نماز میں) اللہ کے ذکر اور نماز کے مناسب الفاظ کے علاوہ کوئی کلام نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور سکون سے کھڑے رہو۔"

فائدہ: اس حدیث کو امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے ان کے دو شاگرد ابن ابی غنیّہ (یحییٰ بن عبدالملک) اور قاسم بن یزید بیان کرتے ہیں لیکن اس حدیث کے الفاظ قاسم بن یزید کے ہیں' ابن غنیّہ اس حدیث کو بالمعنیٰ روایت کرتے ہیں۔

١٢٢٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ

۱۲۲۲- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم (پہلے پہل) نبی ﷺ کو (نماز کی حالت میں) سلام کر دیا کرتے تھے اور آپ جواب بھی دے دیا کرتے تھے

١٢٢١- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٥٥٨ ومن طريقه أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١/ ٣٥٥، وللحديث شواهد كثيرة. * سفيان الثوري عنعن، كلثوم هو ابن علقمة بن ناجية بن المصطلق الخزاعي، وهو ثقة، يقال له صحبة.

١٢٢٢- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رد السلام في الصلاة، ح: ٩٢٤ من حديث عاصم بن أبي النجود به، وهو في الكبرى، ح: ٥٥٩، وعلقه البخاري في صحيحه، التوحيد، باب(٤٢)، قبل، ح: ٧٥٢٢. * سفيان بن عيينة صرح بالسماع.

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا السَّلَامَ حَتّٰى قَدِمْنَا مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَأَخَذَنِي مَا قَرُبَ وَمَا بَعُدَ فَجَلَسْتُ، حَتّٰى إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَّا يُتَكَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ».

حتی کہ ہم حبشہ کے علاقے سے واپس آئے تو میں نے آپ کو (نماز کی حالت میں) سلام کیا۔ آپ نے مجھے جواب نہ دیا۔ مجھے تو قریب اور دور کی سوچیں آنے لگیں (کہ جواب نہ دینے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟) میں بیٹھ گیا حتی کہ جب آپ نے نماز پوری فرمائی تو فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے' نیا حکم جاری فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ نیا حکم جاری کیا ہے کہ نماز میں بات چیت نہ کی جائے۔''

(المعجم ٢١) - مَا يَفْعَلُ مَنْ قَامَ مِنِ اثْنَتَيْنِ نَاسِيًا وَلَمْ يَتَشَهَّدْ (التحفة ٤٧٤)

باب:۲۱- جو آدمی بھول کر دو رکعتوں سے کھڑا ہو جائے اور تشہد نہ بیٹھے

١٢٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ: صَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ، كَبَّرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۲۲۳- حضرت عبداللہ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں' پھر اٹھ کھڑے ہوئے' بیٹھے نہیں۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ نے نماز مکمل فرمائی اور ہم آپ کے سلام کے انتظار میں تھے تو آپ نے اللہ اکبر کہہ کر دو سجدے کیے جب کہ آپ سلام سے قبل بیٹھے تھے۔ پھر آپ نے سلام پھیرا۔

١٢٢٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ قَامَ فِي الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ

۱۲۲۴- حضرت عبداللہ ابن بحینہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نماز میں (دو رکعتوں کے بعد) کھڑے ہو گئے' حالانکہ آپ نے بیٹھنا تھا تو آپ نے (آخر میں) سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔

١٢٢٣- [صحيح] تقدم، ح: ١١٧٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٠.

١٢٢٤- [صحيح] تقدم، ح: ١١٧٨، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٤٦.

جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ .

فائدہ: مذکورہ احادیث میں سجود سہو سلام سے پہلے کرنے کا ذکر ہے لیکن اہل علم کا اس مسئلے کی بابت دیگر احادیث میں مختلف طریقے بیان ہونے کی وجہ سے اختلاف ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس مسئلے کے متعلق اہل علم کے آٹھ اقوال نقل کیے ہیں جس کی تفصیل اسی کتاب کے ابتدائیے میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٢٢) - مَا يَفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ نَاسِيًا وَتَكَلَّمَ (التحفة ٤٧٥)

باب:۲۲- جو آدمی بھول کر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دے اور باتیں بھی کر لے تو کیا کرے؟

١٢٢٥- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ، قَالَ: قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: وَلٰكِنِّي نَسِيتُ قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْطَلَقَ إِلٰى خَشَبَةٍ مَّعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ بِيَدِهِ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ وَخَرَجَتِ السَّرَعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ. وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولٌ قَالَ: كَانَ يُسَمّٰى ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ». قَالَ:

۱۲۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں ظہر اور عصر میں سے کوئی ایک نماز پڑھائی۔ لیکن میں بھول گیا کہ وہ کون سی تھی؟ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ مسجد میں رکھی ہوئی ایک لکڑی کی طرف گئے اور اپنا ہاتھ اس پر رکھ لیا۔ یوں لگتا تھا جیسے آپ غصے میں ہوں۔ کچھ جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے نکل بھی گئے اور کہنے لگے: نماز کم ہو گئی۔ لوگوں (نمازیوں) میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے مگر آپ سے (اس مسئلے میں) بات چیت کرنے سے وہ بھی ڈرتے رہے۔ لوگوں میں ایک لمبے ہاتھوں والا شخص تھا جسے ذوالیدین (لمبے ہاتھوں والا) کہا جاتا تھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھول گئے یا نماز کم ہو گئی؟ آپ نے فرمایا: ''میں بھولا ہوں نہ نماز کم ہوئی ہے۔'' (ذوالیدین نے کہا: ایک کام تو ضرور ہوا ہے۔) آپ نے (لوگوں سے) پوچھا: ''کیا بات

١٢٢٥ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره، ح: ٤٨٢ من حديث ابن عون، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٣ من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٤٧.

وَقَالَ: «أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَجَاءَ فَصَلَّى الَّذِي كَانَ تَرَكَهُ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ.

اسی طرح ہے جیسے ذوالیدین کہتا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ (مصلے پر) تشریف لائے اور جو نماز باقی رہ گئی تھی' پڑھائی' پھر سلام پھیرا اور اللہ اکبر کہا اور عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا سجدہ کیا' پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا' پھر اللہ اکبر کہہ کر دوسرا سجدہ کیا' عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا' پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا۔

فوائد ومسائل: ① ''میں بھول گیا'' یہ بھولنے والے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں یا ان کے شاگرد محمد بن سیرین رحمہ اللہ۔ ② ''غصے میں'' دراصل یہ آپ کی طبع لطیف پر نماز کے سہو کا اثر تھا جسے غصہ خیال کیا گیا۔ ③ ''ڈر رہے'' اللہ! اللہ! کیا کہنے آپ کے رعب کے کہ آپ کے بے تکلف اور قریب ترین دوست بلکہ یار غار بھی آپ سے ڈر رہے ہیں۔ دراصل وہ آپ کے مقام ومرتبہ سے کما حقہ آگاہ تھے۔ اس لیے دوستی اور بے تکلفی کے باوجود بھی آپ کے احترام کو ملحوظ رکھتے تھے۔ وہ جتنے زیادہ قریبی تھے اتنا ہی زیادہ آپ کے ادب واحترام کا خیال کرتے تھے۔ ④ حضرت ذوالیدین اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنا جب کہ ابھی کچھ نماز باقی تھی' دلیل ہے کہ نماز کو مکمل سمجھ کر کلام یا کوئی اور عمل کرنا معاف ہے۔ نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ آخر میں سجود سہو کافی ہیں۔ احناف ایسی صورت میں نماز نئے سرے سے پڑھنے کے قائل ہیں اور اس حدیث کو ابتدائی دور سے متعلق بتاتے ہیں جب کلام (نماز میں) منع نہیں تھا' حالانکہ اس حدیث کے راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو اس نماز میں مقتدی بھی تھے۔ اور ان کا اسلام ۷ھ کا ہے جب کہ کلام کی حرمت تو بہت ابتدائی دور کی بات ہے۔ ⑤ انسان ہونے کے لحاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نسیان لاحق ہو سکتا ہے جس طرح دوسرے انسانی عوارض' مثلاً: بیماری وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے نہ بھولنے کی ضمانت قرآن مجید کے بارے میں دی ہے۔ ویسے وہاں بھی ﴿إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾ کی صراحت ہے۔ ⑥ یہ سجدے آپ نے سلام کے بعد ادا کیے ہیں۔ گویا سجدۂ سہو سلام کے بعد بھی ہو سکتا ہے اور پہلے بھی۔ جس کی تفصیل ابتدائیہ میں گزر چکی ہے۔ ⑦ جب واقعہ ثقات کی ایک مجلس کا ہو اور عادتاً سبھی کا غافل ہونا محال ہو اور ان میں سے ایک ثقہ دوسروں کی نسبت کچھ زیادہ بیان کرے تو اس اکیلے کی بات قبول نہیں کرنی چاہیے جب تک کہ اس کی دیگر ہم نشین تصدیق نہ کر دیں۔ ⑧ اس حدیث سے استصحاب پر عمل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ استصحاب کا مطلب ہے پہلے سے موجود حکم پر ثابت رہنا تاوقتیکہ کوئی نیا حکم آ جائے جو پہلے حکم کو تبدیل یا منسوخ کر دے۔ ذوالیدین نے اسی بنا پر سوال کیا' باوجود اس کے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ایک شرعی حیثیت رکھتا ہے اور اصل عدم سہو ہے اور نسخ بھی ممکن تھا۔ باقی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو خاموش رہے' وہ

سابقہ حکم کے بارے میں متردد تھے کہ آیا وہ منسوخ ہو گیا ہے یا کہ نہیں۔ اور جو صحابہ جلدی چلے گئے انہوں نے یقینی طور پر سمجھ لیا کہ پہلا حکم منسوخ ہو گیا ہے اور نماز کم ہو گئی ہے۔ اس سے احکام شرعیہ میں اجتہاد کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ⑨ نماز میں کئی بار بھولنے کی وجہ سے متعدد دفعہ سجود سہو کرنے کی ضرورت نہیں، صرف ایک ہی دفعہ کافی ہیں۔ تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیے۔

١٢٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ» فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ.

١٢٢٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ذوالیدین صحیح کہتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ اٹھے اور دو رکعتیں مزید پڑھائیں، پھر سلام پھیرا۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے عام سجدے کی طرح یا اس سے لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا، پھر اپنے عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا سجدہ فرمایا، پھر سر اٹھایا۔

١٢٢٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، - مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ - أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِي

١٢٢٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ ذوالیدین اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ بھی نہیں

١٢٢٦_ أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام _ إذا شك _ بقول الناس؟، ح: ٧١٤ من حديث مالك، ومسلم، ح: ٥٧٣ (انظر الحديث السابق) من حديث أيوب به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٩٣، والكبرى، ح: ١١٤٨.

١٢٢٧_ أخرجه مسلم، ح: ٥٧٣/ ٩٩، انظر الحديث السابق برقم، ح: ١٢٢٥ عن قتيبة به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٩٤، والكبرى، ح: ١١٤٩.

رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللهِ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ»، فَقَالَ: قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟» فَقَالُوا: نَعَمْ، فَأَتَمَّ رَسُولُ اللهِ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ.

ہوا۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ تو ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا ذوالیدین نے درست کہا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے باقی ماندہ نماز مکمل کی' پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔

۱۲۲۸- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاسَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَالُوا: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ فَقَامَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۲۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کی دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ لوگوں نے کہا: کیا نماز کم ہوگئی؟ آپ اٹھے اور دو رکعتیں مزید پڑھیں' پھر سلام پھیرا' پھر دو سجدے کیے۔

فائدہ: پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے تھے کہ کون سی نماز تھی' ظہر یا عصر؟ اس لیے کہیں ظہر کہا' کہیں عصر۔ مگر اس سے اصل مسئلے پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ دونوں نمازیں ایک جیسی ہیں۔

۱۲۲۹- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ

۱۲۲۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز پڑھی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا اور اٹھ کر چلے گئے تو ذوالشمالین رضی اللہ عنہ آپ

۱۲۲۸- أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام - إذا شك - بقول الناس؟، ح: ۷۱۵ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۱۵۰، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ۵۷۳ من حديث أبي سلمة به، انظر الحديث المتقدم، ح: ۱۲۲۵.

۱۲۲۹- [إسناده صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ۲/ ۳۷، والطحاوي في معاني الآثار: ۱/ ٤٤٥ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ۵٦۱ و ۱۱۵۱.

أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى يَوْمًا فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَدْرَكَهُ ذُوالشِّمَالَيْنِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنُقِصَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ: «لَمْ تُنْقَصِ الصَّلَاةُ وَلَمْ أَنْسَ؟» قَالَ: بَلَى وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَصَلَّى بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ.

کو جا کر ملے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے؟ آپ نے فرمایا: ”نماز کم ہوئی ہے نہ میں بھولا ہوں۔“ اس نے کہا: کیوں نہیں (کچھ تو ہوا ہے۔) قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں سے مخاطب ہو کر) فرمایا: ”کیا ذوالیدین درست کہہ رہا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے لوگوں کو دو رکعتیں مزید پڑھائیں۔

۱۲۳۰- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى الْفَرَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَسِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَلَّمَ فِي سَجْدَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُوالشِّمَالَيْنِ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ» قَالُوا: نَعَمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَتَمَّ الصَّلَاةَ.

۱۲۳۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھول گئے اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالشمالین نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا: ”کیا ذوالیدین درست کہہ رہا ہے؟“ انھوں نے کہا: ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز مکمل فرمائی۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: روایات کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس واقعے میں حاضر تھے جبکہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے اسے مجاز پر محمول کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول ”ہمیں نماز پڑھائی“ کا مطلب ہے کہ مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ ان کی اس توجیہ کی وجہ امام زہری رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ صاحب قصہ ذوالشمالین بدر کے دن شہید ہوگئے تھے لہٰذا یہ واقعہ غزوۂ بدر سے پہلے کا ہے جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر کے پانچ سال بعد اسلام لائے۔ لیکن ائمۂ حدیث کا اتفاق ہے کہ اس میں امام زہری رحمہ اللہ کو وہم ہوا

۱۲۳۰- [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح:١٠٤٥ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٥٦٤، وله طريق آخر عند البخاري، ح:١٢٢٧ وغيره عن أبي سلمة به. * يونس هو ابن يزيد الأيلي، وتلميذه أبوضمرة هو أنس بن عياض الليثي.

ہے جیسا کہ ابن عبدالبر وغیرہ نے یہ قول نقل کیا ہے وہ اسے ذوالشمالین کا قصہ قرار دیتے ہیں لیکن ذوالشمالین تو بدر کے دن شہید ہو گئے تھے ان کا تعلق بنوخزاعہ سے تھا اور ان کا نام عمیر بن عبد عمرو تھا اور ذوالیدین بنوسلیم کے فرد تھے ان کا نام خرباق تھا اور وہ نبی اکرم ﷺ کے بعد لمبا عرصہ حیات رہے۔ صحیح مسلم میں ابوسلمہ کے واسطے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کے الفاظ اس طرح ہیں: [فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ] ''بنوسلیم کا ایک آدمی کھڑا ہوا۔'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث: ٥٧٣) اور زہری کے واسطے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں: [فَقَامَ ذُو الشِّمَالَيْنِ] ''ذوالشمالین کھڑا ہوا۔'' حالانکہ وہ جنگ بدر میں شہید کر دیے گئے تھے۔ اسی وجہ سے انھوں نے اسے جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ قرار دیا ہے۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ دو واقعات ہیں: پہلا ذوالشمالین (عمیر بن عبد عمرو) اور دوسرا ذوالیدین (خرباق) کا۔ پہلے واقعے کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرسل بیان کیا ہے اور دوسرے میں وہ خود حاضر تھے۔ جمع وتطبیق کی خاطر اس کا بھی احتمال ہے۔ اور اس کے متعلق ایک قول یہ بھی ہے کہ اس اشتباہ کی وجہ یہ ہے کہ آپ کبھی ذوالشمالین کو ذوالیدین کہہ لیتے تھے اور کبھی ذوالیدین کو ذوالشمالین کہہ لیتے تھے۔ لیکن اس قول کی بنیاد کمزور ہے نیز امام طحاوی رحمہ اللہ کا اسے مجاز پر محمول کرنا درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے صریح الفاظ منقول ہیں: [بَيْنَمَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ......] ''ایک دفعہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی......'' (صحيح مسلم، المساجد، حديث: ٥٧٣) اور کبار محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ذوالشمالین رضی اللہ عنہ ذوالیدین رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے آدمی ہیں۔ اسی بات کی صراحت امام شافعی رحمہ اللہ نے ''اختلاف الحدیث'' میں کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اگرچہ الفاظ کے مختلف ہونے کی وجہ سے امام ابن خزیمہ وغیرہ کا رجحان تعدد واقعات کی طرف ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرا، پھر مسجد میں ایک لکڑی کی طرف کھڑے ہو گئے اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے تین رکعتوں کے بعد سلام پھیرا، پھر آپ گھر چلے گئے۔ مزید دیکھیے: (فتح الباري: ٣/ ١٢٦، ١٣١، ١٣٢، تحت حديث: ١٢٢٧، ١٢٢٩)

١٢٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۲۳۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا اور اٹھ کر چل دیے تو ذوالشمالین

١٢٣١- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٧١ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٥٦٥، ومصنف عبدالرزاق: ٢/ ٢٩٦، ٢٩٧، ح: ٣٤٤١، وللحديث طرق كثيرة.

وَأَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ وَانْصَرَفَ فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ ابْنُ عَمْرٍو: أَنُقِصَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ». فَقَالُوا: صَدَقَ يَا نَبِيَّ اللهِ! فَأَتَمَّ بِهِمُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ نَقَصَ.

بن عمرو ﷺ نے آپ سے کہا: کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ذوالیدین کیا کہتا ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سچ کہتا ہے۔ آپ نے پھر وہ دو رکعتیں مکمل فرمائیں جو رہ گئی تھیں۔

فائدہ: اس روایت میں دو غلطیاں ہیں۔ ایک تو ذوالشمالین بن عبد عمرو ہونا چاہیے' دوسرے اس ذوالشمالین کا ذکر راوی کی غلطی اور شذوذ ہے۔ یہ تو بدر میں شہید ہونے والے ذوالشمالین ہیں جو اس واقعے سے بہت پہلے کے ہیں۔

۱۲۳۲- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ نَحْوَهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي هٰذَا الْحَدِيثَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَأَخْبَرَنِيهِ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ.

۱۲۳۲- حضرت ابوبکر بن سلیمان بن ابوحثمہ نے ابن شہاب کو بتایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں (اور سلام پھیر دیا) تو ذوالشمالین نے آپ سے گزارش کی۔ (باقی روایت حسب سابق ہے) حضرت ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت حضرت سعید بن مسیب نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے بیان فرمائی' نیز مجھے یہ روایت حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن' ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث اور عبیداللہ بن عبداللہ نے بھی بیان فرمائی۔

وضاحت: مندرجہ بالا واقعہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے جیسا کہ سابقہ احادیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ مگر اس روایت (۱۲۳۲) میں حضرت ابوبکر بن سلیمان نے حضرت ابوہریرہ ؓ کا نام صراحتاً ذکر نہیں کیا بلکہ فرمایا: مجھے یہ واقعہ پہنچا ہے' واسطے کا ذکر نہیں کیا' جب کہ سابقہ حدیث میں انھوں نے واقعہ حضرت

۱۲۳۲- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب السهو في السجدتين، ح: ١٠١٣ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٦ * أبوداود هو الحراني اسمه سليمان بن سيف، وهو ثقة حافظ من شيوخ النسائي.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر بیان کیا ہے۔ اس سے روایت کی اسنادی حیثیت میں فرق نہیں پڑتا کیونکہ ایک جگہ ذکر نہ کرنا دوسری جگہ ذکر کرنے کے مخالف نہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا اس روایت کو ذکر کرنے کا مقصد امام زہری پر روایت کے متصل ومرسل ہونے کے اختلاف کو بیان کرنا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٣) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ فِي السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ٤٧٦)

باب:۲۳- سجودِ سہو کی ادائیگی کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختلاف کا ذکر

١٢٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنِ أَبِي حَثْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَسْجُدْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ السَّلَامِ وَلَا بَعْدَهُ.

۱۲۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس دن نہ سلام سے پہلے سجدے کیے نہ بعد میں۔

١٢٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَجَدَ يَوْمَ ذِي الْيَدَيْنِ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ.

۱۲۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ذوالیدین والے واقعہ کے دن سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

١٢٣٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ

۱۲۳۵- (امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) ہمیں یہ

١٢٣٣ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٦٨. * الزهري عنعن، تقدم، ح: ١٢٠٧.

١٢٣٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧١.

١٢٣٥ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٥٧٢، وانظر الحديث السابق.

الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

روایت عمرو بن سواد بن اسود نے ابن وہب سے انھوں نے عمرو بن حارث سے انھوں نے قتادہ عن محمد بن سیرین عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ کی سند سے بھی اسی طرح بیان فرمائی۔

فائدہ: حدیث: ۱۲۳۳ جس میں سجدۂ سہو نہ کرنے کا ذکر ہے ضعیف ہے۔ ائمۂ حفاظ نے اسے امام زہری ؒ کا اپنا کلام قرار دیا ہے۔ صحیح روایات میں سجدۂ سہو کرنے کا ذکر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۱۵/۵-۷)

۱۲۳۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ: وَحَدَّثَنِي ابْنُ عَوْنٍ وَخَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ فِي وَهْمِهِ بَعْدَ السَّلَامِ.

۱۲۳۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سہو کے (اس) واقعہ میں سلام کے بعد سجدے کیے۔

۱۲۳۷- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ وَعَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى

۱۲۳۷- حضرت عمران بن حصین ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی۔ آپ کو سہو ہو گیا۔ آپ نے دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔

۱۲۳۶_[صحيح] تقدم، ح: ۱۲۲۵، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۱۵۸.

۱۲۳۷_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب سجدتي السهو فيهما تشهد وتسليم، ح: ۱۰۳۹، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التشهد في سجدتي السهو، ح: ۳۹۵ عن محمد بن يحيى النيسابوري به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۱۵۹، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۶۲، وابن حبان، ح: ۵۳۶، والحاكم علٰى شرط الشيخين: ۱/ ۳۲۳، ووافقه الذهبي. * أشعث هو ابن عبدالملك، وللحديث علة غير قادحة ذكرتها في نيل المقصود.

بِهِمْ فَسَهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث میں سہو کی صراحت نہیں کہ کون سا تھا؟ تشہد والا یا دو رکعتوں والا؟ پہلی صورت میں دو سجدے سلام سے پہلے اور دوسری صورت میں سلام کے بعد کیے جائیں گے۔ روایات میں صراحت ہے، مبہم روایت کو صریح روایات پر محمول کیا جائے گا۔

١٢٣٨- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِّنَ الْعَصْرِ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ فَقَالَ: - يَعْنِي - نَقَصَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللهِ؟! فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ رِدَاءَهُ فَقَالَ: «أَصَدَقَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَقَامَ فَصَلَّى تِلْكَ الرَّكْعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْهَا ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۲۳۸- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) عصر کی نماز میں تین رکعات پر سلام پھیر دیا۔ پھر اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ ایک آدمی آپ کی طرف بڑھا۔ اس کا نام خرباق تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! نماز کم ہو گئی؟ آپ غصے میں اپنی اوپر والی چادر گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے اور فرمایا: ”کیا یہ درست کہتا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ہاں۔ آپ مصلے پر کھڑے ہوئے اور رہ جانے والی رکعت پڑھائی۔ پھر سلام پھیرا۔ پھر سہو کے دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا۔

فائدہ: مصنف رحمہ اللہ کا انداز ظاہر کر رہا ہے کہ وہ اس روایت کے واقعہ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت والا واقعہ ہی سمجھ رہے ہیں مگر دونوں کی تفصیلات میں کچھ اختلاف ہے۔ پہلی روایات میں دو رکعت پر سلام کا ذکر ہے۔ اس روایت میں تین رکعات پر سلام منقول ہے۔ پہلی روایت کے مطابق آپ مسجد ہی میں رہے، گھر نہیں گئے۔ اس روایت کے مطابق آپ گھر چلے گئے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا رجحان اس طرف ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا۔ اور ابن خزیمہ رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک یہ مختلف واقعات ہیں کیونکہ روایات کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ إِتْمَامِ الْمُصَلِّي عَلَى مَا ذُكِرَ إِذَا شَكَّ (التحفة ٤٧٧)

باب: ۲۴- نمازی کو شک پڑ جائے تو اپنی یادداشت کے مطابق نماز مکمل کرے

١٢٣٨- أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٤ من حديث خالد الحذاء به، وهو في الكبرى، ح: ٥٧٦.

۱۲۳۹- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْغِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ فَإِذَا اسْتَيْقَنَ بِالتَّمَامِ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعَتَا لَهُ صَلَاتَهُ وَإِنْ صَلَّى أَرْبَعًا كَانَتَا تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ».

۱۲۳۹- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو وہ شک دور کرے اور یقین پر بنیاد رکھے (یعنی یقین کے مطابق نماز جاری رکھے۔) جب اسے نماز مکمل ہونے کا یقین ہو جائے تو بیٹھا بیٹھا دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ (رکعات) پڑھی ہوں گی تو یہ دو سجدے اس کی نماز کو جفت بنا دیں گے۔ اور اگر اس نے چار (رکعات) پڑھی ہوں گی تو یہ دو سجدے شیطان کو ذلیل کرنے کا سبب بنیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① ''شک دور کرے۔'' اگر تین اور چار میں شک ہو تو تین سمجھے کیونکہ کم کا یقین اور زائد میں شک ہوتا ہے۔ ② ''جفت بنا دیں گے۔'' یعنی دو سجدے ایک رکعت کے قائم مقام ہو جائیں گے اور پانچویں رکعت سے مل کر دو نفل بن جائیں گے اور پہلی چار رکعتیں فرض ہوں گی' البتہ احناف کے نزدیک اس صورت میں ضروری ہے کہ ہر اس رکعت کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھے جس کا چوتھی ہونا ممکن ہو' یعنی آخری اور اس سے پہلی دونوں میں بیٹھے اور تشہد پڑھے ورنہ ساری نماز نفل ہو جائے گی۔ محدثین اور جمہور اہل علم کے نزدیک یہ ضروری نہیں کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ چوتھی کو تیسری سمجھ کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوا ہو اور شک بعد میں پڑا ہو۔ اس صورت میں آخری سے پہلی میں بیٹھنے کا امکان ہی نہیں۔ اور اکثر ایسے ہی ہوتا ہے' لہٰذا احناف کا قول غیر ضروری تشدد ہے جس کی دلیل سنت سے نہیں ملتی' صرف قیاس کے زور سے اتنا سخت فتویٰ نہیں دینا چاہیے۔ ③ ''شیطان کی رسوائی اور ذلت'' کیونکہ سہو شیطان کی کوششوں ہی سے ہوا تھا مگر نمازی نے مزید دو سجدے کیے۔ گویا شیطان کا وسوسہ نمازی کے لیے دو سجدوں کے اضافے کا ذریعہ بن گیا جب کہ سجدے کے انکار ہی سے شیطان راندۂ درگاہ ہوا تھا' لہٰذا اس کا رسوا اور ذلیل ہونا لازمی امر ہے۔ شاید اسی نکتے کی بنا پر سہو کا تدارک سجدے سے مشروع کیا گیا ہے۔

۱۲٤۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۲۴۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو پتہ نہ چلے کہ

۱۲۳۹- أخرجه مسلم، ح: ٥٧١ (وانظر الحديث السابق) من حديث زيد بن أسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٦١.

۱۲٤۰- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٦٢.

الْعَزِيزِ، - وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ - عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا لَمْ يَدْرِ أَحَدُكُمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً ثُمَّ يَسْجُدْ بَعْدَ ذٰلِكَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعَتَا لَهُ صَلَاتَهُ وَإِنْ صَلَّى أَرْبَعًا كَانَتَا تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ».

اس نے تین (رکعات) پڑھی ہیں یا چار؟ تو وہ ایک رکعت مزید پڑھ کر بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ (رکعات) پڑھی ہوں گی تو یہ سجدے اس کی نماز کو جفت بنا دیں گے اور اگر چار پڑھی ہیں تو یہ شیطان کی ذلت کا سبب ہوں گے۔''

(المعجم ٢٥) - بَابُ التَّحَرِّي (التحفة ٤٧٨)

باب:۲۵-(شک کی صورت میں صحیح تعداد جاننے کی) جستجو کرنا

١٢٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ - وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهَلٍ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرٰى أَنَّهُ الصَّوَابُ فِيهِ فَيُتِمَّهُ ثُمَّ - يَعْنِي - يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ»، وَلَمْ أَفْهَمْ بَعْضَ حُرُوفِهِ كَمَا أَرَدْتُ.

۱۲۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو اسے صحیح صورت حال جاننے کی کوشش کرنی چاہیے' پھر وہ اپنی نماز مکمل کرے' پھر دو سجدے کرے۔''

(امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں اس روایت کے بعض الفاظ (اپنے استاد گرامی سے) اس طرح نہیں سمجھ سکا جس طرح میری خواہش تھی۔

فوائد ومسائل: ① گویا بعض الفاظ صحیح طرح سمجھ میں نہیں آئے' اسی لیے امام صاحب نے حدیث: ۱۲۴۲ میں یہی روایت ایک اور استاد کے واسطے سے بیان کی تا کہ وہ شک دور ہو جائے اور روایت مستند بن جائے۔ ② پچھلی روایت میں مطلقاً "أقلّ" پر اعتماد کرنے کا حکم تھا مگر اس روایت میں مزید صراحت ہے کہ وہ سوچے کون سی بات صحیح ہے؟ اگر کسی ایک بات پر یقین ہو جائے تو درست ورنہ أقلّ (کم) پر اعتماد کیا جائے گا کیونکہ وہ قطعاً یقینی ہے۔

١٢٤١_ أخرجه البخاري، الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، ح: ٤٠١، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٦٣.

١٢٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَفْرُغُ».

۱۲۴۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو وہ صحیح بات جاننے کی کوشش کرے اور فارغ ہونے کے بعد دو سجدے کرے۔“

١٢٤٣- وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَزَادَ أَوْ نَقَصَ، فَلَمَّا سَلَّمَ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُمُوهُ، وَلٰكِنِّي إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَأَيُّكُمْ مَا شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحْرٰى ذٰلِكَ إِلَى الصَّوَابِ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُسَلِّمْ وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

۱۲۴۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھی جس میں آپ سے زیادتی یا کمی ہوگئی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے پوچھا گیا: کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آیا ہوتا تو میں تمھیں بتا دیتا۔ لیکن میں بھی ایک انسان ہوں‘ جس طرح تم بھول جاتے ہو‘ میں بھی بھول جاتا ہوں۔ جس آدمی کو بھی اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو وہ دیکھے کون سی بات صحت کے زیادہ قریب ہے۔ پھر اس کے مطابق اپنی نماز مکمل کرے۔ پھر سلام پھیرے اور (سہو کے) دو سجدے کرے۔“

فوائد ومسائل: ① آگے آ رہا ہے کہ نماز میں آپ سے اضافہ ہو گیا تھا‘ یعنی ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی گئی تھی۔ ② اگر سجدۂ سہو سلام کے بعد ہو تو وہ سلام دونوں طرف ہونا چاہیے‘ نہ کہ ایک طرف جیسا کہ احناف کا عمومی رواج ہے کیونکہ مطلق سلام کا لفظ دو سلام پر ہی محمول ہوگا جو کہ نماز میں مشروع ومعہود ہیں۔ محققین احناف اسی کے قائل ہیں۔ ③ جب لوگ کوئی نئی چیز دیکھیں تو اس کے متعلق پوچھنے میں کوئی حرج نہیں اور امام یا حاکم کو بھی اس کا برا نہیں منانا چاہیے بلکہ خوش دلی سے اس کا جواب دینا چاہیے۔

١٢٤٢ـ أخرجه مسلم، ح: ٥٧٢ من حديث وكيع به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٦٤.

١٢٤٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٦٥.

١٢٤٤- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ سُلَيْمَانَ الْمُجَالِدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةً فَزَادَ فِيهَا أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قُلْنَا: يَا نَبِيَّ اللهِ! هَلْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» فَذَكَرْنَا لَهُ الَّذِي فَعَلَ، فَثَنَى رِجْلَهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَأَنْبَأْتُكُمْ بِهِ» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَأَيُّكُمْ يَشُكُّ فِي صَلَاتِهِ شَيْئًا فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرٰى أَنَّهُ صَوَابٌ، ثُمَّ يُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ».

۱۲۴۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز پڑھی۔ اس میں آپ سے زیادتی یا کمی ہوگئی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟'' ہم نے آپ سے پوری بات ذکر کی۔ آپ نے اپنا پاؤں موڑا اور قبلے کی طرف منہ کیا اور سہو کے دو سجدے کیے۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آ جاتا تو میں تمھیں بتلا دیتا۔'' پھر فرمایا: ''میں بھی ایک انسان ہوں' بھول سکتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو' لہٰذا جس آدمی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے' وہ صحیح صورت حال جاننے کی کوشش کرے۔ پھر سلام پھیر دے۔ پھر سہو کے دو سجدے کرے۔''

فوائد ومسائل: ① آپ سے دراصل نماز ظہر میں اضافہ ہوگیا تھا۔ اضافے کی صورت میں سجود سہو کی مذکورہ صورت پر عمل ہوگا۔ ② جب نماز میں شک پڑ جائے تو آدمی کو حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے غور وفکر کرنا چاہیے' اس سے نماز خراب نہیں ہوتی۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے پیغامات کو مکمل طور پر پہنچا دیا ہے۔ آپ پر جب بھی کوئی نئی وحی آتی تو آپ فوراً صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس سے آگاہ فرما دیتے تھے' لہٰذا جو چیز اس وقت دین تھی' آج بھی وہی دین ہے' اس میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔

١٢٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

۱۲۴۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی

١٢٤٤ـ أخرجه مسلم، من حديث الفضيل به (انظر الحديث المتقدم: ١٢٤١)، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٨١، ١١٦٦، وقال النسائي: "خالفه شقيق بن سلمة أبووائل فجعل التحري من قول عبدالله".

١٢٤٥ـ أخرجه مسلم، ح: ٥٧٢ من حديث شعبة به (انظر الحديث المتقدم: ١٢٤١)، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٦٧.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ مَنْصُورٌ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ وَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ رَجُلًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةَ الظُّهْرِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ، فَقَالُوا: أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ حَدَثٌ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» فَأَخْبَرُوهُ بِصَنِيعِهِ، فَثَنَى رِجْلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي» وَقَالَ: «لَوْ كَانَ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ حَدَثٌ أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ». وَقَالَ: «إِذَا أَوْهَمَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذٰلِكَ مِنَ الصَّوَابِ، ثُمَّ لْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی (آپ سے ایک رکعت زائد پڑھی گئی) پھر آپ نے اپنا چہرہ لوگوں کی طرف فرمایا تو لوگوں نے کہا: کیا نماز میں کوئی تبدیلی آ گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ تو انھوں نے آپ کو پوری بات بتائی۔ آپ نے اپنا پاؤں موڑا اور قبلے کی طرف منہ کیا اور دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا، پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”میں بھی ایک انسان ہوں۔ بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔ اگر نماز کے بارے میں کوئی تبدیلی ہوئی ہوتی تو میں تمھیں بتا دیتا۔“ نیز فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو نماز میں وہم پڑ جائے تو وہ بہت زیادہ درست بات معلوم کرے اور اس کے حساب سے نماز مکمل کرے، پھر دو سجدے کرے۔“

فائدہ: ”مجھے یاد دلا دیا کرو۔“ معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ پانچویں رکعت کے لیے (بھول کر) اٹھے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو متنبہ نہیں کیا۔ انھوں نے خیال کیا کہ شاید نماز میں اضافے کا حکم آ گیا ہے، حالانکہ ایسی بات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ پہلے مطلع فرما دیتے۔

١٢٤٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ: قَالَ عَبْدُاللهِ: مَنْ أَوْهَمَ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ، ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَفْرُغُ وَهُوَ جَالِسٌ.

۱۲۴۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جسے نماز میں وہم ہو جائے تو وہ درست بات تلاش کرے، پھر نماز مکمل کرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔

١٢٤٦- [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ١١٦٨.

١٢٤٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: مَنْ شَكَّ أَوْ أَوْهَمَ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ لْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۴۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جسے (نماز میں) شک یا وہم پڑ جائے تو وہ درست بات تلاش کرے، پھر دو سجدے کرے۔

١٢٤٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانُوا يَقُولُونَ: إِذَا أَوْهَمَ يَتَحَرَّى الصَّوَابَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۴۸- حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ (صحابۂ کرام) کہتے تھے: جب نمازی کو وہم ہو جائے تو وہ درست بات تلاش کرے، پھر دو سجدے کرے۔

١٢٤٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسَافِعٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ».

۱۲۴۹- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو نماز میں شک ہو تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔“

١٢٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُسَافِعٍ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ

۱۲۵۰- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی کو نماز میں شک پڑ جائے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔“

١٢٤٧ـ [صحيح موقوف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١١٦٩.

١٢٤٨ـ [إسناده صحيح مقطوع] أخرجه ابن أبي شيبة: ٢/ ٢٦ من حديث ابن عون به، وهو في الكبرى، ح: ١١٧٠. * عبدالله هو ابن المبارك.

١٢٤٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال بعد التسليم، ح: ١٠٣٣ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرى، ح: ٥٩٣، ١١٧١، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٣٣، وقال البيهقي: ٢/ ٣٣٦: "هذا الإسناد لا بأس به".

١٢٥٠ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١١٧٢.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ».

١٢٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُصْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ».

۱۲۵۱- حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی نماز میں شک کرے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔''

١٢٥٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، وَرَوْحٌ - هُوَ ابْنُ عُبَادَةَ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُصْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ» قَالَ حَجَّاجٌ: «بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ» وَقَالَ رَوْحٌ: «وَهُوَ جَالِسٌ».

۱۲۵۲- حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو وہ سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔''

فائدہ: حدیث: ۱۲۴۶ سے ۱۲۵۲ تک روایات مختصر ہیں۔ ان کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے ان سے اوپر والی تفصیلی روایات سے مدد لی جائے' یعنی شک کی صورت میں صحیح بات جاننے یا ''أَقَلّ'' پر اعتماد کرنے کے بعد نماز مکمل کرے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کرے اور سلام پھیر دے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ۵۷۲) نماز زیادہ پڑھی جانے کی صورت میں صرف دو سجدے کافی ہیں۔

١٢٥١- [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ١١٧٣.

١٢٥٢- [إسناده حسن] انظر الحديث المتقدم: ١٢٤٩ والتي بعده، وهو في الكبرى، ح: ١١٧٤.

۱۲۵۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ حَتّٰى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلّٰى، فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ».

۱۲۵۳-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آ کر اس پر اس کی نماز مشتبہ کر دیتا ہے حتی کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے؟ جب تم میں سے کوئی شخص یہ صورت حال پائے تو (یقین کے مطابق نماز مکمل کر کے سلام پھیرے اور) بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔''

۱۲۵٤- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ، فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلّٰى، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

۱۲۵٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ جب اقامت پوری ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے حتی کہ نمازی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ میں نے کتنی نماز پڑھی ہے؟ جب تم میں سے کوئی شخص یہ صورت حال دیکھے (محسوس کرے) تو (نماز یقین کے مطابق مکمل کرنے کے بعد) دو سجدے کرے۔''

فوائد ومسائل: ① شیطان کا گوز مارنا اذان کا اثر بھی ہو سکتا ہے (جیسے گدھے پر زیادہ بوجھ لدا ہو تو وہ گوز مارتا ہے) یا اس لیے کہ اذان نہ سن سکے (گوز کی آواز کی وجہ سے) یا یہ کنایہ ہے کہ اذان شیطان کے لیے بہت پریشان کن ہے۔ ② دیگر روایات میں اذان کے بعد واپسی اور پھر اقامت کے موقع پر بھاگنے کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٦٠٨' و صحيح مسلم' الصلاة' حديث:٣٨٧) یہ روایت

۱۲۵۳ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح:٣٨٩ بعد، ح:٥٦٩ عن قتيبة، والبخاري، السهو، باب السهو في الفرض والتطوع، ح:١٢٣٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٠٠، والكبرى، ح:٥٩٢، ١١٧٥.

۱۲۵٤ـ أخرجه البخاري، السهو، باب: إذا لم يدر كم صلى ثلاثًا أو أربعًا . . . الخ، ح:١٢٣١، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح:٣٨٩/ ٨٣ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح:١١٧٦.

مختصر ہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ صَلَّى خَمْسًا (التحفة ٤٧٩)

باب:۲۶- جو شخص پانچ رکعات پڑھ بیٹھے تو کیا کرے؟

١٢٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَثَنٰى رِجْلَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۵۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ آپ سے عرض کیا گیا: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ لوگوں نے عرض کیا: آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ آپ نے اپنا پاؤں موڑا (یعنی قبلہ رخ ہوئے) اور دو سجدے کیے۔

١٢٥٦- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ وَمُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوا: إِنَّكَ صَلَّيْتَ خَمْسًا! فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ.

۱۲۵۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ لوگوں نے کہا: آپ نے پانچ پڑھی ہیں تو آپ نے سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔

١٢٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ

۱۲۵۷- ابراہیم بن سوید سے روایت ہے کہ حضرت علقمہ نے ایک دفعہ پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ انھیں بتایا

١٢٥٥ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ماجاء في القبلة . . . الخ، ح: ٤٠٤ من حديث يحيى القطان، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢/ ٩١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٧٧.

١٢٥٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٥٧ من حديث النضر بن شميل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٧٨.

١٢٥٧ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢/ ٩٢ من حديث الحسن بن عبيدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٧٩.

ابْنُ مُهَلْهَلٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: صَلَّى عَلْقَمَةُ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: مَا فَعَلْتُ؟ قُلْتُ بِرَأْسِي: بَلٰى! قَالَ: وَأَنْتَ يَا أَعْوَرُ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى خَمْسًا، فَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَقَالُوا لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «لَا» فَأَخْبَرُوهُ فَثَنٰى رِجْلَهُ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ».

گیا تو وہ کہنے لگے: میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ میں نے سر کے اشارے سے کہا: کیوں نہیں؟ (آپ نے کیا ہے) وہ کہنے لگے: اے اعور! تو بھی ایسے ہی کہتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ پھر انھوں نے دو سجدے کیے۔ پھر انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے بھی (ایک دفعہ) پانچ رکعات پڑھا دی تھیں۔ لوگ ایک دوسرے سے کانا پھوسی کرنے لگے۔ انھوں نے آپ سے کہا: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انھوں نے آپ کو بتایا تو آپ نے اپنے پاؤں سیدھے (قبلہ رخ) کیے اور دو سجدے کیے' پھر فرمایا: ''میں بھی ایک انسان ہوں۔ جس طرح تم بھولتے ہو' میں بھی بھول جاتا ہوں۔''

۱۲۵۸- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: سَهَا عَلْقَمَةُ بْنُ قَيْسٍ فِي صَلَاتِهِ فَذَكَرُوا لَهُ بَعْدَ مَا تَكَلَّمَ فَقَالَ: أَكَذٰلِكَ يَا أَعْوَرُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَلَّ حُبْوَتَهُ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَقَالَ: هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: وَسَمِعْتُ الْحَكَمَ يَقُولُ: كَانَ عَلْقَمَةُ صَلّٰى خَمْسًا.

۱۲۵۸- حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علقمہ بن قیس اپنی نماز میں بھول گئے۔ ان کے کلام وغیرہ کرنے کے بعد لوگوں نے ان سے ذکر کیا تو کہنے لگے: اے اعور! کیا ایسے ہی ہوا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے اپنی گوٹھ کھولی' پھر سہو کے دو سجدے کیے اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیا تھا۔ (راویٔ حدیث) مالک بن مغول نے کہا: میں نے حضرت حکم بن عتیبہ کو فرماتے سنا کہ علقمہ نے (سہواً) پانچ رکعتیں پڑھ لی تھیں۔

فائدہ: اصل روایت تو مالک بن مغول نے حضرت شعبی سے بیان کی ہے جس میں صرف سہو کا ذکر ہے۔ یہ وضاحت نہیں کہ کیا سہو ہوا تھا؟ یہ وضاحت حضرت حکم کی روایت میں ہے کہ وہ سہواً پانچ رکعات پڑھ چکے تھے۔ شعبی اور حکم دونوں حضرت علقمہ کے شاگرد ہیں۔

۱۲۵۸- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ۱۱۸۰.

١٢٥٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّ عَلْقَمَةَ صَلَّى خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ: يَا أَبَا شِبْلٍ! صَلَّيْتَ خَمْسًا! فَقَالَ: أَكَذَا يَا أَعْوَرُ؟ فَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۱۲۵۹- ابراہیم بن سوید سے مروی ہے کہ حضرت علقمہ نے پانچ رکعتیں پڑھ لیں۔ میں نے کہا: اے ابوشبل! (علقمہ کی کنیت ہے) آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ کہنے لگے: اے اعور! کیا حقیقتاً ایسے ہی ہے؟ پھر انھوں نے سہو کے دو سجدے کیے۔ پھر کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔

١٢٦٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ النَّهْشَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا. قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ وَأَذْكُرُ كَمَا تَذْكُرُونَ» فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْفَتَلَ.

۱۲۶۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھلے پہر کی دو نمازوں (ظہر اور عصر) میں سے کوئی ایک نماز پانچ رکعت پڑھا دی۔ آپ سے پوچھا گیا: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ انھوں نے کہا: آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں بھی ایک انسان ہوں۔ بھول جاتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو اور یاد رکھتا ہوں جس طرح تم یاد رکھتے ہو۔“ پھر آپ نے دو سجدے فرمائے اور تشریف لے گئے۔

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا تمام روایات میں پانچ رکعات پڑھنے کا ذکر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی پانچ پڑھیں اور علقمہ نے بھی۔ ظاہر ہے چوتھی کو تیسری سمجھ کر ہی پانچویں پڑھی ہوگی لہٰذا وہ (حقیقتاً) چوتھی میں نہیں بیٹھے ہوں گے۔ احناف کے نزدیک ایسی صورت میں فرضیت باطل ہو جاتی ہے مگر یہ صریح روایات ان کے موقف کی تردید کرتی ہیں۔ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں، إلا یہ مانا جائے کہ رسول اللہ ﷺ اور علقمہ کو دو دو سہو ہوئے۔ پہلے چوتھی کو دوسری سمجھ کر بیٹھے۔ پھر صرف ایک رکعت پڑھ کر گویا تیسری میں ہی بیٹھ گئے۔ مگر یہ بہت بعید اور محض تکلف ہے۔ صحیح بات وہی ہے جو اوپر گزری۔ روایت کے ناقل حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ

١٢٥٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٨١.

١٢٦٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢/ ٩٣ من حديث أبي بكر النهشلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٨٢، وللحديث شواهد.

ہیں۔ ابن مسعود اور علقمہ دونوں احناف کے لیے حجت ہیں۔ ② ان روایات میں کلام کے بعد سجدۂ سہو کرنے کا ذکر ہے۔ اس کے بھی احناف قائل نہیں بلکہ یہ تو سلام سے متصل بعد سجدۂ سہو کے قائل ہیں اور سلام بھی صرف ایک طرف۔ فاصلہ اور کلام کی صورت میں اعادے کے قائل ہیں مگر ان کے اپنے ائمہ کی یہ روایات ان کے خلاف ہیں۔ (دونوں مسائل کی مزید تفصیل دیکھیے حدیث: ۱۲۲۵، ۱۲۳۹)

(المعجم ۲۷) - بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ نَسِيَ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهِ (التحفة ٤٨٠)

باب: ۲۷- جو شخص اپنی نماز میں سے کچھ بھول جائے تو کیا کرے؟

١٢٦١- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يُوسُفَ مَوْلٰى عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ يُوسُفَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ صَلّٰى أَمَامَهُمْ فَقَامَ فِي الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ، فَسَبَّحَ النَّاسُ فَتَمَّ عَلٰى قِيَامِهِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ أَنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ، ثُمَّ قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نَسِيَ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهِ فَلْيَسْجُدْ مِثْلَ هَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ».

۱۲۶۱- حضرت یوسف (اموی) ؒ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ ؓ نے انھیں امام بن کر نماز پڑھائی۔ وہ نماز میں (ایک مقام پر) کھڑے ہو گئے جبکہ انھیں بیٹھنا چاہیے تھا۔ لوگوں نے [سُبْحَانَ اللّٰهِ] کہا لیکن وہ کھڑے رہے۔ پھر انھوں نے نماز پوری کرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔ پھر منبر پر بیٹھ گئے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جو شخص اپنی نماز میں سے کچھ بھول جائے تو وہ ان دو سجدوں کی طرح سجدے کرے۔“

فائدہ: یہ سہو دو رکعتوں کے بعد تشہد بھولنے کا سہو تھا۔ اس میں یہی طریقہ ہے کہ اگر امام کھڑا ہو جائے تو [سُبْحَانَ اللّٰهِ] سننے کے باوجود واپس نہ بیٹھے بلکہ نماز جاری رکھے۔ آخر میں سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کرے۔ ہر سہو میں ایسے نہیں ہوتا۔ جیسا کہ پیچھے وضاحت ہو چکی ہے۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ التَّكْبِيرِ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ (التحفة ٤٨١)

باب: ۲۸- سجود سہو میں بھی تکبیرات کہنا

١٢٦١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٠٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٥٩٤، ١١٨٣.
* محمد بن يوسف ثقة، وأبوه حسن الحديث، وابن عجلان صرح بالسماع عند الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٣٦، ٣٣٧، وتابعه ابن جريج عند أحمد: ٤/ ١٠٠.

١٢٦٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَيُونُسُ وَاللَّيْثُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فِي الثِّنْتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ فَلَمْ يَجْلِسْ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ كَبَّرَ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ.

۱۲۶۲- حضرت عبداللہ ابن بحینہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی دو رکعتوں کے بعد (بیٹھنے کی بجائے) سیدھے کھڑے ہو گئے۔ پھر (توجہ دلانے پر بھی) واپس نہ بیٹھے۔ جب نماز پوری فرمالی تو سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔ ہر سجدے میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے تھے۔ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدے کیے۔ یہ اس قعدے کی جگہ تھے جو آپ بھول گئے تھے۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي يَقْضِي فِيهَا الصَّلَاةَ (التحفة ٤٨٢)

باب:۲۹- جس رکعت پر نماز ختم ہوتی ہے اس میں تشہد بیٹھنے کا طریقہ

١٢٦٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَنْقَضِي فِيهِمَا الصَّلَاةُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى شِقِّهِ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۲۶۳- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ان دو رکعتوں کے بعد جن پر نماز ختم ہوتی ہے (تشہد میں بیٹھتے وقت) اپنا بایاں پاؤں دائیں طرف (پنڈلی کے نیچے سے) باہر نکال لیتے اور سرین پر (زور دے کر) بیٹھتے' پھر سلام پھیرتے۔

١٢٦٢- أخرجه البخاري، السهو، باب: يكبر في سجدتي السهو، ح: ١٢٣٠، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٨٦/٥٧٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٣، ٦٠٤، ١١٨٤.

١٢٦٣- [إسناده صحيح] تقدم أطرافه، ح: ١٠٤٠، ١١٠٢، ١١٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٨٥.

فائدہ: اس طریقے سے بیٹھنے کو شرعی اصطلاح میں تَوَرُّکْ کہتے ہیں یعنی پاؤں پر بیٹھنے کی بجائے براہ راست نیچے بیٹھے اور بایاں پاؤں دائیں طرف نکال لے۔ سلام والے تشہد میں تَوَرُّکْ سنت ہے جیسا کہ اس روایت میں صراحت ہے مگر احناف اسے نبی ﷺ کے بڑھاپے پر محمول کرتے ہیں لیکن اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتے۔ نبی ﷺ کے تورک کرنے کو بڑھاپے کی حالت پر محمول کرنے والے حضرات سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ کیا چوتھی صدی سے لے کر آج تک آپ کا کوئی بزرگ اس قدر بوڑھا نہیں ہوا کہ اسے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح تورک کرنا پڑے؟ اگر یہ وجہ ہوتی تو صحابۂ کرام ؓ ہم سے زیادہ اس بات کا ادراک فرماتے۔ تعجب کی بات ہے یہ حدیث دس صحابۂ کرام ؓ کی ایک جماعت میں بیان کی گئی۔ ان میں سے کسی نے یہ توجیہ نہیں کی مگر بعد والے ان کی غلطیاں نکال رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔ البتہ اگر جماعت کی صورت میں جگہ تنگ ہو اور تورک سے دوسرے نمازیوں کو مشکل پیش آتی ہو تو نہ کرنے کی بھی گنجائش ہے لیکن عام حالات میں یہی سنت ہے۔ حضرت ابوحمید ؓ کی روایت بہت مفصل ہے۔ کسی مبہم روایت کی وجہ سے اسے چھوڑا نہیں جاسکتا۔

١٢٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا جَلَسَ أَضْجَعَ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَيَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، وَعَقَدَ ثِنْتَيْنِ الْوُسْطٰى وَالْإِبْهَامَ وَأَشَارَ.

۱۲۶۴- حضرت وائل بن حجر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب نماز شروع فرماتے، جب رکوع فرماتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے۔ اور آپ جب بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو بچھاتے اور دایاں کھڑا کرتے اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بناتے اور (انگشت شہادت سے) اشارہ فرماتے۔

فائدہ: اس روایت میں بیٹھنے کا عام طریقہ بیان کیا گیا ہے مگر اوپر والی روایت میں سلام والے تشہد میں بیٹھنے کا مخصوص طریقہ بیان کیا گیا ہے اور یہ اصول ہے کہ مفصل روایت پر عمل کیا جاتا ہے اور مبہم کو مفصل پر محمول کیا جاتا ہے۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ مَوْضِعِ الذِّرَاعَيْنِ (التحفة ٤٨٣)

باب:۳۰-(تشہد میں) بازو کہاں رکھے جائیں؟

١٢٦٤- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١١٦٠، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٨٦.

١٢٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ ذِرَاعَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ يَدْعُو بِهَا.

١٢٦٥- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا' آپ نماز میں بیٹھے اور اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور اپنے دونوں بازو اپنی رانوں پر رکھے اور تشہد پڑھتے وقت انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

فائدہ: قرائن سے یہ پہلا تشہد معلوم ہوتا ہے۔ اشارے وغیرہ کی کیفیت کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ٨٩٠، ١١٦٢۔

(المعجم ٣١) - مَوْضِعُ الْمِرْفَقَيْنِ (التحفة ٤٨٤)

باب:٣١- (تشہد میں) کہنیاں کہاں رکھی جائیں؟

١٢٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا سَجَدَ

١٢٦٦- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ واللہ! میں اللہ کے رسول ﷺ کی نماز کو بغور دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے' قبلے کی طرف منہ فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتی کہ وہ کانوں کے برابر ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑ لیا۔ جب آپ نے رکوع کا ارادہ فرمایا تو انھیں پھر اسی طرح اٹھایا اور اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے' چنانچہ جب رکوع سے سر اٹھایا تو دونوں ہاتھ پھر اسی طرح اٹھائے' پھر جب سجدہ کیا تو اپنا

١٢٦٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب: كيف الجلوس في التشهد، ح: ٩٥٧ من حديث عاصم به مطولاً، وقال الترمذي، ح: ٢٩٢: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٨٧، وانظر الحديث السابق، وهذا طرف منه.

١٢٦٦ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٨٩٠، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٨٨.

وَضَعَ رَأْسَهُ بِذٰلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ يَدَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ: هٰكَذَا، وَأَشَارَ بِشْرٌ بِالسَّبَّابَةِ مِنَ الْيُمْنَى وَحَلَّقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطٰى.

سر اپنے ہاتھوں کے ساتھ رفع الیدین والی کیفیت میں رکھا۔ (جہاں تک ہاتھ اٹھائے تھے وہیں تک ہاتھ سجدے میں سر کے قریب رہے) پھر آپ بیٹھ گئے اور اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور دائیں کہنی کا کنارہ اپنی دائیں ران پر رکھا۔ دو (چھنگلی اور اس کے ساتھ والی) انگلیاں بند کیں اور انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۸۹۰۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ مَوْضِعِ الْكَفَّيْنِ (التحفة ٤٨٥)

باب: ۳۲- (تشہد میں) ہتھیلیاں کہاں رکھی جائیں؟

١٢٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ - شَيْخٌ مِّنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ - ثُمَّ لَقِيتُ الشَّيْخَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَقُولُ: صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَلَّبْتُ الْحَصٰى فَقَالَ لِيَ ابْنُ عُمَرَ: لَا تُقَلِّبِ الْحَصٰى، فَإِنَّ تَقْلِيبَ الْحَصٰى مِنَ الشَّيْطَانِ وَافْعَلْ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ قُلْتُ: وَكَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ؟ قَالَ: هٰكَذَا، وَنَصَبَ الْيُمْنٰى وَأَضْجَعَ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

۱۲۶۷- حضرت علی بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ کے پاس نماز پڑھی۔ میں کنکریوں کو الٹ پلٹ کرنے لگا تو مجھے ابن عمر ؓ کہنے لگے: کنکریوں کو نہ چھیڑو کیونکہ کنکریوں سے کھیلنا شیطانی فعل ہے بلکہ اس طرح کرو جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا۔ میں نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کیسے کرتے دیکھا ہے؟ فرمایا: ایسے۔ پھر ابن عمر ؓ نے اپنا دایاں پاؤں کھڑا کیا اور بائیں کو بچھایا اور اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور آپ نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

١٢٦٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ١١٦١، وهو في الكبرٰى ٦ ح: ١١٨٩.

(المعجم ٣٣) - **بَابُ قَبْضِ الْأَصَابِعِ مِنَ الْيَدِ الْيُمْنٰى دُونَ السَّبَّابَةِ** (التحفة ٤٨٦)

باب:٣٣-انگشت شہادت کے علاوہ دائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کرنا

١٢٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: رَآنِي ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصٰى فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي وَقَالَ: اِصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ، قُلْتُ: وَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ وَقَبَضَ يَعْنِي أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى.

١٢٦٨-حضرت علی بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عمر ؓ نے نماز کے دوران میں کنکریوں سے کھیلتے دیکھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے مجھے روکا اور فرمایا: اس طرح کرو جیسے رسول اللہ ﷺ کرتے تھے میں نے کہا آپ کیسے کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنی دائیں ہتھیلی کو (دائیں) ران پر رکھتے اور اپنی تمام انگلیاں بند کر لیتے اور اس انگلی سے اشارہ فرماتے جو انگوٹھے کے ساتھ ملتی ہے اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے۔

فائدہ: دائیں ہاتھ کو رکھنے کا ایک یہ بھی انداز ہے کہ سب انگلیاں بند کر لی جائیں اور انگوٹھے کا سرا شہادت والی انگلی کی جڑ میں رکھا جائے' صرف شہادت والی انگلی کھلی رکھی جائے۔

(المعجم ٣٤) - **بَابُ قَبْضِ الثِّنْتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ الْيُمْنٰى وَعَقْدِ الْوُسْطٰى وَالْإِبْهَامِ مِنْهَا** (التحفة ٤٨٧)

باب:٣٤-دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کو بند کرنا اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنانا

١٢٦٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ قَالَ: قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ

١٢٦٩-حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں ضرور اللہ کے رسول ﷺ کی نماز کو بغور دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے غور سے دیکھا...... پھر انھوں نے بیان کیا کہ...... پھر آپ بیٹھے اور اپنا بایاں پاؤں بچھایا

١٢٦٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١١٦١، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٩٠.

١٢٦٩ـ [إسناد صحيح] تقدم، ح: ٨٩٠، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٩١.

يُصَلِّي، فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَوَصَفَ قَالَ: ثُمَّ قَعَدَ وَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ قَبَضَ اثْنَتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً، ثُمَّ رَفَعَ أُصْبُعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا. مُخْتَصَرٌ.

اور اپنی بائیں ہتھیلی اپنی بائیں ران اور گھٹنے پر رکھی اور اپنی دائیں کہنی کا کنارہ اپنی دائیں ران پر رکھا۔ پھر (اپنے دائیں ہاتھ کی) دو انگلیاں بند کیں اور (درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے) حلقہ بنایا۔ پھر اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا۔ میں نے آپ کو دیکھا' آپ اسے حرکت دیتے تھے اور اس کے ساتھ دعا کرتے تھے۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فائدہ: انگلی کو حرکت دینے کے بارے میں تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے حدیث: ۸۹۰ کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ بَسْطِ الْيُسْرٰى عَلَى الرُّكْبَةِ. (التحفة ٤٨٨)

باب: ۳۵- بایاں ہاتھ گھٹنے پر کھول کر رکھا جائے

١٢٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ أُصْبُعَهُ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا، وَيَدُهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ بَاسِطُهَا عَلَيْهَا.

۱۲۷۰- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اٹھاتے اور اس کے ساتھ دعا کرتے اور بائیں ہاتھ کو کھول کر گھٹنے پر رکھتے۔

فائدہ: بعض روایات میں ران پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے اور بعض میں گھٹنے پر۔ تطبیق یوں ممکن ہے کہ ہتھیلی ران پر ہو اور انگلیاں گھٹنے پر۔ بعض روایات میں یہ طریقہ صراحتاً بھی منقول ہے۔ جیسا کہ حدیث: ۱۲۶۹ میں ہے۔ اگرچہ ران والی روایات کا لحاظ رکھتے ہوئے بعض حضرات نے پورا ہاتھ ران پر رکھنا بھی جائز قرار دیا ہے مگر اولیٰ یہی ہے کہ سب روایات پر عمل کیا جائے۔

١٢٧٠- أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة وكيفية وضع واليدين على الفخذين، ح: ٥٨٠ عن محمد بن رافع به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٩٢.

١٢٧١- أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي زِيَادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ بِأُصْبُعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، وَزَادَ عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو كَذٰلِكَ، وَيَتَحَامَلُ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى.

١٢٧١-حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب دعا کرتے (تشہد پڑھتے) تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔ دوسری روایت میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ اسی طرح دعا کرتے تھے اور آپ اپنا بایاں ہاتھ (کھول کر) اپنی بائیں ٹانگ پر رکھتے تھے اور اس پر بوجھ ڈالتے تھے۔

فائدہ: [وَلَا يُحَرِّكُهَا] "اور اسے حرکت نہ دیتے تھے" کے اضافے کے ساتھ یہ روایت شاذ ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند حسن ہے لیکن [وَلَا يُحَرِّكُهَا] کا اضافہ شاذ ہے۔ اسے ابن عجلان سے بیان کرنے میں زیاد بن سعد متفرد ہے۔ اور ثقات کی ایک جماعت نے اس کی مخالفت کی ہے، وہ اس طرح کہ جب انھوں نے ابن عجلان سے یہ حدیث بیان کی ہے تو اس اضافے کے بغیر نقل کی ہے اور ابن عجلان کی دو ثقات نے متابعت کی ہے۔ انھوں نے بھی عامر بن عبداللہ سے اس زیادتی کے بغیر یہ روایت بیان کی ہے، اس لیے ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: "اس کی صحت محل نظر ہے۔" مزید برآں یہ کہ اس اضافے کی مخالفت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں ہے کہ پھر آپ علیہ السلام نے اپنی انگلی اٹھائی۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اسے حرکت دے رہے تھے اور اس کے ساتھ دعا کرتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن أبي داود (مفصل) للألباني، حدیث:١٧٥) الغرض مذکورہ زیادتی ضعیف اور شاذ ہے جبکہ باقی حدیث درجۂ قبول کو پہنچتی ہے۔ اگرچہ محقق کتاب نے پوری روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٦) - بَابُ الْإِشَارَةِ بِالْإِصْبَعِ فِي التَّشَهُّدِ (التحفة ٤٨٩)

باب:٣٦-تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنا

١٢٧١- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإشارة في التشهد، ح:٩٨٩ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح:١١٩٣. * ابن عجلان عنعن وهو مدلس كما قال ابن حبان وغيره.

١٢٧٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ عَنِ الْمُعَافَى، عَنْ عِصَامِ ابْنِ قُدَامَةَ، عَنْ مَالِكٍ، - وَهُوَ ابْنُ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيُّ - عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاضِعًا يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى فِي الصَّلَاةِ وَيُشِيرُ بِأُصْبُعِهِ.

۱۲۷۲- حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوران نماز میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھے ہوئے دیکھا۔ آپ اپنی انگلی سے اشارہ فرما رہے تھے۔

فائدہ: تشہد (پہلا ہو یا آخری اس) میں دایاں ہاتھ شروع ہی سے اس طرح رکھا جاتا ہے کہ تین انگلیاں اور انگوٹھا بند اور انگشت شہادت کھلی ہوتی ہے۔ اور یہ کیفیت تکبیر یا سلام تک قائم رہتی ہے۔ انگشت شہادت کو شروع تشہد سے آخر تک بغیر خم کے اشارے کے انداز میں سیدھا کھڑا بھی کر سکتے ہیں اور مسلسل حرکت بھی دے سکتے ہیں۔ دونوں طریقے جائز اور ثابت ہیں۔ بلکہ حرکت الگ چیز ہے اور اشارہ الگ، لہٰذا اکثر اشارہ (کیونکہ زیادہ روایات میں اشارے کا ذکر ہے) اور کبھی کبھار مسلسل حرکت دے لینی چاہیے جیسا کہ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے، حدیث: ۸۹۰ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٣٧) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِأُصْبَعَيْنِ وَبِأَيِّ أُصْبَعٍ يُشِيرُ (التحفة ٤٩٠)

باب: ۳۷- دو انگلیوں سے اشارہ کرنے کی ممانعت، نیز کس انگلی سے اشارہ کیا جائے؟

١٢٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُو بِأُصْبُعَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحِّدْ أَحِّدْ».

۱۲۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، ایک آدمی اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک انگلی سے اشارہ کر۔ ایک انگلی سے اشارہ کر۔“

فائدہ: دو انگلیوں سے اشارہ یا تو دائیں ہاتھ ہی کی دو انگلیوں سے ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں ہاتھوں کی

١٢٧٢- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإشارة في التشهد، ح: ٩٩١ من حديث عصام بن قدامة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٩٤، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

١٢٧٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ["إن الله حيي كريم . . . "]، ح: ٣٥٥٧ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٩٥، وصححه الحاكم، والذهبي. * ابن عجلان عنعن، تقدم، ح: ١٢٧١، ولأصل الحديث شواهد كثيرة، وانظر الحديث الآتي.

انگوٹھے کے ساتھ والی انگلیوں کے ساتھ ہو چونکہ یہ اشارہ توحید کا عملی اظہار ہے' لہٰذا ایک انگلی ہی سے ہونا چاہیے۔

١٢٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: مَرَّ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَدْعُو بِأَصَابِعِي فَقَالَ: «أَحِّدْ أَحِّدْ» وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

۱۲۷۴- حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے جبکہ میں اپنی کئی انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سے کر۔ ایک سے کر۔'' اور آپ نے اپنی (دائیں ہاتھ کی) انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کیا۔

فوائد ومسائل: ① ممکن ہے پہلی حدیث میں بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی کا واقعہ ہو تو پھر کئی انگلیوں سے مراد ایک سے زائد' یعنی دو ہوں گی ورنہ یہ الگ الگ واقعات ہیں۔ ② مذکورہ روایات کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے انھیں صحیح قرار دیا ہے۔ محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابی داود (مفصل) میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ دونوں روایتیں صحیح ہیں۔ بنابریں معلوم ہوا کہ اشارہ ایک ہی انگلی سے کرنا چاہیے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن النسائي: ۱/۴۰۷' رقم:۱۲۷۱،۱۲۷۲' و سنن أبي داود (مفصل):۵/۲۳۵،۲۳۶' رقم:۱۳۴۳)

(المعجم ٣٨) - **بَابُ إِحْنَاءِ السَّبَّابَةِ فِي الْإِشَارَةِ** (التحفة ٤٩١)

باب:۳۸- اشارے کے دوران میں انگلی کو جھکا کر رکھا جائے

١٢٧٥- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَدَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيُّ - مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ - أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ قَاعِدًا فِي الصَّلَاةِ وَاضِعًا ذِرَاعَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى رَافِعًا أُصْبُعَهُ

۱۲۷۵- حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اپنا دایاں بازو اپنی دائیں ران پر رکھا تھا اور اپنی انگشت شہادت اٹھا رکھی تھی' البتہ اسے کچھ جھکایا ہوا تھا اور آپ تشہد پڑھ رہے تھے۔

١٢٧٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح:١٤٩٩ من حديث أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرى، ح:١١٩٦، وصححه الحاكم: ١/ ٥٣٦، والذهبي، انظر الحديث السابق.

١٢٧٥ـ [إسناده حسن] تقدم، ح:١٢٧٢، وهو في الكبرى، ح:١١٩٧.

السَّبَّابَةَ، قَدْ أَحْنَاهَا شَيْئًا وَهُوَ يَدْعُو.

فائدہ: محقق کتاب نے اس روایت کو سنداً حسن کہا ہے جبکہ دیگر محققین نے [قَدْ أَحْنَاهَا شَيْئًا] کے علاوہ باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کو منکر کہا ہے اور موسوعۃ الحدیثیۃ کے محققین نے ان الفاظ کے علاوہ باقی روایت کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت ان الفاظ کے علاوہ قابل عمل ہے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل):۹/۳۷۱، رقم:۱۷۶، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۲۵/۲۰۰-۲۰۱، رقم:۱۵۸۶۶)

(المعجم ۳۹) - مَوْضِعُ الْبَصَرِ عِنْدَ الْإِشَارَةِ وَتَحْرِيكِ السَّبَّابَةِ (التحفة ٤٩٢)

باب:۳۹- اشارے کے وقت نظر کس جگہ ہونی چاہیے؟ اور کیا انگلی کو حرکت دی جائے گی؟

١٢٧٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ.

۱۲۷۶- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنی بائیں ہتھیلی اپنی بائیں ران پر رکھتے اور (دائیں ہاتھ کی) انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے۔ آپ کی نظر اشارے سے آگے نہیں جاتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① دوسری روایات جن کے مطابق نظر سجدہ گاہ میں رہنی چاہیے وہ قیام ورکوع کے بارے میں ہیں اور یہ روایت تشہد کے بارے میں ہے، لہٰذا ان میں کوئی تعارض نہیں، یعنی دوران قیام ورکوع نظر سجدہ گاہ میں ہونی چاہیے اور دوران تشہد اشارے پر۔ ② اشارے اور حرکت کی بحث حدیث ۸۹۰ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٩٣)

باب:۴۰- نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی ممانعت

١٢٧٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

۱۲۷۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

١٢٧٦ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ح:٥٧٩/ ١١٣ من حديث ابن عجلان به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٤/٣، وهو في الكبرٰى، ح:١١٩٨.

١٢٧٧ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح:٤٢٩ عن أحمد بن عمرو بن ◀◀

السَّرْحِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ نماز کے دوران میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نظریں اٹھانے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔“

فائدہ: فوائد ومسائل کے لیے دیکھیے احادیث: ۱۱۹۴، ۱۱۹۵۔

(المعجم ٤١) - بَابُ إِيجَابِ التَّشَهُّدِ (التحفة ٤٩٤)

باب: ۴۱- (نماز میں) تشہد واجب (فرض) ہے

١٢٧٨- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - أَبُو عُبَيْدِ اللهِ الْمَخْزُومِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٌ عَنْ شَقِيقِ ابْنِ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ التَّشَهُّدُ: اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُولُوا هٰكَذَا، فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ هُوَ السَّلَامُ، وَلٰكِنْ قُولُوا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

۱۲۷۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تشہد فرض ہونے سے پہلے ہم کہا کرتے تھے: [اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ' اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيلَ وَ مِيكَائِيلَ] ”اللہ پر سلام ہو۔ جبریل ومیکائیل پر سلام ہو۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے نہ کہو کیونکہ اللہ عزوجل خود سلام ہے لیکن یوں کہو: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ ...... وَرَسُولُهُ] ”تمام آداب (یا قولی عبادات) اور تمام دعائیں اور نمازیں (یا بدنی عبادات) اور پاکیزہ کلمات (یا مالی عبادات) اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔“

السرح به، وهو في الكبرٰى، ح: ١١٩٩.

١٢٧٨- [صحيح] تقدم طرفه، ح: ١١٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٠٠.

فائدہ: مزید تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۱۰۶۵۔

(المعجم ٤٢) - تَعْلِيمُ التَّشَهُّدِ كَتَعْلِيمِ السُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ (التحفة ٤٩٥)

باب:۴۲-تشہد قرآن مجید کی سورت کی طرح سکھایا جائے

١٢٧٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوالزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.

۱۲۷۹- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔

فائدہ: معین اور مسنون اوراد و وظائف میں حتی الامکان کمی بیشی اور تبدیلی سے اجتناب کرنا چاہیے حتی کہ لفظ "نبی" کی جگہ لفظ "رسول" بھی نہ کہا جائے۔ قرآن مجید کی طرح تعلیم دینے کا یہی مطلب ہے۔ اسی طرح اذان اور ادعیۂ مسنونہ بعینہٖ پڑھنی چاہئیں ورنہ تحریف کا الزام آئے گا' البتہ مطلق دعائیں اپنی پسند کے مطابق کی جاسکتی ہیں اگرچہ قرآن وحدیث میں منقول دعائیں بہرحال جامع' مبارک اور بہتر ہیں۔

(المعجم ٤٣) - بَابٌ: كَيْفَ التَّشَهُّدُ (التحفة ٤٩٦)

باب:۴۳-تشہد کیسے پڑھا جائے؟

١٢٨٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَاضٍ - عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ

۱۲۸۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ خود السلام ہے (لہٰذا اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ نہ کہو بلکہ) جب تم میں سے کوئی (قعدے میں) بیٹھے تو یوں کہے: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ ...... عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] "تمام آداب' سب دعائیں اور سارے پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکات

١٢٧٩- [صحيح] تقدم، ح: ١١٧٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٠١.
١٢٨٠- [صحيح] تقدم، ح: ١١٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٠٢.

وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لْيَتَخَيَّرْ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَاءَ».

نازل ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' پھر اس کے بعد وہ اپنی پسند کے مطابق دعا کرے۔''

فائدہ: تشہد کی بحث کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۱۷۶۔

(المعجم ٤٤) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ (التحفة ٤٩٧)

باب:۴۴-ایک اور قسم کا تشہد

١٢٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّ الْأَشْعَرِيَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا سُنَّتَنَا وَبَيَّنَ لَنَا صَلَاتَنَا. فَقَالَ: «إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ: وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا: آمِينَ يُجِبْكُمُ اللهُ، ثُمَّ إِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ» قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «فَتِلْكَ بِتِلْكَ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ،

۱۲۸۱- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا۔ ہمیں ہمارے طریقے سکھلائے اور ہمارے لیے ہماری نماز بیان فرمائی اور فرمایا: ''جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفیں سیدھی کرو۔ پھر تم میں سے کوئی شخص تمھارا امام بنے۔ جب بھی وہ اللّٰہ أکبر کہے تو تم بھی اللّٰہ أکبر کہو اور جب وہ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔ اللہ تعالیٰ تمھاری دعا قبول فرمائے گا۔ پھر جب وہ اللّٰہ أکبر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی اللّٰہ أکبر کہو اور رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے رکوع کو جاتا ہے اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ سبقت اس سبقت کے مقابلے میں ہے۔ اور جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] کہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبانی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی بات سنتا ہے جو اس کی حمد کرے۔ پھر جب وہ

١٢٨١- [صحيح] تقدم، ح: ٨٣١، وأخرجه مسلم، ح: ٤٠٤/ ٦٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٠٣.

فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ إِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ» قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «فَتِلْكَ بِتِلْكَ، وَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِّنْ قَوْلِ أَحَدِكُمْ أَنْ يَّقُولَ: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

اللّٰہ أکبر کہے اور سجدہ کرے تو تم بھی اللّٰہ أکبر کہو اور سجدہ کرو۔ امام تم سے پہلے سجدے کو جاتا ہے اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ سبقت اس سبقت کے مقابلے میں ہے۔ (تمھارے اور امام کے سجدے کی مقدار میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔) اور جب امام قعدے میں بیٹھے تو تمھیں یوں کہنا چاہیے: [اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ ...... عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ''تمام آداب' پاکیزہ کلمات اور دعائیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام' رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

(المعجم ٤٥) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشَهُّدِ (التحفة ٤٩٨)

باب: ۴۵- ایک اور قسم کا تشہد

١٢٨٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: «بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ، اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى

۱۲۸۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں اس طرح تشہد سکھاتے تھے جیسے ہمیں قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ ...... وَ أَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ] ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ۔ تمام آداب' دعائیں اور پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام' رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام

١٢٨٢ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ١١٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٠٤.

عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ».

نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ چاہتا ہوں۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ أَيْمَنَ بْنَ نَابِلٍ عَلٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةِ، وَأَيْمَنُ عِنْدَنَا لَا بَأْسَ بِهِ، وَالْحَدِيثُ خَطَأٌ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی دوسرے راوی نے اس روایت میں ایمن بن نابل کی موافقت کی ہو۔ ایمن ہمارے نزدیک معتبر راوی ہے' لیکن یہ روایت درست نہیں۔ اور توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد ہی سے ملتی ہے۔

فائدہ: اس روایت میں تشہد کے آغاز میں [بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ] کا اضافہ ہے جو کسی اور راوی نے بیان نہیں کیا۔ اسی طرح آخر میں جنت و جہنم والے جملے بھی صرف اسی روایت میں ہیں اور کوئی راوی اس میں موافقت نہیں کرتا' لہٰذا یہ اضافے غریب اور شاذ ہیں' اس لیے معتبر نہیں' اگرچہ ایمن بن نابل ثقہ راوی ہے۔ ثقہ راوی کی روایت بھی اسی وقت معتبر ہوگی جب وہ کثیر ثقات یا اپنے سے اوثق (زیادہ ثقہ) راوی کے خلاف نہ ہو۔ بہر حال یہ روایت ضعیف ہے۔ (دیکھیے بعینہٖ یہی حدیث نمبر ۱۱۷۶ میں)

(المعجم ٤٦) - بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٤٩٩)

باب:۴۶- نبی ﷺ پر سلام پڑھنا

۱۲۸۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْحَكَمِ الْوَرَّاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ:

۱۲۸۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ "تحقیق اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو زمین میں ہر وقت چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔"

۱۲۸۳ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٥٢ عن معاذ بن معاذ به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٠٥، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٢٣٩٢ . * سفيان الثوري صرح بالسماع عند إسماعيل القاضي في "فضل الصلاة على النبي ﷺ".

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِّي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ».

فوائد ومسائل: ① نماز میں آپ پر سلام پڑھنا فرض ہے' آگے پیچھے بھی آپ پر سلام پڑھنا ایک بہت بڑی فضیلت ہے اور یہی مرتبہ آپ پر صلاۃ (درود) کا ہے کیونکہ یہ قرآنی حکم ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الأحزاب ۳۳:۵۶) صلى الله عليه وسلم. ② نبی اکرم ﷺ پر درود کے علاوہ اکیلا سلام پڑھنا بھی درست ہے' یعنی اگر کوئی شخص صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ یا عَلَيْهِ السَّلَامُ اکیلا اکیلا کہہ دے تو جائز ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے سلام پڑھنے کی ترغیب ہے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے نبی اکرم ﷺ کا بلند مرتبہ اور عزت وعظمت واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ جو آپ پر سلام پڑھے' فرشتے اس کا سلام آپ تک پہنچائیں۔ ⑤ اس شخص کی فضیلت بھی اس سے ثابت ہوتی ہے جو آپ ﷺ پر سلام پڑھتا ہے اور اس کا سلام نبی اکرم ﷺ تک پہنچایا جاتا ہے' پھر آپ ﷺ بنفس نفیس اس کا جواب دیتے ہیں جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی مجھے سلام کہتا ہے' اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔'' (سنن أبي داود' المناسك' حديث: ۲۰۴۱) یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ ''روح لوٹانے'' کی کئی ایک تاویلات کی گئی ہیں مگر اول وآخر یہی ہے کہ یہ عالم برزخ کا معاملہ ہے' اسے دنیا کی زندگی پر قیاس کرنا درست نہیں' علاوہ ازیں یہ متشابہات میں سے ہے۔ ہم کوئی اطمینان بخش تفصیل وتوجیہ کرنے سے قاصر ہیں۔ والله أعلم.

(المعجم ٤٧) - فَضْلُ التَّسْلِيمِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٠٠)

باب:۴۷- نبی ﷺ پر سلام پڑھنے کی فضیلت

١٢٨٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْكَوْسَجُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ زَمَنَ الْحَجَّاجِ فَحَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي

۱۲۸۴- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے جب کہ آپ کے چہرۂ انور پر سرور جھلک رہا تھا۔ ہم نے کہا: ہم آپ کے چہرۂ اقدس پر خوشی کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا:

١٢٨٤- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٩، ٣٠ عن عفان به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٠٦، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩١، والحاكم: ١/ ٤٢٠، ٤٢١، ووافقه الذهبي. * سليمان الهاشمي حسن الحديث، وثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما.

طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبِشْرُ فِي وَجْهِهِ، فَقُلْنَا: إِنَّا لَنَرَى الْبُشْرٰى فِي وَجْهِكَ، فَقَالَ: «إِنَّهُ أَتَانِي الْمَلَكُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ: أَمَا يُرْضِيكَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

''اے محمد! تحقیق آپ کا رب تعالیٰ فرماتا ہے: کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ جو شخص بھی آپ پر درود پڑھے گا' میں اس پر دس دفعہ رحمت کروں گا؟ اور جو بھی آپ پر سلام کہے گا' میں اس پر دس بار سلام نازل کروں گا۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ! اللہ! کس قدر فضیلت ہے نبیٔ پاک ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کی کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اس بندے پر اپنی شان کے مطابق دس رحمتیں اور دس بار سلام نازل فرماتا ہے۔ نبی ﷺ کی رضامندی اور شفاعت مستزاد ہے۔ درود سے مراد نبیٔ کامل کے لیے رحمت کی دعا کرنا اور سلام سے مراد آپ پر سلامتی کی دعا کرنا ہے۔ خصوصی مرتبے کی وجہ سے مخصوص نام درود وسلام رکھ دیا گیا۔ یہ دعائیں بھی نتیجتاً اپنے لیے ہی ہیں کیونکہ آپ کے لیے دعا دراصل امت کے لیے ہے۔ امت کی شان بڑھے گی...... ﷺ ② اس حدیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے اس امت پر عظیم احسان کا تذکرہ ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ نبی ﷺ پر درود بھیجتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور جو ایک مرتبہ آپ پر سلام پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ سلام بھیجتا ہے۔ ③ اللہ کا انعام اور فضل پا کر خوش ہونا چاہیے اور چہرے پر خوشی کے واضح آثار نظر آنے چاہئیں۔

(المعجم ٤٨) - بَابُ التَّمْجِيدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٥٠١)

باب:۴۸-نماز میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرنا اور نبی ﷺ پر درود پڑھنا

١٢٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِىءٍ، أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ الْجَنْبِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ: سَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا

۱۲۸۵-حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں دعا کرتے سنا جس نے نہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور نہ نبی ﷺ پر درود پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے نمازی! تو نے

١٢٨٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح: ١٤٨١، والترمذي، الدعوات، [باب في إيجاب الدعاء بتقديم الحمد والثناء ... الخ]، ح: ٣٤٧٦ من حديث حميد بن هانيء أبي هانيء به، وقال الترمذي: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٠٧، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٠٩، ٧١٠، وابن حبان، ح: ٥١٠، والحاكم: ١/ ٢٣٠، ٢٦٨، والذهبي.

يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ لَمْ يُمَجِّدِ اللهَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي» ثُمَّ عَلَّمَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَسَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي فَمَجَّدَ اللهَ وَحَمِدَهُ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُدْعُ تُجَبْ، وَسَلْ تُعْطَ».

جلدی کی ہے۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دعا کا طریقہ سکھایا' پھر آپ نے ایک آدمی کو دعا کرتے ہوئے سنا' اس نے پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور تعریف بیان کی' پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اب تو دعا کر' قبول ہوگی اور مانگ تجھے دیا جائے گا۔"

فوائد ومسائل: ① نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنے پر تو سب امت کا اتفاق ہے' البتہ وجوب واستحباب میں اختلاف ہے۔ محدثین (عمومی طور پر) نماز میں درود کو واجب سمجھتے ہیں کیونکہ صلاۃ کا ساتھی سلام سب کے نزدیک واجب ہے تو درود بھی واجب ہوگا کیونکہ دونوں کا حکم اکٹھا ہے۔ ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الأحزاب ۳۳:۵۶) نیز آپ نے اسے تشہد کی طرح سکھلایا ہے جیسے کہ اگلی روایت میں صراحت ہے: [أُمِرْنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ] نیز مطلقاً صلاۃ وسلام تو سب کے نزدیک فرض ہے کیونکہ یہ قرآنی حکم ہے۔ نماز کے علاوہ اس فرض کے لیے کون سا موقع مناسب ہوگا؟ احناف اور کچھ موالک اسے فرض اور واجب نہیں سمجھتے۔ یہ موقف مرجوح ہے۔ احتیاط پہلے مسلک ہی میں ہے کہ اسے کسی حال میں چھوڑا نہ جائے۔ ② نماز کے علاوہ عام دعا میں بھی پہلے حمد وثنا کی جائے پھر درود پڑھا جائے اور پھر دعا کی جائے۔ ③ مذکورہ آیت قرآنی ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ......﴾ کے عموم سے علماء کے ایک گروہ نے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ تشہد اول میں بھی درود شریف پڑھا جائے اور سنن نسائی کی ایک روایت میں بھی نفلی نماز کے تشہد اول میں نبی ﷺ سے درود پڑھنے کا ثبوت موجود ہے۔ (سنن النسائي مع التعليقات السلفية' قيام الليل' كيف الوتر بتِسعٍ' حدیث: ۱۷۲۱' ۲۰۲/۱- مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: "احسن البیان" مطبوعہ الریاض' سعودی عرب' سورۃ الاحزاب ۳۳:۵۶ کے ذیل میں) ④ نماز میں دعا کرنا مشروع ہے۔ ⑤ دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنا اور نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا قبولیت دعا کے اسباب میں سے ہے' لہٰذا دعا کرنے والے کو چاہیے کہ اپنی حاجت برآری کے لیے پہلے اللہ کی حمد بیان کرے پھر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھے' پھر جو چاہے مانگے' اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا۔ إن شاء الله تعالى.

(المعجم ٤٩) - بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٠٢)

باب: ۴۹- نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم ہے

١٢٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ - الَّذِي أُرِيَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ - أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ».

١٢٨٦- حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیٹھک میں تشریف لائے۔ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے حتی کہ ہم نے تمنا کی کہ وہ آپ سے نہ پوچھتے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا: ”تم یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ...... عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعٰلَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ”اے اللہ! محمد (ﷺ) اور ان کی آل پر خصوصی رحمت فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر خصوصی رحمت فرمائی۔ اور محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکات نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر تمام جہانوں میں برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو ہی قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔“ اور سلام اس طرح پڑھو جیسے تمھیں سکھایا گیا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① ”حکم دیا گیا ہے۔“ صحابہ کا آپ سے درود کے بارے میں اس طرح سوال کرنا اور سوال وجواب میں سلام کا حوالہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سوال نماز کے بارے میں تھا کیونکہ سلام تو نماز ہی میں واجب ہے۔ ② آل سے مراد آپ کے مسلم قریبی رشتہ دار یا متبعین، یعنی صحابہ یا کل امت ہے۔ یہ لفظ ان تینوں معانی میں استعمال ہوا ہے۔ ③ درود میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حوالہ یا تو اس لیے ہے کہ وہ آپ کے جد امجد ہیں یا اس لیے کہ تمام آسمانی مذاہب (اسلام، یہودیت، عیسائیت) انھیں اپنا امام مانتے ہیں۔ ④ آپ نے

١٢٨٦- أخرجه مسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٥، ١٦٦، والكبرى، ح: ١٢٠٨.

جو بھی درود سکھایا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حوالہ ضرور ہے' اس لیے جمیع امت کا اتفاق ہے کہ ہر قسم کی نماز میں درود ابراہیمی ہی پڑھا جائے گا۔ نماز کے علاوہ بھی ابراہیمی درود ہی بہتر ہے اگرچہ کوئی اور درود بھی' جو حدیث سے ثابت ہو' پڑھا جا سکتا ہے۔ ⑤ تمام جہانوں سے مراد دنیا و آخرت دونوں ہیں۔ ⑥ اس حدیث مبارکہ سے نبی ﷺ کے عجز و انکسار اور خصائل حمیدہ کا پتہ چلتا ہے' آپ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام کرتے تھے اور ان سے اپنائیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ ⑦ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اگر کوئی شرعی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ اپنی طرف سے شریعت سازی نہیں کرتے تھے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرتے تھے' اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ اگر ہمیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو قرآن و سنت سے رہنمائی لیں' اپنے اجتہادات اور قیاس آرائیوں کی طرف سبقت نہ کریں۔ ⑧ نبی اکرم ﷺ سے اگر کوئی سائل سوال کرتا اور اس کا جواب ابھی تک اللہ نے آپ کو بتایا نہ ہوتا تو آپ وحی کا انتظار کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى○﴾ (النجم ۵۳:۳'۴) ''اور وہ (اپنی) خواہش سے نہیں بولتا۔ وہ وحی ہی تو ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔'' ⑨ اس حدیث مبارکہ سے دوسرے انبیاء پر صلاۃ (درود) پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

(المعجم ٥٠) - بَابٌ: كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٠٣)

باب:۵۰- نبی ﷺ پر درود کیسے پڑھا جائے؟

١٢٨٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أُمِرْنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ وَنُسَلِّمَ أَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا

۱۲۸۷- حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے کہا گیا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم آپ پر درود و سلام پڑھیں' سلام تو ہم جان چکے ہیں' درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) پر خصوصی رحمتیں فرما جیسے تو نے آل ابراہیم پر رحمتیں فرمائیں۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔''

١٢٨٧- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:١٢٠٩ . * هشام بن حسان مدلس كما قال ابن المديني، وأبوحاتم وغيرهما، ولحديثه شواهد كثيرة.

بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ» .

(المعجم ٥١) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥٠٤)

باب:۵۱-ایک اور قسم کا درود

١٢٨٨- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ مِّنْ كِتَابِهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

۱۲۸۸-حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! (تشہد میں) آپ پر سلام پڑھنا تو ہم جان چکے ہیں، لیکن درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ”اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

قَالَ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى: وَنَحْنُ نَقُولُ: وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ.

(راوی) ابن ابی لیلیٰ نے کہا: ہم ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے: ان کے ساتھ ساتھ ہم پر بھی (رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔)

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا بِهِ مِنْ كِتَابِهِ وَهٰذَا خَطَأٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث بھی ہمارے استاد گرامی (قاسم بن زکریا) نے اپنی کتاب سے دیکھ کر بیان کی تھی مگر اس کی سند غلط ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس غلطی کی وضاحت آئندہ روایت میں آرہی ہے کہ سلیمان کے استاد عمرو بن مُرّہ نہیں بلکہ حکم ہیں جیسا کہ حدیث:۱۲۸۹ کی سند سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ لطیفہ یہ ہے کہ یہ روایت بھی قاسم بن زکریا ہی سے ہے۔ گویا انھوں نے ایک دفعہ سلیمان کے استاد کا نام عمرو بن مُرّہ بتایا ایک دفعہ حَکَم۔ لیکن پہلی سند غلط ہے دوسری صحیح

١٢٨٨ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (١٠)، ح: ٣٣٧٠، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٦ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي ليلى به، وهو في الكبرى، ح: ١٢١٠.

ہے کیونکہ اس کی تائید دوسرے راوی بھی کرتے ہیں' مثلاً: (دیکھیے حدیث: ۱۲۹۰ کی سند) واللہ أعلم. ② یہ آخری الفاظ انھوں نے بطور دعا مزید کہے جن کا اصل حدیث سے کوئی تعلق نہیں' یعنی یہ درود کا حصہ نہیں۔

۱۲۸۹- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ»

۱۲۸۹- حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام تو ہم جان چکے ہیں لیکن آپ پر درود کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر خصوصی رحمت نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اور محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: وَنَحْنُ نَقُولُ: وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ.

(راوی) عبدالرحمن نے کہا: ہم یہ بھی کہتے تھے: اور ان کے ساتھ ساتھ ہم پر بھی (رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔)

قَالَ أَبُوعَبْدِالرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنَ الَّذِي قَبْلَهُ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ فِيهِ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ غَيْرَ هٰذَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ سند پہلی سند کے مقابلے میں زیادہ درست ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ حضرت قاسم کے علاوہ کسی نے اس حدیث میں عمرو بن مُرّہ کا ذکر کیا ہو۔ واللہ أعلم.

۱۲۹۰- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۱۲۹۰- حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے' انھوں

۱۲۸۹_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲۱۱، وأخرجه مسلم، ح: ٤٠٦/ ٦٨ من حديث سليمان الأعمش، والبخاري، ح: ٤٧٩٧ من حديث الحكم به.

۱۲۹۰_ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ۱٤۱۲، وأخرجه البخاري، ح: ٦٣٥٧، ومسلم، ح: ٤٠٦ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: قَالَ لِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ السَّلَامُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

نے کہا کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: میں تجھے تحفہ نہ دوں؟ (اور وہ یہ ہے کہ) ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام پڑھنا تو ہم جان چکے ہیں لیکن آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ”اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر خصوصی رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

(المعجم ٥٢) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥٠٥)

باب: ٥٢- ایک اور قسم کا درود

١٢٩١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

١٢٩١- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر درود کیسے پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا: ”تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ”اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر خصوصی رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اور محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

١٢٩١- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٢ عن محمد بن بشر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢١٣ . * عثمان هو ابن عبدالله بن موهب.

١٢٩٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى نَبِيَّ اللهِ ﷺ فَقَالَ: كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

۱۲۹۲- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی (ﷺ) کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر خصوصی رحمت نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اور محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

١٢٩٣- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ قَالَ: أَنَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «صَلُّوا عَلَيَّ وَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ وَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ».

۱۲۹۳- حضرت موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: ''مجھ پر درود پڑھو اور خوب کوشش سے دعا کرو اور کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد پر خصوصی رحمتیں نازل فرما۔''

(المعجم ٥٣) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥٠٦)

باب: ۵۳- ایک اور قسم کا درود

١٢٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ

۱۲۹۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے'

١٢٩٢ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البزار في البحر الزخار: ٣/ ١٥٥، ح: ٩٤٢ عن عبيدالله بن سعد بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢١٤.

١٢٩٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٩٩ من حديث عثمان بن حكيم به مختصرًا بطرف منه، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢١٥.

١٢٩٤ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "إن الله وملائكته يصلون على النبي"، ح: ٤٧٩٨، ٦٣٥٨ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢١٦.

- وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ [الْهَادِ]، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا التَّسْلِيمُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ».

وہ فرماتے ہیں: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام پڑھنا تو ہم نے جان لیا ہے مگر آپ پر درود کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ ...... عَلٰى إِبْرَاهِيمَ] ''اے اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد (ﷺ) پر خصوصی رحمت نازل فرما' جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ اور محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی۔''

(المعجم ٥٤) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥٠٧)

باب:۵۴- ایک اور قسم کا درود

١٢٩٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ» - فِي حَدِيثِ الْحَارِثِ -: «كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ»، قَالَا جَمِيعًا، «كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ

۱۲۹۵- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ أَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ] ''اے اللہ! محمد (ﷺ)' آپ کی بیویوں اور آپ کی نسل پر رحمتیں نازل فرما۔'' حارث کی حدیث میں یہ لفظ بھی ہیں: [كَمَا صَلَّيْتَ ...... وَ ذُرِّيَّتِهِ] ''جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ اور محمد (ﷺ)' آپ کی بیویوں اور آپ کی نسل پر برکتیں نازل فرما۔'' یہاں سے پھر دونوں راوی متفق ہیں: [كَمَا بَارَكْتَ ...... حَمِيدٌ مَّجِيدٌ] ''جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

١٢٩٥ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (١٠)، ح: ٣٣٦٩، ٦٣٦٠، ومسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٥، والكبرٰى، ح: ١٢١٧.

مَّجِيدٌ».

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ مَرَّتَيْنِ وَلَعَلَّهُ أَنْ يَّكُونَ قَدْ سَقَطَ عَلَيْهِ مِنْهُ سَطْرٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی ؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث حضرت قتیبہ نے دو دفعہ بیان فرمائی۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ ان سے ایک سطر رہ گئی۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں امام صاحب کے دو استاد ہیں۔ قتیبہ اور حارث بن مسکین۔ قتیبہ کی روایت میں بعض الفاظ رہ گئے ہیں جو حارث بن مسکین نے بیان کیے ہیں۔ امام صاحب نے اس کی صراحت کی ہے۔ روایت کے الفاظ پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قتیبہ سے پڑھتے وقت ایک سطر چھوٹ گئی ہے کیونکہ [اَللّٰهُمَّ صَلِّ] کے بعد [كَمَا بَارَكْتَ] تو نہیں آسکتا بلکہ [كَمَا صَلَّيْتَ] ہی آسکتا ہے۔ ② مندرجہ بالا احادیث میں درود کے جو الفاظ بیان کیے گئے ہیں' ان میں معمولی لفظی فرق ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں۔ ان میں سے کوئی سے الفاظ بھی پڑھ لیے جائیں' کوئی حرج نہیں' البتہ درود ابراہیمی ہو جیسا کہ روایات سے ظاہر ہے۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ الْفَضْلِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٠٨)

باب: ۵۵- نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت

١٢٩٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبِشْرُ يُرٰى فِي وَجْهِهِ فَقَالَ: «إِنَّهُ جَاءَنِي جِبْرِيلُ ﷺ فَقَالَ: أَمَا يُرْضِيكَ يَا مُحَمَّدُ! أَنْ لَّا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَلَا يُسَلِّمَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ

۱۲۹۶- حضرت ابوطلحہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن آئے تو آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نظر آرہے تھے۔ (ہمارے استفسار پر) آپ نے فرمایا: ''جبریل میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد! کیا آپ کے لیے یہ بات خوش کن نہیں ہے کہ آپ کی امت میں سے جو شخص بھی آپ پر درود پڑھے گا' میں اس پر دس بار رحمت اتاروں گا اور آپ کی امت میں سے جو شخص بھی آپ پر سلام پڑھے گا' میں اس پر دس دفعہ سلام نازل کروں گا۔''

١٢٩٦ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٢٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢١٨.

إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۱۲۸۴۔

۱۲۹۷- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

۱۲۹۷- حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل فرمائے گا۔''

۱۲۹۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ».

۱۲۹۸- حضرت انس بن مالک ﷺ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس غلطیاں معاف کر دی جائیں گی اور اس کے دس درجے بلند کیے جائیں گے۔''

فائدہ: اس حدیث میں سابقہ احادیث سے زائد فضیلت اور ثواب کا بیان ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ پر درود پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ کیوں نہ ہو؟ حَبِيبُ الْحَبِيبِ حَبِيبٌ. درود پڑھنا أَعْظَمُ الْقُرُبَات ''نیک کاموں میں سب سے عظیم'' ہے اور افضل دعا ہے۔

(المعجم ٥٦) - بَابُ تَخْيِيرِ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٠٩)

باب:۵۶- نبی ﷺ پر درود پڑھنے کے بعد' اختیار ہے کہ کوئی (منقول) دعا پڑھ لی جائے

١٢٩٧ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٨ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ١٢١٩.

١٢٩٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٢ من حديث يونس به مختصرًا، وهو في الكبرى، ح: ١٢٢٠، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩٠، والحاكم: ١/ ٥٥٠، والذهبي، وللحديث طرق أخرى.

۱۲۹۹- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ عَنْ عِبَادِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُولُوا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لْيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدُ، أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ يَدْعُو بِهِ».

۱۲۹۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (تشہد میں) بیٹھتے تھے تو ہم کہتے تھے: اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر سلام ہو فلاں پر سلام اور فلاں پر سلام۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم [اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ] نہ کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے بلکہ جب تم میں سے کوئی شخص (قعدے میں) بیٹھے تو وہ کہے: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ ...... وَرَسُولُهُ] ”تمام آداب (قولی عبادات) اور تمام دعائیں (فعلی عبادات) اور تمام اچھے کلمات (مالی عبادات) اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ جب تم یہ الفاظ کہو گے تو یہ سلام اور دعا آسمان و زمین میں اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائیں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔“ پھر اس کے بعد (درود پڑھ کر) جو (منقول) دعا اسے زیادہ پسند ہو منتخب کرے اور پڑھے۔“

فوائد ومسائل: ① اگرچہ حدیث میں مطلق دعا کا ذکر ہے مگر بعض چیزیں خود بخود مفہوم ہوتی ہیں، یعنی دعا سے پہلے درود پڑھا جائے گا جیسا کہ گزشتہ روایات سے واضح ہے، مثلاً: حدیث نمبر ۱۲۸۵۔ اسی طرح دعا سے مراد بھی منقول اور ماثور دعا ہے، نہ کہ ہر آدمی اپنی مرضی کے مطابق دعائیں بناتا رہے۔ جب نماز کے ہر رکن کے لیے منقول ذکر ہونا ضروری ہے تو یہاں کیسے غیر منقول دعا مراد ہوگی؟ ویسے بھی اپنی طرف سے بنائی ہوئی دعا کی صحت کا یقین نہیں ہوتا اور نماز میں مشکوک چیز نہیں ہونی چاہیے۔ واللہ أعلم. ② درود شریف پڑھنے سے اللہ کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ ③ نبی اکرم ﷺ پر صلاۃ پڑھنے میں بندہ اپنے رب کی موافقت کرتا ہے، اگرچہ اللہ کا

۱۲۹۹۔ [صحيح] تقدم، ح: ۱۲۷۸، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲۲۱.

آپ پر صلاۃ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ہاں آپ کی تعریف وتوصیف کرتا ہے اور ہمارے اور فرشتوں کے صلاۃ پڑھنے سے مراد دعا ہے۔ ④ جو بندہ ایک دفعہ نبیٔ اکرم ﷺ پر درود پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے' دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ دس درجے بلند ہو جاتے ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ ⑤ جب بندہ اللہ کے حضور دعا مانگتا اور اس سے پہلے درود پڑھتا ہے تو اس کی دعا قبول ہونے کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ ⑥ درود شریف قیامت والے دن نبیٔ رحمت ﷺ کی شفاعت' آپ کی رفاقت اور گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہوگا۔ ⑦ اس کے نہ پڑھنے سے آدمی قیامت کے دن حسرت اور افسوس کرے گا۔ ⑧ اس کے پڑھنے سے فاقوں اور مصیبتوں سے نجات ملتی ہے۔ ⑨ اس کے پڑھنے سے جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔ ⑩ آپ پر درود نہ بھیجنے والا بخیل ہے۔ ⑪ آپ کا نام سن کر درود نہ پڑھنے والے کے لیے جبریل علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ نے بددعا فرمائی۔ ⑫ اس کے پڑھنے سے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ ⑬ اس کے پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔

(المعجم ٥٧) - اَلذِّكْرُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ (التحفة ٥١٠)

باب:۵۷-تشہد کے بعد ذکر

١٣٠٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ أَخُو سُفْيَانَ بْنِ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي كَلِمَاتٍ أَدْعُو بِهِنَّ فِي صَلَاتِي. قَالَ: «سَبِّحِي اللهَ عَشْرًا، وَاحْمَدِيهِ عَشْرًا، وَكَبِّرِيهِ عَشْرًا، ثُمَّ سَلِيهِ حَاجَتَكِ يَقُلْ: نَعَمْ نَعَمْ».

۱۳۰۰-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ ایسے کلمات سکھا دیجیے جن کے ساتھ میں نماز میں دعا کیا کروں۔ آپ نے فرمایا: ''دس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھا کر اور دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھا کر اور دس دفعہ اَللّٰہُ أَکْبَر پڑھا کر۔ پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کر۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں! ہاں! (میں نے تیری حاجت قبول کی)۔''

فائدہ: حدیث مذکور میں یہ کہیں نہیں کہ یہ ذکر تشہد کے بعد کیا جائے گا' دیگر روایات میں صراحت ہے کہ یہ

١٣٠٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في صلاة التسبيح، ح: ٤٨١ من حديث عكرمة بن عمار به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ١٢٢٢، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣١٧، ٣١٨، ووافقه الذهبي، وعزاه المنذري إلى ابن خزيمة، وابن حبان في صحيحيهما.

ذکر سلام کے بعد کیا جائے گا۔ (دیکھیے' حدیث:۱۳۴۹) یا اس جملہ (نماز میں دعا کیا کروں۔فِي صَلَاتِي) میں صلاۃ سے مراد دعا لی جائے۔ مطلب یہ ہوگا کہ مجھے ایسے کلمات سکھا دیجیے جو میں اپنی دعا میں پڑھا کروں۔ رسول اللہ ﷺ کا جواب اس معنی کی تائید کرتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا استنباط محل نظر ہے (کہ یہ ذکر سلام سے پہلے ہے) بلکہ یہ ذکر بھی نماز کے بعد ہے اور ذکر کے بعد دعا بھی نماز کے بعد ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٨) - بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الذِّكْرِ

باب:۵۸-ذکر کے بعد دعا

(التحفة ٥١١)

١٣٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ حَفْصِ بْنِ أَخِي أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ جَالِسًا - يَعْنِي - وَرَجُلٌ قَائِمٌ يُصَلِّي فَلَمَّا رَكَعَ وَسَجَدَ وَتَشَهَّدَ دَعَا فَقَالَ فِي دُعَائِهِ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ! إِنِّي أَسْأَلُكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «أَتَدْرُونَ بِمَا دَعَا؟» قَالُوا: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ دَعَا اللهَ بِاسْمِهِ الْعَظِيمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى».

۱۳۰۱-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا اور ایک آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے رکوع اور سجدہ کر لیا اور تشہد بھی پڑھ لیا تو اس نے دعا کی اور اپنی دعا میں کہا: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ...... الخ] ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ تیرے لیے ہی تعریف ہے۔ تیرے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ تو بہت احسان کرنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کو بلا مادہ پیدا کرنے والا ہے۔ اے بزرگی وعزت والے! اے زندہ وجاوید! اے سب کو قائم رکھنے والے! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔'' نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم جانتے ہو اس نے کن لفظوں سے دعا کی؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بخوبی جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب اس کے ساتھ اللہ کو پکارا جائے تو وہ ضرور جواب دیتا ہے اور

١٣٠١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح: ١٤٩٥ من حديث خلف بن خليفة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٢٣، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٨٢، والحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٥٠٣، ٥٠٤، ووافقه الذهبي.

جب اس کے ساتھ کچھ مانگا جائے تو ضرور عطا فرماتا ہے۔"

۱۳۰۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ - أَبُو بُرَيْدٍ الْبَصْرِيُّ - عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِالْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَنْظَلَةُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ مِحْجَنَ بْنَ الْأَدْرَعِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ إِذَا رَجُلٌ قَدْ قَضٰى صَلَاتَهُ وَهُوَ يَتَشَهَّدُ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ بِأَنَّكَ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ غُفِرَ لَهُ» ثَلَاثًا.

۱۳۰۲- حضرت محجن بن ادرع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے جب کہ ایک آدمی اپنی نماز مکمل کر چکا تھا اور تشہد کی حالت میں تھا۔ اس نے کہا: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُكَ يَا اللّٰهُ! ...... الْغَفُورُ الرَّحِيمُ] "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ تو واحد ہے۔ یکتا اور بے نیاز ہے جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا' اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے' کہ تو میرے گناہ معاف فرما دے۔ بلاشبہ تو ہی بہت زیادہ بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: "تحقیق اسے معاف کر دیا گیا۔"

فوائد و مسائل: ① رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ عظیم خوش خبری نہ صرف حضرت محجن رضی اللہ عنہ کے لیے تھی بلکہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو اس انداز سے دعا کرے۔ یہ دعا بھی اسم اعظم کے ساتھ ہی ہے کیونکہ مذکورہ اوصاف باری تعالیٰ کی ذات بے مثال کے ساتھ خاص ہیں۔ کسی میں ان کا شمہ بھی نہیں پایا جاتا۔ ② نماز سے فارغ ہو کر اذکار کرنے کے بعد دعا کرنا مستحسن امر ہے۔ ③ اپنی حاجت کا مطالبہ کرنے سے پہلے مذکورہ الفاظ کہنے سے اللہ تعالیٰ بندے کی دعا ضرور قبول فرماتا ہے' بشرطیکہ اس میں بقیہ شرائط موجود ہوں' مثلاً: اس کا کھانا' پینا اور لباس حلال کا ہو۔ ④ اللہ تعالیٰ کے تمام نام ہی مقدس و بابرکت ہیں لیکن ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کی تاثیر باقی سے بڑھ کر ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٩) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ (التحفة ٥١٢)

باب: ۵۹- ایک اور قسم کی دعا

۱۳۰۲- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقول بعد التشهد، ح: ٩٨٥ من حديث عبدالوارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٢٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٢٤، والحاكم: ١/ ٢٦٧ علٰى شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

۱۳۰۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ: «قُلْ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ».

۱۳۰۳- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجیے جو میں اپنی نماز میں کروں۔ آپ نے فرمایا: ''یوں کہا کرو: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ ...... الرَّحِيمُ] ''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا، لہٰذا میرے لیے اپنی طرف سے بخشش فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بلاشبہ تو ہی بہت زیادہ معاف کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ہر انسان پر تقصیر ہے، لہٰذا اپنے قصور کا اعتراف کرتے رہنا چاہیے، خواہ علم ہو یا نہ۔ بندے کی شان یہی ہے، خواہ صدیق ہی ہو، نیز یہ دعا تو ہر امتی کے لیے ہے۔ ظلم کثیر سے مراد گناہوں اور غلطیوں کی کثرت ہے جس سے کوئی امتی محفوظ نہیں ہے۔ واللہ أعلم۔ ② اس حدیث مبارکہ سے اس موقف کی تردید ہوتی ہے کہ مومن کا لفظ صرف اسی شخص پر بولا جا سکتا ہے جس کے ذمے کوئی گناہ نہ ہو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس امت میں سب سے بڑے مومن تھے لیکن نبی اکرم ﷺ نے انھیں یہ دعا سکھائی۔

(المعجم ٦٠) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ (التحفة ٥١٣)

باب: ٦٠- ایک اور قسم کی دعا

۱۳۰٤- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَيْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ،

۱۳۰۴- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اے معاذ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔'' میں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔

۱۳۰۳_ أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ٨٣٤، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، ح: ٢٧٠٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٢٥.

۱۳۰٤_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستغفار، ح: ١٥٢٢ من حديث حيوة بن شريح به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٢٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٥١، وابن حبان، ح: ٢٣٤٥، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٧٣، ووافقه الذهبي.

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي لَأُحِبُّكَ يَا مُعَاذُ!»، فَقُلْتُ: وَأَنَا أُحِبُّكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلَا تَدَعْ أَنْ تَقُولَ فِي كُلِّ صَلَاةٍ: رَبِّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو کسی نماز میں یہ دعا کرنا نہ چھوڑ: [رَبِّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ......] ''اے میرے رب! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری عبادت اچھی طرح بنا سنوار کے کروں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ الفاظ کے ساتھ نماز میں دعا کرنا مشروع ہے۔ ② اس حدیث میں [فِي كُلِّ صَلَاةٍ] ''ہر نماز میں'' کے الفاظ ہیں' دیگر روایات میں [فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ] ''ہر نماز کے بعد'' کے الفاظ ہیں۔ دونوں روایتوں میں تعارض نہیں بلکہ اس میں وسعت ہے کہ بندہ سلام کے بعد بھی یہ دعا پڑھ سکتا ہے اور سلام سے پہلے بھی' اس لیے کہ دبر کے معنی ''ہر چیز کا آخر'' بھی ہیں اور ''بعد'' بھی ہیں۔ واللہ أعلم. ③ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ نبی ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔ ④ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی بندے کو دوسرے سے محبت ہو تو اسے بتا دینا چاہیے' اس سے محبت میں پائیداری اور دوام ہو جاتا ہے۔ ⑤ بندہ ہر وقت اللہ کی اطاعت وفرماں برداری کے لیے اس سے مدد مانگتا رہے کیونکہ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اس کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔

(المعجم ٦١) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ (التحفة ٥١٤)

باب: ٦١- ایک اور قسم کی دعا

١٣٠٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ التَّثَبُّتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيمَةَ عَلَى

۱۳۰۵- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ التَّثَبُّتَ ...... لِمَا تَعْلَمُ] ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں دین کے معاملے میں ثابت قدم رہوں اور ہدایت کے حصول میں پرعزم رہوں اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تیری

١٣٠٥ـ [حسن] أخرجه ابن حبان (موارد)، ح: ٢٤١٦ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٢٧
* أبوالعلاء بن الشخير سمعه من رجل من بني حنظلة عن شداد به، كما في سنن الترمذي، ح: ٣٤٠٧ وغيره، وللحديث شواهد عند الطبراني (الكبير: ٧/ ٢٧٩، ح: ٧١٣٥) وغيره.

الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا وَلِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ».

نعمتوں کا شکر ادا کروں اور تیری عبادت اچھے طریقے سے کروں اور میں تجھ سے قلب سلیم اور سچی زبان مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے میں ہر اس چیز کی خیر مانگتا ہوں جو تو جانتا ہے اور ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو تو جانتا ہے اور تجھ سے ہر اس گناہ کی معافی مانگتا ہوں جو تو جانتا ہے۔"

فائدہ: "قلب سلیم" سے مراد وہ دل ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق میں شرک ونفاق اور ریا سے محفوظ ہو اور بندوں کے حق میں حسد، کینہ، بغض، حرص اور ہوس سے پاک ہو اور نیکی کی طرف راغب ہو۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٢) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥١٥)

باب: ٦٢- ایک اور قسم کی دعا

١٣٠٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّى بِنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ صَلَاةً فَأَوْجَزَ فِيهَا، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الْقَوْمِ: لَقَدْ خَفَّفْتَ أَوْ أَوْجَزْتَ الصَّلَاةَ! فَقَالَ: أَمَّا عَلَى ذٰلِكَ فَقَدْ دَعَوْتُ فِيهَا دَعَوَاتٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا قَامَ تَبِعَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ - هُوَ أَبِي غَيْرَ أَنَّهُ كَنَى عَنْ نَفْسِهِ - فَسَأَلَهُ عَنِ الدُّعَاءِ ثُمَّ جَاءَ فَأَخْبَرَ بِهِ الْقَوْمَ: «اَللّٰهُمَّ! بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي، اَللّٰهُمَّ! وَأَسْأَلُكَ

١٣٠٦- حضرت سائب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر ؓ نے ہمیں ایک نماز پڑھائی اور بڑی مختصر پڑھائی۔ کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ نے بڑی ہلکی اور مختصر نماز پڑھائی ہے۔ آپ کہنے لگے: اس کے باوجود میں نے نماز میں بہت سی دعائیں پڑھی ہیں جو میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنیں۔ جب وہ اٹھے تو ایک آدمی ان کے پیچھے چلا...... وہ خود حضرت سائب ہی تھے، لیکن انھوں نے اپنا نام پوشیدہ رکھا...... اور ان سے وہ دعائیں پوچھیں۔ پھر واپس آ کر اس نے لوگوں کو بتائیں۔ (ایک دعا یہ تھی:) [اَللّٰهُمَّ! بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ ...... وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِينَ] "اے اللہ! چونکہ تو علم غیب جانتا ہے اور تمام مخلوقات پر قدرت رکھتا ہے اس لیے (میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ) تو مجھے اس

١٣٠٦_ [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة في التوحيد، ص: ١٢ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٢٨، وصححه ابن حبان، ح: ٥٠٩.

خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ، وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ فِي غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ! زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِينَ».

وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندہ رہنا بہتر ہے اور مجھے اس وقت فوت کر دینا جب میرے لیے وفات بہتر سمجھے۔ اور اے اللہ! میں تجھ سے باطناً اور ظاہراً تیرے ڈر کا سوال کرتا ہوں اور رضامندی وناراضی ہر حال میں سچی اور حکمت بھری بات کہنے کا سوال کرتا ہوں۔ اور فقیری وامیری میں میانہ روی اختیار کرنے کی توفیق مانگتا ہوں اور تجھ سے ایسی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہوں۔ اور ایسی آنکھ کی ٹھنڈک (خوشی ولذت) مانگتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور راضی برضا وقضا رہنے کا سوال کرتا ہوں۔ اور موت کے بعد لذیذ زندگی مانگتا ہوں۔ اور تیرے روئے اقدس کے دیدار کے مزے اور تیری ملاقات کے شوق کا طلب گار ہوں، بغیر اس کے کہ کسی نقصان دہ مصیبت میں پھنسوں یا کسی گمراہ کن فتنے میں مبتلا ہوں۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے آراستہ فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ (اور گمراہوں کو) راہ دکھلانے والے بنا دے۔"

۱۳۰۷- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: صَلّٰى عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ بِالْقَوْمِ صَلَاةً فَأَخَفَّهَا، فَكَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوهَا فَقَالَ: أَلَمْ أُتِمَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ؟ قَالُوا: بَلٰى. قَالَ: أَمَّا

۱۳۰۷- حضرت قیس بن عباد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ہلکی نماز پڑھائی۔ گویا کہ لوگوں نے اسے عجیب سمجھا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں نے رکوع اور سجدے مکمل نہیں کیے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں (وہ تو ٹھیک ہیں۔) آپ نے فرمایا: میں نے نماز میں وہ دعا پڑھی ہے جو رسول اللہ ﷺ نماز میں پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ ......

۱۳۰۷- [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٦٤ من حديث شريك القاضي به، وليس فيه قيس بن عباد، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٢٩، والحديث السابق شاهد له.

إِنِّي دَعَوْتُ فِيهَا بِدُعَاءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو بِهِ: «اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، وَكَلِمَةَ الْإِخْلَاصِ فِي الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ، وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بِالْقَضَاءِ، وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَفِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِينَ».

هُدَاةً مُهْتَدِينَ» ”اے اللہ! چونکہ تو غیب جانتا ہے اور مخلوق پر قدرت کاملہ رکھتا ہے، لہٰذا (میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ) تو مجھے اتنی دیر تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور اس وقت فوت کر دینا جب تو میرے لیے وفات بہتر سمجھے۔ میں تجھ سے خلوت و جلوت میں تیرا ڈر مانگتا ہوں اور رضامندی و ناراضی میں کلمۂ حق کہنے کی توفیق مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے وہ نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو اور آنکھ کی وہ ٹھنڈک (لذت و سرور) جو کبھی منقطع نہ ہو اور تقدیر پر راضی رہنے، موت کے بعد پرسرور زندگی اور تیرے روئے اقدس کی زیارت کی لذت اور تیری ملاقات کا شوق مانگتا ہوں اور ہر نقصان دہ مصیبت اور ہر گمراہ کن فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ (اور گمراہوں کے لیے) راہ دکھلانے والا (راہنما) بنا دے۔“

فوائد و مسائل: ① دونوں روایات میں معمولی لفظی فرق ہے، معنی دونوں کے ایک ہیں۔ یہ انتہائی جامع دعا ہے۔ ② بعض روایات میں موت کی خواہش کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، التمني، حدیث: ۷۲۳۳-۷۲۳۵) اور ان روایات میں موت کی دعا مذکور ہے۔ ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ بیماری وغیرہ یا دوسرے دنیوی مصائب کی وجہ سے موت کی خواہش کرنا منع ہے، اگر آدمی کو دین میں خرابی یا فتنے کا ڈر ہو تو ایسے حالات میں مذکورہ الفاظ کے ساتھ دعا کر سکتا ہے۔ ③ جب تک انسان زندہ رہے اپنی خیر و بھلائی کی دعا کرتا رہے۔ ④ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا اور وہ اللہ کو بغیر کسی رکاوٹ کے دیکھیں گے۔

(المعجم ٦٣) - بَابُ التَّعَوُّذِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٥١٦)

باب: ۶۳- نماز میں (اللہ تعالیٰ سے) پناہ طلب کرنا

١٣٠٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۱۳۰۸- حضرت فروہ بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ

١٣٠٨ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب في الأدعية، ح: ٢٧١٦/ ٦٥ عن إسحاق بن إبراهيم به، وهو في◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: حَدِّثِينِي بِشَيْءٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِهِ. قَالَتْ: نَعَمْ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

میں نے حضرت عائشہ ؓ سے کہا: مجھے کوئی ایسی چیز بیان کیجیے جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں دعا فرمایا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا: ضرور، رسول اللہ ﷺ یوں پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان برے کاموں کے شر سے جو میں نے کیے اور جو ابھی نہیں کیے۔“

فوائد و مسائل: ① یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ برے کام کرنے اور نیک کام نہ کرنے کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ تیسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ میں اپنے کاموں کے شر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں اور ان کاموں اور چیزوں کے شر سے بھی جن کا میرے عمل سے تعلق نہیں۔ وہ دوسرے لوگوں کا فعل ہو یا اللہ تعالیٰ کا، یعنی قضا و قدر۔ دوسرے لوگوں کے فعل (مثلاً: ان کے حسد، بغض، معصیت وغیرہ) سے بھی تو انسان کو شر پہنچ سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ② نبی ﷺ اکثر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے رہتے تھے۔ آپ نے اس سے امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہمہ وقت اللہ کی پناہ طلب کرتے رہا کرو کیونکہ اللہ کی پکڑ سے صرف خائب و خاسر لوگ ہی بے خوف ہوتے ہیں۔

(المعجم ٦٤) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥١٧)

باب: ۶۴- ایک اور قسم کا تعوذ

١٣٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ: «نَعَمْ، عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ». قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةً بَعْدُ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ

۱۳۰۹- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے قبر کے عذاب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”ہاں، عذاب قبر برحق ہے۔“ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو جو بھی نماز پڑھتے دیکھا، آپ اس میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

◀◀ الكبرٰى، ح: ١٢٣٠.

١٣٠٩ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، ح: ١٣٧٢ من حديث شعبة، ومسلم، المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر . . . الخ، ح: ٥٨٦/ ١٢٦ من حديث أشعث بن أبي الشعثاء به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٣١.

الْقَبْرِ.

فوائد ومسائل: ① عذاب قبر سے مراد قبر کا جہنم سے کچھ حد تک متعلق ہو جاتا ہے جس کی بنا پر قبر کی زندگی اجیرن ہو جائے گی' نیز جوابات نہ آنے پر فرشتوں کی طرف سے سزا اور بعض اعمال کی جزوی سزا' مثلاً: پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا اور چغلیاں کرنا قبر میں بھی سزا کا مستوجب بنتا ہے۔ اس قسم کا عذاب سب کو نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس سے محفوظ رہیں گے۔ بلکہ اس کے مقابل انھیں ثواب قبر ہوگا۔ واللہ أعلم. ② نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگنا مشروع ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب قبر برحق ہے۔ ④ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی اگلی پچھلی ساری لغزشیں معاف کر دی تھیں: [قَدْغُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ] اس کے باوجود آپ کس قدر اللہ کے عذاب سے ڈرتے تھے اور استغفار کرتے رہتے تھے جبکہ ہم گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں' ہمیں تو بالاولیٰ کثرت سے استغفار اور توبہ کرتے رہنا چاہیے اور اللہ کی پکڑ سے پناہ مانگنی چاہیے۔

۱۳۱۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ»، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ! فَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ».

۱۳۱۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ...... وَالْمَغْرَمِ] "اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ وآزمائش سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے اللہ! میں گناہ اور قرض (یا گناہوں کے بوجھ) سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔" کسی کہنے والے نے آپ سے کہا: آپ قرض سے کس قدر زیادہ پناہ طلب کرتے ہیں! آپ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی مقروض ہو جاتا ہے' پھر بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① "مسیح دجال" احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے قبل ایک شخص دنیا پر غلبہ حاصل کرلے گا۔ وہ دنیوی طور پر ترقی یافتہ ہوگا اور لوگوں کو اپنے سائنسی و دیگر کمالات سے مرعوب کرے گا۔

۱۳۱۰- أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ۸۳۲، ومسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ۵۸۹ من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲۳۲.

دینی طور پر وہ رب ہونے کا دعویٰ کرے گا اور سب لوگوں کو اپنا کلمہ پڑھوانے کی کوشش کرے گا۔ سخت دغا باز اور دھوکے باز ہوگا۔ یہ دجال کے معنی ہیں۔ مسیح اسے اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ ممسوح العین (کانا) ہوگا۔ یہودی اسے اپنا نجات دہندہ قرار دیں گے۔ وہ اسی کے انتظار میں ہیں ورنہ حقیقی مسیح تو کب کا آچکا جسے انھوں نے نہ مانا۔ اس جعلی مسیح کو مانیں گے جو ان میں سے ہوگا۔ دونوں آنکھوں سے عیب ناک ہوگا۔ یہودیوں نے حقیقی مسیح عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینے کی ناپاک جسارت کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں یہودیوں کے شر سے بچانے کے لیے زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور قیامت کے نزدیک اللہ تعالیٰ انھیں پھر زمین پر اتارے گا' وہ اس جعلی دھوکے باز مسیح کو قتل کر کے اس کی مسیحیت کا بھانڈا پھوڑ دیں گے اور دنیا کو اس کے ظلم وستم سے نجات دلائیں گے۔ اس کے قتل سے یہودیت کا خاتمہ ہو جائے گا اور عیسائیت کو عیسیٰ علیہ السلام اپنی زبانی اور اپنے ہاتھوں سے ختم کر دیں گے۔ عیسائیت کے نشان صلیب اور خنزیر کا نام ونشان مٹائیں گے۔ خالص اسلام کا بول بالا ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ ② ''زندگی کا فتنہ'' یہ ہے کہ انسان زندگی میں رب تعالیٰ کا نافرمان رہے۔ دین حق سے برگشتہ رہے۔ زندگی کی خوش نمائیوں میں کھو کر حق تعالیٰ سے غافل رہے۔ اور ''موت کا فتنہ'' یہ ہے کہ مرتے وقت شیطان گمراہ کر دے۔ کلمۂ توحید نصیب نہ ہو۔ بری حالت پر موت آئے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہ. ممکن ہے اس سے عذاب قبر یعنی سوال وجواب میں ناکامی مراد ہو۔ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلٰی دِینِكَ. ③ اپنے وسائل سے بڑھ کر قرض اٹھانا کہ بعد میں اسے ادا نہ کیا جا سکے' درست نہیں ہے۔ ④ وعدہ خلافی کرنا اور جھوٹ بولنا حرام ہے۔ ⑤ مذکورہ اشیاء سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔

۱۳۱۱- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ عَنِ الْمُعَافَى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، ح: وَأَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ

۱۳۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نمازی تشہد پڑھ چکے تو ان چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے: جہنم کے عذاب' قبر کے عذاب' زندگی اور موت کی آزمائش اور مسیح دجال کے شر سے' پھر اس کے بعد (منقول دعاؤں میں سے) اپنے لیے اپنی پسندیدہ دعا کرے۔''

۱۳۱۱_ أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٨٨/ ١٣٠ب عن علي بن خشرم به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٣٣.

الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، ثُمَّ يَدْعُو لِنَفْسِهِ بِمَا بَدَا لَهُ».

فائدہ: بعض حضرات نے ظاہر الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے اس تعوذ کو واجب قرار دیا ہے' ابن حزم اور امام طاوس رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ بھی اس کے قائل ہیں۔ دیکھیے: (اصل صفة الصلاة: ۹۹۹،۹۹۸/۳) جبکہ جمہور اہل علم کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں ہے کہ آپ نے اس کے بغیر نماز پڑھی یا سکھلائی ہے یا اسے کامل قرار دیا ہے۔ اس ایک روایت کے ایسے معنی مراد نہیں لیے جا سکتے جو باقی تمام احادیث کے خلاف ہوں' لہٰذا جمہور اہل علم کے نزدیک اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔ اس قسم کے (امر و حکم کے) الفاظ استحباب و تاکید کے لیے بھی آ جایا کرتے ہیں۔ باقی احادیث کے پیش نظر یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ و اللہ أعلم.

(المعجم ٦٥) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ (التحفة ٥١٨)

باب:۶۵- تشہد کے بعد ایک اور قسم کا ذکر

١٣١٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ: «أَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللهِ، وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ».

۱۳۱۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں تشہد کے بعد یہ الفاظ کہتے تھے: [وَأَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ' وَ أَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ] ''سب سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔''

فائدہ: خطبۂ وعظ میں تشہد کے بعد تو یہ الفاظ بہت جچتے ہیں کیونکہ یہ وعظ کی تمہید ہیں مگر نماز کے تشہد کے بعد ان الفاظ کی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا اس حدیث سے نماز والے تشہد کے بعد اس ذکر کے پڑھنے کا استدلال کرنا محل نظر ہے۔ اس سے مراد خطبے کا تشہد (شہادتین) ہے جیسا کہ مسند احمد کی روایت سے صراحت ہوتی ہے: [كَانَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ: إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ أَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ......] ''نبی ﷺ اپنے خطبے میں شہادتین کے بعد یہ الفاظ: [إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ......] پڑھا کرتے تھے۔'' (مسند أحمد: ۳۱۹/۳) نیز یہاں ''الصَّلَاۃ'' سے مراد خطبہ ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے ظاہر ہوا۔ اور خطبے کو صلاۃ اس لیے کہا کہ یہ اس کے مقدمات اور مبادیات میں سے ہے، جیسا کہ خطبہ جمعہ ہے۔ و اللہ أعلم. مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح النسائي: ۲۶۴/۱۵)

١٣١٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣١٩ عن يحيى القطان به، وفيه: "خطبته" بدل "صلاته".

(المعجم ٦٦) - بَابُ تَطْفِيفِ الصَّلَاةِ (التحفة ٥١٩)

باب:٦٦- ناقص نماز پڑھنے کا بیان

١٣١٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، - وَهُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ - عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي فَطَفَّفَ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: مُنْذُ كَمْ تُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: مُنْذُ أَرْبَعِينَ عَامًا، قَالَ: مَا صَلَّيْتَ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَلَوْ مِتَّ وَأَنْتَ تُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَمِتَّ عَلٰى غَيْرِ فِطْرَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُخَفِّفُ وَيُتِمُّ وَيُحْسِنُ.

۱۳۱۳- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے ایک آدمی کو ناقص نماز پڑھتے دیکھا۔ حضرت حذیفہ نے اس سے پوچھا: تو کتنے عرصے سے ایسی نماز پڑھ رہا ہے؟ اس نے کہا: چالیس سال سے۔ آپ نے فرمایا: یقین کر چالیس سال سے تو نے نماز پڑھی ہی نہیں اور اگر تو اسی قسم کی نماز پڑھتا پڑھتا مر جاتا تو حضرت محمد ﷺ کے دین پر فوت نہ ہوتا۔ پھر آپ کہنے لگے: بلاشبہ انسان ہلکی نماز پڑھنے کے باوجود مکمل اور اچھے طریقے سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① وہ شخص نماز تیز تیز پڑھتا تھا اور اطمینان وسکون نہیں کرتا تھا۔ بخاری میں ہے: [لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ] ”وہ رکوع وسجود مکمل نہیں کر رہا تھا“ (صحیح البخاري، الأذان، حدیث:۷۹۱) یہ روایت مصنف عبدالرزاق (حدیث: ۳۷۳۲، ۳۷۳۳) میں بھی ہے۔ اس میں ہے کہ وہ ٹھونگیں مار رہا تھا۔ ”يَنْقُرُ فِيهَا“ ایک اور روایت میں اس قسم کی نماز کو ”ٹھونگے مارنے“ سے تشبیہ دی گئی ہے اور اسے منافق کی نماز بھی کہا گیا ہے۔ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث:۶۲۲) اس لیے حضرت حذیفہ ؓ نے اس نماز کو کالعدم قرار دیا ہے اور جب نماز ہی نہ ہوئی تو اس کی موت اسلام کی موت نہیں کیونکہ نماز کے بغیر دین نہیں۔ ممکن ہے آپ نے زجر کے طور پر سخت الفاظ استعمال کیے ہوں تاکہ وہ کامل نماز پڑھے۔ ② ہلکی نماز سے مراد قراءت میں تخفیف ہے۔ رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ مکمل ہونے چاہئیں، یعنی تمام ارکان میں سکون واطمینان اختیار کیا جائے۔ ③ نماز میں کمی کرنا یا ناقص ادا کرنا حرام ہے۔ ④ جو شخص نماز کے ارکان وواجبات مکمل نہ کرے، اسے بے نماز ہی شمار کیا جائے گا۔ ⑤ جب صحابی سُنَّةُ مُحَمَّدٍ یا فِطْرَةُ مُحَمَّدٍ کہے تو وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔

١٣١٣- أخرجه البخاري، الأذان، باب إذا لم يتم الركوع، ح: ٧٩١ من حديث زيد بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٣٥.

(المعجم ٦٧) - بَابُ أَقَلِّ مَا تُجْزِىءُ بِهِ الصَّلَاةُ (التحفة ٥٢٠)

۱۳۱٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَلِيٍّ - وَهُوَ ابْنُ يَحْيٰى - عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمٍّ لَهُ بَدْرِيٍّ أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْمُقُهُ وَنَحْنُ لَا نَشْعُرُ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ فَسَلَّمَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ». فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ أَقْبَلَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ يَا رَسُولَ اللهِ! لَقَدْ جَهِدْتُ فَعَلِّمْنِي فَقَالَ: «إِذَا قُمْتَ تُرِيدُ الصَّلَاةَ فَتَوَضَّأْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ، ثُمَّ ارْكَعْ فَاطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ قَاعِدًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ، ثُمَّ افْعَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى تَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِكَ».

باب:٦٧-وہ کم از کم ارکان جن کے ساتھ نماز کافی ہوتی ہے

۱۳۱۴-ایک بدری صحابی (حضرت رفاعہ بن رافع) ؓ نے بیان کیا کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے لگا اور رسول اللہ ﷺ اسے بغور دیکھنے لگے۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا اور سلام کہا۔ آپ نے فرمایا: ''واپس جا' دوبارہ نماز پڑھ' تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ واپس گیا اور دوبارہ نماز پڑھی' پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے پھر فرمایا: ''واپس جا' پھر نماز پڑھ' تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' دو تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آخر وہ آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو عزت بخشی! میں تو (بار بار نماز پڑھ کر) تھک گیا ہوں' لہٰذا مجھے سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو نماز کے ارادے سے کھڑا ہو تو وضو کر اور اچھی طرح وضو کر' پھر قبلے کی طرف منہ کر اور اللہ أکبر کہہ' پھر قراءت کر' پھر رکوع کر اور اطمینان سے رکوع کر' پھر سر اٹھا حتی کہ سیدھا کھڑا ہو جائے' پھر سجدہ کر حتی کہ اطمینان سے سجدہ کرے' پھر سر اٹھا حتی کہ تو اطمینان سے بیٹھ جائے' پھر سجدہ کر حتی کہ اطمینان سے سجدہ کرے' پھر سر اٹھا' پھر (ہر رکعت میں) ایسے ہی کر حتی کہ تو اپنی نماز سے فارغ ہو جائے۔''

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے نماز کے فرض کام بیان کیے ہیں یا وہ کام جن میں وہ صحابی سستی

۱۳۱٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح:٨٦٠، والترمذي، ح:٣٠٢ وغيرهما من حديث علي بن يحيى به، كما تقدم، ح:١٠٥٤، وهو في الكبرٰى، ح:١٢٣٦.

کرتا تھا۔ دونوں صورتوں میں ان کاموں کے بغیر نماز نہیں ہوتی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا: ''تیری نماز نہیں ہوئی۔'' (باقی مباحث کے لیے دیکھیے' حدیث:۱۰۵۴)

١٣١٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَّادِ بْنِ رَافِعِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمٍّ لَهُ بَدْرِيٍّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْمُقُهُ فِي صَلَاتِهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ لَهُ: «اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ». فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: «اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، حَتَّى كَانَ عِنْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَقَالَ: وَالَّذِي! أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَهِدْتُ وَحَرَصْتُ فَأَرِنِي وَعَلِّمْنِي قَالَ: «إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تُصَلِّيَ فَتَوَضَّأْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ قَاعِدًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى

۱۳۱۵- ایک بدری صحابی (حضرت رفاعہ بن رافع) ؓ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی داخل ہوا اور اس نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کہا جب کہ نبی ﷺ اسے نماز میں دیکھتے رہے تھے۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''واپس جا' دوبارہ نماز پڑھ' تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ واپس گیا' پھر نماز پڑھی' پھر نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کہا۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''واپس جا' پھر نماز پڑھ' تو نے نماز نہیں پڑھی۔ حتی کہ تیسری یا چوتھی دفعہ ہوئی تو اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب اتاری! میں تو (بار بار نماز پڑھ کر) تھک گیا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے (نماز پڑھ کر) دکھائیں اور مجھے سکھلا دیں۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو نماز کا ارادہ کرے تو وضو کر اور بہترین وضو کر' پھر قبلے کی طرف منہ کر اور اللہ اکبر کہہ' پھر قرآن (کم از کم فاتحہ) پڑھ' پھر رکوع کر حتی کہ تجھے رکوع میں اطمینان حاصل ہو' پھر سر اٹھا حتی کہ سیدھا کھڑا ہو جائے' پھر سجدہ کر حتی کہ تجھے سجدے میں اطمینان حاصل ہو' پھر سر اٹھا حتی کہ تو اطمینان سے بیٹھ جائے' پھر دوسرا سجدہ کر حتی کہ تجھے سجدے میں اطمینان حاصل ہو' پھر سر اٹھا' پھر جب تو اس

١٣١٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٢٣٧.

تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ فَإِذَا أَتْمَمْتَ صَلَاتَكَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ، وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا فَإِنَّمَا تَنْقُصُهُ مِنْ صَلَاتِكَ».

طریقے سے نماز مکمل کر لے تو تیری نماز مکمل اور صحیح ہو جائے گی۔ اور جو تو ان کاموں میں کمی کرے گا تو یقیناً اپنی نماز ہی میں نقص ڈالے گا۔"

فائدہ: بعض روایات میں صراحت ہے کہ اس نے تین دفعہ نماز پڑھی تھی۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۰۵۴)

۱۳۱۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ وَتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللهُ لِمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ فَيَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا.

۱۳۱۶- حضرت سعد بن ہشام بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے کہا: اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر (رات کی نفل نماز) کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: ہم آپ کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا آپ کو جگا تا۔ آپ اٹھ کر مسواک کرتے' وضو فرماتے اور آٹھ رکعات پڑھتے۔ ان میں آپ تشہد کے لیے نہیں بیٹھتے تھے مگر آٹھویں رکعت کے بعد۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور دعائیں پڑھتے۔ پھر اتنی آواز سے سلام کہتے کہ ہم سن لیتے۔

فوائد ومسائل: ① "نہیں بیٹھتے تھے" گویا نفل نماز میں اگر ہر دو رکعت کے بعد نہ بیٹھے' صرف آخری رکعت کے بعد بیٹھ جائے اور تشہد وغیرہ پڑھ لے تو کافی ہے' نماز ہو جائے گی' البتہ فرض نماز میں ہر دو رکعت کے بعد تشہد بیٹھنا چاہیے۔ اگر بھول جائے تو نماز ہو جائے گی مگر سجدۂ سہو ضروری ہے۔ قصداً چھوڑے تو نماز دہرائے۔ ② "آٹھ رکعات پڑھتے" وتر اس کے علاوہ پڑھتے۔ وتر (طاق نماز) پڑھنے کے بعد پہلے پڑھے ہوئے سب نوافل بھی وتر میں شامل ہو جائیں گے کیونکہ نماز ایک ہی ہے۔ صرف رکعات کی تعداد (طاق) کے مدنظر اسے وتر کہہ دیتے ہیں ورنہ یہ سب صلاۃ اللیل ہے' تاہم خالی وتر کے لیے بعض نے کم از کم تین کی حد مقرر

۱۳۱٦ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الوتر بثلاث وخمس وسبع وتسع، ح: ١١٩١ من حديث سعيد بن أبي عروبة عن قتادة به، وصرحا بالسماع عند البيهقي: ٢/ ٤٩٩، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٣٨، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٧٤٦.

کی ہے مگر آپ ﷺ اور بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے صرف ایک رکعت بھی ثابت ہے' لہٰذا ایک رکعت پڑھنا بھی جائز ہے۔ لیکن اس پر ہمیشگی اسوۂ رسول ﷺ نہیں۔

(المعجم ٦٨) - بَابُ السَّلَامِ (التحفة ٥٢١)

باب:٦٨-سلام کا بیان

١٣١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - يَعْنِي ابْنَ دَاوُدَ الْهَاشِمِيَّ - قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ - وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ - قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمِسْوَرِ الْمَخْرَمِيُّ - عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ.

١٣١٧- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (نماز کے آخر میں) دائیں بائیں (منہ موڑتے تھے اور) سلام کہتے تھے۔

١٣١٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: كُنْتُ أَرٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ.

١٣١٨- حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تھا کہ آپ (نماز کے اختتام پر) دائیں اور بائیں سلام کہتے تھے اور اس قدر منہ موڑتے تھے کہ آپ کے رخسار اطہر کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ هٰذَا لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ (راویٔ حدیث) عبداللہ بن جعفر معتبر راوی ہیں' البتہ

١٣١٧۔ أخرجه مسلم، المساجد، باب السلام للتحليل من الصلاة عند الفراغ وكيفيته، ح: ٥٨٢ من حديث عبدالله بن جعفر المخرمي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٣٩.

١٣١٨۔ أخرجه مسلم، ح: ٥٨٢ عن إسحاق بن إبراهيم به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٤٠.

جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ.

علی بن مدینی کے والد عبداللہ بن جعفر بن نجیح متروک ہیں۔ (ان کی حدیث معتبر نہیں ہے۔)

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کے راوی عبداللہ بن جعفر مَخرمی ہیں جو ثقہ ہیں۔ ایک دوسرے عبداللہ بن جعفر ہیں جو مشہور محدث اور نقاد حضرت علی بن مدینی کے والد محترم ہیں لیکن وہ اپنے کمزور حافظے کی وجہ سے علم حدیث میں قابل اعتبار نہیں۔ چونکہ اشتباہ کا خطرہ تھا اس لیے امام صاحب نے وضاحت فرمائی۔ جزاه الله خيرًا. ② سلام دونوں جانب کہنا چاہیے۔ کثیر روایات اسی پر دال ہیں۔ لیکن نماز کے آخر میں صرف ایک طرف سلام کہنا بھی جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ایک طرف سلام کہنا بھی ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة: ۱/۶۲۸، حديث:۳۱۶) جب ایک سلام کہنا ہو تو سامنے کی طرف منہ کر کے سلام کہا جائے، پھر چہرے کو دائیں جانب مائل کر لیں۔ والله أعلم.

(المعجم ٦٩) - بَابُ مَوْضِعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ السَّلَامِ (التحفة ٥٢٢)

باب:۶۹- سلام کہتے وقت ہاتھ کس جگہ ہوں؟

۱۳۱۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ الْقِبْطِيَّةِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، وَأَشَارَ مِسْعَرٌ بِيَدِهِ عَنْ يَّمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَقَالَ: «مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَرْمُونَ بِأَيْدِيهِمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْخَيْلِ الشُّمْسِ، أَمَا يَكْفِي أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ عَنْ يَّمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ».

۱۳۱۹- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ابتدا میں) جب ہم نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہتے اور ساتھ ہاتھوں کو بھی دائیں بائیں اٹھاتے تھے۔ (یعنی دائیں طرف سلام کے وقت دائیں طرف اور بائیں طرف سلام کے وقت بائیں طرف ہاتھ اٹھاتے۔) آپ نے (دیکھا تو) فرمایا: ”انھیں کیا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے (دائیں بائیں) اشارے کرتے ہیں جیسے سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ کیا یہ کافی نہیں کہ نمازی اپنے ہاتھ اپنی ران ہی پر رکھے اور زبان سے اپنے دائیں اور بائیں اپنے ساتھیوں کو سلام کہہ دے۔“

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہے کہ نبی ﷺ کا رفع الیدین کو سرکش گھوڑوں کی دموں سے تعبیر کرنا، سلام کے

۱۳۱۹- [صحيح] تقدم، ح: ۱۱۸٦، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲٤۱.

وقت ہاتھوں سے سلام کرنے سے متعلق ہے۔ اس کا اس رفع الیدین سے کوئی تعلق نہیں ہے جو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کیا جاتا ہے۔ اسے اس رفع الیدین سے جوڑ کر یہ کہنا کہ اس سے نبی ﷺ نے روک دیا تھا، علمی خیانت ہے۔ أعاذنا الله منه. (تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۱۱۸۶،۱۱۸۵)

(المعجم ۷۰) - كَيْفَ السَّلَامُ عَلَى الْيَمِينِ (التحفة ۵۲۳)

باب: ۷۰- دائیں طرف سلام کیسے کہا جائے؟

۱۳۲۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ وَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ» حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

۱۳۲۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہر جھکتے، اٹھتے اور کھڑے ہوتے اور بیٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے اور اپنے دائیں اور بائیں سلام کہتے: [السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ] ”تم پر اللہ تعالیٰ کا سلام اور رحمت ہو۔“ (اور منہ بھی موڑتے تھے) حتی کہ آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی تھی اور میں نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بھی ایسے کرتے دیکھا ہے۔

۱۳۲۱- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ: أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ كُلَّمَا

۱۳۲۱- حضرت واسع بن حبان نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ جب جھکتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب سر اٹھاتے تھے، تب بھی اللہ اکبر کہتے تھے۔ پھر (نماز کے اختتام پر) دائیں طرف منہ کر کے کہتے: [السلام علیکم ورحمۃ اللہ]

۱۳۲۰ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۰۸٤، ۱۱٤۳، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲٤۲.

۱۳۲۱ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۱۵۲ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲٤۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۷٦.

وَضَعَ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كُلَّمَا رَفَعَ، ثُمَّ يَقُولُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ عَنْ يَّمِينِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ عَنْ يَّسَارِهِ.

اور بائیں طرف منہ کر کے کہتے: [السلام علیکم ورحمة الله]

فائدہ: شریعت اسلامیہ نے جس طرح نماز کا آغاز اللّٰہ أکبر جیسے بارعب جملے سے کیا تھا جو کہ نمازی کو لوگوں سے منقطع کرنے اور اللہ تعالیٰ سے جوڑنے پر دلالت کرتا ہے اس طرح' اس کے مقابلے میں نماز کا اختتام [السلام علیکم ورحمة الله] جیسے پرلطف جملے سے کیا جو نمازی کا تعلق پھر سے لوگوں کے ساتھ بطریق احسن جوڑ دیتا ہے۔ یہ نماز کے اختتام کا اعلان بھی ہے اور لوگوں کے ساتھ کلام کا آغاز بھی اور وہ بھی بہترین انداز میں' یعنی دعائیہ کلمات کے ساتھ۔ چونکہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا منع ہے' لہٰذا نماز کے اختتام پر سلام پھیرنا مشروع ہے۔

(المعجم ۷۱) - بَابٌ: كَيْفَ السَّلَامُ عَلَى الشِّمَالِ (التحفة ٥٢٤)

باب:۷۱- بائیں طرف کیسے سلام کہا جائے؟

۱۳۲۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ - يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: أَخْبِرْنِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ كَانَتْ؟ قَالَ: فَذَكَرَ التَّكْبِيرَ قَالَ: - يَعْنِي - وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا وَذَكَرَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ عَنْ يَّمِينِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَّسَارِهِ.

۱۳۲۲- حضرت واسع بن حبان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا: مجھے بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسے ہوتی تھی؟ آپ نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ اللّٰہ أکبر کہتے تھے اور (نماز کے اختتام پر) دائیں طرف السلام علیکم ورحمة الله کہتے تھے اور بائیں طرف السلام علیکم کہتے تھے۔

۱۳۲۳- أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ عَنِ ابْنِ

۱۳۲۳- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے

۱۳۲۲ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۷۱ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲٤٤، وانظر الحديث السابق.

۱۳۲۳ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في السلام، ح: ۹۹٦، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التسليم في الصلاة، ح: ۲۹٥، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب التسليم، ح: ۹۱٤ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۱/ ٤۰۸، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲٤٥، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وابن الجارود وغيرهم.

دَاوُدَ - يَعْنِي عَبْدَ اللهِ بْنَ دَاوُدَ الْخُرَيْبِيَّ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ خَدِّهِ، عَنْ يَمِينِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ.

ہیں کہ گویا میں نبی ﷺ کے رخسار کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں' آپ اپنی دائیں طرف فرماتے: [السلام علیکم ورحمة اللّٰه] اور بائیں طرف فرماتے: [السلام علیکم ورحمة اللّٰه]

۱۳۲٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ خَدِّهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ خَدِّهِ.

۱۳۲۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف سلام پھیرتے حتی کہ آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی' پھر بائیں طرف حتی کہ آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی۔

۱۳۲٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِاللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ حَتَّى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ مِنْ هٰهُنَا، وَبَيَاضُ خَدِّهِ مِنْ هٰهُنَا.

۱۳۲۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے (اور کہتے:)[السلام علیکم ورحمة اللّٰه' السلام علیکم ورحمة اللّٰه] حتی کہ دائیں طرف بھی آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی اور بائیں طرف بھی آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی۔

۱۳۲٦- أَخْبَرَنَا [إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ] قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ [الْحَسَنِ] بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ

۱۳۲۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے (اور کہتے:)[السلام علیکم و رحمة اللّٰه] حتی کہ آپ کے دائیں رخسار کی سفیدی نظر آتی' پھر بائیں طرف

۱۳۲٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲٤٦.
۱۳۲٥ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲٤٧.
۱۳۲٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق والذين قبله، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲٤٨.

وَأَبِي الْأَحْوَصِ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِينِهِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ، وَعَنْ يَّسَارِهِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْسَرِ.

سلام پھیرتے (اور کہتے:)[السلام علیکم و رحمة الله] حتی کہ آپ کے بائیں رخسار کی سفیدی نظر آتی۔

فائدہ: روایات کے تتبع سے سلام کہنے کے چار طریقے ملتے ہیں، ان میں سے کسی ایک پر بھی عمل کر لیا جائے تو درست ہے: ① دائیں اور بائیں دونوں جانب [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] کہنا اور یہ طریقہ زیادہ مشہور اور معمول بہ ہے کیونکہ اکثر روایات میں یہی طریقہ مروی ہے۔ ② دائیں اور بائیں دونوں جانب [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ] کہنا۔ ③ دائیں جانب [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] اور بائیں جانب [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] ④ صرف سامنے کی طرف منہ کر کے [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہنا اور چہرے کا میلان تھوڑا سا دائیں جانب ہو۔ بعض علماء دائیں جانب [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ] اور بائیں جانب [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] کہنے کے قائل ہیں لیکن ان کا یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ سنن ابی داود کی جس روایت سے صرف دائیں جانب [وَبَرَكَاتُهُ] کا اضافہ ثابت ہے علمائے محققین اس کی بابت فرماتے ہیں کہ سنن ابی داود کے صحیح اور معتمد نسخوں میں دونوں طرف [وَبَرَكَاتُهُ] کا اضافہ منقول ہے۔ بنابریں دائیں اور بائیں دونوں جانب [وَبَرَكَاتُهُ] کہنا چاہیے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (أصل صفة صلاة النبي' للألباني' ص:۱۰۲۳-۱۰۳۶' و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:۱۵/۲۹۶-۳۰۶)

(المعجم ۷۲) - بَابُ السَّلَامِ بِالْيَدَيْنِ (التحفة ۵۲۵)

باب:۷۲-دونوں ہاتھوں سے سلام کہنا

۱۳۲۷- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ الْقِبْطِيَّةِ - عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۳۲۷- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب ہم سلام پھیرتے تھے تو ہاتھوں کے ساتھ بھی اشارہ کرتے اور کہتے [السلام علیکم' السلام علیکم] ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھ لیا تو آپ نے فرمایا: ''تمھیں

۱۳۲۷-[صحيح] تقدم، ح: ۱۱۸٦، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲٤۹.

فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَا بَالُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ! إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلَى صَاحِبِهِ وَلَا يُومِئْ بِيَدِهِ».

کیا ہوا کہ تم اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے ہو جیسے یہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ جب تم میں سے کوئی آدمی (نماز کے آخر میں) سلام کہے تو اپنے ساتھی کی طرف منہ موڑے۔ ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۱۱۸۶، ۱۳۱۹۔

(المعجم ۷۳) - تَسْلِيمُ الْمَأْمُومِ حِينَ يُسَلِّمُ الْإِمَامُ (التحفة ٥٢٦)

باب: ۷۳- جب امام سلام کہے تو مقتدی بھی سلام کہہ دے

١٣٢٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كُنْتُ أُصَلِّي بِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَإِنَّ السُّيُولَ تَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي، فَلَوَدِدْتُ أَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مَسْجِدًا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللهُ» فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ: «أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ

۱۳۲۸- حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنو سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں تقریباً نابینا ہو چکا ہوں۔ (موسم برسات میں) بارشی اور سیلابی پانی میرے اور میری قوم کی مسجد کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے' اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز ادا فرمائیں جسے میں (گھریلو) مسجد بنالوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان شاء اللہ میں عنقریب آؤں گا۔'' اگلے دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ دن کافی اونچا آ چکا تھا' نبی ﷺ نے اجازت طلب کی۔ میں نے اجازت دے دی۔ آپ بیٹھے نہیں بلکہ فرمایا: ''تم کس جگہ چاہتے ہو کہ

١٣٢٨ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب إذا زار الإمام قومًا فأمهم، ح: ٦٨٦ من حديث ابن المبارك، ومسلم، المساجد، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة لعذر، ح: ٣٣/ ٢٦٤، بعد، ح: ٦٥٧ من حديث معمر به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٥٠.

أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟» فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ.

میں نماز پڑھوں؟'' میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں چاہتا تھا کہ آپ نماز پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے' ہم نے آپ کے پیچھے صف بندی کی' (آپ نے نماز ادا کی) پھر آپ نے سلام پھیرا اور آپ کے سلام پھیرتے ہی ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔

فوائد ومسائل: ① جب امام سلام کہے تو اگر مقتدی کی نماز مکمل ہو گئی ہے تو وہ بھی سلام کہہ دے۔ اگر اس کی نماز مکمل نہیں ہوئی تو وہ نماز مکمل کرنے کے بعد سلام پھیرے۔ ② آدمی کو اگر کوئی تکلیف ہو تو وہ اس کے متعلق بتلا سکتا ہے' یہ شکوہ نہیں سمجھا جائے گا۔ ③ مدینہ منورہ میں نبی ﷺ کی مسجد کے علاوہ بھی مسجدیں تھیں۔ ④ اگر بارش وغیرہ جیسے شرعی عذر کی بنا پر جماعت رہ جائے تو گناہ نہیں۔ ⑤ شرعی عذر کی وجہ سے گھر میں نماز کے لیے جگہ متعین کر لینا جائز ہے۔ ⑥ نماز کے لیے صف درست کرنا لازم ہے۔ ⑦ اس حدیث مبارکہ سے وعدہ وفا کرنے کی حیثیت نمایاں ہوتی ہے۔ ⑧ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے' بغیر اجازت کوئی بھی کسی کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے گھر میں بھی بغیر اجازت داخل نہیں ہوئے تھے۔ اگر صاحب خانہ اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دیں تو برا محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ ⑨ نفل نماز میں جماعت کرانا مشروع ہے۔

(المعجم ٧٤) - بَابُ السُّجُودِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٢٧)

باب:۷۴-نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنا

١٣٢٩- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ حَمَّادِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً

۱۳۲۹- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر کے طلوع ہونے تک گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور ان میں سے ایک رکعت الگ (سلام سے) پڑھتے اور اتنا لمبا سجدہ کرتے کہ آپ کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص پچاس (۵۰) آیات پڑھ سکتا تھا۔

١٣٢٩- [صحيح] تقدم، ح: ٦٨٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٥١.

وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ، وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ. وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضٍ فِي الْحَدِيثِ. مُخْتَصَرٌ.

(ابن وہب فرماتے ہیں) بعض راوی بعض کی نسبت (کچھ) اضافے کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ یہ حدیث مختصر ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام صاحب ؒ کا اس روایت سے نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنے پر استدلال کرنا محل نظر ہے کیونکہ اس روایت میں جو سجدے کا ذکر ہے اس سے مراد نماز سے فراغت کے بعد کا سجدہ نہیں بلکہ نماز میں کیے جانے والے سجدے کی طوالت کا بیان ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز (تہجد) گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ رات کے وقت آپ کی یہی نماز ہوتی تھی اس نماز میں سجدہ اس قدر طویل کرتے کہ آپ کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص پچاس آیات تلاوت کر سکتا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الوتر، حديث:٩٩٤) ② اس روایت میں عشاء کی مابعد سنتوں کو عشاء ہی میں شمار کیا گیا ہے یعنی یہ گیارہ رکعات عشاء کی سنتوں کے علاوہ تھیں۔ ③ اگر صرف تین وتر پڑھنے ہوں تو پھر دو رکعت نماز الگ اور ایک رکعت الگ پڑھنا بہتر اور افضل ہے۔ احادیث کی روشنی میں اسی طریقے کی افضلیت ملتی ہے۔ احناف کسی حال میں ایک رکعت الگ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ صحیح، کثیر اور صریح احادیث کی موجودگی میں ان کا ایک وتر سے انحراف قابل افسوس ہے۔ ④ رات کی نماز لمبی پڑھنا مستحب ہے۔

(المعجم ٧٥) - بَابُ سَجْدَةِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ (التحفة ٥٢٨)

باب:۷۵- سلام اور کلام کے بعد سجدۂ سہو کرنا

١٣٣٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ حَفْصٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، سَلَّمَ ثُمَّ تَكَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

۱۳۳۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (بھول کر) سلام پھیر دیا پھر کچھ باتیں کیں پھر آپ نے سہو کے دو سجدے کیے۔

فائدہ: جب امام یہ سمجھتا ہو کہ میں نماز مکمل کر چکا ہوں اور نماز سے فارغ ہوں اس حالت میں اگر وہ کوئی کلام کر لے یا مقتدی ہونے کی صورت میں امام کو متنبہ کرے اور اس سے کچھ کلام کرنا پڑے یا تحقیق کی غرض

١٣٣٠- أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ٥٧٢/ ٩٥ من حديث حفص بن غياث به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٥٢.

سے آپس میں بات چیت ہو جائے' تو معلوم ہو جانے کے بعد سلام اور کلام نماز کے لیے قاطع نہیں ہوں گے۔ بقیہ نماز پڑھ کر سجود سہو کر لیے جائیں تو نماز بلا ریب درست ہے۔ یہ بات احادیث سے صاف سمجھ میں آتی ہے' البتہ احناف اور حنابلہ کلام کی صورت میں نئے سرے سے نماز پڑھنے کے قائل ہیں۔ لیکن احادیث سے ان کے موقف کی تائید نہیں ہوتی۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۲۲۵' ۱۲۳۰)

(المعجم ٧٦) - اَلسَّلَامُ بَعْدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ (التحفة ٥٢٩)

باب:۷۶-سجود سہو کے بعد سلام پھیرنا

١٣٣١- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْضَمُ بْنُ جَوْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ. قَالَ: ذَكَرَهُ فِي حَدِيثِ ذِي الْيَدَيْنِ.

۱۳۳۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا' پھر بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔ (امام نسائی رحمہ اللہ نے) فرمایا: ذوالیدین کی حدیث میں بھی اس کا ذکر ہے۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ۱۲۲۵۔

١٣٣٢- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى ثَلَاثًا ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَالَ الْخِرْبَاقُ: إِنَّكَ صَلَّيْتَ ثَلَاثًا فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۳۳۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے تین رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا۔ حضرت خرباق رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے تین رکعتیں پڑھی ہیں۔ آپ نے انھیں بقیہ رکعت پڑھائی' پھر سلام پھیرا' پھر سہو کے دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔

فوائد ومسائل: ① سجود سہو کے بعد سلام اتفاقی مسئلہ ہے' البتہ تشہد میں اختلاف ہے۔ تشہد کی روایات

١٣٣١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب السهو في السجدتين، ح: ١٠١٦ من حديث عكرمة بن عمار به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٥٣.

١٣٣٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٢٣٨، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٥٤.

ضعیف ہیں۔ عام روایات میں تشہد کا ذکر نہیں ہے' اس لیے راجح اور صحیح موقف یہی ہے کہ تشہد نہیں ہے۔ احناف لازمی سمجھتے ہیں۔ ② ''خرباق'' کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۲۳۰ کا فائدہ۔

(المعجم ٧٧) - جَلْسَةُ الْإِمَامِ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْانْصِرَافِ (التحفة ٥٣٠)

باب: ۷۷- سلام پھیرنے اور مقتدیوں کی طرف منہ موڑنے کے درمیان امام کا (کچھ دیر قبلہ رخ) بیٹھنا

١٣٣٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَمَقْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي صَلَاتِهِ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ وَرَكْعَتَهُ وَاعْتِدَالَهُ بَعْدَ الرَّكْعَةِ، فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْانْصِرَافِ قَرِيبًا مِّنَ السَّوَاءِ.

۱۳۳۳- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز کی حالت میں بغور دیکھا تو میں نے آپ کے قیام' رکوع' رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا' سجدہ' دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا' پھر دوسرا سجدہ کرنا' پھر سلام پھیرنے اور مقتدیوں کی طرف منہ پھیرنے کے درمیان (قبلہ رخ) بیٹھنا' تقریباً برابر پایا۔

فائدہ: سلام پھیرنے کے بعد امام کو کچھ دیر قبلہ رخ بیٹھے رہنا چاہیے۔ اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کا قیام' رکوع اور سجود دوسرے ارکان' مثلاً: قومہ' جلسہ وغیرہ کے برابر ہوتے تھے۔ بہت سی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام کافی لمبا ہوتا تھا۔ اسی طرح رات کی نماز میں رکوع و سجود بھی طویل ہوتے تھے۔ ممکن ہے کبھی کبھار سب ارکان برابر بھی ہوتے ہوں۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ آپ سب ارکان میں تناسب رکھتے تھے۔ اگر قیام لمبا ہوتا تو باقی ارکان میں بھی اسی تناسب سے اضافہ ہوتا تھا اور اگر اختصار ہوتا تو دیگر ارکان میں بھی اسی تناسب سے اختصار ہوتا تھا۔

١٣٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:

۱۳۳۴- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ

١٣٣٣ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتخفيفها في تمام، ح: ٤٧١ من حديث أبي عوانة الوضاح بن عبدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٥٥.

١٣٣٤ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب مكث الإمام في مصلاه بعد السلام، ح: ٨٥٠ من حديث ابن وهب به تعليقًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٥٦.

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْفَرَّاسِيَّةُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا: أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الصَّلَاةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ.

ﷺ کے دور میں عورتیں نماز سے سلام پھیرتے ہی اٹھ کر چلی جاتی تھیں جب کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے مرد نمازی جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا (کافی دیر تک) بیٹھے رہتے۔ پھر جب اللہ کے رسول ﷺ اٹھتے تو مرد بھی اٹھ کر چلے جاتے۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ باب کا مقصد یہ ہے کہ سلام پھیرنے اور اٹھ کر جانے کے درمیان کچھ دیر تک ذکر اذکار کے لیے بیٹھنا چاہیے۔ ممکن ہے دونوں جگہ بیٹھنا مراد ہو۔ مقتدیوں کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے قبلہ رخ بیٹھنا اور اٹھ کر چلے جانے سے پہلے ذکر اذکار کے لیے مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا دونوں مسنون ہیں۔ جماعت ختم ہونے کے فوراً بعد اٹھ جانا معیوب اور سنت کے خلاف ہے اِلاّ یہ کہ کوئی عذر ہو بلکہ نماز کے اختتام کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر ذکر اذکار اور ادعیۂ ماثورہ پڑھنا مستحب ومسنون ہے' علاوہ امام کے کہ وہ مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے گا۔ ② امام کو مقتدیوں کے احوال کا خیال رکھنا چاہیے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ان اسباب سے بھی بچنا چاہیے جو ممنوعات تک پہنچانے والے ہوں۔ ④ تہمت والے مقامات سے بچنا چاہیے۔ ⑤ عورتیں مسجد میں نماز باجماعت کے ساتھ شامل ہو سکتی ہیں۔

(المعجم ٧٨) - بَابُ الْإِنْحِرَافِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٣١)

باب:۷۸-(امام کا) سلام کے بعد اپنا رخ (قبلے سے) ہٹانا

١٣٣٥- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا صَلَّى انْحَرَفَ.

۱۳۳۵- حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی' جب آپ نماز پڑھ چکے تو آپ نے اپنا رخ (قبلے سے) موڑ لیا۔

١٣٣٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام ينحرف بعد التسليم، ح: ٦١٤ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٥٧، وقال الترمذي، ح: ٢١٩ "حسن صحيح".

فوائد ومسائل: ① قبلے سے رخ موڑنا شاید اس لیے ہے کہ دور سے دیکھنے والے کو بھی نماز کے ختم ہونے کا علم ہو جائے۔ ویسے بھی امام کا مقتدیوں کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا نماز کی حد تک تو مجبوری تھی' نماز کے بعد مناسب ہے کہ وہ لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے جیسے سردار لوگوں کے ساتھ بیٹھتا ہے' اس لیے امام کو اپنا رخ قبلے کی طرف سے بدل لینا چاہیے۔ پھر چاہے تو بالکل مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے' خصوصاً اگر کوئی خطاب کرنا ہو اور چاہے تو دائیں یا بائیں منہ کر کے بیٹھ جائے۔ دائیں کو ترجیح دینا مستحسن ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ عموماً دائیں جانب کو ترجیح دیتے تھے۔ ② اس حدیث کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جب آپ نماز پڑھ چکے تو اٹھ کر گھر چلے گئے مگر نماز کے بعد دیر تک ذکر اذکار آپ کا معمول تھا' خصوصاً صبح کی نماز کے بعد۔ احادیث میں اس کی فضیلت بھی وارد ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی کام ہو' اس لیے فوراً چلے گئے لیکن یہ معنی مراد لینے بعید ہیں کیونکہ یہ حجۃ الوداع کے موقع پر مسجد خیف کی بات ہے جیسا کہ حدیث: ۸۵۹ میں گزر چکا ہے۔ اور مسند احمد کے الفاظ ہیں: [ثُمَّ انْحَرَفَ جَالِسًا] ''پھر آپ بیٹھے بیٹھے مڑے۔'' (مسند أحمد: ۱۶۱/۴) لہٰذا پہلی بات ہی زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ تاہم ضرورت کے پیش نظر امام فوراً اٹھ کر بھی جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۷۹) - اَلتَّكْبِيرُ بَعْدَ تَسْلِيمِ الْإِمَامِ (التحفة ۵۳۲)

باب: ۷۹- امام کے سلام پھیرنے کے بعد (بلند آواز سے) اللہ أکبر کہنا

۱۳۳۶- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ [سُفْيَانَ] بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا كُنْتُ أَعْلَمُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالتَّكْبِيرِ.

۱۳۳۶- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا اختتام لوگوں کے اللہ أکبر کہنے سے معلوم کرتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① نماز سے فراغت کے بعد ذکر مسنون ہے۔ اس کی ابتدا اللہ أکبر سے کی جائے۔ آواز درمیانی ہو' نہ بہت بلند ہو اور نہ بالکل آہستہ تاکہ سب مقتدیوں کی آواز مل کر ایک گونج سی پیدا ہو جائے۔ باقی ذکر آہستہ کیا جائے۔ ② حضرت ابن عباس ؓ نابالغ ہونے کی وجہ سے پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے تھے' اس لیے ان تک سلام کی آواز نہیں پہنچتی تھی۔ سلام کے بعد جب تکبیر کی آواز گونجتی تو انھیں نماز کے ختم

۱۳۳۶- أخرجه البخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلاة، ح: ۸۴۲، ومسلم، المساجد، باب الذكر بعد الصلاة، ح: ۵۸۳/ ۱۲۱ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲۵۸.

ہونے کا پتہ چلتا۔ ممکن ہے تکبیر بلند آواز سے کہنے میں یہ حکمت بھی ہو کہ لوگوں کو نماز ختم ہونے کا پتہ چل جائے جیسے نماز میں تکبیرات انتقال بلند آواز سے کہی جاتی ہیں، اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے وغیرہ' لہٰذا یہ بات کمزور ہے کہ ذکر میں اخفا مناسب ہے' اس لیے سلام کے بعد تکبیر آہستہ کہی جائے جیسا کہ یہ جمہور اہل علم کا موقف ہے۔

(المعجم ٨٠) - **بَابُ الْأَمْرِ بِقِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَاتِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ مِنَ الصَّلَاةِ** (التحفة ٥٣٣)

باب:۸۰-نماز سے سلام پھیرنے کے بعد مُعَوِّذات پڑھنے کا حکم

۱۳۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ حُنَيْنِ ابْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ الْمُعَوِّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ.

۱۳۳۷- حضرت عقبہ بن عامر ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں ہر (فرض) نماز کے بعد مُعوذات پڑھوں۔

فائدہ: بعض روایات میں ''معوذتین'' کا ذکر ہے' یعنی قرآن مجید کی آخری دو سورتیں: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ معوذات کا مطلب ہے کہ یہ کلمات اپنے پڑھنے والے کو ہر شر سے بچاتے ہیں یا ان کے ذریعے اللہ کی پناہ طلب کی جاتی ہے۔ یہ سورتیں بھی اسی لیے نازل ہوئیں کہ لوگوں کے حسد' جادو' شر اور شیطانوں سے ان کے ذریعے سے بچا جائے یا پناہ طلب کی جائے۔

(المعجم ٨١) - **بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ** (التحفة ٥٣٤)

باب:۸۱-سلام کے بعد استغفار کرنا

۱۳۳۸- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو - يَعْنِي

۱۳۳۸- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی

۱۳۳۷ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستغفار، ح:١٥٢٣ عن محمد بن سلمة المرادي به، وهو في الكبرٰى، ح:١٢٥٩، وقال الترمذي، ح:٢٩٠٣ "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح:٧٥٥، وابن حبان، ح:٢٣٤٧، والحاكم:١/ ٢٥٣ علٰى شرط مسلم، ووافقه الذهبي. * الليث هو ابن سعد.

۱۳۳۸ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، ح:٥٩١ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح:١٢٦٠.

الْأَوْزَاعِيِّ - قَالَ: حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ أَنَّ أَبَا أَسْمَاءَ الرَّحَبِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ!».

نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ [أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ] ''میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔'' پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ ...... وَالْإِكْرَامِ] ''اے اللہ! تو سلام ہے۔ تیری ہی طرف سے سلامتی ملتی ہے۔ اے احترام وعزت والے! تو بابرکت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① سلام پھیرنے کے بعد استغفار کرنا مستحب ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے نبی اکرم ﷺ کی اپنے رب کے سامنے کمال عاجزی اور اظہار بندگی کا اثبات ہوتا ہے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام لغزشیں معاف کر دی تھیں۔ ③ بندے کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ میں اطاعت میں کامل ہوں بلکہ اسے یہی سمجھنا چاہیے کہ میرے اطاعت کرنے میں نقص ہے' میں نے عبادت کا حق ادا نہیں کیا' اسے استغفار کے ساتھ اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ ④ ''بابرکت ہے'' یعنی تیرے پاس کسی چیز کی کمی نہیں' کثرت ہی کثرت ہے۔ یا جہاں تیرا ذکر ہو وہاں برکت ہوتی ہے۔

(المعجم ٨٢) - اَلذِّكْرُ بَعْدَ الْاِسْتِغْفَارِ (التحفة ٥٣٥)

باب:۸۲- استغفار کے بعد ذکر کرنا

١٣٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ!».

۱۳۳۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو یوں فرماتے: [اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ ...... وَالْإِكْرَامِ] ''اے اللہ! تو سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ملتی ہے۔ اے احترام وعزت والے! تو بابرکت ہے۔''

فائدہ: ''تو سلام ہے'' یعنی تو ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے' یا تو لوگوں کو سلامتی دینے والا ہے۔

١٣٣٩- أخرجه مسلم، ح: ٥٩٢ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦١.

(المعجم ٨٣) - بَابُ التَّهْلِيلِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٣٦)

١٣٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ [الْمَرُّوذِيُّ] قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ يَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، أَهْلَ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ».

باب:٨٣-سلام کے بعد لا إله إلا الله پڑھنا

١٣٤٠-حضرت ابوزبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کو اس منبر (منبر کعبہ) پر بیان کرتے ہوئے سنا' وہ فرمارہے تھے: رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو یوں فرماتے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...... وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ] ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے کل حمد ہے۔ اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ کی مدد کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اے نعمت' فضل اور اچھی تعریف والے! اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں۔ چاہے کافر برا ہی سمجھیں۔''

فائدہ: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه] جامع کلمہ ہے۔ حول سے مراد ہر نقصان اور خرابی سے بچنے کی طاقت اور قوۃ سے مراد ہر اچھی چیز حاصل کرنے کی قوت ہے۔ ظاہر ہے ہر چیز ان میں آجاتی ہے۔ شاید اسی لیے اس کلمے کو جنت کا خزانہ کہا گیا ہے۔

(المعجم ٨٤) - عَدَدُ التَّهْلِيلِ وَالذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٣٧)

١٣٤١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

باب:٨٤-سلام کے بعد ذکر اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه پڑھنے کی تعداد

١٣٤١-حضرت ابوزبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت

١٣٤٠_ أخرجه مسلم، ح: ٥٩٤/ ١٤٠ (انظر الحديثين السابقين) من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦٢.

١٣٤١_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦٣.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يُهَلِّلُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ يَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ثُمَّ يَقُولُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

عبداللہ بن زبیر ؓ (فرض) نماز کے بعد اس طرح تہلیل پڑھتے تھے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...... وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ] ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے حکومت اور بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ہر تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اسی کی ہیں سب نعمتیں اور اسی کے ہیں سب احسان وفضل اور اسی کے لیے ہیں اچھی تعریفیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں، خواہ کافر برا ہی سمجھیں۔“ پھر حضرت ابن زبیر ؓ فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ تہلیل پڑھتے تھے۔

(المعجم ٨٥) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الْقَوْلِ عِنْدَ انْقِضَاءِ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٣٨)

باب: ۸۵-نماز کے ختم ہونے کے وقت ایک اور قسم کا ذکر

**١٣٤٢ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدَةَ بْنِ لُبَابَةَ وَسَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ كِلَاهُمَا سَمِعَهُ مِنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۳۴۲-حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کے کاتب حضرت وراد نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ ؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کو لکھا: مجھے کسی ایسی چیز کی خبر دیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب نماز مکمل فرما لیتے تو یوں پڑھتے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...... مِنْكَ الْجَدُّ]

١٣٤٢_ أخرجه البخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلاة، ح: ٨٤٤، ومسلم، المساجد، ح: ٥٩٣/ ١٣٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦٤. (في سنده عبد الملك بن أعين والصواب عبد الملك بن عمير)

فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ».

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی اور تمام تعریفیں' اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! نہیں کوئی روکنے والا اس چیز کو جو تو دے اور نہ کوئی اس چیز کو عطا کرنے والا ہے جو تو نہ دے اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں مفید نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① نماز کے بعد یہ ذکر کرنا مستحسن ہے کیونکہ اس میں خالص توحید اور اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کا بیان ہے۔ ② کسی کو حدیث لکھ کر بھیجنا اور اسے آگے بیان کرنا درست ہے۔ ③ ایک آدمی کی خبر بھی حجت ہے جبکہ وہ ثقہ ہو۔ ④ ''تیرے مقابلے میں'' یعنی اگر تو پکڑنا چاہے تو کسی کی حیثیت یا اس کا مال اسے کوئی فائدہ دے سکتا ہے' نہ بچا سکتا ہے۔ یا تیرے ہاں کسی مال والے کو اس کا مال فائدہ نہیں دیتا۔

۱۳٤۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ وَرَّادٍ قَالَ: كَتَبَ الْمُغِيرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ دُبُرَ الصَّلَاةِ إِذَا سَلَّمَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ».

۱۳۴۳- حضرت وراد سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیر کر یوں پڑھتے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ...... مِنْكَ الْجَدُّ] ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی اور اسی کے لیے ہے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! کوئی اس چیز کو روکنے والا نہیں جو تو دے اور نہ کوئی وہ چیز دینے والا ہے جو تو روک دے اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں مفید نہیں۔''

(المعجم ٨٦) - كَمْ مَرَّةً يَقُولُ ذٰلِكَ (التحفة ٥٣٩)

باب: ۸۶- یہ ذکر کتنی دفعہ کرے؟

۱۳٤۳۔[صحيح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٦٥.

١٣٤٤- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمُجَالِدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ وَذَكَرَ آخَرَ، ح: وَأَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمُ الْمُغِيرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْمُغِيرَةِ أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيرَةُ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۱۳۴۴- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراد سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھے ایک ایسی حدیث لکھ دیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں لکھا: تحقیق میں نے نبی ﷺ کو نماز سے فارغ ہونے کے وقت یہ پڑھتے سنا ہے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ......] ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔'' آپ یہ ذکر تین دفعہ پڑھتے۔

فائدہ: مذکورہ روایت کے آخری الفاظ [ثلاث مرات] کی بابت محقق کتاب اور شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں یہ الفاظ شاذ ہیں جبکہ بعض علمائے محققین کے نزدیک [ثلاث مرات] والے الفاظ صحیح ثابت ہیں۔ صرف نسخوں میں اختلاف ہے۔ صحیح بخاری کے صحیح اور معتمد نسخوں میں یہ الفاظ ثابت ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الضعيفه للألباني: ١٢/ ٢٠٩-٢٢٠، و ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي: ١٥/ ٣٦٠-٣٦٢)

(المعجم ٨٧) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٤٠)

باب: ۸۷- سلام کے بعد ایک اور قسم کا ذکر

١٣٤٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّاغَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۳۴۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز سے فارغ ہوتے تو کچھ کلمات پڑھتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

١٣٤٤ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرىٰ، ح: ١٢٦٦. * مغيرة بن مقسم مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤) وغيره، ولم أجد تصريح سماعه، وأصل الحديث متفق عليه، البخاري، ح: ٨٤٤، ومسلم، ح: ٥٩٣ بدون زيادة "ثلاث مرات"، وهو المحفوظ.

١٣٤٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٧٧ عن أبي سلمة الخزاعي به، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٢٦٧.

خَلَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: - وَكَانَ مِنَ الْخَائِفِينَ - عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا أَوْ صَلَّى تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَأَلَتْهُ عَائِشَةُ عَنِ الْكَلِمَاتِ فَقَالَ: «إِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابِعًا عَلَيْهِنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ تَكَلَّمَ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ كَفَّارَةً لَهُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ! وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ».

نے آپ سے ان کلمات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اگر کسی شخص نے (اس مجلس میں) اچھی باتیں کی ہوں گی تو یہ کلمات قیامت تک کے لیے ان باتوں کے لیے مہر بن جائیں گے اور اگر اس نے اور قسم کی (غلط یا فضول) باتیں کی ہوں گی تو یہ اس کے لیے کفارہ (گناہ مٹانے والے) بن جائیں گے۔ (اور وہ کلمات یہ ہیں:) [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ! وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَ أَتُوبُ إِلَيْكَ] ”اے اللہ! تو ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک ہے اور تمام تعریفوں اور خوبیوں والا ہے۔ میں تجھ سے معافی طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔“ (یعنی ہر قسم کی غلطی سے توبہ کرتا ہوں۔)

فوائد ومسائل: ① اس دعا کو ”کفارۂ مجلس“ کہا جاتا ہے لہٰذا ہر مجلس کے بعد پڑھنی چاہیے۔ ② ”مہر بن جائیں گے“ یعنی ان اچھی باتوں کے ثواب کو قائم رکھیں گے اور ان کی قبولیت کی ضمانت ہوں گے اور انھیں ردّ نہیں ہونے دیں گے۔

(المعجم ٨٨) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٤١)

باب: ۸۸- سلام کے بعد ایک اور قسم کا ذکر اور دعا

١٣٤٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا قُدَامَةُ عَنْ جَسْرَةَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَتْ: إِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ،

۱۳۴۶- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ پیشاب کے چھینٹے پڑنے سے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ میں نے کہا: تو غلط کہتی ہے۔ اس نے کہا: نہیں، بلکہ سچ ہے۔ ہم پیشاب کے چھینٹے پڑنے سے چمڑا اور کپڑا کاٹتے تھے۔

١٣٤٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٦١ عن يعلى بن عبيد قال حدثنا قدامة يعني ابن عبدالله العامري به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٦٨. * قدامة حسن الحديث روى عنه يحيى القطان، والجماعة، ووثقه ابن حبان. * جسرة، حديثها حسن (نيل المقصود، ح: ٣٥٦٨).

فَقُلْتُ: كَذَبْتِ. فَقَالَتْ: بَلٰى إِنَّا لَنَقْرِضُ مِنْهُ الْجِلْدَ وَالثَّوْبَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَدِ ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَتْ، فَقَالَ: «صَدَقَتْ» فَمَا صَلّٰى بَعْدَ يَوْمَئِذٍ صَلَاةً إِلَّا قَالَ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ: «رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ أَعِذْنِي مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

(اسی دوران میں) رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے نکلے تو ہم اونچی اونچی بول رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ میں نے آپ سے بات بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ”یہ صحیح کہتی ہے۔“ اس دن کے بعد آپ نے جب بھی نماز پڑھی تو نماز کے بعد یہ دعا ضرور پڑھی: [رَبَّ جِبْرِيلَ وَ مِيكَائِيلَ وَ إِسْرَافِيلَ أَعِذْنِي مِنْ حَرِّ النَّارِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ] ”اے جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! مجھے آگ کی تپش اور قبر کے عذاب سے بچا۔“

فوائد و مسائل: ① پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا عذاب قبر کا سبب ہے۔ یہ بات دیگر روایات میں بھی بیان کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کو ان کا علم نہ ہوگا یا یہ واقعہ پہلے کا ہے جیسا کہ حدیث کے آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کے بعد ہمیشہ عذاب قبر سے پناہ مانگتے رہے۔ ② ”چمڑا اور کپڑا کاٹتے تھے۔“ چمڑے سے مراد بھی پہنا ہوا چمڑا ہے جسے پیشاب لگتا تھا نہ کہ اپنے جسم کا چمڑا کیونکہ پیشاب تو نکلتا ہی جسم سے ہے اور اس کا جسم کو لگنا لازمی ہے، تبھی تو استنجا ضروری ہے۔ اگر وہاں دھونا کفایت کرتا تھا تو جسم کے دیگر حصوں کو بھی کاٹنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہاں، ملبوس کپڑا یا چمڑا چونکہ جسم سے جدا ہے، اسے پیشاب کے قطرے لگنا انسان کی غلطی اور سستی کا نتیجہ ہے، لہٰذا انھیں کاٹنے کی سزا دی جاسکتی ہے۔ بعض علماء نے اس سے جسم کا چمڑا بھی مراد لیا ہے مگر یہ درست نہیں۔ ویسے بھی یہ تکلیف مَالَا یُطَاق ہے، یعنی اس پر عمل ناممکن ہے۔ بعض روایات میں [جَسَد] کا لفظ بھی آیا ہے لیکن یہ عاصم بن بہدلہ کا وہم ہے کہ اس نے نسخ سے جسم کا چمڑا سمجھا اور پھر اس کی جگہ لفظ [حسد] (جسم) بول دیا۔ شیخ البانی ؒ نے ”جَسَدَ أَحَدِهِمْ“ کو منکر کہا ہے۔ دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني، رقم الحديث:۵) شاذ (بات) کی تاویل کی جانی چاہیے، عقلاً شاذ ہو یا نقلاً، وہ غیر معتبر ہے۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ۳۰ کا فائدہ نمبر: ۳) ③ ”جبریل، میکائیل، اسرافیل کے رب!“ اس قسم کے الفاظ سے مقصود رب تعالیٰ کی عظمت کا اظہار ہے، یعنی اتنی عظیم الشان مخلوق کو پیدا کرنے والا۔ اسی طرح آسمانوں، زمینوں کے رب، برحق، مغرب کے رب وغیرہ۔

(المعجم ۸۹) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَ الْانْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ۵٤۲)

باب: ۸۹- نماز سے فراغت کے وقت کی ایک اور دعا

١٣٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَرْوَانَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ كَعْبًا حَلَفَ لَهُ: بِاللهِ الَّذِي فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوسٰى إِنَّا لَنَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ دَاوُدَ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! أَصْلِحْ لِي دِينِيَ الَّذِي جَعَلْتَهُ لِي عِصْمَةً، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي جَعَلْتَ فِيهَا مَعَاشِي، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نَقْمَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ قَالَ: وَحَدَّثَنِي كَعْبٌ: أَنَّ صُهَيْبًا حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَانَ يَقُولُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنْ صَلَاتِهِ.

۱۳۴۷- حضرت ابو مروان سے روایت ہے کہ حضرت کعب نے مجھ سے حلفاً کہا: قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر کو پھاڑ کر راستے بنائے! ہم تورات میں یہ لکھا پاتے ہیں کہ اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو یوں کہتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! أَصْلِحْ لِي ...... مِنْكَ الْجَدُّ] ”اے اللہ! میرے لیے میرے دین کو درست فرما جسے تو نے میرے لیے (دنیا وآخرت میں رسوائی سے) بچاؤ کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور میرے لیے میری دنیا کو درست فرما جسے تو نے میرے لیے زندگی گزارنے کا سبب بنایا ہے۔ اے اللہ! میں تیری ناراضی سے بچنے کے لیے تیری رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری سزا سے بچنے کے لیے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیرے غضب سے بچنے کے لیے تیری (رحمت کی) پناہ چاہتا ہوں۔ جو چیز تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مال والے کو تیرے ہاں مال فائدہ نہیں دیتا (بلکہ عمل فائدہ دیتا ہے)۔“ حضرت کعب نے کہا: مجھے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت محمد ﷺ بھی نماز سے فراغت کے وقت یہ کلمات کہا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہاں ”تورات“ سے مراد وہ کتاب نہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی کیونکہ وہ کتاب تو حضرت داود علیہ السلام سے بہت پہلے کی ہے۔ اس میں ان کا تذکرہ (مندرجہ بالا صورت میں) کیسے آ سکتا ہے؟ یہاں تورات سے صحف مراد ہیں جو بہت سے انبیاء پر اترے اور ان میں ”زبور“ بھی شامل ہے جو خود حضرت

١٣٤٧ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٧٤٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٦٩، وصححه ابن حبان، ح: ٥٤١، وله شواهد. * كعب الأحبار حسن الحديث، وباقي السند صحيح.

داود علیہ السلام پر اتری۔ آج کل ان تمام صحف کے مجموعہ کو بائبل کہتے ہیں۔ اس میں تورات بھی آ جاتی ہے بلکہ اس میں ان انبیاء علیہم السلام کے شاگردوں کی باتیں بھی داخل ہیں حتی کہ یہ تعین مشکل ہے کہ اس میں کون سا کلام اللہ تعالیٰ کا ہے اور کون سا انبیاء کا یا ان کے شاگردوں کا؟ یہ امتیاز صرف مسلمانوں کو حاصل ہے کہ اللہ کی کتاب کلیتاً ممتاز ہے کسی دوسرے کا ایک لفظ بھی اس میں شامل نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی باتیں (اقوال وافعال) اپنی جگہ الگ ممتاز اور واضح ہیں۔ آپ کے شاگردان رشید کے فتاوی وبیانات بالکل الگ ہیں۔ کوئی کسی سے خلط ملط نہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ. ② اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ داود علیہ السلام کی شریعت میں بھی نماز مشروع تھی۔ ③ "دین" انسان کے لیے بچاؤ کا ذریعہ ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت کی تمام مکروہات سے بچاتا ہے لہٰذا بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کے سامنے آہ وزاری کرتا رہے اور اپنے دین کی درستی کے لیے دعا مانگتا رہے۔ ④ دنیا انسان کے زندگی گزارنے کا سبب ہے اور پاکیزہ معاش انسان کو جنت میں لے جانے کا سبب ہے اس لیے اپنی دنیا کی اصلاح کے لیے بھی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ٩٠) - بَابُ التَّعَوُّذِ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٤٣)

١٣٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كَانَ أَبِي يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، فَكُنْتُ أَقُولُهُنَّ، فَقَالَ أَبِي: أَيْ بُنَيَّ عَمَّنْ أَخَذْتَ هٰذَا؟ قُلْتُ: عَنْكَ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُهُنَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

باب:۹۰-نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

۱۳۴۸-حضرت مسلم بن ابوبکرہ سے منقول ہے کہ میرے والد محترم ہر نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ] "اے اللہ! میں کفر، فقر اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔" تو میں بھی یہ کلمات کہنے لگا۔ والد محترم پوچھنے لگے: بیٹا! یہ کلمات کس سے سیکھے ہیں؟ میں نے کہا: آپ سے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی نماز کے بعد یہ کلمات کہا کرتے تھے۔

فائدہ: اس روایت میں فقر کو کفر کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مشہور روایت ہے: [كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَّكُونَ كُفْرًا] (كشف الخفاء:۲/۱۰۸، حديث:۱۹۱۹) "قریب ہے فقر کفر ہو۔" یہ روایت ضعیف ہے لیکن فقر سے بچنے کی دعا ضرور کرنی چاہیے۔ فضیلت اس فقر کی ہے جس میں دل غنی ہو۔ اس کے باوجود فقر کی دعا درست

١٣٤٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/٣٦، ٣٩، ٤٤ من حديث عثمان الشحام به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٧٠.

نہیں۔ اگر فقر کی حالت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے فقر کا ثواب مانگا جائے اور غنیٰ کی دعا کی جائے۔ مصیبت مانگنا جائز نہیں۔ ہاں! اگر منجانب اللہ فقر آجائے' پھر انسان دل غنی رکھے اور شکوہ شکایت سے اجتناب کرے تو اجر عظیم کا مستحق ہوگا' جیسے فقراء مہاجرین۔

(المعجم ٩١) - عَدَدُ التَّسْبِيحِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٤٤)

باب:۹۱-سلام کے بعد تسبیح کی تعداد

١٣٤٩- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُمَا يَسِيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ»، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ يُسَبِّحُ اللهَ أَحَدُكُمْ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُ عَشْرًا، فَهِيَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ عَلَى اللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ» وَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَعْقِدُهُنَّ بِيَدِهِ وَإِذَا أَوٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى فِرَاشِهِ أَوْ مَضْجَعِهِ «يُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَيَحْمَدُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ فَهِيَ مِائَةٌ عَلَى اللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ» قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةٍ

۱۳۴۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو کام ایسے ہیں کہ جو مسلمان بھی ان پر پابندی کرے' وہ جنت میں داخل ہو گا۔ یہ دونوں کام بہت آسان ہیں اور ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(وہ دو کام یہ ہیں:) پانچ فرض نمازوں میں سے ہر فرض نماز کے بعد دس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھے۔ دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھے اور دس دفعہ اَللّٰہُ أَکْبَرُ پڑھے۔ اس طرح زبان پر (پڑھنے میں) یہ کل ڈیڑھ سو کلمات ہیں مگر میزان میں (ثواب کے لحاظ سے) ڈیڑھ ہزار ہیں۔'' (کیونکہ ہر نیکی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ دس گنا جزا دیتا ہے۔) میں نے دیکھا' اللہ کے رسول ﷺ ان کلمات کو ہاتھ سے شمار کرتے تھے۔ (دوسرا کام یہ ہے کہ) ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بستر یا چارپائی پر لیٹے تو تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھے' تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھے اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ أَکْبَرُ پڑھے۔ یہ زبان پر (پڑھنے کے لحاظ سے) سو کلمات ہیں اور

١٣٤٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في التسبيح عند النوم، ح:٥٠٦٥، والترمذي، ح:٣٤١٠، وابن ماجه، ح:٩٢٦ من حديث عطاء بن السائب به، وصححه ابن حبان، ح:٢٣٤٣، وهو في الكبرٰى، ح:١٢٧١. * حماد هو ابن زيد، وسمع من عطاء بن السائب قبل اختلاطه.

سَيِّئَةٍ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ لَا يُحْصِيهِمَا؟ فَقَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُولُ: اُذْكُرْ كَذَا، اُذْكُرْ كَذَا، أَوْ يَأْتِيهِ عِنْدَ مَنَامِهِ فَيُنِيمُهُ».

میزان میں (ثواب کے لحاظ سے) ایک ہزار ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو ہر دن رات میں دو ہزار پانچ سو گناہ کرتا ہے؟'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی ان دو کاموں کی پابندی کیسے نہیں کرسکتا؟ آپ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی نماز میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آکر کہتا ہے ''فلاں چیز یاد کر' فلاں چیز یاد کر۔ (اس طرح اس کی توجہ ادھر ادھر ہو جاتی ہے اور وہ نماز کے فوراً بعد اٹھ کر چلا جاتا ہے۔) اسی طرح سوتے وقت بھی شیطان آکر (ادھر ادھر کے خیالات میں پھنسا دیتا ہے اور) اسے سلا دیتا ہے۔ (اسے اس ذکر کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی)۔''

فوائد ومسائل: ① سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے' اس قدر آسان کام جو چند منٹوں میں مکمل ہو جاتا ہے' شیطان کی کوشش سے شاذ ونادر لوگ ہی اس پر عمل کرتے ہیں ﴿وَقَلِيْلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ (سبا ۳۴:۱۳) ② اس حدیث مبارکہ میں ان اذکار کی اور اس امت کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ معمولی سے کام پر کس قدر عظیم ثواب ہے۔ ③ اس میں ان اذکار پر پابندی کرنے' زیادہ سے زیادہ نیکیاں اکٹھی کرنے اور سستی ترک کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہاتھوں کی انگلیوں پر تسبیح شمار کرنا مستحب ہے۔ ⑤ شیطان ہر وقت انسان کو بھلائی کے کاموں سے روکنے میں مصروف عمل ہے' وہ انسان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر کے اس پر اپنے داؤ پیچ لڑاتا ہے۔ جو بھی اس کی پیروی کرلے وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہوگیا۔

(المعجم ٩٢) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ (التحفة ٥٤٥)

باب: ۹۲- تسبیح کی ایک اور تعداد

١٣٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ أَسْبَاطَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

۱۳۵۰- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرض نمازوں کے بعد پڑھے جانے والے کچھ ایسے کلمات ہیں جنھیں پڑھنے

١٣٥٠ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، ح:٥٩٦/١٤٥ من حديث أسباط بن محمد به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٧٢.

أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ: يُسَبِّحُ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَيَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَيُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ».

والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ' تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔''

فائدہ: ''ناکام نہیں ہوتا۔'' یعنی جس طرح بھی پڑھے ثواب ضرور ملتا ہے' خواہ کچھ غفلت بھی ہو جائے۔ یا جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

(المعجم ٩٣) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ (التحفة ٥٤٦)

باب:۹۳- تسبیح کی ایک اور تعداد

١٣٥١- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ حِزَامٍ التِّرْمِذِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: أُمِرُوا أَنْ يُّسَبِّحُوا دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَيَحْمَدُوا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَيُكَبِّرُوا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ فَأُتِيَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي مَنَامِهِ فَقِيلَ لَهُ: أَمَرَكُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُسَبِّحُوا دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدُوا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَتُكَبِّرُوا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَاجْعَلُوهَا خَمْسًا وَّعِشْرِينَ وَاجْعَلُوا فِيهَا التَّهْلِيلَ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى

۱۳۵۱- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا گیا (استحبابا) کہ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ' تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں۔ ایک انصاری صحابی کو خواب آیا۔ اسے کہا گیا: تمھیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہ' تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰہ اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ خواب میں نظر آنے والے شخص نے کہا: تم انھیں پچیس پچیس دفعہ کرلو اور ان میں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا اضافہ کرلو۔ جب صبح ہوئی تو وہ انصاری صحابی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور پورا خواب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: ''ایسے کرلو۔''

١٣٥١- [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [في فضل التسبيح والتحميد ... الخ]، ح: ٣٤١٣ من حديث هشام بن حسان به، وعنعن، وهو في الكبرى، ح: ١٢٧٣، وقال الترمذي: "صحيح"، وصححه ابن خزيمة: ١/ ٣٧٠، ح: ٧٥٢، وابن حبان، ح: ٢٣٤٠، والحاكم: ١/ ٢٥٣، والذهبي، والحديث الآتي شاهد له.

النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «اِجْعَلُوهَا كَذٰلِكَ».

فوائد و مسائل: ① خواب حجت نہیں ہوگا کیونکہ یقین نہیں ہوتا کہ وہ منجانب اللہ ہے یا منجانب شیطان یا اپنے دماغی خیالات' البتہ رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کے بعد خواب حجت ہے کیونکہ اس کا منجانب اللہ ہونا یقینی ہوگیا' لہٰذا اب یہ بھی امر رسول ہی ہے۔ ② لوگوں کا عام عمل تینتیس والی تعداد پر ہے کیونکہ وہ روایات بہت زیادہ مشہور ہیں جب کہ پچیس والی روایات اس قدر معروف نہیں ہیں' البتہ یہ بھی بلاشبہ جائز اور درست ہے۔ اسی طرح کبھی کبھی دس والی روایات پر بھی عمل کر لینا چاہیے۔ ③ جب صحابی کہے: ''ہمیں حکم دیا گیا'' یا ''لوگوں کو حکم دیا گیا'' تو وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ جمہور محدثین اسی کے قائل ہیں۔

۱۳۵۲- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبُوزُرْعَةَ الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا رَأَى فِيمَا يَرَى النَّائِمُ قِيلَ لَهُ: بِأَيِّ شَيْءٍ أَمَرَكُمْ نَبِيُّكُمْ ﷺ؟ قَالَ: أَمَرَنَا أَنْ نُسَبِّحَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَنَحْمَدَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَنُكَبِّرَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِينَ فَتِلْكَ مِائَةٌ قَالَ: سَبِّحُوا خَمْسًا وَّعِشْرِينَ، وَاحْمَدُوا خَمْسًا وَّعِشْرِينَ، وَكَبِّرُوا خَمْسًا وَّعِشْرِينَ، وَهَلِّلُوا خَمْسًا وَّعِشْرِينَ، فَتِلْكَ مِائَةٌ. فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِفْعَلُوا كَمَا قَالَ الْأَنْصَارِيُّ».

۱۳۵۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے خواب میں دیکھا۔ ان سے پوچھا گیا: تمھارے نبی ﷺ نے تمھیں کس چیز کا حکم دیا ہے؟ انھوں نے کہا: آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم (فرض نماز کے بعد) تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰه' تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اور چونتیس دفعہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہیں۔ یہ ایک سو ہو جائیں گے۔ اس نے کہا: تم پچیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰه' پچیس دفعہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ' پچیس دفعہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اور پچیس دفعہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا کرو۔ یہ بھی ایک سو ہو جائیں گے۔ جب صبح ہوئی تو اس صحابی نے یہ خواب نبی ﷺ سے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جیسے یہ انصاری کہتا ہے' اسی طرح کرلو۔''

۱۳۵۲ـ [إسناده حسن] أخرجه أبونعيم الأصبهاني في حلية الأولياء: ۸/ ۲۹۹، ۳۰۰ من حديث أحمد بن عبدالله بن يونس به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲۷٤، والحديث السابق شاهد له.

(المعجم ٩٤) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ (التحفة ٥٤٧)

باب:۹۴- تسبیح کی ایک اور تعداد

۱۳۵۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ كُرَيْبًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهَا وَهِيَ فِي الْمَسْجِدِ تَدْعُو ثُمَّ مَرَّ بِهَا قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالَ لَهَا: «مَا زِلْتِ عَلَى حَالِكِ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: «أَلَا أُعَلِّمُكِ - يَعْنِي - كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهُنَّ: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

۱۳۵۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی زوجۂ محترمہ جویریہ بنت حارث ؓ کے پاس سے گزرے جب کہ وہ اپنی جائے نماز پر بیٹھی ذکر واذکار کر رہی تھیں۔ پھر آپ دوپہر کے قریب دوبارہ ان کے پاس سے گزرے۔ (وہ اس وقت بھی بیٹھی تھیں) آپ نے ان سے فرمایا: ”تم اس وقت سے اسی حالت میں ہو؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”میں تمھیں کچھ کلمات نہ سکھا دوں جنھیں تم پڑھا کرو: [سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ] ”اللہ کی تسبیح ہے اس کی مخلوقات کی تعداد کے برابر۔“ تین دفعہ [سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِه] ”اللہ کی تسبیح ہے اس کی رضامندی کے مطابق۔“ تین دفعہ۔ [سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ] ”اللہ کی تسبیح ہے اس کے عرش کے وزن کے مطابق۔“ تین دفعہ۔ [سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ] ”اللہ کی تسبیح ہے اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر۔“ تین دفعہ۔“

فوائد ومسائل: ① صحیح مسلم کی حدیث میں یہ بھی صراحت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آج جو کچھ تم نے کہا ہے یہ کلمات ان سے وزن کیے جائیں تو وزن میں ان (تمھارے کہے ہوئے) کلمات سے بڑھ جائیں گے۔“ اور وہ کلمات اس طرح مذکور ہیں [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ] (صحيح مسلم، الذكر والدعاء، حديث:۲۷۲۶) ان کلمات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے انتہا تسبیحات کا مستحق ہے اور ان مذکورہ چیزوں کی تعداد اور مقدار و وزن کو کوئی نہیں جانتا۔

۱۳۵۳_ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعند النوم، ح:۲۷۲٦ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن به، وهو في الكبرٰى، ح:۱۲۷٥ .

وہ انتہائی وزنی اور بے انتہا ہیں۔ ② یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض ذکر بعض سے افضل ہوتے ہیں اور ان کا ثواب زیادہ ہوتا ہے کیونکہ سب کلام برابر نہیں ہوتے۔ ③ اس۔ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ کے عہد میں عورتیں بہت زیادہ ذکر اذکار اور عبادت کرتی تھیں۔ ④ نماز فجر سے لے کر دن چڑھنے تک ذکر اذکار کرنا مستحسن امر ہے۔

(المعجم ٩٥) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥٤٨)

باب:۹۵- ایک اور قسم کا ذکر

١٣٥٤ - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَتَّابٌ - هُوَ ابْنُ بَشِيرٍ - عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ الْأَغْنِيَاءَ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَلَهُمْ أَمْوَالٌ يَتَصَدَّقُونَ بِها وَيُعْتِقُونَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ فَقُولُوا: سُبْحَانَ اللهِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَاللهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَشْرًا، فَإِنَّكُمْ تُدْرِكُونَ بِذٰلِكَ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ مَنْ بَعْدَكُمْ».

۱۳۵۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ فقیر صحابہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مالدار لوگ ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں، لیکن ان کے پاس مال ہے جس سے وہ صدقہ کرتے ہیں اور غلام آزاد کرتے ہیں۔ (ہم ان کے درجے کو کیسے پہنچ سکتے ہیں؟) نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز پڑھ چکو تو تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ، تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، تینتیس مرتبہ اَللهُ أَكْبَرُ اور دس دفعہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ پڑھ لیا کرو۔ تم اس عمل کی بدولت اپنے سے آگے بڑھ جانے والے لوگوں کو جا ملو گے اور ان لوگوں سے بہت آگے بڑھ جاؤ گے جو تم سے پیچھے ہیں۔“ (یا جو یہ عمل نہیں کرتے۔)

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ دس دفعہ [لا إله إلا الله] والے الفاظ کے علاوہ باقی روایت کی اصل صحیح ہے کیونکہ مذکورہ روایت اس اضافے کے بغیر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے، نیز اس اضافے کو شیخ البانی ؒ اور شارح سنن النسائی علامہ اتیوبی نے منکر قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت ”دس دفعہ [لا إله إلا الله] کے اضافے کے علاوہ صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبیٰ شرح سنن النسائي:۱۵/۴۲۱-۴۲۴، و ضعیف سنن النسائي، رقم:۱۳۵۳)

١٣٥٤ــ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التسبيح في أدبار الصلاة، ح: ٤١٠ عن علي بن حجر به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٧٦ . * خصيف بن عبدالرحمن ليس بالقوي كما قال النسائي في كتاب الضعفاء والمتروكين: ١٧٧، وأصل الحديث صحيح بدون التعشير والتهليل.

② غنی اور فقرا اگرچہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں مگر مالدار کو اپنا مال خرچ کرنے کا ثواب تو ملے گا جس سے فقیر شخص خرچ نہ کرنے کی وجہ سے محروم رہے گا جیسے لنگڑا اگرچہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے مگر وہ بہت سارے ان مفادات ومنافع سے محروم رہتا ہے جن سے دو ٹانگوں والے بہرہ ور ہوتے ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس اعتبار سے یہ روایت معناً صحیح ہے' البتہ اس روایت میں دس مرتبہ [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] والے الفاظ کا اضافہ منکر ہے۔ ③ بلندیٔ درجات کے لیے نیک اعمال میں مقابلہ کرنا جائز ہے۔ ④ کسی پر اللہ کے انعامات دیکھ کر رشک کرنا اور اس جیسی نعمتوں کی خواہش کرنا درست ہے۔ ⑤ کبھی چھوٹے سے عمل کی بنا پر بہت بڑے عمل کی فضیلت اور ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٩٦) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٥٤٩)

باب:۹۶- ایک اور قسم کا ذکر

١٣٥٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ - يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ - عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَبَّحَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ وَهَلَّلَ مِائَةَ تَهْلِيلَةٍ غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

۱۳۵۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کی نماز کے بعد سو دفعہ سبحان اللہ اور سو دفعہ لا إله إلا الله پڑھے' اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' نیز شارح سنن النسائی نے اس پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ان کے کلام سے یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت صحیح اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن النسائي:١/٤٣٥' رقم:١٣٥٣' و ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:١٥/٤٢٥'٤٢٦) ② یہ رب کریم کا کرم ہے کہ چھوٹے سے کام پر عظیم جزا سے سرفراز فرماتا ہے۔ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ یہ عظیم خوشخبری اس شخص کے لیے ہے جو اس عمل پر ہمیشگی کرتا ہے۔ اور اس پر ہمیشگی خوش بخت مومن ہی کر سکتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْنَا مِنْهُمْ. ③ سمندر کی جھاگ کنایہ ہے بے انتہا سے۔ ہمارے علم کے لحاظ سے سمندر کی جھاگ بے انتہا ہی ہے۔ اسے کثرت بھی کہا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

١٣٥٥ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٧٧. * أبوالزبير عنعن، تقدم، ح: ٥٩٤.

(المعجم ۹۷) - **بَابُ عَقْدِ التَّسْبِيحِ** (التحفة ۵۵۰)

باب:۹۷-تسبیحات کو شمار کرنا

۱۳۵٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ وَالْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ [الذَّارِعُ] - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ.

۱۳۵٦-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تسبیحات شمار کرتے دیکھا۔

فائدہ: مذکورہ احادیث میں معین مقدار میں ذکر کرنے کا حکم ہے، لہٰذا تسبیحات اور دیگر اذکار کو شمار کرنا مشروع عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کا طریقہ بھی منقول ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ تسبیحات شمار کرتے دیکھا۔ (سنن أبي داود' الوتر' حديث: ۱۵۰۲) البتہ جس شخص کے لیے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیحات شمار کرنا واقعی مشکل اور دشوار ہو تو اس کے لیے اس مقصد کی خاطر بایاں ہاتھ یا کوئی دوسرا ذریعہ استعمال کرنا ان شاء اللہ جائز ہوگا۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة ۲:۲۸٦) واللہ أعلم.

(المعجم ۹۸) - **بَابُ تَرْكِ مَسْحِ الْجَبْهَةِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ** (التحفة ۵۵۱)

باب:۹۸-سلام کے بعد ماتھا نہ پونچھنا

۱۳۵۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُجَاوِرُ

۱۳۵۷-حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان المبارک کے درمیان والے دس دنوں میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ پھر جب بیس راتیں گزر جاتیں اور اکیسویں رات آ جاتی تو آپ اور آپ کے ساتھ اعتکاف بیٹھنے والے گھروں کو چلے

۱۳۵٦ـ[صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [في فضل التسبيح والتحميد ... الخ]، ح: ۳٤۱۱ عن محمد بن عبدالأعلى به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۷۸، ورواه شعبة عند الحاكم: ۱/ ۵٤۷ وغيره، وقال الذهبي: "صحيح"، وهو في نيل المقصود، ح: ۱۵۰۲.

۱۳۵۷ـ[صحيح] تقدم، ح: ۱۰۹٦، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۷۹.

فِي الْعَشْرِ الَّذِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ مِنْ حِينَ يَمْضِي عِشْرُونَ لَيْلَةً وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ يَرْجِعُ إِلَى مَسْكَنِهِ وَيَرْجِعُ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ، ثُمَّ أَنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا، فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ بِمَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنِّي كُنْتُ أُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فَأُنْسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ» قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَمُطِرْنَا لَيْلَةَ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلّٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَقَدِ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُبْتَلٌّ مِنْ مَاءٍ وَطِينٍ.

جاتے۔ پھر ایک سال اس رات بھی اعتکاف میں بیٹھے رہے جس رات آپ گھر کو لوٹ جایا کرتے تھے۔ پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو اللہ نے چاہا اس کا انھیں حکم دیا۔ پھر فرمایا: ”میں درمیان والے دس دنوں کا اعتکاف بیٹھا کرتا تھا۔ اب مجھے خیال آیا ہے کہ میں آخری دس دنوں کا بھی اعتکاف بیٹھوں، اس لیے جو شخص میرے ساتھ اعتکاف بیٹھا ہے وہ اپنی اعتکاف گاہ میں بیٹھا رہے۔ تحقیق میں نے لیلۃ القدر خواب میں دیکھی تھی مگر مجھے وہ بھلوادی گئی، لہٰذا اس رات کو آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔“ حضرت ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ اکیسویں رات ہی ہم پر بارش بری۔ رسول اللہ ﷺ کی سجدہ گاہ میں مسجد ٹپکنے لگی۔ میں نے دیکھا کہ جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف مڑے تو آپ کا چہرہ (یعنی ماتھا اور ناک کا کنارہ) کیچڑ سے تر تھا۔

فوائد ومسائل: ① خواب میں نبی ﷺ کو لیلۃ القدر معین رات میں بتلائی گئی تھی مگر دوسری روایات کے مطابق بعض لوگوں کے جھگڑے کی وجہ سے آپ کے ذہن سے نکل گئی۔ آپ کو صرف نشانی یاد رہ گئی کہ میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں، لیکن یہ یاد رہے کہ یہ نشانی صرف اس سال کے لیے تھی، نہ کہ ہمیشہ کے لیے کیونکہ آپ نے بعض دوسرے مواقع پر اور نشانیاں بھی بتائی ہیں، نیز یہ رات ہر سال بدلتی رہتی ہے مگر آخری عشرے کی طاق راتوں ہی میں۔ ② نماز سے فارغ ہونے کے بعد ماتھا وغیرہ پونچھ لینا چاہیے تاکہ سجدے میں اگر کوئی تنکا یا مٹی لگی ہو تو صاف ہو جائے۔ اس طرح ریاکاری کا خطرہ نہیں رہے گا۔ مندرجہ بالا روایات میں تو ابھی آپ نے سلام پھیرا ہی تھا۔

(المعجم ٩٩) - بَابُ قُعُودِ الْإِمَامِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ٥٥٢)

باب:۹۹-سلام کے بعد امام کا مصلے پر بیٹھے رہنا

۱۳۵۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

۱۳۵۸- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ چکتے تو سورج طلوع ہونے تک اپنی نماز والی جگہ میں بیٹھے رہتے۔

۱۳۵۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ كُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ فِي مُصَلَّاهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَيَتَحَدَّثُ أَصْحَابُهُ يَذْكُرُونَ حَدِيثَ الْجَاهِلِيَّةِ وَيُنْشِدُونَ الشِّعْرَ وَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ.

۱۳۵۹- حضرت سماک بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو سورج طلوع ہونے تک اپنی نماز والی جگہ میں بیٹھے رہتے۔ آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے سامنے باتیں کرتے رہتے۔ کبھی جاہلیت کی باتیں ذکر کرتے، کبھی شعر پڑھتے اور ہنستے۔ اللہ کے رسول ﷺ مسکراتے رہتے۔

فائدہ: نماز کے بعد مسنون ذکر اذکار کے لیے بیٹھنا تو متفق علیہ چیز ہے۔ امام کو دوسروں کی نسبت زیادہ پابندی کرنی چاہیے۔ ذکر اذکار کے علاوہ جن نمازوں کے بعد مؤکدہ سنتیں نہیں، مثلاً: فجر اور عصر تو مناسب ہے کہ امام بیٹھا رہے تاکہ لوگ اپنے مسائل پیش کریں۔ اس طرح عوام الناس سے امام کا رابطہ قائم ہوگا۔ معلومات عامہ سے واقفیت رہے گی۔ لوگوں کے ساتھ خوش طبعی کے ساتھ میل جول رکھنا بھی نیکی ہے۔ فرض نماز کے بعد ذکر اذکار مؤکدہ سنتوں سے پہلے پڑھنے چاہئیں۔ عام احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ باقی رہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث کہ آپ سلام کے بعد صرف [اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ...... الخ] والی دعا پڑھنے کے برابر ہی بیٹھتے تھے تو اس سے مراد قبلہ رخ بیٹھنا ہے نہ کہ مطلقاً، یعنی اتنی دیر آپ قبلہ رخ بیٹھتے، پھر مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ صحابہ آپ کے پاس ایسے شعر ہی پڑھتے ہوں گے جو شاعرانہ یاوہ گوئی سے پاک ہوں گے۔ اچھے

۱۳۵۸- أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح وفضل المساجد، ح: ۲۸۷/۶۷۰ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲۸۰.

۱۳۵۹- أخرجه مسلم، ح: ۶۷۰ من حديث زهير به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۲۸۱.

اشعار تھوڑی مقدار میں با قاعدہ مجلس قائم کیے بغیر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں' البتہ مساجد میں با قاعدہ شعر گوئی کی مجالس منعقد کرنا درست نہیں۔ شعروں سے زیادہ دلچسپی قرآن مجید سے دور کرتی ہے۔

(المعجم ١٠٠) - بَابُ الْإِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٥٣)

باب: ۱۰۰- نماز کے بعد کس طرف سے اٹھ کر جائے؟

١٣٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَيْفَ أَنْصَرِفُ إِذَا صَلَّيْتُ عَنْ يَمِينِي أَوْ عَنْ يَسَارِي؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ.

۱۳۶۰- حضرت سدی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب میں نماز سے فارغ ہو جاؤں تو کیسے اٹھوں؟ دائیں جانب سے یا بائیں جانب سے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو عمومی طور پر دائیں جانب مڑ کر اٹھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: باب کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ فراغت کے بعد گھر جاتے وقت کس طرف سے مڑنا چاہیے' دائیں سے یا بائیں سے؟ ظاہر ہے جس طرف کو حاجت ہو اٹھ کر جا سکتا ہے مگر دائیں جانب کو ترجیح دینا اچھی بات ہے۔ پھر جس طرف جی چاہے چلا جائے' البتہ دائیں جانب کو لازم نہ سمجھے۔ رسول اکرم ﷺ نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھتے تھے۔ اس طرح آپ کا گھر دائیں جانب بن جاتا تھا تو آپ عموماً دائیں جانب کو ہی اٹھ کر تشریف لے جاتے تھے۔ کبھی گھر نہ جانا ہوتا تو دوسری جانب بھی اٹھتے تھے۔ اگر آپ قبلہ رخ بیٹھے ہوتے تو آپ کا گھر بائیں جانب تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دائیں جانب سے اٹھنے کو لازم قرار دینا برا سمجھا ہے۔ باب کا مقصود یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف کس جانب سے مڑے؟ دونوں طرف سے مڑ سکتا ہے مگر دائیں جانب افضل ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ ہر کام میں دائیں جانب کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قصداً دائیں جانب کھڑے ہوتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا رخ انور پہلے ہماری طرف ہوگا۔ واللہ أعلم.

١٣٦١- أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۳۶۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ پر شیطان کا حصہ نہ

١٣٦٠ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال، ح:٧٠٨ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح:١٢٨٢.

١٣٦١ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال، ح:٨٥٢، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال، ح:٧٠٧ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح:١٢٨٣.

الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ مِنْ نَفْسِهِ جُزْءًا يَرٰى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَّمِينِهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَكْثَرَ انْصِرَافِهِ عَنْ يَّسَارِهِ.

رکھے کہ وہ اپنے آپ پر ضروری قرار دے کہ صرف دائیں جانب ہی سے مڑے گا۔ بلاشبہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو اکثر بائیں جانب سے مڑتے دیکھا ہے۔

فائدہ: ''اپنے آپ پر شیطان کا حصہ نہ رکھے۔'' یعنی غیر واجب کو خود ہی واجب کر لینا شریعت میں مداخلت ہے' شیطان کی پیروی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کی مخالفت ہے۔ گویا دائیں جانب سے مڑنے کو ضروری سمجھنا درست نہیں۔ ہاں! اگر کوئی دونوں جانب سے مڑنے کو جائز سمجھ کر دائیں جانب کو ترجیح دے تو کوئی حرج نہیں۔

١٣٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ، أَنَّ مَكْحُولًا حَدَّثَهُ، أَنَّ مَسْرُوقَ بْنَ الْأَجْدَعِ حَدَّثَهُ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَيُصَلِّي حَافِيًا وَمُنْتَعِلًا وَيَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ.

۱۳۶۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر بھی پانی پی لیتے تھے اور بیٹھ کر بھی۔ ننگے پاؤں بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور جوتے پہن کر بھی اور نمازیوں کی طرف دائیں طرف سے بھی مڑ جاتے تھے اور بائیں طرف سے بھی۔

فائدہ: بلاوجہ تشدد درست نہیں۔ جب دونوں طرف دلائل ہوں تو بجائے جھگڑنے اور بات کو طول دینے کے وجہ ترجیح ڈھونڈنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بلاوجہ کسی ایک بات پر جم جانا مناسب نہیں۔ اسی طرح وہ مسائل جو صحابۂ کرام ؓ کے دور میں مختلف فیہ رہے اور ان پر اتفاق نہ ہو سکا' ان میں دونوں صورتوں کے جواز کا فتویٰ دیا جائے بشرطیکہ معاملہ جواز واستحباب کا ہو' ورنہ بصورت تعارض جواز واباحت پر حرمت وممانعت کو مقدم کرنا ہی محتاط راستہ ہے' البتہ جو مسئلہ صحابۂ کرام ؓ میں متفق علیہ ہو' اسے مضبوطی سے پکڑا جائے کیونکہ صحابۂ کرام ؓ غلطی پر متفق نہیں ہو سکتے تھے۔

(المعجم ١٠١) - بَابُ الْوَقْتِ الَّذِي يَنْصَرِفُ فِيهِ النِّسَاءُ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٥٤)

باب:۱۰۱- عورتیں نماز سے فارغ ہو کر کس وقت گھر واپس جائیں؟

١٣٦٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٨٧ من طريق آخر عن مكحول به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٨٤، وللحديث شواهد كثيرة.

١٣٦٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النِّسَاءُ يُصَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْفَجْرَ، فَكَانَ إِذَا سَلَّمَ انْصَرَفْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ فَلَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ.

١٣٦٣- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھتی تھیں۔ جب آپ سلام پھیرتے تو وہ فوراً اٹھ کر چلی جاتیں۔ انھوں نے بڑی چادریں لپیٹی ہوتی تھیں اور اندھیرے کی وجہ سے انھیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔

فائدہ: عورتوں کو سلام پھیرتے ہی اٹھ جانا چاہیے۔ مرد بیٹھے رہیں۔ مردوں کو ذکر اذکار اور سنن مؤکدہ کی ادائیگی کے بعد گھر جانا چاہیے تاکہ عورتیں ان سے پہلے گھروں میں پہنچ جائیں اور اختلاط نہ ہو۔ چادر میں لپٹی ہونے کے باوجود عورت کی چال ڈھال سے اسے پہچانا جا سکتا ہے مگر اندھیرے میں یہ چیز بھی ممکن نہ ہوتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی نماز سے فراغت غَلَس (اندھیرے) ہی میں ہو جاتی تھی۔

(المعجم ١٠٢) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ بِالْانْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٥٥٥)

باب: ١٠٢- سلام پھیرنے میں امام سے پہل کرنے کی ممانعت

١٣٦٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تُبَادِرُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْانْصِرَافِ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ أَمَامِي وَمِنْ

١٣٦٤- حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”میں تمھارا امام ہوں، لہٰذا رکوع، سجدے، اٹھنے اور سلام پھیرنے میں مجھ سے جلدی نہ کیا کرو۔ میں تمھیں ہر حال میں دیکھتا ہوں، تم آگے ہو یا پیچھے۔“ پھر فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم وہ چیزیں دیکھ لو

١٣٦٣- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر، ح:٥٧٨، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح:٦٤٥/ ٢٣٠ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح:١٢٨٥.

١٣٦٤- أخرجه مسلم، الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما، ح:٤٢٦ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرى، ح:١٢٨٦.

خَلْفِي» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا» قُلْنَا: مَا رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ».

جو میں دیکھ چکا ہوں تو تم بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ روؤ۔'' ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے جنت اور دوزخ دیکھی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بعض نے ''انصراف'' کے معنی سلام کے بعد ''اٹھ کر جانا'' مراد لیے ہیں لیکن یہ معنی مراد لینا بعید ہیں کیونکہ سیاق کلام تقاضا کرتا ہے کہ اس سے مراد نماز میں سلام پھیرنا ہی ہے کیونکہ آپ نے رکوع' سجود اور قیام کا ذکر فرمایا' سلام کا ذکر نہیں کیا تو یہاں انصراف سے سلام ہی مراد ہے۔ اسی طرح آپ کا یہ فرمان کہ ''میں تمھیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔'' بھی دلالت کرتا ہے کہ جس جلدی سے منع کیا گیا ہے وہ نماز سے سلام پھیرنے میں جلدی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے بھی اس سے ''سلام'' ہی مراد لیا ہے۔ دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووي' الصلاة' باب تحريم سبق الإمام...... حدیث:۴۲۶) ② نماز میں امام سے جلدی کرنے کے متعلق دیکھیے' حدیث:۹۲۲ کا فائدہ۔ ③ نبی اکرم ﷺ کا نماز میں پیچھے دیکھنا آپ کا معجزہ تھا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۸۱۴ کا فائدہ:۲)

(المعجم ۱۰۳) - بَابُ [ثَوَابِ] مَنْ صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ (التحفة ٥٥٦)

باب:۱۰۳- اس شخص کا ثواب جو امام کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کے اٹھنے تک ساتھ ہی رہے

١٣٦٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَقِيَ

۱۳۶۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ نبی ﷺ نے ہمیں رات کو (تراویح کی) نماز نہیں پڑھائی حتی کہ ماہ مقدس کے سات دن باقی رہ گئے تو آپ نے (تیئیسویں رات کو) ہمیں (تراویح کی) نماز پڑھائی حتی کہ رات کا تقریباً تیسرا حصہ گزر گیا۔ پھر

١٣٦٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في قيام شهر رمضان، ح: ١٣٧٥، والترمذي، الصوم، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، ح: ٨٠٦، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، ح: ١٣٢٧ من حديث داود به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٨٧، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٠٦، وابن حبان، ح: ٩١٩.

سَبْعٌ مِنَ الشَّهْرِ، فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ نَحْوٌ مِنْ ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ كَانَتْ سَادِسَةٌ فَلَمْ يَقُمْ فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوْ نَفَلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ» قَالَ: ثُمَّ كَانَتِ الرَّابِعَةُ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا بَقِيَ ثُلُثٌ مِنَ الشَّهْرِ أَرْسَلَ إِلٰى بَنَاتِهِ وَنِسَائِهِ وَحَشَدَ النَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا أَنْ يَّفُوتَنَا الْفَلَاحُ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ، قَالَ دَاوُدُ: قُلْتُ: مَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: اَلسَّحُورُ.

چوبیسویں رات ہوئی تو ہمیں نماز نہیں پڑھائی۔ جب پچیسویں رات ہوئی تو پھر ہمیں نماز پڑھائی حتی کہ تقریباً نصف رات گزر گئی۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ساری رات ہمیں نفل نماز پڑھاتے رہتے تو کیا ہی خوب ہوتا۔ آپ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھے اور امام کے واپس جانے تک ساتھ رہے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام شمار کیا جاتا ہے۔“ پھر چھبیسویں رات ہوئی تو آپ نے ہمیں نفل نماز نہ پڑھائی۔ جب ماہ مقدس کے تین دن باقی رہ گئے (یعنی ستائیسویں رات کو) تو آپ نے اپنی بیٹیوں اور بیویوں کو بھی بلا بھیجا اور بہت لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے ہمیں نفل نماز پڑھائی حتی کہ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ ”فلاح“ رہ جائے گی۔ پھر اس کے بعد اس ماہ مقدس کی کسی رات کو ہمیں نفل نماز (تراویح) نہیں پڑھائی۔

(راویٔ حدیث) داود (بن ابو ہند) نے کہا: میں نے (اپنے استاد ولید سے) پوچھا: ”فلاح“ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: سحری ہے۔

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ کا بعد کی راتوں میں تراویح نہ پڑھانا فرضیت کے ڈر سے تھا جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے۔ آپ کی وفات کے بعد یہ ڈر نہ رہا' لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مستقل جماعت شروع کرا دی جس پر آج تک امت متفق ہے۔ سو اب بھی سنت ہے۔ خصوصاً جب کہ قراء اور حفاظ کی کثرت نہیں رہی اور لمبی نماز کا شوق بھی عنقا ہے۔ ② عہد رسالت اور عہد صحابہ و تابعین میں رات کے قیام' یعنی تہجد کو قیام اللیل یا تہجد کہا جاتا تھا' اس حدیث میں بھی اس کے لیے قیام ہی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ بعد میں رمضان کے قیام کو ”تراویح“ کہا جانے لگا جو ترویحہ کی جمع ہے' تاہم تہجد' قیام اللیل اور تراویح ایک ہی نماز (تہجد) کا نام ہے' البتہ رمضان کے قیام کے لیے تراویح کا لفظ معروف ہو گیا ہے' علاوہ ازیں عوام کی سہولت کے پیش نظر اسے عشاء کی نماز کے فوراً بعد پڑھ لیا جاتا ہے کیونکہ تہجد کے وقت کا آغاز نماز عشاء کے بعد شروع ہو جاتا اور طلوع فجر تک رہتا ہے۔ گو اس کا عام دنوں میں افضل وقت ثلث لیل کا آخری پہر ہی ہے' تاہم اسے رمضان المبارک میں اول وقت میں

باجماعت پڑھنا افضل ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں قیام کا خاص اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ لیلۃ القدر انھی میں سے ایک رات ہوتی ہے۔

(المعجم ١٠٤) - بَابُ الرُّخْصَةِ لِلْإِمَامِ فِي تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ (التحفة ٥٥٧)

باب:۱۰۴-امام کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کی رخصت

١٣٦٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ النَّوْفَلِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَصْرَ بِالْمَدِينَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ سَرِيعًا حَتَّى تَعَجَّبَ النَّاسُ لِسُرْعَتِهِ، فَتَبِعَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَدَخَلَ عَلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: «إِنِّي ذَكَرْتُ وَأَنَا فِي الْعَصْرِ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ كَانَ عِنْدَنَا، فَكَرِهْتُ أَنْ يَبِيتَ عِنْدَنَا فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ».

۱۳۶۶- حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ایک دفعہ مدینہ منورہ میں نبی ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی آپ جلدی سے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے گھر چلے گئے حتی کہ لوگوں نے آپ کی جلدی پر تعجب کیا۔ کچھ صحابہ آپ کے پیچھے گئے۔ آپ اپنی کسی بیوی کے گھر داخل ہوئے، پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا: ”مجھے عصر کی نماز کے دوران میں یاد آیا کہ کچھ سونا ہمارے گھر پڑا ہے۔ میں نے پسند نہ کیا کہ وہ رات کو ہمارے گھر رہے اس لیے میں نے وہ تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① اللہ! اللہ! نبی ﷺ کی بے نفسی کہ اللہ کے مال کو ایک رات کے لیے بھی اپنے گھر رکھنے کو تیار نہیں۔ ﷺ۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ. ② معلوم ہوا کہ نماز کے اندر اتفاقاً کسی خیال کا آ جانا نماز کو ختم نہیں کرتا۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی عادت مبارکہ نماز کے بعد کچھ دیر بیٹھنے ہی کی تھی ورنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو تعجب نہ ہوتا، نیز کسی عذر کی بنا پر ایسے کر سکتے ہیں، اسے عادت نہیں بنانا چاہیے۔ ④ امام جب کوئی خلاف معمول کام کرے تو اسے اپنے ساتھیوں کے سامنے اس کی وضاحت کر دینی چاہیے تاکہ ان کے دلوں میں شکوک و شبہات جنم نہ لیں۔

١٣٦٦ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من صلى بالناس فذكر حاجةً فتخطاهم، ح: ٨٥١ من حديث عمر بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٨٨.

(المعجم ١٠٥) - **بَابٌ: إِذَا قِيلَ لِلرَّجُلِ هَلْ صَلَّيْتَ هَلْ يَقُولُ لَا؟** (التحفة ٥٥٨)

باب:۱۰۵-جب کسی آدمی سے پوچھا جائے: تو نے نماز پڑھ لی؟ تو کیا وہ کہہ سکتا ہے: نہیں؟

١٣٦٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ هِشَامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «فَوَاللّٰهِ! مَا صَلَّيْتُهَا» فَنَزَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

۱۳۶۷-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ جنگ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد کفار قریش کو برا بھلا کہنے لگے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو بڑی مشکل سے عین غروب شمس کے قریب نماز عصر پڑھ سکا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں نے تو ابھی تک نماز نہیں پڑھی۔“ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادئ بطحان میں گئے۔ آپ نے بھی وضو کیا اور ہم نے بھی۔ پھر غروب شمس کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھی، پھر مغرب کی۔

فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد دراصل کچھ فقہاء کے اس خیال کی تردید ہے کہ اگر نماز نہ پڑھی ہو تو یوں نہ کہے: ”میں نے نماز نہیں پڑھی۔“ بلکہ یوں کہے: ”ابھی پڑھنی ہے۔“ کیونکہ پہلے جملے میں کچھ بے نیازی سی جھلکتی ہے جب کہ دوسرے جملے میں اپنی کوتاہی کا اعتراف اور تلافی کا عزم ہے۔ امام صاحب کا خیال ہے کہ اس طرح بھی کہہ سکتا ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے۔ ② فوت شدہ نمازوں کی جماعت کرانا مشروع ہے، نیز اگر فوت شدہ نمازیں ایک سے زیادہ ہوں تو انھیں ترتیب کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ واللہ أعلم.

١٣٦٧- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب من صلى بالناس جماعةً بعد ذهاب الوقت، ح: ٥٩٦، ومسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلاة الوسطى هي صلاة العصر، ح: ٦٣١ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٨٩.

جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

امتِ محمدیہ تمام امتوں سے افضل امت ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعام و اکرام ہیں۔ یہ انعامات ربانیہ کا خصوصی محور ہے۔ جمعۃ المبارک کا دن بھی انھی انعامات جلیلہ میں سے ایک ہے۔ جس طرح تمام مہینوں میں سے رمضان المبارک' تمام دنوں میں سے یوم عرفہ اور یوم نحر' تمام راتوں میں سے لیلۃ القدر اور تمام اوقات میں سے رات کا آخری حصہ افضل ہے اور ان میں اللہ رب العزت کی خصوصی رحمت اور برکت بندوں پر نازل ہوتی ہے' اسی طرح ہفتے کے دنوں میں سے جمعۃ المبارک کا دن افضل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات اور لطف و کرم کا دن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے بڑے اہم واقعات رونما ہوئے اور ہونے والے ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَ فِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ] ''سب سے اچھا دن جس میں سورج طلوع ہوا ہے' جمعے کا دن ہے' اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی' اسی دن انھیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن وہ جنت سے نکالے گئے اور قیامت بھی جمعے کے دن ہی آئے گی۔'' (صحیح مسلم' الجمعۃ' حدیث: (۱۸-۸۵۴))

سابقہ امتوں (یہود و نصاریٰ) کو بھی اس کا اختیار دیا گیا لیکن انھوں نے اس کی بجائے ہفتے اور اتوار کا

دن منتخب کیا۔ یہ سعادت اس آخری امت کے حصے میں آئی کہ اللہ رب العزت کی توفیق سے اس نے جمعۃ المبارک کے دن کا انتخاب کیا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی فرض ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو اجتماعی طور پر ادا کی جاتی ہے۔ یہ اپنی مخصوص نوعیت اور امتیازی شان کی وجہ سے اس امت کا شعار ہے۔

ذیل میں جمعہ سے متعلق ضروری احکام اختصاراً ایک ہی جگہ ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ استفادے میں آسانی رہے۔

* لغوی معنی: یہ جَمْعٌ سے مشتق ہے۔ اجتماع کے معنی میں ہے۔ اس کی جمع جُمَعٌ اور جُمُعَاتٌ آتی ہے۔

* اصطلاحی معنی: نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے ایک جگہ جمع ہونا۔

* وجہ تسمیہ: اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ راجح ترین قول کے مطابق اس کا نام ''جمعہ'' اس لیے رکھا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے اجزاء اس دن جمع کیے گئے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اسی قول کو اصح الاقوال قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۲/۳۵۳)

ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام ''جمعہ'' اس لیے رکھا گیا ہے کہ لوگ اس دن میں نماز (جمعہ) کی ادائیگی کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم (۶/۱۸۶) میں یہی وجہ نقل کی ہے۔

* جمعے کے دن کی فضیلت: ۞ صحیح مسلم کی حدیث: (۸۵۴) جو پیچھے گزر چکی ہے' اس کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

۞ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی ٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [اَلْيَوْمُ الْمَوْعُودُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، وَالْيَوْمُ الْمَشْهُودُ يَوْمُ عَرَفَةَ، وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ] ''(اللہ رب العزت کے فرمان میں) یوم موعود سے مراد قیامت کا دن' مشہود سے مراد عرفے کا دن اور شاہد سے مراد جمعے کا دن ہے۔'' (جامع الترمذي' تفسير القرآن' حديث: ۳۳۳۹) اس حدیث سے بھی جمعے کے دن کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے جمعے کے دن کی قسم کھائی۔

۞ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ٔ اکرم ﷺ نے جمعے کے دن دوران وعظ فرمایا: ''اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر ٹھیک اس گھڑی میں بندۂ مسلم کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی

چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور عطا کرتا ہے۔'' اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ وہ گھڑی تھوڑی سی ہے۔ (صحیح البخاري' الجمعة' حدیث:۹۳۵' و صحیح مسلم' الجمعة' حدیث:۸۵۲)

یہ گھڑی کون سی ہے؟ اس کے متعلق حافظ ابن حجر ؒ نے تینتالیس اقوال نقل کیے ہیں۔ صحیح ترین مندرجہ ذیل دو قول ہیں: ① یہ گھڑی امام کے منبر پر جلوہ افروز ہونے سے لے کر نماز کے اختتام تک ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: [هِيَ مَابَيْنَ أَن يَّجْلِسَ الْإِمَامُ إِلٰى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ] (صحیح مسلم' الجمعة' حدیث: ۸۵۳) ② یہ گھڑی عصر کے بعد ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اسے عصر کے بعد دن کی آخری ساعت میں تلاش کرو۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حدیث:۱۰۴۸' و سنن النسائي' الجمعة' حدیث:۱۳۹۰)

امام ابن قیم ؒ زاد المعاد میں فرماتے ہیں: یہ قول حضرت عبداللہ بن سلام' حضرت ابوہریرہ اور جمہور صحابہ وتابعین کا ہے۔ انھوں نے اس قول کو راجح قرار دیا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اگرچہ قبولیت کی خاص گھڑی عصر کے بعد ہے لیکن مسلمانوں کے اجتماع' ان کے تضرع اور گریہ زاری کی' قبولیت دعا میں اپنی تاثیر ہوتی ہے' اس لیے میرے نزدیک دونوں گھڑیاں ہی قبولیت کی ہیں۔ نبی ﷺ نے دونوں گھڑیوں میں دعا کی ترغیب دی ہے۔ اس طرح دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (زاد المعاد:۱/ ۳۸۹-۳۹۶)

۞ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غسل کر کے جمعے کے لیے آئے' پھر نماز پڑھے جتنی اس کے مقدر میں ہو' پھر خاموشی سے بیٹھا رہے یہاں تک کہ امام خطبۂ جمعہ سے فارغ ہو جائے' پھر امام کے ساتھ فرض نماز ادا کرے تو اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں بلکہ مزید تین دنوں کے بھی۔'' (صحیح مسلم' الجمعة' حدیث:۸۵۷)

۞ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (اپنے سر یا کپڑوں کو) اچھی طرح دھویا اور غسل کیا اور اول وقت مسجد میں گیا اور خطبے کو شروع سے سنا اور امام

کے قریب بیٹھا اور کوئی فضول کام نہ کیا تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے صیام وقیام کا ثواب ملے گا۔'' (جامع الترمذي، الجمعة، حديث:۴۹۶، وسنن النسائي، الجمعة، حديث:۱۳۸۲، وصحيح الترغيب والترهيب للألباني:۶۹۳)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے جمعۃ المبارک کے دن غسل جنابت کی طرح (اچھی طرح) غسل کیا، پھر پہلے وقت میں (جمعے کے لیے) چل پڑا تو یوں سمجھو کہ اس نے اونٹ صدقہ کیا اور جو شخص دوسری گھڑی میں چلا، گویا اس نے گائے صدقہ کی اور جو تیسری گھڑی میں چلا، گویا اس نے مینڈھا صدقہ کیا۔ اور جو آدمی چوتھی گھڑی میں چلا، گویا اس نے مرغی صدقہ کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا، گویا اس نے انڈہ صدقہ کیا۔ پھر جب امام (خطبے کے لیے) نکلتا ہے تو (خصوصی درجات لکھنے والے) فرشتے بھی مسجد میں آکر وعظ سننے لگتے ہیں۔'' (صحيح البخاري، الجمعة، حديث:۸۸۱، وصحيح مسلم، الجمعة، حديث:۸۵۰)

❁ **فرضیت:** نماز جمعہ فرض عین ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (الجمعة ۹:۶۲) ''اے ایمان والو! جب جمعے کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو سب اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمھارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔'' اس میں ﴿فَاسْعَوْا﴾ امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کر رہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بَابُ فَرْضِ الْجُمُعَةِ کے تحت اس آیت سے فرضیت جمعہ کا استدلال کیا ہے۔

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ......] ''جمعہ باجماعت ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے......'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۱۰۶۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم (زمانے کے لحاظ سے) سب سے پیچھے ہیں (مگر مرتبے کے لحاظ سے) سب سے آگے ہیں۔ علاوہ اس بات کے کہ ان (یہود ونصاریٰ) کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی۔ اور یہ دن اللہ نے ان پر بھی فرض کیا تھا مگر انھوں نے اس میں

اختلاف کیا (یہود نے ہفتے کا اور نصاریٰ نے اتوار کا دن اختیار کیا) اللہ تعالیٰ نے اس (جمعے کے) دن کے لیے ہماری رہنمائی فرمائی۔ اب وہ لوگ (عبادت والے دن کے لحاظ سے) ہم سے پیچھے ہیں۔ یہودی ہم سے اگلے دن اور عیسائی اس سے اگلے دن (خصوصی عبادت کرتے ہیں)۔'' (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٨٧٦)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اس کے وجوب پر امت مسلمہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ دیکھیے: (المغني: ١٤٣/٢)

۞ ترک جمعہ پر وعید: جس کام کی فضیلت بہت زیادہ ہو اس کے ترک پر وعید بھی بہت سخت ہوتی ہے۔ یہی معاملہ نماز جمعہ کا بھی ہے۔ زبان نبوت سے اس کے تارکین کے لیے سخت وعید صادر ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''لوگ جمعے چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہریں لگا دے گا اور وہ یقینی طور پر غافلین میں سے ہو جائیں گے۔'' (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٦٥)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوتَهُمْ] ''میں نے ارادہ کیا کہ ایک آدمی کو حکم دوں' وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں پر ان کے گھروں کو جلا دوں جو جمعے کی نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔'' (صحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٥٢)

حضرت ابوجعد ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ] ''جو شخص غفلت اور سستی سے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:١٠٥٢' وسنن النسائي' الجمعة' حديث:١٣٧٠)

۞ نماز جمعہ کا آغاز: جمہور کے نزدیک نماز جمعہ ہجرت کے بعد فرض ہوئی۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلا جمعہ ہجرت سے قبل پڑھایا گیا جو صحابیٔ رسول حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلے پر ''حرۂ بنی بیاضہ'' میں پڑھایا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' حديث:١٠٨٢) اس سے ثابت ہوا کہ اگرچہ اس کی باقاعدہ فرضیت ہجرت کے بعد ہوئی لیکن یہ ہجرت سے قبل مشروع ہو چکا تھا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبیٔ اکرم ﷺ کی رہنمائی یا اپنے اجتہاد سے اس کا اہتمام

فرمایا کرتے تھے۔ بعدازاں ہجرت کے دور ہی میں اسے فرض قرار دے دیا گیا..... مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ٢/٣٥٥، ٣٥٦)

✿ فرضیت جمعہ کی شرائط: فرضیت جمعہ کی پانچ شرائط ہیں: ① آزادی۔ ② بلوغت۔ ③ ذکوریت (مرد ہونا۔) ④ اقامت۔ ⑤ ادائیگی پر قدرت۔ غلام، بچے، عورت، مسافر اور معذور پر جمعہ فرض نہیں۔ عذر میں بیماری، شدید بڑھاپا، دشمن کا خوف، شدید بارش اور جسم یا منہ سے بو کا آنا وغیرہ ہے۔ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ لازماً فرض ہے، سوائے چار قسم کے لوگوں، یعنی غلام، عورت، بچے اور مریض کے۔'' (سنن أبي داود، الصلاة، حديث: ١٠٦٧) مسافر پر بھی جمعہ فرض نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے دوران حج جمعہ ادا نہیں کیا۔

جمعے کے دن کرنے والے کام

✿ نماز فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر کی قراءت: جمعے کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری میں سورۂ دہر پڑھنا مسنون ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جمعے کے دن فجر کی نماز میں ﴿الٓمّٓ تَنۡزِيۡلُ﴾ اور ﴿هَلۡ اَتٰى عَلَى الۡاِنۡسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ (صحيح البخاري، الجمعة، حديث: ٨٩١، و صحيح مسلم، الجمعة، حديث: ٨٨٠)

✿ سورۂ کہف کی تلاوت کرنا: جمعے کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرنا مستحب ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ مَنۡ قَرَأَ سُورَةَ الۡكَهۡفِ يَوۡمَ الۡجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيۡنَ الۡجُمُعَتَيۡنِ] ''جس نے جمعے کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کی، اس کے لیے اگلے جمعے تک کا وقفہ نور سے روشن ہو جاتا ہے۔'' (المستدرك للحاكم: ٢/٣٦٨)

✿ کثرت سے درود پڑھنا: جمعے کے دن نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا مستحب ہے۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق تمھارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن بے ہوشی ہوگی۔ اس دن تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، یقیناً تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا

ہے۔"(سنن أبي داود' الصلاة' حديث:١٠٤٧' و سنن النسائي' الجمعة' حديث:١٣٧٥)

جمعۃ المبارک کے سنن وآداب

❁ مسواک کرنا: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعے کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر ضروری ہے' اسی طرح مسواک کرنا بھی اور جو خوشبو اسے مل سکے لگائے' خواہ وہ خوشبو عورت (اس کی بیوی) کی ہو۔"(صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٨٨٠' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:(٧)-٨٤٦)

❁ غسل کرنا: جمعۃ المبارک کے دن غسل واجب ہے۔ اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔" (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٨٧٩' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٤٦)

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی جمعے کے لیے آئے تو وہ غسل کرے۔"(صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٨٧٧' وصحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٤٤)

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام' مع حاشية: العدة' حديث:١٣١)

جمہور اسے مستحب کہتے ہیں۔ ان کے منجملہ دلائل میں سے مضبوط ترین دلیل یہ ہے:

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: "جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔"(سنن أبي داود' الطهارة' حديث:٣٥٤' و سنن النسائي' الجمعة' حديث:١٣٨١) ان کے بقول یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ غسل جمعہ کا حکم استحبابی ہے' نیز پہلی حدیث میں وجوب سے مراد تاکید ہے' وجوب نہیں۔ جمہور علمائے کرام کا مذکورہ حدیث سے استدلال محل نظر ہے' کیونکہ (وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ) "جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔" کے الفاظ وجوب کے منافی نہیں، کسی چیز کی افضلیت سے اس کے وجوب کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ حدیث کے معنی جیسا کہ بیان ہوا' یہ ہیں: "جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کام کیا اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔"

اس میں کوئی شک نہیں' یہ دونوں عمل ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ نے پہلے وضو کے بارے میں فرمایا کہ وہ اچھا اور بہتر کام ہے' کیا ان الفاظ سے وضو کی عدم فرضیت کی دلیل نہیں لی جا سکتی ہے؟ جیسے اس کی فرضیت بلکہ شرطیت دیگر دلائل سے اخذ کی گئی ہے' یہی معاملہ غسل کا ہے۔ دوسرے' اہل کتاب کے بارے میں کہا گیا ہے: ﴿وَلَوْ آمَنَ اَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ﴾ ''اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔'' کیا اہل کتاب ایمان لانے کے پابند اور مکلف نہ تھے' یا صرف ان کے لیے قبول اسلام اور ایمان لانا ایک ترجیحاً یا ترغیبی امر تھا جیسا کہ ﴿لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ کے الفاظ سے متبادر ہے؟ یقیناً ان کے لیے قبول اسلام ایک امر لابدی تھا۔ بنا بریں اس حدیث سے حکم استحبابی یا تاکیدی امر مراد لینا محل نظر ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (محلی ابن حزم: ۱۴/۲، و سنن النسائي اردو' الغسل و التيمم :۱/۳۹۲، ۳۹۳ طبع دار السلام)

۞ **عمدہ لباس پہننا اور خوشبو لگانا:** حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعے کے روز غسل کیا اور بہترین کپڑے زیب تن کیے اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگائی' پھر جمعے کے لیے آیا اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں' پھر نفل نماز پڑھی جو اس کے لیے مقدر کی گئی' پھر خاموش رہا جب امام (خطبے کے لیے) نکلا حتی کہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو یہ اس کے لیے اس جمعے اور سابقہ جمعے کے مابین (صادر ہونے والے گناہوں) کا کفارہ ہے۔'' (سنن أبي داود' الطهارة' حديث: ۳۴۳)

نبی اکرم ﷺ نے ایک خاص لباس رکھا ہوا تھا جو آپ جمعۃ المبارک کے دن اور وفود کی آمد کے موقع پر پہنتے تھے۔ دیکھیے: (الأدب المفرد' حديث: ۳۴۸)

۞ **جلد از جلد مسجد میں جانا:** جمعۃ المبارک کے دن مسجد میں جلدی جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کی بڑی فضیلت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور یکے بعد دیگرے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ سب سے پہلے داخل ہونے والے (کے ثواب) کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اونٹ کی قربانی دی' دوسرے کی ایسے جیسے کسی نے گائے کی قربانی دی' پھر مینڈھا' پھر مرغی اور پھر انڈا صدقہ کرنے کے برابر۔ اس کے

بعد جب امام آ جاتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور خطبہ سننے لگ جاتے ہیں۔" (صحیح البخاري، الجمعة، حديث:٩٢٩، و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث:(٢٤)-٨٥٠)

۞ **پیدل چل کر جانا:** نماز جمعے کے لیے پیدل چل کر جانا نہایت فضیلت والا عمل ہے۔ عبایہ بن رفاعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کے لیے جا رہا تھا کہ (راستے میں) مجھے ابو عبس رضی اللہ عنہ ملے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے اللہ اس کو آگ پر حرام کر دے گا۔" (صحیح البخاري، الجمعة، حدیث:٩٠٧)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی جمعے کے دن غسل کرے اور اپنے جسم وغیرہ کو اچھی طرح دھوئے اور اول وقت جائے، خطبہ شروع سے سنے، پیدل جائے، سوار نہ ہو، امام کے قریب بیٹھے، خاموش رہے اور فضول بات نہ کرے تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے عمل (صیام وقیام) کا ثواب ملے گا۔" (سنن النسائي، الجمعة، حدیث:١٣٨٥)

حدیث میں بیان کردہ فضیلت صرف پیدل چل کر جانے کی نہیں بلکہ ان تمام کاموں کی ہے جن کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ اور ان کاموں میں ایک پیدل چل کر جانا بھی ہے، لہٰذا اس کی بھی فضیلت معلوم ہوئی۔

۞ **جمعہ کے لیے دور دراز سے آنا:** اگر آدمی کے قرب و جوار میں کوئی مسجد نہ ہو بلکہ کافی دور ہو تو پھر بھی جمعے کی ادائیگی کے لیے حاضر ہونا چاہیے۔ اگر زیادہ سفر ہے تو اجر بھی زیادہ ہی ملے گا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دور دراز سے جمعے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ یہ باعثِ فضیلت عمل ہے، لیکن ایسے شخص پر جمعے کے لیے حاضر ہونا وجوب کی حیثیت نہیں رکھتا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الجمعة، حدیث:٩٠٢ اور اس کا باب)

۞ **امام کے قریب بیٹھنا:** امام کے قریب بیٹھنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے، دیکھیے: مذکورہ حدیث، نیز امام کے قریب بیٹھنے والے شخص کی توجہ وعظ کی طرف زیادہ ہو گی اور وہ دور بیٹھنے والے کی نسبت زیادہ مستفید ہو گا۔ اور یہ جمعے کا بنیادی مقصد بھی ہے۔

۞ **بیٹھنے کا انداز:** مقتدیوں کو امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیے۔ بالکل سیدھا قبلہ رخ ہو کر بیٹھنا ضروری نہیں، بلکہ صف کی دائیں بائیں جانب والے جو حضرات امام سے دور ہوں وہ امام کی طرف منہ کر کے بیٹھیں، چاہے قبلے سے منہ ہٹ بھی جائے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: [إِنَّ النَّبِيَّ

ﷺ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنبَرِ وَ جَلَسْنَا حَوْلَهُ] ''نبی اکرم ﷺ ایک دن منبر پر (وعظ و نصیحت کے لیے) بیٹھے تو ہم آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔'' (صحيح البخاري، الجمعة، حديث:٩٢١)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: (بَابُ اسْتِقْبَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ إِذَا خَطَبَ) ''جب امام خطبہ دے رہا ہو تو لوگ اس کی طرف منہ کر کے بیٹھیں۔''

❁ **خاموشی سے خطبہ سننا:** خطبۂ جمعہ نہایت توجہ اور انہماک سے سننا چاہیے۔ کسی قسم کی ناروا حرکت نہیں کرنی چاہیے یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی بولتا بھی ہے تو اسے منع نہیں کرنا چاہیے، پوری توجہ خطبے کے مضامین کی طرف ہونی چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نے اپنے ساتھی سے جمعے کے دن کہا کہ چپ رہ جبکہ امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو کام کیا۔'' (صحيح البخاري، الجمعة، حديث:٩٣٤، و صحيح مسلم، الجمعة، حديث:٨٥١)

چند اہم مسائل

❁ **بارش کے دن جمعے کی رخصت:** بارش، طوفان، آندھی یا اس کے علاوہ کسی اور عذر کی وجہ سے جمعے کے لیے حاضر ہونا نہایت مشکل ہو تو نماز جمعہ کی رخصت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک بارش والے دن اپنے مؤذن سے کہا: جب تو أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہہ لے تو اس کے بعد حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ نہ کہنا بلکہ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ کہنا، لوگوں نے اسے کچھ عجیب محسوس کیا تو فرمایا: یہ کام اس عظیم ہستی (رسول اللہ ﷺ) نے بھی کیا جو مجھ سے بہتر تھی۔ بلاشبہ جمعہ ایک عظیم الشان کام ہے لیکن میں ناپسند سمجھتا ہوں کہ تم کو حرج میں مبتلا کروں اور تم مٹی اور کیچڑ میں چل کر جمعے کے لیے آؤ۔ (صحيح البخاري، الجمعة، حديث:٩٠١، و صحيح مسلم، صلاة المسافرين......، حديث:٦٩٩)

❁ **شدید گرمی میں جمعہ کچھ تاخیر سے پڑھنا:** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سردی زیادہ ہوتی تو نبی اکرم ﷺ (جمعے کی) نماز جلدی پڑھتے اور جب گرمی زیادہ ہوتی تو آپ نماز جمعہ کچھ تاخیر سے پڑھتے۔ (صحيح البخاري، الجمعة، حديث:٩٠٦)

✿ **نماز جمعہ سے قبل سنتیں:** نماز جمعہ سے قبل نوافل کی تعداد متعین نہیں۔ جو چار رکعات والی روایت ہے وہ ضعیف ہے' اس لیے جتنی توفیق ملے اتنے پڑھ لیے جائیں۔ اگر وقت زیادہ ہو تو زیادہ پڑھے جاسکتے ہیں۔ اگر وقت کم ہو یا امام خطبہ دے رہا ہو تو کم از کم دو رکعت پڑھ کر بیٹھے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٨٨٣و١١٦٦' وصحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٥٧و٨٧٥)

✿ **اذان کا وقت:** جمعے کے لیے اذان اس وقت دی جاتی ہے جب خطیب صاحب منبر پر تشریف فرما ہو جائیں۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جمعے کے دن اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔ (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩١٥) یہ جمعے کی وہ اذان ہے جو دور نبوی میں ہوا کرتی تھی۔ ایک اذان اس سے پہلے ہوتی ہے جس کا آغاز دور عثمانی میں ہوا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔

✿ **دوران خطبہ آنے والا کیا کرے؟:** جو شخص دوران خطبہ آئے وہ دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور بیٹھ گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''تو نے (دو رکعت) نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کھڑا ہو اور دو رکعتیں پڑھ۔'' (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩٣١' وصحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٧٥)

ثابت ہوا کہ اگرچہ امام خطبہ دے رہا ہو' دو رکعتیں پڑھے بغیر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اس وقت بیٹھ جانا اور خطبے کے بعد سنتوں کا وقفہ دینا خلاف سنت ہے۔

✿ **دوران خطبہ اونگھ آئے تو؟:** اگر دوران خطبہ اونگھ آجائے تو جگہ بدل لینی چاہیے' خطبے کو توجہ اور انہماک سے سننا ضروری ہے' ورنہ جمعے کی روح فوت ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو جمعے کے دن (دوران خطبہ) اونگھ آنے لگے تو اپنی جگہ بدل لے۔'' (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:١١١٩' وجامع الترمذي' الجمعة' حديث:٥٢٦)

✿ **خطیب سے ہم کلام ہونا:** کسی ضرورت کے پیش نظر سامعین میں سے کوئی بھی امام سے مخاطب ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص پر اس وعید کا اطلاق نہیں ہوگا جو دوران جمعہ کلام کرنے والے کے لیے ہے کیونکہ

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ دوران جمعہ ایک شخص نے نبیٔ اکرم ﷺ سے کلام کیا تھا۔ اس نے آپ ﷺ سے قحط سالی کی شکایت کی تھی تو آپ نے خطبے کے دوران میں دعا کی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:۹۳۲' و صحيح مسلم' صلاة الاستسقاء' حديث:۸۹۷)

❁ رکعات جمعہ کی تعداد: جمعے کی نماز دو رکعت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعے کی رکعات رسول اللہ ﷺ کی زبانی دو ہیں۔ (سنن النسائي' الجمعة' حديث:۱۴۲۱)

❁ نماز جمعہ میں قراءت: نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھنا مسنون عمل ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:۸۷۹)

اسی طرح سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ کی قراءت بھی ایک حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي' الجمعة' حديث:۱۴۲۳)' اس لیے دونوں احادیث پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:(۶۲)-۸۸۱)

❁ جمعے کے بعد سنتیں: جمعے کے بعد کی سنتوں کے بارے میں دو احادیث مروی ہیں۔ ایک حدیث میں چار اور ایک میں دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے۔ (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:۹۳۷' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:۸۸۲) بنابریں دونوں طرح درست ہے اور وقتاً فوقتاً دونوں پر عمل کرنا چاہیے۔ واللہ أعلم.

❁ اگر نماز جمعہ کی ایک رکعت ملے تو؟: اگر کوئی آدمی کسی وجہ سے دیر سے پہنچا اور اسے امام کے ساتھ ایک رکعت مل گئی تو اس کی وہ نماز جمعے کی نماز شمار ہوگی' اس لیے اسے صرف ایک رکعت مزید پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلاَةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ] ''جس نے نماز جمعہ کی ایک رکعت پالی تو اس نے (نماز جمعہ) پالی۔'' (سنن النسائي، الجمعة' حديث:۱۴۲۶)

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت کے الفاظ ہیں: [فَلْيَصِلْ إِلَيْهَا أُخْرٰى] ''وہ دوسری رکعت ساتھ ملائے۔'' (سنن ابن ماجه' الجمعة' حديث:۱۱۲۱) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اسے ایک رکعت سے کم جماعت کے ساتھ نماز ملے تو اس کی نماز نمازِ جمعہ شمار نہیں ہوگی بلکہ اسے ظہر کی نماز چار

رکعت ہی پڑھنی چاہیے۔

❀ **اگر نماز جمعہ فوت ہو جائے تو؟:** اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر نماز جمعہ فوت ہو جائے تو پھر نماز ظہر ادا کی جائے گی کیونکہ نماز جمعہ ایک اجتماعی عبادت ہے، فرداً فرداً ادا نہیں کی جا سکتی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس سے جمعے کی دو رکعتیں فوت ہو جائیں تو وہ چار رکعتیں پڑھے۔ (مجمع الزوائد: ۱۹۲/۲، والأجوبة النافعة للألباني، ص: ۸۳) کسی صحابی سے اس کی مخالفت ثابت نہیں۔ گویا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ اتفاقی مسئلہ ہے۔

❀ **نماز جمعہ کا وقت:** نماز جمعہ نماز ظہر کی قائم مقام ہے، اس لیے اس کا وقت بھی نماز ظہر والا، یعنی زوال شمس ہی ہے۔ جمہور صحابہ وتابعین اور ائمۂ کرام کا یہی موقف ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جمعہ پڑھاتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ (صحيح البخاري، الجمعة، حديث: ۹۰۴)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے جب سورج ڈھل جاتا، پھر واپس ہوتے تو بڑی جستجو سے سایہ تلاش کرتے۔ (صحيح مسلم، الجمعة، حديث: (۳۱)-۸۶۰)

بعض کے نزدیک زوال شمس سے قبل بھی جمعہ پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ رائے امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کی ہے۔ (المغني لابن قدامه: ۲/۲۰۹-۲۱۲، رقم المسئلة: ۱۳۸۰، وسبل السلام ۱۳۹/۲، بتعليق الألباني) تاہم راجح موقف یہی ہے کہ اس کا وقت زوال شمس کے بعد ہے۔ اس موقف کے دلائل واضح اور بے غبار ہیں۔ واللہ أعلم.

❀ **جمعے کی اذان:** نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں، بعد ازاں حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں نماز جمعہ کے لیے ایک ہی اذان دی جاتی تھی۔ دور عثمانی میں اہل مدینہ کی تعداد کافی زیادہ ہو چکی تھی۔ خرید وفروخت کے سلسلے میں وہ بازاروں میں زیادہ مصروف ہو گئے اور نماز جمعہ کے وقت پر نہ پہنچ پاتے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبۂ جمعہ والی اذان سے کچھ دیر پہلے ایک اذان کہلوانا شروع کر دی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ نماز جمعہ کا وقت قریب

آ گیا ہے' لہٰذا وہ جلدی جلدی اپنے کاروبار سمیٹ کر نماز کی تیاری کریں اور بروقت پہنچ سکیں۔ یہ اذان مدینہ منورہ کے بازار میں واقع ایک مقام' زوراء پر دی جاتی تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الجمعة' حدیث: ۹۱۲) اس وقت لاؤڈ سپیکر وغیرہ نہیں تھے' بازار میں شوروغل کی وجہ سے مسجد میں دی جانے والی اذان سنائی نہ دیتی تھی' اس لیے یہ اذان شروع کی گئی۔ آج لاؤڈ سپیکر کی آواز دور دراز تک پہنچ جاتی ہے' لہٰذا جس غرض سے حضرت عثمان نے اس کا آغاز کیا' وہ غرض بھی اس سے پوری ہو جاتی ہے' اس لیے آج کل اس اذان کی ضرورت نہیں' اس لیے افضل یہی ہے کہ آج کل خطبے والی اذان ہی پر اکتفا کیا جائے۔ اگر کہیں اس قسم کی ضرورت ہو تو وہاں یہ اذان دی جاسکتی ہے۔ واللہ أعلم.

❁ **نمازیوں کی تعداد کتنی ہو؟:** نماز جمعہ کے لیے نمازیوں کی کوئی متعین تعداد شرط نہیں۔ بلکہ جتنے لوگوں کی باجماعت نماز ہو سکتی ہے اتنے لوگوں پر جمعہ کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ بعض حضرات نے چالیس افراد کی قید لگائی ہے جو کہ درست نہیں۔ نبئ اکرم ﷺ نے بارہ افراد کو بھی جمعہ پڑھایا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبئ اکرم ﷺ کھڑے جمعے کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ شام سے ایک تجارتی قافلہ آ گیا۔ سب لوگ جلدی سے قافلے کی طرف کھسک گئے اور صرف بارہ آدمی (خطبہ سننے کے لیے) باقی رہ گئے۔ (صحیح مسلم' الجمعة' حدیث: ۸۶۳)' نیز سورۂ جمعہ کی آخری آیت: ﴿وَ اِذَا رَاَوۡا تِجَارَۃً اَوۡ لَہۡوَا ۣ انۡفَضُّوۡۤا اِلَیۡہَا وَ تَرَکُوۡکَ قَآئِمًا﴾ میں بھی اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔ ثابت ہوا چالیس افراد کی قید درست نہیں۔

❁ **دیہات میں جمعہ:** شریعت محمدی میں نماز جمعہ کے لیے دیہات اور شہر کا کوئی فرق نہیں۔ حدیث سے بستیوں میں جمعہ پڑھنا ثابت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد (مسجد نبوی) میں جمعے کے بعد سب سے پہلا جمعہ بحرین کے علاقے میں' قبیلۂ عبدالقیس کی مسجد میں' ان کی بستی جواثی میں پڑھایا گیا۔ (صحیح البخاري' الجمعة' حدیث: ۸۹۲)

سنن ابوداود کی روایت میں واضح طور پر [قَرْيَة] ''بستی'' کے الفاظ ہیں۔ علاوہ ازیں مدینہ منورہ خود بھی اس وقت ایک بستی ہی تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیہات میں نماز جمعہ بلاشبہ جائز ہے۔ بعض حضرات نے نماز جمعہ کے لیے شہر' تجارتی منڈی اور شرعی جج وغیرہ کی قیود لگائی ہیں جن کا نماز جمعہ سے دور کا بھی

تعلق نہیں۔ ایسی قیود خود ساختہ اور شریعت میں اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں۔

❁ احتیاطی ظہر: جن لوگوں نے نماز جمعہ کے لیے شہر کی شرط لگائی ہے وہ دیہات میں جمعے کے بعد احتیاطی ظہر بھی پڑھتے ہیں کہ جمعہ تو ہمارا ہوا نہیں' لہٰذا ظہر پڑھ لیتے ہیں۔ یہ موقف متاخرین احناف کا ہے۔ ان سے سوال ہے کہ اگر دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا تو پڑھاتے کیوں ہیں؟ اور اگر ہو جاتا ہے تو احتیاطی ظہر کے کیا معنی؟ دراصل یہ تقلید شخصی کا کرشمہ ہے جس کی وجہ سے انسان ایک خاص اور محدود نظر وفکر کا پابند ہوتا ہے اور براہ راست قرآن وحدیث پر غور نہیں کرتا' اگر غور وتحقیق کرنے سے مسئلہ امام ومقتدی کے خلاف ہی جاتا ہو' تب بھی امام کے قول پر چلنا اس کی مجبوری ہوتی ہے جس کے نتیجے میں اس طرح کے عجیب وغریب مسائل جنم لیتے ہیں۔ اس مذکورہ تردد وتذبذب اور تقلید کی روش پر کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ع

تقلید کی روش سے بہتر ہے خودکشی!
رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

❁ نماز جمعہ اور نماز عید اکٹھے ہو جائیں تو؟: اگر نماز جمعہ اور نماز عید اکٹھے ہو جائیں تو عید پڑھنے کے بعد نماز جمعہ کی رخصت ہے' جو پڑھنا چاہے پڑھ لے' یعنی جمعہ پڑھنا مستحب ہوگا۔ اور جو نہ پڑھے وہ ظہر کی نماز ادا کرے' تاہم امام کو چاہیے کہ وہ رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کرے تاکہ جمعہ ادا کرنے والوں کو پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ جناب ایاس بن ابورملہ شامی کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے ہاں حاضر تھا اور وہ حضرت زید بن ارقم سے دریافت کر رہے تھے کہ کیا تمھارے ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کبھی دو عیدیں (جمعہ اور عید) ایک ہی دن میں اکٹھی ہوئی ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں' اس نے پوچھا تو تب آپ نے کیا کیا؟ انھوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے عید کی نماز پڑھی' پھر جمعے کے بارے میں رخصت دے دی اور فرمایا: ''جو پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔''

(سنن أبي داود' الصلاة' حديث:١٠٧٠' وسنن النسائي' العيدين' حديث:١٥٩٢)

خطیب کے لیے چند آداب واحکام

❁ **خطیب کی جگہ:** خطبۂ جمعہ منبر یا کسی بلند جگہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے جیسا کہ آج کل خطیب مساجد میں منبر پر خطبہ دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ پہلے منبر کے بغیر ہی ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ بعد میں آپ کے حکم سے آپ کے لیے منبر بنوایا گیا۔ اس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ آپ آخری سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

❁ **منبر پر چڑھ کر سلام کہنا:** حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو سلام کہتے۔ (سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حدیث:۱۱۰۹ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔)

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا بھی یہی عمل تھا۔ دیکھیے: (شرح السنة: ۲۴۳،۲۴۲/۴)

❁ **اذان کا جواب دینا:** امام کو بھی منبر پر اذان کا جواب دینا چاہیے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے تو مؤذن نے اذان شروع کی۔ آپ نے اذان کا جواب دیا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ (منبر پر) اسی طرح اذان کا جواب دیتے سنا۔ (صحیح البخاري، الجمعة، حدیث: ۹۱۴)

❁ **کھڑے ہو کر خطبہ دینا:** خطبہ کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے۔ بلا وجہ بیٹھ کر خطبہ دینا درست نہیں۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہوتے اور (دوسرا) خطبہ ارشاد فرماتے۔ (پھر فرماتے ہیں) جس نے تجھے یہ خبر دی کہ نبی ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔ (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: (۳۵)-۸۶۲) مزید دیکھیے: (صحیح

البخاري' الجمعة' حديث:۹۲۰' و سنن النسائي' حديث:۱۳۹۸)

۞ **عصا کا سہارا لینا:** خطیب کو چاہیے کہ وہ خطبہ دیتے وقت عصا وغیرہ کا سہارا لے کر کھڑا ہو۔ نبی ﷺ خطبہ دیتے وقت عصا کا سہارا لیتے تھے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الطهارة' حديث:۱۰۹۶)

۞ **خطبے دو یا تین؟:** نبیٔ اکرم ﷺ سے دو خطبے ہی ثابت ہیں۔ تیسرا خطبہ آپ سے ثابت نہیں۔ یہ سراسر بدعت ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے تھے اور ان دونوں کے درمیان کچھ دیر بیٹھتے تھے، نیز اور خطبوں میں قرآن کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے۔ (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:(۳۴)-۸۶۲)

۞ **غیر عربی میں خطبہ جائز ہے؟:** تیسرے خطبے کے جواز کے لیے یہ عذر بیان کیا جاتا ہے کہ دو خطبے عربی میں دینا لازمی ہیں' تیسرا خطبہ ہم عوام کی زبان میں مسائل سمجھانے کے لیے دیتے ہیں۔ لیکن یہ عذر درست نہیں کیونکہ عربی میں خطبے دینا ضروری نہیں بلکہ دونوں خطبے اسی زبان میں دیے جائیں جسے عوام سمجھتے ہوں' وہ زبان خواہ اُردو ہو یا ہندی' پشتو ہو یا پنجابی اور فارسی ہو یا انگلش وغیرہ۔ نبیٔ اکرم ﷺ عربی میں خطبے اس لیے دیتے تھے کہ عوام کی زبان عربی تھی۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے ''جمعۃ المبارک کے مسائل'' از منیر قمر دیکھی جاسکتی ہے۔

۞ **اجزائے خطبہ:** خطبۂ جمعہ عموماً مندرجہ ذیل اجزاء پر مشتمل ہونا چاہیے: ① حمد وثنائے باری تعالیٰ۔ ② ذکر شہادتین۔ ③ اما بعد کہنا۔ ④ قرآن کریم کی بعض آیات کی تلاوت۔ ⑤ لوگوں کو وعظ ونصیحت۔ ⑥ مسلمانوں کے لیے دعا۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا خطبہ عموماً انھی امور پر مشتمل ہوتا تھا۔

۞ **کیفیت اشارہ:** خطبۂ جمعہ کے دوران میں بات سمجھانے کے لیے بامقصد اشارہ کیا جاسکتا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا اشارہ کرنے کا انداز یہ تھا کہ آپ صرف اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے۔ بلاضرورت دونوں ہاتھ ہوا میں لہراتے رہنا مناسب نہیں۔ حضرت عمارہ بن رؤیبہ رضی اللہ عنہ نے بشر بن مروان کو منبر پر خطبے کے دوران میں دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے دیکھا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ان ہاتھوں کو بھلائی سے دور کرے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ صرف شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:(۵۳)-۸۷۴)

۞ کسی عارضے کے باعث خطبے کا تسلسل توڑ دینا: کسی شدید ضرورت کے پیش نظر خطبے کا تسلسل توڑ دینا' منبر سے نیچے اتر جانا' موضوع سے ہٹ کر کوئی اور بات کر لینا اور پھر جہاں سے چھوڑا وہیں سے خطبہ شروع کر لینا جائز ہے۔ کئی ایک احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے' مثلاً: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے۔ وہ سرخ قمیص پہنے ہوئے تھے اور اس میں لڑکھڑاتے ہوئے آ رہے تھے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ روک دیا' نیچے اترے' انھیں اٹھایا اور پھر منبر پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا: ''اللہ رب العزت نے سچ فرمایا: ''بلاشبہ تمھارے مال اور تمھاری اولاد فتنہ ہیں۔'' میں نے انھیں قمیصوں میں لڑکھڑاتے دیکھا تو صبر نہ کر سکا' یہاں تک کہ میں نے خطبہ روکا اور انھیں اٹھایا۔'' (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:١١٠٩' و سنن النسائي' الجمعة' حديث:١٤١٤)

۞ خطبے کا دورانیہ: خطبے کا دورانیہ مختصر ہونا چاہیے۔ لمبا خطبہ دینا درست نہیں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنَّ طُولَ صَلاَةِ الرَّجُلِ وَ قِصَرَ خُطْبَتِهِ، مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ، فَأَطِيلُوا الصَّلاَةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ] ''نماز کا لمبا ہونا اور خطبے کا مختصر ہونا آدمی کی فقاہت (سمجھداری) کی علامت ہے' لہٰذا نماز لمبی پڑھو اور خطبہ مختصر دو۔'' (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:(٤٧)-٨٦٩)

اس بات کا خیال رہے کہ یہاں خطبے اور نماز کا آپس میں تقابل نہیں بلکہ مطلق نماز لمبی اور خطبہ مختصر دینے کا حکم ہے۔

۞ دوران خطبہ دعا کرنا: اگر کوئی آدمی دوران خطبہ دعا کی درخواست کر دے تو دعا کی جا سکتی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اعرابی نے دوران خطبہ قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے اسی وقت دعا فرمائی۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:٩٣٢، ٩٣٣' و صحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٩٧)

۞ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا: دو خطبوں کے درمیان کچھ دیر کے لیے بیٹھنا سنت ہے' یعنی خطیب ایک خطبے کے بعد کچھ دیر کے لیے بیٹھ جائے' پھر اٹھ کر دوسرا خطبہ دے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:(٣٥)-٨٦٢)

ممنوعہ اعمال وحرکات

❁ گردنیں پھلانگ کر آگے جانا: جب اگلی صفوں میں جگہ نہ ہو تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر پہلی صفوں میں آنا ممنوع ہے۔ جسے پہلی صف میں اور امام کے قریب ہونے کا زیادہ شوق ہو وہ جلدی آئے' ورنہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔ دیر سے آنا اور پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو پریشان کرنا غیر مہذب حرکت ہے۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ کے دور میں) ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''او! بیٹھ جاؤ' تم نے لوگوں کو اذیت دی ہے۔'' (سنن النسائي' الجمعة' حديث:۱۴۰۰)

❁ دو آدمیوں کے درمیان جدائی ڈالنا: دو آدمی بیٹھے ہیں۔ ان کے درمیان تیسرے آدمی کی جگہ نہیں لیکن بعد میں کوئی آدمی آئے اور ان دونوں کے درمیان جگہ بنانے کی کوشش کرے۔ یہ ممنوع ہے اور بدتہذیبی ہے کیونکہ اس سے دونوں آدمیوں کو تکلیف ہوگی۔ عبادت اس طرح کرنی چاہیے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ زیادہ ثواب کی کوشش میں آدمی کم ثواب سے بھی محروم ہو جائے اور الٹا گناہ لے کر واپس لوٹے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:۹۱۰)

❁ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا: کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھ جانا درست نہیں ہے' خطبۂ جمعہ ہو یا کوئی اور مجلس۔ اگر شاگرد یا کوئی بچہ' بزرگ یا استاد کو احتراماً اپنی جگہ دے دے تو اور بات ہے۔ لیکن بزرگ اس وجہ سے لیٹ آنے کو اپنا شیوہ نہ بنا لے کہ مجھے کوئی نہ کوئی آگے جگہ دے ہی دے گا۔ حضرت نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے نافع رحمہ اللہ سے پوچھا: جمعے کے دن (خطبے کے موقع پر؟) تو انھوں نے کہا: جمعہ اور غیر جمعہ سب میں۔ (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:۹۱۱' وصحيح مسلم' السلام' حديث:(۲۷)-۲۱۷۷)

❁ نماز جمعہ سے قبل حلقے بنانا: نماز جمعہ سے قبل حلقے بنانا منع ہے۔ حلقوں سے مراد یا تو تعلیمی وتبلیغی

حلقے ہیں کیونکہ اس سے خطبۂ جمعہ کی اہمیت کم ہو جاتی ہے یا باتیں یا اجتماعی ذکر وغیرہ کے حلقے مراد ہو سکتے ہیں۔ یا یہ مراد ہے کہ جمعے سے قبل خطبہ سننے کے لیے مختلف حلقوں میں نہ بیٹھیں بلکہ ایک ہی حلقہ امام کے گرد بنائیں۔ یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ خطبے کے لیے حلقہ نہ بنایا جائے بلکہ صفوں میں بیٹھ کر امام کی طرف منہ کیا جائے۔ بہرحال جمعے سے قبل حلقے بنانا درست نہیں۔ دیکھیے: (سنن النسائي' المساجد' حديث:۷۱۵)

❁ گوٹھ مار کر بیٹھنا: خطبۂ جمعہ کے دوران میں گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن' جب امام خطبہ دے رہا ہو' گوٹھ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن أبي داود' الصلاة' حديث:۱۱۱۰) اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی گھٹنے کھڑے کر کے سینے کے قریب کر لے اور ہاتھوں سے ان کے گرد حلقہ بنا لے۔ اس طرح بیٹھنا غفلت اور بے پروائی کی علامت ہے' نیز اس طرح نیند بہت جلد آتی ہے نتیجتاً خطبہ فوت ہو جاتا ہے۔ اگر تہبند باندھا ہو تو ستر کھلنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔

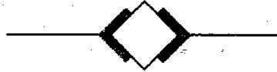
❁ لغو حرکات: خطبۂ جمعہ کے دوران میں کسی قسم کی بے فائدہ حرکت' مثلاً: ڈاڑھی یا کپڑوں کے ساتھ کھیلنا' انگلیاں چٹخنا' تنکوں سے کھیلتے رہنا' درست نہیں ہے۔ خطبۂ جمعہ نہایت توجہ اور انہماک سے سننا ضروری ہے' یہاں تک کہ بولنے والے کو چپ کرانا بھی درست نہیں۔ نبئ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو کسی (بولنے والے) کو کہے کہ چپ ہو جا! تو تو نے لغو حرکت کی۔'' (صحيح البخاري' الجمعة' حديث:۹۳۴' وصحيح مسلم' الجمعة' حديث:۸۵۱) کیونکہ اگر توجہ خطبے کی طرف نہیں ہو گی تو کچھ حاصل نہیں ہو گا اور خطبۂ جمعہ کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

❁ نماز جمعہ کے متصل بعد نوافل پڑھنا: نماز جمعہ سے فراغت کے فوراً بعد' اسی جگہ' سنتیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ جگہ تبدیل کر لی جائے یا کسی سے بات چیت کر لی جائے' بعد ازاں سنتیں ادا کی جائیں دیگر نمازوں کا بھی یہی حکم ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الجمعة' حديث:۸۸۳)

❁ خاص اس دن کا روزہ رکھنا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں' نبئ اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَا يَصُومُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ] ''تم میں سے کوئی جمعے کے دن روزہ

نہ رکھے الا یہ کہ وہ اس سے ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ بھی ساتھ رکھے۔" (صحيح البخاري' الصوم' حديث:١٩٨٥' و صحيح مسلم' الصيام' حديث:(١٤٧)-١١٤٤)

❁ خرید وفروخت: جمعے کی اذان کے بعد خرید وفروخت منع ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:
﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (الجمعة ٦٢:٩) "اے ایمان والو! جب جمعے کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو سب اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمھارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔"



بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ١٤) - **كِتَابُ الْجُمُعَةِ** (التحفة . . .)

جمعۃ المبارک سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - **إِيجَابُ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٥٥٩)

باب:۱- جمعے کا واجب ہونا

١٣٦٨- **أَخْبَرَنَا** سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح: وَابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، وَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ - يَعْنِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ - فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ، اَلْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ».

۱۳۶۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم (زمانے کے لحاظ سے) سب سے پیچھے ہیں (مگر مرتبے کے لحاظ سے) سب سے آگے ہیں۔ علاوہ اس بات کے کہ ان (یہود ونصاریٰ) کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ اور یہ (خصوصی عبادت والا) دن ان پر بھی اللہ تعالیٰ نے فرض کیا تھا لیکن انھوں نے اس میں اختلاف کیا (یہود نے ہفتے کا دن تجویز کیا اور نصاریٰ نے اتوار کا۔) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن' یعنی جمعے کے دن تک پہنچایا۔ اب وہ لوگ (عبادت والے دن کے لحاظ سے) ہم سے پیچھے ہیں۔ یہودی ہم سے (یعنی جمعے کے دن سے) اگلے دن اور عیسائی اس سے اگلے دن (خصوصی عبادت کرتے ہیں)۔''

فوائد ومسائل: ①امت مسلمہ سب سے آخری امت ہے اور اس کے نبی آخری نبی ہیں۔ زمانے کے لحاظ

١٣٦٨ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب هداية هذه الأمة ليوم الجمعة، ح:٨٥٥ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الجمعة، باب: هل على من لم يشهد الجمعة غسل . . . الخ، ح:٨٩٦ من حديث عبدالله بن طاوس عن أبيه به، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٥٤.

سے تاخیران کے مرتبے میں کمی کا سبب نہیں بلکہ آخری ہونے کے لحاظ سے یہ افضل امت ہے اور اس کے نبی ﷺ افضل نبی ہیں۔ ② "سب سے آگے" مرتبے کے علاوہ افراد کی تعداد، حشر ونشر، حساب وکتاب، الٰہی فیصلے اور دخول جنت میں بھی سب سے آگے ہوگی۔ جنت میں نصف تعداد امت محمدیہ کی ہوگی اور باقی نصف تعداد دیگر تمام امتوں کی۔ شَرَّفَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى. دیکھیے: (فتح الباري: ۱۱/ ۳۸۷) ③ "علاوہ اس بات کے" یہ ایک الگ فضیلت ہے۔ چونکہ ہماری کتاب ان کتابوں کے بعد نازل ہوئی ہے، لہٰذا ہماری کتاب اور شریعت ان کی کتابوں اور شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہے۔ اور ناسخ افضل ہوتا ہے۔ ظاہراً اس جملے کا انداز اہل کتاب کی فضیلت بیان کرنے کا ہے مگر جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ امت محمدیہ کی فضیلت ہے۔ یہ بھی کسی کی تعریف کرنے کا ایک بلیغ انداز ہے۔ بَيْدَ کے ایک معنی "نیز" بھی ہیں۔ پھر مطلب بالکل واضح ہے۔ ④ ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جمعے کا دن خصوصی عبادت کے لیے مقرر کیا تھا مگر انھوں نے اسے قبول نہ کیا، اس سے اختلاف کیا، اور یہود نے اس دن کے بجائے ہفتہ اور عیسائیوں نے اتوار کا دن منتخب کیا جب کہ جمعے کا دن افضل ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان امتوں کو اختیار دیا کہ ہفتے کے دنوں میں سے کوئی دن خصوصی عبادت کے لیے مقرر کرلیں۔ یہودیوں نے ہفتہ اختیار کیا کہ اللہ تعالیٰ تخلیق سے جمعے کے دن فارغ ہوا اور ہفتے کو فارغ رہا۔ ہم بھی ہفتے کے دن عبادت کے لیے فارغ رہیں گے۔ عیسائیوں نے اتوار کو اختیار کیا کہ اس دن خلق کی ابتدا ہوئی تھی۔ بطور تشکر ہم اس دن عبادت کریں گے۔ یہ وجوہات خود ساختہ تھیں۔ عبادات سے ان وجوہ کا تعلق نہ تھا جب کہ جمعہ بذات خود افضل دن ہے جسے نبی ﷺ نے اختیار فرمایا۔ ⑤ ویسے تو دنوں کی ترتیب کسی دن سے بھی شروع کی جا سکتی ہے، مگر عبادت کا مقررہ دن ہونے کے لحاظ سے جمعۃ المبارک ان تینوں میں ترتیب کے لحاظ سے اول ہے۔ ہفتہ دوم اور اتوار سوم۔ اس لحاظ سے بھی امت محمدیہ ان سے مقدم ہے۔ ⑥ جمعۃ المبارک کے دن ظہر کی بجائے جمعہ پڑھنا (خطبہ اور نماز) فرض ہے۔ یہ متفق علیہ مسئلہ ہے، البتہ اگر کسی سے رہ جائے یا کوئی شخص معذور ہو (مثلاً مریض، مسافر وغیرہ) تو وہ ظہر پڑھے۔ عورتیں اگر جمعہ پڑھنے مسجد میں جائیں تو وہ مردوں کی طرح ان کے ساتھ جمعہ پڑھیں گی، ورنہ گھروں میں ظہر کی نماز پڑھیں۔

١٣٦٩- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ

۱۳۶۹- حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلی امتوں (یہود ونصاریٰ) کو جمعے کا دن اختیار کرنے سے دور رکھا۔ یہودیوں کے لیے ہفتے کا

١٣٦٩ الف ـ أخرجه مسلم، ح: ٨٥٦ (انظر الحديث السابق) عن واصل بن عبدالأعلى به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٥٢.

حُذَيْفَةَ قَالَا : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «أَضَلَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا، فَكَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمُ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْأَحَدِ فَجَاءَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِنَا فَهَدَانَا لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَكَذٰلِكَ هُمْ لَنَا تَبَعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَنَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ».

دن مقرر ہوا اور عیسائیوں کے لیے اتوار کا دن۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا تو اس نے ہمیں جمعے کا دن اختیار کرنے کی توفیق دی۔ اور عبادت کے لیے جمعہ، ہفتہ اور اتوار مقرر کر دیے (اس لحاظ سے وہ ہم سے پیچھے ہیں) اسی طرح قیامت کے دن بھی وہ (یہود ونصاریٰ) ہم سے پیچھے ہوں گے۔ ہم دنیا میں آنے کے لحاظ سے تو سب سے بعد میں ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے اور پہلے ہوں گے۔ تمام لوگوں سے پہلے ہمارے لیے (جنت میں جانے کا) فیصلہ کیا جائے گا۔''

فائدہ: ''دور رکھا'' اللہ تعالیٰ نے انھیں زبردستی دور نہیں رکھا بلکہ انھیں اس فیصلے کی توفیق نہیں دی...... اور توفیق دینا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اس پر فرض نہیں...... اس کو ''دور رکھنے'' سے بیان فرمایا، ورنہ انھوں نے اپنی مرضی سے جمعے کے خلاف اور ہفتہ یا اتوار کے حق میں فیصلہ کیا تھا۔ ہمیں صحیح فیصلے کی توفیق دینا اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ.

١٣٦٩ب- [أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ، بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، بِمَكَّةَ، جُمُعَةٌ بِجِوَاثَا بِالْبَحْرَيْنِ قَرْيَةٍ لِعَبْدِ الْقَيْسِ].

١٣٦٩- (ب) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کیے جانے والے مکہ مکرمہ کے جمعے کے بعد سب سے پہلا جمعہ جو پڑھایا گیا، وہ بحرین کے علاقے میں عبدالقیس کی بستی جُواثی کا جمعہ تھا۔

فوائد ومسائل: ① روایت میں ''مکہ'' کی بجائے ''مدینہ منورہ'' ہونا چاہیے کیونکہ محقق قول کے مطابق جمعے کی ابتدا مدینہ منورہ میں ہوئی۔ شارح نسائی علامہ محمد اتیوبی نے ''مکہ'' کے ذکر کو بلا تردد خطا قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (شرح سنن النسائي:١٦/٦٩)، نیز قبیلۂ عبدالقیس کا وفد نبی ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تھا۔

١٣٦٩ب ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٥٥، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ٨٩٢، وأبي داود، ح: ١٠٦٨ وغيرهما.

ظاہر ہے جمعہ اس کے بعد ہی شروع ہوا ہوگا اور اس وقت مدینہ منورہ میں جمعہ ہوتا تھا۔ مکہ میں جمعہ و جماعت مشکل امر تھا۔ ② جُوَاثَی بحرین کی ایک بستی تھی۔ معلوم ہوا بستی میں بھی جمعہ ہوسکتا ہے' خواہ لوگوں کی تعداد کم ہو یا زیادہ۔ احناف نے جو قیود لگائی ہیں کہ شہر ہو' حدود کا نفاذ ہوتا ہو' با قاعدہ حاکم اور قاضی ہو وغیرہ' ان کی کوئی دلیل نہیں۔ اگر کہیں ''مصر'' کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد بھی آبادی ہی ہے جہاں لوگ اکٹھے رہتے ہوں۔ مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

(المعجم ٢) - اَلتَّشْدِيدُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٠)

باب:۲- جمعے سے پیچھے رہنے (جمعہ چھوڑنے) پر تشدید

١٣٧٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ - وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللهُ عَلٰى قَلْبِهِ».

۱۳۷۰- حضرت ابوالجعد ضمری سے روایت ہے ...... اور انھیں شرف صحابیت حاصل تھا ؓ ...... کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے سستی کرتے ہوئے اور معمولی سمجھتے ہوئے تین جمعے چھوڑ دیے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر (نفاق کی) مہر لگا دیتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''مہر لگانا'' ایک محاورہ ہے جس سے مراد کسی چیز کو یقینی بنانا اور ناقابل تنسیخ کر دینا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بلاعذر شرعی تین جمعے چھوڑنے والا شخص قطعاً منافق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ (الا یہ کہ توبہ کرلے۔) ② جمعہ ادا کرنا واجب ہے کیونکہ اس قسم کی وعید ترک واجب ہی پر ہوتی ہے۔ ③ واجب اعمال کی ادائیگی میں سستی بہت بڑا جرم ہے۔ ترک واجب پر دوام سے نیکی کی توفیق سلب ہو جاتی ہے' آدمی کے دل پر غفلت کے پردے چڑھ جاتے ہیں اور آدمی نیکی کو نیکی اور برائی کو برائی نہیں سمجھتا۔ أعاذنا الله منه.

١٣٧٠ب- [أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ

۱۳۷۰- (ب) حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بغیر کسی

١٣٧٠ـ الف ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجمعة، ح: ١٠٥٢ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٥٦، وقال الترمذي، ح: ٥٠٠ "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨٥٧، وابن حبان، ح: ٥٥٣، ٥٥٤، ٦٥، والحاكم: ١/ ٢٨٠ علٰى شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

١٣٧٠ب ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر، ح: ١١٢٦ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٥٧، وصححه البوصيري.

أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ، طَبَعَ اللهُ عَلٰى قَلْبِهِ»].

مجبوری (شرعی عذر) کے تین جمعے (مسلسل) چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔"

١٣٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ لَاحِقٍ، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثَانِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَهُوَ عَلٰى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَو لَيَخْتِمَنَّ اللهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَلَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ».

١٣٧١- حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر فرمایا: "لوگ جمعے چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ یقینی طور پر غافلین میں سے ہو جائیں گے۔"

فائدہ: جو شخص جمعے جیسی اہم عبادت کو چھوڑتا ہے اور بار بار چھوڑتا ہے وہ دوسری عبادات کو بھی اہمیت نہ دے گا اور ایک ایک کر کے دیگر عبادات بھی اس سے چھوٹ جائیں گی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ شخص عملاً منافق بن جائے گا اور اس کے دل پر زنگ لگ جائے گا جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت مغلوب ہو جائے گی۔ مہر لگنے سے مراد بھی یہی کچھ ہے۔ واللہ أعلم.

١٣٧٢- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

١٣٧٢- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت حفصہ ؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "جمعے کے لیے جانا ہر

١٣٧١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٤ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٥٨، وأخرجه مسلم، الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة، ح: ٨٦٥ من حديث زيد عن أبي سلام عن الحكم بن ميناء عن عبدالله ابن عمر وأبي هريرة به.

١٣٧٢ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب في الغسل للجمعة، ح: ٣٤٢ من حديث المفضل بن فضالة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٦٠، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ».

بالغ مسلمان پر فرض ہے۔"

(المعجم ٣) - بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ (التحفة ٥٦١)

باب:٣- جو شخص بلا عذر جمعہ چھوڑ دے اس پر کیا کفارہ ہے؟

١٣٧٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ قُدَامَةَ بْنِ وَبَرَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ».

١٣٧٣- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص بلا عذر جمعہ چھوڑ دے تو اسے چاہیے کہ وہ ایک دینار صدقہ کرے۔ اگر اس کے پاس دینار نہ ہو تو نصف دینار صدقہ کرے۔"

١٣٧٣ب- [أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَنْبَأَنَا نُوحٌ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مُتَعَمِّدًا فَعَلَيْهِ دِينَارٌ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَنِصْفُ دِينَارٍ» وَفِي مَوْضِعٍ آخَرَ، لَيْسَ فِيهِ: «مُتَعَمِّدًا»].

١٣٧٣- (ب) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جان بوجھ کر جمعہ چھوڑ دے تو اس کے ذمے ایک دینار صدقہ کرنا ہے۔ اگر اس کے پاس نہ ہو تو نصف دینار صدقہ کرے۔"

١٣٧٣ـ الف ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب كفارة من تركها، ح:١٠٥٣ من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٦١، وصححه ابن خزيمة، ح:١٨٦١، وابن حبان، ح:٥٨٢، والحاكم:١/ ١٨٠، والذهبي. * قتادة عنعن، تقدم، ح:٣٤، وقدامة لم يصح سماعه من سمرة، وله شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

١٣٧٣ب ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر، ح:١١٢٨ عن نصر بن علي به، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٦٢، وانظر الحديث السابق لعلته، * قتادة عنعن، تقدم، ح:٣٤.

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں' اس لیے جمعہ چھوڑنے کی اصل تلافی خالص توبہ ہی ہے' تاہم صدقہ خیرات بھی معافی کا ذریعہ ہے۔ لیکن جمعہ چھوڑنے سے وہ کفارہ ثابت نہیں ہوتا جو اس میں بیان ہوا ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٤) - بَابُ ذِكْرِ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٢)

باب:۴- جمعے کے دن کی فضیلت کا تذکرہ

١٣٧٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا».

۱۳۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوا ہے' جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے' اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے۔''

فوائد ومسائل: ① بعض روایات میں مزید ذکر ہے کہ اسی دن آدم علیہ السلام فوت ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ کیا ان واقعات کا تعلق بھی جمعے کی فضیلت سے ہے یا انھیں ویسے ذکر کر دیا گیا ہے؟ علماء نے دونوں پہلو اختیار کیے ہیں۔ اگر یہ واقعات فضیلت سے متعلق ہیں تو اخراج آدم اس لیے فضیلت کا سبب ہے کہ ان کا اخراج انبیاء و رسل علیہم السلام کی بعثت کا سبب بنا اور ان کا وجود انسانی فضیلت کا باعث ہے۔ اسی طرح وفات آدم اور قیامت کا واقع ہونا' اللہ تعالیٰ کی ملاقات' دخول جنت اور حصول کرامت کا سبب ہیں۔ ② ''جمعے کا دن افضل ہے یا عرفے کا دن؟'' علمائے کرام اس کی بابت فرماتے ہیں کہ ہفتے کے دنوں میں سے جمعہ افضل ہے اور سال کے دنوں میں سے عرفے کا دن افضل ہے۔ اس لحاظ سے عرفہ جمعے سے افضل ہے کیونکہ جمعہ بھی تو سال کے دنوں میں شامل ہے' علاوہ ازیں عرفے کا اجتماع جمعے کے اجتماع سے بہت بڑا ہوتا ہے اور مومنین کا اجتماع جتنا بڑا ہو' ثواب اور فضیلت اسی قدر زائد ہوتی ہے' البتہ جمعے کے دن سب اجتماعات جمعہ کو ملایا جائے تو وہ یقیناً عرفے سے بہت بڑھ جاتے ہیں۔ اس دن میں ہونے والے اہم واقعات' مثلاً: خلق آدم وغیرہ مزید فضیلت کا تقاضا کرتے ہیں' لہٰذا قطعیت سے کوئی ایک بات کہنا مشکل ہے۔ واللہ أعلم.

١٣٧٤_ أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل يوم الجمعة، ح: ٨٥٤ من حديث يونس الأيلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٦٣.

(المعجم ٥) - **إِكْثَارُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٥٦٣)

باب:٥- جمعے کے دن نبی ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا

١٣٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ أَيْ يَقُولُونَ! قَدْ بَلِيتَ؟ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ».

١٣٧٥- حضرت اوس بن اوس ؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق تمھارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ ہے۔ اس میں آدم ؑ پیدا ہوئے۔ اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن بے ہوشی ہوگی۔ پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ یقیناً تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (وفات کے بعد) آپ پر درود کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء ؑ کے جسموں کو کھائے۔“

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے سنداً صحیح قرار دیا ہے۔ اور دلائل کی رو سے انھیں کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٨٣/٢٦-٨٦' و إرواء الغليل:٣٤/١، ٣٥' رقم الحديث:٤) ② چونکہ جمعہ افضل دن ہے لہٰذا اس دن کی نیکی بھی افضل ہے اور درود جو کہ قربت الٰہی کا عظیم ذریعہ ہے اس دن مزید افضل ہو جائے گا' نیز درود رسول اللہ ﷺ کے لیے تحفے کی طرح ہے جو آپ کو پیش کیا جاتا ہے۔ تو اس کی فضیلت کے کیا کہنے! ③ ”زمین پر حرام کر دیا ہے“ سائلین کا مطلب یہ ہے کہ وفات کے بعد تو

١٣٧٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ح:١٠٤٧ و١٥٣١، وابن ماجه، ح:١٦٣٦ من حديث حسين بن علي الجعفي به، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٦٦، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم، وضعفه أبوحاتم الرازي وغيره، وفيه علة قادحة. * عبدالرحمٰن بن يزيد هذا ابن تميم كما حققه البخاري، وأبوداود وغيرهما، وهو ضعيف جدًا، وأخطأ من قال: ابن جابر، راجع نيل المقصود، ق:١/ ٣٢٠ يسر الله لنا طبعه.

جسم باقی نہیں رہتا' لہٰذا سلام کس پر پیش کیا جائے گا؟ آپ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میرے جسم پر پیش کیا جائے گا کیونکہ انبیاء کے جسم مٹی نہیں بنتے۔ ﷺ۔ ④ صلاۃ وسلام کا آپ پر پیش کیا جانا برزخی معاملہ ہے' نہ کہ آپ براہ راست سنتے یا محسوس فرماتے ہیں بلکہ فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ قریب سے سننے کی روایت سنداً صحیح نہیں۔ انبیاء وشہداء کی مابعد الموت زندگی بھی برزخی زندگی ہے۔ اور ان کی برزخی زندگی سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے۔ ویسے تو برزخی زندگی ہر میت کو حاصل ہوتی ہے مگر "چہ نسبت خاک را با عالم پاک"۔ انبیاء ﷺ کے جسم بھی سلامت رہتے ہیں اور شہداء کو جنتی جسم مل جاتے ہیں لیکن وہ زندگی بہرصورت برزخی ہوتی ہے' نہ کہ دنیوی کیونکہ وہ دنیا میں نہیں رہے۔

(المعجم ٦) - بَابُ الْأَمْرِ بِالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٤)

باب:٦- جمعے کے دن مسواک کرنے کا حکم

١٣٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ وَبُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَالسِّوَاكُ، وَيَمَسُّ مِنَ الطِّيبِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ»، إِلَّا أَنَّ بُكَيْرًا لَمْ يَذْكُرْ عَبْدَالرَّحْمٰنِ، وَقَالَ فِي الطِّيبِ: «وَلَوْ مِنْ طِيبِ الْمَرْأَةِ».

۱۳۷۶- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعے کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر ضروری ہے۔ اسی طرح مسواک کرنا بھی۔ اور جو خوشبو اسے مل سکے' لگائے' خواہ وہ خوشبو عورت (اس کی بیوی) کی ہو۔"

فوائد ومسائل: ① "واجب ہے" اس روایت اور حدیث نمبر ۱۳۷۷، ۱۳۷۸ اور ۱۳۷۹ کے بموجب اہل علم کا ایک طبقہ جمعے کے دن غسل کے واجب ہونے کا قائل ہے جب کہ ایک بڑا طبقہ اس کے وجوب کا قائل نہیں لیکن پہلے طبقے کے اہل علم کی رائے نصوص صریحہ کے قریب تر ہے۔ واللہ أعلم. جیسا کہ تفصیل ابتدایئے میں

١٣٧٦ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، ح:٨٤٦ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح:١٦٦٧، وله طريق آخر عند البخاري، ح:٨٨٠ من حديث سعيد بن أبي هلال به،، ليس فيه عن عبدالرحمٰن بن أبي سعيد.

گزر چکی ہے۔ ② مسواک عام حالت میں بھی مؤکد چیز ہے جمعۃ المبارک کے لیے تو خصوصاً خوشبو لگانا تو مؤکد بھی نہیں صرف مستحب ہے۔ ③ عورتوں کی خوشبو (جس میں رنگ ہو) مردوں کے لیے جائز نہیں مگر مجبوری کی حالت میں گنجائش ہے مثلاً: شادی کے موقع پر یا جمعۃ المبارک کے لیے۔ ④ صفائی ایمان کا حصہ ہے۔ اسلام نے نظافت پر بہت زور دیا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا جسم لباس اور مکان وغیرہ صاف ستھرا رکھے اور اگر کسی ایسی جگہ جائے جہاں لوگ اکٹھے ہوں تو بالخصوص صفائی کا اہتمام کرے اور حسب استطاعت خوشبو وغیرہ کا استعمال کرے تا کہ لوگ اذیت محسوس نہ کریں۔

(المعجم ٧) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٥)

باب:٧- جمعۃ المبارک کے دن غسل کا حکم

١٣٧٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ».

١٣٧٧- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی جمعے کے دن (جمعہ پڑھنے کے لیے) آئے تو وہ غسل کرے۔“

فوائد ومسائل: ① غسل کے وجوب کی بحث سابقہ حدیث کے تحت گزر چکی ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعے کا غسل جمعۃ المبارک کو آتے وقت کرنا چاہیے نہ کہ بہت پہلے کیونکہ غسل کا مقصد میل کچیل اور پسینے کی صفائی ہے اگر بہت پہلے غسل کر لیا جائے تو میل کچیل پھر جمع ہو سکتا ہے اور پسینہ بھی آ سکتا ہے۔ اجتماع میں بدبو پھیلنے کا امکان ہے لہٰذا غسل جمعۃ المبارک کے لیے آتے وقت کرنا چاہیے یعنی اس غسل کے ساتھ جمعہ پڑھنا چاہیے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ جمعے کے دن کا غسل ہے اس لیے کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے مگر جمعے سے پہلے پہلے۔ اہل ظاہر تو جمعے کے بعد بھی غسل کو کافی سمجھتے ہیں۔ مگر علت وسبب یا دیگر احادیث پر غور کیا جائے تو یہ موقف محل نظر لگتا ہے۔ واللہ أعلم۔ ③ غسل جمعہ غسل جنابت کی طرح ہونا چاہیے۔ غسل جنابت کی تفصیل پیچھے متعلقہ باب میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٨) - بَابُ إِيجَابِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٦)

باب:٨- جمعۃ المبارک کے دن غسل کا واجب ہونا

١٣٧٧ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة . . . الخ، ح: ٨٧٧ من حديث مالك، ومسلم، الجمعة، باب: كتاب الجمعة، ح: ٨٤٤/ ١ من حديث نافع به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٠٢، والكبرى، ح: ١٦٧٨.

١٣٧٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ».

١٣٧٨- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے دن کا غسل ہر بالغ پر ضروری ہے۔“

١٣٧٩- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلٰى كُلِّ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ غُسْلُ يَوْمٍ، وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ».

١٣٧٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان آدمی کے لیے ہر سات دنوں میں ایک دن غسل کرنا ضروری ہے اور وہ دن جمعۃ المبارک ہے۔“

فائدہ: غسل جمعہ کی بحث کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ١٣٧٦ اور ١٣٧٧۔

(المعجم ٩) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٧)

باب: ٩- جمعۃ المبارک کے دن غسل نہ کرنے کی رخصت

١٣٨٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّهُ

١٣٨٠- حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

١٣٧٨ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة . . . الخ، ح: ٨٧٩، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ . . . الخ، ح: ٨٤٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٠٢، والكبرٰى، ح: ١٦٦٨.

١٣٧٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٤ عن بشر بن المفضل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٦٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٤٧، وابن حبان، ح: ٥٥٨ . * أبوالزبير عنعن، وللحديث شواهد كثيرة جدًا عند البخاري، ح: ٨٩٧، ومسلم، ح: ٨٤٩ وغيرهما.

١٣٨٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ١/ ٤٣٨، ح: ٧٧٢ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٨٣، ورواه شبابة بن سوار وغيره عن عبدالله بن العلاء بن زبر به، وله طرق كثيرة عند البخاري، ح: ٩٠٢، ومسلم، ح: ٨٤٧ وغيرهما عن عائشة رضي الله عنها.

سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُمْ ذَكَرُوا غُسْلَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يَسْكُنُونَ الْعَالِيَةَ فَيَحْضُرُونَ الْجُمُعَةَ وَبِهِمْ وَسَخٌ، فَإِذَا أَصَابَهُمُ الرَّوْحُ سَطَعَتْ أَرْوَاحُهُمْ فَيَتَأَذَّى بِهَا النَّاسُ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَوَ لَا تَغْتَسِلُونَ»؟

غسل جمعہ کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: دراصل کچھ لوگ مدینہ منورہ کی بالائی بستیوں میں رہتے تھے (جو کئی کئی میل دور تھیں۔) وہ جمعے کے لیے (مسجد نبوی میں) آتے تھے۔ انھیں میل کچیل لگا ہوتا۔ جب ہوا چلتی تو ان سے بدبو پھیلتی۔ دوسرے لوگ اس سے تکلیف محسوس کرتے۔ اس بات کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''تم غسل کر کے نہیں آتے؟''

فائدہ: باب کا مقصد واضح ہے کہ غسل جمعہ مندرجہ بالا مجبوری کی بنا پر تھا۔ جمہور کی یہ دوسری دلیل ہے کہ اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو غسل ضروری نہیں کیونکہ وہ لوگ کئی کئی میل سے آتے تھے۔ کام کاج کرنے کی وجہ سے جسم پر میل کچیل ہوتا تھا' آتے ہوئے پسینہ آجاتا تھا' کپڑے بھی اون وغیرہ کے ہوتے تھے' رش ہو جاتا تو اس سے ناگوار بو پھیل جاتی' اس لیے غسل کا حکم دیا گیا' لیکن دلائل کی رو سے یہ دلیل بھی زیر بحث مسئلے میں فیصلہ کن نہیں' علت اور سبب کے زائل ہونے سے اصل حکم کا زائل ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی کوئی عام قاعدہ کلیہ ہے' اگرچہ آغاز میں یہی وجہ تھی لیکن بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے انھیں اس پر برقرار رکھا اور اس کے متعلق مزید احکام صادر فرما کر اسے لازمی قرار دے دیا۔ طواف قدوم کے ابتدائی تین چکروں میں رمل کا بھی تو آغاز میں ایک سبب اور وجہ تھی لیکن زوال علت کے باوجود یہ عمل تا حال مشروع مطلوب ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے کتاب الغسل کا ابتدائیہ دیکھیے۔

١٣٨١- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ».

١٣٨١- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جمعے کے دن وضو کیا تو یہ کافی ہے اور اچھی بات ہے اور جو شخص غسل کرے تو غسل افضل ہے۔''

١٣٨١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الوضوء يوم الجمعة، ح: ٤٩٧ من حديث شعبة به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ١٦٨٤، وصححه ابن خزيمة. * الحسن عن سمرة صحيح، لأنه رواية كتاب، والرواية عن الكتاب صحيحة كما حققته في نيل المقصود، ح: ٣٥٤ ثم وجدت تصريح سماع الحسن البصري من سمرة في هذا الحديث، وأخرجه أبوعلي الحسن بن علي بن نصر الطوسي في مختصر الأحكام، مستخرج الطوسي على جامع الترمذي: ٣/ ١٠، ح: ٣٣٤/ ٤٦٧، والحمد لله، وللحديث شواهد.

قَالَ أَبُوعَبْدِالرَّحْمٰنِ: اَلْحَسَنُ عَنْ سَمُرَةَ [كِتَابًا]، وَلَمْ يَسْمَعِ الْحَسَنُ مِنْ سَمُرَةَ إِلَّا حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ، وَاللّٰهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) بیان کرتے ہیں کہ حسن بصری سمرہ بن جندب کی کتاب سے بیان کرتے ہیں اور انھوں نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے عقیقے والی حدیث کے علاوہ کوئی روایت نہیں سنی۔ واللّٰه تعالیٰ أعلم.

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ یہ روایت حسن بصری نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے براہ راست نہیں سنی بلکہ ان کی کتاب سے بیان کی ہے اس میں وہ سماع کی تصریح نہیں کرتے۔ حسن کی حضرت سمرہ سے روایت کے بارے میں محدثین کی تین آراء ہیں: ○ حسن کا سمرہ سے علی الاطلاق سماع ثابت ہے۔ گویا اس طرح ان کی تمام مرویات سماع پر محمول ہوں گی۔ یہ موقف امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد علی بن مدینی رحمہ اللہ کا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ اوسط میں ذکر کیا ہے نیز امام ترمذی اور امام حاکم رحمہما اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ ○ حسن نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا یعنی سرے سے ان کا حضرت سمرہ سے سماع ہی ثابت نہیں۔ یہ رائے امام ابن حبان رحمہ اللہ کی ہے۔ امام یحییٰ بن معین اور امام شعبہ بھی اسی کے قائل ہیں لیکن اس دعوے کی کوئی دلیل نہیں۔ ○ امام حسن کا حضرت سمرہ سے صرف حدیث عقیقہ میں سماع ثابت ہے اور بس۔ یہ موقف امام نسائی رحمہ اللہ کا ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ کا بھی اپنی سنن میں اسی طرف رجحان ہے۔ امام عبدالحق اور امام بزار وغیرہ بھی اس کے قائل ہیں۔ تاہم دلائل کی رو سے راجح موقف امام نسائی وغیرہ ہی کا ہے یا جس روایت میں وہ خود حضرت سمرہ سے سماع کی تصریح فرما دیں یا شواہد کی روشنی میں اسے تقویت ملتی ہو تو وہی روایت قابل حجت ہوگی وگرنہ نہیں۔ حدیث عقیقہ میں امام حسن نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے خود سماع کی تصریح فرمائی ہے۔ واللّٰه أعلم. مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:١٦/١٣١، ١٣٢) ② جمہور علماء اس حدیث کے پیش نظر غسل جمعہ کو مستحب قرار دیتے ہیں لیکن ان کی رائے محل نظر ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ: ''جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔'' وجوب کے منافی نہیں، کسی چیز کی افضلیت سے اس کے وجوب کی نفی نہیں ہوتی۔ واللّٰه أعلم. اس حدیث کے مفہوم کو مزید سمجھنے کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ دیکھیے۔

(المعجم ١٠) - فَضْلُ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٨)

باب:١٠- جمعے کے دن کے غسل کی فضیلت

١٣٨٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ

١٣٨٢- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

١٣٨٢- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في فضل الغسل يوم الجمعة، ح: ٤٩٦ من حديث يحيى بن الحارث به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ١٦٨٥، وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وحسنه البغوي، وله علة مردودة، راجع نيل المقصود، ح: ٣٤٥، ٣٤٦، وانظر الحديث◀◀

وَهَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَغَدَا وَابْتَكَرَ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ صِيَامُهَا وَقِيَامُهَا».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (اپنے سر یا کپڑوں کو) اچھی طرح دھویا اور غسل کیا اور اول وقت مسجد میں گیا۔ اور خطبے کو شروع سے سنا اور امام کے قریب بیٹھا اور کوئی فضول کام نہ کیا' تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے صیام وقیام کا ثواب ملے گا۔“

فوائد ومسائل: ① حدیث میں بیان شدہ ثواب صرف غسل کی بنا پر نہیں بلکہ بہت سے کاموں پر ہے۔ مگر ان کاموں میں چونکہ غسل بھی شامل ہے' لہٰذا اس فضیلت میں غسل کا بھی دخل ہے۔ ② ”سر یا کپڑوں کو دھویا“ یہ عربی لفظ [غَسَّلَ] کا ترجمہ ہے۔ بعض لوگوں نے اس کے معنی یہ کیے ہیں کہ اپنی بیوی کو بھی غسل کرائے' یعنی اس سے جماع کرے تاکہ وہ بھی غسل کر لے' تاہم ہمارے نزدیک پہلا معنی راجح ہے۔ واللہ أعلم. ③ ”فضول کام“ مثلاً: باتیں کرنا' کپڑوں' صفوں کے تنکوں یا دریوں وغیرہ کے دھاگوں سے کھیلنا۔ ④ ”ایک سال کے صیام وقیام“ یعنی دن کو روزہ اور رات کو مسلسل قیام کرنا۔ ان میں کبھی ناغہ ہونہ سستی۔ یہ اس قدر مشکل کام ہے کہ کوئی انسان اسے نہیں کر سکتا۔ لیکن مذکورہ اعمال کرنے والا اس عظیم اجر کا مستحق قرار پائے گا۔

(المعجم ١١) - بَابُ الْهَيْأَةِ لِلْجُمُعَةِ (التحفة ٥٦٩)

باب: ١١- جمعے کے لیے اچھی حالت اختیار کرنا

١٣٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ

١٣٨٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے ایک (ریشمی) جوڑا (فروخت ہوتے) دیکھا تو کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر آپ یہ جوڑا خرید لیں اور جمعے کے دن پہنا

◀◀ الآتي: ١٣٩٩.

١٣٨٣- أخرجه البخاري، الجمعة، باب: يلبس أحسن ما يجد، ح: ٨٨٦، ومسلم، اللباس، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٩١٧، ٩١٨، والكبرٰى، ح: ١٦٨٦.

وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ»، ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِثْلُهَا فَأَعْطٰى عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا» فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

کریں اور جب وفد آئیں، تب بھی پہنیں (تو کیا ہی خوب ہو۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے (یعنی ریشمی کپڑے کو) تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔“ پھر (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی قسم کے جوڑے آئے تو آپ نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ یہ جوڑا مجھے پہناتے ہیں جب کہ آپ نے عطارد کے لائے ہوئے جوڑے کے بارے میں جو الفاظ ارشاد فرمائے تھے (وہ تو اس کے برعکس حرمت پر دلالت کرنے والے تھے؟) آپ نے فرمایا: ”میں نے تجھے پہننے کے لیے نہیں دیا۔“ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا مکہ مکرمہ میں رہنے والے اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے بالواسطہ یہ پہلو نکلتا ہے کہ جمعے کے دن اچھا لباس (طاقت کے مطابق) پہننا چاہیے، اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو مذکورہ مشورہ دیا تھا، آپ نے اس کی نفی نہیں فرمائی بلکہ اس لباس کو نہ خریدنے کی وجہ یہ بتلائی کہ وہ ریشمی ہے اور ریشمی لباس مردوں کے لیے حرام ہے۔ ② ”جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کا لباس کافر لوگ پہنتے ہیں، مسلمان نہیں پہنتے، یعنی مسلمانوں کو ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے کیونکہ انھیں ریشمی لباس آخرت میں ملے گا۔ ③ ”مشرک بھائی“ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ماں کی طرف سے یا رضاعی بھائی تھا۔ واللہ أعلم.

١٣٨٤- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّ عَمْرَو بْنَ سُلَيْمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ

۱۳۸۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے دن غسل کرنا ہر بالغ مرد پر ضروری ہے، نیز وہ مسواک کرے اور جو خوشبو حاصل کر سکے، لگائے۔“

١٣٨٤- [صحيح] تقدم، ح: ١٣٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٨٨.

أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَالسِّوَاكَ، وَأَنْ يَمَسَّ مِنَ الطِّيبِ مَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ».

(المعجم ١٢) - فَضْلُ الْمَشْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٧٠)

باب:١٢- جمعے کے لیے پیدل جانے کی فضیلت

١٣٨٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْأَشْعَثِ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَوْسَ بْنَ أَوْسٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَسَّلَ وَغَدَا وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ».

١٣٨٥- رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی حضرت اوس بن اوس ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی جمعے کے دن غسل کرے اور اپنے جسم وغیرہ کو اچھی طرح دھوئے اور اول وقت جائے، خطبہ شروع سے سنے، پیدل جائے، سوار نہ ہو، امام کے قریب بیٹھے، خاموش رہے اور فضول بات نہ کرے، تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے عمل (صیام وقیام) کا ثواب ملے گا۔“

(المعجم ١٣) - بَابُ التَّبْكِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٧١)

باب:١٣- جمعے کے لیے جلدی جانا

١٣٨٦- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى أَبْوَابِ

١٣٨٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور جمعۃ المبارک کے لیے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ جب امام خطبے کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں۔“

١٣٨٥- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٣٨٢، وهو في الكبرى، ح: ١٦٩١.

١٣٨٦- أخرجه البخاري، الجمعة، باب الاستماع إلى الخطبة يوم الجمعة، ح: ٩٢٩، ومسلم، الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة، ح: ٨٥٠/ ٢٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ١٦٩٣، وأخرجه أحمد: ٢/ ٢٥٩ عن عبدالأعلى بن عبدالأعلى به.

الْمَسْجِدِ فَكَتَبُوا مَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَتِ الْمَلَائِكَةُ الصُّحُفَ». قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُهَجِّرُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً، ثُمَّ كَالْمُهْدِي بَقَرَةً، ثُمَّ كَالْمُهْدِي شَاةً، ثُمَّ كَالْمُهْدِي بَطَّةً، ثُمَّ كَالْمُهْدِي دَجَاجَةً، ثُمَّ كَالْمُهْدِي بَيْضَةً».

(راویٔ حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعے کے لیے سب سے پہلے آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے اونٹ بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے گائے بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے بکری بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے بطخ بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے مرغی بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے انڈا بھیجنے والے کی طرح ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''فرشتے'' یہ مخصوص فرشتے ہیں جو صرف جمعے سے قبل آنے والوں کے نام اور ثواب لکھنے کے لیے مقرر ہیں۔ (عموماً اعمال لکھنے والے فرشتے تو ہر وقت لکھتے رہتے ہیں۔) پھر یہ خطبہ بھی سنتے ہیں۔ اس سے جمعۃ المبارک کی عظمت ظاہر ہوتی ہے' اسی لیے اس دن کو قرآن مجید میں ''شاہد'' کہا گیا ہے اور اگر اس سے عام ''کراما کاتبین'' مراد ہوں تو پھر جمعۃ المبارک کے لیے خطبے سے پہلے آنے والوں کے لیے مخصوص رجسٹر ہوں گے جنھیں خطبہ شروع ہونے سے قبل بند کر دیا جاتا ہے۔ اس میں پہلے آنے والوں کی عظیم فضیلت ہے کہ ان کی حاضری کے لیے فرشتے دروازوں پر آکر بیٹھتے ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ. ② ''سب سے پہلے آنے والا'' بعض علما کا خیال ہے کہ فرشتوں نے خطبے سے پہلے کچھ اوقات مقرر کر رکھے ہوں گے۔ ان اوقات کے لحاظ سے لوگوں کے درجات بنتے ہوں گے ورنہ ظاہراً تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے آنے والے صرف چھ سات افراد کے نام لکھے جاتے ہیں مگر یہ درست نہیں کیونکہ ممکن ہے بیک وقت کئی افراد داخل ہوں' لہٰذا اوقات کا تقرر ہوگا مگر ان اوقات کی تفصیل کسی حدیث میں نہیں آئی۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کے مابین اس بارے میں اختلاف ہے۔ جمعے کے لیے جلدی نکلنا بالاتفاق مستحب ہے لیکن اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ حدیث میں وارد پانچ گھڑیوں سے مراد کیا ہے؟ کیا پانچ یا چھ گھڑیوں سے مقصود صرف وقت کے چند اجزاء ہیں یا وہ معروف گھڑیاں ہیں جن میں دن رات ۲۴ گھنٹوں میں تقسیم ہوتے ہیں؟ جمہور علماء وفقہاء اس سے مراد معروف زمانی وفلکی ساعات (گھنٹے) لیتے ہیں۔ امام شافعی' امام احمد' سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ

وغیرہ کی یہی رائے ہے۔ایک دن میں بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں جیسا کہ اس کی تائید حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے کہ جمعے کے دن کی بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔(سنن أبي داود' الصلاة' حدیث:۱۰۴۸' وصحیح سنن أبي داود (مفصل) للألباني' حدیث:۹۶۳) اس لحاظ سے ان کے ہاں سورج کے بلند ہونے سے پہلی گھڑی کا آغاز ہو جاتا ہے۔اس طرح زوال شمس تک' وقت کے اس دورانیے کو پانچ گھڑیوں میں تقسیم کرلیا جائے' خواہ پہلی گھڑی گھنٹے پر مشتمل ہو یا سوا یا ڈیڑھ گھنٹے پر کیونکہ گرمی سردی کے اعتبار سے وقت کے لحاظ سے گھڑیوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن دن کبھی بارہ گھڑیوں سے کم نہیں ہوتا۔اس طرح پہلی گھڑی میں آنے والے افراد' خواہ تعداد میں زیادہ ہی ہوں' وہ اونٹ کی قربانی کا ثواب پائیں گے۔ اسی طرح ترتیب وار دیگر گھڑیوں میں آنے والے حضرات بھی اسی حساب سے ثواب میں شریک ہوں گے۔ "الساعة" کے عرف میں بھی یہی معنی متبادر ہیں۔دوسرا موقف امام مالک رحمہ اللہ اور بعض شوافع کا ہے۔ان کے نزدیک احادیث میں وارد ساعات سے مراد معروف گھڑیاں نہیں بلکہ زوال کے بعد چند لحظات یا لمحات ہیں' یعنی زوال کے بعد چھٹی گھڑی کے یہ چند اجزاء یا لمحات ہوتے ہیں جن میں فرشتے آنے والوں کے ترتیب وار نام لکھتے ہیں۔اس دعوے کی ان کے پاس چند دلیلیں ہیں:

○ پہلی دلیل: حدیث میں لفظ [رَاحَ] (فعل ماضی) استعمال ہوا ہے جس کے معنی بعد از زوال جانے یا روانہ ہونے کے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ بعد از زوال جلدی نکلنے کی ترغیب ہے نہ کہ دن کے آغاز میں۔اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ رَاحَ صرف بعد از زوال جانے پر نہیں بولا جاتا' بلکہ مطلق جانے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے' خواہ جانا کسی وقت بھی ہو' یہ اہل حجاز کی لغت ہے' جیسا کہ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا ہے' لہٰذا سفر دن کے آغاز میں یا آخر میں یا رات کے وقت ہو' اس پر یہ لفظ بولا جاتا ہے' اس کی بعد از زوال وقت کے ساتھ تخصیص درست نہیں۔

○ دوسری دلیل: حدیث میں وارد لفظ [اَلْمُهَجِّر] ہے' نیز اس حدیث میں بجائے ساعات کے لفظ [ثُمَّ] استعمال ہوا ہے' جس کے معنی یہ ہیں کہ لوگ ایک دوسرے کے بعد آئیں' اور اس میں گھڑیوں کا ذکر نہیں ہے۔ اور [اَلْمُهَجِّر، تَهْجِیر] سے مشتق ہے جس کے معنی عین دوپہر کا وقت ہیں جسے عربی میں اَلْهَاجِرة کہتے ہیں۔اس سے بھی پتہ چلا کہ آغاز دن مراد نہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ جن روایات میں ساعات کا ذکر ہے' وہ مفصل ہیں اور لفظ [ثُمَّ] کے ساتھ منقول حدیث مبہم ہے۔قاعدے کی رو سے مجمل کو مفصل پر محمول کیا جاتا ہے' یعنی جو وضاحت مفصل میں ہوتی ہے' اسے ہی لینا ضروری ہے' اس لیے الساعات کی تصریح سے منقول روایات مقدم ہیں' نیز سب طرق وروایات میں صرف لفظ [اَلْمُهَجِّر] ہی نہیں آتا بلکہ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بعض میں لفظ [غَدَا] اور بعض میں [اَلْمُتَعَجِّل] "جلدی کرنے والے" کے الفاظ وغیرہ بھی ہیں۔اس

سے لفظ[اَلْمُهَجِّر] کے معنی متعین ہو جاتے ہیں' نیز لغت میں یہ لفظ تبکیر و تعجیل کے معنی میں بھی آتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ اس کے معنی میں عین دوپہر یا شدید دھوپ میں نکلنے کے بھی آتے ہیں لیکن لغت کی روشنی میں تبکیر و تعجیل کے معنی سے بھی مفر نہیں' بلکہ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہاں اسی مؤخر الذکر معنی میں استعمال ہوا ہے۔

○ تیسری دلیل: لفظ[السَّاعَة] معروف گھنٹے کے معنی میں نہیں بلکہ زمانے یا وقت کے ایک جز یا حصے پر بولا جاتا ہے۔اردو میں اس کے معنی "گھڑی" کے کیے جاتے ہیں' یہ عام ہے' خواہ تھوڑے وقت کو محیط ہو یا زیادہ کو' اسی لیے اس کے معنی لمحے یا لحظات کیے جاتے ہیں۔اس کا جواب تین طرح دیا جا سکتا ہے: ① شرعاً ایک دن کے بارہ گھڑیوں میں تقسیم ہونے کا ذکر ملتا ہے جیسا کہ سنن ابی داود کی حدیث میں ہے۔زیر بحث مسئلے میں اس سے تائید لی جا سکتی ہے۔ ② عرف میں بھی الساعة کے متبادر معنی یہی ہیں جو جمہور مراد لیتے ہیں۔ ③ اگر الساعات سے مراد چھٹی گھڑی کے چند لحات یا لحظے ہی ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کے پانچ گھڑیوں کے ذکر کے کیا معنی ہیں؟ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد وہی پانچ گھڑیاں ہیں جو بارہ گھڑیوں کا حصہ ہیں۔جن پر' گرمی ہو یا سردی' ایک دن محیط ہوتا ہے۔

○ چوتھی دلیل: اگر احادیث میں وارد ساعات سے مراد چند لمحے یا لحظات مراد نہ ہوں تو اس سے ان گھڑیوں کی طوالت لازم آتی ہے' یعنی ان گھڑیوں کا دورانیہ لمبا ٹھہرتا ہے' جس سے' سابق اور لاحق' یعنی پہلے اور بعد میں آنے والوں کا فرق ختم ہو جاتا ہے' اور ان گھڑیوں میں یکے بعد دیگرے آنے والوں کی فضیلت میں برابری اور یکسانیت لازم آتی ہے' مثلاً: پہلی گھڑی اگر ایک یا سوا گھنٹے پر مشتمل ہو تو ممکن ہے اس گھڑی میں دو چار یا آٹھ دس آدمی یکے بعد دیگرے آئیں۔اسی طرح باقی گھڑیوں میں بھی یہ ہوتا ہے یا اس کا قوی امکان ہے۔کیا اس گھڑی میں آنے والے ان تمام افراد کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے یا صرف ان کو جو ان میں سے پہلے آئے اور بس؟ اسی اعتراض سے بچنے کے لیے امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ ان سے مراد چند لحات یا لحظات لیتے ہیں۔اس اشکال کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اگرچہ پہلی گھڑی میں یکے بعد دیگرے آنے والے تمام افراد نفس اونٹ کی قربانی کا ثواب تو پاتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے' لیکن اس سے ہر لحاظ سے اونٹ کی قربانی میں تمام افراد کی برابری اور یکسانیت لازم نہیں آتی' وہ اس طرح کہ جو سب سے پہلے آئے اسے خوب موٹے تازے فربہ اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہو' جو اس کے بعد آئے اسے اس سے کم تر اور جو اس کے بعد آئے اسے اس سے کمزور یا کم تر اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہو' یعنی مذکورہ تفاوت اور فرق یا اختلاف مراتب نفس اونٹ وغیرہ کی ذات کی بنا پر تو نہ ہو بلکہ ان کی صفات میں ہو اور برابری صرف اونٹ وغیرہ کی ذات کی حد تک ہو جیسا کہ ذکر ہوا' اور یہی بات درست ہے۔حدیث کو اس طرح سمجھنے سے اشکال و اعتراض رفع ہو جاتا ہے۔

واللہ أعلم.

○ پانچویں دلیل: اہل مدینہ کا عمل اس کے برعکس تھا۔ وہ آغاز دن ہی سے نہیں آتے تھے بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہ عمل نہ تھا' اس لیے اگر حدیث میں وارد لفظ الساعات سے جمہور والی گھڑیاں مراد لی جائیں تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نیکی کی شدید رغبت وحرص کے باوجود اول النہار حاضر نہ ہوتے تھے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں ساعات سے مراد زوال کے بعد چھٹی گھڑی کے چند مختصر لمحے یا لحظے ہی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل مدینہ کل امت نہیں کہ ان کا اتفاق یا عدم عمل قابل حجت اور اجماع کی حیثیت کا حامل ہو۔ پھر اول النہار مسجد کی طرف جانا بھی تو کوئی واجبی عمل نہیں' بلکہ بعض دیگر امور دینی یا دیگر مصالح اس عمل سے کہیں زیادہ اہمیت و فضیلت کے حامل ہوتے ہیں' اس لیے اسے ترک کیا جاسکتا ہے اور یہ جائز ہے۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ اس درجہ تعجیل ان کے ہاں مکروہ یا ناجائز تھی۔ یقیناً جو آدمی نماز فجر پڑھ کر اسی جگہ ذکر اذکار میں مشغول رہے اور سورج طلوع ہونے کے بعد دو رکعت پڑھ لے' وہ اس آدمی سے' جو صرف اشراق ہی پڑھتا ہے' کہیں زیادہ فضیلت اور ثواب کا حامل ہے۔ اسی طرح وہ آدمی' جو نماز فجر کی ادائیگی کے بعد غسل وغیرہ کرے اور تیار ہو' اور اشراق پڑھ کر نماز جمعہ کے انتظار میں بیٹھا رہے' یقیناً اس شخص کی نسبت یہ کہیں زیادہ فضیلت پاتا ہے جو خطیب کے آنے سے صرف چند لمحے قبل مسجد میں پہنچتا ہے' جبکہ احادیث کی روشنی میں اس طرح انتظار کرنے والے کو بدستور نماز کی حالت میں شمار کیا گیا ہے۔ بلاشبہ ایسے آدمی کی فضیلت کا کسی کو انکار نہیں اور نہ ہونا چاہیے۔ اس قسم کے اعمال کی مشروعیت عمومی دلائل واحادیث سے اخذ ہوتی ہے۔ کسی صحابی یا تابعی کے عدم عمل یا ان کے متعلق عدم نقل کی بنا پر اسے رد نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ أعلم.

○ چھٹی دلیل: اگر حدیث میں موجود الساعات کو فلکی ساعات' یعنی گھنٹوں کے معنی میں لیا جائے تو اس صورت میں خطیب کا قبل از زوال نکلنا لازم آتا ہے۔ وہ اس طرح کہ آفتاب کے بلند ہونے سے امام کے خروج سے قبل تک' وقت کے دورانیے کو پانچ گھڑیوں میں تقسیم کیا جائے تو پانچویں گھڑی کے بعد خروج امام کا ذکر ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ یہ چھٹی گھڑی کا ابتدائی اور قبل از زوال کا وقت ہوتا ہے۔ اور جمہور کے نزدیک قبل از زوال نماز جمعہ درست نہیں۔ لیکن جن کے نزدیک یہ جائز ہے ان کے لیے یہ حدیث قابل اعتراض نہیں بلکہ ان کے حق میں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث کے کسی طریق میں امام کے اول النہار نکلنے کا ذکر نہیں ہے ہوسکتا ہے پہلی گھڑی نہانے اور جمعے کی تیاری وغیرہ کے لیے ہو۔ اور مسجد میں آنا دوسری گھڑی کے آغاز میں ہو۔ اس طرح دن کے اعتبار سے یہ دوسری گھڑی ہوگی اور جانے کے اعتبار سے پہلی۔ بنابریں پانچویں گھڑی کے آخری لحظے زوال کے ابتدائی لحات ہوں گے۔ (فتح الباري:۲/۳۶۸)

الغرض مذکورہ معروضات سے واضح ہوتا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کا موقف مرجوح ہے۔ جمہور علماء کے دلائل قوی اور قرین قیاس ہیں۔ اگرچہ قرآن وحدیث کی روشنی میں حدیث میں منقول ساعات کی واضح طور پر تحدید مشکل ہے لیکن فریق مخالف کے مقابلے میں جمہور کی رائے ہی مضبوط ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق بھی یہی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد' مع حاشية العدة: ۵۲۲/۲-۵۳۱' وزادالمعاد: ۳۹۹/۱-۴۰۷ بتحقيق شعيب الأرناؤط' وفتح الباري: ۳۶۶/۲-۳۷۰' رقم الحديث: ۸۸۱' ومرعاة المفاتيح: ۲۹۳/۲-۲۹۵' طبعه أولى' و موسوعه فقهيه از حسين بن عوده: ۳۶۲/۲)

③ رجسٹر بند ہونے کے بعد آنے والے سبقت کے ثواب سے محروم رہتے ہیں مگر انھیں جمعے کی حاضری' خطبے کے سماع' نماز میں شرکت اور ذکر ودعا وغیرہ کا ثواب ملتا ہے لیکن درجات میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ④ بعض لوگ اس حدیث سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ مرغی کی قربانی بھی جائز ہے لیکن اگر اس استدلال کو درست سمجھ لیا جائے تو پھر انڈے کی قربانی کا جواز بھی تسلیم کرنا پڑے گا' جسے یہ خود بھی تسلیم نہیں کرتے۔ بنابریں یہ استدلال درست نہیں۔ اس حدیث میں مذکورہ چیزوں کی قربانی سے مراد وہ اجر وثواب ہے جو ان چیزوں کے صدقہ کرنے سے مل سکتا ہے' اسی لیے بعض لوگ [مُهْدِي] کے معنی ہی "صدقہ کرنے والا" کرتے ہیں۔ بہر حال جو معنی بھی کیے جائیں' اس سے مرغی یا انڈے کی قربانی کا جواز کشید کرنا یکسر غلط ہے۔ ⑤ ادنیٰ سی چیز بھی اللہ کی راہ میں دینے سے ہچکچانا نہیں چاہیے۔ اخلاص کے ساتھ دی ہوئی معمولی سی چیز بھی عنداللہ بہت زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "آگ سے بچو' چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے (کے صدقے) کے ساتھ ہی۔" (صحيح البخاري' الزكاة' حديث: ۱۴۱۷)

۱۳۸۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلٰى مَنَازِلِهِمُ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ فَاسْتَمَعُوا

۱۳۸۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اسے نبی ﷺ تک پہنچاتے ہیں (یعنی مرفوعاً بیان کرتے ہیں:) "جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو لوگوں کے نام ان کے (جمعۃ المبارک کے لیے آنے کے لحاظ سے) مراتب کے مطابق لکھتے ہیں' یعنی سب سے پہلے آنے والے' پھر ان کے بعد پہلے آنے والے (کا نام لکھتے

۱۳۸۷ـ أخرجه مسلم، ح: ۸۵۰/ ۲٤ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۱٦۹٤.

الْخُطْبَةَ، فَالْمُهَجِّرُ إِلَى الصَّلَاةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي بَقَرَةً، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي كَبْشًا حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ».

ہیں) پھر جب امام (خطبہ دینے کے لیے) نکلتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کر کے خطبۂ جمعہ سنتے ہیں' لہٰذا سب سے پہلے نماز جمعہ کے لیے آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے اونٹ بھیجنے والے کی طرح ہے' پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے گائے بھیجنے والے کی طرح ہے' پھر اس کے بعد آنے والا (کعبے کی طرف) قربانی کے لیے مینڈھا بھیجنے والے کی طرح ہے۔" حتی کہ آپ نے مرغی اور انڈے کا بھی ذکر فرمایا۔

١٣٨٨- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَقْعُدُ الْمَلَائِكَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى مَنَازِلِهِمْ، فَالنَّاسُ فِيهِ كَرَجُلٍ قَدَّمَ بَدَنَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَدَنَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَقَرَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَقَرَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ شَاةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ شَاةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ دَجَاجَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ دَجَاجَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ عُصْفُورًا، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ عُصْفُورًا وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَيْضَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَيْضَةً».

١٣٨٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعۃ المبارک کے دن فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کے نام ان کے آنے کی ترتیب کے مطابق لکھتے ہیں۔ ان میں سے کوئی تو اس آدمی کی طرح ہوں گے جس نے اعلیٰ درجے کا اونٹ صدقہ کیا۔ اور کچھ اس آدمی کی طرح جس نے کم درجے کا اونٹ صدقہ کیا۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے اعلیٰ درجے کی گائے صدقہ کی اور کچھ اس کی طرح جس نے کم درجے کی گائے صدقہ کی۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے اعلیٰ درجے کی بکری صدقہ کی' کچھ اس آدمی کی طرح جس نے کم درجے کی بکری صدقہ کی۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے بہترین مرغی صدقہ کی اور کچھ اس آدمی کی طرح جس نے کم درجے کی مرغی صدقہ کی۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے قیمتی چڑیا صدقہ کی اور کچھ اس آدمی کی

١٣٨٨ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ١٦٩٥. * ابن عجلان عنعن، تقدم، ح: ١٢٧١، ولم أجد تصريح سماعه، وقوله "عصفور" غريب، لم أجد له طريقًا صحيحًا.

طرح جس نے عام چڑیا صدقہ کی۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے بہترین انڈہ صدقہ کیا اور کچھ اس آدمی کی طرح جس نے عام انڈہ صدقہ کیا۔

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مقصد یہ ہے کہ آنے والوں کے اجروں میں فرق اوقات وساعات کے لحاظ سے ہے' یعنی اونٹ کے ثواب کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ اس دوران میں جتنے لوگ بھی آئیں گے سب کو اونٹ کا ثواب ملے گا' البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اس وقت کے دوران میں بھی پہلے آنے والے اعلیٰ اونٹ کے صدقے کے ثواب کے مستحق قرار پائیں اور آخر میں آنے والے ادنیٰ اونٹ کے۔ درمیان میں آنے والے درمیانے درجے کے اونٹ کا۔ اسی طرح باقی جانوروں کا حساب ہے۔ جوں جوں تاخیر ہوتی جائے گی' ثواب کم ہوتا جائے گا۔ واللہ أعلم. ② مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ اس میں [عُصْفُوْرٌ] (چڑیا کا ذکر) منکر ہے۔ محفوظ [دَجَاجَة] (مرغی) کا لفظ ہے۔ باقی روایت قابل حجت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے عصفور کو منکر اور دَجاجه کے لفظ کو محفوظ قرار دیتے ہوئے باقی روایت کو حسن صحیح کہا ہے۔ بنابریں دلائل کی رو سے یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن النسائي للألباني' رقم:١٣٨٦' وذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٦٣-١٦٢/١٦)

(المعجم ١٤) - وَقْتُ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٧٢)

باب:۱۴- جمعے کا وقت

١٣٨٩ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ

۱۳۸۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے جمعۃ المبارک کے دن غسل جنابت کی طرح (اچھی طرح) غسل کیا' پھر پہلے وقت میں (جمعے کے لیے) چل پڑا تو یوں سمجھو کہ اس نے اونٹ صدقہ کیا اور جو شخص دوسرے وقت میں چلا' گویا اس نے گائے صدقہ کی اور جو تیسرے وقت میں چلا' گویا اس نے مینڈھا صدقہ کیا اور جو آدمی چوتھے وقت میں چلا' گویا اس نے مرغی صدقہ کی اور جو

١٣٨٩ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، ح: ٨٥٠ عن قتيبة، والبخاري، الجمعة، باب فضل الجمعة، ح: ٨٨١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٠١، والكبرٰى، ح: ١٦٩٦.

فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ».

پانچویں وقت میں گیا' گویا اس نے انڈہ صدقہ کیا۔ پھر جب امام (خطبے کے لیے) نکلتا ہے تو (خصوصی درجات لکھنے والے) فرشتے بھی مسجد میں آ کر ذکر سننے لگتے ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① ان ساعات یا اوقات سے مراد قبل از زوال کی وہ گھڑیاں ہیں جن کا آغاز سورج چڑھنے کے بعد ہوتا ہے جیسا کہ جمہور کا موقف ہے۔ اور یہی موقف دلائل کی رو سے درست ہے۔ واللہ أعلم. جس کی تفصیل گزشتہ حدیث (۱۳۸۶) کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ ② باب کے عنوان سے لگتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کا موقف ممکن ہے یہ ہو کہ نماز جمعہ کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ سمیت اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے لیکن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے اس مسئلے کا استنباط محل نظر ہے کیونکہ اس حدیث میں پانچ گھڑیوں کا ذکر ہے' اور پانچویں کے اختتام اور چھٹی گھڑی کے آغاز میں خروج امام کا ذکر ہے اور یہ قبل از زوال کا وقت ہے' اس طرح یہ حدیث ان اہل علم کی دلیل بنتی ہے جو قبل از زوال بھی نماز جمعہ کے قائل ہیں۔ ہاں اگر ان پانچ گھڑیوں کا شمار دوسری گھڑی سے ہو اور پہلی گھڑی غسل اور جمعے کی تیاری کے لیے ہو' جیسا کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے توجیہ کی ہے تو پھر یہ حدیث قبل از زوال جمعہ کے موقف کے حاملین کی دلیل نہیں بنتی۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا مذکورہ حدیث سے استدلال تب محل نظر ہو گا جب احادیث میں [بَطَّة] بطخ اور [عُصْفُور] "چڑیا" کا ذکر شاذ اور ضعیف تصور کیا جائے اور حق بھی یہی ہے کہ یہ دونوں اضافے ضعیف ہیں' لیکن اگر انہیں صحیح سمجھا جائے تو پھر مذکورہ اشکال وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں کل چھ گھڑیاں بنتی ہیں جس سے خطیب کا نکلنا ساتویں گھڑی کے آغاز میں لازم ٹھہرتا ہے اور یہ وقت بعد از زوال کا ہوتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا یہ ذہن ہو سکتا ہے کیونکہ انھوں نے مذکورہ اضافات والی روایات کے بعد یہ عنوان قائم کیا ہے۔ واللہ أعلم.

۱۳۹۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْجُلَاحِ مَوْلَى عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

۱۳۹۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جمعے کا دن بارہ گھنٹے ہے۔ (ان میں سے ایک وقت ایسا ہے کہ) اس میں جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتا پایا جائے' اللہ تعالیٰ اسے ضرور وہ چیز دے دیتا ہے۔ تو تم اس وقت کو عصر کے بعد آخری گھنٹے میں تلاش کرو۔"

۱۳۹۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإجابة أية ساعة هي في يوم الجمعة، ح: ۱۰۴۸ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۶۹۷، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۲۷۹، ووافقه الذهبي.

عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَوْمُ الْجُمُعَةِ اثْنَتَا عَشْرَةَ سَاعَةً لَا يُوجَدُ فِيهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ إِيَّاهُ فَالْتَمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ».

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں ساعات سے مراد معروف (ساعات نجومیہ) گھنٹے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ چند گھڑیاں ہیں جو فضیلت رکھتی ہیں اور ان میں سے سب سے افضل وہ گھڑی ہے جس میں کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔ ② محقق روایات کے مطابق وہ وقت یا گھڑی عصر کے بعد کسی وقت ہے۔ اگرچہ اس بارے میں اور اقوال بھی ہیں۔ واللہ أعلم.

١٣٩١- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنُرِيحُ نَوَاضِحَنَا. قُلْتُ: أَيَّةَ سَاعَةٍ؟ قَالَ: زَوَالُ الشَّمْسِ.

١٣٩١- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھتے، پھر واپس آ کر اپنے پانی ڈھونے والے اونٹوں کو آرام کا موقع دیتے۔ حضرت محمد باقر نے (حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے) پوچھا: کس وقت؟ انھوں نے فرمایا: زوال کے وقت۔

فائدہ: یہ سوال و جواب نماز جمعہ پڑھنے کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے اور واپس لوٹنے اور اونٹوں کو آرام دینے کے بارے میں بھی۔ گویا روایت مبہم ہے، لہٰذا اس سے قبل از زوال جمعہ پڑھنے پر استدلال درست نہیں بلکہ اسے مشہور روایات پر محمول کرنا چاہیے۔ واللہ أعلم.

١٣٩٢- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَعْلَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ

١٣٩٢- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھ کر واپس لوٹتے تھے تو دیواروں کا سایہ اتنا نہیں ہوتا تھا کہ ان سے

١٣٩١- أخرجه مسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس، ح: ٨٥٨ من حديث يحيى بن آدم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٩٩.

١٣٩٢- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ٤١٦٨، ومسلم، ح: ٨٦٠ (انظر الحديث السابق) من حديث يعلى بن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٩٨.

الْأَكْوَعِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ فَيْءٌ يُسْتَظَلُّ بِهِ.

(اپنے آپ کو) سایہ مہیا کیا جا سکے۔

فائدہ: اس روایت سے بھی قبل از زوال جمعہ پڑھنے پر استدلال کیا جاتا ہے' حالانکہ اس روایت میں کوئی لفظ اس معنی پر دلالت نہیں کرتا۔ صرف اتنا سمجھ میں آتا ہے کہ جمعہ ختم ہونے تک اتنا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ جسم دھوپ سے بچ سکے۔ ظاہر ہے زوال کے بعد جمعہ پڑھنے سے قطعاً اتنا سایہ نہیں بنتا جو جسم کو دھوپ سے بچائے' ہاں اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جمعہ زوال کے بعد جلدی پڑھ لیا جائے اور خطبہ لمبا نہ ہو۔ سخت گرمیوں میں کچھ تاخیر بھی کی جا سکتی ہے جیسے کہ پیچھے گزرا۔

(المعجم ١٥) - بَابُ الْأَذَانِ لِلْجُمُعَةِ (التحفة ٥٧٣)

باب: ١٥- جمعے کے لیے اذان

١٣٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ: أَنَّ الْأَذَانَ كَانَ أَوَّلُ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَلَمَّا كَانَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَكَثُرَ النَّاسُ، أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ فَأُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ.

١٣٩٣- حضرت سائب بن یزید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر ؓ کے دور میں پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا' لیکن جب حضرت عثمان ؓ کا دور خلافت آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان ؓ نے جمعے کے دن تیسری اذان کا حکم دیا جو زوراء (مقام) پر کہی جاتی تھی۔ پھر (جمعے کی اذان کا) معاملہ اسی کے مطابق جاری ہو گیا۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں پہلی اذان سے مراد وہ اذان ہے جو خطبۂ جمعہ کے آغاز میں کہی جاتی ہے۔ آج کل اسے دوسری اذان کہا جاتا ہے۔ حدیث میں مذکور تیسری اذان سے مراد وہ اذان ہے جو خطبے کی

١٣٩٣_ أخرجه البخاري، الجمعة، باب التأذين عند الخطبة، ح: ٩١٦ من حديث يونس به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٠٠، وأخرج الطبراني في الكبير: ٧/ ١٤٧ بإسناد صحيح عن سليمان التيمي عن الزهري به، وفيه: "كان النداء على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما عند المنبر" الخ، وهذا يدل على ضعف حديث أبي داود، ح: ١٠٨٨، فليتنبه.

اذان سے کچھ دیر قبل کہی جاتی ہے تاکہ لوگ جمعے کی تیاری کر لیں۔ آج کل اسے پہلی اذان کہا جاتا ہے۔ اس روایت میں اقامت کو بھی اذان کہا گیا ہے تبھی خطبے کی اذان کو پہلی اذان کہا گیا ہے۔ گویا اقامت دوسری اذان تھی۔ ② ''لوگ زیادہ ہو گئے'' مدینہ منورہ کی آبادی آہستہ آہستہ بڑھ گئی اور مسلمانوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا تھا جب کہ خطبۂ جمعہ صرف مسجد نبوی ہی میں ہوتا تھا۔ اگر ایک ہی اذان (اذان خطبہ) ہوتی تو شہر کے اطراف سے آنے والے نمازی خطبۂ جمعہ بلکہ نماز جمعہ سے بھی محروم رہ جاتے۔ پھر جمعے کے دن بازار لگتا تھا، لوگ خرید وفروخت میں مشغول ہوتے۔ گھڑیاں تھی نہیں۔ جمعے کے وقت کا محض اندازہ کرتے تھے، اس میں غلطی اور تاخیر کے قوی احتمالات تھے' لہٰذا وہیں بازار میں زوراء پر وقت سے اتنی دیر پہلے اذان کہی جاتی تھی کہ اسے سن کر خریدار جلدی جلدی ضرورت کی چیز خرید کر اور دکاندار سامان سمیٹ کر گھر واپس جائیں۔ پھر غسل اور وضو کریں' کپڑے بدلیں' خوشبو لگائیں اور خطبے سے پہلے پہلے مسجد نبوی میں آ کر حسب توفیق نماز پڑھیں۔ ان تفصیلات کو سامنے رکھتے ہوئے آج کل خطبے کی اذان سے صرف ۱۵، ۲۰ منٹ پہلے' وہ بھی مسجد کے اندر کہی جاتی ہے' اس کے بارے میں غور کریں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اذان سے اس کا کیا تعلق ہے؟ اور دونوں میں کون سی مناسبت ہے؟ مزید یہ کہ آج کل گھڑیوں وغیرہ سے یہ ضرورت پوری ہوتی ہے۔ بہر حال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مذکورہ ضرورت کے تحت ایک اذان کا اضافہ فرمایا اور اِن کے پاس اس اذان کی نظیر موجود تھی۔ رسولِ اکرم ﷺ کے دور مبارک میں صبح کی دو اذانیں ہوتی تھیں۔ ایک وقت پر اور ایک وقت سے پہلے تاکہ زیادہ مصروفیت والے لوگ پہلی اذان پر اٹھ کھڑے ہوں اور جماعت کے ساتھ مل سکیں۔ ایک اذان کی صورت میں بہت سے لوگ جماعت سے رہ جاتے' لہٰذا ایک اذان وقت سے کچھ دیر قبل کہی جاتی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی کو مدنظر رکھ کر خطبے سے پہلے ایک اذان کا اضافہ فرمایا جسے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے قبول فرمایا اور آہستہ آہستہ یہ تمام عالم اسلام میں رائج ہو گئی۔ اور یہ سنت المسلمین بن گئی جسے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر ہر دور کے مجتہدین اور ائمہ کا اجماع میسر رہا ہے۔ گویا یہ اذان ضرورت ہے' خلیفۂ راشد کی سنت ہے اور اس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اب تک اجماع ہے' لہٰذا مذکورہ بالا پس منظر مدنظر رکھ کر اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ [فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ] (سنن أبي داود' السنة' حديث:۴۶۰۷)' البتہ اگر کہیں ضرورت محسوس نہ ہو تو ایک ہی اذان پر اکتفا کرنا بہتر ہے کیونکہ سنتِ رسول ﷺ اور خلیفہ اول وثانی' ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا عمل بھی یہی تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اس (پہلی اذان) کو بدعت کہنا لغوی معنی کے لحاظ سے ہے' جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت کو بدعت کہا تھا' حالانکہ انھوں نے خود اس کو مستقلاً رائج کیا تھا۔ واللہ أعلم. ③ ''زوراء'' بازار میں ایک بلند مکان تھا۔ وہاں یہ اذان کہی جاتی تھی تاکہ بلندی کی وجہ سے سارے مدینہ منورہ میں اذان سنائی دے کیونکہ اس (جمعہ) میں سب اہل مدینہ کی شمولیت ضروری تھی بخلاف دیگر نمازوں کے کہ وہ ہر محلے کی مقامی مساجد میں بھی با جماعت پڑھی جاتی تھیں۔ ④ ''جاری ہو گیا'' کیونکہ وہ خلیفۂ راشد تھے' لہٰذا لوگوں نے

اسے قبول کرلیا۔ بعض روایات کے مطابق مکہ مکرمہ میں حجاج کے دور میں شروع ہوئی اور بصرہ میں زیاد کے دور میں۔ واللہ أعلم.

١٣٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ قَالَ: إِنَّمَا أَمَرَ بِالتَّأْذِينِ الثَّالِثِ عُثْمَانُ حِينَ كَثُرَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ، وَلَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ غَيْرَ أَذَانٍ وَاحِدٍ وَكَانَ التَّأْذِينُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ.

١٣٩٤- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیسری اذان کا حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس وقت دیا جب مدینے والے زیادہ ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک اذان ہی تھی (اذان خطبہ)۔ اور جمعے کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔

١٣٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ إِذَا جَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ ثُمَّ كَانَ كَذٰلِكَ فِي زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

١٣٩٥- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن منبر پر بیٹھتے تھے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے' پھر جب (دو خطبوں کے بعد) آپ منبر سے اترتے تو بلال اقامت کہتے۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بھی ایسے ہی رہا۔

فائدہ: ان دونوں روایات میں جمعے کی صرف ایک ہی اذان کو عہد رسالت و شیخین کا معمول بتلایا گیا ہے' اس لیے جہاں ضرورت نہ ہو' اور درحقیقت فی زمانہ غالباً اس کی ضرورت بھی نہیں ہے' وہاں اس کے مطابق ایک ہی اذان کا اہتمام کرنا چاہیے' البتہ جہاں اس کی ضرورت ہو' وہاں جمعے کی پہلی اذان دی جا سکتی ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَنْ جَاءَ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ (التحفة ٥٧٤)

باب:١٦- جب کوئی شخص جمعے کے لیے آئے اور امام (خطبے کے لیے) نکل چکا ہو تو بھی وہ دو رکعت نماز پڑھے

١٣٩٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٧٠٢.

١٣٩٥ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ١٧٠١.

١٣٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ» قَالَ شُعْبَةُ: يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۱۳۹۶- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص (جمعے کے لیے) آئے جب کہ امام (خطبے کے لیے) نکل چکا ہو تو وہ (مختصری) دو رکعتیں پڑھے۔''

فوائد ومسائل: ① ان دو رکعتوں کو تحیة المسجد کہا جاتا ہے بعض اسے سنت جمعہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ② ''امام (خطبے کے لیے) نکل چکا ہو'' یعنی امام صاحب خطبہ شروع کر چکے ہوں' تب بھی یہ دو رکعتیں پڑھنی چاہییں کیونکہ بہت سی صحیح روایات میں ان کے پڑھنے کا خصوصی حکم ہے' لہٰذا احناف کا یہ کہنا کہ ''خطبہ شروع ہونے کے بعد نماز شروع نہیں کی جاسکتی'' صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص بغیر دو رکعت پڑھے بیٹھ گیا تو آپ نے اسے اٹھنے اور دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ (صحیح البخاري' الجمعة' حدیث:۹۳۰'۹۳۱' وصحیح مسلم' الجمعة' حدیث:۸۷۵) البتہ دو رکعت ہلکی پڑھنی چاہییں۔ ③ خطیب دوران خطبہ مقتدیوں سے کوئی بات پوچھ سکتا ہے اور وہ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ اس سے مقتدیوں کے استماع پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن مقتدی آپس میں ایک دوسرے سے بات نہیں کر سکتے۔ یہ آداب خطبہ کے منافی ہے۔

(المعجم ١٧) - مَقَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٥٧٥)

باب:۱۷- خطبے میں امام کے کھڑا ہونے کی جگہ

١٣٩٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ

۱۳۹۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو مسجد کے ستونوں میں سے ایک کھجور کے تنے کے ساتھ سہارا لیا کرتے تھے۔ جب منبر تیار ہوا اور آپ (خطبے کے لیے)

١٣٩٦- أخرجه البخاري، التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى، ح:١١٦٦، ومسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح:٨٧٥/ ٥٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٠٣.

١٣٩٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٩٥ و٣٢٤ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧١٠، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، وهو في أعلام النبوة.

اللهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَسْتَنِدُ إِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا صُنِعَ الْمِنْبَرُ وَاسْتَوٰى. عَلَيْهِ اضْطَرَبَتْ تِلْكَ السَّارِيَةُ كَحَنِينِ النَّاقَةِ حَتّٰى سَمِعَهَا أَهْلُ الْمَسْجِدِ، حَتّٰى نَزَلَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاعْتَنَقَهَا فَسَكَتَتْ.

اس پر تشریف فرما ہوئے تو وہ ستون بے چین ہو کر اونٹنی کی طرح رونے لگا حتی کہ سب مسجد والوں نے اس کی آواز سنی۔ رسول اللہ ﷺ منبر سے اتر کر اس کی طرف آئے اور اسے گلے سے لگایا' پھر وہ (آہستہ آہستہ) چپ ہو گیا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد نبوی کے تمام ستون کھجور کے تنے کے تھے۔ مذکورہ تنے پر نبی ﷺ ٹیک لگاتے تھے' اس لیے جب آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ غم جدائی میں رونے لگا۔ ② ''رونے لگا'' یہ نبی ﷺ کا ظاہر معجزہ تھا کہ خشک تنے سے قریب الولادت اونٹنی کی آواز جیسی آواز آنے لگی۔ سب موجود لوگوں نے سنا' پھر آپ کے اس کے ساتھ پیار کرنے پر اس کا چپ ہونا دوسرا معجزہ ہے۔ ﷺ۔ دیگر روایات میں صراحت ہے کہ وہ تنا آپ کے فراق میں رویا تھا۔ ③ حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو خطبۂ جمعہ کے دوران میں منبر پر کھڑا ہونا چاہیے کیونکہ آپ کی آخری سنت یہی ہے۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے۔ ④ منبر پر کھڑا ہونے میں امام کی فضیلت ہے' نیز وہ سب کو نظر آئے گا۔ سب اس کی آواز سنیں گے۔ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے میں سہولت ہوگی۔ ⑤ امام اپنے پاؤں منبر پر رکھے حضرت عمر ؓ منبر کی پہلی سیڑھی پر' حضرت ابوبکر صدیق ؓ دوسری پر اور رسول اللہ ﷺ تیسری پر پاؤں رکھتے تھے۔ بعد میں احتراماً تیسری اور دوسری سیڑھی کو چھوڑ دیا گیا۔

(المعجم ١٨) - قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٥٧٦)

باب:١٨- خطبے میں امام کا کھڑا ہونا

١٣٩٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا، فَقَالَ: أُنْظُرُوا إِلٰى

١٣٩٨- حضرت کعب بن عجرہ ؓ مسجد میں داخل ہوئے تو عبدالرحمٰن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا۔ وہ فرمانے لگے: اسے دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ﴿وَإِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْلَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا﴾ ''جب وہ کوئی تجارت یا کوئی تماشا دیکھتے ہیں تو

١٣٩٨ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب في قوله تعالى: "وإذا رأوا تجارةً أو لهوًا"، ح: ٨٦٤ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧١٢.

هٰذَا يَخْطُبُ قَاعِدًا؟ وَقَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ [الجمعة: ١١].

اٹھ کر اس طرف چلے جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔"

فائدہ: یہ سورۂ جمعہ کی آخری آیت ہے۔ اس میں جمعے ہی کا ذکر ہے۔ ایک دفعہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ تجارتی قافلے کی گھنٹیاں بجنے لگیں' لوگ غلہ حاصل کرنے کے لیے آہستہ آہستہ کھسک گئے' چند ایک باقی رہ گئے تھے۔ آپ کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ اسی سے استدلال ہے' آپ کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ آپ خطبہ ہمیشہ کھڑے ہو کر دیا کرتے تھے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ الْفَضْلِ فِي الدُّنُوِّ مِنَ الْإِمَامِ (التحفة ٥٧٧)

باب:١٩- امام کے قریب بیٹھنے کی فضیلت

١٣٩٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَابْتَكَرَ وَغَدَا وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَأَنْصَتَ ثُمَّ لَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ كَأَجْرِ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا».

١٣٩٩- حضرت اوس بن اوس ثقفی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے جسم اور کپڑوں کو دھوئے اور غسل کرے اور اول وقت (مسجد میں) جائے اور شروع خطبہ کو پائے' امام کے قریب بیٹھے اور خاموش رہے' پھر کوئی لغو بات یا کام نہ کرے' اس کے لیے ہر قدم کے عوض ایک سال کے صیام وقیام کا ثواب ہے۔

فائدہ: دیکھیے' حدیث: ١٣٨٢۔

(المعجم ٢٠) - اَلنَّهْيُ عَنْ تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ وَالْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٧٨)

باب:٢٠- امام جمعے کے دن منبر پر (خطبہ دے رہا) ہو تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے جانے کی ممانعت

١٤٠٠- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ:

١٤٠٠- حضرت ابو زاہریہ بیان کرتے ہیں کہ میں

١٣٩٩ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٣٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٠٧.

١٤٠٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب تخطي رقاب الناس يوم الجمعة، ح: ١١١٨ من حديث◄

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا إِلٰى جَانِبِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيِ اجْلِسْ، فَقَدْ آذَيْتَ».

جمعے کے دن حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا تو انھوں نے کہا: (رسول اللہ ﷺ کے دور میں) ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”او! بیٹھ جاؤ۔ تم نے لوگوں کو تکلیف دی ہے۔“

فائدہ: یہ تب ہے جب آگے صفوں میں جگہ خالی نہ ہو۔ اگر آگے جگہ خالی ہے مگر لوگوں کی گردنیں پھلانگے بغیر وہاں پہنچا نہیں جا سکتا تو گردنیں پھلانگنا جائز ہے کیونکہ اس میں ان لوگوں کا قصور ہے کہ خالی جگہ چھوڑ کر پیچھے بیٹھے۔ اسی طرح امام بھی لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر منبر تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

(المعجم ٢١) - بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ٥٧٩)

باب: ۲۱- جو شخص جمعے کے دن دوران خطبہ آئے تب بھی وہ (دو رکعت) نماز پڑھے

١٤٠١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ لَهُ: «أَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْكَعْ».

۱۴۰۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا جب کہ نبی ﷺ جمعے کے دن منبر پر (خطبہ دے رہے) تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”تو نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر پڑھ۔“

فائدہ: دیگر روایات میں صراحت ہے کہ آپ خطبہ دے رہے تھے لہٰذا احناف کا یہ کہنا کہ ابھی آپ نے خطبہ شروع نہیں کیا تھا، احادیث سے اعراض کی دلیل ہے، نیز صحیح مسلم کی صریح قولی روایت کہ رسول اللہ ﷺ

◄◄ معاوية بن صالح به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٠٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨١١، وابن حبان، ح: ٥٧٢، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٨٨، ووافقه الذهبي.

١٤٠١ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ٥٦/٨٧٥ من حديث ابن جريج، والبخاري، الجمعة، باب: إذا رأى الإمام رجلاً ... الخ، ح: ٩٣٠ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٠٤.

نے فرمایا: ”جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ مختصر سی دو رکعت نماز پڑھے۔“ (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث:٨٧٥) ہر قسم کی تاویل کو رد کرتی ہے لہٰذا آنے والے کو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنا لازم ہے۔ (مزید دیکھیے: حدیث:١٣٩٦)

(المعجم ٢٢) - **بَابُ الْإِنْصَاتِ لِلْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٥٨٠)

باب:٢٢- جمعے کے دن خطبے کے لیے خاموشی

١٤٠٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ: أَنْصِتْ، فَقَدْ لَغَا».

١٤٠٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے جمعے کے دن خطبے کی حالت میں اپنے ساتھی سے کہا: ”چپ رہ“ اس نے بھی لغو بات کی۔“

فوائد ومسائل: ① جمعے میں کثیر تعداد ہوتی ہے۔ اگر معمولی بات کرنے کی بھی اجازت ہوتی تب بھی شور وشغب پڑ جاتا' اس لیے مطلقاً کلام سے روک دیا گیا' حتیٰ کہ زبان سے کسی کو چپ بھی نہ کرائے کیونکہ بسا اوقات چپ کرانے والوں کا شور باتیں کرنے والوں سے بڑھ جاتا ہے اور ”یک نہ شد دو شد“ والا معاملہ بن جاتا ہے۔ ہاں بامر مجبوری اشارے سے چپ کرا سکتا ہے۔ ② احناف اس سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر ”چپ رہ“ نہیں کہہ سکتا تو دورانِ خطبہ نماز کیسے پڑھ سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لغو کام ہے۔ کیا نماز بھی لغو ہے؟ (نعوذ باللہ) پھر نماز تو آہستہ پڑھی جاتی ہے' شور نہیں ہوتا۔ بات کرنے سے شور ہوتا ہے' نیز نماز کی روایات صریح حکم والی ہیں۔ کیا ان صریح روایات کو ایسے عمومی دلائل سے رد کیا جا سکتا ہے؟ ③ ”لغو بات کی“ لہٰذا اس کا اجر ضائع ہو گیا' یعنی فرض تو ادا ہو گیا' البتہ جمعے کی فضیلت حاصل نہ ہوئی۔ گویا ظہر پڑھ لی۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کا فرض بھی ادا نہ ہوا کیونکہ خطبہ عین نماز نہیں۔ واللہ أعلم.

١٤٠٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ

١٤٠٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں

١٤٠٢- أخرجه مسلم، الجمعة، باب في الإنصات يوم الجمعة في الخطبة، ح:٨٥١ عن قتيبة، والبخاري، الجمعة، باب الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب، ح:٩٣٤ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٢٨.

١٤٠٣- أخرجه مسلم، ح:٨٥١/١١ب عن عبدالملك بن شعيب به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٢٧.

ابْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ، وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ».

نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جب تو نے جمعے کے دن' جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو' اپنے ساتھی سے کہا: ”چپ ہو جا“ تو تو نے لغو کام کیا۔“

(المعجم ٢٣) - بَابُ فَضْلِ الْإِنْصَاتِ وَتَرْكِ اللَّغْوِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٨١)

باب: ٢٣- جمعے کے دن خاموش رہنے اور فضول کام نہ کرنے کی فضیلت

١٤٠٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ زِيَادِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ الْقَرْثَعِ الضَّبِّيِّ - وَكَانَ مِنَ الْقُرَّاءِ الْأَوَّلِينَ - عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَمَا أُمِرَ ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ حَتّٰى يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ، وَيُنْصِتُ حَتّٰى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ إِلَّا كَانَ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ».

١٤٠٤- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی شخص جمعے کے دن اس طرح طہارت کرے جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے' پھر اپنے گھر سے نکلے حتی کہ جمعے میں حاضر ہو اور خاموش رہے' یہاں تک کہ نماز پوری کرے' تو یہ گزشتہ جمعے سے اب تک ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔“

فوائد ومسائل: ① ”جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے“ سے مراد وضو ہو یا غسل ہر دو صورت میں مسنون طریقے سے ہی مذکورہ فضیلت کا حامل ہو گا۔ ② مندرجہ بالا فضیلت ان تمام کاموں کی بنا پر ہے جن کا حدیث میں ذکر ہے۔ چونکہ ان میں خاموش رہنا بھی داخل ہے' لہٰذا فضیلت کی نسبت اس کی طرف بھی کی جا سکتی ہے۔

١٤٠٤- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٧٢٤، وصححه الحاكم: ١/ ٢٧٧، والذهبي، وأصله في صحيح البخاري، ح: ٨٨٣، ٩١٠ من طريق آخر عن سلمان الفارسي به، وللحديث شواهد.

(المعجم ٢٤) - بَابُ كَيْفِيَّةِ الْخُطْبَةِ (التحفة ٥٨٢)

باب:٢٤- خطبے کی کیفیت

١٤٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: عَلَّمَنَا خُطْبَةَ الْحَاجَةِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ١٠٢] ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ۚ وَٱتَّقُوا ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النسآء: ١] ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ [الأحزاب: ٧٠].

١٤٠٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں ضرورت کے موقع پر (یوں) خطبہ سکھایا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَ نَسْتَغْفِرُهُ ...... وَرَسُولُهُ] ''ہر تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں اور اس سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اور اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے' کوئی اسے گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کردے' اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' پھر آپ تین آیات پڑھتے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا...... وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمھیں جب بھی موت آئے' اسلام ہی کی حالت میں آئے۔'' ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا ...... إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان (حضرت آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی (حضرت حواء علیہا السلام) کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک

١٤٠٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، النكاح، باب في خطبة النكاح، ح: ٢١١٨ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٠٩، وله طريق آخر ضعيف، فيه أبوإسحاق، عنعن، تقدم، ح: ٩٦.

دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتے توڑنے سے ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔" ﴿يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سچی بات کرو۔"

قَالَ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُوعُبَيْدَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا، وَلَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَلَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبیدہ نے اپنے والدِ محترم (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے کوئی روایت نہیں سنی اور اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود نے بھی اپنے والد محترم سے کوئی روایت نہیں سنی۔ اسی طرح عبدالجبار بن وائل نے بھی اپنے والد محترم (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے کوئی روایت نہیں سنی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سند کے لحاظ سے منقطع ہے۔ محقق کتاب نے بھی اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ دلائل کی رو سے راجح اور درست بات یہی ہے کہ مذکورہ روایت شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (خطبة الحاجة لشيخ ناصرالدين الألباني' وذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:١٦/٢٣٧، ٢٣٨) ② متعلقہ حدیث میں تو صرف ابوعبیدہ کا ذکر ہے۔ باقی دو حضرات کا ذکر بالتبع کر دیا گیا ہے کیونکہ تینوں بزرگ اس بات میں شریک ہیں کہ انھوں نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا۔ تینوں کے والد صحابی ہیں۔ ③ "ضرورت کے موقع پر" یعنی جب بھی خطبے کی ضرورت ہو' خواہ وعظ ہو یا نکاح یا کچھ اور۔ اسی وجہ سے امام نسائی رحمہ اللہ اس روایت کو خطبۂ جمعہ میں لائے ہیں کیونکہ یہ بھی ایک حاجت اور ضرورت ہے۔ بعض حضرات نے مذکورہ آیات کی مناسبت سے یہاں حاجت نکاح مراد لی ہے۔ استادِ محترم حضرت الحافظ محمد گوندلوی محدث رحمہ اللہ درس بخاری کے آغاز میں یہی خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ ان آیات میں تقوے کا حکم ہے اور تقویٰ ہر کام میں ضروری ہے' نہ کہ صرف نکاح میں۔ واللہ أعلم. ④ "جسے وہ گمراہ کر دے" اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی طرف سے گمراہ نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ گمراہ کو گمراہی سے زبردستی نہیں روکتا بلکہ وہ اپنی مرضی سے جس طرف جاتا ہے' جانے دیتا ہے کیونکہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے' اسی لیے اس کا انتساب بھی اسی کی طرف کر دیا جاتا ہے' ورنہ درحقیقت اس میں انسان کے اپنے اُس ارادے واختیار کا دخل ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے بطور امتحان انسان کو نوازا ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ حَضِّ الْإِمَامِ فِي خُطْبَتِهِ عَلَى الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٨٣)

باب:۲۵-امام کا اپنے خطبے میں لوگوں کو جمعے کے دن غسل کرنے کی ترغیب دینا

١٤٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِذَا رَاحَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ».

۱۴۰۶-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا' اس میں فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص جمعے کے لیے جائے تو وہ غسل کرے۔''

١٤٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَشِيطٍ: أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: سُنَّةٌ، وَقَدْ حَدَّثَنِي بِهِ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَكَلَّمَ بِهَا عَلَى الْمِنْبَرِ.

۱۴۰۷-ابراہیم بن نشیط نے حضرت ابن شہاب زہری سے جمعے کے دن غسل کرنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: سنت ہے اور مجھے یہ بات حضرت سالم نے اپنے والد محترم سے بیان کی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات منبر پر ارشاد فرمائی۔

١٤٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ [عَنْ عَبْدِ اللهِ] بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ: «مَنْ جَاءَ مِنْكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ».

۱۴۰۸-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جو شخص جمعے کے دن آئے' وہ غسل کرے۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَا أَعْلَمُ أَحَدًا

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ

١٤٠٦ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٧٧، وأخرجه البخاري، ح: ٨٧٧، ومسلم، ح: ٨٤٤ من حديث نافع به، وله طرق متواترة.

١٤٠٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٧١٣، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٨٩٤ و ٩١٩، ومسلم، ح: ٨٤٤.

١٤٠٨ـ أخرجه مسلم، الجمعة، ح: ٨٤٤/ ٢، عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٦٧٥.

تَابَعَ اللَّيْثَ عَلٰى هٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ ابْنِ جُرَيْجٍ وَأَصْحَابُ الزُّهْرِيِّ يَقُولُونَ: عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ بَدَلَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ.

میں نہیں جانتا کہ حضرت ابن جریج کے علاوہ کسی راوی نے اس سند کے بیان میں حضرت لیث کی متابعت (موافقت) کی ہو۔ امام زہری کے دوسرے شاگرد عبداللہ بن عمر کی بجائے سالم بن عبداللہ عن ابیہ کہتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت امام زہری سے بیان کرنے والے بہت سے راوی ہیں' جیسے ابراہیم بن نشیط' محمد بن ولید زبیدی' سفیان بن عیینہ اور ابن جریج۔ یہ سب امام زہری کا استاد حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بتاتے ہیں۔ صرف حضرت لیث اور ابن جُریج نے ان کا استاد عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بتایا ہے۔ دیگر شاگردان کی طرح ابن جریج امام زہری کا استاد سالم بھی بتاتے ہیں۔ اس طرح وہ جمہور تلامذہ کی موافقت بھی کرتے ہیں۔ غرضیکہ مذکورہ کلام سے امام نسائی ؒ امام لیث کی' جن پر ابن جریج نے بھی ان کی موافقت کی ہے' روایت کی تضعیف نہیں فرما رہے' بلکہ ان کا مقصد صرف ذکر اختلاف ہے کیونکہ امام لیث ؒ ثقہ اور ثبت (انتہائی قابل اعتماد) ہیں۔ گویا یہ اختلاف ثقہ راوی کی زیادتی کے قبیل سے ہے جو کہ محدثین کے نزدیک سبب ضعف میں سے نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ روایت میں امام زہری کے دو شیخ ہیں' سالم اور عبداللہ بن عبداللہ۔ امام مسلم ؒ نے بھی اپنی صحیح میں دونوں شیوخ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ٣٣٢/١٦) الحاصل: یہاں کثرت رواۃ کی بنا پر ترجیح نہیں بلکہ تطبیق ہی درست ہے۔ واللہ أعلم. ② جمعے کے دن غسل کی بحث کے لیے دیکھیے' حدیث: ١٣٧٦'١٣٧٧ اور اسی کتاب کا ابتدائیہ۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ حَثِّ الْإِمَامِ عَلَى الصَّدَقَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي خُطْبَتِهِ (التحفة ٥٨٤)

باب: ٢٦- جمعے کے دن امام کا اپنے خطبے میں صدقہ کرنے کی رغبت دلانا

١٤٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ يَوْمَ

١٤٠٩- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ جمعے کے دن ایک آدمی فقیرانہ حالت میں آیا جب کہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”تو نے نماز پڑھی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں' آپ

١٤٠٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في الركعتين إذا جاء الرجل والإمام يخطب، ح: ٥١١، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في من دخل المسجد والإمام يخطب، ح: ١١١٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧١٩. * وابن عجلان صرح بالسماع عند الحميدي.

الْجُمُعَةِ - وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ - بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَصَلَّيْتَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ» وَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَأَلْقَوْا ثِيَابًا فَأَعْطَاهُ مِنْهَا ثَوْبَيْنِ فَلَمَّا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الثَّانِيَةُ جَاءَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ قَالَ: فَأَلْقَى أَحَدَ ثَوْبَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «جَاءَ هٰذَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ فَأَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ فَأَلْقَوْا ثِيَابًا، فَأَمَرْتُ لَهُ مِنْهَا بِثَوْبَيْنِ، ثُمَّ جَاءَ الْآنَ فَأَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ فَأَلْقَى أَحَدَهُمَا» فَانْتَهَرَهُ وَقَالَ: «خُذْ ثَوْبَكَ».

نے فرمایا: ''دو رکعتیں پڑھ۔'' پھر آپ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی رغبت دلائی۔ لوگوں نے (صدقے میں) کپڑے دینے شروع کیے تو آپ نے اسے ان میں سے دو کپڑے دیے۔ جب دوسرا جمعہ ہوا تو وہ پھر آیا۔ اس وقت بھی آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے پھر لوگوں کو صدقے کی طرف رغبت دلائی تو اس نے بھی اپنا ایک کپڑا اتار دیا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ پچھلے جمعے کو پراگندہ حالت میں آیا تھا تو میں نے لوگوں کو صدقے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اپنے (زائد) کپڑے صدقے میں دیے۔ میں نے اسے دو کپڑے دینے کا حکم دیا۔ اب یہ پھر آیا تو میں نے لوگوں کو پھر صدقے کا حکم دیا تو اس نے بھی انھی دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا اتار کر دے دیا۔ پھر آپ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا: ''اٹھا لے اپنا کپڑا۔''

فوائد و مسائل: ① آپ نے خطبے میں صدقے کی رغبت اس آنے والے شخص کی وجہ سے نہیں دلائی تھی بلکہ یہ تو آپ کے خطبے کا حصہ تھا۔ بعد میں اس کی فقیرانہ حالت کے پیش نظر اس کو بھی دوسرے فقراء کے ساتھ دو کپڑے دے دیے گئے۔ احناف کہتے ہیں: ''آپ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ لوگ اس کی خستہ حالت دیکھ کر اس پر صدقہ کریں' لہٰذا دو رکعت پڑھنے کا حکم عام نہیں بلکہ اس کے ساتھ خاص تھا'' حالانکہ اگر ایسے ہوتا تو پھر سب کپڑے اور صدقہ اسی کو ملنا چاہیے تھا' نیز الگ سے بھی ان دو رکعتوں کا حکم آیا ہے۔ ② امام کو اپنے مقتدیوں کے حال احوال کا خیال رکھنا چاہیے۔ ③ جس چیز کی آدمی کو خود شدید ضرورت ہو' اس کا صدقہ نہیں کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢٧) - مُخَاطَبَةُ الْإِمَامِ رَعِيَّتَهُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ (التحفة ٥٨٥)

باب: ۲۷- (دوران خطبہ) امام کا منبر پر اپنے عوام سے خطاب کرنا

١٤١٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۴۱۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں

١٤١٠- أخرجه مسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ٨٧٥ عن قتيبة، والبخاري، الجمعة، باب: إذا

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلَّيْتَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «قُمْ فَارْكَعْ».

کہ ایک دفعہ نبی ﷺ جمعے کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تو نے نماز پڑھی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اٹھ اور (دو رکعتیں) پڑھ۔“

١٤١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى إِسْرَائِيلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ مَعَهُ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ: «إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَظِيمَتَيْنِ».

١٤١١- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر (خطبہ دیتے) دیکھا جب کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی اس کی طرف۔ آپ فرما رہے تھے: ”یقیناً میرا یہ بیٹا سردار ہوگا‘ قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى ذٰلِكَ. حضرت حسن‘ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ (سردار) بنائے گئے۔ آپ نصف اسلامی مملکت کے سربراہ تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں فوج آپ کے ساتھ تھی۔ چالیس ہزار افراد آپ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کر چکے تھے۔ دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی فوج تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خون ریزی کو اچھا نہ سمجھا اور صلح کا عندیہ دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی سفید کاغذ بھیج دیا کہ جو شرائط آپ طے فرمائیں‘ لکھ دیں۔ میرے دستخط پہلے ہی ہو چکے ہیں۔ اس طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حکومت کی قربانی دے کر امت کے ان دو عظیم گروہوں کو لڑائی سے بچا لیا۔ رضي الله عنه وأرضاه. ورنہ کشتوں کے پشتے لگ جاتے اور معاملہ پھر بھی حل نہ ہوتا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا امت پر یہ عظیم احسان ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی انھیں دے گا کہ وہ جنت میں نوجوانوں

◄◄ رأى الإمام رجلاً جاء ... الخ، ح: ٩٣٠ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧١٧.

١٤١١ـ أخرجه البخاري، الصلح، باب قول النبي ﷺ للحسن بن علي رضي الله عنهما: "إن ابني هذا سيد ..."، ح: ٢٧٠٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧١٨.

کے سردار ہوں گے۔ صحابہ کے درمیان ہونے والی لڑائیوں کے بارے میں اہل علم نے خاموشی اختیار فرمائی ہے کہ ہمیں بزرگوں کے بکھیڑے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ کسی میں غلطی اور نقص نکال کر اپنی زبانوں کو گستاخی اور گناہ سے آلودہ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ مَغْفُورٌ لَّهُمْ لوگ تھے۔ انھیں جنت کی خوش خبری سچے رسول ﷺ کی زبان سے مل چکی ہے۔ ہم کون ہیں ان کی عیب جوئی کرنے والے۔ پھر اس دور کی صحیح تاریخ کا ملنا بھی یقینی نہیں، لہٰذا یہ معاملات اللہ خبیر و بصیر پر چھوڑ دیے جائیں۔ یہی بات برحق ہے۔ ② خوارج کا رد ہے جو کہ دونوں گروہوں کو کافر کہتے ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے دونوں گروہوں کے مسلمان ہونے کی گواہی دی ہے۔ ③ لوگوں کے درمیان اصلاح بہت فضیلت والا کام ہے، خصوصاً جب خون خرابہ ہونے کا خطرہ ہو۔ ④ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رعایا پر بہت شفیق اور مہربان تھے، نیز امور مملکت میں بڑی کڑی نظر رکھتے تھے۔ آپ کا صلح کا غیر مشروط مطالبہ اس بات کی بین دلیل ہے۔ ⑤ کم مرتبے والا شخص، زیادہ فضیلت والے کی موجودگی میں حکمران بن سکتا ہے۔ حضرت حسن اور معاویہ رضی اللہ عنہما حکمران بنے جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما بدری صحابہ موجود تھے۔ ⑥ خلیفہ بذات خود دستبردار ہو سکتا ہے خصوصاً جبکہ یہ استعفیٰ وسیع تر قومی و ملی مفاد میں ہو۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٥٨٦)

باب:۲۸- خطبے میں (قرآن مجید کی) قراءت

١٤١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ يَحْيٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنَةِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ: حَفِظْتُ ﴿قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۱۴۱۲- حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام ہشام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورۂ ﴿قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ جمعے کے دن منبر پر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سن سن کر یاد کی۔‘‘

فوائد و مسائل: ① یعنی رسول اللہ ﷺ ہمیشہ یا اکثر جمعے کے دن خطبے میں یہ سورت مکمل پڑھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں بعث بعد الموت، ذکر موت اور وعظ و زجر بڑے مؤثر پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں۔ صوتی آہنگ اس پر مستزاد ہے۔ چھوٹی چھوٹی آیات ہیں۔ توجہ سے پڑھی جائیں تو دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔

١٤١٢- أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: ٨٧٢ من طريق آخر عن أم هشام بنت حارثة بن النعمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٢٠.

② امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جمعے کے ہر خطبے میں پانچ چیزیں ضرور ہونی چاہئیں: حمد باری تعالیٰ' نبی ﷺ پر درود' قراءت قرآن' وعظ اور دعا' ورنہ خطبہ ناقص ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا عمل اس کی تائید کرتا ہے۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٥٨٧)

باب:٢٩- خطبے میں اشارہ کرنا

١٤١٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ: أَنَّ بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ رَفَعَ يَدَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَسَبَّهُ عُمَارَةُ بْنُ رُوَيْبَةَ الثَّقَفِيُّ وَقَالَ: مَا زَادَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى هٰذَا، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ.

١٤١٣- حضرت حصین سے روایت ہے کہ بشر بن مروان نے جمعے کے دن منبر پر (جوش خطابت میں) دونوں ہاتھ اٹھائے تو حضرت عمارہ بن رویبہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس سے زائد اشارہ نہیں کرتے تھے' پھر انھوں نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

فوائد ومسائل: ① جمعے کا خطبہ عبادت ہے' اس میں سنجیدگی ضروری ہے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا سنجیدگی کے خلاف ہے' تقریر میں ایک ہاتھ یا انگلی سے اشارہ کافی ہے۔ بعض نے اس سے دوران خطبہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مراد لیا ہے' حالانکہ بعض روایات میں خطبۂ جمعہ کے دوران میں بارش کی دعا کے لیے نبی ﷺ کا ہاتھ اٹھا کر اور آپ کے ساتھ سامعین کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا منقول ہے۔ (صحيح البخاري' الاستسقاء' حديث:١٠٢٩) ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ معمول نہ بنایا جائے۔ کبھی کبھار اہم موقع پر ہاتھ اٹھا لیے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ ② خلاف سنت کام کرنے والے کو روکنا چاہیے اگرچہ وہ بڑی وجاہت والا اور چودھری یا وڈیرا آدمی ہو۔ ایک مسلمان کے اوصاف میں سے ہے کہ وہ اللہ کے احکام کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ نُزُولِ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ فَرَاغِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ وَقَطْعِهِ كَلَامَهُ وَرُجُوعِهِ إِلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٨٨)

باب:٣٠- جمعے کے دن خطبے سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا منبر سے نیچے اترنا' اپنا کلام روک لینا اور پھر دوبارہ منبر پر چڑھنا اور خطبہ مکمل کرنا

١٤١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

١٤١٤- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک

١٤١٣ـ أخرجه مسلم، ح:٨٧٤ (انظر الحديث السابق) من حديث حصين به، وهو في الكبرى، ح:١٧١٥، وأخرجه أحمد:٤/ ١٣٦ عن وكيع به.

١٤١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يقطع الخطبة للأمر يحدث، ح:١١٠٩، ◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ حُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَعَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ فِيهِمَا، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ [فَقَطَعَ] كَلَامَهُ، فَحَمَلَهُمَا ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَالَ: «صَدَقَ اللهُ ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَـٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [التغابن: ١٥] رَأَيْتُ هٰذَيْنِ يَعْثُرَانِ فِي قَمِيصَيْهِمَا فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ كَلَامِي فَحَمَلْتُهُمَا».

دفعہ نبی ﷺ (بروز جمعہ) خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت حسن و حسین ؓ آ گئے۔ انھوں نے سرخ رنگ کی (لمبی) قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ وہ ان میں لڑکھڑا رہے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنا خطبہ روک دیا اور منبر سے نیچے اتر کر ان دونوں کو اٹھایا' پھر منبر پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَـٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ''بلاشبہ تمھارے اموال اور تمھاری اولاد فتنہ ہیں۔'' میں نے انھیں دیکھا کہ قمیصوں میں لڑکھڑاتے (گرتے پڑتے) آ رہے ہیں۔ میں صبر نہ کر سکا حتی کہ میں نے خطبہ روکا اور انھیں اٹھایا۔''

فوائد و مسائل: ① إنصات کا حکم مقتدیوں کے لیے ہے۔ امام صاحب خطبۂ جمعہ کے دوران میں کسی کے ساتھ بات چیت بھی کر سکتے ہیں اور کوئی ضروری کام بھی کر سکتے ہیں۔ اگر نبی ﷺ انھیں نہ اٹھاتے تو آپ کی توجہ انھی کی طرف مبذول رہتی۔ خطبہ تو پھر بھی منقطع ہونا ہی تھا' اس لیے آپ نے مناسب نہ سمجھا کہ وہ بار بار گرتے اٹھتے رہیں۔ آپ نے نبوی شفقت اور اپنی شان رحیمی کو عمل میں لاتے ہوئے خطبہ منقطع فرمایا' انھیں اٹھایا اور پھر خطبہ شروع کر دیا۔ آپ کا اس آیت کریمہ کا تلاوت فرمانا یہ معنی نہیں رکھتا کہ میں نے جو بچوں کو اٹھایا ہے' وہ غلط کام کیا ہے کیونکہ یہ کام تو عین تقاضائے شفقت و رحمت ہے۔ اگر نہ اٹھاتے تو مناسب نہ ہوتا' بلکہ اس آیت کریمہ کو تلاوت فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس آزمائش میں پورا اترے اور اس کے ساتھ ساتھ گمراہ بھی نہ ہو' حقوق اللہ میں کوتاہی نہ کرے اور ان کے حقوق میں بھی سستی نہ کرے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر بہترین نمونہ پیش فرمایا۔ ﷺ۔ ② کسی شدید ضرورت کے پیش نظر خطبے کا تسلسل توڑ دینا' منبر سے اتر نا' موضوع سے ہٹ کر کوئی اور بات کر لینا اور پھر جہاں سے چھوڑا وہیں سے خطبہ شروع کر لینا جائز ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَقْصِيرِ الْخُطْبَةِ (التحفة ٥٨٩)

باب:٣١- خطبہ مختصر رکھنا چاہیے

◄◄ والترمذي، المناقب، باب [حلمه ووضعه ﷺ الحسن والحسين بين يديه . . .]، ح: ٣٧٧٤ من حديث حسين بن واقد به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٣١، وصححه الطبري في تفسيره: ٢٨/ ٨١.

١٤١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ غَزْوَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ عُقَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ الذِّكْرَ، وَيُقِلُّ اللَّغْوَ، وَيُطِيلُ الصَّلَاةَ، وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ، وَلَا يَأْنَفُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَ الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ.

١٤١٥- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے ذکر کرتے تھے اور ضرورت سے زائد کلام کم ہی کرتے تھے۔ نماز لمبی پڑھتے تھے اور خطبہ مختصر رکھتے تھے۔ اور اس بات میں کوئی بے عزتی محسوس نہ فرماتے تھے کہ کسی بے سہارا اور بیوہ خاتون اور مسکین شخص کے ساتھ جا کر اس کا کام کر دیں۔

فوائد ومسائل: ① ”کم ہی کرتے تھے“ کہا گیا ہے کہ اس سے نفی مراد ہے، یعنی آپ بلاضرورت کلام نہیں کرتے تھے۔ عربی کا لفظ لغو استعمال ہوا ہے، لغو کے کئی معانی ہیں: گناہ والے کلام کو لغو کہتے ہیں اور بلاضرورت کلام کو بھی لغو کہتے ہیں۔ آخری معنیٰ ہوں تو ”کم“ والے معنی بھی صحیح ہیں۔ پہلے معنیٰ کے لحاظ سے نفی والے معنی ہی صحیح ہیں۔ ② نماز اور خطبے کا آپس میں تقابل نہیں بلکہ نمازوں سے لمبی نماز اور خطبوں میں سے مختصر خطبہ مراد ہے۔ خطبہ ایسا نہ ہو جو سامعین کے لیے اکتاہٹ اور دل کی تنگی کا سبب ہو۔ ③ أَرْمَلَة محتاج اور بے سہارا بیوہ ہی کو کہا جاتا ہے۔ مالدار بیوہ کو أَرْمَلَة نہیں کہا جاتا۔

(المعجم ٣٢) - بَابٌ كَمْ يَخْطُبُ (التحفة ٩٠)

باب: ٣٢- امام کتنے خطبے دے؟

١٤١٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا [إِسْرَائِيلُ] عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: جَالَسْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَا رَأَيْتُهُ يَخْطُبُ إِلَّا قَائِمًا وَيَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَيَخْطُبُ الْخُطْبَةَ الْآخِرَةَ.

١٤١٦- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھتا رہا ہوں۔ میں نے کبھی آپ کو خطبہ دیتے نہیں دیکھا مگر کھڑے ہو کر ہی۔ آپ درمیان میں بیٹھتے، پھر دوبارہ کھڑے ہوتے اور دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے۔

١٤١٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الدارمي: ١/ ٣٥، ح: ٧٥ من حديث الفضل بن موسٰى به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧١٦، وصححه ابن حبان، ح: ٢١٣٠ و ٢١٣٩، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٦١٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

١٤١٦ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة ... الخ، ح: ٨٦٢/ ٣٤ من حديث سماك بن حرب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٣٠.

فوائد ومسائل: ① جمعہ میں دو خطبے مسنون ہیں اور یہ متفقہ بات ہے۔ بعض نے عیدین کو بھی جمعے پر قیاس کیا ہے لیکن راجح بات یہی ہے کہ عیدین کا ایک ہی خطبہ ہے' عام روایات سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ دو خطبوں کی روایات ضعیف ہیں' نیز احادیث کے عموم کی روشنی میں عیدین کا جمعے پر قیاس درست نہیں۔ واللہ أعلم. ② ثابت ہوا کہ خطبہ کھڑے ہو کر دینا سنت ہے۔ کسی شرعی عذر کے بغیر بیٹھ کر خطبہ دینا درست نہیں۔ ③ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا مسنون ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔ ④ خطبہ مختصر ہونا چاہیے جیسے کہ پیچھے گزرا۔

(المعجم ٣٣) - بَابُ الْفَصْلِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ بِالْجُلُوسِ (التحفة ٥٩١)

باب:٣٣- دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فصل کرنا

١٤١٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ الْخُطْبَتَيْنِ وَهُوَ قَائِمٌ وَكَانَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِجُلُوسٍ.

١٤١٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر دو خطبے ارشاد فرماتے تھے اور درمیان میں بیٹھتے تھے۔

(المعجم ٣٤) - بَابُ السُّكُوتِ فِي الْقَعْدَةِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ (التحفة ٥٩٢)

باب:٣٤- دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے کے دوران میں خاموش رہنا

١٤١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا، ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ خُطْبَةً أُخْرٰى، فَمَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

١٤١٨- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے۔ پھر کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاتے۔ اس دوران میں کلام نہ فرماتے۔ پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے۔ جو شخص تمھیں یہ بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے وہ قطعاً جھوٹا ہے۔

١٤١٧ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة، ح: ٩٢٨ من حديث بشر بن المفضل، ومسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة . . . الخ، ح: ٨٦١ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٢٢.

١٤١٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤١٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٢٣.

كَانَ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَدْ كَذَبَ .

فوائد ومسائل: ① "کلام نہ فرماتے" یعنی تقریر نہ فرماتے تھے۔ اس میں آہستہ ذکر کی نفی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: [كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ] (صحيح البخاري' الحيض' باب:٧' وصحيح مسلم' الحيض' حديث:٣٧٣) "نبی ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے تھے۔" لہٰذا اس دوران میں اگر کوئی دل میں ذکر کرے تو کوئی حرج نہیں۔ ② دوسرا خطبہ الگ سے شروع کرنا چاہیے' یعنی حمد وثنا' درود اور قراءتِ قرآن سے ابتدا کی جائے' پھر ذکر اور دعا۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ وَالذِّكْرِ فِيهَا (التحفة ٥٩٣)

باب:٣٥- دوسرے خطبے میں قرآن پڑھنا اور اللہ کا ذکر کرنا

١٤١٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَجْلِسُ، ثُمَّ يَقُومُ وَيَقْرَأُ آيَاتٍ وَيَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا وَصَلَاتُهُ قَصْدًا .

١٤١٩- حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے' پھر بیٹھ جاتے' پھر کھڑے ہو جاتے اور قرآن مجید کی چند آیات تلاوت فرماتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا اور نماز بھی درمیانی۔"

فائدہ: دونوں (نماز اور خطبے) کے درمیانے ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں برابر ہوتے تھے بلکہ نماز' نمازوں کے لحاظ سے درمیانی ہوتی اور خطبہ' خطبوں کے لحاظ سے درمیانہ ہوتا کیونکہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

(المعجم ٣٦) - اَلْكَلَامُ وَالْقِيَامُ بَعْدَ النُّزُولِ عَنِ الْمِنْبَرِ (التحفة ٥٩٤)

باب:٣٦- منبر سے اترنے کے بعد کھڑے ہو کر باتیں کرنا

١٤٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ

١٤٢٠- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ

١٤١٩ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الخطبة يوم الجمعة، ح:١١٠٦ من حديث عبدالرحمن بن مهدي به، وانظر الحديث المتقدم: (١٤١٦).

١٤٢٠ـ [ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يتكلم بعد ما ينزل من المنبر، ح:١١٢٠، والترمذي، ح:٥١٧، وابن ماجه، ح:١١١٧ من حديث جرير بن حازم به، وصرح بالسماع عند البيهقي: ٣/ ٢٢٤، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٣٢، ومال العراقي إلى تصحيحه، وضعفه البخاري، وأبوداود وغيرهما، والقول قولهم، وله شاهد ضعيف.

مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ، فَيَعْرِضُ لَهُ الرَّجُلُ فَيُكَلِّمُهُ، فَيَقُومُ مَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ إِلٰى مُصَلَّاهُ فَيُصَلِّي.

رسول اللہ ﷺ (دو خطبوں کے بعد) منبر سے اترتے تو کبھی کوئی آدمی آپ کے سامنے آ کر آپ سے باتیں شروع کر دیتا۔ نبی ﷺ اس کے ساتھ کھڑے رہتے حتی کہ وہ بات چیت مکمل کرتا۔ پھر آپ اپنی مخصوص جائے نماز کی طرف بڑھتے اور نماز پڑھتے' یعنی پڑھاتے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اس قسم کا ایک واقعہ صحیح مسلم میں ہے' جس میں دوران خطبہ میں' خطبہ چھوڑ کر سائل سے گفتگو کرنے کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الجمعة' حدیث:۸۷۶) علاوہ ازیں اس قسم کا واقعہ کسی نماز کے موقع پر بھی پیش آیا تھا جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے کہ نماز کی اقامت کہہ دی گئی تو ایک شخص نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا حتی کہ کچھ لوگوں کو اونگھ آنے لگی۔'' دیکھیے: (جامع الترمذي' الجمعة' حديث:۵۱۸)' نیز محققین علماء کے نزدیک مذکورہ روایت میں جمعے کا ذکر شاذ ہے' یعنی یہ واقعہ جمعے کا نہیں بلکہ عشاء کی نماز کا ہے۔ بنابریں اگر کوئی شخص یا امام کوئی ضروری بات کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں مگر دیگر لوگوں کی مصروفیت اور اذیت کا خیال رکھنا چاہیے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن النسائي للألباني' رقم:۱۴۱۸' وذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:۱۶/ ۲۷۷)

(المعجم ۳۷) - عَدَدُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ (التحفة ۵۹۵)

باب:۳۷-نماز جمعہ کی رکعات کی تعداد

۱۴۲۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: قَالَ عُمَرُ: صَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْأَضْحٰى رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۱۴۲۱- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ' عیدالفطر' عیدالاضحیٰ اور سفر کی (رباعی) نماز رسول اللہ ﷺ کی زبانی دو دو رکعت ہے اور یہ مکمل نماز ہے۔ اس میں کوئی کمی نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

۱۴۲۱- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب تقصير الصلاة في السفر، ح:۱۰۶۳ من حديث شريك القاضي به، وتابعه شعبة وغيره، وهو في الكبرٰى، ح:۱۷۳۳، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح:۱۰۶۴ وغيره.

أَبِي لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں سنی۔ (لہٰذا اس روایت کی سند منقطع ہے۔)

فوائد ومسائل: ① سفر کی نماز ان دوسری نمازوں کے ساتھ اس لیے شامل ہے کہ یہ بھی اگر رباعی (چار رکعت والی) ہوں تو دو رکعت ہے سوائے مغرب کی نماز کے مغرب کی نماز تین رکعت ہی ہے چاہے سفر ہو یا حضر جب کہ باقی مذکورہ نمازیں ہیں ہی دو رکعت۔ ② مذکورہ روایت کی بابت امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہی نہیں بلکہ کوئی روایت نہیں سنی۔ علمائے محققین اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت دیگر اسناد اور طرق سے بھی مروی ہے اور ان طرق کو محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت منقطع ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر صحیح ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:١٦/٢٨٠)

(المعجم ٣٨) - اَلْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ (التحفة ٥٩٦)

باب: ٣٨- جمعے کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھنا

١٤٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُخَوَّلٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُسْلِمًا الْبَطِينَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ ﴿الٓمٓ ۝ تَنزِيلُ﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَٰنِ﴾ وَفِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ.

١٤٢٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن صبح کی نماز میں سورۂ ﴿الٓمٓ ۝ تَنْزِيلُ﴾ اور سورۂ ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ اور جمعے کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ٣٩) - اَلْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (التحفة ٥٩٧)

باب: ٣٩- جمعے کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ اور سورۂ ﴿هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھنا

١٤٢٢- أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ٨٧٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٧٣٦.

١٤٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَهَلْ ﴿أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

۱۴۲۳- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کی نماز (کی پہلی رکعت) میں سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور (دوسری رکعت میں) ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ٤٠) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٩٧) - ألف

باب:۴۰- نماز جمعہ کی قراءت کی بابت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایات میں اختلاف کا ذکر

١٤٢٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ: أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ مَاذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى إِثْرِ سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

۱۴۲۴- حضرت ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن سورۂ جمعہ کے بعد (دوسری رکعت میں) کون سی سورت پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾

١٤٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ أَخْبَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ

۱۴۲۵- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ کبھی عید اور جمعہ ایک دن آجاتے تو یہی دو

١٤٢٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقرأ به في الجمعة، ح: ١١٢٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٣٩.

١٤٢٤ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ٨٧٨/ ٦٣ من حديث ضمرة بن سعيد به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١١١، والكبرٰى، ح: ١٧٣٧.

١٤٢٥ـ أخرجه مسلم، ح: ٨٧٨/ ٦٢ من حديث إبراهيم بن محمد بن المنتشر به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٤٠.

النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ وَرُبَّمَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فَيَقْرَأُ بِهِمَا فِيهِمَا جَمِيعًا.

سورتیں دونوں میں پڑھتے۔

فوائد ومسائل: ① اگرچہ نماز جمعہ میں کوئی سی سورت بھی پڑھی جا سکتی ہے مگر مندرجہ بالا چار سورتیں مسنون ومستحب ہیں۔ امام نسائی ؒ نے نماز جمعہ کی قراءت کے متعلق حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے مروی روایات میں راویوں کے اختلاف کو ذکر کیا ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ غاشیہ پڑھا کرتے تھے اور حبیب بن سالم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کی پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ اور دوسری میں سورۂ غاشیہ پڑھا کرتے تھے۔ لیکن یہ اختلاف حدیث کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا کیونکہ یہ اختلاف صرف سورتوں کی تعیین میں ہے جس کی بابت علماء نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی نماز جمعہ میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ اور کبھی سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھتے ہوں اور کبھی سورۂ جمعہ اور سورۂ غاشیہ۔ بنابریں کبھی سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ پڑھ لی جائیں اور کبھی جمعہ اور منافقون۔ انھیں آپس میں ملایا بھی جا سکتا ہے، مثلاً: سورۂ جمعہ اور سورۂ غاشیہ جیسا کہ حدیث نمبر ۱۴۲۴ میں بیان ہے۔ ② اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جمعے کے دن عید آ جائے تو عید بھی پڑھی جائے اور جمعہ بھی، خطیب اور قرب وجوار کے لوگوں کے لیے یہی افضل ہے، اگر وہ جمعے کی بجائے ظہر پڑھ لیں تو بھی جائز ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٤١) - مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٥٩٨)

باب: ۴۱- جو شخص جمعے کی نماز سے ایک رکعت باجماعت پالے

١٤٢٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلَاةِ

۱۴۲۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعے کی نماز سے ایک رکعت (باجماعت) پالے تو اسے جمعہ مل گیا۔“

١٤٢٦- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن أدرك من الجمعة ركعةً، ح: ١١٢١ من طريق آخر عن الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٤١، وللحديث شاهد عند الدارقطني: ٢/ ١٢، ح: ١٥٩٢، وإسناده حسن لذاته، وأخرج البيهقي: ٣/ ٢٠٤ وغيره بإسناد صحيح عن ابن عمر قال: "من أدرك من الجمعة ركعةً فقد أدركها، إلا أنه يقضي ما فاته"، وللحديث شواهد أخرى.

الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ».

فوائد ومسائل: ① اس روایت کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کو ایک رکعت سے کم ملے یعنی وہ سجدہ اور تشہد میں ملے تو وہ جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھے۔ جمہور اہل علم یعنی امام مالک امام شافعی امام احمد امام اسحاق حتی کہ احناف میں سے امام محمد رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ صحابہ سے بھی یہی ملتا ہے مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ سلام سے پہلے جب بھی مل جائے تو جمعہ ہی پڑھے کیونکہ ایک حدیث ہے: [مَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا] حالانکہ یہ حدیث خاص جمعے کے بارے میں نہیں جب کہ باب کی روایت خاص جمعے کے بارے میں ہے۔ عام وخاص کے تعارض کے وقت دلیل خاص کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ② "اس کو جمعہ مل گیا" یعنی وہ ایک اور رکعت ملالے تو اس کا جمعہ ہوگیا۔ سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں صراحت ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حديث:١١٢١، و إرواء الغليل، حديث:٦٢٢)

(المعجم ٤٢) - عَدَدُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٥٩٩)

باب:٤٢- جمعے کے بعد مسجد میں کتنی سنتیں پڑھی جائیں؟

١٤٢٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا».

١٤٢٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت (سنت) پڑھے۔"

فائدہ: حدیث میں مسجد میں پڑھنے کا ذکر نہیں۔ دراصل امام نسائی رحمہ اللہ احادیث میں تطبیق دے رہے ہیں کیونکہ ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کے دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الجمعة، حديث: ٩٣٧ و صحيح مسلم، الجمعة، حديث:٨٨٢) مصنف رحمہ اللہ نے چار رکعت والی روایت کو مسجد سے خاص کر دیا اور دو رکعت والی کو گھر کے ساتھ کیونکہ اس میں گھر کا ذکر ہے یعنی گھر میں آ کر پڑھے تو دو رکعتیں اور مسجد میں پڑھے تو چار رکعتیں لیکن راجح بات یہ ہے کہ دو رکعت بھی پڑھی جا سکتی ہیں اور چار بھی۔ واللہ أعلم. جبکہ بعض لوگ قولی وفعلی دونوں روایات پر عمل کے قائل ہیں یعنی چار بھی پڑھ لے اور دو بھی کل چھ ہو گئیں لیکن یہ بات بلا دلیل ہے۔

١٤٢٧ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ٦٩/٨٨١ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٤٣.

(المعجم ٤٣) - صَلَاةُ الْإِمَامِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٦٠٠)

باب:۴۳- جمعے کے بعد امام کتنی رکعت (سنت) پڑھے؟

١٤٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے بعد نماز (نوافل) نہیں پڑھتے تھے حتی کہ گھر تشریف لے جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔

١٤٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ.

۱۴۲۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک اور تطبیق ہے جو امام نسائی رحمہ اللہ نے ان دو روایات (چار رکعت اور دو رکعت والی) میں اختیار کی ہے کہ چار پڑھنے کا حکم مقتدیوں کو ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الجمعة' حدیث:۸۸۱) اور دو رکعت پڑھنے کا ذکر آپ کے ساتھ خاص ہے۔ گویا امام دو رکعت پڑھے اور مقتدی چار رکعت پڑھیں۔ لیکن امام صاحب کا یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ہر فرمان ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ ہے' اس لیے دو رکعات آپ علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں' لہٰذا دو بھی پڑھی جا سکتی ہیں اور چار بھی' کسی حدیث پر بھی عمل کر لیا جائے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٤٤) - بَابُ إِطَالَةِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٦٠١)

باب:۴۴- جمعے کے بعد دو رکعتیں لمبی پڑھی جائیں

١٤٣٠- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ

۱۴۳۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جمعے کے بعد دو رکعتیں

١٤٢٨- [صحيح] تقدم، ح: ٨٧٤، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٤٥.

١٤٢٩- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ١١٣٢ من حديث عبدالرزاق به، وأخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما من طرق عن الزهري به، مطولاً ومختصرًا، * والزهري صرح بالسماع، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

١٤٣٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ١١٢٨ من حديث أيوب السختياني به، بألفاظ مختلفة، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٤٧، وأعل بما لا يقدح.

يَزِيدَ، - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ يُطِيلُ فِيهِمَا وَيَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ.

پڑھتے تھے اور انھیں لمبا کرتے تھے، نیز وہ فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① جمعے سے پہلے کتنی رکعات پڑھی جائیں؟ نبی اکرم ﷺ سے جمعے سے قبل رکعتوں کی کوئی تعیین کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، نہ قول سے اور نہ آپ کے عمل ہی سے بلکہ رسول اللہ ﷺ جب منبر پر رونق افروز ہو جاتے تو اذان شروع ہو جاتی اور اذان کے بعد آپ کسی وقفے کے بغیر خطبہ شروع فرما دیتے، لہٰذا جو شخص امام کے خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچ جائے تو وہ بلا تعیین جتنی سنتیں اور نوافل پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جونہی امام خطبہ شروع کرے، نوافل پڑھنا بند کر دے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیة: ۲۴/۱۸۸-۲۰۰، و زادالمعاد: ۱/۴۳۲-۴۴۰) ابن ماجہ کی جس روایت میں جمعے سے پہلے چار رکعت پڑھنے کا ذکر ہے، وہ سخت ضعیف ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حدیث: ۱۱۲۹، و ضعیف سنن ابن ماجه للألباني، رقم: ۱۱۳۹) عموماً اسی کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ لیکن درست بات وہی ہے جو ذکر ہو چکی ہے۔ ② شیخ البانی رحمہ اللہ نے "لمبا کرنے" کے الفاظ کو شاذ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۳/۸۹، ۹۰)

(المعجم ٤٥) - ذِكْرُ السَّاعَةِ الَّتِي يُسْتَجَابُ فِيهَا الدُّعَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٦٠٢)

باب: ۴۵- جمعے کے دن وہ کون سی گھڑی ہے جس میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے؟

١٤٣١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ - يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَيْتُ الطُّورَ فَوَجَدْتُ ثَمَّ كَعْبًا فَمَكَثْتُ أَنَا وَهُوَ

۱۴۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کوہِ طور پر گیا۔ وہاں میں نے کعب احبار کو پایا۔ ہم دونوں ایک دن اکٹھے رہے۔ میں انھیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرتا تھا اور وہ مجھے تورات کی باتیں بتاتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے

١٤٣١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ح: ١٠٤٦ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٧٥٤، وقال الترمذي، ح: ٤٩١: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٣٨، وابن حبان، ح: ١٠٢٤، والبغوي في شرح السنة، والحاكم: ١/٢٧٨، ٢٧٩ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

يَوْمًا أُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَيُحَدِّثُنِي عَنِ التَّوْرَاةِ فَقُلْتُ لَهُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُهْبِطَ، وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ، مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ تُصْبِحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُصِيخَةً حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا ابْنَ آدَمَ؛ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُؤْمِنٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ» فَقَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ يَوْمٌ فِي كُلِّ سَنَةٍ؟ فَقُلْتُ: بَلْ هِيَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ فِي كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ. فَخَرَجْتُ فَلَقِيتُ بَصْرَةَ بْنَ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ جِئْتَ؟ قُلْتُ مِنَ الطُّورِ قَالَ: لَوْ لَقِيتُكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَهُ لَمْ تَأْتِهِ، قُلْتُ لَهُ: وَلِمَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ». فَلَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَامٍ فَقُلْتُ: لَوْ رَأَيْتَنِي خَرَجْتُ إِلَى الطُّورِ فَلَقِيتُ كَعْبًا فَمَكَثْتُ أَنَا وَهُوَ يَوْمًا أُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَيُحَدِّثُنِي عَنِ التَّوْرَاةِ، فَقُلْتُ لَهُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ

فرمایا: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہو' جمعے کا دن ہے۔ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن وہ زمین پر اتارے گئے۔ اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ ابن آدم (انسان) کے سوا زمین پر جو بھی حرکت کرنے والا جانور ہے' وہ جمعے کے دن صبح سے لے کر سورج طلوع ہونے تک قیامت کے ڈر سے چپ چاپ کان لگائے رکھتا ہے (کہ کہیں صور نہ پھونک دیا جائے) مگر انسان (بے خوف رہتا ہے۔) اور اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے جسے کوئی مومن نماز کی حالت میں پالے' پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس وقت کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور دے دیتا ہے۔'' کعب کہنے لگے: ایسا دن ہر سال میں ایک ہوتا ہے۔ میں نے کہا: نہیں وہ گھڑی ہر جمعے میں ہوتی ہے۔ پھر کعب نے تورات پڑھی تو کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ یہ ہر جمعے کے دن ہوتا ہے۔ میں ان کے پاس سے نکلا تو میں بصرہ بن ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ کو ملا۔ وہ کہنے لگے: کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: کوہِ طور سے۔ وہ کہنے لگے: اگر تمھارے طور پر جانے سے پہلے میری اور تمھاری ملاقات ہو جاتی تو تم وہاں نہ جاتے۔ میں نے کہا: کیوں؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''سواریوں کو کام میں نہ لایا جائے مگر ان تین مساجد کی طرف جانے کے لیے: مسجد حرام' میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور بیت المقدس کی مسجد۔'' پھر میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو ملا۔ میں نے ان سے کہا: اگر

طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُهْبِطَ وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ؛ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ تُصْبِحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُصِيخَةً حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا ابْنَ آدَمَ؛ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ» قَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ يَوْمٌ فِي كُلِّ سَنَةٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبَ كَعْبٌ، قُلْتُ: ثُمَّ قَرَأَ كَعْبٌ فَقَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: صَدَقَ كَعْبٌ، إِنِّي لَأَعْلَمُ تِلْكَ السَّاعَةَ فَقُلْتُ: يَا أَخِي! حَدِّثْنِي بِهَا قَالَ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ، فَقُلْتُ: أَلَيْسَ قَدْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُصَادِفُهَا مُؤْمِنٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ» وَلَيْسَتْ تِلْكَ السَّاعَةَ صَلَاةٌ قَالَ: أَلَيْسَ قَد سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى وَجَلَسَ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى تَأْتِيَهُ الصَّلَاةُ الَّتِي تَلِيهَا؟» قُلْتُ: بَلٰى! قَالَ: فَهُوَ كَذٰلِكَ.

آپ میرے ساتھ گزرنے والا واقعہ دیکھتے (تو محظوظ ہوتے۔) میں طور پہاڑ کی زیارت کے لیے گیا۔ وہاں میں کعب احبار کو ملا۔ میں اور وہ ایک دن اکٹھے رہے۔ میں انھیں رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کرتا تھا اور وہ مجھے تورات سے بیان کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' جمعے کا دن ہے۔ اس دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن جنت سے نکالے گئے۔ اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ انسان کے سوا روئے ارض پر جو بھی حرکت کرنے والا جانور ہے' وہ جمعے کے دن قیامت کے ڈر سے صبح سے لے کر طلوع شمس تک کان لگائے رکھتا ہے (کہ کہیں صور نہ پھونک دیا جائے)' نیز اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو بھی مومن بندہ اسے نماز کی حالت میں پالے' پھر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے ضرور دے دیتا ہے۔'' کعب کہنے لگے: ایسا تو سال میں ایک دن ہوتا ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کعب نے غلط کہا۔ میں نے کہا: پھر کعب نے تورات پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ یہ ہر جمعے کو ہوتا ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کعب نے سچ کہا۔ میں یقیناً اس گھڑی کو جانتا ہوں۔ میں نے کہا: برادر محترم! مجھے ضرور بتایئے۔ انھوں نے کہا: یہ جمعے کے دن غروب شمس سے پہلے آخری گھڑی ہے۔ میں نے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا: ''مومن اسے نماز کی حالت

میں پائے۔'' جب کہ یہ گھڑی (دن کی آخری گھڑی) تو نماز کا وقت ہی نہیں۔ وہ کہنے لگے: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا: ''جو آدمی نماز پڑھ کر اگلی نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے حتی کہ بعد والی نماز کا وقت ہو جائے۔'' میں نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ سنا ہے۔) انھوں نے کہا: یہاں بھی یہی مراد ہے۔ (یعنی نماز کے انتظار میں ہو۔)

فوائد ومسائل: ① ''کوہ طور'' جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ قرآن میں اسے ''وادیٔ مقدس'' کہا گیا ہے۔ ② ''کان لگائے رکھتا ہے'' یعنی توجہ رکھتا ہے اور منتظر رہتا ہے۔ شاید جانوروں کو جمعے کے دن کا علم ہو جاتا ہوگا یا ان میں یہ چیز طبعی ہوگی کہ ہر جمعے کے دن وہ خوف زدہ رہتے ہوں گے اور یہی بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ جانوروں کے سب کام طبعاً اور فطرتاً ہوتے ہیں جب کہ انسان فطرت کے خلاف بھی کام کر لیتا ہے۔ ③ ''ایسی گھڑی ہے'' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت کے مطابق عصر کے بعد آخری گھڑی ہے۔ بعض روایات کے مطابق وہ گھڑی امام کے منبر پر چڑھنے سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے یوں تطبیق دی ہے کہ ساعت یومی تو عصر کے بعد ہی ہے مگر جمعہ میں اجتماع مومنین کی برکت سے خطبہ ونماز کا وقت بھی افضل ہو جاتا ہے، لہٰذا وہ بھی قبولیت کا وقت بن جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کبھی یہ گھڑی ہوتی ہے کبھی وہ۔ اکثر اہل علم نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ ④ ''سواریوں کو کام میں نہ لایا جائے'' یعنی قربت وثواب کے حصول کے لیے لمبا سفر نہ کیا جائے یہ سمجھ کر کہ فلاں جگہ مقدس ہے۔ وہاں قرب وثواب زیادہ ہوگا، سوائے ان تین مساجد کے۔ راویٔ حدیث حضرت بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ نے کسی بھی مقدس مقام (خواہ وہ مسجد ہو یا کوئی اور مقام) کی طرف قربت اور ثواب کی نیت سے لمبا سفر کرنا درست نہیں سمجھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی مفہوم درست سمجھا۔ تبھی تو ان کی بات کا انکار نہیں کیا۔ اور یہی مفہوم درست ہے۔ یہ بحث تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے، حدیث: ۷۰۱۔ ⑤ بیت المقدس کی مسجد سے مراد بیت المقدس ہی ہے کیونکہ جو جگہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے خاص کی گئی ہے، وہ مسجد ہے۔ اور بیت المقدس بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنایا گیا تھا۔ ⑥ ''وہ نماز ہی میں ہے'' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل ایک فقیہ صحابی کی تاویل ہے جو معتبر ہے لیکن درج ذیل روایت (۱۴۳۳) میں یہ الفاظ ہیں: [قَائِمٌ يُصَلِّي] ''یعنی وہ کھڑا نماز پڑھتا ہو۔'' حالانکہ نماز کا انتظار عموماً بیٹھ کر ہوتا ہے۔ تو علماء نے ان کے درمیان یوں تطبیق دی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قائم کے معنی حضرت عبداللہ بن سلام کی حدیث

کی روشنی میں "ثابت" کے ہیں یعنی بیٹھ کر انتظار کرنے کے ہیں کیونکہ عموماً نماز کا انتظار بیٹھ کر ہی کیا جاتا ہے۔ یا پھر یہاں قائم کی قید "قید و صفی" ہے یعنی یہ قید نمازی کی عمومی حالت کے پیش نظر ہے کیونکہ نماز کھڑے ہو کر ہی ادا کی جاتی ہے لہٰذا مذکورہ الفاظ کی روشنی میں نماز کا انتظار کھڑے ہو کر لازمی قرار نہیں پاتا۔ واللہ أعلم.

مزید دیکھیے: (التعليقات السلفيه (طبع جديد): ٢/٣٣٣، ٣٣٤)

١٤٣٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ رَبَاحٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ».

۱۴۳۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعے کے دن میں ایک ایسی گھڑی (وقت) ہے جسے کوئی بھی مسلمان آدمی پالے پھر اللہ تعالیٰ سے اس میں کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور دے گا۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا نَعْلَمُ أَحَدًا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ رَبَاحٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِلَّا أَيُّوبَ بْنَ سُوَيْدٍ فَإِنَّهُ حَدَّثَ بِهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ. وَأَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ حضرت رباح کے علاوہ کسی نے یہ روایت عن معمر عن الزهري کی سند سے اس طرح بیان کی ہو البتہ حضرت ایوب بن سوید نے یہ روایت عن يونس عن الزهري عن سعيد وأبي سلمة کی سند سے بیان کی ہے۔ لیکن ایوب بن سوید (کی حدیث معتبر نہیں، وہ) متروک الحدیث ہے۔

١٤٣٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ،

۱۴۳۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: "یقیناً جمعے کے دن

١٤٣٢- [إسناده صحيح] وهو في مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٢/ ٢٨٤، والسنن الكبرٰى للنسائي، ح: ١٧٤٩. * رباح بن يزيد القرشي ثقة فاضل كما في التقريب وغيره.

١٤٣٣- أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء في الساعة التي في يوم الجمعة، ح: ٦٤٠٠، ومسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، ح: ٨٥٢/ ١٤ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٥٠.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ» يُقَلِّلُهَا: يُزَهِّدُهَا

ایک ایسا مخصوص وقت ہے جسے جو بھی مسلمان شخص کھڑا نماز پڑھتا ہوا پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور وہ چیز دے دیتا ہے۔'' آپ ﷺ (ہاتھ کے اشارے سے) اس وقت کو بہت قلیل بتاتے تھے۔

فائدہ: جو چیز جتنی زیادہ قیمتی' بلند مرتبہ اور افضل ہو' اتنی ہی کم ہوتی ہے۔ یہ فطری اصول ہے۔ یہ وقت بھی بہت فضیلت والا ہے' اس لیے قلیل ہے' نیز ایسی چیز بڑی چھپا کر رکھی جاتی ہے اور اس کے حصول میں بڑی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے' لہٰذا اس وقت کو مبہم رکھا گیا تا کہ اس کی خصوصی شان ظاہر ہو۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ایسی ساعات لطیفہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ. وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِمَا يُحِبُّهُ وَيَرْضٰى.



بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ١٥) - كِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ (التحفة . . .)

سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - [بَابٌ] (التحفة ٦٠٣)

١٤٣٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَيْهِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَوٰةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوٓا﴾ [النساء: ١٠١] فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: «صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ».

باب:۱......

۱۴۳۴- حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ (قرآن کی آیت) ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز قصر کرلو بشرطیکہ تمھیں ڈر ہو کہ کافر تمھیں نقصان پہنچائیں گے۔'' (سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر نماز خوف ہی کی حالت کے ساتھ خاص ہے) اب تو لوگ امن کی حالت میں ہیں۔ (لہٰذا نماز قصر نہیں کرنی چاہیے۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بھی اس بات پر تعجب ہوا تھا جس پر تجھے تعجب ہوا ہے تو میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے تو تم اللہ تعالیٰ کا صدقہ قبول کرو۔''

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا آیت میں بظاہر سفر اور خوف دونوں کو قصر کے لیے شرط قرار دیا گیا ہے لہٰذا یہ سوال بجا ہے لیکن نبی ﷺ کے جواب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب قصر کا حکم نازل ہوا اس وقت تو واقعتاً

١٤٣٤ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٦ عن إسحاق بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩١.

سفر بھی تھا اور خوف بھی مگر بعد میں خوف کی شرط ساقط کر دی گئی۔ لفظ ''صدقہ'' بھی اس سقوط پر دلالت کرتا ہے۔ مگر اس سقوط کا ذکر قرآن میں نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی زبانی معلوم ہوا۔ اس بات کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ قصر کے لیے صرف سفر ہی شرط تھا' خوف کا ذکر درپیش صورتِ حال کے طور پر تھا کیونکہ اس وقت خوف کی حالت بھی تھی۔ بعد میں وضاحت کر دی گئی کہ خوف قصر کے لیے شرط نہیں' لہٰذا ''صدقہ'' قصر کے حکم کو کہا جائے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن مجید میں ذکر قصر خوف کا ہے نہ کہ قصر سفر کا۔ اور قصر خوف سے مراد طریقۂ جماعت میں سہولت کے مطابق تبدیلی ہے جیسا کہ آیت کے مابعد الفاظ اور احادیث میں اس کی تفصیل وارد ہے۔ گویا قصر ہیئت مراد ہے۔ قصر سفر کا ذکر صرف احادیث میں ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک ﴿إِنْ خِفْتُمْ﴾ یعنی خوف کی قید قصر کی بجائے مابعد کلام سے متعلق ہے' یعنی اگر تمھیں خوف ہو تو نماز کی ادائیگی کے وقت دو گروپ بنا لو۔ اور ﴿إِنْ خِفْتُمْ﴾ سے پہلے الگ جملہ ہے' یعنی جب تم سفر میں ہو تو قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ بہرصورت صحابہ ؓ سے لے کر اب تک اتفاق ہے کہ قصر کے لیے خوف کی شرط نہیں۔ ② ''قصر'' سے مراد یہ ہے کہ رباعی نماز (یعنی ظہر' عصر اور عشاء) کو دو رکعت پڑھ لیا جائے۔ مغرب اور فجر اپنی اصلی حالت پر رہیں گی۔ ③ ''قبول کرو'' اس لفظ سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ قصر واجب ہے' حالانکہ قرآن مجید کے صریح الفاظ وجوب کی نفی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی قصر کے لیے ''صدقہ'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ صحیح بات یہی ہے کہ قصر رخصت ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصت کو قبول کیا جائے۔ اس بنا پر ہمارے نزدیک یہی افضل ہے کہ دوران سفر نماز قصر پڑھی جائے' لیکن اگر کوئی رخصت سے فائدہ نہ اٹھاتے ہوئے نماز پوری ادا کرتا ہے تو اس کا جواز ہے جیسا کہ حضرت عائشہ اور حضرت عثمان ؓ سے صراحتاً مکمل نماز (یعنی چار رکعت) پڑھنے کی صحیح روایات مذکور ہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' التقصير' حديث: ۱۰۹۰' وصحيح مسلم' صلاة المسافرين و قصرها ' حديث:۶۸۵' ۶۹۴) جبکہ احناف قصر کو واجب اور چار رکعت پڑھنے کو ممنوع سمجھتے ہیں' مگر اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔ ④ مقام و مرتبے میں کم شخص اپنے سے افضل شخصیت سے قابل اشکال چیز کی وضاحت طلب کر سکتا ہے۔

۱٤۳۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: إِنَّا

۱۴۳۵- حضرت امیہ بن عبداللہ بن خالد نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا: ہم قرآن مجید میں گھر کی نماز اور خوف کی نماز پاتے ہیں لیکن سفر کی نماز قرآن مجید میں نہیں پاتے۔ حضرت ابن عمر ؓ نے ان سے کہا:

۱٤۳۵- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٥٨، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩٢.

نَجِدُ صَلَاةَ الْحضَرِ وَصَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ فِي الْقُرْآنِ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: يَا ابْنَ أَخِي! إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا وَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ يَفْعَلُ.

اے میرے بھتیجے! تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ہماری طرف (نبی بنا کر) بھیجا جب کہ ہم کچھ نہیں جانتے تھے۔ ہم تو صرف اس طرح کریں گے جس طرح ہم نے محمد ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: قرآن مجید کو بھی ہم رسول اللہ ﷺ ہی کی تصدیق سے مانتے ہیں' لہٰذا اصل حیثیت تو رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ آپ جو فرمائیں گے' وہ ہمارے لیے حجت ہے' قرآن مجید میں ہو یا نہ ہو۔ قرآن مجید میں تو نماز کا طریقہ بھی ذکر نہیں اور نہ ان کی تعداد وغیرہ ہی کا ذکر ہے۔ جب ان باتوں کو ہم قرآن مجید میں نہ ہونے کے باوجود مانتے ہیں تو قصر سفر کو بھی ماننا چاہیے کیونکہ یہ بھی رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً ثابت ہے۔ قولاً بھی فعلاً بھی۔ مزید تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

١٤٣٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ لَا يَخَافُ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۳۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف نکلے (اور چار رکعت والی نمازیں) دو رکعت ہی پڑھتے رہے' حالانکہ رب العالمین کے سوا آپ کو کسی کا ڈر نہ تھا۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ؓ کا اشارہ حجۃ الوداع کے سفر کی طرف تھا۔ اس وقت سب دشمن مغلوب ہو چکے تھے بلکہ ختم ہو چکے تھے۔ خوف کا امکان بھی نہیں تھا۔

١٤٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ لَا نَخَافُ إِلَّا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۳۷- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا مگر ہم (رباعی نماز) دو رکعت پڑھتے تھے۔

١٤٣٦- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في التقصير في السفر، ح: ٥٤٧ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩٣، وانظر الحديث الآتي.

١٤٣٧- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩٤، وانظر الحديث السابق.

١٤٣٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَبِيبَ بْنَ عُبَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ ابْنِ السِّمْطِ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُصَلِّي بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ.

۱۴۳۸- حضرت ابن سمط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ذوالحلیفہ کے مقام پر (کوئی رباعی نماز) دو رکعت پڑھتے دیکھا۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں تو اسی طرح کرتا ہوں جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔

١٤٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَلَمْ يَزَلْ يَقْصُرُ حَتَّى رَجَعَ فَأَقَامَ بِهَا عَشْرًا.

۱۴۳۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ گیا۔ آپ واپس مدینہ منورہ آنے تک نماز قصر کرتے رہے۔ آپ مکے میں دس دن ٹھہرے تھے۔

فوائد و مسائل: ① یہ حجۃ الوداع کی بات ہے اور یہ دس دن صرف مکے میں نہیں ٹھہرے تھے بلکہ مقامات حج منیٰ، مزدلفہ اور عرفات بھی اسی میں شامل ہیں۔ چار ذوالحجہ کو آپ مکہ مکرمہ پہنچے تھے۔ حج و عمرہ کے تمام ارکان ادا کرنے کے بعد چودہ ذوالحجہ کو آپ واپس مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ کسی بھی جگہ آپ کا قیام چار دن سے زائد نہ تھا۔ اور چوتھا دن بھی دخول یا خروج کو شامل کر کے ہے، اسی لیے راجح بات یہ ہے کہ اگر قیام کی نیت تین (یا چار) دن کی ہے تو پھر وہ مسافر قصر نماز پڑھے، ورنہ شروع دن ہی سے پوری نماز پڑھے، وہ اپنے آپ کو مسافر نہ سمجھے۔ ② کم از کم وہ کتنی مسافت ہے جس کا ارادہ ہو تو انسان اس دوران میں نماز قصر کر سکتا ہے؟ اس بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ مختلف آراء ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ اگر کسی کا اڑتالیس میل سفر کا قصد ہو تو وہ اپنے شہر یا بستی کی حدود سے نکلنے کے بعد قصر کر سکتا ہے۔ بطور دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث پیش کی جاتی ہے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ''اے اہل مکہ! چار برید (اڑتالیس میل) سے کم سفر میں نماز قصر نہ کرو، جیسے مکہ سے عسفان تک۔''

١٤٣٨- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين . . .، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٩٢ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩٥.

١٤٣٩- أخرجه مسلم، ح: ٦٩٣/ ١٥ عن قتيبة (انظر الحديث السابق)، والبخاري، التقصير، باب ماجاء في التقصير . . . الخ، ح: ١٠٨١ من حديث يحيى بن أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩٦.

(سنن الدارقطني مع التعليق المغني:۲/۳۸۷، و السنن الكبرىٰ للبيهقي:۳/۱۳۷، ۱۳۸) لیکن یہ روایت ضعیف اور نا قابل حجت ہے۔ اس کی سند میں ایک تو اسماعیل بن عیاش ہیں' غیر شامیوں سے ان کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ دوسرے عبدالوہاب بن مجاہد ہیں۔ یہ بھی ضعیف ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (إرواء الغليل' حديث:۵۶۵) لہٰذا قصر کے لیے کم از کم اڑتالیس میل کی شرط درست نہیں' نیز کسی اور مستند دلیل سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی۔ اس کے متعلق صحیح اور صریح ترین جو حدیث منقول ہے وہ حضرت انس بن مالک کی حدیث ہے۔ یحییٰ بن یزید ہنائی کہتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز قصر کرنے کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر جاتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ یہ شک شعبہ کو ہوا ہے۔ تین میل کی مسافت کو فرسخ (فارسی میں فرسنگ) کہتے ہیں۔ اس طرح قصر کے لیے کم از کم مسافت نو میل ہوئی۔ تین میل کی بات چونکہ مشکوک ہے' اس لیے حجت نہیں اور تین فرسخ کی مسافت احتیاط و یقین پر مبنی ہے' اس لیے سفر کی مسافت (اپنے شہر کی حد چھوڑ کر) کم از کم نو میل' یعنی تقریباً ۲۲ کلومیٹر ہوگی کیونکہ عربی میل کی مسافت انگریزی میل کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ اور یہی موقف راجح ہے۔ واللہ أعلم.

١٤٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ - وَهُوَ السُّكَّرِيُّ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

۱۴۴۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں (چار رکعت والی نماز) دو رکعت پڑھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھی۔

١٤٤١- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عُمَرَ قَالَ: صَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَالنَّحْرِ رَكْعَتَانِ وَالسَّفَرِ رَكْعَتَانِ

۱۴۴۱- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعے کی نماز' عیدالفطر کی نماز' قربانی (عیدالاضحیٰ) کی نماز اور سفر کی نماز نبی ﷺ کی زبانی دو دو رکعت ہے اور یہ مکمل ہے۔ اس میں کوئی نقص اور کمی نہیں۔

١٤٤٠ــ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٨٩٧، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ١٠٨٤ وغيره.

١٤٤١ــ [صحيح] تقدم، ح: ١٤٢١، وهو في الكبرى، ح: ١٨٩٨.

تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ.

فائدہ: ''نقص اور کمی نہیں'' کا مطلب ہے کہ یہ نمازیں مکمل ہیں' اس لیے کہ اللہ کی طرف سے یہ اتنی ہی تعداد میں مقرر ہیں۔ اسی طرح سفر میں دو رکعتیں بھی ثواب میں چار رکعتوں سے کم نہیں' اس لیے کہ یہ رخصت بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

١٤٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ أَيُّوبَ - وَهُوَ ابْنُ عَائِذٍ - عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ أَبِي الْحَجَّاجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فُرِضَتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ أَرْبَعًا وَصَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَاةُ الْخَوْفِ رَكْعَةً.

۱۴۴۲- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ گھر کی نماز تمھارے نبی ﷺ کی زبانی چار رکعت' سفر کی نماز دو رکعت اور خوف کی نماز ایک رکعت فرض کی گئی ہے۔

فوائد ومسائل: ① بظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر کی نماز ہے ہی دو رکعت' چار نہیں پڑھی جا سکتیں مگر یہ مفہوم قرآن کی آیتِ کریمہ اور دیگر احادیث کے صراحتاً خلاف ہے۔ اگر ایسے ہوتا تو اسے قصر نہ کہا جاتا' لہٰذا یہ مفہوم غیر معتبر ہے۔ ② ''خوف کی نماز ایک رکعت۔'' جمہور اہل علم نے اس بات کو قبول نہیں کیا' وہ اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ ایک رکعت سے مراد امام کے ساتھ ایک رکعت ہے نہ کہ فی الواقع ایک رکعت کہ دوسری رکعت پڑھی نہ جائے۔ بلکہ وہ دوسری رکعت اپنے طور پر پڑھے۔ لیکن جمہور اہل علم کا یہ موقف دلائل کی روشنی میں محل نظر ہے۔ ایک رکعت نماز خوف بھی متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے' لہٰذا موقع ومحل کی مناسبت سے ایک رکعت بھی بلا تامل پڑھی جا سکتی ہے۔ نماز خوف کی تقریباً چھ سات صورتیں احادیث میں وارد ہیں۔ تو خوف کی صورت حال کو مدنظر رکھ کر کسی بھی صورت پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ان میں کوئی تعارض نہیں۔ تمام واقعات اور طریقوں کو ایک ثابت کرنے کی کوشش کرنا غیر ضروری تکلیف ہے۔ موقع ومحل اور ضرورت کے مطابق کسی بھی طریقے پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي' كتاب الخوف)

١٤٤٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٧، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٨٩٩.

١٤٤٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مَاهَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَيُّوبَ ابْنِ عَائِذٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

۱۴۴۳- حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی ﷺ کی زبانی گھر کی نماز چار رکعت، سفر میں دو رکعت اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ (التحفة ٦٠٤)

باب:۲- مکہ مکرمہ میں (مسافر) نماز (کیسے پڑھے؟)

١٤٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى فِي حَدِيثِهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُوسٰى - وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ - قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ أُصَلِّي بِمَكَّةَ إِذَا لَمْ أُصَلِّ فِي جَمَاعَةٍ؟ قَالَ: رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ.

۱۴۴۴- حضرت موسیٰ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا کہ اگر میں باجماعت نماز نہ پاسکوں تو مکہ مکرمہ میں نماز کیسے پڑھوں؟ انھوں نے فرمایا: دو رکعتیں۔ یہ ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ مسافر اگر باجماعت نماز پڑھے تو ظاہر ہے امام کے مطابق ہی پڑھے گا۔ امام حرم چونکہ مقیم ہوتے ہیں، لہٰذا وہ چار رکعتیں ہی پڑھیں گے لیکن اگر جماعت چھوٹ جائے تو مسافر دو رکعت پڑھے گا، بشرطیکہ وہ مدت اقامت سے کم ٹھہرا ہو۔ اگر اسے مدت اقامت سے زائد ٹھہرنا ہے تو وہ نماز پوری پڑھے گا۔ اس حکم میں مکہ اور غیر مکہ کا کوئی فرق نہیں۔ واللہ أعلم۔

١٤٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

۱۴۴۵- حضرت موسیٰ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ

١٤٤٣- [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٧، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠٠.

١٤٤٤- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين ....، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠١.

١٤٤٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠٢.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ مُوسَى بْنَ سَلَمَةَ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ، قُلْتُ: تَفُوتُنِي الصَّلَاةُ فِي جَمَاعَةٍ وَأَنَا بِالْبَطْحَاءِ مَا تَرٰى أَنْ أُصَلِّيَ؟ قَالَ: رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا: مجھ سے نماز باجماعت رہ جائے جب کہ میں وادئ مکہ میں ہوں تو آپ کے خیال کے مطابق میں کتنی رکعت نماز پڑھوں؟ انھوں نے فرمایا: دو رکعت۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

(المعجم ٣) - **بَابُ الصَّلَاةِ بِمِنًى** (التحفة ٦٠٥)

باب:٣- منیٰ میں نماز (کیسے پڑھی جائے؟)

١٤٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى آمَنَ مَا كَانَ النَّاسُ وَأَكْثَرَهُ، رَكْعَتَيْنِ.

١٤٤٦- حضرت حارثہ بن وہب خزاعی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں حالانکہ آپ انتہائی امن کی حالت میں تھے اور آپ کے ساتھی بھی بہت زیادہ تھے۔

فائدہ: منیٰ میں چونکہ سب حاجی مسافر ہی ہوتے ہیں لہٰذا منیٰ میں سب حاجی قصر کریں گے۔ امام احمد ؒ کے نزدیک یہ قصر حج کی بنا پر ہے سفر کی بنا پر نہیں۔ احناف کے نزدیک جو لوگ منیٰ سے مسافت قصر کے اندر اندر رہتے ہیں وہ پوری نماز پڑھیں گے مگر یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور نہ کسی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرنے والوں میں کوئی ایسی تفریق کی گئی ہو مثلاً: یہ نہیں کہا گیا کہ مکہ والے قصر نہ کریں وغیرہ۔ صحیح بات یہی ہے کہ سب حاجی منیٰ میں قصر کریں گے۔ (قصر کے لیے خوف کی بحث پیچھے گزر چکی ہے۔)

١٤٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

١٤٤٧- حضرت حارثہ بن وہب خزاعی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں حالانکہ لوگ بہت زیادہ تھے اور انتہائی امن کی حالت میں تھے۔

١٤٤٦- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين. . . .، باب قصر الصلاة بمنىً، ح:٦٩٦ عن قتيبة، والبخاري، التقصير، باب الصلاة بمنىً، ح:١٠٨٣ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح:١٩٠٣.

١٤٤٧-[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:١٩٠٤.

سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِنًى أَكْثَرَ مَا كَانَ النَّاسُ وَآمَنَهُ، رَكْعَتَيْنِ.

١٤٤٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي [سُلَيْمٍ] عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِنًى وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُثْمَانَ رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ.

۱۴۴۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ‘ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ان کی امارت کے ابتدائی زمانے میں دو رکعتیں ہی پڑھیں۔

فائدہ: ”ابتدائی زمانے میں“ یعنی بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں پوری نماز شروع کر دی تھی‘ کیوں؟ اس کی مختلف وجوہات بیان کی جاتی ہیں: ❁ ایک یہ کہ پوری پڑھنا بھی جائز ہے۔ ❁ لوگوں کو غلط فہمی ہونے لگی تھی کہ نماز ہر حال میں دو رکعت ہی ہے کیونکہ خلیفہ جب بھی آتا ہے‘ دو رکعت پڑھاتا ہے‘ ہمارے ائمہ خواہ مخواہ چار پڑھاتے ہیں۔ یہ غلط فہمی دور کرنے کے لیے نماز مکمل پڑھائی۔ ❁ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ قصر صرف سفر کی حالت میں ہوتی ہے۔ جب آدمی کسی جگہ ٹھہر جائے اور اسے سفر کی مشکلات درپیش نہ ہوں تو قصر نہ کرے‘ خواہ تھوڑے دن ہی ٹھہرے۔ چونکہ منیٰ میں تین دن (یا چار دن) آرام وسکون سے رہائش ہوتی ہے‘ لہٰذا پوری نماز پڑھنی چاہیے۔ ❁ آپ نے مکہ مکرمہ میں شادی کر لی تھی۔ ان کے علاوہ اور بھی وجوہات بیان کی گئی ہیں لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان تمام کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے یہ وجوہات درست نہیں۔ بنابریں سنت یہی ہے کہ سفر میں دو رکعت نماز ادا کی جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔ وخير الهدي هدي محمد ﷺ. نیز حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا بھی اسی پر عمل تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پوری نماز پڑھنا ان کا ذاتی اجتہاد تھا‘ وہ شاید اس لیے پڑھتے ہوں کہ سفر میں پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۱۶/۳۵۴-۳۵۸)

١٤٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۴۴۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول

١٤٤٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١٤٤، ١٤٥ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠٥.

١٤٤٩ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب الصلاة بمنىً، ح: ١٠٨٤، ومسلم، صلاة المسافرين .... ، باب قصر

عَبْدُالْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ، ح: وَأَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ بِمِنًى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ.

ہے' فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔

١٤٥٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: صَلّٰى عُثْمَانُ بِمِنًى أَرْبَعًا حَتّٰى بَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ اللهِ فَقَالَ: لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۵۰- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں حتی کہ یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انھوں نے فرمایا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں ہی پڑھی ہیں۔

١٤٥١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۵۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں۔

◀◀ الصلاة بمنىً، ح: ٦٩٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠٦.

١٤٥٠ـ أخرجه مسلم، ح: ٦٩٥(ب) عن علي بن خشرم به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠٧.

١٤٥١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين....، باب قصر الصلاة بمنًى، ح: ٦٩٤/١٧ب عن عبيدالله بن سعيد، والبخاري، التقصير، باب الصلاة بمنًى، ح: ١٠٨٢ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٠٨.

١٤٥٢ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّاهَا أَبُو بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّاهَا عُمَرُ رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّاهَا عُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ.

۱۴۵۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہاں دو رکعتیں ہی پڑھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دو ہی پڑھیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کی ابتدا میں دو رکعتیں ہی پڑھیں۔

فوائد ومسائل: ① بعد میں کسی وجہ سے اجتہادی طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر منیٰ میں چار رکعتیں شروع کر دی تھیں۔ اور محدثین نے اس کی متعدد وجوہ بیان فرمائی ہیں جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ اور اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بابت بھی مروی ہے کہ وہ بھی دوران سفر میں پوری نماز پڑھ لیتی تھیں۔ ان احادیث کے پیش نظر علمائے محققین نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیے' نیز فرمان نبوی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصت کو قبول کیا جائے۔ بنابریں ہمارے نزدیک افضل یہ ہے کہ دوران سفر نماز قصر پڑھی جائے' لیکن اگر کوئی رخصت سے فائدہ نہ اٹھائے اور پوری نماز پڑھے تو اس کی بھی گنجائش ہے اسے بدعت وغیرہ نہیں کہنا چاہیے۔ واللہ أعلم. ② مندرجہ بالا تمام روایات میں دو رکعت سے مراد صرف وہ نماز ہے جو دراصل رباعی' یعنی چار رکعت والی ہے' ورنہ مغرب ہر حال میں تین رکعت ہے اور فجر ہر حال میں دو رکعت۔ اور یہ متفقہ بات ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ الْمَقَامِ الَّذِي يَقْصُرُ بِمِثْلِهِ الصَّلَاةَ (التحفة ٦٠٦)

باب: ۴- کتنی دیر تک ٹھہرے تو قصر کر سکتا ہے؟

١٤٥٣- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ،

۱۴۵۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کو نکلے۔ آپ واپس مدینہ تشریف لانے تک ہمیں دو رکعت ہی پڑھاتے رہے۔ (شاگرد ابو اسحٰق

١٤٥٢ـ أخرجه البخاري، الحج، باب الصلاة بمنًى، ح: ١٦٥٥ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٠٩.

١٤٥٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤٣٩، وهو في الكبرى، ح: ١٩١٠.

فَكَانَ يُصَلِّي بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا قُلْتُ: هَلْ أَقَامَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: نَعَمْ أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا.

بیان کرتے ہیں کہ) میں نے کہا: کیا آپ مکہ میں ٹھہرے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، ہم مکہ میں دس دن ٹھہرے تھے۔

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔ لیکن آپ دس دن صرف مکہ میں نہیں بلکہ منیٰ، مزدلفہ، عرفات میں مجموعی طور پر دس دن ٹھہرے تھے۔ مکہ میں آپ کی مسلسل رہائش پورے چار دن رہی ہے۔ چار ذوالحجہ کی صبح کو مکہ میں داخل ہوئے اور آٹھ کی صبح کو منیٰ روانہ ہو گئے۔ اسی بنا پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہ خیال ہے کہ اکیس نمازیں ایک جگہ ٹھہر کر پڑھنی ہوں تو قصر کرے، زیادہ ٹھہرنا ہو تو شروع سے مکمل پڑھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ آنے جانے کا دن نکال کر تین دن ٹھہرنا ہو تو قصر کرے اور اگر اس سے زائد ٹھہرنا ہو تو شروع دن سے پوری پڑھے۔ یہ دونوں اقوال ملتے جلتے ہیں اور ان کا نتیجہ ایک ہی ہے۔ اور یہی صحیح اور راجح موقف ہے۔ واللہ أعلم. احناف پندرہ دن کے قیام میں قصر کے قائل ہیں اور زائد کی صورت میں پوری نماز پڑھنے کے قائل ہیں۔ جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

١٤٥٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقَامَ بِمَكَّةَ [خَمْسَةَ عَشَرَ] يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۵۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں پندرہ دن ٹھہرے۔ دو دو رکعت پڑھتے رہے۔

فائدہ: یہ فتح مکہ کی بات ہے جو سنہ ۸ ہجری میں ہوا تھا۔ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انیس دن ٹھہرنے کی روایت ہے۔ اور ان کا قول بھی یہی ہے کہ جب ہم انیس دن سے زائد ٹھہریں گے تو نماز پوری پڑھیں گے۔ بعض روایات میں مکہ میں آپ کی اقامت اٹھارہ یا سترہ دن بھی ہے، یعنی آنے جانے کا دن شامل کر کے انیس دن، خالص اقامت سترہ دن۔ کسی ایک دن کو نکال لیں تو اٹھارہ دن۔ گویا کوئی اختلاف نہیں، البتہ پندرہ دن کی روایت صحیح نہیں کیونکہ یہ اصح روایات کے خلاف ہے بلکہ یہ کسی راوی کا تصرف ہے۔ محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے

١٤٥٤- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ١٩١١، وأخرجه أبوداود، ح: ١٢٣١، وابن ماجه، ح: ١٠٧٦ من حديث عبيدالله به.

زُهَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَبَرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُصَلِّي قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا فَقِيلَ لَهُ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ.

نہیں پڑھتے تھے' نہ (ان دو رکعتوں سے) پہلے کچھ پڑھتے نہ بعد میں۔ ان سے کہا گیا: یہ کیا طریقہ ہے؟ تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: فرض نمازوں کی تمام سنن رواتب کے سوا سفر میں نفل پڑھنا قطعاً منع نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مطلق نوافل پڑھنا ثابت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں سواری پر نفل نماز (وتر وغیرہ) پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس میں وہ استقبال قبلہ (قبلہ رخ ہونے) کا بھی سوائے وقت آغاز کے' کوئی اہتمام نہیں کرتے تھے' بلکہ سواری کا رخ اور منہ جس طرف بھی ہوتا اسی طرف نماز پڑھ لیتے۔ اس طرح صرف نوافل میں کرتے' فرض نماز سواری سے اتر کر اور قبلہ رخ ہو کر پڑھا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا سفر میں یہ عام معمول تھا۔ صحیحین کی احادیث میں اس کی مکمل صراحت موجود ہے۔ دیکھیے:
(صحيح البخاري' التقصير' حديث: ۱۰۹۳ - ۱۱۰۰' وصحيح مسلم' صلاة المسافرين.....' حديث: ۷۰۰-۷۰۲)
رسول اللہ ﷺ نے صبح کی سنتوں کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ خود بھی صبح کی سنتوں کا خاص اہتمام والتزام فرمایا کرتے تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ عفیفہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جس قدر صبح کی سنتوں کا التزام واہتمام اور ان پر محافظت ومداومت فرماتے تھے' اس قدر کسی اور نفل نماز پر نہیں فرماتے تھے۔ (صحيح البخاري' التهجد' حديث: ۱۱۶۹) نبی ﷺ نے صبح کی سنتوں کی بابت فرمایا ہے: ''فجر کی دو رکعت (سنتیں) دنیا ومافیہا' یعنی جو کچھ دنیا میں ہے' اس سب سے بہتر ہیں۔'' (صحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث: ۷۲۵) نیز یہ سنتیں نبی ﷺ کو از حد محبوب اور پیاری تھیں۔ رسول اللہ ﷺ صبح کی سنتوں کا کس قدر التزام فرماتے تھے؟ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ خیبر سے واپس آتے ہوئے رات کے پچھلے پہر سو گئے اور آپ ﷺ سمیت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی طلوع آفتاب سے پہلے نہ اٹھ سکا تو آپ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''اپنی سواریاں لے کر اس وادی سے نکل چلو' اس جگہ شیطان رہتا ہے۔'' پھر آپ نے وضو کیا' اس کے بعد صبح کی دو سنتیں پڑھیں اور پھر صبح کے فرض باجماعت ادا کیے۔ (صحيح مسلم' المساجد' حديث: ۶۸۰) البتہ جو نماز قصر کی جاتی ہے' یعنی ظہر' عصر اور عشاء' ان میں آپ سے سنتیں پڑھنے کا ذکر نہیں ملتا' لہٰذا قصر کی جائے تو سنتیں نہ پڑھی جائیں کیونکہ قصر تو تخفیف کے لیے ہے۔ سنتیں پڑھنے سے تخفیف ختم ہو جاتی ہے۔ مغرب وعشاء کو جمع کرتے وقت مغرب کی سنتیں نہیں پڑھی جائیں گی۔ سفر کے دوران میں تہجد وغیرہ بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ دلائل کے عموم سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم.

١٤٥٩- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى طِنْفِسَةٍ لَهُ فَرَأَى قَوْمًا يُسَبِّحُونَ قَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ، قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَأَتْمَمْتُهَا، صَحِبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ، وَأَبَا بَكْرٍ حَتّٰى قُبِضَ، وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ كَذٰلِكَ.

۱۴۵۹-حضرت حفص بن عاصم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر ؓ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ انھوں نے ظہر اور عصر دو دو رکعت پڑھیں۔ پھر اپنی بچھی ہوئی چٹائی کی طرف گئے۔ انھوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ نفل (سنتیں) پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے پوچھا: یہ لوگ کیا پڑھ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: نفل پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: اگر میں فرضوں سے پہلے یا بعد میں سنتیں پڑھتا تو میں فرض ہی مکمل پڑھ لیتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں' آپ تو سفر میں دو رکعتوں سے زائد نہ پڑھتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ رہا۔ حتی کہ وہ فوت ہو گئے۔ اسی طرح حضرت عمر اور حضرت عثمان ؓ کے ساتھ۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے سنتیں پڑھنے پر انکار کیا کہ اگر سنتیں ہی پڑھنی ہیں تو اس کی بجائے بہتر تھا کہ فرض چار پڑھ لیے جاتے کیونکہ فرض نوافل سے زیادہ ثواب رکھتے ہیں جب کہ شریعت کا مقصد مسافر سے تخفیف کرنا ہے۔



١٤٥٩ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة، ح:١١٠٢ من حديث يحيى، ومسلم، صلاة المسافرين....، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح:٦٨٩ من حديث عيسى بن حفص به، وهو في الكبرٰى، ح

بسائی گئیں۔ اسی میں سمندر اور دریا وغیرہ ہیں پھر ان کے اندر بہت سی آبی مخلوقات ہیں۔ اللہ رب العزت نے ہر کسی کے لیے اس کی ضروریات زندگی کا بڑا اعلیٰ اور بے مثال انتظام فرمایا ہے۔ یہی حال انسانوں کا ہے لیکن انھیں مزید احسانات سے نوازا گیا ہے' جیسے رات کہ یہ ان کے لیے باعثِ راحت وسکون اور نیند کا سبب ہے تو اس کے لیے مناسب اندھیرا پیدا فرمایا اور دن کسبِ معاش کا۔ اور اس کے لیے اجالا ضروری ہے' لہٰذا سورج پیدا فرمایا جو روشنی کا بہت بڑا منبع ہے۔ اس سے جہاں مختلف قسم کے اشجار ونباتات پرورش پاتے ہیں وہاں سیکڑوں انسانی اعمال وافعال کا تعلق بھی اس کی روشنی سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا﴾ (الفرقان ۲۵:۴۷) ''اور وہی ہے جس نے تمھارے لیے رات کو لباس بنایا' نیند کو آرام اور دن کو اٹھ کھڑا ہونے کا وقت بنایا۔'' غرض آفتاب و ماہتاب کی روشنی میں بہت سی حکمتیں پنہاں ہیں جن کا ادراک انسان کے بس کی بات نہیں۔ ان میں سے چند ایک اہم حکمتوں کا بیان قرآن مجید میں بایں الفاظ ملتا ہے: ﴿هُوَالَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ [illegible] ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾

تهذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر [illegible] طبع دارالسلام)

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر رحمہ اللہ اپنی تفسیر السعدي میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند بنائے جن کے ذریعے سے زمان و اوقات کی پہچان کی جاتی ہے' ان کے ذریعے سے عبادات کے اوقات منضبط ہوتے ہیں' معاملات کی مدت مقرر ہوتی ہے' اور سورج اور چاند کے وجود ہی سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ کتنا وقت گزر گیا ہے۔ اگر سورج اور چاند کا وجود اور ان کا باری باری ایک دوسرے کے پیچھے آنا نہ ہوتا تو عامۃ الناس ان تمام امور کو معلوم کر کے علم میں اشتراک نہ کر سکتے بلکہ چند افراد کے سوا کوئی بھی ان امور کی معرفت حاصل نہ کر پاتا اور وہ بھی نہایت کوشش اور اجتہاد کے بعد' اور اس طرح تمام ضروری مصالح فوت ہو جاتے۔ (تفسیر السعدي (اردو) مطبوعه دارالسلام: ۱/۸۰۰، ۸۰۱)

پھر آفتاب و ماہتاب کا یہ نظام بڑا منظم و مرتب ہے۔ جس غرض کے لیے ان کی تخلیق ہوئی دونوں اس کے لیے رواں دواں ہیں اور بلا تعطل و توقف اللہ کی مشیت کے مطابق اپنے اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں۔ ارشاد باری ہے: ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِىْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾ (یٰسٓ ۳۶: ۴۰) ''نہ تو سورج ہی سے ہو سکتا ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور

نہ رات ہی دن سے پہلے آ سکتی ہے اور سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔"

یہ اللہ تعالیٰ کے ارادۂ تکوینیہ کے پابند ہیں۔ اس میں ان کی اپنی مرضی یا منشا کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهِ﴾ (الأعراف ٧:٥٤) "اور اسی نے سورج، چاند اور ستاروں کو (پیدا کیا) سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔" معلوم ہوا آفتاب و ماہتاب کی یہ روشنی اور چمک دمک اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے۔ جب اس کا ارادہ ہوگا تو انھیں مکمل بے نور کر دے گا۔ اس کے بعد ان کی آفتابی و ماہتابی کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا لیکن یہ روزِ قیامت ہوگا۔ بعد ازاں انھیں لپیٹ کر جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (سلسلة الأحاديث الصحيحة: ١/٢٤٢، رقم: ١٢٤)

سورۂ قیامہ میں ہے: ﴿فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ○ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ○ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾ (القيامة ٧٥:٧-٩) "پھر جب آنکھ پتھرا جائے گی۔ اور چاند گہنا جائے گا۔ اور سورج اور چاند اکٹھے کر دیے جائیں گے۔" یعنی اس وقت چاند بے نور ہو جائے گا، پھر سورج اور چاند جو کبھی اکٹھے نہ ہوئے تھے، انھیں اکٹھا کر دیا جائے گا۔ یہ اصل میں دنیا اور اس کے اختتام اور تباہی کا اشارہ ہوگا۔ اور یہ مالک کل کی قدرت کاملہ و شاملہ کا نتیجہ ہوگا۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی اور سورج اور چاند کو، جو اس سے قبل کبھی اکٹھے نہ ہوئے تھے، اکٹھا کر دیا جائے گا۔" (الضوء المنير: ٦/٢٣٧)

جونہی آفتاب و ماہتاب کا نظام منعدم ہوگا اسی وقت ان سے وابستہ تمام دنیوی مفادات و اغراض بھی اختتام پذیر ہو جائیں گے۔ اگلے جہاں، یعنی قیامت کی آمد اور اس کی ہولناکیوں کا آغاز اور نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ واللہ المستعان. گویا شمس و قمر کا بے نور ہونا پیغام امن و امان اور راحت و تفریح کا سامان نہیں بلکہ ایک درجہ قیامت کی نشانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے تخویف عباد کا ایک سبب ٹھہرایا ہے۔ آپ کے عہد مبارک میں ایک دفعہ سورج گہنا گیا۔ آپ بہت خوف زدہ ہوئے، سخت گھبرائے اور اتنے ڈرے کہ فوراً نماز کسوف کی ادائیگی کے لیے لپکے۔ جلدی میں کندھے مبارک سے چادر گر گئی۔ یہ سب اس خوفناک منظر کی ہولناکی کا نتیجہ تھا۔

لیکن افسوس! اکثریت اس فکر وتاثر سے عاری ہے۔ انھوں نے اسے بجائے سبق آموزی اور عبرت و نصیحت کے سیر وتفریح کا ایک ذریعہ سمجھ لیا۔ مختلف پارکوں' سیر گاہوں' ہوٹلوں اور بلند و بالا عمارتوں یا پہاڑوں کا رخ کرتے ہیں اور بزعم خویش اس منظر سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کیمرے اور دوربینیں ہمراہ ہوتی ہیں۔ تصویر کشی کے علاوہ اور کئی قباحتوں' غیر شرعی اعمال اور نازیبا حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ سب اسلام دشمنوں کی کارستانیاں ہیں اور دین سے دوری' مطلق العنانی اور شتر بے مہاری کا نتیجہ ہے۔ والعیاذ باللہ.

نبیٔ اکرم ﷺ نے اس حساس موقع پر بھی کچھ نصیحتیں فرمائی ہیں' امت کی درست سمت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اور جاہلیت کے توہمات کی بیخ کنی کی ہے۔ یہ سب کچھ تفصیل کے ساتھ متعلقہ ابواب میں موجود ہے لیکن اسے یکجا کرنے کا ہمارا مقصد اولاً موضوع کی تسہیل' مسئلے کا درست فہم و ادراک اور عوام الناس کے لیے متعلقہ مسائل کی تلخیص و تحقیق ہے تاکہ ہمارا یہ عمل بھی عین سنت کے موافق ہو۔ ذیل میں اس کے کچھ مسائل واحکام کا بالاختصار تذکرہ کیا جاتا ہے۔

* **کسوف وخسوف کا لغوی مفہوم:** لفظ کسوف یا انکساف کے لغوی معنی' آفتاب و ماہتاب کا سیاہ' یعنی بے نور اور گرہن زدہ ہونا ہے۔ خسوف یا انخساف بھی اسی معنی میں مستعمل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَالْكُسُوفُ لُغَةً: اَلتَّغَيُّرُ إِلَى سَوَادٍ، وَمِنْهُ كَسَفَ وَجْهُهُ وَ حَالُهُ، وَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ: اِسْوَدَّتْ وَ ذَهَبَ شُعَاعُهَا......] ''کسوف کے لغوی معنی کسی چیز کے سیاہی مائل ہونا ہیں۔ اسی سے (محاورہ) كَسَفَ وَجْهُهُ وَ حَالُهُ ''اس کا چہرہ سیاہ اور اس کی حالت پراگندہ ہوگئی'' ماخوذ ہے۔ اور كَسَفَتِ الشَّمْسُ تب استعمال ہوتا ہے جب سورج سیاہ ہو جائے اور اس کی روشنی ختم ہو جائے۔'' (فتح الباري:۲/۵۲۶)

جبکہ فقہاء کے نزدیک لفظ کسوف ''سورج گرہن'' اور خسوف ''چاند گرہن'' کے لیے خاص ہے۔ امام ثعلب کا مختار موقف بھی یہی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:۲/۵۳۵' حديث:۱۰۴۷، والفقه الإسلامي وأدلته:۲/۳۹۵) غرض اگرچہ کسوف وخسوف اپنی وضع اور مدلول کے اعتبار سے مختلف نظر آتے ہیں لیکن ایک دوسرے پر ان کا اطلاق جائز اور استعمال میں ان کی حیثیت یکساں معلوم ہوتی

ہے جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی تصریح ملتی ہے مثلاً: (صحیح بخاری حدیث:۱۰۴۷) میں سورج گرہن کے لیے خَسَفَتِ الشَّمْسُ لفظ خسوف استعمال ہوا ہے۔

* گرہن کیوں لگتا ہے؟: حدیث میں اس کی وجہ موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلٰكِنْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ] ''یقیناً سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ دونوں کسی کی موت (یا زندگی) کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔''

(صحيح البخاري' الكسوف' حديث:۱۰۴۸)

* سائنسی توجیہ و تحقیق: ماہرین فلکیات کے نزدیک سورج یا چاند کا گہنا جانا ایک طبعی چیز اور معمول کی بات ہے۔ جب چاند گردش کرتا ہوا زمین اور سورج کے درمیان حائل ہو جائے تو سورج کی روشنی بالکل ختم یا کم ہو جاتی ہے اسے سورج گرہن کہتے ہیں۔ اور جب سورج اور چاند کے درمیان زمین حائل ہوتی ہے تو چاند بے نور ہو جاتا ہے اور اس مظہر کو چاند گرہن کہا جاتا ہے۔

سائنس دانوں کا اس کی بابت مزید یہ کہنا ہے کہ زمین اور چاند ٹھوس چٹانوں سے بنے ہوئے ہیں۔ روشنی کی شعاعیں ان کے آر پار نہیں ہو سکتیں۔ یہ اس وقت روشن ہوتے ہیں جب سورج کی شعاعیں ان پر پڑتی ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چاند گردش کرتا ہوا زمین اور سورج کے بیچ میں آ جاتا ہے۔ اس طرح سورج کی شعاعیں زمین پر نہیں پہنچ پاتیں۔ ایسی حالت کو سورج گرہن کہتے ہیں۔ گرہن کے دوران سورج کا رنگ تانبے کی مانند نظر آتا ہے۔ ان کے مشاہدے کے مطابق دیکھا گیا ہے کہ سورج گرہن صرف اس دن لگتا ہے جس سے ایک دن بعد چاند کی پہلی تاریخ ہونے والی ہو یعنی چاند نیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت چاند گردش کرتا ہوا زمین کے اس نصف کرے کے سامنے آ جاتا ہے جس کا رخ سورج کی طرف ہوتا ہے۔ سورج گرہن مکمل بھی ہوتا ہے اور جزوی بھی۔ اگر چاند سورج کو مکمل طور پر چھپا لے تو گرہن مکمل ہوگا۔ لیکن چاند ہمیشہ زمین سے یکساں فاصلے پر نہیں رہتا۔ اکثر زمین سے اتنی دوری پر ہوتا ہے کہ پورے سورج کو چھپا لیتا ہے اور یوں مکمل سورج گرہن لگ جاتا ہے۔ بعض اوقات چاند زمین سے اتنی دوری پر نہیں ہوتا کہ پورے سورج کو چھپا لے اس لیے سورج کی کچھ شعاعیں زمین تک پہنچتی

رہتی ہیں اور کچھ نہیں پہنچ پاتیں۔ یوں جزوی سورج گرہن لگ جاتا ہے۔

چاند گرہن اس وقت لگتا ہے جب زمین کے گرد گھومتا ہوا چاند اس فرضی خط پر آ جائے جو سورج کو زمین سے ملا رہا ہو۔ اس صورت میں چاند کو زمین کے سائے میں سے گزرنا پڑتا ہے اور اسے گرہن لگ جاتا ہے، کبھی ایک حصے کو اور کبھی پورے چاند کو۔ اگر چاند اپنی حرکت کے دوران پورے کا پورا سائے میں آ جائے تو مکمل چاند گرہن لگتا ہے لیکن اگر چاند کا کچھ حصہ سائے میں آئے تو جزوی چاند گرہن لگتا ہے۔

چاند گرہن صرف چودھویں کے چاند یا پورے چاند ہی کو لگتا ہے کیونکہ اس وقت یہ زمین کے اس رُخ پر ہوتا ہے جو سورج کی طرف نہیں ہوتا۔ (سوال یہ ہے، ص: ۲۰، ۲۱، اُردو سائنس بورڈ)

مذکورہ تفصیل سے ماہرین فلکیات کی رائے بالکل واضح ہے۔ ان کے ہاں شمس و قمر کا گہنا جانا ایک معمول کا کائناتی نظام ہے جو وقتاً فوقتاً رونما ہوتا رہتا ہے۔ یہ ایک ظاہری کیفیت اور سبب ہے جس پر ماہرین فلکیات نے روشنی ڈالی ہے۔ عین ممکن ہے کہ ظاہری سبب یہی ہو لیکن اسلام نے اس کا شرعی سبب تخویف عباد بیان کیا ہے۔ اللہ رب العزت نے اس قسم کے واقعات کو انسانوں کے لیے باعث عبرت اور نصیحت بنایا ہے اگرچہ ان کے پیچھے کچھ ظاہری اسباب ضرور کارفرما ہوتے ہیں۔ اور انسان اس قسم کے واقعات سے واقعی خوفزدہ ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ مسلمان جن کے اندر ایمان کی رمق ہوتی ہے ایسے حالات میں سنبھلنے کی کوشش کرتے ہیں، جیسے زلزلہ اگرچہ اس کا وقوع زیر زمین کسی سبب یا تبدیلی سے ہوتا ہے لیکن انسان دہل جاتا ہے۔ بارش کے وقت شدید گرج چمک سے انسان سخت خوف محسوس کرتا ہے اگرچہ گرج چمک کے کچھ اسباب ہوں گے۔ اسی طرح شدید آندھی یا طوفان کے وقت بھی خوف محسوس ہوتا ہے یہ اسباب جو بھی ہوں رسول اللہ ﷺ اس وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ خَیْرَھَا وَ خَیْرَ مَا فِیھَا وَ خَیْرَمَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّمَا فِیھَا وَ شَرِّمَا أُرْسِلَتْ بِهِ] ''اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی کا جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔ اور میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے اور اس چیز کے شر سے جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔'' (صحیح مسلم، صلاۃ الاستسقاء، حدیث: ۸۹۹) نیز آپ ﷺ سے بارش کے نزول کے

وقت [اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَافِعًا] "اللہ اسے نفع بخش بارش بنا دے۔" (صحيح البخاري' الاستسقاء' حدیث:١٠٣٢) کی دعا منقول ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے حالات میں انسان طبعاً گھبرا جاتا ہے' لہٰذا اسباب کے ادراک یا عدم ادراک یا ان کے تعدد سے نفس مسئلے کی حیثیت میں فرق نہیں آتا' اسی لیے بعض علماء نے کسوف کے اسباب کی دو قسمیں بتائی ہیں:

① حسی (ظاہری) سبب جیسا کہ سائنس دانوں کی رائے ہے۔

② شرعی سبب' یعنی تخویف عباد (بندوں کو ڈرانا۔) حدیث میں یہ وجہ بالوضاحت موجود ہے۔

غرض ماہرین فلکیات کی تحقیق فی الواقع درست بھی ہو تو تخویف' یعنی ڈرانے کے منافی نہیں' اللہ والے' جن کی اسلام سے سچی وابستگی ہوتی ہے' اس قسم کے مناظر سے دہل جاتے ہیں۔ انھیں یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے انھیں بلا اسباب بھی بے نور کر سکتا ہے اور ان کا یہ عارضی بے نور ہونا مستقل بے نور ہونے میں بھی بدل سکتا ہے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ.

عظیم محقق ومحدث' فقیہ اور اصولی امام ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اہل حساب (ماہرین فلکیات) جو (اس حوالے سے) ذکر کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: [يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ] "ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔" کے منافی ہے تو یہ بات درست نہیں' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کچھ مظاہر حسب عادت' یعنی معمول کے مطابق ہوتے ہیں اور کچھ اس سے خارج' یعنی خلاف عادت ہوتے ہیں اور اس کی قدرت ہر سبب پر حاکم (حاوی) ہے' لہٰذا وہ اختیار رکھتا ہے کہ حسب منشا کچھ اسباب کو مسببات (اشیاء) سے جدا کرے' یعنی بلا سبب کوئی چیز وقوع پذیر ہو جائے' لہٰذا جب یہ بات (درست) ثابت ہوئی تو وہ علماء جو اللہ تعالیٰ اور اس کے افعال کی معرفت رکھتے ہیں' جن کے دلوں میں توحید راسخ ہے اور انھیں یقین کامل ہے کہ خرق عادت اور بلا اسباب وقوع پذیر ہونے والے واقعات اللہ تعالیٰ کی قدرت مطلقہ وکاملہ کے تحت ہیں اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے' جب کوئی عجیب وغریب واقعہ رونما ہوتا دیکھتے ہیں تو ان پر اس قوی اعتقاد کی بنا پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ اور یہ اس بات سے مانع نہیں کہ وہاں کچھ اسباب حسب عادت کارفرما ہوں' الا یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ خرق عادت ان کے وقوع کا ارادہ کرے۔ دیکھیے: (إحكام الأحكام مع حاشية

العُدّة:٣/١٣، وفتح الباري:٢/ ٥٣٧، شرح حديث:١٠٤٨)

الحاصل: اہل حساب جو کچھ (اس حوالے سے) ذکر کرتے ہیں اگر فی الحقیقت برحق بھی ہو تو یہ تخویف عباد کے منافی نہیں۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ ان کی اس تحقیق پر تعلیق لگاتے ہوئے لکھتے ہیں: ابن دقیق العید نے یہاں جو بات کہی ہے عمدہ تحقیق ہے۔ بہت سے محققین نے یہی بات کہی ہے جس سے اس کی موافقت ہوتی ہے جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد رشید امام ابن قیم رحمہ اللہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے آفتاب و ماہتاب کے گہنانے کو حسب معمول کچھ اسباب کے ساتھ، جنھیں ماہرین فلکیات سمجھتے ہیں، مربوط کیا ہے۔ واقعاتی صورت حال بھی ایسی ہی ہے۔ لیکن اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اہل حساب اپنی ہر بات میں درست ہوں بلکہ کبھی کبھار اپنے حساب میں وہ غلطی کرتے ہیں، لہٰذا ان کی تصدیق یا تکذیب درست نہیں۔ جبکہ شمس و قمر کے بے نور ہونے سے، اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کے لیے، تخویف ہر صورت میں حاصل ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے نماز کسوف کی ادائیگی اور دیگر تنبیہات کے ساتھ ساتھ عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا حکم بھی دیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الكسوف، حديث:١٠٥٠) تاکہ فکر آخرت دامن گیر ہو کہ جس کی ہولناکیاں اس منظر سے کہیں زیادہ ڈراؤنی اور بھیانک ہوں گی۔ غرض اس قسم کے احکام و ترغیبات سے مقصود صرف رجوع الی اللہ، گناہوں سے معافی چاہنا اور اس طرح کے مناظر سے سبق آموزی ہے۔ وباللہ التوفیق. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا﴾ (بنیٓ إسرائيل ١٧: ٥٩) ''اور ہم تو صرف ڈرانے کے لیے نشانیاں بھیجتے ہیں۔''

* **نماز کسوف کا حکم:** نماز کسوف کی مشروعیت میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف اس میں ہے کہ آیا یہ واجب ہے یا سنت؟ جمہور اسے سنت مؤکدہ قرار دیتے ہیں۔ (فتح الباري: ٢/ ٥٢٧، والفقه الإسلامي وأدلته: ٢/ ٣٩٦. مؤخر الذکر کتاب میں اسی پر فقہاء کا اتفاق منقول ہے۔)

امام نووی رحمہ اللہ نے اس کی سنیت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهَا سُنَّةٌ] ''علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ سنت ہے۔'' (شرح صحيح مسلم للنووي:٦/ ٤٨٢،

حدیث:۹۰۱)

علامہ ابن رشد رحمہ اللہ بھی اس کی سنیت پر اتفاق کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں: [اِتَّفَقُوا عَلٰی أَنَّ صَلَاةَ الْكُسُوفِ سُنَّةٌ] ''تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صلاۃ کسوف سنت ہے۔'' (بداية المجتهد:۱/۳۸۱) نیز سید سابق رحمہ اللہ نے فقہ السنہ میں اسے سنت مؤکدہ قرار دیا ہے۔ (فقه السنة:۱/۲۷۸، طبعة دارالفتح)

مذکورہ تصریحات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ صلاۃ کسوف کے سنت مؤکدہ ہونے پر اتفاق ہے۔ لیکن حقیقت ایسے نہیں کیونکہ امام ابوعوانہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اس کے وجوب کی تصریح فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں: [بَيَانُ وُجُوبِ صَلَاةِ الْكُسُوفِ] ''نماز کسوف کے وجوب کا بیان۔'' (مسند أبي عوانة:۲/۹۲، طبعة دارالمعرفة) اس کے بعد امام ابوعوانہ رحمہ اللہ نے اس کے تحت صیغۂ امر کے ساتھ مروی روایات درج فرمائی ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے جمہور کا موقف تو قرار دیا ہے لیکن مذکورہ اجماع کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ لکھتے ہیں: [فَالْجُمْهُورُ عَلٰی أَنَّهَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ، وَصَرَّحَ أَبُوعَوَانَةَ فِي صَحِيحِهِ بِوُجُوبِهَا، وَلَمْ أَرَهُ لِغَيْرِهِ إِلَّا مَا حُكِيَ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ أَجْرَاهَا مَجْرَى الْجُمُعَةِ، وَ نَقَلَ الزَّيْنُ بْنُ الْمُنَيِّرِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ أَوْجَبَهَا، وَكَذَا نَقَلَ بَعْضُ مُصَنِّفِي الْحَنَفِيَّةِ أَنَّهَا وَاجِبَةٌ] ''جمہور اس کے سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں جبکہ امام ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اس کے وجوب کی صراحت کی ہے۔ میری نظر سے کسی اور کی یہ رائے نہیں گزری، ہاں امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے اسے جمعے کے قائم مقام قرار دیا ہے۔ زین بن منیر نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اسے واجب کہا ہے۔ اسی طرح احناف کے بعض مصنفین نے بھی نقل کیا ہے کہ یہ واجب ہے۔'' (فتح الباري:۲/۵۲۷)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کی تبویب (عنوان) سے بھی بظاہر لگتا ہے کہ وہ اس کے وجوب کے قائل ہیں، وہ لکھتے ہیں: [بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ......] ''سورج اور چاند کے گرہن زدہ ہونے کے وقت نماز کا حکم۔'' (صحيح ابن خزيمة:۲/۳۰۸، قبل حديث:۱۳۷۰)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن خزیمہ کا اپنی صحیح میں یہ اسلوب معلوم ہے کہ جب ان کے ہاں امر عدم

وجوب کے لیے ہوتا ہے تو اپنی کتاب کے ابواب میں بیان کر دیتے ہیں۔(تمام المنة، ص:٢٦١)

امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی الفاظ حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے [بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ] کا عنوان قائم کیا ہے۔(سنن النسائي' الكسوف' حديث:١٤٦٢)

امام شوکانی رحمہ اللہ کا رجحان بھی وجوب کا ہے۔ دوٹوک بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:[ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ هَاهُنَا فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ الْفِعْلُ وَالْقَوْلُ، وَمِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهُ ﷺ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، وَ إِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا كَذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَفِي رِوَايَةٍ: فَصَلُّوا وَادْعُوا' وَالظَّاهِرُ الْوُجُوبُ، فَإِنْ صَحَّ مَا قِيلَ مِنْ (وُقُوعِ) الْإِجْمَاعِ عَلَى عَدَمِ الْوُجُوبِ كَانَ صَارِفًا وَإِلَّا فَلَا] ''پھر آپ کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہاں نماز کسوف میں (رسول اللہ ﷺ کا) فعل اور قول دونوں جمع ہو گئے ہیں۔ (نماز کسوف پڑھی بھی ہے اور حکم بھی دیا ہے۔) ان احکام میں سے آپ کا یہ قول بھی ہے: ''بے شک شمس و قمر اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے' لہٰذا تم انھیں جب اس حالت میں دیکھو تو فوراً مساجد کی طرف لپکو۔ ایک روایت میں ہے: ''نماز پڑھو اور دعائیں کرو۔'' (ان دلائل سے) بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز کسوف واجب ہے لیکن اس کے عدم وجوب پر جو اجماع کا دعویٰ کیا گیا ہے اگر درست ہے تو وجوب سے یہ قرینہ صارفہ ہوگا' وگرنہ نہیں۔(السيل الجرار:١/٦٣٩' بتحقيق محمد صبحي)

ملحوظہ: یاد رہے! امام شوکانی رحمہ اللہ کا شروع میں موقف اس کی سنیت کا تھا جیسا کہ الدرر البهية اور اس کی شرح الدراري المضية (ص:٩٧) میں ہے۔

الدراري المضية میں وَهِيَ سُنَّةٌ کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس وجہ سے کہ کوئی ایسی دلیل منقول نہیں جو وجوب کا فائدہ دیتی ہو' اور مجرد فعل کسی مفعول (عمل) کے مسنون ہونے کے سوا مزید کسی چیز کا فائدہ نہیں دیتا۔ دیکھیے: (الروضة الندية:١/٣١٠ بتعليق الألباني' والدراري المضية' ص:٩٧) جبکہ بعد میں اس موقف سے رجوع کر لیا' اسی لیے اپنی مایۂ ناز کتاب السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار میں نماز کسوف کے وجوب کا رجحان ظاہر کرتے ہیں۔ واللہ أعلم.

محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: [أَنَّ الْقَوْلَ بِالسُّنِّيَّةِ فَقَطْ فِيهِ إِهْدَارٌ لِلْأَوَامِرِ الْكَثِيرَةِ الَّتِي جَاءَتْ عَنْهُ ﷺ فِي هٰذِهِ الصَّلَاةِ دُونَ أَيِّ صَارِفٍ لَهَا عَنْ دَلَالَتِهَا الْأَصْلِيَّةِ، أَلَا وَهُوَ الْوُجُوبُ......] ''فقط سنیت کے قول سے بہت سے ایسے اوامر کا ترک لازم آتا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے اس نماز کے متعلق وارد ہیں جبکہ ان اوامر کی اصلی دلالت' یعنی وجوب سے پھرنے والا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں.....'' (تمام المنة' ص: ٢٦٢)

٭ راجح موقف: جہاں تک تمام ائمہ وعلماء کے اجماع کی بات ہے تو یہ قول محل نظر ہے' وگرنہ ان سے اختلاف کسی صورت جائز نہ ہوتا' لہٰذا فریق ثانی کو دلائل کی روشنی میں اختلاف کا حق ہے جیسا کہ گزشتہ نقول سے ظاہر ہوتا ہے۔ بہر حال اگر علماء کی اس کثیر تعداد کی رائے کے مطابق اسے واجب نہ بھی کہا جائے تب بھی اس سے عملی بے اعتنائی درست نہیں' جیسے راجح موقف کے مطابق نماز وتر اور فجر کی دو سنتیں مؤکدہ ہیں۔ اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ سے زندگی بھر ان کا ترک ثابت نہیں' سفر میں' نہ حضر میں۔ اور نہ عموماً علمائے کرام ان کے ترک کی اجازت ہی دیتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب سنن کی حیثیت یکساں نہیں ہوتی۔ اسی طرح نماز کسوف کو یہ اہتمام دینا چاہیے۔

غور فرمائیں! اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کی شدید گھبراہٹ اور خوف' پھر یہ منظر دیکھتے ہی فوراً اَلصَّلَاةَ جَامِعَةً کا اعلان' پھر اسی لیے مسجد کی طرف جانا' بلا امتیاز ہر مرد وعورت کو اس نماز کا حکم دینا' اس موقع پر خصوصیت کے ساتھ تکبیر وتہلیل' توبہ واستغفار' ذکر اذکار' غلام آزاد کرنے اور صدقے کا حکم دینا' نیز نماز میں اتنا طویل قیام وسجود وغیرہ کہ بعض کا غشی کھا کر گر جانا' بعد ازاں رقت آمیز خطبہ اور وعظ و نصیحت' پھر نماز میں پیش آمدہ جنت کے پُر لطف اور دوزخ کے بھیانک مناظر کا تذکرہ اور اس موقع پر ترغیب وترہیب کا خاص اہتمام' غرض یہ سب قرائن اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ اس نماز کا حکم عام تاکیدی سنن ونوافل کا نہیں بلکہ اسے مزید اہتمام حاصل ہے۔ واللہ أعلم.

٭ نماز کسوف کا طریقہ: رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف دو رکعت پڑھی ہے۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ (صحیح فقه السنة از أبو مالك كمال: ١/٤٣٥) لیکن کیفیت میں اختلاف ہے۔ اس کے متعلق دو آراء ہیں۔ ایک رائے جمہور علماء کی ہے اور دلائل کی روشنی میں یہی راجح ہے۔ دوسری رائے امام ابوحنیفہ

رحمہ اللہ وغیرہ کی ہے۔ صحیح احادیث کی رو سے یہ رائے مرجوح اور نا قابل عمل ہے۔ اس کی قدرے تفصیل کچھ اس طرح ہے:

① حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج کو گرہن لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز (باجماعت) پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرہ کے برابر لمبا قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا، پھر (اپنا سر) اٹھایا اور لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا، پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا، پھر لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا، پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پہلے قیام کی نسبت کم لیکن لمبا قیام کیا، پھر آپ نے لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ نے سجدے کیے اور سلام پھیرا، جبکہ سورج صاف ہو چکا تھا۔ (صحیح البخاري، الکسوف، حدیث: ١٠٥٢، وصحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ٩٠٧) پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا جس میں ذکر الٰہی کا حکم دیا، جنت وجہنم کا تذکرہ کیا اور اس کے مناظر بیان فرمائے۔ (حوالۂ مذکور)

② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس روز سورج گرہن لگا رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ آپ کھڑے ہوئے اور تکبیر تحریمہ کہی، پھر آپ نے لمبی قراءت کی، پھر لمبا رکوع کیا، پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا، پھر پہلے کی طرح لمبا قیام کیا اور لمبی قراءت کی لیکن پہلی قراءت سے کم تھی، پھر لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ نے لمبے سجدے کیے، پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا، بعدازاں سلام پھیرا......" (صحیح البخاري، الکسوف، حدیث: ١٠٤٧، وصحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ٩٠١)

③ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نماز کسوف کا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے دور میں شدید گرمی کے موسم میں سورج گہنا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا۔ آپ نے (تکبیر تحریمہ کے بعد) لمبا قیام کیا حتی کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم (طویل قیام اور شدید گرمی کی وجہ سے) گرنے لگے، پھر آپ نے لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر آپ نے دو سجدے کیے، پھر کھڑے ہوئے

اور (اس دوسری رکعت میں بھی) اسی طرح کیا' لہٰذا اس طرح (دو رکعتوں میں) چار رکوع اور چار سجدے ہوئے......۔(صحیح مسلم' الکسوف' حدیث:۹۰۴)

مذکورہ بالا اور اس مفہوم کی دیگر احادیث کی روشنی میں اس نماز کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے: ① سب سے پہلے تکبیر تحریمہ کہنا' پھر دعائے استفتاح' اس کے بعد تعوذ و تسمیہ' پھر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا اور اس کے بعد لمبی جہری قراءت۔ ② پھر لمبا رکوع کرنا۔ ③ بعد ازاں رکوع سے سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا۔ ④ اس کے بعد سجدہ نہیں بلکہ دوبارہ حالت قیام میں جہری قراءت کرنا لیکن پہلی قراءت سے کم ہو۔ ⑤ پھر دوسرا رکوع کرنا لیکن پہلے رکوع سے کم ہو۔ ⑥ اس کے بعد رکوع سے سر اٹھانا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا۔ ⑦ پھر سجدہ کرنا' اور بین السجدتین اعتدال کے بعد دوسرا سجدہ کرنا۔ ⑧ پھر دوسری رکعت کے لیے اٹھنا اور اس میں وہی اعمال کرنا جو پہلی رکعت کے تحت بیان ہوئے۔ (مزید تحقیق و تفصیل کے لیے صفة صلاة النبي لصلاة الكسوف للألباني' کا مطالعہ از حد مناسب ہے۔)

تنبیہ: کچھ علماء دوسرے قیام میں بھی فاتحہ کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ سے اس کی تصریح نہیں ملتی بلکہ صرف قراءت ہی کا ذکر ملتا ہے کیونکہ یہ ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے' اس لیے دوسرے قیام میں قراءت قرآن ہی کافی ہے' ازسرنو فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ أعلم۔

نماز کسوف کا مذکورہ طریقہ (ایک رکعت میں دو رکوعوں کے ساتھ) ہی اصح ہے۔ اسے ابن عباس' عائشہ اور جابر رضی اللہ عنہم کے علاوہ بعض دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی نقل کرتے ہیں جن میں عبداللہ بن عمرو بن العاص بھی ہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے شیخ البانی رحمہ اللہ کی صفة صلاة النبي لصلاة الكسوف دیکھ لی جائے۔)

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَهٰذَا أَصَحُّ مَا فِي هٰذَا الْبَابِ] "اس مسئلے میں یہ طریقہ صحیح ترین ہے۔" (شرح صحیح مسلم للنووي:٦/٢٠٣) مزید لکھتے ہیں: [وَبَاقِي الرِّوَايَاتِ الْمُخَالِفَةِ مُعَلَّلَةٌ ضَعِيفَةٌ] "اور باقی (تمام) مخالف روایات ضعیف اور معلول ہیں۔" (حاشیہ مذکورہ) اس کی مزید وضاحت آئندہ سطور میں آئے گی۔ وباللہ التوفیق.

* دوسری رائے: یہ نماز دو رکعت ہے اور عام نوافل کی طرح اس کی ادائیگی ہوگی۔ یہ رائے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کی ہے۔ ان کی رائے کے مطابق ہر رکعت میں ایک رکوع اور عام معمول کی قراءت ہوگی۔ یہ موقف مذکورہ اور اس مفہوم کی دیگر صحیح روایات کے برعکس ہے۔ اس موقف کے حاملین کے دلائل درج ذیل ہیں:

① نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج گرہن لگا تو آپ دو دو رکعتیں پڑھنے لگے اور سورج کے متعلق بھی دریافت فرماتے جاتے تھے حتی کہ وہ صاف ہو گیا۔

وضاحت: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابوقلابہ ہیں جن کا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [هٰذَا مُرْسَلٌ، أَبُو قِلَابَةَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنَ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ، إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ رَجُلٍ عَنِ النُّعْمَانِ] ''یہ حدیث مرسل ہے۔ ابوقلابہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نہیں سنی۔ انھوں نے یہ روایت کسی آدمی کے واسطے سے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے۔'' (السنن الكبرى للبيهقي: ٣/٣٣٣)

یہ روایت سنن نسائی وغیرہ میں بھی آتی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں: [فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ] ''جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اس قریب ترین فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے (اب سے پہلے) پڑھی ہے (یعنی فجر کی نماز۔)'' (سنن النسائي، الكسوف، حديث:١٤٨٦، و سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حديث:١٢٦٢) شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (صفة صلاة النبي لصلاة الكسوف، ص:٧٦-٨٦)

② دوسری دلیل ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، فرماتے ہیں: [خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى الْمَسْجِدِ، وَثَابَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ.....] ''رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن لگا تو آپ اپنی چادر مبارک گھسیٹتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ مسجد میں پہنچ گئے۔ لوگ بھی آپ کی طرف امنڈ آئے اور آپ نے انھیں دو رکعت نماز پڑھائی.....'' (صحيح البخاري، الكسوف، حديث:١٠٦٣)

سنن نسائی میں مزید یہ اضافہ ہے: [فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلُّونَ] ''تو آپ نے اس طرح دو رکعات ادا فرمائیں جیسے وہ پڑھتے تھے۔'' (سنن النسائي، الكسوف، حديث: ١٥٠٣) ان کا کہنا ہے کہ یہاں مطلق نماز کا ذکر ہے۔ اس میں دیگر روایات کی طرح دو رکوعوں وغیرہ کا ذکر نہیں۔ جس سے پتا چلا کہ یہ عام دو رکعت نماز کی طرح ہے۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث مجمل ہے۔ باقی کثیر روایات صریح ہیں۔ اصولی طور پر مجمل روایت کو مفصل پر محمول کیا جاتا ہے نہ کہ اسے دیگر احادیث صریحہ کے معارض بنایا جاتا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ اس کی توضیح یوں کرتے ہیں: [فَصَلّٰی بِنَا رَكْعَتَيْنِ، يُرِيدُ بِهِ رَكْعَتَيْنِ، فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رُكُوعَانِ] ''یعنی ان کا مقصد دو ایسی رکعتیں ہیں جن میں ہر رکعت میں دو رکوع ہیں۔'' (السنن الكبرى للبيهقي: ٣٣٢/٣)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ابن حبان اور امام بیہقی نے اسے اس معنی پر محمول کیا ہے کہ جیسے تم نماز کسوف پڑھتے ہو کیونکہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس کلام سے اہل بصرہ سے خطاب کیا ہے۔ جبکہ قبل ازیں ابن عباس رضی اللہ عنہما انھیں یہ تعلیم دے چکے تھے کہ اس کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع ہوتے ہیں جیسا کہ امام شافعی اور امام ابن ابی شیبہ وغیرہ نے یہ نقل کیا ہے۔ (فتح الباري: ٥٢٧/٢)

شیخ البانی رحمہ اللہ اس کے متبادر اور سیاق کے مطابق درست معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [فَإِنَّ الْمَعْنٰى أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلّٰی رَكْعَتَيْنِ كَمَا تُصَلُّونَ أَنْتُمْ -أَهْلَ الْبَصْرَةِ- فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ] ''کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے اس طرح دو رکعتیں ادا کیں جیسے تم (اہل بصرہ) سورج اور چاند گرہن میں پڑھتے ہو۔'' (صفة صلاة الكسوف، ص: ٦٣)

غرض بالکل واضح اور صریح روایات کی موجودگی میں مجمل اور غیر صریح روایت کو بنیاد بنانا یقیناً قیاس اور اصول کے خلاف ہے۔ اس طرح سے تفصیلی احادیث کا ترک لازم آتا ہے جس کا سبب کچھ مخصوص خود ساختہ فقہی اصول وضوابط ہیں۔ مزید یہ کہ اسی حدیث میں ایک ایسا اشارہ بھی ملتا ہے جس سے جمہور کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ جس گرہن کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ وہی ہے جو آپ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر لگا۔ حدیث میں ہے: [وَ ذٰلِكَ أَنَّ ابْنًا لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاتَ يُقَالُ لَهُ: إِبْرَاهِيمُ] ''اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی ﷺ کا بیٹا جسے ابراہیم کہا جاتا تھا وہ فوت ہوا تھا۔'' (صحیح البخاري،

الکسوف' حدیث:۱۰۶۳) اور آپ کے بیٹے کی وفات کے وقت گرہن کی جو نماز ادا کی گئی' اس کی بابت اکثر اور اصح روایات میں صرف دو رکوعوں کا ذکر ہے۔ اور اس حدیث میں بھی اسی نماز کا ذکر ہے لیکن یہاں وہ مجمل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ سے متعلق مختلف روایات ہیں۔ کچھ مجمل اور مختصر ہیں جبکہ اکثر مفصل اور صریح۔

③ تیسری دلیل سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو ثعلبہ بن عباد العبدی کے واسطے سے مروی ہے۔ اس میں ہر ایک رکعت میں ایک رکوع کا ذکر ہے اور یہ کہ قراءت بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن أبي داود' الکسوف' حدیث:۱۱۸۴) اگرچہ بعض نے اس کی سند حسن قرار دی ہے لیکن یہ ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ثعلبہ بن عباد مجہول راوی ہے۔ اس سے صرف اسود بن قیس ہی روایت کرتا ہے۔ علی بن مدینی کے بقول اسود' مجہول راویوں سے روایت کرتا ہے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے بھی ثعلبہ کو مجہول کہا ہے۔ دیکھیے: (میزان الاعتدال:۱/ ۳۷۱) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ثعلبہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ (ضعیف سنن أبي داود (مفصل)' حدیث:۲۱۶' وصفة صلاۃ النبي لصلاۃ الکسوف' ص: ۸۷-۹۲' للألباني' مزید دیکھیے: التلخیص الحبیر:۲/ ۱۹۳' مؤسسة قرطبة)

بالفرض اگر اس روایت کو قابل حجت مان بھی لیا جائے' تب بھی فریق مخالف کے لیے قابل استناد نہیں بنتی کیونکہ دیگر احادیث کی روشنی میں اس کی درست توجیہ ممکن ہے۔ وہ اس طرح کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ ''ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے بلند آواز سے قراءت نہیں کی بلکہ اپنے سماع کی نفی کی ہے کہ اجتماع اتنا زیادہ تھا اور ہم اتنی دور تھے کہ ہمیں آپ کی آواز سنائی نہ دیتی تھی' لہٰذا اس سے جہری قراءت کی نفی نہیں ہوتی بلکہ غور کیا جائے تو جہری قراءت کا اثبات ہوتا ہے۔ ثانیاً: اس روایت میں جو صرف ایک رکوع اور ایک سجدے کا ذکر ہے' وہ اس لیے کہ یہ روایت مختصر ہے۔ مقصد رکوع اور سجدے کی طوالت کا اظہار ہے نہ کہ تعداد کا بیان' حقیقتاً دو رکوع اور دو سجدے تھے جیسا کہ دوسری مشہور روایات میں صراحتاً ذکر ہے۔ ورنہ ایک سجدے کا تو کوئی بھی قائل نہیں۔ واللہ أعلم. (مزید دیکھیے: فوائد سنن النسائی' حدیث:۱۴۸۵) بہرحال اس مفہوم کی دیگر روایات کی بھی یہی توجیہ و تطبیق ہوگی۔

الحاصل: اصح اور اکثر روایات کی روشنی میں مذکورہ موقف کے حاملین کی بات مرجوح ہے۔ نماز کسوف

کا طریقہ عام نمازوں کا طریقہ نہیں بلکہ اس میں مزید اضافہ بھی ہے۔ اس کی دو رکعات ہیں۔ ہر ایک رکعت میں دو رکوع اور لمبی قراءت ہے۔ دوسری رکعت میں بھی دو رکوع لیکن نسبتاً پہلے رکوعوں سے کم۔ اور یہی حال دوسری رکعت کی قراءت کا ہے۔ واللہ أعلم.

* احادیث میں مذکور نماز کسوف کی دیگر کیفیات: احادیث میں نماز کسوف کی مذکورہ دو کیفیات کے علاوہ کچھ اور کیفیات بھی ملتی ہیں' ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بعدازاں ان پر بحث کر کے راجح پہلو کی نشاندہی کی جائے گی۔

① ہر رکعت میں تین رکوع اور لمبی قراءت۔ یہ روایت صحیح مسلم (الکسوف' حدیث:۹۰۱) وغیرہ میں ہے۔ مزید دیکھیے: (سنن أبي داود' الكسوف' حديث:۱۱۷۷)

② ہر ایک رکعت میں چار چار رکوع اور لمبی قراءت۔ یہ روایت بھی صحیح مسلم (الکسوف' حدیث:۹۰۸، ۹۰۹) میں ہے۔ سنن ابوداود میں بھی آتی ہے۔ دیکھیے کتاب الکسوف' حدیث:۱۱۸۳.

③ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو حدیث مروی ہے' اس میں ہر رکعت میں پانچ پانچ رکوعوں کا ذکر ہے۔ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ابوجعفر سيئ الحفظ ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''منکر خبر'' قرار دیا ہے' نیز اس کی سند میں موجود ابوجعفر کو ''لین'' کہا ہے۔ (المستدرك للحاكم مع التلخيص:۱/۴۸۱، و سبل السلام بتعليق الألباني:۲/۲۳۳)

④ یہ بھی ہے کہ پہلے دو رکعتیں پڑھی جائیں' پھر سلام پھیر لیا جائے' پھر اور دو رکعتیں پڑھی جائیں یہاں تک کہ سورج صاف ہو جائے۔ (مرعاة المفاتيح:۲/۳۷۲' حديث:۱۴۹۶)

* مسئلے کا حل: نماز کسوف کے مذکورہ طریقے جو احادیث میں مذکور ہیں ان کی بابت پہلی رائے جمع و تطبیق کی ہے' یعنی تعدد روایات کو تعدد واقعہ پر محمول کیا جائے۔ خصوصاً تین تین اور چار چار رکوع والی روایات جو کہ مسلم وغیرہ میں ہیں۔ ان کے پیش نظر یہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف متعدد بار پڑھی ہو۔ کبھی دو' کبھی تین' کبھی چار اور کبھی پانچ رکوعوں کے ساتھ' لہٰذا حاملین موقف ہذا کے نزدیک تعدد کسوف کی وجہ سے یہ سب طریقے جائز ہیں۔

یہ موقف محدثین وغیرہ کی ایک جماعت کا ہے جن میں اسحاق بن راہویہ' محمد بن اسحاق بن خزیمہ' ابوبکر

بن اسحاق ضبعی' امام خطابی' ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ امام نووی نے اسی موقف کو قوی قرار دیا ہے۔ (زادالمعاد:۱/۴۵۵' وفتح الباري:۲/۵۳۲' وشرح صحيح مسلم للنووي' حديث: ۹۰۱' وسبل السلام:۲/۲۳۴) ابن رشد نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے۔ (بداية المجتهد:۱/۳۸۴) امام ابن حزم نے بھی اسی کا اثبات کیا ہے۔ (محلیٰ ابن حزم:۵/۹۵-۱۰۵' ومرعاة المفاتيح: ۲/۳۷۲)

* دوسری رائے: جمہور اہل علم کی رائے ترجیح کی ہے کیونکہ بیشتر اور اصح روایات میں نماز کسوف کی ہر ایک رکعت میں دو رکوعوں کا ذکر ہے۔ گویا دو رکعات کل چار رکوعوں کے ساتھ ادا کی جائیں گی کیونکہ اس مفہوم کی روایات متفق علیہ ہیں۔ اور جن روایات میں تین اور چار رکوعوں کا ذکر ہے' ان میں بعض رواۃ کو وہم لاحق ہوا ہے' لہٰذا زیادہ محفوظ دو رکوعوں والی روایات ہی ہیں۔ اور پانچ اور ایک رکوع والی روایات ضعیف ہیں' لہٰذا نماز کسوف کی ان مختلف کیفیات کو تعدد واقعہ پر محمول نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس مسئلے کی بابت منقول اکثر اور اصح روایات میں صراحت ہے کہ آپ نے یہ نماز اپنے لخت جگر ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر ادا فرمائی تھی اور اسی دن سورج کو گرہن لگا تھا۔ جب یہ تمام روایات ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں تو تعدد کسوف کا وقوع کیسے؟

امام ابن عبدالبر جمہور کے موقف کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں: [وَأَصَحُّ شَيْئٍ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَ عَائِشَةَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ] ''اس مسئلے میں صحیح ترین حدیث ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی ہے' جس میں چار رکوعوں اور چار سجدوں کا ذکر ہے۔'' یعنی ہر رکعت میں دو رکوعوں والی احادیث۔ (التمهيد:۳/۳۱۴) ابن عبدالبر رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ دیگر مخالف روایات معلول اور ضعیف ہیں۔ (شرح صحيح مسلم للنووي' شرح حديث:۹۰۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تین تین اور چار چار رکوعوں والی روایات کے متعلق لکھتے ہیں: [فَإِنَّ هٰذَا ضَعَّفَهُ حُذَّاقُ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَالُوا: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ الْكُسُوفَ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً يَوْمَ مَاتَ ابْنُهُ إِبْرَاهِيمُ، وَفِي نَفْسِ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ الَّتِي فِيهَا الصَّلَاةُ بِثَلَاثِ رُكُوعَاتٍ وَ أَرْبَعِ رُكُوعَاتٍ أَنَّهُ إِنَّمَا صَلّٰى ذٰلِكَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ، وَمَعْلُومٌ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَمُتْ مَرَّتَيْنِ، وَلَا كَانَ لَهُ إِبْرَاهِيمَانِ] ''اس قسم کی روایات کو ماہرین اہل علم نے ضعیف قرار دیا

ہے۔ان کا کہنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز کسوف صرف ایک دفعہ پڑھی ہے اور یہ وہ دن تھا جب آپ کالخت جگر ابراہیم فوت ہوا۔ اور نفس انھی احادیث میں' جن میں تین اور چار رکوعوں کا ذکر ہے' یہ بات بھی موجود ہے کہ آپ نے یہ نماز اس دن پڑھی تھی جس دن آپ کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا۔ اور یہ معلوم ہے کہ ابراہیم کو دو دفعہ موت نہیں آئی اور نہ آپ کے دو ابراہیم تھے (کہ جس سے تعدد کسوف کا استدلال ممکن ہو)۔'' (مجموع الفتاوی:۱۸/۱۸'۱۹)

مزید فرماتے ہیں کہ دو رکوعوں والی احادیث تواتر سے ثابت ہیں۔ان کے بقول امام شافعی وغیرہ نے تین اور چار رکوعوں والی روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اصح قول بھی یہی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ مختلف کیفیات والی روایات کے قائل تھے لیکن جب ان کا ضعف واضح ہو گیا تو سابقہ موقف سے رجوع فرمالیا۔تفصیل کے لیے دیکھیے:(مجموع الفتاوی:۱۸/۱۸)

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:[وَلٰكِنْ كِبَارُ الْأَئِمَّةِ لَا يُصَحِّحُونَ ذٰلِكَ، كَالْإِمَامِ أَحْمَدَ، وَالْبُخَارِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ وَ يَرَوْنَهُ غَلَطًا] ''امام احمد' امام بخاری اور امام شافعی رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ ان روایات کی' جن میں ہر دو رکعت میں دو سے زیادہ رکوع کرنے کا ذکر ہے' تصحیح نہیں کرتے اور اسے (بعض راویوں کی) غلطی قرار دیتے ہیں۔'' (زادالمعاد:۱/۴۵۳) مزید دیکھیے: (السنن الکبری للبیهقي: ۳/ ۳۲۷'۳۲۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دو سے زائد رکوعوں کی روایات بھی دوسرے طرق سے منقول ہیں۔ مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک طریق میں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسرے طریق میں منقول ہے کہ ہر رکعت میں تین رکوع ہیں۔ مسلم ہی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طریق میں' ہر رکعت میں چار رکوعوں کا ذکر ہے۔ابوداود میں ابی بن کعب اور مسند بزار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہر رکعت میں پانچ رکوعوں کا ذکر ہے لیکن ان میں سے کوئی سند بھی علت سے خالی نہیں۔امام بیہقی اور ابن عبدالبر نے اس کی توضیح فرمائی ہے۔ابن قیم نے امام شافعی' امام احمد اور امام بخاری رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ ائمہ ہر رکعت میں دو رکوعوں والی روایات پر اضافے کو بعض راویوں کی غلطی تصور کرتے تھے کیونکہ اکثر طرق حدیث کو ایک دوسرے کی طرف لوٹانا ممکن ہے۔اور یہ سب طرق اس بات پر مجتمع ہو

سکتے ہیں کہ یہ واقعہ اس دن پیش آیا جب آپ کے بیٹے ابراہیم کی وفات ہوئی' لہٰذا جب قصہ ایک ہے تو راجح بات کو اختیار کرنا ضروری ہے۔" (فتح الباري: ٥٣٢/٢' شرح حديث: ١٠٤٤)

صاحب سبل السلام علامہ صنعانی فرماتے ہیں: [وَلٰكِنَّ التَّحْقِيقَ أَنَّ كُلَّ الرِّوَايَاتِ حِكَايَةٌ عَنْ وَاقِعَةٍ وَاحِدَةٍ، هِيَ صَلَاتُهُ ﷺ يَوْمَ وَفَاةِ إِبْرَاهِيمَ] "لیکن تحقیق یہ ہے کہ تمام روایات ایک ہی واقعے کی حکایت کرتی ہے اور وہ نبی ﷺ کا ابراہیم کے یوم وفات کے موقع پر نماز کسوف پڑھنا ہے۔" (سبل السلام بتعليق الألباني: ٢٣٥/٢)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: [وَ إِذَا تَقَرَّرَ لَكَ أَنَّ مَخْرَجَ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ مُتَّفِقٌ وَ أَنَّ الْقِصَّةَ وَاحِدَةٌ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ هَاهُنَا أَنْ يُقَالَ كَمَا قِيلَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ أَنَّهُ يَأْخُذُ بِأَيِّ الصِّفَاتِ شَاءَ' بَلِ الَّذِي يَنْبَغِي هَاهُنَا أَنْ يَأْخُذَ بِأَصَحِّ مَاوَرَدَ' وَهُوَ رُكُوعَانِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ لِمَا فِي الْجَمْعِ بَيْنَ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ مِنَ التَّكَلُّفِ الْبَالِغِ] "جب آپ کے لیے یہ ثابت ہو چکا کہ ان احادیث کا مخرج متفق ہے اور قصہ بھی ایک ہے تو آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں وہ بات کہنا درست نہیں جو نماز خوف کے متعلق کہی گئی ہے کہ نماز خوف کی مختلف کیفیات میں سے جسے بھی چاہے اختیار کر لے۔ بلکہ یہاں جو لائق عمل چیز ہے وہ یہ ہے کہ جو صحیح ترین حدیث وارد ہے اسے اختیار کیا جائے' اور وہ ہر رکعت میں دو رکوعوں والی حدیث ہے کیونکہ اس قسم کی روایات کے مابین جمع و تطبیق بے حد تکلف ہے۔" (السيل الجرار: ٦٢٨/١، بتحقيق محمد صبحي)

انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں اس موقف کو ترجیح دی ہے۔ (مرعاة المفاتيح: ٣٧٢/٢)

شیخ احمد شاکر مصری رحمہ اللہ کی بھی یہی تحقیق ہے۔ یہاں ان کا کچھ کلام نقل کرنا موزوں معلوم ہوتا ہے' وہ محلی ابن حزم کے حاشیے میں لکھتے ہیں: میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ ماہرین فلکیات میں سے کوئی ہمارے سامنے دقیق حساب و کتاب سے ان کسوفات کو پیش کرے جو رسول اللہ ﷺ کی مدینے میں مدت قیام کے دوران میں پیش آئے اور مدینے میں ان کی رؤیت بھی ممکن ہو۔ میں نے بعض حضرات سے اس کا بار بار مطالبہ بھی کیا لیکن اس میں' میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ ہاں مجھے مرحوم محمود پاشا فلکی کا ایک چھوٹا سا رسالہ ملا جس کا نام "نتائج الأحكام في تقويم العرب قبل الإسلام" تھا۔ انھوں نے یہ

فرانسیسی زبان میں تالیف کیا تھا۔ علامہ احمد ذکی پاشا نے اس کا عربی میں ترجمہ کر دیا جو ۱۳۰۵ھ میں بولاق کے تحت طبع ہوا۔ انھوں نے اس میں اس سورج گرہن کا بڑی باریک بینی سے حساب لگایا جو ۱۰ ہجری میں پیش آیا۔ یہ وہی دن ہے جس میں آپ کے بیٹے ابراہیم علیہ السلام وفات پا گئے تھے۔

اس سے واضح ہوا کہ مدینہ منورہ میں بروز سوموار ۲۹ شوال سن ۱۰ ہجری بمطابق ۲۷ جنوری ۶۳۲م کو صبح ساڑھے آٹھ بجے سورج کو گرہن لگا...... شاید اس بحث و تحقیق سے کسی ماہر فلکیات کو اس بات کی رہنمائی ملے کہ ابتدائی دس سالوں میں، یعنی ۱ ہجری سے لے کر آپ کی وفات تک کتنی دفعہ مدینے میں کسوف پیش آیا......۔

جب حساب و کتاب سے اس مدت کے دوران میں واقع ہونے والے کسوفات کی گنتی معلوم ہو جائے گی تو دونوں مسلکوں میں سے کسی ایک مسلک کی صحت کی تحقیق بھی ممکن ہو گی کہ روایات کو تعدد واقعات پر محمول کیا جائے یا اس روایت کو ترجیح دی جائے جس میں ہر رکعت میں دو رکوعوں کا ذکر ہے۔ جبکہ میرا اس طرف شدید رجحان ہے کہ نماز کسوف صرف ایک دفعہ پڑھی گئی ہے۔ محمود پاشا فلکی کے رسالے سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینے میں بروز بدھ ۱۴ جمادی ثانیہ ۴ ہجری بمطابق ۲۰ نومبر ۶۲۵م کو چاند گرہن بھی لگا ہے لیکن کوئی ایسی دلیل منقول نہیں جس سے یہ پتا چلتا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو چاند گرہن کی نماز کے لیے جمع کیا تھا۔

اس کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جو احادیث نماز کسوف کے بارے میں منقول ہیں ان کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نماز پہلی دفعہ ہی پڑھی گئی تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ اس موقع پر آپ ﷺ کیا کریں گے۔ ان کا گمان یہ تھا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے ہوا۔ ابراہیم اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کا دورانیہ تقریباً ساڑھے چار ماہ کا دورانیہ ہے۔ اگر اس کے بعد بھی کسوف کا واقعہ پیش آیا ہوتا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ نماز پڑھی ہوتی تو بالکل واضح طور پر یہ واقعہ اور خبر نقل ہوتی کیونکہ نقل و روایت کے اسباب بھی بکثرت تھے جیسا کہ انھوں نے اس سے قبل اس واقعہ کو کثیر اسانید سے نقل فرمایا۔ واللہ أعلم بالصواب. (محلی ابن حزم: ۱۰۴/۵، ۱۰۵ طبعہ دار الجیل) صاحب مرعاۃ المفاتیح نے بھی اس موقف کو ترجیح دی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مرعاۃ المفاتیح: ۳۷۳/۲)

محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ اپنی تحقیق کا خلاصہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [وَخُلَاصَةُ الْقَوْلِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ أَنَّ الصَّحِيحَ الثَّابِتَ فِيهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا هُوَ رُكُوعَانِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ جَاءَ ذٰلِكَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي أَصَحِّ الْكُتُبِ وَالطُّرُقِ وَالرِّوَايَاتِ، وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ إِمَّا ضَعِيفٌ أَوْ شَاذٌّ لَايُحْتَجُّ بِهِ......] ''نماز کسوف کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق صحیح اور ثابت صرف ہر رکعت میں دو رکوع ہیں۔ یہی اصح الکتب' یعنی صحیح بخاری اور صحیح ترین طرق و روایات میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے منقول ہے۔ اس کے سوا جو کچھ منقول ہے وہ یا تو ضعیف ہے یا شاذ اور نا قابل حجت۔'' (إرواء الغليل: ۱۳۲/۳) نیز اپنی کتاب صفة صلاة النبي لصلاة الكسوف، ص: ۱۰۴ میں لکھتے ہیں: [قُلْتُ وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ الْمُحَقِّقُونَ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِينَ قَدِيمًا وَحَدِيثًا......] ''(کسوف کی نماز کا واقعہ ایک ہی ہے) میں کہتا ہوں اسی موقف کو متقدمین اور دور حاضر کے فقہاء و محدثین نے اختیار کیا ہے......''

* خلاصۂ بحث: اس موضوع سے متعلق حسب امکان تمام روایات کا جائزہ لینے سے یہی ظاہر ہوا کہ نماز کسوف کا واقعہ ایک ہی دفعہ پیش آیا ہے۔ جس کی تفصیل محدث العصر شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتاب صفة صلاة النبي لصلاة الكسوف میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے جس میں انھوں نے اس موضوع سے متعلقہ تمام روایات جمع کر کے ان پر ناقدانہ بحث کی ہے۔ یہ متعدد روایات ۲۱ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں:

① ابوبکرہ۔ ② ابومسعود انصاری۔ ③ ابوموسیٰ اشعری۔ ④ ابوہریرہ۔ ⑤ ابی بن کعب۔ ⑥ اسماء بنت ابی بکر۔ ⑦ ام سفیان۔ ⑧ بلال۔ ⑨ جابر بن عبداللہ۔ ⑩ حذیفہ بن یمان۔ ⑪ سمرہ بن جندب۔ ⑫ عائشہ۔ ⑬ عبداللہ بن عباس۔ ⑭ عبداللہ بن عمر۔ ⑮ عبداللہ بن عمرو۔ ⑯ عبداللہ بن مسعود۔ ⑰ عبدالرحمٰن بن سمرہ۔ ⑱ علی بن ابی طالب۔ ⑲ محمود بن لبید۔ ⑳ مغیرہ بن شعبہ۔ ㉑ نعمان بن بشیر...... رضی اللہ عنہم

* اشکال: اگر تاریخی طور پر عہد نبوی میں متعدد بار کسوف کا اثبات ہوتا جیسا کہ بقول محمود پاشا فلکی مدینہ میں بروز بدھ ۱۴ جمادی ثانیہ ۴ ہجری بمطابق ۲۰ نومبر ۶۲۵ء کو بھی چاند بے نور ہوا اور بروز سوموار

۲۹ شوال سن ۴ ہجری ۲۷ جنوری ۶۳۲ م کو بھی' اور سید سلیمان منصور پوری کی تحقیق کے پیش نظر عہد نبوت' یعنی عرصۂ ۲۳ سال میں ۱۹ مرتبہ کسوف کا واقعہ پیش آیا (رحمۃ للعالمین: ۲/۹۷)' تو کیا یہ تطبیق دینا مناسب نہیں کہ تعدد کسوف کی وجہ سے نماز کسوف پڑھنے کا واقعہ بھی بار بار پیش آیا ہو؟ تا کہ تمام روایات معمول بہ رہیں' یقیناً بہ نسبت ترجیح وتقدیم کے تمام روایات کو عمل میں لانا ہی اولیٰ ہے۔ بلکہ حتی الامکان تطبیق ہی کی کوشش کی جانی چاہیے جیسا کہ اصول کی کتابوں میں مذکور ہے۔

تحقیق کی رو سے عہد نبوی میں تعدد کسوف کا وقوع تو ثابت ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آیا ان تمام مواقع پر آپ کا نماز پڑھنا بھی ثابت ہے؟ کیا کوئی مستند دلیل منقول ہے؟ کیونکہ ناممکن ہے کہ متعدد دفعہ آپ ﷺ نے کسوف کے موقع پر نماز پڑھی ہو' اور ایک جم غفیر نے آپ کی اقتدا کی ہو' پھر کسی روایت میں اس کا ذکر تک نہ ملے۔ جبکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی ہر نقل وحرکت کا دقت سے جائزہ لیتے تھے۔ مدینے میں ۲۸ یا ۲۹ شوال سن ۱۰ ہجری میں کسوف کے موقع پر انھوں نے اس سے متعلقہ ہر چھوٹی بڑی بات نقل کی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ ماہرین فلکیات کی تحقیقات کے مطابق متعدد بار کسوف کا واقعہ پیش آیا لیکن کیا مکہ اور مدینہ میں دیکھا بھی گیا؟ یا بالفرض آپ علیہ السلام کے دیکھنے کی تصریح ہو بھی تو کیا اس کے بعد آپ ﷺ نے نماز کا اہتمام کیا؟ اگر اس کا ثبوت مہیا ہوتا ہے تو یقیناً متعدد رکوعات والی مختلف روایات کو تعدد واقعہ پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسا ثبوت مشکل ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے ۲۳ سالہ عرصے میں کسوف کے وقوع کی گنتی' تاریخ' مہینے اور سال تک کا تو تعین کیا ہے لیکن نہ تو ان کے اوقات کا ذکر فرمایا ہے اور نہ ان جگہوں اور علاقوں کو بیان کیا جہاں یہ واقعات ہوئے ہیں تا کہ مدینہ منورہ میں جو سورج گرہن ملاحظہ کیا گیا اس سورج گرہن سے ممیز ہو جاتا جو وہاں ملاحظہ نہیں کیا گیا۔ بہرحال حساب وکتاب سے کسوف کا پتا تو لگایا جا سکتا ہے لیکن اس سے آپ کی رؤیت اور پھر نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کا اثبات نہیں ہو سکتا۔ غرض تعدد کسوف سے آپ کا متعدد بار نماز پڑھنا لازم نہیں آتا۔ مزید تسلی کے لیے کسوف کا جدول ملاحظہ فرما لیا جائے۔ (رحمۃ للعالمین: ۲/۹۷'۹۸) اس موضوع سے متعلقہ بعض روایات کے سیاق سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس موقع کی مناسبت سے کچھ معلوم نہ تھا بلکہ اس سانحے پر ان کی نظریں نبی ﷺ پر لگی ہوئی تھیں کہ دیکھیں

آپ کیا حکم فرماتے ہیں یا کیا عمل بجالاتے ہیں جیسا کہ عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے واضح ہوتا ہے۔(صحیح مسلم' الکسوف' حدیث:۹۱۳)

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق دیگر احکام ومسائل

* ذکر اذکار' توبہ واستغفار' صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا اہتمام کرنا: سورج یا چاند گرہن کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص توبہ واستغفار' ذکر' صدقہ خیرات اور غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:[فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهِ وَ اسْتِغْفَارِهِ] ''جب تم یہ کچھ دیکھو تو فوراً اللہ کے ذکر' دعا اور اس کی بخشش طلب کے لیے جلدی کرو۔''(صحیح البخاري' الکسوف' حدیث:۱۰۵۹)

اگر نماز کسوف پڑھ لینے کے بعد بھی گرہن بدستور لگا رہے یا ابھی باقی ہو تو دعا' ذکر اذکار اور توبہ واستغفار میں مصروف رہنا چاہیے۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:[وَ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوا وَادْعُوا حَتّٰى يُنْكَشِفَ مَابِكُمْ] ''جب دونوں میں سے کسی ایک کا وقوع ہو جائے تو نماز پڑھو اور اس وقت تک دعائیں کرتے رہو جب تک کہ تم سے یہ کیفیت ختم نہ ہو جائے۔'' (صحیح البخاري، الکسوف' حدیث:۱۰۶۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:[فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوا، وَ صَلُّوا وَ تَصَدَّقُوا] ''جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو' اس کی کبریائی بیان کرو' نماز پڑھو اور صدقہ وخیرات کرو۔''(صحیح البخاري' الکسوف' حدیث:۱۰۴۴) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:[لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ] (صحیح البخاري' الکسوف' باب من أحب العتاقة في کسوف الشمس' حدیث:۱۰۵۴' و العتق' باب مایستحب من العتاقة في الکسوف' حدیث:۲۵۱۹) اسی مؤخر الذکر عنوان کے تحت یہ الفاظ بھی ہیں:[كُنَّا نُؤْمَرُ عِنْدَ الْخُسُوفِ بِالْعَتَاقَةِ] ''خسوف وکسوف کے موقع پر ہمیں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔'' (صحیح البخاري' حدیث:۲۵۲۰) بہرحال مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا کہ گرہن کے موقع پر ذکر

اور دعا وغیرہ کا خاص اہتمام ہونا چاہیے۔

* نماز کسوف وخسوف کے لیے اذان واقامت: نماز کسوف کے لیے اذان واقامت مشروع نہیں بلکہ صرف اجتماع کا اعلان کیا جائے۔ عہد رسالت میں ایسے مواقع پر اَلصَّلَاۃَ جَامِعَۃً کے الفاظ استعمال ہوتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الکسوف' حدیث: ١٠٦٦' وصحیح مسلم' الکسوف' حدیث: (٤)-٩٠١) عبداللہ بن عمرو ؓ کی حدیث پر امام بخاری ؒ بایں الفاظ عنوان تحریر فرماتے ہیں: باب النداءِ بـ"الصَّلَاۃَ جَامِعَۃً" في الْکُسُوفِ (صحیح البخاري' الکسوف' حدیث: ١٠٤٥' رقم الترجمۃ: ٣)

* نماز کسوف میں قراءت کا بیان: دن ہو یا رات سورج یا چاند گرہن کی نماز میں بصورت جماعت جہری قراءت ہی سنت ہے۔ اس کی دلیل حدیث عائشہ واسماء ہے...... ؓ...... حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: [جَھَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَلَاۃِ الْخُسُوفِ بِقِرَاءَتِہٖ] "نبی اکرم ﷺ نے نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت فرمائی۔" (صحیح البخاري' الکسوف' حدیث: ١٠٦٥)

اسماعیلی اور مسند احمد کی روایت میں مزید تصریح ہے۔ اس میں سورج گرہن کا ذکر ہے اور یہ کہ قراءت بھی اونچی آواز سے کی گئی۔ (مسند أحمد: ٧٦/٦، والموسوعۃ الحدیثیۃ' مسند الإمام أحمد: ٢٢/٤١' وفتح الباري: ٥٤٩/٢) حدیث عائشہ میں [صَلَاۃِ الْخُسُوفِ] سے مراد سورج گرہن کی نماز ہی ہے۔ اس کی مزید وضاحت اوزاعی ؒ کے طریق سے منقول روایت سے بھی ہوتی ہے۔ اس میں [إِنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ] کے الفاظ آتے ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الکسوف' حدیث: ١٠٦٦' و صحیح مسلم' الکسوف' حدیث: ٩٠١)

ائمہ میں سے یہی موقف امام ابو یوسف' محمد' امام احمد' اسحاق' ابن خزیمہ' ابن منذر اور ابن العربی ؒ کا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباري: ٥٥٠/٢) امام بخاری ؒ کا بھی یہی رجحان ہے۔ امام ترمذی ؒ نے امام مالک کا بھی یہی موقف ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الصلاۃ' حدیث: ٥٦٠-٥٦٣) بنابریں احادیث وآثار کی روشنی میں یہی موقف راجح ہے۔ دن یا رات کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ واللہ أعلم.

* نماز کسوف میں سری قراءت سے متعلق دلائل اور ان کی حقیقت: ① ابوداود وغیرہ میں

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس سے عدم جہر کے قائلین استدلال کرتے ہیں۔ اس میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی صراحت ہے کہ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ [لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا] (سنن أبي داود، الكسوف، حديث:١١٨٤، و جامع الترمذي، الصلاة، حديث:٥٦٢)

یہ استدلال چند وجوہ سے کمزور ہے۔ اولاً: یہ روایت ثعلبہ بن عباد کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ یہ مجہول ہے۔ دیکھیے: (ميزان الاعتدال:١/٣٧١)

ثانیاً: اس میں نفی ہے جبکہ حضرت عائشہ واسماء رضی اللہ عنہما کی احادیث میں اثبات ہے، یعنی جہری قراءت کا ثبوت ہے۔ اصولی طور پر اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔

ثالثاً: ممکن ہے سمرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے دور ہوں جس وجہ سے آپ کی قراءت نہ سن سکے، گویا اس میں اپنے سماع کی نفی کی گئی ہے نہ کہ آپ ﷺ کے جہر کی۔

رابعاً: جہری قراءت کا ذکر صحیحین میں ملتا ہے جبکہ نفی والی روایت دیگر کتب میں ہے، اس لیے تعارض کے وقت صحیحین کی روایت کو تقدیم وترجیح حاصل ہوگی۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباري: ٢/٥٥٠، ونيل الأوطار: ٣/٣٧٧، والسيل الجرار:١/٦٥٠ مطبوعة، دارابن كثير، وفتاوىٰ الدين الخالص:٦/٥٣٩)

④ امام شافعی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تعلیقاً روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: سورج گرہن کی نماز میں، میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑا تھا لیکن آپ ﷺ سے ایک حرف بھی نہ سنا۔ (كتاب الأم للشافعي:٢/٧٥، طبعه دار إحياء التراث العربي، ومسند أحمد:١/٢٩٣، والتلخيص الحبير:٢/١٩٢)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ اثر فتح الباری میں بھی نقل کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ''امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے تین طرق سے موصولاً ذکر کیا ہے، ان طرق کی سندیں سخت ضعیف ہیں۔ بالفرض اگر انھیں صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تب بھی جہر کا اثبات کرنے والا ایک زائد چیز بیان کر رہا ہے، لہٰذا اسے اختیار کرنا اولیٰ ہے۔ اور اگر تعدد واقعہ ثابت ہو جائے تو اس صورت میں سری اور مخفی قراءت کرنا بیان جواز کے لیے ہو گی۔'' (فتح الباري:٢/٥٥٠)

⑤ نیز امام شافعی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول: [نَحْوًا مِنْ قِرَاءَةِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ]

(صحيح البخاري، الكسوف، حديث:١٠٥٢) سے بھی سورج گرہن کے موقع پر مخفی قراءت کا استدلال کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قراءت سنی ہوتی تو انھیں مذکورہ اندازے کی ضرورت نہ تھی۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ نبی ﷺ نے پوشیدہ قراءت کی تھی۔ ملاحظہ فرمائیے: (كتاب الأم:٢/٧٥، و السنن الكبرى للبيهقي:٣/٣٣٥) لیکن امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ بھیڑ اور رش کی وجہ سے وہ آپ سے دور ہوں گے جس سے انھیں اس اندازے کی ضرورت پڑی، نیز یہ توجیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت کہ میں سورج گرہن کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑا تھا، کے خلاف نہیں کیونکہ وہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ وضاحت اوپر گزر چکی ہے۔ بالفرض اگر اسے صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے قریب ہی کھڑے تھے، پھر بھی اس کا احتمال ہے کہ جو تلاوت آپ ﷺ نے فرمائی، وہ اسے بعینہٖ یاد نہ رکھ سکے ہوں اور اس کی مقدار کو یاد رکھ لیا ہو، اس وجہ سے انھیں اندازے اور تخمینے کی ضرورت پیش آئی اور انھوں نے سورۂ بقرہ کی قراءت کا اندازہ لگایا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري:٢/٥٥٠)

امام ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک جہری قراءت زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ نماز باجماعت ادا ہوتی ہے، اس کے لیے منادی کی جاتی ہے اور خطبہ دیا جاتا ہے، لہٰذا یہ نماز عید اور نماز استسقا کے مشابہ ہے۔ (فتح الباري:٢/٥٥٠)

الحاصل: نماز کسوف وخسوف دونوں میں جہری قراءت کرنا ہی مسنون ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے مذکورۃ الصدر سمرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی احادیث سے مخفی قراءت کا استدلال کیا ہے اور اسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مستدل قرار دیا ہے۔ (شرح معاني الآثار:١/٣٣٣) لیکن مذکورہ بحث و تحقیق کی روشنی میں ان سے استدلال محل نظر ہے۔ والله أعلم.

✱ **سورج اور چاند گرہن کے موقع پر خطبہ:** رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب بھی کوئی حادثہ یا اہم واقعہ رونما ہوتا تو آپ موقع کی مناسبت سے خطبہ ارشاد فرماتے۔ اسی طرح جب سورج گرہن لگا تو آپ نے نماز کے بعد موقع کی مناسبت سے نہایت اہم خطبہ دیا۔ اس میں ترغیب وترہیب کا پہلو غالب تھا جس کی مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔ بنابریں اس موقع پر خطبہ دینا نہ صرف مسنون بلکہ مستحب

ہے۔ واللہ أعلم. امام شافعی، امام اسحاق اور اکثر اصحاب الحدیث اسے مستحب کہتے ہیں۔ (فتح الباري: ۲/۵۳۴)

بعض اہل علم اس کی سنیت کے قائل نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ نے جو خطبہ دیا تھا یہ اس وقت کے حالات کا تقاضا تھا کیونکہ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ سورج اور چاند کسی عظیم انسان کی پیدائش یا وفات پر بے نور ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے خطبہ میں اس اعتقادِ باطل کی نفی فرمادی اور بس۔ لیکن یہ توجیہ محل نظر ہے۔

اولاً: اس لیے کہ یہاں صرف اسی بات کا ذکر یا اس کی تردید مقصود نہیں تھی بلکہ کچھ اور امور بھی مذکور ہیں جن کا ذکر واقعی اس موقع کی مناسبت سے پر تاثیر تھا۔

ثانیاً: اتباع کا تقاضا یہی ہے کہ جب نبی ﷺ نے خطبہ دیا ہے تو بعد والے بھی خطبہ دیں۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ''تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ (کی ذات گرامی) میں اچھا نمونہ ہے'' کا بھی یہی تقاضا ہے، الا کہ تخصیص کی کوئی واضح دلیل یا قرینہ ہو۔

ثالثاً: لوگ دین سے دور ہیں۔ خصوصاً آج کل بدعقیدگی اس قدر عام ہے کہ کثیر دینی اور دعوتی سرگرمیوں کے باوجود لوگ عموماً دینی تعلیمات سے یکسر عاری ہیں۔ وعظ ونصیحت، فکر آخرت اور اصلاح احوال کے یہ لوگ صحابۂ کرام ؓ کی نسبت کہیں زیادہ مستحق اور ضرورت مند ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (فتح الباري: ۲/۵۳۴) رسول اللہ ﷺ کے خطبے کا لب لباب بھی یہی تھا۔ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

امام بخاری ؒ اس کی مشروعیت کی بابت حضرت عائشہ اور حضرت اسماء ؓ کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کی احادیث میں اس موقع پر خطبے کی صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الکسوف، باب الصدقة في الکسوف، حدیث: ۱۰۴۴، و الوضوء، باب من لم یتوضأ إلا من الغشي المثقل، حدیث: ۱۸۴)

ملحوظہ: بڑی تعجب خیز بات ہے کہ احناف میں سے صاحب ہدایہ نماز کسوف کے بعد خطبے کی مشروعیت کے قائل نہیں۔ اس کی وجہ انھوں نے یہ بتائی ہے کہ اس بارے میں کچھ بھی منقول نہیں۔ سبحان اللہ!

حالانکہ اس بارے میں کئی احادیث منقول ہیں۔ یہ سب کچھ احادیث سے عدم شغف کی وجہ سے ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: (الھدایۃ، ص:۱۳۴' درسی نسخہ' وفتح الباري:۲/۵۳۴)

* خطبے کے اہم نکات: ① سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیاں ہیں' کسی کی موت وحیات کا ان کے بے نور ہونے میں قطعاً کوئی دخل نہیں۔

② ان کا بے نور ہونا بندوں کے لیے باعث عبرت ونصیحت ہے۔ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بندوں کو ڈراتا ہے۔ گویا جب اتنی بڑی مخلوقات اس کے قبضۂ قدرت اور تصرف میں ہیں تو انسان کی کیا حیثیت؟

③ نبی ﷺ نے اس موقع پر بطور خاص عذاب قبر سے ڈرایا' فرمایا: ''مجھے وحی کی گئی ہے کہ تمھیں قبروں میں آزمایا جاتا ہے۔'' یعنی تمھارا امتحان ہوتا ہے' پھر آپ ﷺ نے قبر میں سوال وجواب کا ذکر فرمایا۔

④ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ذکر اذکار' تکبیر وتہلیل' توبہ واستغفار' صدقہ وخیرات اور غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔

⑤ لوگوں کو متنبہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں وہ کسی صورت بھی برداشت نہیں کرتا کہ اس کا بندہ یا بندی بدکاری کا ارتکاب کریں۔

⑥ مزید فرمایا: ''جس حقیقت سے میں آگاہ ہوں اگر تمھیں بھی اس کا یقین ہو جائے تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔'' مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (مختصر صحیح البخاري للألباني' حدیث:۱۱۶ و ۵۲۶)

خطبۂ نبوی کا مذکورہ خلاصہ واضح ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے شمس وقمر کے متعلق مزعومہ عقیدے ہی کی تردید نہیں فرمائی بلکہ موقع ومحل کے مطابق اور بھی عمدہ نصیحتیں اور تنبیہات فرمائیں اور چند مشاہدات کا تذکرہ بھی کیا۔ غرض اصلاح احوال اور فکر آخرت کے لیے ان کی افادیت سے کوئی مفر نہیں۔ ان تنبیہات کی ضرورت تھی' فی الحال ہے اور رہے گی۔

* عورتوں کی نماز کسوف میں شرکت: نماز کسوف میں عورتیں بھی شریک ہو سکتی ہیں بشرطیکہ مناسب انتظام ہو اور کسی قسم کا اختلاط نہ ہو جیسا کہ حضرت عائشہ اور اسماء ؓ دیگر خواتین کے ساتھ نبیٔ اکرم ﷺ کی اقتدا میں تھیں۔ (صحیح مسلم' الکسوف' حدیث:۹۰۳) امام بخاری ؓ نے بھی اس کی مشروعیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے' ترجمۃ الباب میں فرماتے ہیں: باب صلاۃ النساء مع الرجال

في الكسوف ''نماز کسوف میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی نماز کی مشروعیت۔'' (صحيح البخاري، الكسوف، حديث:۱۰۵۳) تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباري:۲/۵۴۳)

چونکہ یہ موقع اجتماعیت کا ہوتا ہے، اس میں اجتماعیت مستحب ہے، اس لیے اس اجتماع عام میں عورتوں کی شرکت بھی مطلوب ومندوب ہے تاکہ ہر کس وناقص اللہ کی بارگاہ میں تائب ہو، گناہوں کی بخشش مانگے، صدقہ وخیرات کرے اور باجماعت لمبی نماز کسوف ادا کر کے اللہ رب العزت کو خوش کرنے کی کوشش کرے تاکہ یہ پریشان کن کیفیت زائل ہو جائے۔

* **نماز کسوف کی مسجد میں ادائیگی:** سورج یا چاند گرہن کی نماز اجتماعی طور پر مسجد میں مسنون ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہی عمل تھا۔ حضرت عائشہ ؓ کی حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ فرماتی ہیں: [فَخَرَجْتُ فِي نِسْوَةٍ بَيْنَ ظَهْرَيِ الْحُجَرِ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَتٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مُصَلَّاهُ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ] ''تو میں کچھ عورتوں کے ساتھ حجروں کے درمیان سے ہوتی ہوئی مسجد کی طرف نکلی۔ (اس دوران) رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے اتر کر سیدھے اس طرف گئے جہاں آپ عام طور پر نماز پڑھایا کرتے تھے۔'' (صحيح مسلم، الكسوف، حديث:۹۰۳) غرض مسجد ہی میں نماز کسوف سنت ہے۔ مزید دیکھیے: (شرح صحيح مسلم للنووي:۶/۲۹۲، وفتح الباري:۲/۵۴۳) والله أعلم.

* **اوقات مکروہہ میں ادائیگی؟:** نماز کسوف ممنوعہ اوقات میں (سورج چڑھتے یا عین زوال کے وقت یا غروب ہوتے ہوئے) پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اس سے قبل یہ سمجھنا ضروری ہے کہ احادیث میں ان اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے؟ امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک صرف اسی دن کی نماز عصر ادا کی جاسکتی ہے کہ اگر کوئی بھول گیا ہے اور اس وقت یاد آیا جب سورج غروب ہو رہا تھا تو وہ اس وقت اسے ادا کر سکتا ہے، باقی کوئی نماز ان اوقات میں جائز نہیں۔ امام مالک اور شافعی ؒ اس حد تک متفق ہیں کہ فوت شدہ کوئی بھی فرض نماز ممنوعہ اوقات میں ادا کی جاسکتی ہے۔ مزید یہ کہ امام شافعی ؒ کے نزدیک ان اوقات مکروہہ میں مطلق نوافل جائز نہیں، سببی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ (بداية المجتهد: ۱/۱۹۱) سببی نمازوں یا نوافل سے مراد وہ نمازیں ہیں جن کی ادائیگی کے لیے خاص اسباب یا مواقع کا تعین

ہو جیسے تحیۃ المسجد کہ اگر مسجد میں پہنچ کر بیٹھنا ہو تو تب ان کی ادائیگی مطلوب ہے' سجدۂ تلاوت کہ یہ تلاوت سے معلق ہے' نیز فجر کی سنتیں کہ جب کسی وجہ سے فرض نماز سے قبل ادا نہ کی جاسکیں تو بعد میں پڑھی جاسکتی ہیں بلکہ آپ ﷺ نے خود بھی ایک دفعہ ظہر کی دو رکعتیں' جو مصروفیت کی وجہ سے رہ گئی تھیں' عصر کے بعد ادا فرمائیں۔ اسی طرح فجر اور عصر کے بعد نماز جنازہ بالاتفاق جائز ہے۔ یہ امام ابن منذر کی رائے ہے۔ دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۹۱/۲۳)

جب اس قسم کی صورتوں کو دیگر دلائل یا اضطرار کی وجہ سے مستثنیٰ کر لیا گیا ہے اور عام ممانعت کی احادیث انھیں شامل نہیں تو ممنوع اوقات میں نماز کسوف کی ادائیگی بھی درست بلکہ مطلوب ہے۔ نماز کسوف کے لیے کسی وقت کا تعین درست نہیں کیونکہ اس کا دارومدار گرہن لگنے پر ہے۔ اور جونہی گرہن دیکھا جائے یا اس کی اطلاع موصول ہو تو فوراً نماز کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ سورج کے مکمل طلوع یا غروب ہونے سے سبب زائل بھی ہوسکتا ہے۔ تب اس کی ادائیگی نہ مطلوب ہے نہ ممکن' اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: [فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا] ''تم جب بھی انھیں گرہن زدہ دیکھو تو نماز پڑھو۔'' (صحیح البخاري' الکسوف' حدیث: ۱۰۴۰)

یقیناً آپ ﷺ کا یہ حکم عام ہے۔ کسی وقت سے نہیں بلکہ سبب اور علت سے معلق ہے۔ اس کا عموم ممانعت والی احادیث کے عموم سے اقویٰ' محفوظ اور غیر مخصوص ہے جبکہ ان کا عموم اس پائے کا نہیں بلکہ اس میں مانعین کے نزدیک بھی کچھ تخصیصات ہوئی ہیں جیسا کہ مذکورہ مثالوں سے واضح ہے۔ غرض اصولاً' اگرچہ دونوں قسم کے عموم آپس میں متعارض ہیں' غیر مخصوص عموم کو تقدیم و ترجیح ہوگی۔ جس سے پتا چلتا ہے کہ نماز کسوف کی حیثیت عام مطلق نوافل وغیرہ کی نہیں بلکہ اسے ایک درجہ تخصیص حاصل ہے' اس لیے بالفرض اگر سورج چڑھتے ہی گرہن زدہ ہو تو تاخیر کی ضرورت نہیں جیسا کہ نہی کی احادیث کا تقاضا ہے بلکہ اس موضوع سے متعلقہ روایات کی روشنی میں وجود سبب کی بنا پر فوراً نماز کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جمہور کا یہی موقف ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اوقات کراہت کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (مجموع الفتاویٰ: ۱۷۸/۲۳-۱۹۹)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب سورج گرہن زدہ ہو خواہ نصف النہار ہو یا بعد العصر یا اس سے قبل، امام لوگوں کو نماز کسوف پڑھائے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے نماز کا حکم سورج گرہن کی وجہ سے دیا ہے، لہٰذا جس وقت میں رسول اللہ ﷺ نے نماز کا حکم دیا ہے اس وقت میں نماز حرام نہیں ہو سکتی، جیسے فوت شدہ نماز کا وقت، نماز جنازہ اور اسی طرح اگر کوئی انسان کسی نماز کو اپنے اوپر پختہ کر لے یعنی اس کی نذر مان لے، پھر مصروف ہو جائے یا اسے بھول جائے (تو یقیناً جب بھی فرصت ملے یا یاد آئے اسی وقت پڑھنا ضروری ہے۔) (کتاب الأم: ۲/۷۵، ۷٦)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ [فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَقُومُوا فَصَلُّوا] کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز کسوف کا وقت معین نہیں کیونکہ اس کا تعلق کسوف سے ہے اور یہ دن میں کسی بھی وقت ممکن ہے۔ امام شافعی اور ان کے متبعین اسی کے قائل ہیں۔ احناف کا موقف یہ ہے کہ جن اوقات میں نوافل پڑھنے مکروہ ہیں ان میں نماز کسوف پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کا مشہور موقف بھی یہی ہے۔ مالکیہ کے نزدیک اس نماز کا وقت چاشت سے شروع ہو کر زوال آفتاب یا ایک روایت کے مطابق عصر تک ہے۔ تاہم امام شافعی کا موقف ہی راجح ہے کیونکہ مقصود یہ ہے کہ یہ نماز گرہن ختم ہونے سے قبل ہی ادا کی جائے۔ گرہن زائل ہونے کے بعد بالاتفاق اس کی ادائیگی کی ضرورت نہیں۔ اگر نماز کسوف کسی وقت میں منحصر ہو تو اس سے قبل بھی گرہن کا ختم ہونا ممکن ہے جس سے نماز کا مقصود فوت ہو جاتا ہے۔ اور جہاں تک چاشت کے وقت آپ ﷺ کے نماز ادا کرنے کا تعلق ہے تو کثرت طرق کے باوجود میں کسی ایسے طریق پر مطلع نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے قصداً چاشت کے وقت یہ نماز پڑھی ہو اور (جو اس بارے میں منقول ہے) وہ اتفاقی واقعہ ہے جو اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں ادائیگی کی ممانعت پر دلالت نہیں کرتا۔ تمام طرق میں یہی ہے کہ آپ نے کسوف کا علم ہونے کے بعد فوراً اس نماز کا اہتمام کیا ہے۔ (فتح الباري: ۲/۵۲۸، ونیل الأوطار: ۳/۳۷۱، ۳۷۲ و مرعاة المفاتیح: ۲/۳۸۰)

امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ فِعْلَهَا يَتَقَيَّدُ بِحُصُولِ السَّبَبِ فِي أَيِّ وَقْتٍ كَانَ مِنَ الْأَوْقَاتِ، وَ إِلَيْهِ ذَهَبَ الْجُمْهُورُ] "اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے

کہ اس کی ادائیگی حصول سبب کے ساتھ مقید ہے۔ یہ جس وقت بھی ہو۔ جمہور نے یہی رائے اختیار کی ہے۔" معلوم ہوا یہ نماز بھی دیگر مخصوصات کی طرح ہے اور عام احادیث نہی کے عموم سے خارج ہے۔ واللہ المستعان۔

* چاند گرہن کے وقت نماز کا طریقہ: چاند گرہن کے وقت بھی نماز کا وہی طریقہ ہے جو سورج گرہن کے وقت اختیار کیا جاتا ہے یعنی اس میں بھی نماز باجماعت ہی مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حکم دونوں مواقع پر یکساں ہے۔ فرمایا: [إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، وَإِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوا......] "یقیناً سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ یہ دونوں کسی کی موت (اور زندگی) کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔ جب اس طرح ہو (کسی ایک کو گرہن لگ جائے) تو تم نماز پڑھو......" (صحیح البخاري، الکسوف، حدیث: ١٠٦٣) ایک دوسرے طریق سے ابن حبان میں یہ الفاظ ہیں: [فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا......] "جب ان میں سے کسی ایک کو کچھ ہوتا دیکھو......" (صحیح ابن حبان، حدیث: ٢٨٣٥، بتحقیق الشیخ شعیب أرناؤط) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں: [فَإِذَا انْكَسَفَا] "جب یہ دونوں بے نور ہوں" کے الفاظ ہیں۔ (صحیح ابن حبان، حدیث: ٢٨٣٨، تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباري: ٢/ ٥٤٨)

رسول اللہ ﷺ سے اگرچہ بسند صحیح چاند گرہن کی نماز کا اثبات مشکل ہے لیکن آپ ﷺ کے قول سے اس کی باجماعت ادائیگی کی مشروعیت ثابت ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام ابن قیم رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ سے چاند گرہن کے وقت باجماعت نماز پڑھنا منقول نہیں، لیکن امام ابن حبان نے اپنی کتاب السیرة میں بیان کیا ہے کہ ٥ ہجری کو چاند گہنا گیا۔ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی۔ اسلام میں یہ پہلی نماز کسوف تھی۔" لیکن یہ سنداً کمزور ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ٢/ ٥٤٨)

مذکورہ بالا روایات وطرق کی روشنی میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَفِي ذٰلِكَ رَدٌّ عَلٰى مَنْ قَالَ لَا تُنْدَبُ الْجَمَاعَةُ فِي كُسُوفِ الْقَمَرِ] "ان روایات سے اس شخص کی تردید ہوتی ہے جو یہ کہتا ہے کہ چاند گرہن کی نماز میں جماعت مستحب نہیں۔" (فتح الباري: ٢/ ٥٤٨)

ملحوظہ: صحیح ابن حبان میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند گرہن کی نماز بھی پڑھی ہے' وہ فرماتے ہیں: [أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ مِثْلَ صَلَاتِكُمْ] ''رسول اللہ ﷺ نے سورج اور چاند کے گرہن کے وقت تمھاری نماز جیسی نماز پڑھائی۔'' (صحیح ابن حبان' حدیث:۲۸۳۷' وفتح الباری:۲/۵۴۸) شیخ شعیب ﷾ فرماتے ہیں: اس کے رجال ثقات ہیں سوائے عبدالکریم بن عبداللہ سکری کے کہ مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔ (ابن حبان بتحقیق الشیخ شعیب أرناؤط:۷/۷۹)

معلوم ہوا یہ روایت اس اضافے سے ضعیف ہے۔ شیخ البانی ﷫ نے اس روایت کی بابت مفصل تحقیق کی ہے۔ ان کے نزدیک وَالْقَمَرِ کا اضافہ شاذ (ضعیف) ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: (صفة صلاة النبي ﷺ لصلاة الكسوف:۶۲-۶۷)

امام بخاری ﷫ کا رجحان بھی یہی لگتا ہے کہ وہ چاند گرہن کی نماز باجماعت کی مشروعیت کے قائل ہیں کیونکہ ان کے سامنے ابوبکرہ کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں: [وَ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوا] اس حدیث پر انھوں نے بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: بَابُ الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الْقَمَرِ ''چاند گرہن کے موقع پر نماز (کی مشروعیت)۔'' (صحیح البخاري' الكسوف' حديث:۱۰۶۳' رقم الترجمة:۱۷)

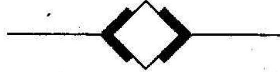
ائمۂ ثلاثہ (امام مالک' شافعی اور احمد ﷭) بھی اسی کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک اس کی جماعت مسنون ہے۔ احناف اس کی نماز کے تو قائل ہیں لیکن اکیلے اکیلے' باجماعت نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الفقه الإسلامي و أدلته:۲/۴۰۹) احناف کا موقف دلائل کی رو سے مرجوح ہے۔ واللہ أعلم.

مزید برآں یہ کہ امام ابو یوسف اور امام محمد ﷭ کے نزدیک سورج اور چاند گرہن کے وقت جماعت شرط ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (نیل الأوطار:۳/۳۷۹)

تنبیہ: چاند گرہن کی نماز باجماعت کے لیے اس موقف کے بعض حاملین بطور حجت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر بھی پیش کرتے ہیں لیکن سنداً ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ چاند گہنا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بصرہ میں تھے۔ حسن بصری فرماتے ہیں: وہ وہاں سے نکلے اور ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ ہر رکعت میں دو رکوع تھے' پھر سوار ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: میں

نے اسی طرح نماز پڑھی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (كتاب الأم' رقم الأثر: ٥٠٥' مطبوعة دار إحياء التراث العربي' ومسند الشافعي' ملحقة كتاب الأم:١٠/٣٦٥' رقم الأثر:٣٣٨) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص میں اسے ابراہیم بن محمد وغیرہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (التلخيص الحبير:٢/١٩١' مطبوعه' مؤسسه قرطبه) بنابریں اس بحث وتحقیق سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے چاند گرہن کی نماز فعلاً ثابت نہیں' تاہم آپ کے قول سے نماز باجماعت کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات.



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ١٦) - كِتَابُ الْكُسُوفِ (التحفة . . .)

گرہن سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - كُسُوفُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ (التحفة ٦٠٨)

باب:۱-سورج اور چاند گرہن

١٤٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ تَعَالَى لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ».

۱۴۶۰-حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت اور پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① ”دو نشانیاں“ یعنی بذات خود سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا پتہ چلتا ہے۔ یا انھیں گرہن لگنا اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ جب یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ و قدرت اور تصرف میں ہیں تو کسی کی موت اور پیدائش ان میں کیا اثر کر سکتی ہے؟ ② اس دور کے لوگ اعتقاد رکھتے تھے کہ کوئی بڑا شخص فوت یا پیدا ہو تو سورج یا چاند کو گرہن لگتا ہے۔ مذکورہ گرہن نبی اکرم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر لگا تھا۔ لوگوں نے اسے ان کی وفات سے متعلق کیا تو رسول اللہ ﷺ نے تردید فرمائی۔ (صحیح البخاري، الکسوف، حدیث:۱۰۴۳، وصحیح مسلم، الکسوف، حدیث:۹۱۵) ③ ماہرین فلکیات کے نزدیک چاند کی روشنی اپنی نہیں بلکہ سورج کی روشنی اس پر پڑنے سے یہ روشن نظر آتا ہے۔ جب سورج کی روشنی اس پر نہیں پڑتی تو یہ نظر نہیں آتا، لہٰذا جب زمین سورج اور چاند کے درمیان میں

١٤٦٠ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب قول النبي ﷺ "يخوف الله عباده بالكسوف"، ح:١٠٤٨ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٤٠.

آ جائے تو زمین کی رکاوٹ کی وجہ سے چاند پر روشنی نہیں پڑتی۔ اسے چاند گرہن کہتے ہیں۔ اور یہ قمری مہینے کی تیرہ یا چودہ تاریخ کو ہو سکتا ہے' آگے پیچھے نہیں۔ اور جب زمین اور سورج کے درمیان چاند آ جائے تو سورج کے جتنے حصے کے سامنے چاند آ جائے گا' وہ زمین پر نظر نہیں آئے گا۔ اسے سورج گرہن کہتے ہیں اور یہ قمری مہینے کے آخری ایک دو دنوں میں ہو سکتا ہے' آگے پیچھے نہیں۔ سورج اور چاند کا گہنا زمین اور چاند کی رفتار کے حساب سے ہے' لہٰذا وقت سے پہلے ان کا ٹھیک ٹھیک حساب لگا کر بتایا جا سکتا ہے۔ ④ ''ڈراتا ہے'' ویسے سورج کا غروب ہونا اور مہینے کے شروع اور آخر میں پورے چاند کا نظر نہ آنا بھی گرہن کے مثل ہی ہے مگر چونکہ یہ روز مرہ ہیں' اس لیے ان پر کوئی حیرت یا اچنبھا نہیں ہوتا مگر گرہن کبھی کبھار ہوتا ہے' اس لیے اس پر حیرت ہوتی ہے اور انسان خوف زدہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے نصیحت حاصل کرنے کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ اور ایسے موقع پر حکم بھی یہی ہے کہ توبہ و استغفار اور اللہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

(المعجم ٢) - اَلتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَالدُّعَاءُ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ (التحفة ٦٠٩)

باب:٢- سورج گرہن کے وقت تسبیحات و تکبیرات کہنا اور دعا مانگنا

١٤٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ - هُوَ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَمُرَةَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَتَرَامٰى بِأَسْهُمٍ لِي بِالْمَدِينَةِ إِذِ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَجَمَعْتُ أَسْهُمِي وَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ مَا أَحْدَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ، فَأَتَيْتُهُ مِمَّا يَلِي ظَهْرَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُو حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا، قَالَ: ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

١٤٦١- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تیر اندازی کر رہا تھا کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ میں نے اپنے تیر اکٹھے کیے اور دل میں عزم کیا کہ میں ضرور جا کر دیکھوں گا کہ اللہ کے رسول ﷺ اس موقع پر کیا طریقہ اختیار فرماتے ہیں۔ میں آپ کی پچھلی جانب سے آپ کے قریب آیا۔ اس وقت آپ مسجد میں تھے۔ آپ تسبیح و تکبیر پڑھنے لگے اور دعا کرنے لگے حتی کہ گرہن ختم ہو گیا' پھر آپ اٹھے اور آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور چار سجدے کیے۔

١٤٦١ـ أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف "الصلاة جامعة"، ح:٩١٣ من حديث الجريري به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٤١.

فوائد ومسائل: ① سورج یا چاند گرہن لگنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھی جائیں گی' جس قدر لمبی پڑھی جا سکیں۔ پھر تسبیحات' تکبیرات پڑھی اور دعائیں مانگی جائیں گی تا آنکہ گرہن ختم ہو جائے۔ ② مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید تسبیحات' تکبیرات اور دعائیں پہلے ہیں اور نماز بعد میں۔ لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ اس موضوع سے متعلق جمیع روایات اس کے خلاف ہیں بلکہ صحیح مسلم میں عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ ہی سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب مسجد میں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نماز میں تھے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الكسوف' حدیث: ۹۱۳) بنابریں اگرچہ بعض ائمہ ومحققین نے اس کی مختلف تاویلیں کی ہیں لیکن دلائل کی رو سے اور جمیع روایات کو جمع کرنے سے یہی موقف راجح معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت میں نماز سے پہلے تسبیح وتکبیر اور دعا کا ذکر کرنا کسی راوی کی غلطی اور وہم ہے۔ واللہ أعلم. نیز شیخ البانی ؒ بھی اس حدیث کی تحقیق میں یہی کچھ لکھتے ہیں' فرماتے ہیں: [أما نحن فنراها خطأ من بعض الرواة عن الحريري. والله أعلم.] مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صفة صلاة النبي ﷺ لصلاة الكسوف' ص: ۶۸-۷۴' رقم الحديث: ۱۴' و ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي: ۱۶/ ۳۸۹-۳۹۱) ③ گرہن کے موقع پر نماز' توبہ اور تسبیحات کا حکم ہے۔ گویا مظاہر قدرت میں کسی قسم کی تبدیلی سے ہم میں بھی عبرت پذیری آنی چاہیے اور دنیا سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

(المعجم ٣) - اَلْأَمْرُ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ (التحفة ٦١٠)

باب: ۳-سورج گرہن کے وقت نماز کا حکم

١٤٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ تَعَالٰى فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا».

۱۴۶۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت وحیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم انھیں گرہن کی حالت میں دیکھو تو نماز پڑھو۔''

١٤٦٢- أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، ح: ١٠٤٢، ومسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف "الصلاة جامعة"، ح: ٩١٤ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٤٤.

(المعجم ٤) - بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الْقَمَرِ (التحفة ٦١١)

باب:٤-چاند گرہن کے وقت نماز کا حکم

١٤٦٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا».

۱۴۶۳- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند کسی کی موت کی بنا پر بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ جب تم انھیں (اس حال میں) دیکھو تو نماز پڑھو۔“

(المعجم ٥) - بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ الْكُسُوفِ حَتّٰى تَنْجَلِيَ (التحفة ٦١٢)

باب:۵-گرہن کے موقع پر سورج اور چاند کے روشن ہونے تک نماز پڑھنے کا حکم

١٤٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ الْمَرْوَزِيُّ عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا حَتّٰى تَنْجَلِيَ».

۱۴۶۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت وحیات کی بنا پر گرہن نہیں لگتا۔ جب تم انھیں گرہن کی حالت میں دیکھو تو نماز پڑھو حتی کہ یہ حالت ختم ہو جائے۔“

١٤٦٣ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب لا تنكسف الشمس لموت أحد ولا لحياته، ح:١٠٥٧ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح:٩١١ (انظر الحديث السابق) من حديث إسماعيل بن أبي خالد عن قيس بن أبي حازم به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٤٥.

١٤٦٤ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، ح:١٠٤٠ من حديث يونس بن عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٤٦.

١٤٦٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَوَثَبَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى انْجَلَتْ.

۱۴۶۵-حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے اٹھے' پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں حتیٰ کہ سورج صاف روشن ہو گیا۔

(المعجم ٦) - بَابُ الْأَمْرِ بِالنِّدَاءِ لِصَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦١٣)

باب:٦-گرہن کی نماز کے لیے اعلان کرنے کا حکم

١٤٦٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مُنَادِيًا يُنَادِي أَنِ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، فَاجْتَمَعُوا وَاصْطَفُّوا فَصَلّٰى بِهِمْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

۱۴۶۶-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ تو آپ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے کہ نماز (نماز کسوف) کے لیے جمع ہو جائیں۔ لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے صف بندی کی تو آپ نے انھیں دو رکعتیں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھائیں۔

فوائد و مسائل: ① اذان کے رائج ہونے سے پہلے فرض نماز کے لیے انھی لفظوں [اَلصَّلَاۃَ جَامِعَۃً] سے بلایا جاتا تھا۔ اب اگر کسی نفل نماز کے لیے بلانا ہو تو ان لفظوں سے اعلان کیا جا سکتا ہے۔ اذان صرف فرض نماز کے لیے ہے۔ ② ''چار رکوع'' نماز کسوف کے بارے میں زیادہ معتبر اور اوثق روایات ایک رکعت کے اندر دو رکوع کی ہیں۔ بعض محدثین نے تین' چار اور پانچ رکوع کی روایات کو بھی صحیح مان کر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ کسوف کے وقت کے حساب سے رکوع کم و بیش کیے جا سکتے ہیں۔ دو سے پانچ تک۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ احادیث میں صرف ایک کسوف کا ذکر ہے اور وہ کسوف ۲۸ شوال ۱۰ھ کا ہے جس دن آپ کے فرزند ارجمند

١٤٦٥_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٤٧.

١٤٦٦_أخرجه البخاري، الكسوف، باب الجهر بالقراءة في الكسوف، ح: ١٠٦٥، ١٠٦٦، ومسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ٩٠١/ ٤ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٤٩.

ابراہیم علیہ السلام فوت ہوئے تھے کیونکہ ہر روایت میں موت وحیات کا ذکر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک نماز کسوف میں آپ ﷺ ایک ہی طریقہ اختیار فرما سکتے تھے اور وہ معتبر روایات کے مطابق دو رکوع والا ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل پیچھے ابتدائیے میں گزر چکی ہے۔ تفصیل کے لیے ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔ ④ احناف عام نماز کی طرح نماز کسوف میں بھی ہر رکعت میں ایک ہی رکوع کے قائل ہیں مگر اس طرح صحیح اور صریح کثیر روایات یعنی بخاری ومسلم کی اعلیٰ پائے کی روایات عمل سے رہ جائیں گی اور نماز کسوف کی خصوصی علامت ختم ہو جائے گی۔ اگر عیدین میں زائد تکبیرات جنازے میں قیام کی زائد تکبیرات اور نماز وتر میں دعائے قنوت کا اضافہ احادیث کی بنا پر ہو سکتا ہے تو صلاۃ کسوف میں انتہائی معتبر اور صحیح روایات کی بنا پر ایک رکوع کا اضافہ کیوں قابل تسلیم نہیں؟ سوچیے! ہر صحیح حدیث واجب العمل ہے۔

(المعجم ٧) - بَابُ الصُّفُوفِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦١٤)

باب:٧- نماز کسوف میں صف بندی کا اہتمام کرنا

١٤٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ.

١٤٦٧- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ ﷺ مسجد کی طرف نکلے۔ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں۔ اس طرح آپ نے (دو رکعتوں میں) چار رکوع اور چار سجدے مکمل کیے۔ اور پلٹنے (فارغ ہونے) سے پہلے سورج روشن ہو گیا (گرہن ختم ہو گیا)۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: كَيْفَ صَلَاةُ الْكُسُوفِ (التحفة ٦١٥)

باب:٨- نماز کسوف کیسے پڑھی جائے؟

١٤٦٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

١٤٦٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

١٤٦٧ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح:١٠٤٦، ومسلم، ح:٩٠١/٣ (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٥٠.

١٤٦٨ـ أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر من قال إنه ركع ثمان ركعات في أربع سجدات، ح:٩٠٨ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٥١.

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى لِكُسُوفِ الشَّمْسِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. وَعَنْ عَطَاءٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے وقت آٹھ رکوع اور چار سجدے کیے۔ (یعنی ہر رکعت میں چار رکوع کیے۔)
حضرت عطاء سے بھی اسی قسم کی روایت آتی ہے۔

فائدہ: اس (مذکورہ) روایت میں حضرت ابن عباس ؓ کے شاگرد طاؤس ہیں۔ امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ یہی روایت حضرت عطاء بھی حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں۔ نچلی سند وہی ہے۔

١٤٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيٰى، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ وَالْأُخْرٰى مِثْلُهَا.

۱۴۶۹- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گرہن کے وقت نماز پڑھی۔ پہلے قراءت کی' پھر رکوع کیا' پھر قراءت کی' پھر رکوع کیا' پھر قراءت کی' پھر رکوع کیا' پھر قراءت کی' پھر رکوع کیا' پھر سجدہ کیا' پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔ (یعنی ہر رکعت میں چار رکوع کیے۔)

(المعجم ٩) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (التحفة ٦١٦)

باب:۹- ابن عباس ؓ سے نماز کسوف کی ایک اور صورت

١٤٧٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ نَمِرٍ، وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبَّاسٍ، ح: وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ

۱۴۷۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے دن دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کیے۔ (یعنی ہر رکعت میں دو رکوع کیے۔)

١٤٦٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٥٢.

١٤٧٠ـ أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ٩٠٢ من حديث الزهري، والبخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح: ١٠٤٦ من حديث كثير بن عباس به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٥٣.

عَنْ عَبدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

(المعجم ١٠) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦١٧)

باب:١٠-نماز کسوف کی ایک اور صورت

١٤٧١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يُحَدِّثُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ أُصَدِّقُ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ بِالنَّاسِ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، رَكَعَ الثَّالِثَةَ ثُمَّ سَجَدَ حَتَّى إِنَّ رِجالًا يَوْمَئِذٍ يُغْشَى عَلَيْهِمْ، حَتَّى إِنَّ سِجَالَ الْمَاءِ لَتُصَبُّ عَلَيْهِمْ مِمَّا قَامَ بِهِمْ يَقُولُ إِذَا رَكَعَ: اَللهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَلَمْ يَنْصَرِفْ حَتَّى تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنْ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ

١٤٧١-حضرت عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبید بن عمیر کو کہتے سنا کہ مجھے اس شخصیت نے بیان کیا جنھیں میں قطعاً سچا سمجھتا ہوں۔ میرا خیال ہے ان کا اشارہ حضرت عائشہ ؓ کی طرف تھا۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ نے لوگوں کو بڑا لمبا قیام کروایا۔ قیام فرماتے تھے' پھر رکوع کرتے تھے' پھر قیام فرماتے تھے' پھر رکوع کرتے تھے' پھر قیام فرماتے تھے' پھر رکوع فرماتے تھے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ ہر رکعت میں تین رکوع تھے۔ تیسرا رکوع کرنے کے بعد سجدہ کیا حتی کہ اتنے لمبے قیام کی وجہ سے اس دن کچھ لوگوں پر غشی کی حالت طاری ہوگئی اور ان پر پانی کے ڈول بہائے گئے۔ جب آپ رکوع کو جاتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ آپ نماز سے اس وقت فارغ ہوئے جب سورج بالکل روشن ہو گیا۔ آپ (تقریر کے لیے) کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت و

١٤٧١ـ أخرجه مسلم، ح:٩٠١/٦ (انظر الحديث السابق) من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٥٤.

يُخَوِّفُكُمْ بِهِمَا، فَإِذَا كَسَفَا فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَنْجَلِيَا».

حیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے' بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمھیں ان کے ذریعے سے ڈراتا ہے' لہٰذا جب وہ بے نور ہو جائیں تو خوف زدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دو حتی کہ وہ روشن ہو جائیں۔''

١٤٧٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ فِي صَلَاةِ الْآيَاتِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ قُلْتُ لِمُعَاذٍ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: لَا شَكَّ وَلَا مِرْيَةَ.

۱۴۷۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چار سجدوں میں (یعنی دو رکعتوں میں) چھ رکوع کیے۔ (راویٔ حدیث اسحاق کہتے ہیں کہ) میں نے معاذ (ابن ہشام) سے کہا: یہ نبی ﷺ سے ہے؟ انھوں نے کہا: کوئی شک وشبہ نہیں۔

فائدہ: حدیث نمبر ۱۴۶۸ سے یہاں تک ہر رکعت کے رکوعوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ دو' تین اور چار۔ تین اور چار رکوع کی روایات قلیل ہیں۔ کثیر روایات (سابقہ اور آئندہ) دو رکوع کے بارے میں ہیں۔ بعض محدثین نے یہ موقف اختیار فرمایا ہے کہ کسوف کے مختلف واقعات میں رسول اللہ ﷺ نے مختلف رکوع فرمائے۔ یہ تطبیق بہت مناسب تھی اگر واقعتاً احادیث میں مختلف کسوفوں کا ذکر ہوتا مگر تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیث میں صرف ایک سورج گرہن کا ذکر ہے۔ اگرچہ آپ کی زندگی میں بہت سی دفعہ گرہن لگا ہوگا۔ (اس کی تفصیلی بحث پیچھے حدیث نمبر ۱۴۶۶ اور ابتدایئے میں گزر چکی ہے۔) اسی طرح آپ کی زندگی میں کئی دفعہ چاند گرہن کا وقوع ہوا ہوگا مگر احادیث میں کسی بھی چاند گرہن کا ذکر نہیں آیا' لہٰذا صحیح بات یہی ہے کہ احادیث میں سے دو رکوع والی احادیث اصح واکثر ہیں۔ انھی کو ترجیح ہوگی۔ باقی میں وہم ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔

(المعجم ١١) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْهُ عَنْ عَائِشَةَ (التحفة ٦١٨)

باب:۱۱- سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی نماز کسوف کی ایک اور صورت

١٤٧٢- أخرجه مسلم، ح:٩٠١/٧ (انظر الحديث السابق) من حديث معاذ بن هشام به، وهو في الكبرى، ح:١٨٥٥.

١٤٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولٰى، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنٰى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَّنْصَرِفَ، ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَثْنٰى عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ تَعَالٰى لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا حَتّٰى يُفْرَجَ عَنْكُمْ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُمْ، لَقَدْ رَأَيْتُمُونِي أَرَدْتُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ

۱۴۷۳-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ (نماز کے لیے) اٹھے۔ اللہ اکبر کہا۔ لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے صفیں باندھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے لمبی قراءت فرمائی' پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا' پھر اپنا سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا' پھر قیام شروع کر دیا اور لمبی قراءت کی جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی' پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ کہا' پھر سجدہ کیا' پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ اور چار رکوع اور چار سجدے مکمل کیے۔ آپ کے (نماز سے) فارغ ہونے سے پہلے سورج مکمل روشن ہو چکا تھا' پھر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جس کا وہ اہل ہے' پھر فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم انھیں (گرہن لگا ہوا) دیکھو تو نماز کسوف شروع کر دو حتی کہ گرہن کی حالت ختم ہو جائے۔'' نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس (نماز کے) قیام کے دوران میں ہر چیز دیکھ لی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تھا تو دراصل میں نے جنت سے ایک خوشہ توڑنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے

١٤٧٣ـ أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ٩٠١/٣ عن محمد بن سلمة، والبخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح: ١٠٤٦ من حديث يونس الأيلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٥٧.

حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ، وَرَأَيْتُ فِيهَا ابْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ».

ہوئے دیکھا تھا تو دراصل میں نے جہنم کو دیکھا تھا کہ اس کے مختلف حصے ایک دوسرے کو توڑ رہے تھے' نیز میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو دیکھا اور یہ وہ شخص ہے جس نے بتوں کے نام پر جانور کھلے چھوڑنے کی رسم ڈالی۔"

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں نماز کسوف کے دوران جنت وجہنم اور دوسری پوشیدہ چیزیں دیکھنے کا بھی ذکر ہے۔ آپ کا یہ دیکھنا بیداری میں تھا۔ اور صرف آپ کے ساتھ خاص تھا' یعنی صحابہ کو وہ چیزیں نظر نہ آتی تھیں۔ اس قسم کے دیکھنے کو تصوف کی اصطلاح میں کشف کہا جاتا ہے۔ انبیاء ﷺ کو یہ اکثر ہوتا تھا۔ کبھی کبھار غیر انبیاء کے ساتھ بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ معتبر روایت کی صورت میں ایسا واقعہ تسلیم کیا جائے گا۔ یہ ان کی کرامت اور اس کا شمار اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں ہوگا۔ اس صورت میں صاحب کشف کے علاوہ باقی لوگوں کو وہ چیزیں نظر نہیں آ رہی ہوتیں' اس لیے انھیں تعجب ہوتا ہے' جیسے صحابۂ کرام ؓ کو آپ کے آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے پر تعجب ہوا۔ ان کے لیے آپ نے وضاحت فرمائی۔ ② "ہر چیز" بعض شارحین نے اس میں اللہ تعالیٰ کو بھی داخل سمجھا ہے' مگر صراحت کے بغیر اتنی بڑی بات کہنا بہت بڑی جسارت ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَن تَرَانِي﴾ (الأعراف ٧:١٤٣) اور ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ (الأنعام ٦:١٠٣) یعنی اللہ تعالیٰ کو ان آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ ہاں اگلے جہاں مومنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان میں شامل فرمائے۔

١٤٧٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنُودِيَ: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

١٤٧٤- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تو اعلان کیا گیا: نماز کی جماعت ہونی ہے۔ لوگ اکٹھے ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی۔ اور (دو رکعتوں میں) چار رکوع اور چار سجدے کیے۔

١٤٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

١٤٧٥- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

١٤٧٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤٦٦، وهو في الكبرى، ح: ١٨٥٨.

١٤٧٥ـ أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف: ٩٠١ عن قتيبة، والبخاري، الكسوف، باب الصدقة في◄◄

هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّاسِ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبِّرُوا وَتَصَدَّقُوا» ثُمَّ قَالَ: «يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ! لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا».

ﷺ کے دور میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز کسوف پڑھائی۔ آپ نے قیام فرمایا اور بہت لمبا قیام فرمایا' پھر رکوع فرمایا اور بہت لمبا رکوع فرمایا' پھر قیام فرمایا اور لمبا قیام فرمایا لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سر اٹھایا' پھر سجدہ کیا' پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا' پھر فارغ ہوئے تو سورج پوری طرح روشن ہو چکا تھا' پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد وثنا کی' پھر فرمایا: ''بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرو اور صدقات کرو۔'' پھر فرمایا: ''اے امت محمد! کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس بات پر غیرت نہیں کرتا کہ اس کا کوئی غلام یا لونڈی زنا کرے۔ اے امت محمد! اللہ کی قسم! اگر تم وہ چیزیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ روو۔''

١٤٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عَمْرَةَ حَدَّثَتْهُ، أَنَّ

۱۴۷۶- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی: اللہ تعالیٰ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے۔ حضرت عائشہ ؓ نے کہا:

◀◀ الكسوف، ح: ١٠٤٤ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٥٩، والموطأ(يحيى): ١/ ١٨٦.

١٤٧٦ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب التعوذ من عذاب القبر في الكسوف، ح: ١٠٤٩، ١٠٥٠، ومسلم، الكسوف، باب ذكر عذاب القبر في صلاة الخسوف، ح: ٩٠٣ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٠.

عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا : أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتْهَا فَقَالَتْ: أَجَارَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ النَّاسَ لَيُعَذَّبُونَ فِي الْقُبُورِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَائِذًا بِاللهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مَخْرَجًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَخَرَجْنَا إِلَى الْحُجْرَةِ فَاجْتَمَعَ إِلَيْنَا نِسَاءٌ، وَأَقْبَلَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَذٰلِكَ ضَحْوَةً، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ دُونَ رُكُوعِهِ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَصَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّ رُكُوعَهُ وَقِيَامَهُ دُونَ الرَّكْعَةِ الْأُولٰى، ثُمَّ سَجَدَ وَتَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ فِيمَا يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: كُنَّا نَسْمَعُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

اے اللہ کے رسول! کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ ایک دفعہ نکلے۔ اتنے میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ ہم سب حجرے میں چلے آئے۔ ہمارے پاس بہت سی عورتیں اکٹھی ہوگئیں۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ یہ چاشت (دن چڑھنے) کے وقت کی بات ہے' پھر آپ نے لمبا قیام فرمایا' پھر لمبا رکوع فرمایا' پھر سر اٹھا کر دوبارہ قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر پہلے رکوع سے کم رکوع کیا' پھر سجدہ کیا' پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے اور اس میں بھی اسی طرح کیا مگر اس رکعت کے قیام ورکوع پہلی رکعت کے مقابلے میں کم تھے' پھر سجدے کیے اور سورج بھی پورا روشن ہوگیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر بیٹھ گئے اور (تقریر کے دوران میں) فرمایا: ''بلاشبہ لوگوں کو قبروں میں فتنۂ دجال کی طرح آزمایا جائے گا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم آپ کو اکثر عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنتے تھے۔

فائدہ: عذاب قبر کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال کا جواب مبہم ہے۔ ممکن ہے اس وقت تک رسول اللہ ﷺ کو عذاب قبر کی تفصیل نہ بتلائی گئی ہو اور نماز کسوف کے دوران میں دوسرے انکشافات کی طرح عذاب قبر کا بھی انکشاف کیا گیا ہو۔ فتنۂ دجال چونکہ بہت بڑی آزمائش ہے' اس لیے عذاب قبر' یعنی قبر کے سوال وجواب کو اس سے تشبیہ دی گئی۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٢) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٦١٩)

باب:١٢- نماز کسوف کی ایک اور صورت

١٤٧٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

١٤٧٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک

١٤٧٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦١.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ - هُوَ الْأَنْصَارِيُّ - قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: جَاءَتْنِي يَهُودِيَّةٌ تَسْأَلُنِي فَقَالَتْ: أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي الْقُبُورِ؟ قَالَ: عَائِذًا بِاللهِ، فَرَكِبَ مَرْكَبًا - يَعْنِي - وَانْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَكُنْتُ بَيْنَ الْحُجَرِ مَعَ نِسْوَةٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ، فَأَتَى مُصَلَّاهُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا أَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ أَيْسَرَ مِنْ رُكُوعِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ أَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ أَيْسَرَ مِنْ رُكُوعِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ أَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْأَوَّلِ فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: «إِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

یہودی عورت میرے پاس کچھ مانگنے آئی۔ وہ کہنے لگی: اللہ تعالیٰ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ”میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔“ پھر آپ سواری پر سوار ہو کر کہیں گئے۔ ادھر سورج کو گرہن لگ گیا۔ میں دوسری عورتوں کے ساتھ حجروں کے درمیان کھڑی تھی کہ رسول اللہ ﷺ سواری سے اتر کر تشریف لائے اپنی نماز کی جگہ میں پہنچے پھر لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کی' چنانچہ آپ نے قیام کیا اور بہت لمبا قیام کیا' پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا' پھر اپنا سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا' پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا' پھر اپنا سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے' پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا' پھر (دوسرے سجدے کے بعد) کھڑے ہوئے اور پہلے قیام سے ہلکا قیام کیا' پھر پہلے رکوع سے ہلکا رکوع کیا' پھر اپنا سر اٹھایا اور پہلے قیام سے ہلکا قیام کیا' پھر اپنے پہلے رکوع سے ہلکا رکوع کیا' پھر سر اٹھایا اور پہلے سے کچھ کم دیر کھڑے رہے اس طرح چار رکوع اور چار سجدے ہوئے۔ ادھر سورج بھی روشن ہو گیا' پھر آپ نے (خطبہ کے دوران میں) فرمایا: ”تمھیں قبروں میں فتنۂ دجال کی طرح آزمایا جائے گا۔“ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: اس کے بعد میں نے آپ ﷺ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا۔

١٤٧٨- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ

۱۴۷۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ

١٤٧٨_ أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر عذاب القبر في صلاة الخسوف، ح:٩٠٣(ب) من حديث سفيان بن ◀◀

قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي كُسُوفٍ فِي صُفَّةِ زَمْزَمَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ.

رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر زم زم کے چبوترے پر نماز پڑھی' اس میں چار رکوع کیے اور چار سجدے کیے۔

فائدہ: اس حدیث میں "زم زم" کا ذکر کسی راوی کا وہم ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے نماز کسوف مدینہ منورہ ہی میں ثابت ہے اور محقق قول کے مطابق وہ بھی صرف ایک دفعہ' لہٰذا یہ لفظ لازماً راوی کا وہم ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:١٦/٤٢٤، ٤٢٥' و صحيح سنن النسائي للألباني' رقم:١٤٧٦)

١٤٧٩- أَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ، فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ، وَجَعَلَ يَتَقَدَّمُ ثُمَّ جَعَلَ يَتَأَخَّرُ فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، كَانُوا يَقُولُونَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنْ

١٤٧٩- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک سخت گرم دن میں سورج گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز کسوف پڑھائی۔ آپ نے بہت لمبا قیام فرمایا حتی کہ لوگ گرنے لگے' پھر آپ نے رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا' پھر آپ نے سر اٹھایا تو لمبا قیام فرمایا' پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا' پھر سر اٹھایا تو کافی دیر کھڑے رہے' پھر دو سجدے کیے' پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔ (قیام کے دوران میں) آپ آگے بڑھتے تھے' پھر پیچھے ہٹتے تھے۔ تو اس طرح یہ چار رکوع اور چار سجدے ہوئے۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ سورج اور چاند کو کسی عظیم سردار کی وفات پر ہی گرہن لگتا ہے۔ (آپ نے فرمایا:) "یہ دونوں اللہ تعالیٰ

◀◀ عيينة به مطولاً بدون ذكر "صفة زمزم"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٢. * ابن عيينة صرح بالسماع عند الحميدي في رواية مسلم، ولم أجد تصريح سماعه في رواية "صفة زمزم"، وهو مدلس كما قال النسائي، (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤) وغيره.

١٤٧٩ـ أخرجه مسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلاة الكسوف ... الخ، ح: ٩٠٤ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٣.

عُظَمَائِهِمْ وَإِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ يُرِيكُمُوهُمَا، فَإِذَا انْخَسَفَتْ فَصَلُّوا حَتّٰى تَنْجَلِيَ.

کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ تمھیں دکھاتا ہے۔ تو جب ان میں سے کسی کو گرہن لگ جائے تو نماز پڑھو حتی کہ وہ روشن ہو جائے۔"

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے روایت: ۱۴۷۳۔

(المعجم ١٣) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٦٢٠)

باب: ۱۳- نماز کسوف کی ایک اور صورت

١٤٨٠- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ فَنُودِيَ: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَصَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَةً، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَةً. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا رَكَعْتُ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ.

۱۴۸۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ کے حکم سے اعلان کیا گیا کہ نماز کی جماعت ہونی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دو رکوع کے ساتھ ایک رکعت پڑھائی' پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکوع کے ساتھ ایک اور رکعت پڑھی۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اس سے زیادہ لمبا رکوع اور سجدہ میں نے کبھی نہیں کیا۔

خَالَفَهُ مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ.

محمد بن حِمْیَر نے (اس روایت کے بیان میں) مروان کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: یہ مخالفت سند میں بھی ہے اور متن میں بھی جیسا کہ آئندہ حدیث سے واضح ہو رہا ہے۔ سند میں مخالفت یہ ہے کہ مروان نے یحییٰ بن ابی کثیر کا استاد ابوسلمہ بتایا ہے جبکہ ابن حِمْیَر نے ابوطعمہ۔ اور متن میں مروان نے سجدہ کہا ہے جب کہ محمد بن حمیر نے سجدتین (دو سجدے) کہا ہے۔

١٤٨٠ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب النداء بـ "الصلاة جامعة" في الكسوف، ح: ١٠٤٥ مختصرًا، ومسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف "الصلاة جامعة"، ح: ٩١٠ من حديث معاوية بن سلام به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٤.

١٤٨١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ حِمْيَرَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي طُعْمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: مَا سَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سُجُودًا وَلَا رَكَعَ رُكُوعًا أَطْوَلَ مِنْهُ.

خَالَفَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ.

١٤٨١- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے (پہلی رکعت میں) دو رکوع اور دو سجدے فرمائے' پھر آپ کھڑے ہوئے اور (دوسری رکعت میں بھی) دو رکوع اور دو سجدے فرمائے۔ اتنے میں سورج روشن ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: رسول اللہ ﷺ نے اس سے لمبا رکوع اور سجدہ کبھی نہیں کیا۔

علی بن مبارک نے معاویہ بن سلّام کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: اس مخالفت کی وضاحت آئندہ حدیث میں ہو رہی ہے کہ علی بن مبارک نے یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کی ہے جبکہ معاویہ بن سلام نے اسے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا ہے۔

١٤٨٢- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَفْصَةَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهُ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَأَمَرَ فَنُودِيَ: أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ فِي صَلَاتِهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَسِبْتُ قَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ،

١٤٨٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گرہن لگا تو آپ نے وضو فرمایا اور حکم دیا تو اعلان کیا گیا کہ نماز کی جماعت ہونی ہے' پھر آپ نے قیام شروع فرمایا اور نماز میں بہت لمبا قیام فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرا اندازہ ہے کہ آپ نے سورۂ بقرہ پڑھی' پھر آپ نے رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا' پھر فرمایا: سمع اللہ لمن حمدہ' پھر قیام کیا جس طرح پہلا قیام فرمایا تھا۔ سجدہ نہیں کیا' پھر رکوع میں گئے' پھر سجدہ کیا' پھر کھڑے

١٤٨١- [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٥، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

١٤٨٢- [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٩٨ و ١٥٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به. * ويحيى لا يروي إلا عن ثقة (عنده)، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٦، وللحديث شواهد.

ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ قَامَ مِثْلَ مَا قَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ ثُمَّ رَكَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعَ، رَكْعَتَيْنِ وَسَجْدَةً ثُمَّ جَلَسَ وَجُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ.

ہوئے اور اس رکعت میں بھی پہلی رکعت کی طرح دو رکوع اور دو سجدے کیے پھر (تشہد میں) بیٹھے۔ اتنے میں سورج بھی روشن ہو گیا۔

فوائد ومسائل: ① "میرا اندازہ ہے۔" اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز کسوف میں قراءت آہستہ ہونی چاہیے۔ اگر آپ جہر فرماتے تو اندازہ لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ حالانکہ آگے صریح روایت (۱۴۹۵) آرہی ہے کہ آپ نے بلند آواز سے قراءت کی اور وہ روایت بھی حضرت عائشہ ؓ ہی سے ہے۔ اور وہ صحیحین کی روایت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الکسوف، حدیث:۱۰۶۵، وصحیح مسلم، الکسوف، حدیث:(۵)-۹۰۱) صریح روایت کے مقابلے میں جو اصح بھی ہے ایک مبہم روایت کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ صریح روایت کو ترجیح ہوگی یا تطبیق دی جائے گی کہ آپ نے قراءت جہراً کی تھی مگر مجمع زیادہ دور ہونے کی وجہ سے قراءت سنائی نہیں دے سکی تھی۔ یا دور والوں کو آواز تو سنائی دیتی تھی مگر سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟ تبھی تو حضرت عائشہ ؓ جہر کی روایت بھی بیان فرماتی ہیں اور اندازہ بھی لگا رہی ہیں۔ بعض اہل علم نے یہ تطبیق بیان کی ہے کہ طول زمانہ کی وجہ سے آپ کو یاد نہ رہا کہ نبی ﷺ نے کیا قراءت کی تھی اس لیے تخمینہ بیان کیا لیکن پہلی بات ہی درست ہے۔ ② اس روایت اور روایت نمبر ۱۴۸۰ میں اختصار ہے کہ دو سجدوں کی تفصیل نہیں صرف سجدے کا ذکر ہے کیونکہ نماز کسوف عام نماز سے صرف رکوع میں مختلف ہے اس لیے رکوع کی تفصیل بیان کر دی کہ وہ ایک رکعت میں دو تھے مگر سجدے تو اتفاقاً ہر نماز میں ایک رکعت میں دو ہی ہیں لہٰذا اسے مبہم ذکر کر دیا۔ کوئی شخص بھی ایک سجدے کا قائل نہیں۔ امام صاحب نے شاید ظاہر الفاظ کے پیش نظر اسے "ایک اور صورت" بنا دیا ورنہ یہ کوئی صورت نہیں نیز ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں تصحیف واقع ہوئی ہے۔ اصل میں فِي سَجْدَةٍ تھا غلطی سے وَسَجْدَةٍ ہو گیا یا وَسَجْدَتَيْنِ سے وَسَجْدَةً ہو گیا جو یقیناً غلطی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي:۱۶/۴۳۳)

(المعجم ١٤) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٦٢١)

باب: ۱۴- ایک اور صورت

١٤٨٣- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ

۱۴۸۳- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن

١٤٨٣- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الكسوف، باب من قال يركع ركعتين، ح: ١١٩٤ من حديث عطاء بن السائب به، وهو في الكبرى، ح: ١٨٦٧.

عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي السَّائِبُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ قَالَ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَامَ الَّذِينَ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَجَلَسَ فَأَطَالَ الْجُلُوسَ، ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَامَ، فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَا صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنَ الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْجُلُوسِ، فَجَعَلَ يَنْفُخُ فِي آخِرِ سُجُودِهِ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَيَبْكِي وَيَقُولُ: لَمْ تَعِدْنِي هٰذَا وَأَنَا فِيهِمْ، لَمْ تَعِدْنِي هٰذَا وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِذَا رَأَيْتُمْ كُسُوفَ أَحَدِهِمَا فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَقَدْ أُدْنِيَتِ الْجَنَّةُ مِنِّي حَتّٰى لَوْ بَسَطْتُ يَدِي لَتَعَاطَيْتُ مِنْ قُطُوفِهَا، وَلَقَدْ أُدْنِيَتِ النَّارُ مِنِّي حَتّٰى لَقَدْ جَعَلْتُ أَتَّقِيهَا خَشْيَةَ أَنْ تَغْشَاكُمْ، حَتّٰى رَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً مِنْ حِمْيَرَ تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ

لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے اٹھے۔ جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ بھی اٹھے۔ آپ نے قیام فرمایا اور بڑا لمبا قیام فرمایا' پھر رکوع فرمایا تو بہت لمبا رکوع فرمایا' پھر اپنا سر اٹھایا اور سجدہ فرمایا اور بہت لمبا سجدہ فرمایا' پھر سر اٹھایا اور بیٹھ گئے۔ بہت دیر بیٹھے رہے' پھر دوسرا سجدہ کیا اور بہت لمبا سجدہ کیا' پھر سر اٹھایا اور کھڑے ہو گئے' پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح قیام' رکوع' سجدہ اور جلسہ کیا جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا۔ دوسری رکعت کے آخری سجدے میں آپ آہیں بھرنے اور رونے لگے۔ آپ فرماتے تھے: ''اے اللہ! تیرا مجھ سے وعدہ ہے کہ جب تک تو ان کے اندر موجود ہے' میں عذاب نہیں بھیجوں گا۔ اے اللہ! تیرا مجھ سے وعدہ ہے کہ جب تک ہم تجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے' تو عذاب نازل نہیں کرے گا۔'' پھر آپ نے سر اٹھایا تو سورج روشن ہو چکا تھا' پھر اللہ کے رسول ﷺ اٹھے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی' پھر فرمایا: ''بلاشبہ سورج اور چاند اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم ان میں سے کسی کا گرہن دیکھو تو جلدی سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف چلو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! جنت میرے اتنی قریب کی گئی کہ اگر میں اپنا ہاتھ بڑھاتا تو اس کے (پھلوں کے) کچھ خوشے توڑ لیتا۔ اور آگ میرے اس قدر قریب کی گئی کہ میں اس سے بچنے لگا۔ مجھے خطرہ محسوس ہونے لگا تھا کہ کہیں وہ تم پر نہ چھا جائے' نیز میں نے اس میں بنو حمیر کی ایک عورت دیکھی جسے ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا

رَبَطَتْهَا، فَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ فَلَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ سَقَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا تَنْهَشُهَا إِذَا أَقْبَلَتْ وَإِذَا وَلَّتْ تَنْهَشُ أَلْيَتَهَا، وَحَتّٰى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ أَخَا بَنِي الدَّعْدَعِ، يُدْفَعُ بِعَصًا ذَاتِ شُعْبَتَيْنِ فِي النَّارِ، وَحَتّٰى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ الَّذِي كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ مُتَّكِئًا عَلٰى مِحْجَنِهِ فِي النَّارِ يَقُولُ: أَنَا سَارِقُ الْمِحْجَنِ».

تھا جسے اس نے باندھے رکھا۔ نہ تو اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتی اور نہ اسے خود کھلایا پلایا' حتی کہ وہ (بلی بھوک پیاس سے) مرگئی۔ واللہ! میں نے اسے (بلی کو) دیکھا کہ وہ عورت جب اس کی طرف منہ کرتی تھی تو وہ اسے نوچتی تھی اور جب وہ پیٹھ کرتی تھی تو اس کے سرین کو کاٹتی تھی۔ اور حتی کہ میں نے آگ میں بنو دعدع کے ایک جوتا چور کو دیکھا جسے ایک' دو شاخہ لکڑی کے ساتھ آگ میں دھکیلا جا رہا تھا۔ اور میں نے آگ میں اس چھڑی والے کو دیکھا جو اپنی چھڑی سے حاجیوں کا سامان چرایا کرتا تھا۔ وہ آگ میں اپنی چھڑی کے سہارے کھڑا کہہ رہا تھا۔ (اے لوگو!) میں ہوں چھڑی سے چوری کرنے والا۔"

 فوائد ومسائل: ① یہ روایت بھی مختصر ہے۔ اس میں دو رکوع کی تفصیل نہیں۔ راویٔ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہی سے حدیث نمبر ۱۴۸۰ میں صراحتاً مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف میں ہر رکعت میں دو رکوع کیے' لہٰذا یہی معتبر ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے شاید ظاہر الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے بھی "ایک اور صورت" بنا دیا۔ حقیقتاً یہ کوئی الگ صورت نہیں۔ یا صورت سے مراد نماز کسوف کی اور صورت نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے اس واقعہ کی تفصیل ایک اور انداز میں مذکور ہے۔ والله أعلم. ② "تیرا مجھ سے وعدہ ہے۔" اس جملے سے قرآنی آیت: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ (الأنفال ۸:۳۳) "جب تک تو ان میں موجود ہے' اللہ تعالیٰ انھیں عذاب نہیں دے گا۔" کی طرف اشارہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف میں جہنم کی آمد کو عذاب کی تمہید خیال فرمایا ہوگا' ورنہ کسوف بذات خود عذاب نہیں۔ ③ "خوشے توڑ لیتا" معلوم ہوا حقیقی جنت آپ کو دکھلائی گئی' اسی طرح جہنم بھی۔ ④ "چھڑی والا" اصل لفظ مِحْجَن ہے۔ وہ عصا جو آگے سے مڑا ہوا ہو۔

١٤٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ سَبَلَانُ

۱۴۸۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا گیا۔ آپ

١٤٨٤- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٨.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ وَهُوَ دُونَ السُّجُودِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَفَعَلَ فِيهِمَا مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يَفْعَلُ فِيهِمَا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى الصَّلَاةِ».

اٹھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ لمبا قیام کیا' پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا' پھر کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا مگر یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا' پھر سر اٹھایا' پھر دوسرا سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا لیکن یہ پہلے سجدے سے کم تھا' پھر کھڑے ہوئے اور دو رکوع کیے۔ دونوں میں ایسے ہی کیا' پھر دو سجدے کیے۔ دونوں میں ایسے ہی کیا' حتی کہ نماز سے فارغ ہو گئے' پھر فرمایا: ''یقیناً سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں گہناتے۔ جب تم ان کی یہ حالت دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نماز شروع کر دو۔''

(المعجم ١٥) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٦٢٢)

باب:١٥- ایک اور صورت

١٤٨٥- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ

۱۴۸۵- حضرت ثعلبہ بن عباد عبدی سے روایت ہے.... وہ بصرہ کے رہنے والے تھے.... انھوں نے ایک دفعہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے خطبہ سنا۔ انھوں نے اپنے خطبے میں رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث

١٤٨٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال أربع ركعات، ح: ١١٨٤ من حديث زهير به، وقال الترمذي، ح: ٥٦٢ "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٦٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٩٧، وابن حبان، ح: ٥٩٧، ٥٩٨، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٢٩ـ٣٣١، ووافقه الذهبي، وصححه الحافظ في الإصابة: ٤/ ٢٦ (ترجمة أبي يحيى).

مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ: أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ: بَيْنَا أَنَا يَوْمًا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضَيْنِ لَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاظِرِ مِنَ الْأُفُقِ اسْوَدَّتْ فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَاللّٰهِ! لَيُحْدِثَنَّ شَأْنُ هٰذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي أُمَّتِهِ حَدَثًا قَالَ: فَدَفَعْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ: فَوَافَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ قَالَ: فَاسْتَقْدَمَ فَصَلّٰى فَقَامَ كَأَطْوَلِ قِيَامٍ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ، مَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلِ رُكُوعٍ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ مَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلِ سُجُودِهِ مَا سَجَدَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَوَافَقَ تَجَلِّي الشَّمْسِ جُلُوسَهُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، فَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَشَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَشَهِدَ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ. مُخْتَصَرٌ.

بیان فرمائی۔ فرمایا: ایک دن میں اور انصار کا ایک لڑکا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (اپنے مقرر کردہ نشانوں پر) تیر اندازی کر رہے تھے۔ جب سورج دیکھنے والے کی نظر میں افق سے دو تین نیزے اونچا آ گیا تو بے نور ہو گیا۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: آؤ مسجد چلیں۔ اللہ کی قسم! سورج کی یہ حالت رسول اللہ ﷺ کے لیے آپ کی امت میں کسی نئے حکم کا سبب بنے گی۔ ہم مسجد کی طرف چلے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں لوگوں کی طرف نکلتے ہوئے ملے۔ آپ آگے بڑھے اور نماز شروع کر دی۔ آپ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ کبھی کسی نماز میں اتنا لمبا قیام نہیں فرمایا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے' پھر آپ نے ہمارے ساتھ رکوع کیا اور اتنا لمبا رکوع کہ کبھی کسی نماز میں اتنا لمبا رکوع نہیں کیا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے' پھر آپ نے ہمارے ساتھ سجدہ کیا۔ اتنا لمبا سجدہ کہ کبھی کسی نماز میں اتنا لمبا سجدہ نہیں کیا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے' پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔ جب آپ دوسری رکعت کے آخر میں بیٹھے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ آپ نے سلام پھیرا' پھر اللہ کی حمد وثنا کی اور اس بات کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی (حقیقی اور سچا) معبود نہیں اور اس بات کی شہادت دی کہ وہ (آپ) اللہ کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے (رسول) ہیں۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے۔'' اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے بلند آواز سے قراءت نہیں کی بلکہ اپنے سماع کی نفی کی ہے کہ اجتماع اتنا زیادہ تھا اور ہم اتنی دور تھے کہ ہمیں آپ کی آواز سنائی نہیں

دیتی تھی۔ حقیقتاً یہ الفاظ آپ کے جہر پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ کی آواز تو تھی مگر ہمیں سنائی نہیں دیتی تھی۔
④ اس روایت میں صرف ایک رکوع اور ایک سجدے کا ذکر ہے۔ دراصل یہ روایت مختصر ہے۔ مقصد رکوع اور سجدے کی طوالت کا اظہار ہے نہ کہ تعداد کا بیان۔ حقیقتاً دو رکوع تھے اور دو سجدے جیسا کہ دوسری مشہور روایات میں صراحتاً ذکر ہے ورنہ ایک سجدے کا تو کوئی بھی قائل نہیں، نیز بعض محققین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ اس صورت میں مذکورہ بالا تطبیق کی ضرورت نہیں رہتی۔ مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۱۷/۵-۹، و ضعيف سنن النسائي، رقم: ۱۴۸۳، و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ۱۲۶۴)

(المعجم ١٦) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ٦٢٣)

باب: ۱۶- ایک اور صورت

١٤٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَخَرَجَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ فَزِعًا حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي بِنَا حَتَّى انْجَلَتْ، فَلَمَّا انْجَلَتْ قَالَ: «إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ، إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا بَدَا لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ».

۱۴۸۶- حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا گیا۔ آپ گھبرا کر اپنا کپڑا (بالائی چادر) گھسیٹتے ہوئے گھر سے نکلے حتی کہ مسجد میں آئے اور ہمیں نماز پڑھائی حتی کہ سورج صاف ہو گیا۔ جب سورج صاف ہو گیا تو فرمایا: ''لوگ کہتے ہیں کہ سورج اور چاند کسی بڑے سردار کی موت ہی پر گہناتے ہیں، حالانکہ یہ حقیقت نہیں۔ سورج اور چاند کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں گہناتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی (عظمت وتوحید کی) نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب اللہ عزوجل اپنی کسی مخلوق پر تجلی فرماتا ہے تو وہ مخلوق فوراً اس کی اطاعت کرتی ہے۔ جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اس قریب ترین فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے (اب سے پہلے) پڑھی ہے، (یعنی فجر کی طرح۔)''

١٤٨٦- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة الكسوف، ح: ١٢٦٢ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، وهو في الكبرى، ح: ١٨٧٠، وقال البيهقي: ٣/ ٣٣٣ "هذا مرسل". * أبوقلابة لم يسمعه من النعمان بن بشير، إنما رواه عن رجل عن النعمان" فالسند ضعيف من أجل جهالة الرجل.

فائدہ: ”قریب ترین نماز کی طرح“ احناف نے ان الفاظ سے استدلال کیا ہے کہ نماز کسوف میں ایک رکوع ہی کرنا چاہیے' حالانکہ دو رکوع والی روایات اقویٰ اور بالکل صریح ہیں جبکہ اس روایت میں رکوع کا ذکر ہی نہیں۔ باقی رہی تشبیہ تو وہ تو رکعات کی تعداد میں بھی ہو سکتی ہے' یعنی دو رکعات پڑھو۔ کیا مبہم روایت کی وجہ سے بہت سی صریح اور قوی روایات کو چھوڑا جا سکتا ہے؟ پھر لطیفہ یہ ہے کہ صبح کی نماز تو جہراً ہوتی ہے۔ اس تشبیہ کے مطابق تو نماز کسوف جہراً ہونی چاہیے' مگر احناف اس کے قائل نہیں جبکہ جہر کا ذکر صحیح حدیث میں ہے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ صحیح حدیث کے موافق تو استدلال نہ کیا جائے لیکن دوسری صحیح احادیث کے خلاف استدلال کیا جائے؟ واللہ ھو الموفق. علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو محققین نے ضعیف قرار دیا ہے' تاہم حدیث کے پہلے حصے: [إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَايَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ ...... وَلَا لِحَيَاتِهِ] کو تو صحیح قرار دیا جا سکتا ہے' کیونکہ اس کا مجموعی مضمون دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے' البتہ اس سے اگلا حصہ محققین کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٧/٩-١٤' و ضعيف سنن النسائي للألباني' رقم: ١٤٨٤)

١٤٨٧- وَأَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ أَنَّ جَدَّهُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ الْوَازِعِ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ إِذْ ذَاكَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَطَالَهُمَا فَوَافَقَ انْصِرَافُهُ انْجِلَاءَ الشَّمْسِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ

١٤٨٧- حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینے میں تھے کہ سورج گہنا گیا۔ آپ گھبرا کر اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے نکلے' پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور خوب لمبی پڑھیں۔ ادھر آپ نماز سے فارغ ہوئے' ادھر سورج بھی روشن ہو گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی' پھر فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور انھیں کسی کی موت و حیات کی بنا پر گرہن نہیں لگتا۔ جب تم اس قسم کی کوئی چیز دیکھو تو اس قریب ترین فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے پڑھی ہے۔“

١٤٨٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال أربع ركعات، ح: ١١٨٥ من حديث أيوب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧١، وقال البيهقي: ٣/ ٣٣٤ "وهذا أيضًا" لم يسمعه أبوقلابة عن قبيصة، إنما رواه عن رجل عن قبيصة".

مَكْتُوبَةٍ صَلَّيْتُمُوهَا».

١٤٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ - وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ قَبِيصَةَ الْهِلَالِيِّ: أَنَّ الشَّمْسَ انْخَسَفَتْ فَصَلَّى نَبِيُّ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلٰكِنَّهُمَا خَلْقَانِ مِنْ خَلْقِهِ، وَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُحْدِثُ فِي خَلْقِهِ مَا شَاءَ، وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا تَجَلّٰى لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ يَخْشَعُ لَهُ، فَأَيُّهُمَا حَدَثَ فَصَلُّوا حَتّٰى يَنْجَلِيَ أَوْ يُحْدِثَ اللهُ أَمْرًا».

١٤٨٨- حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ سورج گہنا گیا تو نبی ﷺ نے دو دو رکعتیں پڑھیں حتی کہ سورج روشن ہو گیا' پھر آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ سورج اور چاند کسی کی موت کی بنا پر نہیں گہناتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دو مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے تبدیلی لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب اپنی کسی مخلوق پر تجلی فرماتا ہے تو وہ فوراً اس کی اطاعت کرتی ہے۔ تو جب ان دونوں میں سے کسی میں کوئی تبدیلی واقع ہو (سورج یا چاند کو گرہن لگے) تو نماز پڑھو حتی کہ وہ روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی اور امر صادر فرمادے۔''

١٤٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا».

١٤٨٩- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج یا چاند کو گرہن لگ جائے تو اس قریب ترین نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے پڑھی ہے' (یعنی فجر کی نماز)۔''

١٤٩٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي

١٤٩٠- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی۔ آپ رکوع اور سجدہ کرتے تھے۔

١٤٨٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٤٠٢ من حديث معاذ بن هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٢، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٣٣، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث السابق لعلته.

١٤٨٩ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ١٤٨٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٣.

١٤٩٠ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ١٤٨٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٤.

قِلَابَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى حِينَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ مِثْلَ صَلَاتِنَا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ.

فائدہ: ہماری عام نماز کی طرح اس میں بھی رکوع سجدے تھے۔ وہ صرف قیام ہی پر مشتمل نہ تھی' یا جس طرح ہم نماز کسوف پڑھتے ہیں' اسی طرح آپ ﷺ نے پڑھی تھی۔ اس روایت میں رکوع کی تعداد کی بحث نہیں۔

١٤٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا مُسْتَعْجِلًا إِلَى الْمَسْجِدِ وَقَدِ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى حَتَّى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَقُولُونَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنْ عُظَمَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ، وَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنَّهُمَا خَلِيقَتَانِ مِنْ خَلْقِهِ يُحْدِثُ اللهُ فِي خَلْقِهِ مَا يَشَاءُ، فَأَيُّهُمَا انْخَسَفَ فَصَلُّوا حَتَّى يَنْجَلِيَ أَوْ يُحْدِثَ اللهُ أَمْرًا».

۱۴۹۱- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے منقول ہے کہ ایک دن نبی ﷺ مسجد کی طرف تیزی سے نکلے کیونکہ سورج کو گرہن لگ گیا تھا۔ آپ نماز پڑھتے رہے حتی کہ سورج روشن ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''جاہلیت والے لوگ کہتے تھے کہ سورج اور چاند کو کسی بڑے زمینی سردار کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سورج اور چاند کو کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا بلکہ یہ دونوں تو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دو مخلوقیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے تبدیلی لا سکتا ہے' لہٰذا ان میں سے کسی کو گرہن لگ جائے تو نماز پڑھو حتی کہ وہ روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی نیا امر جاری فرما دے۔''

فائدہ: ۱۴۸۵ تا ۱۴۹۱ تک تمام روایات ضعیف ہیں' لہٰذا ان سے استدلال درست نہیں۔ کسوف کا اصح طریقہ اور تفصیل گزشتہ صحیح احادیث میں گزر چکی ہے۔

١٤٩٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى

۱۴۹۲- حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم

١٤٩١ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٥. * الحسن البصري لم يسمع من النعمان بن بشير كما في جامع التحصيل للعلائي، ص: ١٦٢.

١٤٩٢ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف القمر، ح: ١٠٦٣ من حديث عبدالوارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٦.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى انْتَهٰى إِلَى الْمَسْجِدِ وَثَابَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْكَشَفَتْ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ يُخَوِّفُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِمَا عِبَادَهُ، وَإِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ» وَذٰلِكَ أَنَّ ابْنًا لَهُ مَاتَ يُقَالُ لَهُ: إِبْرَاهِيمُ، فَقَالَ لَهُ نَاسٌ فِي ذٰلِكَ.

رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ اپنی بالائی چادر کو گھسیٹتے ہوئے نکلے حتی کہ مسجد میں پہنچے۔ لوگ بھی آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ جب گرہن ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان (کے گرہن) کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ انھیں کسی کی موت و حیات کی بنا پر گرہن نہیں لگتا' چنانچہ جب تم ایسی صورت حال دیکھو تو نماز شروع کر دو حتی کہ گرہن ختم ہو جائے۔'' یہ آپ نے' اس لیے ارشاد فرمایا کہ اس دن آپ کا بیٹا (حضرت ابراہیم ؓ) فوت ہو گیا تھا تو لوگوں نے اس بارے میں یہ کہنا شروع کر دیا تھا (کہ گرہن ان کی وفات کی وجہ سے لگا ہے)۔

١٤٩٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَاتِكُمْ هٰذِهِ وَذَكَرَ كُسُوفَ الشَّمْسِ.

۱۴۹۳- حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھاری اس نماز (نماز کسوف) کی طرح دو رکعتیں پڑھی تھیں اور انھوں نے سورج گرہن کا ذکر کیا تھا۔

فائدہ: بعض حضرات نے ''اس نماز'' سے مراد عام نماز لی ہے اور پھر نماز کسوف میں ایک رکوع پر استدلال کیا ہے' حالانکہ یہ استدلال صریح اور اقویٰ روایات کے خلاف ہے۔ عمل صریح پر ہوتا ہے نہ کہ اس قسم کے مبہم الفاظ پر۔

(المعجم ١٧) - قَدْرُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦٢٤)

باب: ۱۷- نماز کسوف میں قراءت کی مقدار؟

١٤٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:

۱۴۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے

١٤٩٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٧.

١٤٩٤ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب صلاة الكسوف جماعةً، ح: ١٠٥٢، ومسلم، الكسوف، باب ما◄◄

حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا قَرَأَ نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ؟ قَالَ: «إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ»، أَوْ «أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ».

ہیں کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی جبکہ لوگ بھی آپ کے ساتھ (نماز میں شامل) تھے۔ آپ نے لمبا قیام فرمایا اور سورۂ بقرہ کے برابر قراءت کی' پھر آپ نے لمبا رکوع فرمایا' پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا جبکہ یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سجدے کیے' پھر لمبا قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر لمبا رکوع فرمایا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام فرمایا مگر یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر لمبا رکوع فرمایا مگر یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔ اس وقت تک سورج روشن ہو چکا تھا' پھر آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا' لہٰذا جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اللہ عزوجل کو یاد کیا کرو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا تھا کہ آپ نے اپنے قیام کے دوران میں کسی چیز کو پکڑنے کی کوشش کی' پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے جنت دیکھی'' یا فرمایا: ''مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے اس سے ایک خوشہ لینے کی کوشش کی تھی اور اگر میں اسے لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے' نیز میں نے آگ دیکھی۔ میں نے اس جیسا خوف ناک منظر کبھی نہیں دیکھا اور میں نے جہنم میں زیادہ عورتوں کو دیکھا۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے

◄◄ عرض على النبي ﷺ في صلاة الكسوف ... الخ، ح:٩٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ١٨٦، ١٨٧، والكبرٰى، ح:١٨٧٨.

قَالُوا: لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «بِكُفْرِهِنَّ» قِيلَ: يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: «يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ خَيْرًا مِنْكَ قَطُّ».

رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے کفر کی وجہ سے۔'' کہا گیا: وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہیں۔ اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ ساری زندگی حسن سلوک کرے' پھر وہ تجھ سے کوئی ناگوار چیز دیکھے تو کہے گی: میں نے تجھ سے کبھی کوئی اچھا سلوک نہیں دیکھا۔''

فوائد ومسائل: ① نماز کسوف میں لمبا قیام وغیرہ سورج کو روشن کرنے کے لیے نہیں' اس نے اپنے معمول کے مطابق روشن ہو ہی جانا ہوتا ہے' کوئی نماز پڑھے یا نہ پڑھے یا گالیاں دے کیونکہ وہ تکوینی چیز ہے۔ یہ تو صرف وقتی فریضہ ادا کرنے کے لیے ہے' جیسے صبح کی نماز لمبی پڑھی جاتی ہے۔ عموماً کسوف کا وقت طویل ہوتا ہے۔ خصوصاً آپ کے دور کا کسوف مکمل سورج گرہن تھا اور مکمل سورج گرہن ختم ہونے میں کافی وقت لگتا ہے' لہٰذا اس نماز میں طوالت مستحب اور وقتی تقاضا ہے۔ ② کفر کے معنی انکار کرنا بھی ہیں' ناشکری کرنا بھی۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ اور جہنم میں یہ دخول عارضی ہے کیونکہ گناہ گار مومنوں کا اصل اور مستقل ٹھکانا جنت ہے' ہاں حقیقی کافر دائمی جہنمی ہیں اور جہنم ان کا مستقل ٹھکانا ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦٢٥)

باب:١٨-نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت کرنا

١٤٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ صَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَجَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ كُلَّمَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ: «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

١٤٩٥- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار سجدوں (یعنی دو رکعتوں) میں چار رکوع کیے۔ اور نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت فرمائی۔ جب بھی رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو کہتے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ]

١٤٩٥ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الجهر بالقراءة في الكسوف، ح: ١٠٦٥، ومسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ٩٠١/ ٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٧٩.

فائدہ: گویا دونوں رکوعوں سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ...... ہی کہنا ہے۔ امام شافعی سے پہلے رکوع کے بعد اللہ اکبر منقول ہے مگر یہ درست نہیں۔ صریح روایت کے مقابلے میں قیاس معتبر نہیں۔

(المعجم ١٩) - تَرْكُ الْجَهْرِ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ (التحفة ٦٢٦)

باب:۱۹- نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت نہ کرنا

١٤٩٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّادٍ، رَجُلٍ مِنْ [بَنِي] عَبْدِ الْقَيْسِ عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا.

۱۴۹۶- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں نماز کسوف پڑھائی۔ ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے۔

فائدہ: اس مسئلے کی تفصیلی بحث کے لیے حدیث نمبر: ۱۴۸۲ و ۱۴۸۵ کے فوائد ومسائل دیکھیے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ الْقَوْلِ فِي السُّجُودِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦٢٧)

باب:۲۰- نماز کسوف کے سجدے میں کیا پڑھا جائے؟

١٤٩٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ. قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسَبُهُ قَالَ فِي السُّجُودِ نَحْوَ ذٰلِكَ، وَجَعَلَ يَبْكِي فِي

۱۴۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ قیام بہت لمبا کیا، پھر رکوع کیا تو لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا تو بہت دیر کھڑے رہے۔ اسی طرح سجدہ بھی خوب لمبا کیا۔ آپ ﷺ سجدے میں روتے تھے، آہیں بھرتے تھے اور فرماتے تھے: ”اے میرے رب! تو نے مجھ سے اس (عذاب) کا وعدہ نہیں کیا تھا جبکہ میں تو تجھ سے بخشش طلب کر رہا ہوں۔ تو نے مجھ سے اس (عذاب) کا وعدہ

١٤٩٦ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٤٨٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٨٢.

١٤٩٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤٨٣، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٨٣.

سُجُودِهِ وَيَنْفُخُ وَيَقُولُ: «رَبِّ! لَمْ تَعِدْنِي هٰذَا وَأَنَا أَسْتَغْفِرُكَ، لَمْ تَعِدْنِي هٰذَا وَأَنَا فِيهِمْ» فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: «عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْ مَدَدْتُ يَدِي تَنَاوَلْتُ مِنْ قُطُوفِهَا، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَجَعَلْتُ أَنْفُخُ خَشْيَةَ أَنْ يَغْشَاكُمْ حَرُّهَا، وَرَأَيْتُ فِيهَا سَارِقَ بَدَنَتَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَرَأَيْتُ فِيهَا أَخَا بَنِي الدُّعْدُعِ سَارِقُ الْحَجِيجِ فَإِذَا فُطِنَ لَهُ قَالَ: هٰذَا عَمَلُ الْمِحْجَنِ، وَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً طَوِيلَةً سَوْدَاءَ تُعَذَّبُ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا، فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ، وَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ فَإِذَا انْكَسَفَتْ إِحْدَاهُمَا أَوْ قَالَ: فَعَلَ أَحَدُهُمَا شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

نہیں کیا تھا جبکہ میں ان میں موجود ہوں۔" جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "مجھ پر جنت پیش کی گئی' حتی کہ اگر میں اپنا ہاتھ بڑھاتا تو میں اس کے کچھ خوشے لے لیتا' نیز مجھ پر آگ پیش کی گئی تو میں اس میں پھونکیں مارنے لگا کہ کہیں تمھیں اس کی تپش نہ آلے۔ اور میں نے اس میں اپنی دو اونٹنیوں کا چور بھی دیکھا' نیز میں نے اس میں بنو دعدع کا وہ شخص دیکھا جو حاجیوں کی چیزیں چرایا کرتا تھا۔ اور اگر پتا چل جاتا تو وہ کہتا کہ یہ چھڑی کی کارستانی ہے۔ اور میں نے اس میں ایک لمبی کالی عورت دیکھی جسے ایک بلی کے بارے میں عذاب دیا جا رہا تھا جسے اس نے باندھ دیا تھا۔ نہ تو اسے کھلایا پلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی حتی کہ وہ مر گئی۔ اور (یاد رکھو!) سورج اور چاند کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں گہناتے' بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب ان میں سے کسی کو گرہن لگ جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو۔"

فائدہ: یہ حدیث تفصیل کے ساتھ پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر ۱۴۸۳' لہٰذا اسے اس کی روشنی میں سمجھا جائے' البتہ اس میں بنو دعدع کے شخص کو جوتا چور کہا گیا تھا اور یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ حاجیوں کی چیزیں چرایا کرتا تھا۔ گویا وہ حاجیوں کے جوتے چھڑی میں پھنسا کر لے بھاگتا تھا۔ (مزید تفصیلات کے لیے حدیث نمبر ۱۴۸۳ کے فوائد دیکھیے۔)

(المعجم ٢١) - بَابُ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦٢٨)

باب:۲۱- نماز کسوف میں تشہد پڑھنا اور سلام پھیرنا

١٤٩٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

۱۴۹۸- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ

١٤٩٨- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب: ينادي فيها بالصلاة، ح:١١٩٠ عن عمرو بن عثمان به.

سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنِ الْوَلِيدِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ نَمِرٍ أَنَّهُ سَأَلَ الزُّهْرِيَّ عَنْ سُنَّةِ صَلَاةِ الْكُسُوفِ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا فَنَادٰى: أَنِ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا مِثْلَ قِيَامِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولٰى، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنٰى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا مِثْلَ رُكُوعِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنٰى مِنَ الْأُولٰى، ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنٰى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً وَهِيَ أَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولٰى فِي الْقِيَامِ الثَّانِي، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ أَدْنٰى مِنْ سُجُودِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ فِيهِمْ فَحَمِدَ اللهَ

سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ نماز کی جماعت ہونے والی ہے۔ لوگ اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی۔ آپ نے اللہ أکبر کہا' پھر لمبی قراءت کی' پھر اللہ أکبر کہا اور لمبا رکوع کیا' اپنے قیام جتنا یا اس سے بھی لمبا' پھر اپنا سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا' پھر طویل قراءت کی جو پہلی قراءت سے کم تھی' پھر اللہ أکبر کہا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا' پھر اللہ أکبر کہا اور لمبا سجدہ کیا' رکوع جتنا یا اس سے بھی لمبا' پھر اللہ أکبر کہہ کر سر اٹھایا اور پھر اللہ أکبر کہہ کر سجدہ کیا' پھر اللہ أکبر کہہ کر اٹھے اور لمبی قراءت کی جو پہلی قراءت سے کم تھی' پھر اللہ أکبر کہا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا اور پھر لمبی قراءت کی جو دوسرے قیام کی پہلی قراءت سے کم تھی' پھر اللہ أکبر کہا اور لمبا لیکن پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا' پھر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا' پھر اللہ أکبر کہہ کر پہلے سجدوں سے کم لمبے سجدے کیے۔ پھر تشہد پڑھا' پھر سلام پھیرا۔ پھر آپ (تقریر کے لیے) کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی' پھر فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت وحیات کی بنا پر بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان میں سے جسے گرہن لگ جائے تو گھبرا کر (فوراً) نماز کی صورت

◄◄ وهو متفق عليه كما تقدم، ح: ١٤٩٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٨٤ .

وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ فَأَيُّهُمَا خُسِفَ بِهِ أَوْ بِأَحَدِهِمَا فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِذِكْرِ الصَّلَاةِ».

میں اللہ کا ذکر شروع کر دو۔"

١٤٩٩- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْكُسُوفِ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ انْصَرَفَ.

١٤٩٩- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن میں نماز پڑھی۔ قیام کیا اور بہت لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا' پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا (اور تشہد و درود وغیرہ پڑھا۔) پھر سلام پھیرا۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْقُعُودِ عَلَى الْمِنْبَرِ بَعْدَ صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦٢٩)

باب:٢٢- نماز کسوف کے بعد منبر پر بیٹھنا (یعنی خطاب کرنا)

١٥٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ

١٥٠٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کسی کام سے نکلے تھے کہ سورج بے نور ہو گیا۔ ہم

١٤٩٩ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب: (٩٠)، ح: ٧٤٥ من حديث نافع بن عمر به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ١٨٨٥.

١٥٠٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤٧٦، وهو في الكبرى، ح: ١٨٨٦.

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَمْرَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مَخْرَجًا فَخُسِفَ بِالشَّمْسِ، فَخَرَجْنَا إِلَى الْحُجْرَةِ فَاجْتَمَعَ إِلَيْنَا نِسَاءٌ وَأَقْبَلَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَذٰلِكَ ضَحْوَةً، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ دُونَ رُكُوعِهِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَصَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّ قِيَامَهُ وَرُكُوعَهُ دُونَ الرَّكْعَةِ الْأُولَى، ثُمَّ سَجَدَ وَتَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ فِيمَا يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ». مُخْتَصَرٌ.

حجرے کی طرف چلے آئے۔ دوسری عورتیں بھی ہمارے پاس اکٹھی ہو گئیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی ہماری طرف تشریف لے آئے۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔ آپ نے لمبا قیام فرمایا' پھر لمبا رکوع فرمایا' پھر سر اٹھا کر پہلے قیام سے کم لمبا قیام کیا' پھر پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا' پھر سجدے کیے' پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے اور اسی طرح کیا' مگر آپ کے قیام و رکوع پہلی رکعت سے کم لمبے تھے' پھر آپ نے سجدے کیے۔ ادھر سورج بھی روشن ہو گیا۔ جب سلام پھیرا تو منبر پر تشریف فرما ہوئے (اور بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں۔) ان میں یہ بھی فرمایا: ''بلاشبہ لوگ قبروں میں فتنۂ دجال کی طرح آزمائے جائیں گے۔'' یہ روایت مختصر ہے۔

فائدہ: قبروں میں آزمائش سے مراد فرشتوں کا سوال و جواب ہے جو ایک بہت مشکل مرحلہ ہے اور اسی پر نجات کا دارومدار ہے۔ حشر کے بعد تو اسی کی تفصیل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: كَيْفَ الْخُطْبَةُ فِي الْكُسُوفِ (التحفة ٦٣٠)

باب:٢٣-گرہن کے موقع پر (نماز کے بعد) خطبہ کیسے ہوگا؟

١٥٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَامَ فَصَلّٰى فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ

١٥٠١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ کھڑے ہوئے اور نماز شروع کر دی تو بہت ہی لمبا قیام فرمایا' پھر رکوع فرمایا تو بہت ہی لمبا رکوع فرمایا' پھر سر اٹھایا تو بہت لمبا قیام فرمایا مگر یہ پہلے قیام سے کم لمبا تھا'

١٥٠١ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي ﷺ؟، ح: ٦٦٣١ من حديث عبدة به مختصرًا، والكسوف، باب الصدقة في الكسوف، ح: ١٠٤٤ وغيره، ومسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، ح: ٩٠١ من حديث هشام به مختصرًا ومطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٨٧.

الرُّكُوعَ جِدًّا ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ فَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَقَدْ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ، فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا وَاذْكُرُوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ» وَقَالَ: «يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا».

پھر دوسرا رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا مگر یہ پہلے رکوع سے کم لمبا تھا' پھر سجدہ فرمایا (دو دفعہ)' پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم لمبا تھا اور پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم لمبا تھا' پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم لمبا تھا' پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم لمبا تھا' پھر سجدے فرمائے اور نماز سے فارغ ہوئے تو گرہن ختم ہو چکا تھا' پھر آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی' پھر فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی عظمت کی دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی کی موت وحیات کی بنا پر بے نور نہیں ہوتے' لہٰذا جب تم یہ حالت دیکھو تو نماز پڑھو' صدقات کرو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔'' اور فرمایا: ''اے امت محمد! کسی کو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر غیرت نہیں آتی اس بات پر کہ اس کا غلام یا لونڈی زنا کرے۔ اے امت محمد! اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ رووٴ۔''

١٥٠٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ حِينَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: «أَمَّا بَعْدُ».

١٥٠٢- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج کو گرہن لگا تھا تو نبی ﷺ نے خطبہ دیا تھا اور فرمایا تھا: أَمَّا بَعْدُ!

فائدہ: خطبے میں حمد وصلاۃ کے بعد کہا جاتا ہے: أَمَّا بَعْدُ! یعنی حمد وصلاۃ کے بعد میرا مقصود یہ ہے۔ اور اس کے بعد مقصد بیان کیا جاتا ہے۔ یہ حدیث گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث: ١٤٨٥۔

١٥٠٢_ [حسن] تقدم طرفه، ح: ١٤٨٥، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٨٨٨.

(المعجم ٢٤) - اَلْأَمْرُ بِالدُّعَاءِ فِي الْكُسُوفِ (التحفة ٦٣١)

باب:۲۴-گرہن کے موقع پر دعا مانگنے کا حکم

١٥٠٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ إِلَى الْمَسْجِدِ يَجُرُّ رِدَاءَهُ مِنَ الْعَجَلَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلُّونَ، فَلَمَّا انْجَلَتْ خَطَبَنَا فَقَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ، وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ فَإِذَا رَأَيْتُمْ كُسُوفَ أَحَدِهِمَا فَصَلُّوا وَادْعُوا حَتّٰى يَنْكَشِفَ مَا بِكُمْ».

۱۵۰۳-حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ جلدی سے اپنی بالائی چادر گھسیٹتے ہوئے مسجد کی طرف چلے۔ لوگ بھی آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی جیسے وہ (اہل مدینہ نماز کسوف) پڑھتے تھے۔ جب سورج روشن ہو گیا تو آپ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ”بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور انھیں کسی کی موت کی بنا پر گرہن نہیں لگتا۔ جب تم ان میں سے کسی کو گرہن لگتا دیکھو تو نماز پڑھو اور دعائیں کرو حتی کہ گرہن ختم ہو جائے۔“

فائدہ: دعا نماز کسوف کے اندر بھی ہو سکتی ہے' آگے پیچھے بھی' انفرادی بھی اور اجتماعی بھی۔

(المعجم ٢٥) - اَلْأَمْرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ فِي الْكُسُوفِ (التحفة ٦٣٢)

باب:۲۵-گرہن کے موقع پر بخشش طلب کرنے کا حکم

١٥٠٤- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمَسْرُوقِيُّ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَزِعًا يَخْشٰى أَنْ

۱۵۰۴-حضرت ابوموسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سورج گہنا گیا تو نبی ﷺ گھبرا کر اٹھے۔ آپ کو خطرہ ہوا کہ قیامت نہ آ جائے۔ آپ اٹھے حتی کہ مسجد میں آئے اور کھڑے ہو کر اتنے لمبے قیام' رکوع اور

١٥٠٣ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، ح: ١٠٤٠ من حديث يونس بن عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٨٩.

١٥٠٤ـ أخرجه البخاري، الكسوف، باب الذكر في الكسوف، ح: ١٠٥٩، ومسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف "الصلاة جامعة"، ح: ٩١٢ من حديث أبي أسامة حماد بن أسامة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩٠.

تَكُونَ السَّاعَةُ، فَقَامَ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَقَامَ يُصَلِّي بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِي صَلَاةٍ قَطُّ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ الْآيَاتِ الَّتِي يُرْسِلُ اللهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنَّ اللهَ يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ».

سجدے کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی آپ کو کسی نماز میں اتنے لمبے قیام' رکوع اور سجدے کرتے نہیں دیکھا' پھر آپ نے فرمایا: ''تحقیق یہ نشانیاں جو اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے' کسی کی موت وحیات کی بنا پر نہیں ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ انھیں' اس لیے ظاہر فرماتا ہے کہ اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی بنا پر اپنا خوف پیدا فرمائے۔ جب تم کوئی ایسی چیز دیکھو تو فوراً اللہ کا ذکر کرو' دعائیں کرو اور اس سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو۔''

فوائد ومسائل: ① راویٔ حدیث نے نبی ﷺ کی گھبراہٹ اور جلدی سے اندازہ لگایا کہ شاید آپ کو قیامت کا خطرہ محسوس ہوا ہے' یہ نہیں کہ آپ کو واقعی قیامت کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا کیونکہ قیامت کی بہت سی نشانیاں آپ نے بیان فرمائی ہیں جن میں سے سوائے آپ کی بعثت کے اور کوئی نشانی بھی پوری نہ ہوئی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ممکن ہے گھبراہٹ کی بنا پر آپ کا ذہن ان نشانیوں کی طرف متوجہ نہ ہو سکا یا اس وقت تک ابھی آپ کو دوسری نشانیاں بتلائی ہی نہ گئی تھیں' حالانکہ یہ واقعہ آپ کی وفات سے صرف چار' ساڑھے چار ماہ قبل ہوا ہے۔ آخری دونوں وجوہ کمزور ہیں۔ ② چاند گرہن کا کوئی واقعہ احادیث میں منقول نہیں مگر تمام احادیث میں سورج اور چاند کو اکٹھا ہی ذکر کیا گیا ہے اور احکام بھی مشترکہ ہی دیے گئے ہیں' لہٰذا چاند گرہن کے موقع پر بھی نماز کسوف اسی طرح پڑھی جائے گی اور دیگر احکام بھی لاگو ہوں گے۔ احناف نے بعض مصالح کی بنا پر چاند گرہن میں جماعت کو مناسب نہیں سمجھا مگر روایات صراحتاً ان کے خلاف ہیں۔ ③ نماز کسوف کے بارے میں پینتالیس (۴۵) روایات ذکر کی گئی ہیں جن کا تعلق ایک ہی واقعے سے ہے۔ کچھ مفصل ہیں کچھ مجمل' پھر بعض میں وہم اور غلط فہمی بھی ہے' لہٰذا تمام روایات کو ملا کر مجموعی طور پر جو واقعے کی کیفیت سمجھ میں آتی ہے' وہ معتبر ہوگی' نیز اکا دکا روایات میں اگر کوئی بات کثیر روایات کے خلاف آ گئی ہے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا' بلکہ اسے وہم قرار دیا جائے گا' خواہ راوی ثقہ ہی ہوں کیونکہ کسی واقعے کی تحقیق کا یہی طریقہ ہے۔ واللہ أعلم.



بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ١٧) - كِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة . . .)

بارش کی دعا کرنے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - مَتٰى يَسْتَسْقِي الْإِمَامُ (التحفة ٦٣٣)

باب:١-امام بارش کی دعا کب کرے؟

١٥٠٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! عَلٰى رُؤُوسِ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ»، فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ.

١٥٠٥-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور (قحط سالی کی بنا پر) ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے' اللہ تعالیٰ سے (بارش کی) دعا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تو اس جمعے سے اگلے جمعے تک (مسلسل) بارش ہوتی رہی۔ تو (وہی) آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! (زیادہ بارش کی وجہ سے) گھر گر گئے اور راستے منقطع ہو گئے اور جانور مرنے لگے ہیں۔ تو آپ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! پہاڑوں کی چوٹیوں پر' ٹیلوں پر' وادیوں کے نشیب (نالوں) اور جنگلات میں بارش برسا۔'' تو بادل مدینہ منورہ سے اس طرح چھٹ گئے جس طرح درمیان سے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① قحط سالی کی بنا پر جانوروں کو چارہ نہ ملنے سے ان کی ہلاکت واضح ہے۔ راستے منقطع

١٥٠٥_ أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الدعاء إذا انقطعت السبل من كثرة المطر، ح:١٠٧٧ من حديث مالك، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح:٨٩٧ من حديث شريك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ١٩١، والكبرٰى، ح:١٨٠٥.

ہونے کی وجہ یا تو گھاس وغیرہ کا ختم ہونا ہے کہ جب گھاس نہ ہوگی تو جانوروں کا گزارا کیسے ہوگا؟ اور سفر جانوروں کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ یا جب کچھ ہے ہی نہیں تو سفر کس لیے کرنا ہے؟ تجارتی منڈیاں بھی تبھی چلیں گی جب کوئی فصل ہو' قحط سالی کی وجہ سے فصلیں نہ رہیں تو تجارت بھی ختم۔ ② بارش کے بعد بھی جانوروں کی ہلاکت یا تو سردی زیادہ ہونے کی وجہ سے تھی یا اس لیے کہ بارش ختم ہو تو کچھ اگے۔ ہلاکت سے مراد انتہائی کمزوری بھی ہوسکتی ہے' یعنی ہلاکت کے قریب ہوگئے۔ راستے منقطع ہونا تو واضح ہے کہ پانی کی کثرت کی بنا پر چلنا ممکن نہیں رہا' نیز سابقہ وجوہات بھی قائم ہیں۔ بارش رکے تو وہ وجوہات ختم ہوں۔ ③ ''جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے'' یعنی مدینہ منورہ کے اوپر سے بادل ہٹ گئے اور اردگرد بادل ہی بادل تھے تو دیکھنے سے ایسے لگتا تھا جیسے درمیان سے کپڑا پھٹ گیا ہے اور جگہ خالی ہوگئی ہے۔ بادل کو کپڑے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ④ دونوں دعاؤں کی فوری قبولیت علامات نبوت سے ہے۔ ﷺ. ⑤ باب کا مقصد یہ ہے کہ بارش کی دعا اس وقت کی جائے جب بارش نہ ہونے سے نقصان ہو' ورنہ ہر وقت تو بارش نہیں ہوتی اور نہ ہر وقت دعا ہی کی جاتی ہے۔ ⑥ قحط سالی کے موقع پر لوگ امام سے بارش کی دعا کے لیے درخواست کرسکتے ہیں۔ ⑦ ایک آدمی پوری جماعت کی طرف سے نمائندگی کرسکتا ہے۔ ⑧ نیک بزرگوں سے دعا کروانی چاہیے۔ ⑨ دعا میں تمام لوگوں کے احوال کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے مطلق بارش رکنے کی دعا نہیں کی بلکہ صرف مدینے میں بارش رکنے کی دعا کی۔ اس غرض سے کہ ممکن ہے دوسرے علاقوں میں ابھی بارش کی ضرورت ہو۔ ⑩ کسی مصیبت اور آزمائش کے خاتمے کی دعا کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔ ⑪ اس حدیث سے نماز استسقاء کی نفی نہیں ہوتی بلکہ وہ صحیح احادیث سے ثابت ہے' لہٰذا اس حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے لیے اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ نماز استسقاء غیر مشروع ہے۔

(المعجم ٢) - خُرُوجُ الْإِمَامِ إِلَى الْمُصَلّٰى لِلْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٣٤)

باب:۲-(نماز) استسقاء کے لیے امام کا عیدگاہ کی طرف نکلنا

١٥٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبَّادِ ابْنِ تَمِيمٍ، قَالَ سُفْيَانُ: سَأَلْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ

۱۵۰۶- حضرت عبداللہ بن زید ﷜...... جنھیں خواب میں اذان سکھلائی گئی تھی...... بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے عیدگاہ کی طرف نکلے۔ آپ قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی چادر الٹائی اور دو رکعتیں پڑھیں۔

١٥٠٦ـ أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب تحويل الرداء في الاستسقاء، ح:١٠١٢، ومسلم، الاستسقاء، باب: كتاب صلاة الاستسقاء، ح:٨٩٤/ ٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٠٦ .

يُحَدِّثُ [عَنْ] أَبِي، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ الَّذِي أُرِيَ النِّدَاءَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا غَلَطٌ مِنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ الَّذِي أُرِيَ النِّدَاءَ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ، وَهٰذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ ابن عیینہ کی غلطی ہے کیونکہ جس عبداللہ بن زید کو خواب میں اذان دکھلائی گئی تھی وہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ ہیں جب کہ مذکورہ حدیث بیان کرنے والے عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں۔

فوائد و مسائل: ① عبداللہ بن زید نامی دو صحابی ہیں۔ ایک عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی اور دوسرے عبداللہ بن زید بن عبدربہ۔ صرف عبداللہ بن زید کہا جائے تو شبہ ہو سکتا ہے کہ کون سے مراد ہیں؟ جیسا کہ حضرت سفیان بن عیینہ کو غلطی لگی' اس لیے امام صاحب نے وضاحت فرمائی کہ راوی' حدیث اذان والے عبداللہ بن زید بن عبدربہ نہیں بلکہ یہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں۔ ② بارش کی دعا' یعنی صلاۃ استسقاء کے لیے بستی سے باہر نکلنا سنت ہے' تاہم بامر مجبوری مسجد میں بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم. ③ ''چادر الٹانا'' یہ عمل بھی مسنون ہے۔ دراصل فعلی دعا ہے کہ یا اللہ! جس طرح ہم نے اپنی چادروں کو پلٹ لیا ہے' تو بھی موجودہ صورت کو اسی طرح بدل دے۔ بارش برسا کر قحط سالی ختم کر دے اور تنگی کو خوش حالی میں بدل دے۔ چادر کا دایاں کنارہ بائیں جانب اور بایاں کنارہ دائیں جانب ڈال لیا جائے' نیز نچلا کنارہ اوپر اور اوپر والا کنارہ نیچے کر لیا جائے۔

(المعجم ٣) - بَابُ الْحَالِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ أَنْ يَكُونَ عَلَيْهَا إِذَا خَرَجَ (التحفة ٦٣٥)

باب:۳- امام دعا کے لیے باہر جائے تو اس کی کیا حالت ہونی چاہیے؟

١٥٠٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

۱۵۰۷- حضرت اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ رحمہ اللہ

١٥٠٧ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، ح:١٢٦٦ من حديث سفيان الثوري، وأبوداود، ح:١١٦٥، والترمذي، ح:٥٥٨، ٥٥٩ من حديث هشام بن إسحاق به، وهو حسن الحديث، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٠٨، وصححه ابن خزيمة، ح:١٤٠٥، وابن حبان، ح:٦٠٣ وغيرهما.

وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْسَلَنِي فُلَانٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَضَرِّعًا مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا، فَلَمْ يَخْطُبْ نَحْوَ خُطْبَتِكُمْ هٰذِهِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

سے روایت ہے کہ مجھے فلاں شخص نے حضرت ابن عباس ؓ کے پاس بھیجا کہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے بارے میں پوچھوں تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ گڑگڑاتے ہوئے' عاجزی کے ساتھ سادہ کپڑوں میں (آرائش اور زینت کے بغیر) نکلے۔ آپ نے تمھارے اس خطبے کی طرح خطبہ نہیں دیا' پھر دو رکعات پڑھیں۔

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ سے دعا کے وقت عاجزی' خشوع خضوع اور سادگی بڑی مؤثر چیز ہے۔ ② ''تمھارے اس خطبے کی طرح'' یعنی آپ نے خطبہ تو دیا تھا مگر وہ تمھارے خطبوں کی طرح نہیں تھا بلکہ اس میں دعائے استغفار اور عاجزی کا اظہار تھا' کوئی تقریر نہ تھی۔ ③ جمہور علماء کے نزدیک امام نماز پڑھا کر خطبہ دے تاہم قبل از نماز بھی جائز ہے۔ واللہ أعلم.

١٥٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِسْتَسْقٰى وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ.

١٥٠٨- حضرت عبداللہ بن زید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز استسقاء پڑھائی تو آپ پر سیاہ اونی چادر تھی۔

فائدہ: سیاہ اونی چادر بھی سادگی کے ذیل میں آتی ہے۔ یہ قیمت میں بھی معمولی ہوتی ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ جُلُوسِ الْإِمَامِ عَلَى الْمِنْبَرِ لِلْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٣٦)

باب:٤- دعائے استسقاء کے لیے امام کا منبر پر بیٹھنا

١٥٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كِنَانَةَ،

١٥٠٩- حضرت اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے بارے میں پوچھا تو

١٥٠٨- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء وتفريعها، ح: ١١٦٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٨٠٩، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٧٣٤، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٢٧، ووافقه الذهبي.

١٥٠٩- [حسن] تقدم، ح: ١٥٠٧، وهو في الكبرى، ح: ١٨٠٧.

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا، فَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهِ وَلٰكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا كَانَ يُصَلِّي فِي الْعِيدَيْنِ.

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سادہ کپڑوں میں عاجزی کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے نکلے پھر آپ منبر پر بیٹھے لیکن تمھارے خطبے کی طرح خطبہ نہیں دیا بلکہ آپ دعا کرتے رہے گڑگڑاتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرتے رہے پھر آپ نے عیدین کی نماز کی طرح دو رکعات پڑھیں۔

فائدہ: عیدین کی نماز کے ساتھ مشابہت رکعات کی تعداد وقت یعنی اس کا وقت بھی سورج نکلنے کے بعد کا ہے نیز جگہ یعنی یہ نماز بھی باہر کھلے میدان میں ادا کی جاتی ہے اور جماعت میں ہے مکمل طور پر مشابہت نہیں کیونکہ اس میں عیدین کی نماز کی طرح زائد تکبیرات نہیں ہیں۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٥) - تَحْوِيلُ الْإِمَامِ ظَهْرَهُ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٣٧)

باب:۵- دعائے استسقاء میں امام کا لوگوں کی طرف اپنی پشت کرنا

١٥١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَسْتَسْقِي فَحَوَّلَ رِدَاءَهُ وَحَوَّلَ لِلنَّاسِ ظَهْرَهُ وَدَعَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقَرَأَ فَجَهَرَ.

۱۵۱۰- حضرت عباد بن تمیم کے چچا (حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم ؓ) بیان کرتے ہیں کہ میں بھی دعائے استسقاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا تھا۔ آپ نے اپنی چادر الٹائی اور لوگوں کی طرف پشت کر لی اور دعا کرنے لگے پھر دو رکعتیں پڑھائیں اور ان میں بلند آواز سے قراءت کی۔

فائدہ: دعائے استسقاء میں امام کو بھی قبلہ رخ ہونا چاہیے۔ باقی لوگ تو عام دعا میں بھی قبلہ رخ ہوتے ہیں تاکہ ایک دوسرے کی طرف منہ نہ ہو۔ اس طرح خشوع خضوع اعلیٰ درجے کا ہوگا۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے سے خشوع خضوع میں فرق آ سکتا ہے۔

١٥١٠- أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء، ح: ١٠٢٤ من حديث ابن أبي ذئب، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب: كتاب صلاة الاستسقاء، ح: ٨٩٤/ ٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨١٢.

(المعجم ٦) - بَابُ تَقْلِيبِ الْإِمَامِ الرِّدَاءَ عِنْدَ الْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٣٨)

باب:٦- دعائے استسقاء کے وقت امام کا چادر الٹانا

١٥١١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ.

١٥١١- حضرت عباد بن تمیم کے چچا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بارش کی دعا فرمائی اور دو رکعتیں پڑھیں اور اپنی چادر الٹائی۔

(المعجم ٧) - مَتَى يُحَوِّلُ الْإِمَامُ رِدَاءَهُ (التحفة ٦٣٩)

باب:٧- امام اپنی چادر کب الٹائے؟

١٥١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاسْتَسْقَى وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

١٥١٢- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مدینہ منورہ سے) باہر نکلے اور بارش کی دعا کی اور جب (دعا کے لیے) قبلہ رخ ہوئے تو آپ نے اپنی چادر الٹائی۔

(المعجم ٨) - رَفْعُ الْإِمَامِ يَدَهُ (التحفة ٦٤٠)

باب:٨- امام کا (دعا کے وقت) اپنے ہاتھ اٹھانا

١٥١٣- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبُو تَقِيٍّ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي

١٥١٣- حضرت عباد بن تمیم کے چچا سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دعائے استسقاء میں دیکھا۔ آپ نے قبلے کی طرف منہ فرمایا' چادر کو الٹایا اور (دعا کے لیے) اپنے ہاتھ اٹھائے۔

١٥١١- [صحيح] تقدم، ح:١٥٠٦، وهو في الكبرٰى، ح:١٨١٣.

١٥١٢- [صحيح] تقدم، ح:١٥٠٦، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٩٠، والكبرٰى، ح:١٨١٥.

١٥١٣- أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء قائمًا، ح:١٠٢٣ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب: كتاب صلاة الاستسقاء، ح:٨٩٤/ ٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨١٦.

الْإِسْتِسْقَاءِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ الرِّدَاءَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ.

(المعجم ٩) - كَيْفَ يَرْفَعُ (التحفة ٦٤١)

باب:۹-(امام) ہاتھ کیسے اٹھائے؟

١٥١٤- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّعَاءِ إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

۱۵۱۴-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی بھی دعا میں اتنے بلند ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جتنے دعائے استسقاء میں۔ آپ اس میں ہاتھ اتنے بلند اٹھاتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔

فائدہ: عام دعا میں سینے یا چہرے کے برابر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ دعائے استسقاء میں کثرت تضرع و تخشع کی بنا پر ہاتھ مزید اونچے فرماتے۔

١٥١٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ، عَنْ آبِي اللَّحْمِ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ يَسْتَسْقِي وَهُوَ مُقْنِعٌ بِكَفَّيْهِ يَدْعُو.

۱۵۱۵-حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ کو احجار الزیت کے مقام پر بارش کی دعا کرتے دیکھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور دعا فرما رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① آبی اللحم نام نہیں لقب ہے کیونکہ یہ جاہلیت میں بتوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ ان کے نام کی بابت اختلاف ہے۔ بعض نے عبداللہ بن عبدالملک بعض نے خلف

١٥١٤ـ أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب رفع الإمام يده في الاستسقاء، ح:١٠٣١، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، ح:٧/٨٩٦ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨١٧.

١٥١٥ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، ح:٥٥٧ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٢٠، وصححه الحاكم:١/ ٥٣٥، والذهبي، وله شواهد عند أبي داود، ح:١١٦٨، ١١٧٢، وابن حبان، ح:٦٠١، ٦٠٢ وغيرهما. * يزيد هو ابن عبدالله بن الهاد.

اور حویرث بتایا ہے۔ جنگ حنین میں شہید ہوئے۔ ﷺ. ② احجار الزیت مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے کیونکہ وہاں کے پتھر سیاہ چمکدار تھے جیسے انھیں تیل ملا گیا ہو۔

۱۵۱٦- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ - وَهُوَ الْمَقْبُرِيُّ - عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! تَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَأَجْدَبَ الْبِلَادُ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ حِذَاءَ وَجْهِهِ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا» فَوَاللّٰهِ! مَا نَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتّٰى أُوسِعْنَا مَطَرًا وَأُمْطِرْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى، فَقَامَ رَجُلٌ، لَا أَدْرِي هُوَ الَّذِي قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ اِسْتَسْقِ لَنَا أَمْ لَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اِنْقَطَعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْأَمْوَالُ مِنْ كَثْرَةِ الْمَاءِ فَادْعُ اللهَ أَنْ يُمْسِكَ عَنَّا الْمَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، وَلٰكِنْ عَلَى الْجِبَالِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ» قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ تَكَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذٰلِكَ تَمَزَّقَ السَّحَابُ حَتّٰى مَا نَرٰى مِنْهُ شَيْئًا.

۱۵۱٦- حضرت انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جمعے کے دن مسجد میں تھے اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! راستے منقطع ہو گئے اور جانور ہلاک ہونے لگے اور شہروں میں قحط پڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے، ہمیں بارش عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے چہرۂ مبارک کے برابر اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: (اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا) ''اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما۔'' اللہ کی قسم! ابھی اللہ کے رسول ﷺ منبر سے نہیں اترے تھے کہ ہم پر خوب زور سے بارش برسنے لگی بلکہ اس دن سے اگلے جمعے تک بارش برستی رہی۔ تو ایک آدمی کھڑا ہوا...... میں نہیں جانتا یہ وہی شخص تھا جس نے رسول اللہ ﷺ سے بارش کی دعا کرنے کو کہا تھا یا کوئی اور...... اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! پانی کی زیادتی کی وجہ سے راستے منقطع ہو گئے اور جانور مرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بارش روک لے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: (اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا......) ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش فرما، ہم پر نہ فرما بلکہ پہاڑوں اور جنگلات پر بارش فرما۔'' اللہ کی قسم! جونہی رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات کہے، بادل چھٹنے لگے حتی کہ ہمیں ایک ٹکڑا بھی نظر نہ آتا تھا۔

۱۵۱٦- [صحيح] تقدم، ح: ۱۵۰۵، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۸۱۸.

فوائد ومسائل: ① ''چہرۂ مبارک کے برابر'' یہ مسجد نبوی کے اندر کی بات ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کی روایت: (۱۵۱۴) شہر سے باہر کے بارے میں تھی، لہٰذا کوئی تعارض نہیں۔ عام دعا میں ہاتھ سینے یا چہرے کے برابر ہی اٹھائے جاتے ہیں۔ ② امام صاحب نے ہاتھ اٹھانے کی کیفیت کا باب نہیں باندھا۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعائے استسقاء میں آپ کے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف تھی اور ہتھیلیاں زمین کے رخ تھیں۔ اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی واقع مصیبت کے رفع کی دعا ہو تو ہاتھ الٹے ہوں، یعنی ان کی پشت آسمان کی طرف ہو اور اگر کسی چیز کا سوال ہو تو ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں۔ شاید دعائے استسقاء میں ہاتھوں کو الٹنا، چادر الٹانے کی طرح بطور فال ہو کہ اللہ تعالیٰ ہماری حالت بدل دے۔ ③ آپ کی دونوں دعاؤں کی فوری قبولیت علامات نبوت میں سے ہے۔

(المعجم ١٠) - ذِكْرُ الدُّعَاءِ (التحفة ٦٤٢)

باب: ۱۰- (نماز کی بجائے صرف) دعا کا ذکر

١٥١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هِشَامٍ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا».

۱۵۱۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: (اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا) ''اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔''

١٥١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ، - وَهُوَ الْعُمَرِيُّ - عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَاحُوا، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! قَحَطَتِ

۱۵۱۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعے کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ لوگ کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! بارش (عرصۂ دراز سے) رکی ہوئی ہے اور جانور مر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ بارش نازل فرمائے۔ آپ نے فرمایا: (اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا) ''اے

١٥١٧- [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٤١٧ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٢٣، وأصله في صحيح البخاري، ح: ١٠٢٩ وغيره.

١٥١٨- أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الدعاء إذا كثر المطر: حوالينا ولا علينا، ح: ١٠٢١ ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح: ٨٩٧/ ١٠ من حديث المعتمر بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٢٢.

الْمَطَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَسْقِيَنَا، قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا»، قَالَ: وَايْمُ اللهِ! مَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً مِنْ سَحَابٍ، قَالَ: فَأَنْشَأَتْ سَحَابَةٌ فَانْتَشَرَتْ ثُمَّ أَنَّهَا أُمْطِرَتْ، وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى وَانْصَرَفَ النَّاسُ فَلَمْ تَزَلْ تَمْطُرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ صَاحُوا إِلَيْهِ، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ يَحْبِسْهَا عَنَّا فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا. فَتَقَشَّعَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ فَجَعَلَتْ تَمْطُرُ حَوْلَهَا وَمَا تَمْطُرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةً فَنَظَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ.

اللہ! ہمیں پانی پلا۔ اے اللہ! ہمیں پانی پلا۔'' اللہ کی قسم! ہم آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دیکھتے تھے، پھر ایک چھوٹا سا بادل پیدا ہوا، پھر اس نے پھیلنا شروع کیا، پھر وہ برسنے لگا اور اللہ کے رسول ﷺ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی۔ لوگ (بارش میں) گھروں کو گئے۔ اگلے جمعے تک (مسلسل) بارش ہوتی رہی۔ تو جب اللہ کے رسول ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے پھر بلند آواز سے کہا: اے اللہ کے نبی! گھر گر گئے اور راستے منقطع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے، اللہ تعالیٰ بارش روک لے۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش فرما، ہم پر نہ فرما۔'' بادل مدینہ منورہ سے چھٹ گئے۔ مدینے کے اردگرد بارش ہوتی تھی اور مدینے میں ایک قطرہ بھی نہیں برستا تھا۔ میں نے مدینہ منورہ کو دیکھا، ایسے لگتا تھا جیسے اس پر تاج ہو۔

فائدہ: مدینہ منورہ کے اوپر بالکل بادل نہیں تھے، اردگرد بادل تھے۔ درمیان میں گولائی کی صورت میں نیلگوں آسمان نظر آتا تھا۔ تاج بھی ایسا ہی ہوتا ہے، گول اور سر کے گرداگرد لپٹا ہوا۔ یہ ایک بہترین شاعرانہ تخیل ہے جس سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ سے عقیدت اور محبت جھلکتی ہے۔ انھوں نے اس صورت حال کو ایسے پیارے الفاظ سے بیان فرمایا۔ رضي الله عنه وأرضاه.

١٥١٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ

١٥١٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے

١٥١٩ـ أخرجه مسلم، صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح: ٨٩٧ عن علي بن حجر، والبخاري، الاستسقاء، باب الاستسقاء في خطبة الجمعة غير مستقبل القبلة، ح: ١٠١٤ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٢٤.

رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَائِمًا وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ أَنْ يُغِيثَنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! أَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ! أَغِثْنَا» قَالَ أَنَسٌ: وَلَا وَاللهِ! مَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابَةٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ، فَطَلَعَتْ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ وَأَمْطَرَتْ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَا وَاللهِ! مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ! هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللهَ أَنْ يُمْسِكَهَا عَنَّا فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ! عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ» قَالَ: فَأُقْلِعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيكٌ: سَأَلْتُ أَنَسًا أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ قَالَ: لَا.

سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور مر گئے اور راستے منقطع ہو گئے' اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بارش برسائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے' پھر فرمایا: ''اے اللہ! ہم پر بارش برسا۔ اے اللہ! ہم پر بارش برسا۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم آسمان میں بادل کیا بادل کا ٹکڑا بھی نہ دیکھتے تھے' نیز ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی مکان یا گھر بھی حائل نہ تھا۔ اچانک ڈھال جتنا چھوٹا سا بادل کا ٹکڑا (پہاڑ کے پیچھے سے) ظاہر ہوا' جب وہ آسمان کے درمیان میں (یعنی ہمارے سروں پر) آیا تو پھیل گیا اور برسنے لگا۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! پھر ہم نے پورا ہفتہ (سات دن) سورج نہیں دیکھا' پھر آئندہ جمعے اسی دروازے سے ایک آدمی داخل ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ پر (بے شمار) رحمتیں فرمائے۔ (پانی کی کثرت کی بنا پر) جانور مرنے لگے ہیں اور راستے بھی منقطع ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ ہم سے بارش روک لے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا' ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! ٹیلوں پر' تودوں پر' وادیوں کے نشیب اور جنگلات میں بارش برسا۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (یہ کہنا تھا کہ) بارش فوراً رک گئی اور ہم مسجد سے نکلے تو دھوپ میں چلتے تھے۔ شریک (راوی) نے کہا: میں نے

حضرت انس ﷺ سے پوچھا: کیا یہ پہلا آدمی ہی تھا؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔

فوائد و مسائل: ① عربی عبارت میں صرف لفظ لاَ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں ''نہیں'' یعنی یہ وہ آدمی نہیں تھا۔ مگر یہ معنی حدیث نمبر (۱۵۱۶) کی صراحت کے خلاف ہے' وہاں صراحت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ وہی شخص تھا یا اور' لہٰذا یہاں یہ معنی مراد ہیں کہ میں نہیں جانتا۔ واللہ أعلم. ② مذکورہ چاروں روایات میں نماز استسقاء کے بغیر صرف دعا کا ذکر ہے' گویا نماز ضروری نہیں۔ صرف دعا بھی کافی ہے' الا یہ کہ کہا جائے کہ جمعے کی دو رکعات نماز استسقاء کی جگہ کفایت کرتی ہیں۔ امام ابوحنیفہ ؒ سرے سے نماز استسقاء ہی کے قائل نہیں' یعنی ان کے نزدیک نماز استسقاء مسنون نہیں۔ مگر یہ موقف ان صحیح اور صریح روایات کے خلاف ہے جن میں دعائے استسقاء کے لیے نبی ﷺ کا شہر سے باہر جانا بلکہ منبر ساتھ لے جانا اور دعا کے بعد دو رکعات پڑھانے کا صراحتاً ذکر ہے' لہٰذا یہ امام صاحب کی اجتہادی غلطی ہے جسے غلطی ہی ماننا چاہیے نہ کہ ان کے قول کی وجہ سے صحیح اور صریح روایات کی دوراز کار تاویلات کرنی چاہییں کہ یہ دراصل جمعے ہی کی نماز تھی صرف مسجد مسقف (چھت والی) سے باہر مسجد کے صحن میں آئے اور منبر بھی وہیں لایا گیا تھا۔ ایسی بچگانہ تاویلیں اہل علم کے شایان شان نہیں۔ کوئی شخص بھی غلطی سے پاک اور معصوم نہیں ہے' لہٰذا یہ تکلف بے جا ہے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الدُّعَاءِ (التحفة ٦٤٣)

باب:۱۱- دعا کے بعد نماز استسقاء (دو رکعت) پڑھی جائے گی

۱۵۲۰- قَالَ: الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ وَيُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللهَ وَيَسْتَقْبِلُ إِلَى الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. قَالَ

۱۵۲۰- حضرت عباد بن تمیم نے اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم ؓ) سے سنا جو کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بارش کی دعا کرنے نکلے۔ آپ نے دعا کے وقت لوگوں کی طرف پیٹھ کر لی (یعنی آپ کا رخ مبارک قبلے کی طرف تھا۔) اور آپ نے اپنی چادر بھی الٹائی تھی' پھر (دعا کے بعد) آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان دونوں میں قراءت بھی کی۔

۱۵۲۰- أخرجه مسلم، صلاة الاستسقاء، باب: كتاب صلاة الاستسقاء، ح: ٤/٨٩٤ من حديث ابن وهب عن يونس، والبخاري، الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء، ح: ١٠٢٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى: ١٨١٠.

ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ فِي الْحَدِيثِ: وَقَرَأَ فِيهِمَا.

(المعجم ١٢) - كَمْ صَلَاةُ الْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٤٤)

١٥٢١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَسْتَسْقِي فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

باب:۱۲- نماز استسقاء کتنی رکعت ہے؟

۱۵۲۱- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے (شہر سے) باہر نکلے پھر آپ نے قبلہ رخ ہو کر (دعا کی اور) دو رکعتیں پڑھیں۔

(المعجم ١٣) - كَيْفَ صَلَاةُ الْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٤٥)

١٥٢٢- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْسَلَنِي أَمِيرٌ مِنَ الْأُمَرَاءِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الْاِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا مَنَعَهُ أَنْ يَسْأَلَنِي؟ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا مُتَخَشِّعًا مُتَضَرِّعًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدَيْنِ وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهِ.

باب:۱۳- نماز استسقاء کیسے پڑھی جائے؟

۱۵۲۲- حضرت اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے کسی امیر (حاکم) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا کہ میں ان سے دعائے استسقاء کے بارے میں پوچھوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اسے کون سی چیز خود مجھ سے سوال کرنے سے مانع ہے؟ رسول اللہ ﷺ عاجزی کی حالت میں سادہ کپڑے پہن کر خشوع خضوع کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے (مدینہ منورہ سے) باہر نکلے اور عیدین کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں اور تمھارے خطبے کی طرح خطبہ نہیں دیا۔

١٥٢١_ [صحيح] تقدم، ح: ١٥٠٦، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٢٥.

١٥٢٢_ [حسن] تقدم، ح: ١٥٠٧، ١٥٠٩، وأخرجه ابن ماجه، ح: ١٢٦٦ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٢٦.

(المعجم ١٤) - بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة ٦٤٦)

١٥٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فَاسْتَسْقَى فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ.

باب:١٤- نماز استسقاء میں بلند آواز سے قراءت کرنا

١٥٢٣- حضرت عباد بن تمیم کے چچا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (مدینہ منورہ سے) باہر نکلے بارش کی دعا کی، پھر دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں بلند آواز سے قراءت کی۔

فائدہ: مخصوص نمازیں (فرض نمازوں کے علاوہ) جو باجماعت پڑھی جاتی ہیں، خواہ دن کے وقت ہوں، ان میں قراءت جہراً ہی ہوتی ہے، مثلاً: جمعہ، عیدین، نماز کسوف، نماز استسقاء اور یہی انسب ہے۔

(المعجم ١٥) - اَلْقَوْلُ عِنْدَ الْمَطَرِ (التحفة ٦٤٧)

١٥٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أُمْطِرَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْهُ صَيِّبًا نَافِعًا».

باب:١٥- بارش برستے وقت کیا دعا کی جائے؟

١٥٢٤- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جب بارش برسنے لگتی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”اے اللہ! زور سے برسا اور اسے مفید بارش بنا۔“

(المعجم ١٦) - كَرَاهِيَةُ الْاِسْتِمْطَارِ بِالْكَوْكَبِ (التحفة ٦٤٨)

باب:١٦- بارش کی نسبت ستاروں کی طرف کرنا منع ہے

١٥٢٣- أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء، ح: ١٠٢٤ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به، وتقدمت أطرافه، ح: ١٥٠٦، ١٥٠٨، ١٥١١، ١٥١٣، ١٥٢١، وهو في الكبرى، ح: ١٨٢٧.

١٥٢٤- [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي (ح: ٧١ ظاهرية بتحقيقي) عن سفيان بن عيينة ثنا مسعر به، وهو في الكبرى، ح: ١٨٢٨، وأخرجه أبوداود، ح: ٥٠٩٩، وابن ماجه، ح: ٣٨٨٩ وغيرهما من حديث المقدام به.

١٥٢٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا أَنْعَمْتُ عَلَى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ يَقُولُونَ: اَلْكَوْكَبُ وَبِالْكَوْكَبِ».

۱۵۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب بھی میں اپنے بندوں پر کوئی نعمت (مثلاً: بارش) نازل فرماتا ہوں تو ان میں سے ایک گروہ اس کی وجہ سے کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ کہتا ہے: ہم پر فلاں ستارے نے بارش برسائی ہے یا ہم فلاں ستارے سے سیراب ہوئے۔''

فائدہ: مذکورہ طریقے پر بارش کی نسبت ستارے کی طرف کرنا (یعنی اس نے برسائی) کفریہ الفاظ ہیں۔ ایک موحد اس قسم کے الفاظ کہنے سے گریز کرتا ہے کیونکہ اس کا عقیدہ یہ نہیں ہوتا' مگر کافر تو اس عقیدے کے بھی قائل تھے۔ بہر صورت یہ الفاظ کفریہ ہیں' البتہ اگر ستارے کے طلوع وغیرہ کو بارش برسنے کی علامت یا وقت کہا جائے تو پھر یہ کفریہ الفاظ نہیں مگر ایک بے تحقیق اور غلط بات ضرور ہے' ہاں اگر بادلوں اور ہواؤں کی طرف بارش کی نسبت بطور علامت کرے تو کوئی حرج نہیں۔ احادیث اور کلام عرب اس پر دال ہیں' نیز یہ چیزیں بارش کا ظاہری سبب ہیں' بخلاف ستاروں کے کہ ان کا ظاہراً بارش سے کوئی تعلق نہیں' نیز اس میں ستارہ پرستوں سے مشابہت ہے' لہٰذا منع ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان میں سے ایک گروہ اس کی ناشکری کرتا ہے یا اس کے نعمت الٰہیہ ہونے کا انکار کرتا ہے۔ یہاں سے ضمناً یہ معلوم ہوا کہ عقائد میں مجازات اور استعارات کا استعمال درست نہیں' خصوصاً توحید جیسے مسئلے میں۔

١٥٢٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: مُطِرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۵۲۶- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے دور مسعود میں ایک دفعہ عام بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے نہیں کہ تمھارے رب تعالیٰ نے رات کیا کہا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب

١٥٢٥- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كفر من قال مطرنا بالنوء، ح: ٧٢ عن عمرو بن سواد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٣٥.

١٥٢٦- أخرجه البخاري، الأذان، باب: يستقبل الإمام الناس إذا سلّم، ح: ٨٤٦، ومسلم، الإيمان، ح: ٧١ (انظر الحديث السابق) من حديث صالح بن كيسان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٣٤ . * سفيان هو ابن عيينة، ومن طريقه أخرجه أحمد: ٤/ ١١٦، وصرح بالسماع عنده.

فَقَالَ: «أَلَمْ تَسْمَعُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمُ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: مَا أَنْعَمْتُ عَلٰى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ يَقُولُونَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَأَمَّا مَنْ آمَنَ بِي وَحَمِدَنِي عَلٰى سُقْيَايَ فَذَاكَ الَّذِي آمَنَ بِي وَكَفَرَ بِالْكَوْكَبِ، وَمَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَاكَ الَّذِي كَفَرَ بِي وَآمَنَ بِالْكَوْكَبِ».

میں اپنے بندوں پر کوئی نعمت (خصوصاً بارش) نازل فرماتا ہوں تو ان میں سے کچھ لوگ اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی' البتہ جو شخص مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میرے بارش برسانے پر میری تعریف کرتا ہے' وہ حقیقتاً مومن ہے اور ستاروں کا کافر ہے (یعنی ستاروں کی طاقت واختیار کا منکر ہے) اور جس شخص نے کہا: ہمیں فلاں ستارے سے بارش ہوئی۔ وہ میرے ساتھ کفر کرتا ہے اور ستاروں پر ایمان رکھتا ہے۔''

فائدہ: ہر نعمت کے مہیا ہونے اور ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ نعمت کا حق بھی ادا ہوگا اور ایمان بھی پختہ ہوگا۔

۱۵۲۷- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَتَّابِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ أَمْسَكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمَطَرَ عَنْ عِبَادِهِ خَمْسَ سِنِينَ ثُمَّ أَرْسَلَهُ لَأَصْبَحَتْ طَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ كَافِرِينَ يَقُولُونَ: سُقِينَا بِنَوْءِ الْمِجْدَحِ».

۱۵۲۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ پانچ سال تک اپنے بندوں سے بارش روک رکھے' پھر بھیجے' تب بھی کچھ لوگ ضرور کفر کریں گے۔ وہ کہیں گے: ہمیں مجدح ستارے سے بارش ملی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ عمل الیوم واللیلۃ میں لکھتے ہیں کہ مجدح سے مراد شعری ستارہ ہے جبکہ امام سندھی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ ستاروں میں سے ایک ستارہ ہے۔ اسے دبران کہتے ہیں۔ تین ستاروں کے مجموعے کو بھی مجدح کہا جاتا ہے۔ جو عربوں کے خیال میں بارش برساتا تھا' مگر یہ خیال غلط ہے۔ بات صرف اتنی تھی کہ ان تاروں کے طلوع کے زمانے میں بارش ہوتی تھی۔ ② ''مجدح'' میم کی زیر اور پیش دونوں

۱۵۲۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۷ عن سفيان بن عيينة به، وقال سفيان عنه: "لا أدري من عتاب"، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۳٦، وصححه ابن حبان، ح: ٦٠٦ علٰى قاعدته. * عمرو هو ابن دينار، وعتاب لم يوثقه غير ابن حبان.

کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١٧) - مَسْأَلَةُ الْإِمَامِ رَفْعَ الْمَطَرِ إِذَا خَافَ ضَرَرَهُ (التحفة ٦٤٩)

باب:١٧- جب بارش سے نقصان کا خطرہ ہو تو امام کا اس کے بند ہونے کی دعا کرنا

١٥٢٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَحَطَ الْمَطَرُ عَامًا فَقَامَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! قَحَطَ الْمَطَرُ وَأَجْدَبَتِ الْأَرْضُ وَهَلَكَ الْمَالُ، قَالَ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ سَحَابَةً، فَمَدَّ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ يَسْتَسْقِي اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَمَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ حَتَّى أَهَمَّ الشَّابَّ الْقَرِيبَ الدَّارِ الرُّجُوعُ إِلَى أَهْلِهِ فَدَامَتْ جُمُعَةٌ فَلَمَّا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الَّتِي تَلِيهَا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَاحْتَبَسَ الرُّكْبَانُ قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِسُرْعَةِ مَلَالَةِ ابْنِ آدَمَ وَقَالَ بِيَدَيْهِ: «اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا» فَتَكَشَّطَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ.

١٥٢٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سال تک بارش رکی رہی تو ایک مسلمان جمعۃ المبارک کے دن (خطبے کے دوران میں) نبی ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! بارش (سال بھر سے) رکی ہوئی ہے' زمین بنجر ہو گئی ہے اور جانور مر رہے ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے جب کہ ہم آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دیکھتے تھے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اس قدر اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ اللہ عزوجل سے بارش کی دعا کرنے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم جمعہ پڑھ کر فارغ نہ ہوئے تھے (یعنی ابھی جمعے میں مصروف تھے' اتنی بارش برسی) کہ ہم میں قریب گھر والے نوجوان شخص کو بھی فکر لاحق ہو گئی کہ گھر کیسے پہنچوں گا؟ (دور والے اور بوڑھوں کی تو بات ہی کیا۔)' پھر پورا ہفتہ بارش برستی رہی۔ جب اگلا جمعہ آیا تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (کثرت بارش کی بنا پر) گھر گر گئے اور قافلے رک گئے۔ آپ انسان کے جلدی اکتا جانے پر مسکرائے' پھر ہاتھ

١٥٢٨- [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح:١٧٨٩ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٣٨، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

اٹھا کر فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا' ہم پر نہ برسا۔'' فوراً بادل مدینے سے چھٹ گئے۔

فائدہ: ''بغلوں کی سفیدی'' بعض لوگوں نے سمجھا ہے کہ شاید آپ کی بغلوں میں بال نہ تھے مگر یہ بات غلط اور بلا دلیل ہے۔ آپ کو انسانی عوارض سے مبرا قرار دینے کی کوشش کرنا کوئی عقل مندی کی بات نہیں اور نہ یہ چیز فضیلت کا موجب ہے' رسول اللہ ﷺ ایک مکمل انسان تھے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ رَفْعِ الْإِمَامِ يَدَيْهِ عِنْدَ مَسْأَلَةِ إِمْسَاكِ الْمَطَرِ (التحفة ٦٥٠)

باب:۱۸- بارش کے بند ہونے کی دعا کے وقت امام کا اپنے ہاتھ اٹھانا

١٥٢٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَبَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللهَ لَنَا، فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا وَضَعَهَا حَتَّى ثَارَ سَحَابٌ أَمْثَالُ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى فَقَامَ ذٰلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ قَالَ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَا

۱۵۲۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں پر ایک سال تک قحط پڑ گیا۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ جمعۃ المبارک کے دن منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور مرنے لگے ہیں اور بال بچے بھوکے ہیں' اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھا دیے۔ ہم آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دیکھتے تھے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابھی آپ نے ہاتھ نیچے نہ فرمائے تھے کہ پہاڑوں جیسے بادل اٹھے' پھر ابھی اپنے منبر سے نیچے نہیں اترے تھے کہ میں نے بارش کے قطرے آپ کی ڈاڑھی مبارک پر برستے دیکھے۔ وہ دن' اگلا دن' اس سے اگلا دن حتی کہ اگلے جمعے تک بارش برستی رہی' پھر وہی اعرابی یا کوئی اور اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے

١٥٢٩ـ أخرجه البخاري، الجمعة، باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة، ح:٩٣٣، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح:٨٩٧/ ٩ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح:١٨٣٩.

رَسُولَ اللهِ! تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللهَ لَنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا» فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ حَتّٰى صَارَتِ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِي وَلَمْ يَجِيءْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَتِهِ إِلَّا أَخْبَرَ بِالْجَوْدِ.

رسول! اب تو عمارتیں ڈھ گئیں (گھر گر پڑے) جانور ڈوبنے لگے' اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کے بند ہونے کی دعا فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھا لیے اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش فرما' ہم پر نہ برسا۔'' آپ جس طرف کے بادل کی طرف بھی دست مبارک سے اشارہ فرماتے' وہ چھٹ جاتا' حتی کہ مدینہ منورہ حوض کی طرح ہو گیا۔ وادیٔ (قناۃ ایک ماہ تک) بہتی رہی اور جو شخص بھی کسی علاقے سے آیا' اس نے خوب بارش بتلائی۔

فائدہ: اس واقعے میں چند باتیں قابل غور ہیں: ① ایک سال تک نبی ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قحط کی تکلیف برداشت کرتے رہے مگر اُف تک نہ کی۔ بڑے لوگوں کے ظرف بھی بڑے ہوتے ہیں اور وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ شکوے کا لفظ تو دور کی بات ہے' وہ تصور بھی دل و دماغ میں نہیں پاتے۔ ② اعرابی سادہ اور بے ساختہ ہوتے تھے۔ انھوں نے آپ کو لوگوں کی خصوصاً بے زبان جانوروں کی تکلیف کی طرف توجہ دلائی تو آپ نے لحاظ رکھتے ہوئے دعا فرما دی۔ ③ ہفتہ بھر کی بارش کی مشقت بھی رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے رہے۔ شکوہ تو کجا حرف دعا بھی زبان پر نہ لائے' حتی کہ وہی اعرابی یا کسی اور غیر معروف اعرابی کے اظہار مصیبت پر' خصوصاً جانوروں کی بے گناہ ہلاکت کے پیش نظر آپ نے بارش کی بندش کی دعا فرمائی۔ سب لوگوں کے ظرف تو ایک جیسے نہیں۔ یہ کائنات سب قسم کے لوگوں کے لیے ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی شان عبودیت ملاحظہ کیجیے کہ ہاتھ اٹھاتے ہیں تو خالی آسمان بادلوں سے بھر جاتا ہے۔ ہاتھ گراتے ہیں تو بادل چھاجوں برسنے لگتے ہیں اور جب تک وہی مقدس ہاتھ نہیں اٹھتے' بادل برسنا بند نہیں ہوتے' اگرچہ سات دن گزر گئے' پھر وہ پاک ہاتھ اٹھتے ہیں تو بادل اچانک برسنے سے رک جاتے ہیں۔ ہاتھوں کا اشارہ ہوتا ہے تو بادل چھٹنے لگتے ہیں اور لوگ دھوپ میں چلنے لگتے ہیں۔ یہ مرتبہ ہے عبدہ و رسولہ کا' نہ اپنے لیے بارش مانگی' نہ خود بندش کی دعا کی' پھر فخر ہے نہ تعلّی. فِدَاهُ أَبِي وَ أُمِّي وَ رُوحِي وَ نَفْسِي وَ وَلَدِي ...... صلی اللہ علیہ وسلم ......



بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٨) - كِتَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ (التحفة . . .)

نمازخوف سے متعلق احکام ومسائل

١٥٣٠ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِي بِطَبَرِسْتَانَ وَمَعَنَا حُذَيْفَةُ ابْنُ الْيَمَانِ فَقَالَ: أَيُّكُمْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا، فَوَصَفَ فَقَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِطَائِفَةٍ رَكْعَةً صَفٌّ خَلْفَهُ، وَطَائِفَةٌ أُخْرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الَّتِي تَلِيهِ رَكْعَةً، ثُمَّ نَكَصَ هٰؤُلَاءِ إِلَى مَصَافِّ أُولٰئِكَ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً.

١٥٣٠-حضرت ثعلبہ بن زہدم سے روایت ہے کہ ہم طبرستان میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ہمارے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلاۃ خوف (خوف کی نماز) پڑھی ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے' پھر انھوں نے آپ کی نماز کا طریقہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف ایک گروہ کو' جس نے آپ کے پیچھے صف باندھی تھی' ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ آپ کے اور دشمن کے درمیان تھا (تاکہ دشمن نماز کی حالت میں حملہ نہ کر سکے۔) تو آپ نے اس گروہ کو جو آپ کے پیچھے تھا' ایک رکعت پڑھائی' پھر یہ گروہ دوسرے گروہ کی لڑائی کی جگہ میں پہنچ گیا اور وہ گروہ ان کی جگہ آ گیا۔ آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی۔

١٥٣١ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

١٥٣١-حضرت ثعلبہ بن زہدم بیان کرتے ہیں کہ

١٥٣٠ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال يصلي بكل طائفة ركعة ولا يقضون، ح:١٢٤٦ من حديث سفيان الثوري به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح:١٩١٧، وصححه ابن خزيمة، ح:١٣٤٣، وابن حبان، ح:٥٨٦، والحاكم:١/ ٣٣٥، ووافقه الذهبي.

١٥٣١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، ح:١٢٤٦ من حديث يحيى القطان به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:١٩١٨.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِي بِطَبَرِسْتَانَ فَقَالَ: أَيُّكُمْ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا، فَقَامَ حُذَيْفَةُ وَصَفَّ النَّاسُ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، صَفًّا خَلْفَهُ وَصَفًّا مُوَازِيَ الْعَدُوِّ، فَصَلّٰى بِالَّذِي خَلْفَهُ رَكْعَةً ثُمَّ انْصَرَفَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَكَانِ هٰؤُلَاءِ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَلَمْ يَقْضُوا.

ہم سعید بن عاص کے ساتھ طبرستان میں (جہاد کر رہے) تھے۔ انھوں نے کہا: تم میں سے کس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے۔ پھر حضرت حذیفہ اٹھے اور لوگوں کی دو صفیں بنائیں۔ ایک صف اپنے پیچھے اور دوسری صف دشمن کے مقابل۔ اپنے پیچھے والی صف کو آپ نے ایک رکعت پڑھائی، پھر یہ ان کی جگہ چلے گئے اور وہ (آپ کے پیچھے) آ گئے۔ آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی، پھر انھوں نے دوسری رکعت نہیں پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① نماز خوف کی مشروعیت قرآن مجید سے ثابت ہے بلکہ یہ واحد نماز ہے جس کا طریقہ بھی اجمالی طور پر قرآن کریم میں بتلایا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے مختلف مقامات پر یہ نماز پڑھی ہے۔ مگر حنفیہ میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور شوافع میں سے امام مزنی رحمہ اللہ نبی ﷺ کے بعد اسے قرآن یا احادیث میں مذکور طریقوں سے پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ ان کا خیال ہے کہ نماز خوف نبی ﷺ کے ساتھ خاص تھی کیونکہ ہر شخص آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا خواہاں تھا۔ جنگ اور خوف کی وجہ سے مجبوری تھی کہ سب اکٹھے نہیں پڑھ سکتے تھے۔ دو دفعہ ایک ہی نماز پڑھنا یا پڑھانا درست نہیں، لہٰذا مجبوراً یہ طریقہ اختیار کیا گیا تاکہ ہر شخص آپ کے پیچھے نماز پڑھ سکے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں جس کے پیچھے نماز پڑھنے کی خصوصی فضیلت ہو یا سب اس کے پیچھے نماز پڑھنے کی خواہش رکھیں۔ قرآن مجید میں بھی نماز خوف کے بیان میں خصوصاً آپ سے خطاب کیا گیا ہے: ﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ﴾ (النساء ۴: ۱۰۲) ''جب آپ ان میں ہوں تو آپ انھیں نماز پڑھائیں۔'' لہٰذا اب اگر خوف کا مسئلہ ہو تو دو گروہ کر لیے جائیں اور ہر گروہ کو ان کے الگ الگ امام نماز پڑھائیں۔ مذکورہ بات عقل کو بہت جچتی ہے مگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل اس کے مطابق نہیں۔ بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی نماز خوف مخصوص طریقوں سے پڑھی ہے، لہٰذا جمہور اہل علم کے نزدیک یہ نماز اب بھی مشروع ہے۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ واللہ أعلم. ② احادیث میں نماز خوف کے چھ سات طریقے منقول ہیں کیونکہ خوف کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، لہٰذا ہر جگہ ایک ہی طریقے سے نماز پڑھنا ممکن نہیں جیسا کہ آئندہ احادیث سے وضاحت ہوگی۔ یہ سب احادیث صحیح ہیں۔ موقع محل کے مطابق ان میں سے کوئی سا بھی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ جن حضرات نے ایک طریقہ معین کرنے

کی کوشش کی ہے انھوں نے غیر ضروری تکلف برتا ہے۔ حسب حالات تمام احادیث پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ③ اوپر مذکورہ دو احادیث میں ایک ہی واقعے کا بیان ہے۔ نماز خوف کی مخصوص مختلف صورتوں میں سے یہ بھی ایک صورت ہے، یعنی شدید خوف میں ایک رکعت بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۱۵۳۳۔

١٥٣٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي الرُّكَيْنُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ صَلَاةِ حُذَيْفَةَ.

۱۵۳۲- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نماز جیسی روایت بیان کی ہے۔

١٥٣٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ اللهُ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

۱۵۳۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی ﷺ کی زبانی گھر کی نماز چار رکعت، سفر کی نماز دو رکعت اور خوف کی نماز ایک رکعت فرض کی ہے۔

١٥٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْجَهْمِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى بِذِي قَرَدٍ وَصَفَّ النَّاسُ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، صَفًّا خَلْفَهُ وَصَفًّا مُوَازِيَ الْعَدُوِّ،

۱۵۳۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام ذوقرد میں نماز (خوف) پڑھی۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ ایک صف آپ کے پیچھے اور ایک صف دشمن کے مقابل، پھر آپ نے اپنے پیچھے والی صف کو ایک رکعت پڑھائی، پھر یہ ان کی جگہ چلے گئے اور وہ آ گئے۔ آپ نے ان کو بھی ایک

١٥٣٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩١٩، وصححه ابن خزيمة: ٢/ ٢٩٤، ح: ١٣٤٥، وابن حبان، ح: ٥٩٠، والحديث السابق شاهد له. * القاسم بن حسان ثقة، وثقه العجلي المعتدل، وأحمد بن صالح، وابن شاهين وغيرهم، وصرح بالسماع من زيد.

١٥٣٣- [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٧، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٢٠.

١٥٣٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٢١، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٤٤ رواه عن محمد بن بشار به.

فَصَلّٰى بِالَّذِي خَلْفَهُ رَكْعَةً ثُمَّ انْصَرَفَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَكَانِ هٰؤُلَاءِ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَلَمْ يَقْضُوا.

رکعت پڑھائی۔لوگوں نے پھر دوسری رکعت نہیں پڑھی۔

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۱۵۳۱، فائدہ نمبر:۳.

۱۵۳۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَكَبَّرَ وَكَبَّرُوا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعَ أُنَاسٌ مِنْهُمْ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدُوا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَتَأَخَّرَ الَّذِينَ سَجَدُوا مَعَهُ وَحَرَسُوا إِخْوَانَهُمْ وَأَتَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَرَكَعُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَسَجَدُوا، وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ فِي صَلَاةٍ يُكَبِّرُونَ وَلٰكِنْ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

۱۵۳۵-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔آپ نے اللہ أکبر کہا اور لوگوں نے بھی اللہ أکبر کہا، پھر آپ نے رکوع فرمایا اور ان میں سے کچھ لوگوں (پہلی صف) نے ساتھ رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا اور انھوں نے بھی سجدہ کیا، پھر آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو جنھوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا تھا، وہ پیچھے ہٹ کر اپنے ساتھیوں کی حفاظت کرنے لگے اور دوسرا گروہ آ گیا (پچھلی صف آگے آ گئی)۔اب انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ (دوسری رکعت کا) رکوع اور سجدے کیے اور سب لوگ نماز میں تھے اور تکبیریں کہتے تھے لیکن ایک دوسرے کی حفاظت بھی کرتے تھے۔

فائدہ: اس کی صورت اس طرح بنے گی کہ مقتدی دوصفوں میں کھڑے ہو جائیں اور بیک وقت امام کے پیچھے نماز شروع کر دیں، مگر جب امام رکوع اور سجدہ کرے تو صرف اگلی صف والے امام کے ساتھ رکوع وسجود کریں، پچھلی صف والے کھڑے رہیں اور دشمن پر نظر رکھیں۔ مسلح حالت میں دشمن کے حملے کا جواب دینے کے لیے تیار رہیں۔جب پہلی صف والے پہلی رکعت کے رکوع وسجود سے فارغ ہو جائیں تو وہ پیچھے چلے جائیں اور پچھلی صف والے آگے آ جائیں۔اب یہ امام صاحب کے ساتھ دوسری رکعت میں رکوع سجدہ کریں گے اور پچھلی صف والے کھڑے رہیں گے اور حفاظت کریں گے، پھر امام صاحب کے ساتھ دونوں صفیں سلام پھیر دیں گی۔

۱۵۳۵- أخرجه البخاري، صلاة الخوف، باب: يحرس بعضهم بعضًا في صلاة الخوف، ح: ٩٤٤ من حديث محمد بن حرب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٢٢.

اس صورت میں دونوں گروہوں نے نماز بیک وقت پڑھ لی اور ایک دوسرے کی حفاظت بھی کرتے رہے۔

١٥٣٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا كَانَتْ صَلَاةُ الْخَوْفِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ كَصَلَاةِ أَحْرَاسِكُمْ هٰؤُلَاءِ الْيَوْمَ خَلْفَ أَئِمَّتِكُمْ هٰؤُلَاءِ، إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ عُقَبًا قَامَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ وَهُمْ جَمِيعًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسَجَدَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَامُوا مَعَهُ جَمِيعًا، ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعُوا مَعَهُ جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَ مَعَهُ الَّذِينَ كَانُوا قِيَامًا أَوَّلَ مَرَّةٍ، فَلَمَّا جَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالَّذِينَ سَجَدُوا مَعَهُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِمْ سَجَدَ الَّذِينَ كَانُوا قِيَامًا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ جَلَسُوا فَجَمَعَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالتَّسْلِيمِ.

۱۵۳۶-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نماز خوف صرف دو رکعتیں ہے جیسے آج کل تمھارے (حکام کے) محافظ تمھارے اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں' مگر وہ باری باری سجدے کرتے تھے۔ (اس طرح کہ) ان میں سے ایک گروہ کھڑا رہتا' حالانکہ وہ سب رسول اللہ ﷺ ہی کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے اور ایک گروہ کے لوگ (اگلی صف والے) آپ کے ساتھ سجدے کرتے تھے' پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے اور وہ سب آپ کے ساتھ کھڑے ہو جاتے' پھر آپ رکوع فرماتے اور وہ سب آپ کے ساتھ رکوع میں جاتے' پھر آپ سجدہ کرتے تو آپ کے ساتھ وہ لوگ سجدہ کرتے جو پہلی رکعت میں کھڑے رہے تھے' پھر جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ سجدہ کرنے والے نماز کے آخر میں بیٹھتے تو جو لوگ کھڑے رہے تھے انھوں نے اپنے طور پر سجدے کیے' پھر وہ بھی بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے (بیک وقت) ان سب کے ساتھ سلام پھیرا۔

فائدہ: یہ بھی نماز خوف کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔

١٥٣٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۱۵۳۷-حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف (اس طرح)

١٥٣٦ـ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦٥ من حديث إبراهيم بن سعد عن ابن إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٢٣، فيه علة قادحة، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ١٢٤٢ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٦٣، وابن حبان، ح: ٥٨٩، والحاكم: ١/ ٣٣٦، والذهبي.

١٥٣٧ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ٤١٣١ من حديث يحيى القطان، ومسلم، صلاة المسافرين .....، باب صلاة الخوف، ح: ٨٤١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٢٤.

عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَفَّ صَفًّا خَلْفَهُ وَصَفًّا مُصَافُّو الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ ذَهَبَ هٰؤُلَاءِ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَامُوا فَقَضَوْا رَكْعَةً رَكْعَةً.

پڑھائی (کہ) آپ نے ایک صف اپنے پیچھے کھڑی کر لی اور دوسری صف دشمن کے مقابل کھڑی رہی۔ آپ نے اپنے پیچھے والی صف کو ایک رکعت پڑھائی' پھر یہ (دشمن کے مقابلے میں) چلے گئے اور وہ دوسرے آ گئے۔ آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی' پھر وہ اٹھے اور ان سب (دونوں گروہوں) نے ایک ایک رکعت اپنے طور پر پڑھ لی۔

فوائد ومسائل: ① حدیث نمبر: ۱۵۳۵ اور ۱۵۳۶ والی صورت اس وقت ہوگی جب دشمن قبلے کی جانب ہو۔ اس وقت امام کے پیچھے کھڑے ہو کر بھی دشمن پر نظر رکھی جا سکتی ہے' مگر زیادہ خوف ہو تو حدیث: ۱۵۳۵ اور خوف کم ہو تو حدیث نمبر: ۱۵۳۶ پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ حدیث (۱۵۳۷) اس وقت قابل عمل ہوگی جب دشمن قبلے کی بجائے کسی اور جانب ہو اور امام کے پیچھے کھڑے ہو کر اس پر نظر نہ رکھی جا سکتی ہو۔ اس وقت دو حصے کر لیے جائیں گے۔ ایک حصہ امام کے پیچھے اور دوسرا دشمن کے مقابل کھڑا ہوگا اور مذکورہ طریقے کے مطابق نماز پڑھیں گے۔ ② اس حدیث میں اپنے طور پر ایک ایک رکعت ادا کرنے کی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ دوسرا گروہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنے طور پر ایک رکعت پڑھ لے اور سلام پھیرے' پھر وہ دشمن کے مقابل چلا جائے اور یہ پہلا گروہ واپس آ کر اپنی ایک رکعت اپنے طور پر پڑھ لے اور یہ زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ اس طرح دوسرے گروہ کی دونوں رکعتیں اکٹھی ہو جائیں گی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دوسرا گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر چلا جائے اور پہلا گروہ آ کر ایک رکعت اپنے طور پر پڑھے' پھر یہ چلے جائیں اور دوسرا گروہ آ کر پڑھ لے۔ یہ طریقہ بھی بعض احادیث میں آیا ہے۔

۱۵۳۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ: أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِينَ مَعَهُ

۱۵۳۸- حضرت صالح بن خوات نے اس صحابی ﷺ سے بیان کیا جس نے غزوۂ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی تھی کہ ایک گروہ نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بندی کی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں رہا۔ آپ نے اپنے ساتھ والے

۱۵۳۸ـ أخرجه البخاري، ح: ٤١٢٩ عن قتيبة، ومسلم، ح: ٨٤٢ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٨٣، والكبرٰى، ح: ١٩٢٥.

رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.

لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی' پھر آپ کھڑے رہے اور انھوں نے اپنی دوسری رکعت پڑھ لی' پھر وہ چلے گئے اور دشمن کے مقابلے میں صف بندی کر لی اور دوسرا گروہ آپ کے پیچھے آ گیا۔ آپ نے انھیں باقی ماندہ (دوسری) رکعت پڑھا دی' پھر آپ بیٹھے رہے اور انھوں نے اپنی دوسری رکعت مکمل کر لی' پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

فوائد و مسائل: ① یہ نمازِ خوف کی ایک اور صورت ہے جس میں ہر گروہ کی دو رکعتیں اکٹھی پڑھی گئیں۔ ایک آپ کے ساتھ اور ایک الگ الگ۔ یہ صورت اس لحاظ سے بہتر ہے کہ اس میں دوران نماز میں آنا جانا نہ ہوگا بلکہ دونوں رکعتیں متصل پڑھی جائیں گی۔ ② ''ذات الرقاع'' رقاع جمع ہے ''رقعہ'' کی' اس کے معنی ہیں: ٹکڑا۔ اس جنگ کو غزوۂ ذات الرقاع یا تو اس لیے کہتے ہیں کہ اس غزوے میں جاتے ہوئے پتھروں کی وجہ سے مسلمانوں کے پاؤں زخمی ہو گئے اور انھیں پاؤں پر کپڑوں کے ٹکڑے باندھنے پڑے' یا اس لیے کہ اس علاقے کی زمین کے ٹکڑے مختلف رنگوں والے تھے' یعنی کچھ پہاڑیاں سرخ تھیں' کچھ سفید اور کچھ سیاہ۔ واللہ أعلم.

۱۵۳۹- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْطَلَقُوا فَقَامُوا فِي مَقَامِ أُولٰئِكَ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرٰى، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ.

۱۵۳۹- حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے بالمقابل تھا' پھر یہ (پہلا گروہ) ان کی جگہ چلا گیا اور وہ آ گئے۔ آپ نے ان کو دوسری رکعت پڑھا دی' پھر آپ نے سلام پھیر دیا' پھر یہ کھڑے ہوئے اور اپنی دوسری رکعت پڑھی' پھر وہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنی دوسری رکعت اپنے طور پر پڑھ لی۔

فائدہ: اس روایت میں روایت نمبر ۱۵۳۷ والی صورت ہی ہے اور اپنی اپنی ایک ایک رکعت پڑھنے میں مذکورہ دونوں طریقے ممکن ہیں۔

۱۵۳۹- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ٤١٣٣ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، صلاة المسافرين ....، باب صلاة الخوف، ح: ٨٣٩ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٢٨.

١٥٤٠- أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بَقِيَّةَ، عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ وَصَافَفْنَاهُمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مِنَّا مَعَهُ وَأَقْبَلَ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ، فَرَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَنْ مَعَهُ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوا فَكَانُوا مَكَانَ أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي لَمْ تُصَلِّ فَرَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَامَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ.

۱۵۴۰-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جنگ کے لیے گیا۔ وہاں ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو ہم نے ان کے مقابلے میں صفیں باندھ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو ہم میں سے ایک گروہ آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے کھڑے ہونے والے گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کیے' پھر وہ ان لوگوں (دوسرے گروہ) کی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے جنھوں نے نماز نہ پڑھی تھی اور وہ گروہ آ گیا جنھوں نے نماز نہ پڑھی تھی۔ آپ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکوع اور دو سجدے کیے (یعنی ان کے ساتھ بھی ایک رکعت ادا کی۔)' پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا' پھر مسلمانوں میں سے ہر آدمی اٹھا اور اس نے اپنے طور پر ایک رکوع اور دو سجدے کر لیے۔ (یعنی ایک ایک رکعت پڑھ لی۔)

فائدہ: یہ حدیث بھی حدیث نمبر: ۱۵۳۷ اور ۱۵۳۹ کے مطابق ہے۔

١٥٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَرْقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يُحَدِّثُ: أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ مَعَ

۱۵۴۱-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی۔ نبی ﷺ نے اللہ أکبر کہا۔ ہم میں سے ایک گروہ نے آپ کے پیچھے صف بندی کی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہا۔ نبی ﷺ نے پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکوع

١٥٤٠- أخرجه البخاري، صلاة الخوف، باب صلاة الخوف، ح: ٩٤٢ من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٢٩.

١٥٤١- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٩٢٦، والحديث السابق شاهد له.

رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: كَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَفَّ خَلْفَهُ طَائِفَةٌ مِنَّا وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَرَكَعَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوا وَأَقْبَلُوا عَلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَفَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَصَلّٰى لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ.

اور دو سجدے کیے (یعنی ایک رکعت پڑھائی)' پھر وہ چلے گئے اور دشمن کے مقابل صف آراء ہو گئے اور دوسرا گروہ آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز شروع کر دی۔ آپ نے اسی طرح کیا (یعنی ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی۔)' پھر آپ نے سلام پھیر دیا' پھر دونوں گروہوں میں سے ہر شخص اٹھا اور اس نے اپنے طور پر ایک رکوع اور دو سجدے کر لیے۔ (یعنی ایک ایک رکعت پڑھ لی۔)

١٥٤٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْعَلَاءِ وَأَبِي أَيُّوبَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ قَامَ فَكَبَّرَ فَصَلّٰى خَلْفَهُ طَائِفَةٌ مِنَّا وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةَ الْعَدُوِّ فَرَكَعَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوا وَلَمْ يُسَلِّمُوا وَأَقْبَلُوا عَلَى الْعَدُوِّ فَصَفُّوا مَكَانَهُمْ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَفُّوا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدْ أَتَمَّ رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، ثُمَّ قَامَتِ الطَّائِفَتَانِ فَصَلّٰى كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ.

١٥٤٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی۔ آپ کھڑے ہوئے اور اللہ أکبر کہا تو ہم میں سے ایک گروہ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کیے' پھر وہ سلام پھیرے بغیر چلے گئے اور' دوسروں کی جگہ دشمن کے سامنے کھڑے ہو گئے' پھر دوسرے گروہ نے آ کر آپ کے پیچھے صف بندی کی۔ آپ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکوع اور دو سجدے کیے' پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا جبکہ آپ دو رکوع اور چار سجدے (یعنی دو رکعتیں) مکمل فرما چکے تھے' پھر دونوں گروہ اٹھے اور ان میں سے ہر شخص نے اپنے اپنے طور پر ایک رکوع اور دو سجدے کر لیے۔

١٥٤٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٢٧.

قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ السُّنِّيِّ: اَلزُّهْرِيُّ سَمِعَ مِنِ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثَيْنِ وَلَمْ يَسْمَعْ هٰذَا مِنْهُ.

(امام نسائی رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوبکر بن سنی بیان کرتے ہیں کہ امام زہری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صرف دو حدیثیں سنی ہیں لیکن یہ روایت ان میں شامل نہیں۔ (گویا اس روایت کی سند میں انقطاع ہے۔)

فائدہ: یہ حضرت ابوبکر بن سنی کا خیال ہے۔ حضرت علی بن مدینی نے بھی یہی قول بیان کیا ہے مگر امام احمد بن حنبل اور حضرت یحییٰ بن معین کے نزدیک امام زہری نے کوئی روایت بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نہیں سنی اور یہی موقف درست اور راجح ہے' لہٰذا مذکورہ سند منقطع ہے لیکن یہ انقطاع سابقہ دونوں روایتوں سے رفع ہو جاتا ہے کیونکہ ان دو روایات میں سالم کا واسطہ مذکور ہے۔ واللہ أعلم. مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۱۷/۱۲۶، ۱۲۷)

۱۵۴۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ذَهَبُوا وَجَاءَ الْآخَرُونَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَضَتِ الطَّائِفَتَانِ رَكْعَةً رَكْعَةً.

۱۵۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کسی جنگ کے دنوں میں نماز خوف پڑھائی تو ایک گروہ آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہا۔ آپ نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھادی' پھر وہ چلے گئے اور دوسرے آ گئے۔ آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھادی' پھر دونوں گروہوں نے ایک ایک رکعت اپنے طور پر پڑھ لی۔

فائدہ: ان احادیث میں نماز کے دوران میں آنا جانا' دشمن کے مقابل کھڑا ہونا' خواہ منہ کسی طرف بھی کرنا پڑے' اسی طرح امام کا ٹھہرنا اور آنے جانے والوں کا انتظار کرنا یہ سب نماز خوف کی خصوصیات ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور کرم نوازی ہے' ان سے نماز کی حیثیت اور ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی بلکہ ممکن ہے نماز کی شان بڑھ جائے۔

۱۵۴۳- [صحيح] أخرجه مسلم، صلاة المسافرين....، باب صلاة الخوف، ح: ۸۳۹/ ۳۰۶ من حديث يحيى بن آدم به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹۳۰.

١٥٤٤- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيءُ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَذَكَرَ آخَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ: أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ: هَلْ صَلَّيْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ. قَالَ: مَتٰى؟ قَالَ: عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ أُخْرٰى مُقَابِلَ الْعَدُوِّ وَظُهُورُهُمْ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَبَّرُوا جَمِيعًا الَّذِينَ مَعَهُ وَالَّذِينَ يُقَابِلُونَ الْعَدُوَّ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَةً وَاحِدَةً وَرَكَعَتْ مَعَهُ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيهِ، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيهِ وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ مُقَابِلَ الْعَدُوِّ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ فَذَهَبُوا إِلَى الْعَدُوِّ فَقَابَلُوهُمْ وَأَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ كَمَا هُوَ، ثُمَّ قَامُوا فَرَكَعَ رَسُولُ

۱۵۴۴-حضرت مروان بن حکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: کب؟ آپ نے فرمایا: غزوۂ نجد کے سال۔ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کے لیے اٹھے اور ایک گروہ بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہوا جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابل تھا اور ان کی پشت قبلے کی طرف تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا تو سب مسلمانوں نے اللہ اکبر کہا (یعنی نماز شروع کر لی) آپ کے ساتھ والوں نے بھی اور انھوں نے بھی جو دشمن کے مقابل تھے' پھر رسول اللہ ﷺ نے رکوع فرمایا تو آپ کے ساتھ والے گروہ نے بھی رکوع کیا' پھر آپ نے سجدہ فرمایا تو آپ کے ساتھ والے گروہ نے بھی سجدہ کیا جب کہ دوسرے گروہ والے دشمن کے مقابل کھڑے رہے' پھر رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ والے بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ دشمن کی طرف جا کر ان کے مقابل کھڑے ہو گئے اور جو پہلے دشمن کے مقابل تھے انھوں نے آپ کے پیچھے آ کر اپنا رکوع اور سجود کیا (یعنی ایک رکعت اپنے طور پر پڑھ لی۔) اس دوران میں رسول اللہ ﷺ اسی طرح کھڑے رہے (جس طرح آپ کھڑے تھے۔)' پھر وہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے دوسری رکعت کا رکوع فرمایا انھوں

١٥٤٤_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من قال يكبرون جميعًا، ح: ١٢٤٠ من حديث حيوة بن شريح به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٣١، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٦١، ١٣٦٢، وابن حبان، ح: ٥٨٥ من طريق آخر، والحاكم: ١/٣٣٨، ٣٣٩ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

اللهِ ﷺ رَكْعَةً أُخْرٰى وَرَكَعُوا مَعَهُ وَسَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَاعِدٌ وَمَنْ مَعَهُ، ثُمَّ كَانَ السَّلَامُ فَسَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَسَلَّمُوا جَمِيعًا، فَكَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَانِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ.

نے بھی آپ کے ساتھ رکوع کیا' پھر آپ نے سجدہ فرمایا تو انھوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدے کیے' پھر وہ گروہ بھی آ گیا جو دشمن کے مقابل تھا۔ انھوں نے (اپنے طور پر) رکوع اور سجود کیے۔ (یعنی اپنی بقیہ رکعت پڑھ لی۔) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والے اس دوران میں بیٹھے رہے۔ پھر سلام کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا اور سب (دونوں گروہوں) نے سلام پھیر دیا' اس طرح رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں ہو گئیں اور دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کی بھی دو رکعتیں ہو گئیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ نماز خوف کی ایک اور صورت ہے۔ یہ اس وقت قابل عمل ہو گی جب خوف زیادہ نہ ہو کیونکہ شروع نماز میں بھی سب اکٹھے تھے اور آخر نماز میں بھی سب اکٹھے تھے' بلکہ آخر میں تو دشمن کے مقابل کوئی بھی نہ رہا۔ سب آپ کے پیچھے تھے۔ ایک گروہ اپنی نماز کی باقی رکعت پڑھ رہے تھے اور دوسرے ویسے آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ سلام سب نے بیک وقت پھیرا۔ ② نجد اونچے علاقے کو کہتے ہیں اور یہ کئی علاقوں میں تھا' مثلاً: نجد حجاز' نجد عراق اور نجد یمن۔ مندرجہ بالا حدیث میں نجد سے نجد حجاز مراد ہے۔ اور بددعا والی حدیث میں نجد عراق۔ اس کا پتہ قرائن اور دیگر احادیث سے چلتا ہے۔

١٥٤٥- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْهُنَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَازِلًا بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ مُحَاصِرَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّ لِهٰؤُلَاءِ صَلَاةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَبْنَائِهِمْ وَأَبْكَارِهِمْ أَجْمِعُوا

۱۵۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کوہ ضجنان اور عسفان کے درمیان قیام فرما تھے اور مشرکین کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ مشرکوں نے کہا (پروگرام بنایا) کہ ان مسلمانوں کی ایک نماز ایسی ہے (نماز عصر) جو انھیں اپنے نوجوان بیٹوں اور بیٹیوں سے بھی زیادہ پیاری ہے تو تم بات طے کر لو (پختہ پروگرام بنا لو) اور (اس نماز کے دوران میں) ان پر یکبارگی حملہ کر دو۔ ادھر سے حضرت جبریل علیہ السلام

١٥٤٥- **[إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة النساء، ح: ٣٠٣٥ من حديث عبدالصمد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٣٢، وصححه ابن حبان، ح: ٥٨٤.

أَمْرَكُمْ ثُمَّ مِيلُوا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً، فَجَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ أَصْحَابَهُ نِصْفَيْنِ فَيُصَلِّيَ بِطَائِفَةٍ مِنْهُمْ وَطَائِفَةٌ مُقْبِلُونَ عَلَى عَدُوِّهِمْ قَدْ أَخَذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ فَيُصَلِّيَ بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ يَتَأَخَّرَ هٰؤُلَاءِ وَيَتَقَدَّمَ أُولٰئِكَ فَيُصَلِّيَ بِهِمْ رَكْعَةً تَكُونُ لَهُمْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَةً رَكْعَةً وَلِلنَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَانِ.

تشریف لائے اور آپ کو حکم دیا کہ آپ اپنے صحابہ کے دو گروہ بنا دیں۔ آپ ان میں سے ایک گروہ کو نماز پڑھائیں اور دوسرا گروہ دشمن کی طرف متوجہ رہے۔ وہ محتاط رہیں اور اپنا اسلحہ پہنے رہیں۔ آپ پہلے گروہ کو ایک رکعت پڑھا دیں' پھر وہ پیچھے ہٹ جائیں (اور دشمن کے مقابل چلے جائیں) اور دوسرے آجائیں پھر ایک رکعت آپ ان کو پڑھا دیں تو اس طرح ان کی نبی ﷺ کے ساتھ ایک ایک رکعت ہو جائے گی اور نبی ﷺ کی دو رکعتیں ہو جائیں گی۔

فائدہ: ظاہر الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں گروہوں نے ایک ایک رکعت ہی پر اکتفا کیا' البتہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ انھوں نے دوسری رکعت اپنے طور پر پڑھی ہو کیونکہ الفاظ حدیث: ''نبی ﷺ کے ساتھ'' سے اس کا اشارہ ملتا ہے۔ سنن نسائی کے شارح شیخ اتیوبی ؒ نے اپنی شرح ذخیرۃ العقبیٰ میں پہلی بات کو زیادہ قوی قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (ذخيرة العقبیٰ' شرح سنن النسائي: ۱۷/۱۳۴)

١٥٤٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَامَ صَفٌّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَصَفٌّ خَلْفَهُ صَلَّى بِالَّذِينَ خَلْفَهُ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ هٰؤُلَاءِ حَتّٰى قَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَقَامُوا مَقَامَ هٰؤُلَاءِ وَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ

۱۵۴۶- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھائی۔ ایک صف آپ کے آگے (دشمن کے مقابل) کھڑی ہوگئی اور دوسری آپ کے پیچھے۔ آپ نے اپنے پیچھے کھڑے ہونے والوں کو ایک رکوع اور دو سجدے' یعنی ایک رکعت پڑھائی' پھر یہ آگے چلے گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ کھڑے ہو گئے اور وہ آ گئے اور (آپ کے پیچھے) ان کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں بھی ایک رکوع اور دو سجدے' یعنی ایک رکعت پڑھائی' پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ اس طرح نبی ﷺ کی دو رکعتیں

١٥٤٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٩٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٣٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٤٧، ١٣٤٨، وله شواهد كثيرة. * الحكم بن عتيبة، تابعه مسعر بن كدام عند ابن خزيمة.

رَكْعَتَانِ وَلَهُمْ رَكْعَةٌ.

ہو گئیں اور ان کی ایک ایک۔

١٥٤٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَسْعُودِيُّ قَالَ: أَنْبَأَنِي يَزِيدُ الْفَقِيرُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَامَتْ خَلْفَهُ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةَ الْعَدُوِّ، فَصَلّٰى بِالَّذِينَ خَلْفَهُ رَكْعَةً وَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا فَقَامُوا مَقَامَ أُولٰئِكَ الَّذِينَ كَانُوا فِي وَجْهِ الْعَدُوِّ وَجَاءَتْ تِلْكَ الطَّائِفَةُ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَلَّمَ فَسَلَّمَ الَّذِينَ خَلْفَهُ وَسَلَّمَ أُولٰئِكَ.

۱۵۴۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ایک جنگ میں) تھے۔ نماز کی اقامت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کا ایک گروہ بھی آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہا۔ آپ نے اپنے پیچھے کھڑے ہونے والوں کو ایک رکوع اور دو سجدے یعنی ایک رکعت پڑھائی' پھر وہ چلے گئے اور ان لوگوں کی جگہ کھڑے ہو گئے جو دشمن کے مقابلے میں تھے اور وہ دوسرا گروہ آ گیا۔ آپ نے انھیں بھی ایک رکوع اور دو سجدے یعنی ایک رکعت پڑھائی' پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا' آپ کے پیچھے والے لوگوں نے بھی اور دوسروں نے بھی سلام پھیر دیا۔

١٥٤٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَقُمْنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ وَرَكَعْنَا

۱۵۴۸- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف میں حاضر ہوئے۔ ہم آپ کے پیچھے دو صفوں میں کھڑے ہو گئے۔ دشمن ہمارے اور قبلے کے درمیان تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا' ہم سب نے بھی اللہ اکبر کہا پھر آپ نے رکوع کیا تو ہم نے بھی رکوع کیا' پھر آپ نے سر اٹھایا تو ہم نے بھی (رکوع سے) سر اٹھایا' پھر جب آپ

١٥٤٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٣٦٤ عن أحمد بن المقدام به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٣٤، وانظر الحديث السابق، وهذا طرف منه. * سماع يزيد بن زريع من المسعودي قبل اختلاطه كما في الكواكب النيرات، ص: ٥٧.

١٥٤٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين ....، باب صلاة الخوف، ح: ٨٤٠ من حديث عبدالملك به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٣٥.

وَرَفَعَ وَرَفَعْنَا، فَلَمَّا انْحَدَرَ لِلسُّجُودِ سَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالَّذِينَ يَلُونَهُ وَقَامَ الصَّفُّ الثَّانِي حِينَ رَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِينَ يَلُونَهُ، ثُمَّ سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِي حِينَ رَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي أَمْكِنَتِهِمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِينَ كَانُوا يَلُونَ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْآخَرُ فَقَامُوا فِي مَقَامِهِمْ وَقَامَ هٰؤُلَاءِ فِي مَقَامِ الْآخَرِينَ قِيَامًا وَرَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكَعْنَا، ثُمَّ رَفَعَ وَرَفَعْنَا فَلَمَّا انْحَدَرَ لِلسُّجُودِ سَجَدَ الَّذِينَ يَلُونَهُ وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ، فَلَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالَّذِينَ يَلُونَهُ سَجَدَ الْآخَرُونَ ثُمَّ سَلَّمَ.

سجدے کے لیے جھکے تو رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور اُن لوگوں نے بھی جو آپ کے ساتھ قریبی (پہلی) صف میں تھے جبکہ دوسری صف والے کھڑے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے (سجدے سے) سر اٹھایا اور اس صف والوں نے جو آپ کے قریب تھی تو دوسری صف نے اپنی جگہ ہی اپنے سجدے ادا کیے' پھر نبی ﷺ کے ساتھ والی صف والے پیچھے ہٹ گئے اور دوسری صف والے آگے ہو کر پہلی صف والوں کی جگہ کھڑے ہو گئے اور وہ ان کی جگہ کھڑے ہو گئے' پھر (دوسری رکعت میں) نبی ﷺ نے رکوع فرمایا تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ رکوع کیا' پھر آپ نے (رکوع سے) سر اٹھایا تو ہم سب نے بھی (رکوع سے) سر اٹھایا۔ جب آپ سجدے کے لیے زمین کی طرف جھکے تو آپ کے ساتھ والی صف نے سجدے کیے اور دوسری صف والے کھڑے رہے' پھر جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والوں نے دونوں سجدوں سے سر اٹھائے تو پچھلی صف والوں نے اپنے طور پر سجدے کر لیے' پھر آپ نے (سب کے ساتھ بیک وقت) سلام پھیر دیا۔

۱۵۴۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِنَخْلٍ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَبَّرُوا جَمِيعًا، ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعُوا

۱۵۴۹- حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ ہم مقام نخل (مدینے سے دو رات کے فاصلے پر) میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے جبکہ دشمن ہمارے اور قبلے کے درمیان تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی تو سب مسلمانوں نے تکبیر تحریمہ کہی' پھر آپ نے رکوع فرمایا تو ان سب

۱۵۴۹_ أخرجه مسلم، ح:۳۰۸/۸۴۰ (انظر الحديث السابق) من حديث أبي الزبير به، وهو في الكبرٰى، ح:۱۹۳۶.

جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ يَحْرُسُونَهُمْ فَلَمَّا قَامُوا سَجَدَ الْآخَرُونَ مَكَانَهُمُ الَّذِي كَانُوا فِيهِ، ثُمَّ تَقَدَّمَ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَصَافِّ هٰؤُلَاءِ فَرَكَعَ فَرَكَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِينَ يَلُونَهُ وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ يَحْرُسُونَهُمْ فَلَمَّا سَجَدُوا وَجَلَسُوا سَجَدَ الْآخَرُونَ مَكَانَهُمْ، ثُمَّ سَلَّمَ.

نے بھی رکوع کیا‘ پھر نبی ﷺ اور آپ کے ساتھ والی صف نے سجدہ کیا جبکہ دوسری صف والے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے‘ پھر جب وہ سجدوں کے بعد اٹھے تو پچھلی صف والوں نے اپنی جگہ ہی میں سجدے (مکمل) کر لیے‘ پھر یہ ان کی جگہ چلے گئے (اور وہ آ گئے۔) پھر آپ نے (دوسری رکعت کا) رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا تو ان سب نے بھی اپنے سر اٹھائے‘ پھر نبی ﷺ اور آپ کے ساتھ والی صف نے سجدہ کیا اور دوسرے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے۔ جب وہ سجدوں سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے تو پچھلی صف والوں نے اپنی جگہ ہی میں سجدے کر لیے‘ پھر آپ نے سلام پھیرا۔

قَالَ جَابِرٌ: كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكُمْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسے تمھارے امراء (کے پہرے دار) کرتے ہیں۔

۱۵۵۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ شُعْبَةُ: كَتَبَ بِهِ إِلَيَّ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ وَسَمِعْتُهُ مِنْهُ يُحَدِّثُ وَلٰكِنِّي حَفِظْتُهُ، قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِ: حِفْظِي مِنَ الْكِتَابِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ مُصَافَّ الْعَدُوِّ بِعُسْفَانَ

۱۵۵۰-حضرت ابوعیاش زرقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ عسفان کے علاقے میں دشمن کے ساتھ جنگ کی حالت میں تھے۔ مشرکین کے امیر خالد بن ولید تھے۔ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔) نبی ﷺ نے مسلمانوں کو ظہر کی نماز پڑھائی تو مشرکین نے کہا: اس نماز کے بعد ایک ایسی نماز ہے (نماز عصر) جو ان مسلمانوں کو اپنے مال ومنال اور اولاد سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ (لہٰذا اس نماز میں ان پر حملہ کر دو۔)

۱۵۵۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة الخوف، ح: ۱۲۳٦ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹۳۷، وصححه ابن حبان، ح: ۵۸۷، ۵۸۸، والبيهقي: ۳/ ۲۵۷، والبغوي في شرح السنة، ح: ۱۰۹٦، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۳۷، ۳۳۸، ووافقه الذهبي.

وَعَلَى الْمُشْرِكِينَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ اَلظُّهْرَ، قَالَ الْمُشْرِكُونَ: [إِنَّ] لَهُمْ صَلَاةً بَعْدَ هٰذِهِ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْعَصْرَ فَصَفَّهُمْ صَفَّيْنِ خَلْفَهُ فَرَكَعَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَمِيعًا، فَلَمَّا رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ سَجَدَ بِالصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْآخَرُونَ، فَلَمَّا رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ مِنَ السُّجُودِ سَجَدَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِرُكُوعِهِمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي مَقَامِ صَاحِبِهِ، ثُمَّ رَكَعَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَمِيعًا فَلَمَّا رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ مِنَ الرُّكُوعِ سَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْآخَرُونَ، فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ سُجُودِهِمْ سَجَدَ الْآخَرُونَ ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ.

تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو عصر کی نماز اس طرح پڑھائی کہ اپنے پیچھے ان کی دو صفیں بنالیں؛ پھر آپ نے ان سب کے ساتھ رکوع کیا؛ پھر جب انھوں نے رکوع سے سر اٹھایا (اور آپ سجدے میں گئے) تو آپ کے ساتھ والی (یعنی پہلی) صف ہی نے سجدے کیے اور دوسری صف والے کھڑے رہے۔ جب انھوں نے سجدوں سے سر اٹھائے تو دوسری صف نے سجدے کیے جبکہ رکوع تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کر چکے تھے؛ پھر اگلی صف پیچھے ہوگئی اور پچھلی آگے اور وہ ایک دوسرے کی جگہ میں کھڑے ہو گئے؛ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے ان سب کے ساتھ رکوع کیا۔ جب انھوں نے رکوع سے سر اٹھائے تو آپ کے ساتھ صرف آپ کے ساتھ والی صف نے سجدے کیے جبکہ دوسرے کھڑے رہے؛ پھر جب وہ اپنے سجدوں سے فارغ ہوئے تو پچھلی صف والوں نے (اپنے) سجدے ادا کیے؛ پھر نبی ﷺ نے ان سب کے ساتھ بیک وقت سلام پھیرا۔

١٥٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِعُسْفَانَ فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ وَعَلَى الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: لَقَدْ أَصَبْنَا مِنْهُمْ

١٥٥١- حضرت ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان کے مقام پر تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ ان دنوں مشرکین کے امیر خالد بن ولید تھے۔ مشرکین نے کہا: افسوس! ہم نے انھیں غافل پایا تھا۔ (کاش ہم حملہ کر دیتے) تو ظہر اور عصر کے درمیان نماز خوف کا حکم اترا۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس طرح عصر کی نماز پڑھائی

١٥٥١- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٣٨

غِرَّةً وَلَقَدْ أَصَبْنَا مِنْهُمْ غَفْلَةً فَنَزَلَتْ - يَعْنِي صَلَاةَ الْخَوْفِ - بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَفَرَّقَنَا فِرْقَتَيْنِ: فِرْقَةٌ تُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَفِرْقَةٌ يَحْرُسُونَهُ، فَكَبَّرَ بِالَّذِينَ يَلُونَهُ وَالَّذِينَ يَحْرُسُونَهُمْ، ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ هٰؤُلَاءِ وَأُولٰئِكَ جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ الَّذِينَ يَلُونَهُ وَتَأَخَّرَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَلُونَهُ وَتَقَدَّمَ الْآخَرُونَ فَسَجَدُوا، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ بِهِمْ جَمِيعًا الثَّانِيَةَ بِالَّذِينَ - يَعْنِي - يَلُونَهُ وَبِالَّذِينَ يَحْرُسُونَهُمْ، ثُمَّ سَجَدَ بِالَّذِينَ - يَعْنِي - يَلُونَهُ ثُمَّ تَأَخَّرُوا فَقَامُوا فِي مَصَافِّ أَصْحَابِهِمْ وَتَقَدَّمَ الْآخَرُونَ فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَكَانَتْ لِكُلِّهِمْ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ مَعَ إِمَامِهِمْ وَصَلّٰى مَرَّةً بِأَرْضِ بَنِي سُلَيْمٍ.

کہ ہمارے دو گروہ بنا دیے۔ ایک گروہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور دوسرا گروہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔ آپ نے سب کے ساتھ تکبیر کہی' جو آپ کے ساتھ تھے اور جو ان کی حفاظت کرتے تھے' پھر آپ نے رکوع فرمایا تو دونوں گروہوں نے رکوع کیا' پھر آپ کے ساتھ والے گروہ نے سجدے کیے' پھر ساتھ والے پیچھے ہٹ آئے اور دوسرے آگے بڑھے اور انھوں نے اپنے سجدے مکمل کیے' پھر آپ (دوسری رکعت کے لیے) اٹھے اور سب کے ساتھ رکوع کیا' جو آپ کے ساتھ تھے اور جو ان کی حفاظت کرتے تھے' پھر آپ نے اپنے ساتھ والوں کے ساتھ سجدے کیے' پھر وہ پیچھے ہٹ گئے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کی جگہ میں کھڑے ہو گئے اور دوسرے آگے بڑھے اور انھوں نے اپنے سجدے پورے کیے' پھر آپ نے سب کے ساتھ سلام پھیرا۔ اس طرح ان میں سے ہر ایک کی اپنے امام کے ساتھ دو دو رکعتیں ہو گئیں' اور ایک دفعہ آپ نے بنوسلیم کے علاقے میں بھی نماز خوف پڑھی تھی۔

فائدہ: سابقہ روایت سے یہ روایت اس بات میں مختلف ہے کہ ان میں پچھلی صف والے اپنی جگہ میں سجدے ادا کر کے پھر اگلی صف میں آتے تھے مگر اس روایت میں پچھلی صف والوں نے اگلی صف میں آ کر اپنے سجدے پورے کیے۔ اگر یہ راوی کی غلط فہمی نہیں تو یہ نماز خوف کی ایک اور صورت بن جائے گی۔ واللہ أعلم.

۱۵۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۱۵۵۲- حضرت ابوبکرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو نماز خوف دو رکعت پڑھائی' پھر سلام پھیر دیا' پھر دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں اور پھر سلام پھیر دیا۔ اس طرح نبی ﷺ نے

۱۵۵۲- [صحيح] تقدم، ح: ۸۳۷، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹۳۹.

صَلّٰى بِالْقَوْمِ فِي الْخَوْفِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى بِالْقَوْمِ الْآخَرِينَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعًا.

چار رکعات پڑھیں۔

فائدہ: یہ نماز خوف کی ایک اور صورت ہے جو سادہ اور آسان ہے مگر احناف کے نزدیک یہ صورت جائز نہیں ہے کیونکہ بعد والی دو رکعتیں امام صاحب کی نفل ہوں گی اور دوسرے گروہ کی فرض۔ اور احناف کے نزدیک نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض جائز نہیں۔ خیر! احناف کے نزدیک' خواہ یہ صورت درست نہ ہو مگر رسول اللہ ﷺ نے تو پڑھائی ہے اور عمل آپ کی سنت پر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام کو دوبارہ نماز پڑھانی پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں' سب کی نماز درست ہوگی۔

١٥٥٣- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى بِطَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى بِآخَرِينَ أَيْضًا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ.

١٥٥٣- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں' پھر سلام پھیرا' پھر دوسرے گروہ کو بھی دو رکعتیں پڑھائیں' پھر سلام پھیرا۔

١٥٥٤- أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ: يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَتَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ قِبَلَ الْعَدُوِّ وُجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ، فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ

١٥٥٤- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ سے نماز خوف کے بارے میں روایت ہے کہ امام قبلہ رخ کھڑا ہو' اور مقتدیوں میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل ان کی طرف منہ کر کے کھڑا رہے۔ تو امام پہلے گروہ کو ایک رکعت پڑھا دے' پھر وہ اپنی جگہ کھڑے ہو کر دوسری رکعت کے رکوع سجدے ادا کرلیں۔ اور دوسروں کی جگہ چلے جائیں اور وہ آ جائیں تو امام انھیں بھی رکوع اور دو سجدے پڑھا

١٥٥٣- [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٣٥٣ من طريق آخر عن الحسن به، وأعلّه، وهو في الكبرى، ح: ١٩٤٠، وانظر الحديث السابق، فإنه شاهد له، وانظر الحديث الآتي برقم: ١٥٥٥.

١٥٥٤- [صحيح] تقدم، ح: ١٥٣٧، وهو في الكبرى، ح: ١٩٤١.

وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ وَيَذْهَبُونَ إِلٰى مَقَامِ أُولٰئِكَ وَيَجِيءُ أُولٰئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فَهِيَ لَهُ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ ثُمَّ يَرْكَعُونَ رَكْعَةً رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ.

دے۔ اس طرح امام کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور ان کی ایک رکعت، پھر وہ خود دوسری رکعت کے رکوع اور دو سجدے ادا کر لیں۔

فائدہ: یہ صورت اجمالاً اور صراحتاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر: ۱۵۳۷ اور ۱۵۳۸۔

١٥٥٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَصَلَّتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وُجُوهُهُمْ قِبَلَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامُوا مَقَامَ الْآخَرِينَ وَجَاءَ الْآخَرُونَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۵۵۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی۔ ان میں سے ایک گروہ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور دوسرے گروہ کے چہرے دشمن کی طرف تھے۔ تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعت پڑھا دیں، پھر وہ دوسرے گروہ کی جگہ چلے گئے اور دوسرے آ گئے۔ آپ نے انھیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔

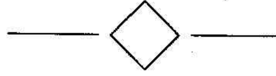
١٥٥٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلّٰى صَلَاةَ الْخَوْفِ بِالَّذِينَ خَلْفَهُ رَكْعَتَيْنِ وَالَّذِينَ جَاؤُوا بَعْدُ رَكْعَتَيْنِ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَلِهٰؤُلَاءِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ.

۱۵۵۶- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے پیچھے کھڑے لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں، پھر جو ان کے بعد آئے، انھیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ تو نبی ﷺ کی چار رکعتیں ہو گئیں اور ان کی دو دو۔

١٥٥٥- [صحيح] أخرجه ابن خزيمة من حديث يونس بن عبيد به، انظر الحديث المتقدم: ١٥٥٣، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٤٢. * الحسن لم يصرح بالسماع، وله شاهد عند مسلم، ح: ٨٤٣/ ٣١٢ وغيره.

١٥٥٦- [صحيح] تقدم، ح: ٨٣٧، ١٥٥٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٤٣.

فائدہ: ان دوروایات میں پہلی دورکعات کے بعد سلام پھیرنے کا ذکر نہیں جبکہ احادیث: ۱۵۵۲ اور ۱۵۵۳ میں الگ الگ سلام کا ذکر ہے اور وہ روایات بھی انھی بزرگوں سے ہیں' لہٰذا یہاں بھی ہردو کے بعد سلام مانا جائے گا گویا کہ رسول اللہ ﷺ کی چار رکعات دو سلام کے ساتھ تھیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ یہ بھی ایک صورت ہے کہ امام ایک سلام کے ساتھ چار رکعات پڑھائے مگر یہ مرجوح بات ہے۔



عیدین سے متعلق احکام و مسائل

عید، عَوْد سے ماخوذ ہے جس کے معنی لوٹنے اور بار بار آنے کے ہیں۔ عید کو عید اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ بار بار لوٹ کر آتی ہے یا اس کے آنے سے مسرت و سرور اور خوشیاں لوٹ آتی ہیں۔

عربوں کے ہاں اظہار مسرت کے لیے منعقد ہونے والے ہر موسمی اجتماع کو عید کہا جاتا ہے۔ عربی میں عید کی جمع اعیاد ہے۔ عیدین اس کا تثنیہ ہے۔ عیدین سے مراد عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔ یہ امت مسلمہ کے خوشی کے دن ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو عرب لوگ اس وقت دو دن کھیل کود کر خوشی منایا کرتے تھے۔ یہ دو دن نیروز اور مہرجان تھے۔ یہ دونوں کلمے فارسی سے معرب ہیں۔ ''نیروز'' اصل میں نوروز (نیا دن) تھا۔ اہل ہیئت کے نزدیک یہ شمسی سال کا پہلا دن ہوتا ہے۔ اس دن سورج برج حمل کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ مہرجان اصل میں مہرگان ہے۔ اس سے مراد وہ دن ہے جب سورج برج میزان میں منتقل ہوتا ہے۔ یہ موسم بہار کی مناسبت سے جشن کی صورت میں منایا جاتا ہے۔ یہ دونوں دن نہایت معتدل اور خوشگوار ہوتے ہیں۔ یہ اہل فارس (ایرانیوں) کے عید کے دن ہیں۔ عرب، فارسیوں کی نقالی اور تقلید میں انھیں مناتے تھے۔

نبیٔ اکرم ﷺ نے ان دنوں کے منانے سے منع فرمایا اور ان کی بجائے دو اچھے دن، یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ منانے کا حکم دیا کیونکہ ان دونوں کا تعلق موسم کی خوشگواری کے بجائے دو عظیم عبادات کی ادائیگی سے ہے۔ عید الفطر سے مراد وہ دن ہے جس میں لوگ روزے رکھنا چھوڑ دیتے ہیں، یعنی یکم شوال

اور عیدالاضحیٰ وہ دن ہے جس میں لوگ قربانیاں کرتے ہیں' یعنی ۱۰ ذوالحجہ کا دن۔ عیدین کا آغاز دو ہجری میں ہوا۔

عیدین سے متعلق مسائل اور ان کی تفصیل احادیث کے ضمن میں آ رہی ہے۔ نماز کا طریقہ اور کچھ دیگر احکام یہاں اختصاراً ذکر کیے جاتے ہیں:

* **زیب و زینت اختیار کرنا:** عید کے دن غسل کرنا' عمدہ لباس پہننا' خوشبو لگانا اور زیب و زینت کی دیگر چیزیں اختیار کرنا مستحب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے جمعے کے دن کو عید بنایا ہے' چنانچہ جو شخص جمعے کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو ہو تو اسے لگائے اور مسواک کا بھی ضرور اہتمام کرے۔'' (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة، حديث:۱۰۹۸) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب جمعے کے دن غسل کرنے' خوشبو لگانے اور مسواک کرنے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جمعے کو اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لیے عید بنایا ہے تو عید کے دن ان تینوں کاموں کا کرنا اور زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا۔ غسل کے استحباب کے مزید دلائل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه' إقامة الصلوات' حديث:۱۳۱۶' و سنن النسائي' صلاة العيدين' حديث:۱۵۶۱. اور ان کے فوائد و مسائل)

* **نماز عیدالفطر کے لیے کچھ کھا کر جانا:** نماز عیدالفطر کی ادائیگی کے لیے جانے سے پہلے طاق عدد میں کھجوریں کھانا مسنون عمل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے دن (نماز کے لیے) اس وقت تک نہیں نکلتے تھے جب تک (طاق عدد میں) چند کھجوریں تناول نہ فرما لیتے۔ (صحيح البخاري' العيدين' حديث: ۹۵۳) اگر کھجوریں دستیاب نہ ہوں تو پھر کوئی بھی چیز کھائی جا سکتی ہے۔

* **نماز عیدالاضحیٰ ادا کر کے کھانا پینا:** نبی اکرم ﷺ عیدالاضحیٰ کے دن نماز عید سے پہلے کچھ نہیں کھاتے تھے' اس لیے سنت یہی ہے کہ عیدالاضحیٰ کی ادائیگی کے بعد کھایا پیا جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عیدالفطر کے لیے کچھ کھائے بغیر نہ نکلتے تھے' البتہ عید قربان کے دن جب تک نماز ادا نہ فرما لیتے کچھ تناول نہ فرماتے۔ (جامع الترمذي' العيدين' حديث: ۵۴۲)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ نماز سے فراغت کے بعد واپسی پر آپ اپنی قربانی کی کلیجی اور جگر وغیرہ تناول فرماتے۔ (السنن الکبریٰ للبیهقي: ۲۸۳/۳)

* **عیدگاہ کی طرف پیدل وسوار جانا:** عیدگاہ کی طرف پیدل بھی جایا جاسکتا ہے اور ضرورت کے پیش نظر سوار ہوکر جانا بھی جائز ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس مسئلے کی بابت لکھتے ہیں کہ اس مسئلے میں تمام روایات انفرادی طور پر ضعیف ہیں لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسئلے کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے اور پھر اس مسئلے کی تائید وتوثیق میں ایک مرسل روایت پیش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے میں شرکت اور عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی نماز کی ادائیگی کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے' نیز سعید بن مسیب کا قول ہے کہ عیدالفطر کی تین سنتیں ہیں: ''عیدگاہ کی طرف پیدل جانا' نماز عید کی ادائیگی کے لیے جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا اور نماز عید کے لیے غسل کرنا۔'' نیز امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کہ عیدگاہ کی طرف پیدل جانا سنت ہے' کو حسن قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث پر اکثر اہل علم کا عمل ہے۔ بنابریں معلوم ہوا کہ عیدگاہ کی طرف پیدل جانا کم از کم مستحب ضرور ہے' تاہم ضرورت کے پیش نظر سواری پر سوار ہوکر بھی جایا جاسکتا ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۱۰۴،۱۰۳/۳)

* **خواتین کا عیدگاہ میں جانا:** عید کے موقع پر خواتین اسلام کو بھی اہل اسلام کی دعا میں شرکت کی تاکید کی گئی ہے۔ جو عورتیں نماز نہیں پڑھ سکتیں انھیں بھی حاضری کا حکم دیا گیا ہے۔ مزید یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر کسی عورت کے پاس اوڑھنی نہیں ہے تو وہ کسی اور عورت کی اوڑھنی میں لپٹ جائے اور اس طرح دو عورتیں ایک چادر میں لپٹ کر عیدگاہ پہنچیں۔ (صحیح البخاري' العیدین' حدیث: ۹۸۰) مزید دیکھیے: (سنن النسائي' صلاۃ العیدین' حدیث: ۱۵۵۹ اور اس کے فوائد)

* **عیدگاہ یا کھلے میدان میں عید پڑھنا:** نماز عید کا اہتمام عیدگاہ میں ہونا چاہیے' اگر عیدگاہ نہ ہو تو کھلے میدان میں عید کا انتظام کرنا چاہیے۔ بلاعذر مسجد میں نماز عید ادا کرنا درست نہیں' البتہ بارش' تیز آندھی یا اس قسم کے شرعی عذر کی صورت میں نماز عید مسجد میں ادا کی جاسکتی ہے۔

* **نماز عید کا وقت:** نماز عید سورج طلوع ہونے کے بعد جلد از جلد ادا کرنی چاہیے۔ دیگر امور کی

نسبت نبیٔ اکرم ﷺ نماز عید سب سے پہلے ادا کرتے تھے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم نحر کے دن ہمیں خطاب فرمایا کہ ہم آج کے دن سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ نماز پڑھیں گے، پھر (نماز سے) فارغ ہو کر قربانی کریں گے۔ جس نے اسی طرح کیا اس نے ہماری سنت پر عمل کیا۔(صحیح البخاري، العیدین، حدیث:۹۶۸)

جناب یزید بن خمیر الرحبی بیان کرتے ہیں کہ صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور امام کے تاخیر کر دینے کو انھوں نے ناپسند کیا اور کہا: ہم تو اس وقت فارغ ہو چکے ہوتے تھے، یعنی اشراق کے وقت۔(سنن أبي داود، الصلاۃ، حدیث:۱۱۳۵) اس لیے زیادہ تاخیر مناسب نہیں۔

* **طریقۂ نماز:** طریقۂ نماز میں درج ذیل امور پر بحث ہوگی: ۞ اذان واقامت۔ ۞ تعداد رکعات۔ ۞ سورتوں کا تعین۔ ۞ زائد تکبیرات۔

۞ **اذان واقامت کا حکم:** نماز عید کے لیے اذان اور اقامت نہیں کہی جاتی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا، آپ نے نماز عید خطبے سے قبل بغیر اذان واقامت کے پڑھائی......(صحیح مسلم، العیدین، حدیث:(۴)-۸۸۵) معلوم ہوا نماز عید کے لیے اذان واقامت ثابت نہیں۔

۞ **تعداد رکعات:** عیدین کی نماز دو دو رکعت ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے، عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے، مسافر کی نماز دو رکعت ہے اور جمعے کی نماز بھی دو رکعت ہے۔ یہ تمام نمازیں نبیٔ اکرم ﷺ کی زبانی مکمل ہیں۔ ان میں کوئی کمی اور نقص نہیں۔(سنن النسائي، صلاۃ العیدین، حدیث:۱۵۶۷)

۞ **سورتوں کا تعین:** حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازوں میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: سورۂ ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ اور ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (صحیح مسلم، العیدین، حدیث:(۱۴)-۸۹۱) جبکہ ایک روایت میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ پڑھنے کا ذکر ملتا ہے، بنا بریں عیدین میں مقتدیوں یا موقع محل کا لحاظ رکھتے ہوئے دونوں حدیثوں میں سے کسی ایک پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

❁ زائد تکبیرات: نماز عید میں بارہ تکبیریں زائد ہیں۔ سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں۔ دونوں رکعتوں میں قراءت، تکبیرات کے بعد ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عیدالفطر کی نماز کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں اور دونوں رکعتوں میں قراءت تکبیرات کے بعد ہے۔'' (سنن أبي داود، الصلاۃ، حدیث: ۱۱۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔ (سنن أبي داود، الصلاۃ، حدیث: ۱۱۴۹)

❁ زائد تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین: تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدین کرنے کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی صریح دلیل نہیں ہے۔ امام ابن حزم اس کی بابت لکھتے ہیں: [لَمْ يَصِحَّ قَطُّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ فِيهِ يَدَيْهِ] ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً یہ ثابت نہیں کہ آپ نے ان تکبیروں میں رفع الیدین کیا ہے۔'' محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ مسنون نہیں ہے۔ (إرواء الغلیل: ۱۱۲/۳) تاہم تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدین کرنے کی بابت ائمہ کے اقوال ضرور ملتے ہیں۔ عطاء بن ابی رباح سے پوچھا گیا: کیا امام نماز عیدین میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں، وہ رفع الیدین کرے اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہاتھ اٹھائیں۔ (مصنف عبدالرزاق: ۲۹۷/۳) نیز امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تکبیرات عیدین کے موقع پر ہاتھ اٹھانے چاہییں اگرچہ میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا۔ (الفریابي بحوالہ إرواء الغلیل: ۱۱۳/۳) اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ تکبیرات عیدین میں ہاتھ اٹھانے چاہییں۔ (الأم: ۲۳۷/۱) لہٰذا ان اقوال کی روشنی میں اگر کوئی تکبیرات عیدین میں رفع الیدین کرتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے اور کوئی نہیں کرتا تو اس کا بھی جواز ہے۔ اس مسئلے میں تشدد مناسب نہیں۔ واللہ أعلم.

✱ عید کا خطبہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ عید کا خطبہ نماز عید کے بعد دیا کرتے تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے پہلے نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا۔ (صحیح مسلم، العیدین، حدیث:

(۴)-۸۸۵)حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید کی نمازوں میں حاضر ہوا۔ وہ سب نماز عید خطبے سے قبل پڑھتے تھے۔ (صحيح البخاري، العيدين، حديث:۹۶۲)

* منبر کے بغیر خطبہ دینا: نبی اکرم ﷺ سے عیدگاہ میں منبر لے جانا ثابت نہیں۔ سب سے پہلے مروان اپنے عہد میں عیدگاہ میں منبر لے گیا تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: [يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ! أَخْرَجْتَ الْمِنبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيهِ] ”اے مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ تم نے عید کے روز منبر نکلوایا ہے جبکہ اس دن یہ نہ نکالا جاتا تھا۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:۱۱۴۰) معلوم ہوا عیدگاہ میں منبر لے جانا محض تکلف اور سنت کی خلاف ورزی ہے، البتہ ضرورت کے پیش نظر سواری یا کسی اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جا سکتا ہے۔

* خطبۂ عید سننے یا نہ سننے کا اختیار: حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا: ”جو آدمی جانا چاہے وہ جا سکتا ہے اور جو خطبہ سننے کے لیے ٹھہرنا چاہتا ہے وہ ٹھہرے۔“ (سنن النسائي، العيدين، حديث:۱۵۷۲) اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ خطبۂ عید سننا واجب نہیں، تاہم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل اور نبی اکرم ﷺ کا حکم کہ حائضہ اور پردہ نشین عورتیں بھی عیدگاہ میں حاضر ہوں، سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خطبۂ عید سننے کا اہتمام کرنا چاہیے، بلاوجہ اس میں بے پروائی نہ کی جائے۔ واللہ أعلم.

* راستہ بدلنا: عید کے دن نماز عید کے لیے ایک راستے سے جانا اور واپسی پر دوسرے راستے سے آنا مسنون عمل ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ عید کے روز (عیدگاہ آتے جاتے ہوئے) راستہ تبدیل فرماتے تھے۔ (صحيح البخاري، العيدين، حديث:۹۸۶)

* نماز عید سے پہلے اور بعد میں نوافل پڑھنے کا حکم: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عید کے روز دو ہی رکعتیں ادا فرمائیں، اس سے پہلے نماز پڑھی نہ بعد میں۔ (صحيح البخاري، العيدين، حديث:۹۶۴، وصحيح مسلم، العيدين، حديث:۸۸۴) سنن ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے واپس گھر آ کر دو رکعتیں پڑھیں۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه، إقامة

الصلوات' حدیث: ۱۲۹۳) ان میں حل اور تطبیق کی صورت یہ ہے کہ بالخصوص عیدگاہ میں نماز عید سے قبل کچھ پڑھا جاسکتا ہے نہ بعد میں' البتہ گھر میں مطلق نوافل پڑھے جا سکتے ہیں کہ ان کا تعلق نماز عید سے نہیں۔ واللہ أعلم.

* عید کے بعد جمعے کی رخصت: اگر عید جمعے کے روز ہو تو نماز عید ادا کرنے کے بعد لوگوں کو رخصت ہے کہ وہ جمعہ ادا کرنے کے بجائے اپنے ڈیروں وغیرہ ہی میں نماز ظہر ادا کر لیں' جمعے کے لیے حاضر نہ ہوں' البتہ خطیب کے لیے مستحب یہی ہے کہ وہ جمعہ پڑھائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ عیدین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' آپ نے دن کے آغاز میں عید کی نماز پڑھی' پھر آپ نے جمعے کی رخصت دے دی۔ (سنن النسائي' العیدین' حدیث: ۱۵۹۲)

* کھیل کود: عید کے دن خوشی کا اظہار کرنا' چھوٹے بچے بچیوں کے لیے' دف وغیرہ بجا کر ملی نغمے اور ایسے اشعار پڑھنا جو اسلامی روح کے منافی نہ ہوں اور شرک کی آمیزش سے پاک ہوں' جائز ہے۔ اسی طرح ایسی کھیل کود جو جنگی تربیت یا جسمانی صحت کے لیے مفید ہو' کھیلنا درست ہے' تفصیل آگے احادیث میں آرہی ہے۔



بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ١٩) - كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة . . .)

نمازعیدین سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) -

باب:۱......

١٥٥٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ: كَانَ لِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْمَدِينَةَ قَالَ «كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُونَ فِيهِمَا وَقَدْ أَبْدَلَكُمُ اللهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى».

۱۵۵۷- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ دور جاہلیت کے لوگوں کے لیے سال میں دو دن تھے جن میں وہ کھیلتے کودتے تھے۔ جب نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: ”تمھارے لیے دو دن تھے جن میں تم کھیلا کودا کرتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے تمھیں ان کے بجائے دو اچھے دن دے دیے ہیں۔ ایک عیدالفطر کا دن اور ایک عیدالاضحیٰ کا دن۔“

فوائد ومسائل: ① ”دو دن“ سے نوروز اور مہرجان مراد ہیں۔ نوروز تو نئے سال کا پہلا دن ہوتا تھا اور مہرجان موسم بہار کی مناسبت سے جشن کی صورت میں منایا جاتا تھا۔ یہ دونوں ایرانیوں کی عیدیں تھیں۔ عرب صرف نقالی کے طور پر انھیں مناتے تھے۔ ② ”دو اچھے دن“ کیونکہ ان کا تعلق نہ تو موسم کی خوش گواری سے ہے‘ نہ کسی بادشاہ کی تاجپوشی سے‘ بلکہ ان کا تعلق دو عظیم عبادات کی ادائیگی سے ہے‘ لہٰذا ان میں بجائے لہو ولعب کے عبادت‘ تشکر اور دعا کی حکمرانی ہوگی۔ باقی رہی خوشی تو یہ ایک ذہنی چیز ہے۔ ایک کھلنڈرا شخص جس طرح کھیل کود میں خوش ہوتا ہے‘ مومن اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر عبادت میں لذت محسوس کرتا ہے‘ پھر لہو ولعب کی خوشی تو صرف امراء کے ساتھ خاص ہے مگر عبادت کی خوشی میں امیر غریب سب شریک ہو سکتے ہیں۔ عبادات کی ادائیگی کے بعد مناسب کھیل کود میں بھی کوئی حرج نہیں‘ جیسے بچیوں کا دف بجانا اور حبشیوں کا جنگی کھیل کھیلنا

١٥٥٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب صلاة العيدين، ح: ١١٣٤ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٣/ ٢٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٥٥، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٩٤، ووافقه الذهبي.

احادیث سے ثابت ہے۔ مگر ایسی خوشی جس کی بنیاد فخر وغرور اور دولت کی نمائش واسراف پر ہو ایک فطری دین کے سراسر خلاف ہے۔ ③ "عید" عود سے ہے یعنی بار بار پلٹ کے آنے والی چیز' ظاہر ہے عید بار بار آتی ہے' نیز ہر آدمی ان سے بار بار لطف اندوز ہونے کی خواہش رکھتا ہے اور ایک دوسرے کو "کئی عیدوں" کی دعا بھی دی جاتی ہے۔ ④ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ مسلمانوں کی صرف دو ہی عیدیں ہیں' تیسری کوئی عید نہیں' اس لیے "عید میلاد" کی کوئی شرعی حیثیت نہیں' یہ بدعت اور خانہ ساز ہے۔ اس کے جواز کے لیے جو "دلائل" دیے جاتے ہیں' ان کی حقیقت جاننے کے لیے ملاحظہ ہو' حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ کی تالیف "جشن عید میلاد اور مجوزین کے دلائل کا جائزہ۔"

(المعجم ٢) - بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدَيْنِ مِنَ الْغَدِ (التحفة ٦٥٣)

باب:٢-عیدین کے لیے اگلے (دوسرے) دن نکلنا

١٥٥٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ أَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمُومَةٍ لَهُ: أَنَّ قَوْمًا رَأَوُا الْهِلَالَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا بَعْدَ مَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ وَأَنْ يَخْرُجُوا إِلَى الْعِيدِ مِنَ الْغَدِ.

۱۵۵۸-حضرت ابوعمیر بن انس اپنے چچاؤں سے بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے عید کا چاند دیکھا (مگر نبی ﷺ کو بروقت اطلاع نہ مل سکی اور عام لوگوں نے روزہ رکھ لیا)' پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے (اور اطلاع کی) تو آپ نے لوگوں کو دن چڑھ آنے کے بعد روزہ کھولنے کا اور اگلے دن نماز (عید) کے لیے نکلنے کا حکم دیا۔

فوائد ومسائل: ① "روزہ کھول دینے کا حکم دیا" گویا ضروری نہیں کہ سب لوگ یا ہر شہر اور بستی والے چاند دیکھیں بلکہ کچھ لوگ چاند دیکھ لیں تو وہ دوسرے لوگوں اور شہروں کے لیے بھی کافی ہوگا۔ ظاہر یہی ہے کہ چاند دیکھنے والے مذکورہ لوگ مدینہ سے باہر کے ہوں گے ورنہ وہ رات کے وقت ہی آپ کو اطلاع کر دیتے۔ اگر مدینے سے باہر والے لوگوں کا چاند دیکھنا مدینہ منورہ والوں کے لیے کافی ہے تو دیگر شہروں کے لیے بھی یہی حکم ہوگا' اِلاّ یہ کہ مطلع میں اتنا فرق ہو کہ چاند نظر آنے میں ایک دن یا زائد کا فرق ممکن ہو۔ اس صورت میں ان کا حساب الگ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ چاند کی اطلاع جب بھی ملے' اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ روزہ رکھنے کی صورت میں اسے کھولنا واجب ہوگا۔ اگر اسی دن عید پڑھنا ممکن ہو تو اسی دن زوال سے قبل عید پڑھی جائے گی

١٥٥٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الشهادة على رؤية الهلال، ح:١٦٥٣ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٥٦، وصححه البيهقي:٣/٣١٦، وابن حزم (المحلى: ٥/ ٩٢)، وابن حبان، والنووي في الخلاصة، وحسنه الدارقطني: ٢/ ١٧٠.

اور اگر زوال سے پہلے عید پڑھنا ممکن نہ ہو تو اگلے دن عید کی نماز ادا کی جائے گی۔ چونکہ چاند کی رؤیت میں عموماً ایک ہی دن کا فرق ممکن ہے لہٰذا ایک دن سے زائد نماز عید مؤخر نہ کی جائے۔ احادیث میں بھی ایک ہی دن کا ذکر ہے۔ اس مسئلے میں دونوں عیدیں برابر ہیں۔ ② اگر بارش یا اندھیری وغیرہ کی وجہ سے اصل دن عید پڑھنا ممکن نہ ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ ③ ''نماز عید کے لیے نکلنے کا'' اصل یہی ہے کہ نماز عید آبادی سے باہر کھلے میدان میں پڑھی جائے کہ اس میں شان وشوکت کا زیادہ اظہار ہے۔ اور یہ بھی عید کا ایک مقصد ہے۔ بعض حضرات نے اس حکم کی علت یہ قرار دی ہے کہ چونکہ مسجد میں پوری آبادی کے لوگ سما نہیں سکتے' اس لیے جگہ کی تنگی کے پیش نظر باہر نکلنے کا حکم دیا۔ گویا اگر کہیں مسجد اور اس کے ساتھ اتنی جگہ خالی ہو کہ تمام لوگ اس میں آرام سے نماز پڑھ سکیں تو نماز عید مسجد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے جیسا کہ حرمین (بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف) میں ہوتا ہے۔ مگر ضروری نہیں کہ مذکورہ حکم کی علت یہی ہو لہٰذا سنت نبوی پر عمل ہی اولیٰ ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣) - خُرُوجُ الْعَوَاتِقِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ٦٥٤)

باب:۳-عیدین میں بالغ اور پردہ نشین عورتوں کا (باہر) نکلنا

١٥٥٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ لَا تَذْكُرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِلَّا قَالَتْ: بِأَبَا. فَقُلْتُ: أَسَمِعْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ كَذَا وَكَذَا؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، بِأَبَا، قَالَ: «لِيَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضُ وَيَشْهَدْنَ الْعِيدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَلْيَعْتَزِلِ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى».

۱۵۵۹-حضرت حفصہ (بنت سیرین) سے روایت ہے کہ حضرت ام عطیہ ؓ جب بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتی تھیں تو [بِأَبَا] ''میرا باپ آپ پر فدا ہو جائے'' ضرور کہتی تھیں۔ (ایک دفعہ) میں نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ایسے (یعنی عیدین میں عورتوں کے باہر جانے کے بارے میں) فرماتے سنا ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں' [بِأَبَا] آپ ﷺ نے فرمایا: ''بالغ اور پردہ نشین حتی کہ حیض والی عورتیں بھی باہر عید کے لیے جائیں اور نماز عید اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں' البتہ حیض والی عورتیں نماز والی جگہ سے الگ بیٹھی رہیں۔''

فوائد ومسائل: ① تمام صحابہ وصحابیات ؓ رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور اپنی ہر چیز آپ پر فدا کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ مگر مذکورہ صحابیہ کا یہ خصوصی اظہار عقیدت تھا کہ آپ کے غائبانہ ذکر

١٥٥٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٩٠، وهو في الكبرى، ح: ١٧٥٧.

پر بھی [بِأَبَا] جیسا پیارا لفظ بولتی تھیں۔ ویسے صحابہ عموماً نبی ﷺ سے خطاب کے وقت [بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُولَ اللّٰهِ!] ”اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں“ کے الفاظ سے اظہار محبت فرمایا کرتے تھے۔ رضي الله عنهم وأرضاهم. ② عید خوشی اور شان و شوکت نیز تشکر و دعا کا خاص موقع ہے اس لیے اس میں مردوں اور عورتوں سب کو حاضری کا حکم دیا حتی کہ نماز نہ پڑھنے والی عورتوں کو بھی حاضری کی تاکید کی گئی تاکہ عید کے دیگر مقاصد پورے ہو سکیں۔ معلوم ہوا عید مسلمانوں کا شعار (خصوصی نشان) ہے۔ عوام الناس کے نزدیک بھی عید میں بلاوجہ شریک نہ ہونے والا اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ ③ ”الگ بیٹھی رہیں“ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہاں نماز والی جگہ کو مسجد کا حکم دیا گیا لہٰذا حیض والی عورت نماز کی جگہ سے الگ بیٹھے یا اس لیے الگ بیٹھے کہ صفوں میں رخنہ نہ پڑے یا دوسری عورتوں کو اس کے حیض سے تکلیف نہ ہو البتہ اس قسم کی عورتیں وعظ اور دعا میں شریک ہوں گی۔ ④ عید کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد دعا بھی ہے لہٰذا عید کے خطبے میں دعا کا خصوصی اہتمام کیا جائے جس میں نہ صرف اپنے لیے بلکہ جمیع مسلمانوں کے لیے دعائیں کی جائیں۔

(المعجم ٤) - اِعْتِزَالُ الْحُيَّضِ مُصَلَّى النَّاسِ (التحفة ٦٥٥)

١٥٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: لَقِيتُ أُمَّ عَطِيَّةَ فَقُلْتُ لَهَا: هَلْ سَمِعْتِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ وَكَانَتْ إِذَا ذَكَرَتْهُ قَالَتْ: بِأَبَا قَالَ: «أَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَلْيَعْتَزِلِ الْحُيَّضُ مُصَلَّى النَّاسِ».

باب:۴- حیض والی عورتوں کا عید گاہ سے الگ رہنا

۱۵۶۰- حضرت محمد (بن سیرین) سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرت ام عطیہ ؓ سے ملا اور ان سے پوچھا: کیا آپ نے نبی ﷺ سے (نماز عید میں عورتوں کی شرکت کے بارے میں) کچھ سنا ہے؟ اور وہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر کرتی تھیں تو وہ کہتی تھیں: [بِأَبَا] ”میرا باپ آپ پر فدا ہو جائے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بالغ اور پردہ نشین عورتوں کو بھی (عید میں) ساتھ لے کر جاؤ تاکہ وہ بھی اس نیکی اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں البتہ حیض والی عورتیں لوگوں کی نماز والی جگہ (عید گاہ) سے الگ رہیں۔“

١٥٦٠ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب خروج النساء والحيض إلى المصلى، ح:٩٧٤، ومسلم، صلاة العيدين، باب ذكر إباحة خروج النساء في العيدين إلى المصلى ... الخ، ح:٨٩٠ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٥٨.

فائدہ: نوجوان عورتوں کو عید کے لیے جانے کے حکم سے صاف سمجھ آتا ہے کہ دوسری عورتیں تو بدرجۂ اولیٰ جائیں گی۔

(المعجم ٥) - بَابُ الزِّينَةِ لِلْعِيدَيْنِ

(التحفة ٦٥٦)

١٥٦١- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَجَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حُلَّةً مِنِ اسْتَبْرَقٍ بِالسُّوقِ فَأَخَذَهَا فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! ابْتَعْ هٰذِهِ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَالْوَفْدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ» أَوْ «إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ»، فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ فَأَقْبَلَ بِهَا حَتّٰى جَاءَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! قُلْتَ: «إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ»، ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بِعْهَا وَتُصِبْ بِهَا حَاجَتَكَ».

باب:۵-عیدین میں زینت اختیار کرنا

(بن سنور کر جانا)

۱۵۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بازار میں ریشم کا ایک جوڑا (برائے فروخت) دیکھا۔ وہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور گزارش کی: اے اللہ کے رسول! اسے خرید لیں اور عید اور وفود سے ملاقات کے مواقع پر زیب تن فرمایا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ (ریشم) تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔“ یا (فرمایا:) ”اسے تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کو (آخرت میں) کچھ نہیں ملے گا۔“ کچھ عرصہ جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ ٹھہرے رہے' پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ریشم کا ایک جبہ بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس جبے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو فرمایا تھا: ”یہ ان کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔“ پھر آپ نے یہ جبہ مجھے بھیج دیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے بیچ کر اپنی ضروریات پوری کرو۔“

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے وہ جبہ نہیں خریدا اس کی وجہ اس کا ریشمی ہونا تھا' نہ کہ زیب و زینت ہونا' لہٰذا مصنف رحمہ اللہ کا باب پر اس روایت سے استدلال صحیح ہے۔ ② جس چیز کا استعمال بعض افراد کے لیے

١٥٦١ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٨/ ٨ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٦٠، وأخرجه البخاري، ح: ٩٤٨ و٣٠٥٤ من حديث ابن شهاب به.

جائز ہو اور بعض کے لیے ناجائز' اسے کسی کو بھی بطور تحفہ دیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ خود استعمال نہ کرے گا تو دوسرے کو دے دے گا یا بیچ ڈالے گا۔ ایسی چیز کی تجارت بھی جائز ہے' جیسے ریشم وغیرہ' البتہ جو چیز مطلقاً حرام ہے وہ نہ کسی کو تحفے میں دی جاسکتی ہے اور نہ اس کی تجارت جائز ہے' جیسے شراب اور خنزیر وغیرہ۔ ④ ''یہ ان کا لباس ہے...... الخ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ کافر لوگ ریشم پہنتے ہیں' مسلمان نہیں پہنتے بلکہ انھیں آخرت میں بطور اکرام ملے گا۔ ⑤ ''جو ریشم پہنے' اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں'' اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کافر ہے کیونکہ ریشم پہننا گناہ ہے' کفر نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس پر مؤاخذہ ہوسکتا ہے اگر اس نے توبہ نہ کی۔ والله أعلم.

(المعجم ٦) - اَلصَّلَاةُ قَبْلَ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٦٥٧)

باب:٦- عید کے دن امام (کے نماز عید پڑھانے) سے قبل کوئی نماز (نفل) پڑھنا

١٥٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ: أَنَّ عَلِيًّا اسْتَخْلَفَ أَبَا مَسْعُودٍ عَلَى النَّاسِ فَخَرَجَ يَوْمَ عِيدٍ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُصَلّٰى قَبْلَ الْإِمَامِ.

۱۵۶۲- حضرت ثعلبہ بن زہدم سے مروی ہے کہ حضرت علی ؓ نے حضرت ابومسعود ؓ کو (ایک دفعہ) لوگوں پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ وہ عید کے دن (عید کے لیے) باہر نکلے تو فرمایا: اے لوگو! یہ نبی ﷺ کا طریقہ نہیں کہ امام (کے نماز عید پڑھانے) سے پہلے کوئی نفل نماز پڑھی جائے۔

فائدہ: صحابی کے ایسے الفاظ روایت کو مرفوع (نبی ﷺ کے قول وفعل) کے حکم میں مانا جاتا ہے۔ نماز عید سے پہلے نوافل پڑھنا منع ہیں کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے معمول کے خلاف ہے' البتہ نماز عید کے بعد واپس آ کر گھر میں نوافل پڑھنے کی اجازت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے نماز عید کے بعد گھر میں دو رکعت نماز پڑھنا منقول ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٧/ ١٦٢، ١٦٣)

(المعجم ٧) - تَرْكُ الْأَذَانِ لِلْعِيدَيْنِ (التحفة ٦٥٨)

باب:٧- عیدین کے لیے اذان نہ کہنا

١٥٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو

۱۵۶۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول

١٥٦٢- [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٦١، ولأصل الحديث شواهد. * سفيان الثوري عنعن هاهنا، وصرح في حديث آخر (تقدم، ح: ١٥٣١)، وتابعه شعبة عند الطبراني عن الأشعث بن سليم به، ولكنه أسقط ثعلبة بن زهدم (الكبير: ١٧/ ٢٤٨، ح: ٦٩٢).

١٥٦٣- أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح: ٨٨٥/ ٤ من حديث عبدالملك به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٦٢.

عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي عِيدٍ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

اللہ ﷺ نے ہمیں نماز عید خطبے سے قبل اذان اور اقامت کے بغیر پڑھائی۔

فائدہ: سنت یہی ہے کیونکہ اذان واقامت پانچ وقت کی فرض نمازوں اور جمعۃ المبارک کے لیے ہے جیسا کہ متعدد احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ غرض عیدین میں رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل نہ تھا' اس لیے اس کا نہ کرنا ہی سنت ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٨) - اَلْخُطْبَةُ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٦٥٩)

باب:٨- عید کے دن خطبہ دینا

١٥٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي زُبَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ عِنْدَ سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَذْبَحَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِأَهْلِهِ» فَذَبَحَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! عِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ، قَالَ: «اِذْبَحْهَا وَلَنْ تُوفِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

١٥٦٤- حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب ؓ نے ہمیں مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے پاس بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں عیدالاضحیٰ کے دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''آج کے دن ہم سب سے پہلے جس چیز کی ابتدا کریں گے وہ یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں گے' پھر (قربانی) ذبح کریں گے۔ جو شخص ایسا کرے گا' وہ ہماری سنت پر عمل کرے گا اور جو اس (نماز پڑھنے) سے پہلے ذبح کرے گا تو (یہ قربانی نہیں بلکہ) اس نے اپنے گھر والوں کے لیے گوشت تیار کیا ہے۔'' اتفاقاً حضرت ابوبردہ بن نیار نے (نماز عید سے قبل) قربانی ذبح کر دی تھی۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک جذعہ (نوجوان بکرا) ہے جو دو دانتے سے (جسمانی طور پر) بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ''چلو اسے ذبح کر دو لیکن ایسا جانور تیرے علاوہ کسی سے کفایت نہ کرے گا۔''

١٥٦٤- أخرجه البخاري، العيدين، باب سنة العيدين لأهل الإسلام، ح:٩٥١، ومسلم، الأضاحي، باب وقتها: ١٩٦١/ ٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٦٤.

فوائد ومسائل: ① ''کفایت نہ کرے گا'' کیونکہ قربانی کے لیے بکرے گائے اور اونٹ کا دو دانتا (جس کے سامنے کے دو دانت گر چکے ہوں) ہونا ضروری ہے۔ حدیث میں مذکور جذعہ (بکرا) دو دانتا یعنی مسنہ نہیں ہوتا بلکہ اس سے کم عمر ہوتا ہے لہٰذا یہ کفایت نہیں کرے گا۔ بکرے کے جذعے کی رخصت خاص ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لیے تھی جیسا کہ حدیث میں ہے۔ جبکہ دنبے اور چھترے کا جذعہ جائز ہے کسی فرد سے اس کی تخصیص نہیں۔ بنابریں جس جانور کی قربانی کرنا بعد والوں کے لیے جائز نہیں خواہ مجبور ہی کیوں نہ ہوں وہ بکرے کے جذعے کی قربانی ہے۔ احادیث کے مجموعے سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. ② حدیث میں جذعہ سے مراد بکرے کا جذع ہے۔ بھیڑ کا جذع عموماً ایک سال کا ہوتا ہے جمہور کی یہی رائے ہے۔ بعض نے چھ ماہ کے بھیڑ کے بچے کو بھی جذعہ کہا ہے مگر جمہور کی رائے کے مقابلے میں یہ موقف مرجوح ہے۔ واللہ أعلم. اس مسئلے کی تفصیل کے لیے اسی کتاب کی کتاب الضحایا کو دیکھیے۔

(المعجم ٩) - بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ (التحفة ٦٦٠)

باب:۹-عیدین کی نماز خطبے سے قبل پڑھنا

١٥٦٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

۱۵۶۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما عیدین میں نماز خطبے سے قبل پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ بات متفق علیہ ہے۔ بنوامیہ نے اپنے دور میں خطبہ نماز سے پہلے کر دیا تھا مگر یہ شاہی حکم ان کی حکومت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ بقا سنت ہی کو ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ إِلَى الْعَنَزَةِ (التحفة ٦٦١)

باب:۱۰-عیدین کی نماز میں سامنے برچھا یا نیزہ وغیرہ گاڑنا

١٥٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۱۵۶۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

١٥٦٥ـ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح:٨٨٨ من حديث عبدة، والبخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح:٩٦٣ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٦٧.

١٥٦٦ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:١٧٦٩، وله طرق عند البخاري، ح:٤٩٤، ٤٩٨، ٩٧٢، ٩٧٣، ومسلم، ح:٥٠١ وغيرهما من حديث نافع به.

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ الْعَنَزَةَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى يُرْكِزُهَا فَيُصَلِّي إِلَيْهَا.

رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن چھوٹا نیزہ ساتھ لے جایا کرتے تھے' پھر اسے گاڑ لیتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے۔

فوائد ومسائل: ① باب کا مفہوم یہ ہے کہ کھلی جگہ میں امام کے آگے سترہ ہونا چاہیے تاکہ کسی کے گزرنے سے نماز نہ ٹوٹ جائے۔ ② سترے کی غرض سے نیزہ وغیرہ لے جایا جا سکتا ہے اگرچہ آپ نے بھیڑ کے موقع پر اسلحہ لے جانے سے روکا ہے کیونکہ کسی کو اتفاقاً بھی زخم لگ سکتا ہے' البتہ صرف امام کے ساتھ نیزہ ہو تو ایسا کوئی خطرہ نہیں' لہٰذا جائز ہے۔

(المعجم ١١) - عَدَدُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ٦٦٢)

باب:۱۱-نماز عیدین کی رکعتیں

١٥٦٧- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ زُبَيْدٍ الْأَيَامِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، ذَكَرَهُ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: صَلَاةُ الْأَضْحٰى رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْمُسَافِرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ.

۱۵۶۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے' عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے' مسافر کی نماز دو رکعت ہے اور جمعے کی نماز بھی دو رکعت ہے۔ یہ تمام نمازیں نبی ﷺ کی زبانی مکمل ہیں' ان میں کوئی کمی اور نقص نہیں۔

فائدہ: یہ مسئلہ بھی متفق علیہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں' البتہ جمہور علماء آثار صحابہ کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ مسافر چاہے تو پوری نماز' یعنی چار رکعت پڑھ سکتا ہے۔ تاہم رسول اللہ ﷺ نے سفر کی نماز ہمیشہ دو رکعت ہی پڑھی ہے' اس لیے افضل قصر ہی ہے۔

(المعجم ١٢) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ﴿قٓ﴾ وَ﴿اقْتَرَبَتِ﴾ (التحفة ٦٦٣)

باب:۱۲-نماز عیدین میں سورۂ ﴿قٓ﴾ اور ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ کا پڑھنا

١٥٦٧_[صحيح] تقدم، ح: ١٤٢١، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٧١.

١٥٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي ضَمْرَةُ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَرَجَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَ عِيدٍ، فَسَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ؟ فَقَالَ: بِـ ﴿قٓ﴾ وَ﴿اقْتَرَبَتِ﴾.

۱۵۶۸-حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن نکلے تو آپ نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی ﷺ اس دن کون سی سورتیں (نماز عید میں) پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: سورۂ ﴿ق﴾ اور سورۂ ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾

(المعجم ١٣) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (التحفة ٦٦٤)

باب:۱۳-عیدین کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ کا پڑھنا

١٥٦٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَيَقْرَأُ بِهِمَا.

۱۵۶۹-حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعے کے دن سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ کبھی جمعہ اور عید ایک دن میں اکٹھے ہو جاتے تو بھی آپ یہی دونوں سورتیں پڑھتے۔

فائدہ: عیدین میں مقتدیوں یا موقع محل کا لحاظ رکھتے ہوئے دونوں حدیثوں میں سے کسی حدیث پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے اور یہ اولیٰ ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ (التحفة ٦٦٥)

باب:۱۴-عیدین میں نماز کے بعد خطبہ ہوگا

١٥٦٨ـ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب ما يقرأ في صلاة العيدين، ح: ٨٩١ من حديث ضمرة به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٧٣.

١٥٦٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤٢٥، وهو في الكبرى، ح: ١٧٣٨.

١٥٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ يُخْبِرُ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنِّي شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ.

۱۵۷۰- حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے موقع پر حاضر ہوا۔ آپ نے خطبے سے پہلے نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا۔

١٥٧١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ.

۱۵۷۱- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید قربان کے دن نماز کے بعد خطبہ دیا۔

(المعجم ١٥) - اَلتَّخْيِيرُ بَيْنَ الْجُلُوسِ فِي الْخُطْبَةِ لِلْعِيدَيْنِ (التحفة ٦٦٦)

باب:۱۵- عیدین کا خطبہ سننے کے لیے بیٹھنے یا نہ بیٹھنے کا اختیار ہے

١٥٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْعِيدَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْصَرِفَ فَلْيَنْصَرِفْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُقِيمَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيُقِمْ.

۱۵۷۲- حضرت عبداللہ بن سائب ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا: ”جو آدمی جانا چاہے وہ جا سکتا ہے اور جو خطبہ سننے کے لیے ٹھہرنا چاہتا ہے، وہ ٹھہرے۔“

فائدہ: عید کا خطبہ سننا فرض نہیں، مستحب ہے، شاید اسی لیے نماز پہلے کر دی گئی ہے تاکہ جو شخص نماز کے بعد جانا چاہے جا سکے، بخلاف جمعے کے خطبے کے کہ جو شخص نماز سے پہلے آ جائے، وہ خطبہ ضرور سنے گا۔

١٥٧٠ـ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح: ٨٨٤/ ٢ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الزكاة، باب العرض في الزكاة، ح: ١٤٤٩ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٧٨.

١٥٧١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٥٦٤، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٧٧.

١٥٧٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجلوس للخطبة، ح: ١١٥٥، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في انتظار الخطبة بعد الصلاة، ح: ١٢٩٠ من حديث الفضل بن موسٰى به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٧٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٦٢، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٩٥، ووافقه الذهبي، وراجع نيل المقصود.

(المعجم ١٦) - اَلزِّيْنَةُ لِلْخُطْبَةِ لِلْعِيدَيْنِ (التحفة ٦٦٧)

باب:١٦-(عیدین میں) خطبے کے لیے زینت اختیار کرنا (اچھا لباس پہننا)

١٥٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ إِيَادٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ.

١٥٧٣-حضرت ابورمثہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا جبکہ آپ دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھے۔

فوائد ومسائل: ① بُرد دھاری دار چادر کو کہا جاتا تھا۔ یہ عام طور پر یمن میں بنی جاتی تھیں۔ گویا وہ چادریں خالص سبز نہ تھیں بلکہ ان میں سبز دھاریاں تھیں۔ ظاہر ہے اس قسم کا کپڑا زینت کے لیے پہنا جاتا ہے۔ ② امام کو چاہیے کہ وہ اچھا لباس زیب تن کرے تاکہ اس کی شخصیت کے بارے میں اچھا تأثر قائم ہو۔ باطنی طہارت کے ساتھ ظاہری تجمل سونے پر سہاگا ہے البتہ باطنی خباثت پر خوب صورت لباس ایسے ہے جیسے خنزیر کے گلے میں موتی۔ [أَعَاذَ نَا اللّٰهُ مِنْ مَثَلِ السَّوْءِ]

(المعجم ١٧) - اَلْخُطْبَةُ عَلَى الْبَعِيرِ (التحفة ٦٦٨)

باب:١٧-اونٹ پر خطبہ دینا

١٥٧٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَخِيهِ، عَنْ أَبِي كَاهِلٍ الْأَحْمَسِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلٰى نَاقَةٍ وَحَبَشِيٌّ آخِذٌ بِخِطَامِ النَّاقَةِ.

١٥٧٤-حضرت ابوکاہل احمسی ؓ سے منقول ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اونٹنی پر سوار خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا جبکہ ایک حبشی (سیدنا حضرت بلال ؓ) نے اونٹنی کی مہار تھام رکھی تھی۔

١٥٧٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الثوب الأخضر، ح: ٢٨١٢ عن محمد بن بشار به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨١، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٢، وابن خزيمة (الإصابة: ٤/ ٧٠)، والحاكم: ٢/ ٤٢٦، ٦٠٧، ووافقه الذهبي، وراجع نيل المقصود، ح: ٤٠٦٥، ٤٢٠٦، ٤٢٠٧، ٤٤٩٥.

١٥٧٤ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الخطبة في العيدين، ح: ١٢٨٤ من حديث إسماعيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٢.

فائدہ: اس روایت میں عید کا ذکر نہیں جبکہ مسند احمد: (۳۰۶/۴) میں صراحت ہے کہ آپ لوگوں سے عید کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ امام صاحب کا استدلال عموم سے ہو۔ بنابریں لوگ زیادہ ہوں اور آواز سب تک نہ پہنچتی ہو یا امام وخطیب نظر نہ آتا ہو تو جانور پر سوار ہو کر بھی خطبہ دیا جا سکتا ہے۔ یا کسی اور اونچی چیز پر، البتہ قصداً منبر عیدگاہ میں لے جانا درست نہیں کہ یہ تکلف میں شمار ہو گا۔

(المعجم ١٨) - قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٦٦٩)

باب:۱۸- خطبے کے وقت امام کو کھڑا ہونا چاہیے

١٥٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا؟ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً ثُمَّ يَقُومُ.

۱۵۷۵- حضرت سماک نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پھر کچھ دیر بیٹھتے، پھر کھڑے ہو جاتے۔

فائدہ: اس روایت میں بھی عید کا ذکر نہیں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مصنف رحمہ اللہ عید کے خطبے کو جمعے کے خطبے کی طرح سمجھتے ہیں، یعنی اس کے بھی دو خطبے ہوں گے۔ درمیان میں امام بیٹھے گا۔ جمہور اہل علم اسی بات کے قائل ہیں، البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ درمیان میں بیٹھنا خطبے کی طوالت اور امام کی سہولت اور آرام کے لیے ہے یا اختتام خطبہ کا قرب ظاہر کرنے کے لیے؟ دوسری وجہ ہو تو دوسرا خطبہ مختصر ہونا چاہیے اور یہی درست ہے۔ پہلی وجہ ہو تو دونوں خطبے برابر ہونے چاہییں مگر یہ معمول نہیں۔ بعض محققین علماء نے عید میں ایک خطبہ ہی درست سمجھا ہے کیونکہ کسی صحیح روایت میں صراحتاً عید کے دو خطبوں کا ذکر نہیں۔ سنن ابن ماجہ کی جس روایت میں دو خطبوں کا ذکر ہے، وہ روایت ابوبحر عبدالرحمن بن عثمان بن امیہ اور اس کے شیخ اسماعیل بن مسلم الخولانی کی وجہ سے ضعیف اور ناقابل حجت ہے کیونکہ یہ دونوں راوی ضعیف ہیں۔ واللہ أعلم۔ (سنن ابن ماجہ، إقامۃ الصلوات، حدیث: ۱۲۸۹) بنابریں یہ کیفیت، یعنی درمیان میں بیٹھنا، صرف خطبہ جمعہ میں ثابت ہے۔ راجح اور درست موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ عید میں ایک ہی خطبہ ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ١٩) - قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ مُتَوَكِّئًا عَلَى إِنْسَانٍ (التحفة ٦٧٠)

باب:۱۹- امام کا دوران خطبہ میں کسی انسان کا سہارا لینا

١٥٧٥- أخرجه مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة ... الخ، ح: ٨٦٢ من حديث سماك به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٣.

١٥٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ [قَالَ]: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: شَهِدْتُ الصَّلَاةَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلَى طَاعَتِهِ ثُمَّ مَالَ وَمَضَى إِلَى النِّسَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَأَمَرَهُنَّ بِتَقْوَى اللهِ وَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ حَثَّهُنَّ عَلَى طَاعَتِهِ ثُمَّ قَالَ: «تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ» فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سَفِلَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ: لِمَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ» فَجَعَلْنَ يَنْزِعْنَ قَلَائِدَهُنَّ وَأَقْرُطَهُنَّ وَخَوَاتِيمَهُنَّ يَقْذِفْنَهُ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ يَتَصَدَّقْنَ بِهِ.

۱۵۷۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا۔ آپ نے بغیر اذان اور اقامت کے خطبے سے پہلے نماز عید پڑھائی۔ جب آپ نے نماز پوری فرمائی تو بلال کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی' لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے انھیں (اللہ اور رسول کی) اطاعت کی تلقین فرمائی' پھر آپ ایک طرف سے ہو کر عورتوں کی طرف گئے' بلال رضی اللہ عنہ بدستور آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے ان (عورتوں) کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا اور انھیں وعظ و نصیحت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور انھیں اللہ (اور رسول) کی اطاعت کی رغبت دلائی' پھر فرمایا: ''(اے عورتو!) صدقہ کرو کیونکہ اکثر عورتیں جہنم کا ایندھن بنیں گی۔'' تو ایک سیاہ ٹیالے رخساروں والی عام سی عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''تم شکوے شکایت زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔'' عورتیں اپنے ہار' بالیاں اور انگوٹھیاں اتار کر بطور صدقہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں (تاکہ وہ بیت المال میں جمع کروا دیں۔)

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا خطاب اگرچہ صحابیات سے تھا مگر مراد عام عورتیں ہیں۔ یہ دو وصف اگرچہ مردوں میں بھی ممکن ہیں مگر عورتوں میں تقریباً یہ لازمہ ہیں' اس لیے انھیں خصوصاً تنبیہ فرمائی۔ ② جمہور اہل علم کے نزدیک عورتوں سے الگ خطاب کرنا رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے کیونکہ آپ کے بعد خلفائے راشدین نے ایسا نہیں کیا' حالانکہ وہ سنتوں کے شیدائی تھے' نیز اس میں خطبوں کی کثرت یا قطع خطبہ لازم ہے۔ دونوں امور درست نہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ عورتوں کو بھی الگ طور پر وعظ و نصیحت کرے

١٥٧٦ـ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح: ٨٨٥/ ٤ من حديث عبدالملك به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٨٤.

لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ قول شاذ ہے' تاہم اگر کہیں اس کی ضرورت ہو تو اور بات ہے' وہاں ضرورت کے مطابق عمل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ③ عیدین کی نماز اذان واقامت کے بغیر ہوتی ہے۔ ④ عیدین کی نماز پہلے ہوتی ہے اور خطبہ بعد میں ہوتا ہے۔ ⑤ عورتیں بھی نماز عید کے لیے عیدگاہ میں جائیں گی۔ ان کے لیے عیدگاہ میں معقول اور محفوظ انتظام ہونا چاہیے۔ ⑥ عورت اپنے مال سے خاوند کو بتائے بغیر صدقہ کر سکتی ہے۔ ⑦ صدقہ رد بلا ہے۔ ⑧ فقراء ومساکین پر خرچ کرنے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مالدار حضرات سے صدقہ وخیرات کا مطالبہ جائز ہے۔

(المعجم ٢٠) - إِسْتِقْبَالُ الْإِمَامِ النَّاسَ بِوَجْهِهِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٦٧١)

باب:۲۰- خطبے کے دوران میں امام کا لوگوں کی طرف منہ کرنا

١٥٧٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى إِلَى الْمُصَلّٰى فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الثَّانِيَةِ وَسَلَّمَ قَامَ فَاسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ يُرِيدُ أَنْ يَبْعَثَ بَعْثًا ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ وَإِلَّا أَمَرَ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ، قَالَ: «تَصَدَّقُوا»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكَانَ مِنْ أَكْثَرِ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ.

۱۵۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں عیدگاہ تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ جب دوسری رکعت کے بعد بیٹھ کر سلام پھیرتے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ سب لوگ (اپنی اپنی جگہوں پر) بیٹھے رہتے۔ اگر آپ لشکر بھیجنے کی ضرورت محسوس فرماتے تو لوگوں کے سامنے ذکر فرماتے' ورنہ لوگوں کو صدقہ وغیرہ کرنے کا حکم دیتے۔ تین دفعہ فرماتے: ''صدقہ کرو۔'' تو صدقہ کرنے والی اکثر عورتیں ہی ہوتیں۔

(المعجم ٢١) - اَلْإِنْصَاتُ لِلْخُطْبَةِ (التحفة ٦٧٢)

باب:۲۱- خطبے میں کسی کو خاموش کرانا

١٥٧٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۱۵۷۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

١٥٧٧ـ أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب: كتاب صلاة العيدين، ح:٩/٨٨٩ من حديث داود بن قيس، والبخاري، العيدين، باب الخروج إلى المصلى بغير منبر، ح:٩٥٦ من حديث عياض به، وهو في الكبرٰى، ح:١٧٨٥. * عبدالعزيز هو ابن محمد الدراوردي.

١٥٧٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الكلام والإمام يخطب، ح:١١١٢ من حديث مالك به،◀◀

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو نے امام صاحب کے خطبے کے دوران میں اپنے ساتھی کو زبان سے کہا: چپ رہ تو تو نے بھی فضول کام کیا۔“

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث خطبۂ جمعہ کے بارے میں ہے جیسا کہ بعض روایات میں یَوْمُ الْجُمُعَةِ کی صراحت ہے۔ جبکہ یہاں امام صاحب ؒ کا استدلال (وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ) ”اور امام خطبہ دے رہا ہو“ کے عموم سے ہے۔ لگتا ہے ان کے نزدیک نماز عید کا خطبہ خطبۂ جمعہ کی مثل ہے جس سے اس کا سننا بھی ضروری ٹھہرتا ہے حالانکہ حدیث: ۱۵۷۲ میں خطبۂ عید سننے یا نہ سننے کی اجازت مروی ہے۔ بنابریں خطبۂ عید کو خطبۂ جمعۃ المبارک پر قیاس کرنا یا اس کی مثل ٹھہرانا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ خطبۂ جمعہ سننا واجب ہے اور واجب پر غیر واجب کا قیاس درست نہیں۔ علامہ سندھی ؒ نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ جو جانا چاہے جا سکتا ہے لیکن جو بیٹھ رہے اس کے لیے خطبۂ عید سننا ضروری ہے اور اثنائے خطبہ کلام درست نہیں لیکن یہ تطبیق محل نظر ہے کیونکہ اصول ہے کہ اگر نص مطلق ہو تو اسے مقید پر محمول کرتے ہیں اور یہاں بھی صورت حاصل ہے کیونکہ اسی حدیث کے ایک طریق میں یَوْمُ الْجُمُعَةِ کی قید بھی موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف خطبۂ جمعہ ہی میں خاموشی ضروری ہوگی اور حدیث میں وارد وعید بھی صرف خطبۂ جمعہ سے متعلق ہے ہاں اس بات میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ خطبۂ عید بھی توجہ اور انہماک سے سننا مستحب ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۱۷/۲۰۵) ② زبان سے روکنا اس لیے منع ہے کہ بسا اوقات چپ کرانے والوں کا شور بولنے والے سے بڑھ جاتا ہے لہٰذا اشارے سے کام لیا جائے تاکہ خطبے میں سکون رہے۔ ③ ”فضول کام کیا“ یعنی تو نے اپنے جمعے کا ثواب ضائع کر لیا کیونکہ دوران جمعہ میں فضول کام کرنا ثواب کو باطل کر دیتا ہے۔

(المعجم ۲۲) - كَيْفَ الْخُطْبَةُ (التحفة ۶۷۳)

باب: ۲۲- خطبہ کیسے شروع کیا جائے؟

◄ وهو في الموطأ (رواية ابن القاسم)، ح: ۱۳، والكبرى، ح: ۱۷۸۰، وأخرجه البخاري، ح: ۹۳۴، ومسلم، ح: ۸۵۱ وغيرهما من طريق عقيل بن خالد عن الزهري به، وصرح بالسماع.

١٥٧٩- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ يَحْمَدُ اللهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ: «مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ» ثُمَّ يَقُولُ: «بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ» وَكَانَ إِذَا ذَكَرَ السَّاعَةَ اِحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَأَنَّهُ نَذِيرُ جَيْشٍ يَقُولُ: صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ [ثُمَّ قَالَ:] «مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَإِلَيَّ أَوْ عَلَيَّ وَأَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ».

۱۵۷۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا خطبہ یوں شروع فرماتے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرماتے جو اللہ تعالیٰ کی شان گرامی کے لائق ہے' پھر فرماتے: ''جسے اللہ تعالیٰ راہ راست پر لے آئے' اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے' اسے کوئی راہ راست پر لانے والا نہیں۔ بلاشبہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے۔ اور بدترین کام وہ ہیں جنھیں (شریعت میں) اپنی طرف سے جاری کیا گیا۔ ہر ایسا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی۔'' پھر آپ فرماتے: ''مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں (انگشت شہادت اور ساتھ والی) کی طرح (ملا کر) بھیجا گیا ہے۔ آپ جب قیامت کا ذکر فرماتے تو آپ کے رخسار مبارک سرخ ہو جاتے' آواز بلند ہو جاتی اور غصے کے آثار چہرے پر نمایاں ہو جاتے۔ یوں لگتا جیسے آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں (یعنی اس کے حملے کی خبر دے رہے ہیں) کہ تم پر صبح حملہ کر دے گا یا شام کو۔ (پھر فرماتے:) ''جو شخص مال چھوڑ جائے' وہ تو اس کے رشتے داروں کو ملے گا اور جو آدمی قرض یا چھوٹے چھوٹے بچے (جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے) چھوڑ جائے تو وہ میرے سپرد ہوں گے اور ان کے اخراجات اور قرض وغیرہ کی ادائیگی میرے ذمے ہوگی کیونکہ

١٥٧٩ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: ٨٦٧/ ٤٥ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٦.

مومنین سے میرا تعلق اور رشتہ تمام رشتوں سے قوی اور مضبوط ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ضروری نہیں کہ ہر خطبے میں یہی الفاظ اور مضمون ہو اور نہ یہ ممکن اور مناسب ہے' بلکہ مقصد یہ ہے کہ خطبہ اس قسم کا ہونا چاہیے' یعنی اس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ بھی خطبے کا لازمی جزو ہے۔ لوگوں کو شریعت حقہ کی پابندی اور بدعات سے احتراز کی طرف توجہ دلائی جائے۔ ان کو اللہ تعالیٰ اور قیامت سے ڈرایا جائے اور ضروری مسائل بیان کیے جائیں۔ عنوان اور مضمون کوئی بھی ہوسکتا ہے۔ ② ''بدعت'' سے مراد ہر وہ کام ہے جس کی سرے سے کوئی اصل شریعت اسلامیہ میں نہ ہو اور اسے اپنی طرف سے یا کسی دوسرے مذہب والوں کی نقالی میں اسلام میں داخل کیا جائے اور اسے دین اسلام کا جزو یا کار ثواب خیال کیا جائے۔ یا اس کی اصل تو موجود ہو لیکن اس کے لیے ایسی کیفیت' کوئی وقت یا صورت اختراع کر لی جائے کہ جس کی شرع میں دلیل نہ ہو تو وہ بھی بدعت ہی ہوگی۔ دنیوی امور میں کوئی نئی چیز اختیار کرنا بدعت نہیں۔ حضرت عمر ؓ کا تراویح کی جماعت کو [نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ] (صحيح البخاري' صلاة التراويح' حدیث: ۲۰۱۰) کہنا لغت کے لحاظ سے ہے نہ کہ شرعاً۔ اسی طرح بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ بھی غلط ہے کیونکہ ہر شرعی بدعت گمراہی ہے' اس کا مستحسن ہونا ممکن نہیں' تاہم اگر کوئی کام اصلاً شرع میں ثابت ہو مگر وصفاً ثابت نہ ہو' مثلاً: جماعت کے بعد شرعی حکم نہ سمجھ کر محض اتفاقیہ طور پر امام صاحب سے مصافحہ کرنا یا عید کے بعد گلے ملنا وغیرہ' تو ایسے کاموں کو بدعت نہیں کہا جائے گا کیونکہ انھیں سنت سمجھ کر نہیں کیا جاتا بلکہ ایک قومی رواج کے طور پر کیا جاتا ہے جس میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔ بعض لوگ تشدد کرتے ہوئے یہ فرق نہیں کرتے۔ ③ ''ان دو انگلیوں کی طرح'' مراد یہ ہے کہ میری نبوت قیامت تک جاری رہے گی۔ اب نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی اور شریعت۔ میں پہلے آ گیا ہوں۔ قیامت میرے بعد آ رہی ہے۔ درمیان میں کسی اور نبی کا فاصلہ نہیں۔ اگرچہ اس میں ہزاروں سال لگ جائیں۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا مومنین سے تعلق تمام رشتوں سے قوی اور مضبوط ہے۔ ہر رشتہ آپ پر فدا ہے۔ آپ سے محبت ایمان کا جزو ہے۔ یہ اٹوٹ رشتہ ہے۔ دنیا کے بعد آخرت میں بھی اور ہر خوف ناک موقع پر بھی قائم رہے گا۔ رسول اور نبی ہونے کے علاوہ آپ حاکم اور امیر بھی تھے اور حاکم وامیر اپنی رعایا کا ذمے دار ہوتا ہے۔ حدیث میں مذکورہ اخراجات بیت المال سے پورے کیے جائیں گے۔

(المعجم ٢٣) - حَثُّ الْإِمَامِ عَلَى الصَّدَقَةِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٦٧٤)

باب: ۲۳- خطبے میں امام کا صدقے کی رغبت دلانا

١٥٨٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۱۵۸۰- حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے'

۱۵۸۰- [صحيح] تقدم، ح: ۱۵۷۷، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۷۷۲ و ۱۸۰۱.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيَاضٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيدِ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَخْطُبُ فَيَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَكُونُ أَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ أَوْ أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ بَعْثًا تَكَلَّمَ وَإِلَّا رَجَعَ.

رسول اللہ ﷺ عید کے دن باہر تشریف لے جاتے' دو رکعتیں پڑھتے' پھر خطبہ ارشاد فرماتے اور صدقے کا حکم دیتے۔ اکثر عورتیں ہی صدقہ کرتیں۔ اگر کوئی ضرورت پیش ہوتی یا لشکر بھیجنا مقصود ہوتا تو اس سے متعلق کلام فرماتے' ورنہ واپس تشریف لے آتے۔

١٥٨١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَدُّوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ فَجَعَلَ النَّاسُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ: مَنْ هٰهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قُومُوا إِلٰى إِخْوَانِكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى، نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ.

١٥٨١- حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے بصرہ میں خطبہ دیا اور فرمایا: اپنے روزوں کی زکاۃ ادا کرو۔ لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ آپ نے فرمایا: یہاں اہل مدینہ میں سے کون لوگ ہیں؟ (اے اہل مدینہ!) اٹھو اور اپنے (ان بصری) بھائیوں کو تعلیم دو (بتلاؤ) کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر چھوٹے' بڑے' آزاد' غلام اور مذکر و مؤنث پر صدقۂ فطر نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جو مقرر فرمایا ہے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے کیونکہ حسن بصری ؒ کا حضرت ابن عباس ؓ سے سماع ثابت نہیں ہے' تاہم روایت میں بیان کردہ مسئلہ صدقۃ الفطر دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ غالباً اسی وجہ سے محققین نے روایت کے پہلے حصے [أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ ...... فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ] کو ضعیف قرار دیا ہے اور دوسرے حصے [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ ...... مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ] کو دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ٢/١٢١-١٢٣' رقم: ٢٨٨' و ذخيرة

١٥٨١- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من روى نصف صاع من قمح، ح: ١٦٢٢ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٠٢، وقال النسائي: "الحسن لم يسمع من ابن عباس".

العقبی شرح سنن النسائي: ۲۲/۲۸۰-۲۸۶) بنابریں یہی موقف دلائل کی رو سے صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر چھوٹے' بڑے' آزاد' غلام اور مذکر و مؤنث پر نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقۃ الفطر مقرر فرمایا' البتہ صدقۃ الفطر میں گندم کے نصف صاع دینے میں اختلاف ہے۔ لیکن اس میں راجح موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک صاع کی بجائے آدھا صاع گندم بھی فطرانے میں دے دیتا ہے تو ان شاء اللہ یہ بھی جائز ہوگا۔ اسے صرف کسی صحابی کی رائے اور اجتہاد قرار دینا محل نظر ہے کیونکہ یہ مرفوعاً بھی ثابت ہے' البتہ پورا صاع دینا افضل اور اولیٰ ہے جیسا کہ عمومی احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے سنن نسائی کی کتاب الزکاۃ، باب مكيلة زكاة الفطر دیکھیے۔

۱۵۸۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ثُمَّ قَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ» فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللهِ! لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ عَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ فَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ» قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً، خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَهَلْ تُجْزِيءُ عَنِّي؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَنْ تُجْزِيءَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

۱۵۸۲- حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قربانیوں والے دن نماز عید کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا' پھر فرمایا: ''جس شخص نے ہماری (نماز کی طرح) نماز پڑھی اور ہماری طرح (نماز کے بعد) قربانی کی' اس کی قربانی صحیح ہے' لیکن جس نے نماز عید سے قبل قربانی ذبح کر دی تو یہ گوشت کھانے کے لیے بکری ذبح کی گئی ہے (قربانی نہیں)۔'' حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! واللہ! میں نے تو نماز عید کے لیے آنے سے قبل ہی قربانی ذبح کر دی ہے۔ میں نے سوچا کہ آج کھانے پینے کا دن ہے' اس لیے میں نے جلدی کی۔ خود بھی گوشت کھایا' اہل و عیال اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو گوشت کے لیے بکری ذبح کی گئی ہے۔'' انھوں نے کہا: میرے پاس ایک (بکری کی قسم سے) موٹا تازہ جذع ہے جو گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بہتر ہے (مگر وہ دو دانتا نہیں' چھوٹا ہے) تو کیا وہ میری طرف سے کفایت کر جائے گا (اگر میں اسے ذبح کر

۱۵۸۲- [صحيح] تقدم، ح: ۱۵٦٤، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۰۳.

دوں؟) آپ نے فرمایا: ''ہاں' لیکن یہ تیرے علاوہ کسی سے کفایت نہیں کرے گا۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث نمبر ۱۵۶۴.

(المعجم ٢٤) - اَلْقَصْدُ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٦٧٥)

باب:۲۴- خطبہ درمیانہ ہونا چاہیے

١٥٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا.

۱۵۸۳- حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا۔ آپ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔

فائدہ: نماز نہ بہت طویل ہوتی کہ لوگ اکتا جائیں اور نہ بہت مختصر کہ لوگ ساتھ نہ مل سکیں۔ یہ مطلب نہیں کہ نماز اور خطبہ برابر ہوتے تھے کیونکہ دونوں اپنی حقیقت اور ہیئت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں' لہٰذا ان کے پیمانے الگ الگ ہیں۔

(المعجم ٢٥) - اَلْجُلُوسُ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَالسُّكُوتُ فِيهِ (التحفة ٦٧٦)

باب:۲۵- دو خطبوں کے درمیان خاموشی سے بیٹھنا

١٥٨٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ فِيهَا، ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ خُطْبَةً أُخْرٰى فَمَنْ خَبَّرَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ قَاعِدًا فَلَا تُصَدِّقْهُ.

۱۵۸۴- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ (پہلے) کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے' پھر (تھوڑی دیر کے لیے) بیٹھ جاتے اور اس دوران میں (کوئی تقریر یا بات چیت نہ کرتے' پھر کھڑے ہو جاتے اور دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے' لہٰذا جو شخص تجھے بتائے کہ نبی ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے' اس کی تصدیق نہ کر۔

١٥٨٣ـ أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: ٨٦٦ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٧.

١٥٨٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الخطبة قائمًا، ح: ١٠٩٥ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٨.

فوائد ومسائل: ① دو خطبوں کے درمیان بیٹھے ہوئے خاموش رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس دوران میں خطبہ روک دینا چاہیے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ ذکر اذکار بھی نہیں کر سکتا۔ حدیث میں کلام کی نفی ہے۔ عرف عام میں ذکر کو کلام نہیں کہا جاتا' لہٰذا ذکر جائز ہے۔ ② خطبۂ جمعہ یا خطبۂ عید کھڑے ہو کر ہی دینا چاہیے الا یہ کہ کوئی معقول عذر ہو' مثلاً: بیماری' معذوری وغیرہ۔ لیکن بلا وجہ بیٹھ کر خطبہ دینے کو معمول بنا لینا خلاف سنت ہے۔

(المعجم ٢٦) - اَلْقِرَاءَةُ فِي الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ وَالذِّكْرُ فِيهَا (التحفة ٦٧٧)

باب:۲۶- دوسرے خطبے میں قرآن پڑھنا اور وعظ ونصیحت (یا اللہ کا ذکر) کرنا

١٥٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَيَقْرَأُ آيَاتٍ وَيَذْكُرُ اللهَ وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا وَصَلَاتُهُ قَصْدًا.

۱۵۸۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے' پھر بیٹھ جاتے' پھر کھڑے ہو جاتے اور چند آیات تلاوت فرماتے اور اللہ کی باتیں ذکر فرماتے۔ آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا اور نماز بھی۔

فائدہ: "اللہ کی باتیں ذکر فرماتے۔" دوسرے معنی یہ ہیں کہ "اللہ کا ذکر فرماتے۔" (نیز دیکھیے' حدیث: ۱۵۸۳)

(المعجم ٢٧) - نُزُولُ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ فَرَاغِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ (التحفة ٦٧٨)

باب:۲۷- خطبے سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا منبر سے اترنا

١٥٨٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ إِذْ أَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ وَحَمَلَهُمَا

۱۵۸۶- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما سامنے آ گئے۔ انھوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ وہ چلتے تھے تو (قمیصوں کی وجہ سے) لڑکھڑاتے تھے۔ (یعنی گرتے پڑتے آ رہے تھے۔) آپ منبر سے اترے' انھیں اٹھایا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ

١٥٨٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٤١٩، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٨٩.

١٥٨٦ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٤١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٩٠.

فَقَالَ: «صَدَقَ اللهُ ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [التغابن: ١٥] رَأَيْتُ هٰذَيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فِي قَمِيصَيْهِمَا، فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى نَزَلْتُ فَحَمَلْتُهُمَا».

نے سچ فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ''تمھارے مال و اولاد تمھارے لیے آزمائش ہیں۔'' میں نے انھیں دیکھا کہ اپنی قمیصوں میں گرتے پڑتے آ رہے ہیں تو میں صبر نہ کر سکا حتی کہ میں منبر سے اترا اور انھیں اٹھایا۔''

فائدہ: بچوں سے محبت اور شفقت انسانی تقاضا ہے' لہٰذا انھیں پیار کرنے اور تکلیف سے بچانے کے لیے خطبہ روکنا' منبر سے اترنا اور انھیں اٹھا لینا عین فطرت انسانیہ کا تقاضا ہے' اگرچہ اس میں وقتی طور پر عبادت سے توجہ ہٹ جائے گی مگر انسان عبادت کے علاوہ اور احکام کا بھی مکلف ہے۔ اور ان سے صَرفِ نظر ممکن نہیں۔ باقی رہی آزمائش تو انسان اور اس کی ہر چیز آزمائش ہے۔ اس سے مذمت ثابت نہیں ہوتی الا یہ کہ انسان ان چیزوں کی وجہ سے گمراہ ہو جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ. نیز رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں کے لیے اسوۂ حسنہ تھے' اس لیے آپ اپنے ظاہری افعال میں عام انسانی جذبات ملحوظ رکھتے تھے' اپنے روحانی درجے اور رتبے کو لوگوں کے لیے تکلیف کا ذریعہ نہیں بناتے تھے۔

(المعجم ٢٨) - مَوْعِظَةُ الْإِمَامِ النِّسَاءَ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْخُطْبَةِ وَحَثُّهُنَّ عَلَى الصَّدَقَةِ (التحفة ٦٧٩)

باب: ٢٨- خطبے سے فراغت کے بعد امام کا عورتوں کو وعظ و نصیحت کرنا اور انھیں صدقے کی ترغیب دلانا

١٥٨٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ لَهُ رَجُلٌ: شَهِدْتَ الْخُرُوجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ - يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ - أَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ

١٥٨٧- حضرت عبدالرحمٰن بن عابس سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس ؓ سے کہا: کیا آپ کبھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے لیے باہر گئے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں اور اگر آپ سے مجھے قربت نہ ہوتی تو میں ایسے موقع پر آپ کے ساتھ نہ ہوتا کیونکہ وہ اس وقت بچے تھے آپ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے اور

١٥٨٧- أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل . . . الخ، ح: ٨٦٣ عن عمرو بن علي الفلاس به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٧٦.

ابْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَهْوِي بِيَدِهَا إِلٰى - يَعْنِي - حَلْقِهَا تُلْقِي فِي ثَوْبِ بِلَالٍ.

وہاں نماز پڑھی‘ پھر خطبہ ارشاد فرمایا‘ پھر آپ عورتوں کے پاس تشریف لے گئے۔ انھیں وعظ ونصیحت فرمائی اور صدقے کا حکم دیا۔ عورتیں اپنے ہاتھ اپنے حلق کی طرف بڑھا کر زیور اتارنے لگیں اور حضرت بلال کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابن عباس ؓ سے یہ سوال اس لیے کیا گیا کہ وہ اس وقت بالغ نہیں تھے اور بچے عام طور پر اس عمر میں عبادات کے بجائے کھیلوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں اور اگر عبادات میں شامل بھی ہوں تو امام صاحب سے پچھلی صفوں ہی میں رہتے ہیں مگر ابن عباس ؓ کی تو بات ہی اور تھی۔ ② ”نشان“ سوال وجواب کے وقت یہ جگہ مصلیٰ نہ رہی تھی بلکہ وہاں حضرت کثیر بن صلت تابعی کا گھر بن چکا تھا‘ البتہ بطور یادگار وہاں نشان تھا۔ آپ کے دور میں وہاں کھلا میدان تھا جہاں عید وجنازہ وغیرہ پڑھے جاتے تھے۔ ③ عورتوں سے الگ خطاب کے سلسلے میں دیکھیے‘ حدیث نمبر: ۱۵۷۶ کا فائدہ نمبر ۲۔

(المعجم ٢٩) - اَلصَّلَاةُ قَبْلَ الْعِيدَيْنِ وَبَعْدَهَا (التحفة ٦٨٠)

باب: ۲۹- عیدین سے پہلے اور بعد نفل نماز؟

١٥٨٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا.

۱۵۸۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عید کے دن باہر نکلے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ ان (دو رکعت) سے پہلے یا ان کے بعد کوئی (نفل) نماز نہیں پڑھی۔

فائدہ: دو رکعتوں سے مراد عید کی دو رکعتیں ہیں نماز عید سے پہلے اور بعد میں نفل نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے سے متعلق بحث پیچھے گزر چکی ہے‘ تاہم نماز عید کے بعد واپس گھر آ کر نوافل پڑھنے کی اجازت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے عید کی نماز کے بعد گھر میں دو رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ واللہ أعلم. مزید دیکھیے‘ حدیث: ۱۵۶۲ کے

١٥٨٨- أخرجه مسلم، صلاة العيدين، باب ترك الصلاة قبل العيد وبعدها في المصلى، ح: ٨٨٤ بعد، ح: ٨٩٠ من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ٩٦٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٩٢.

فوائد ومسائل اور اسی کتاب کا ابتدائیہ۔

(المعجم ۳۰) - ذَبْحُ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ وَعَدَدُ مَا يَذْبَحُ (التحفة ٦٨١)

باب:۳۰-امام عید کے دن (لوگوں کے سامنے) قربانی کرے اور کتنے جانور قربان کرے؟

۱۵۸۹- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ أَضْحَى وَانْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا.

۱۵۸۹- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن خطبہ ارشاد فرمایا' پھر اپنے دو سفید وسیاہ رنگ کے (ابلق) مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انھیں ذبح فرمایا۔

۱۵۹۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ [بْنَ عُمَرَ] أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَذْبَحُ أَوْ يَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى.

۱۵۹۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ میں قربانی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: لوگوں کے سامنے یا عیدگاہ میں قربانی ذبح کرنے کا مقصد لوگوں کو قربانی پر ابھارنا ہے۔ قول کے بعد عملاً بھی' لہٰذا یہ مستحب ہے مگر لازم نہیں۔ اسی طرح دو جانور ذبح کرنا بھی ضروری نہیں' ایک بھی کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک جانور اپنی اور اپنے آل کی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے ذبح فرمایا کرتے تھے۔ (صحيح مسلم' الأضاحي' حديث:۱۹۶۷) امت کی طرف سے قربانی کی بابت بعض علماء یوں فرماتے ہیں کہ وہ آپ کا خاصہ ہے جس میں امت کے لیے آپ کی اقتدا جائز نہیں۔ دیکھیے: (إرواء الغليل:۳۵۴/۴) امام پر قربانی تبھی ہے اگر وہ قربانی کی طاقت رکھتا ہو۔ امام مالک ؒ کے نزدیک ایسے امام

۱۵۸۹۔ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح: ۱۹۶۲/ ۱۲ من حديث حاتم، والبخاري، الأضاحي، باب ما يشتهى من اللحم يوم النحر، ح: ۵۵۴۹ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٨.

۱۵۹۰۔ أخرجه البخاري، العيدين، باب النحر والذبح بالمصلى يوم النحر، ح: ۹۸۲ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٥٦.

کے پیچھے نماز عید نہیں پڑھنی چاہیے جو قربانی نہیں کر سکتا یا نہیں کرتا مگر جمہور اہل علم اس کے قائل نہیں کیونکہ امامت کے لیے تقویٰ اور علم شرط ہیں' نہ کہ مالدار ہونا۔ بہر صورت امام قربانی کرنے والا ہو اور علانیہ لوگوں کے سامنے قربانی کرے تو اچھی بات ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣١) - اِجْتِمَاعُ الْعِيدَيْنِ وَشُهُودُهُمَا (التحفة ٦٨٢)

باب:۳۱- اگر جمعہ و عید دونوں ایک دن ہوں تو دونوں میں حاضر ہونا چاہیے

١٥٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، قُلْتُ: عَنْ أَبِيهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدِ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَٰشِيَةِ﴾ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْجُمُعَةُ وَالْعِيدُ فِي يَوْمٍ قَرَأَ بِهِمَا.

۱۵۹۱- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے اور عید کی نمازوں میں سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔ جب جمعہ اور عید ایک دن اکٹھے ہو جاتے تو پھر بھی آپ یہی دونوں سورتیں پڑھتے۔

فائدہ: گویا نبی ﷺ دونوں نمازیں پڑھاتے تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے پیچھے دونوں نمازیں پڑھتے تھے کیونکہ دونوں مختلف نمازیں ہیں۔ اوقات مختلف ہیں۔ ہیئت میں بھی فرق ہے۔ ایک نفل ہے دوسری فرض۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ عید کا خطبہ جمعے کے خطبے سے کفایت کر جائے گا اور جمعے کی جگہ اصل نماز' یعنی ظہر پڑھی جا سکتی ہے' گویا عید والے دن جمعے کے بجائے ظہر پڑھ لی جائے تو درست ہے مگر یہ انفرادی طور پر ہو سکتا ہے' اجتماعی طور پر جمعہ ہی پڑھا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی یہی سنت ہے۔ آئندہ حدیث میں رخصت کو انفراد پر محمول کیا جائے گا' نیز یہ رخصت قرب و جوار میں رہنے والے یا دور سے آنے والے سب لوگوں کے لیے یکساں ہے۔ دونوں قسم کے لوگ اس سے مستفید ہو سکتے ہیں کیونکہ حدیث عام ہے۔ کسی فرد کی تخصیص نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٣٢) - اَلرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ لِمَنْ شَهِدَ الْعِيدَ (التحفة ٦٨٣)

باب:۳۲- جو شخص عید پڑھ لے' اسے جمعے میں حاضر نہ ہونے کی رخصت ہے

١٥٩١- [صحيح] تقدم، ح: ١٤٢٥، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٧٧٥.

١٥٩٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ: أَشَهِدْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عِيدَيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ، صَلَّى الْعِيدَ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ.

۱۵۹۲- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ عیدین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' آپ نے دن کے آغاز میں عید کی نماز پڑھی' پھر آپ نے جمعے کی رخصت دے دی۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۱۵۹۱.

١٥٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ: اِجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلٰى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَأَخَّرَ الْخُرُوجَ حَتّٰى تَعَالَى النَّهَارُ، ثُمَّ خَرَجَ فَخَطَبَ فَأَطَالَ الْخُطْبَةَ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ لِلنَّاسِ يَوْمَئِذٍ الْجُمُعَةَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَصَابَ السُّنَّةَ.

۱۵۹۳- حضرت وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور (خلافت) میں جمعہ اور عید اکٹھے ہو گئے تو انھوں نے عید کے لیے نکلنے میں دیر کر دی حتی کہ دن (کافی) اونچا ہو گیا' پھر وہ نکلے اور خطبہ دیا اور بہت لمبا خطبہ دیا' پھر اترے اور عید کی نماز پڑھائی اور اس دن لوگوں کو جمعہ نہیں پڑھایا۔ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی گئی تو انھوں نے فرمایا: انھوں نے سنت پر عمل کیا۔

فائدہ: یہاں سنت سے مراد رخصت ہے۔ چونکہ رخصت نبی ﷺ کے قول سے ثابت ہے' لہٰذا اسے سنت کہا۔ ورنہ آپ کی سنت' یعنی عمل تو عید کے بعد جمعہ پڑھنا اور پڑھانا ہے۔ عمل بھی آپ کی سنت ہی پر کرنا چاہیے۔

١٥٩٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد، ح: ١٠٧٠، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما إذا اجتمع العيدان في يوم، ح: ١٣١٠ من حديث إسرائيل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٩٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٦٤، والحاكم: ١/ ٢٨٨، والذهبي، وابن المديني. (التلخيص الحبير: ٢/ ٨٨) وغيرهم. وللحديث شواهد كثيرة.

١٥٩٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٤٦٥ من حديث يحيى القطان، وابن أبي شيبة: ٢/ ١٨٦ من حديث عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٩٤، وصححه الحاكم: ١/ ٢٩٦ علٰى شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وله شواهد عند أبي داود، ح: ١٠٧١، ١٠٧٢ وغيره.

اگر چہ رخصت کی گنجائش ہے مگر فرداً نہ کہ اجتماعاً۔ سنن ابی داود اور سنن ابن ماجہ کی روایت میں صراحت ہے کہ ہم جمعہ قائم کریں گے۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حديث:١٠٧٣، و سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات والسنة فيها، حديث:١٣١١)، لہٰذا جمعہ قائم ہونا چاہیے۔

(المعجم ٣٣) - ضَرْبُ الدُّفِّ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٦٨٤)

باب:۳۳-عید کے دن دف بجانا

١٥٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِدُفَّيْنِ، فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «دَعْهُنَّ فَإِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا».

۱۵۹۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (عید کے دن) ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے ہاں (گھر میں) دو بچیاں دف بجا رہی تھیں۔ (آپ نے انھیں نہ روکا' پھر ابوبکر داخل ہوئے تو) ابوبکر ؓ نے انھیں ڈانٹا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو! ہر قوم کی عید ہوتی ہے (جس میں وہ کھیل کود بھی لیتے ہیں)۔''

فوائد ومسائل: ① دف بجانا غیر ضروری کام تو ہے مگر حرام نہیں' لہٰذا خوشی کے موقع پر نابالغ وغیر مکلف بچیاں اگر یہ کام کرلیں تو عید کی وسعت چشم پوشی کا تقاضا کرتی ہے۔ اگرچہ اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی مگر روکا بھی نہیں جائے گا' البتہ حرام کام' مثلاً: موسیقی یا ڈھول وغیرہ' کو روکا جائے گا۔ حوصلہ افزائی تو کسی صورت بھی نہ کی جائے گی۔ جبکہ دیگر احادیث میں ہے کہ آپ چہرہ انور ڈھانپ کر لیٹے ہوئے تھے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۵۹۸ اور اس کے فوائد ملاحظہ فرمائیے) گویا نہ ان کی طرف توجہ کی' نہ دیکھا' نہ ان سے پیار کیا' نہ شاباش دی بلکہ اعراض کیا اور چشم پوشی فرمائی۔ ② عید اور شادی وغیرہ کے موقع پر اگر چھوٹی بچیاں اپنے طور پر دف بجالیں اور پاکیزہ گانے گالیں تو کوئی حرج نہیں' البتہ اس کام کا اہتمام نہ کیا جائے۔ ③ دف نصف ڈھول کو کہہ سکتے ہیں' یعنی ایک طرف سے بند اور دوسری طرف سے کھلا۔ اسے بجانے سے زیادہ آواز نہیں پیدا ہوتی۔ گھڑا یا پرات وغیرہ بجانا بھی دف کی ذیل میں آ سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بجانے والیں نابالغ بچیاں ہوں' البتہ ڈھول کی آواز بہت بلند اور مکروہ ہوتی ہے' لہٰذا وہ منع ہے۔

١٥٩٤ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب: إذا فاته العيد يصلي ركعتين، ح: ٩٨٧ و ٣٥٢٩، ومسلم، العيدين، باب الرخصة في اللعب الذي لا معصية فيه . . . الخ، ح: ٨٩٢ من حديث الزهري به مطولاً ومختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٩٥.

(المعجم ٣٤) - اَللَّعِبُ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٦٨٥)

باب:۳۴-عید کے دن امام کے سامنے کھیل کود کا بیان

١٥٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ السُّودَانُ يَلْعَبُونَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَدَعَانِي فَكُنْتُ أَطَّلِعُ إِلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِ عَاتِقِهِ فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ حَتّٰى كُنْتُ أَنَا الَّتِي انْصَرَفْتُ.

۱۵۹۵-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ عید کے دن حبشی آئے اور نبی ﷺ کے سامنے کھیلنے لگے۔آپ نے مجھے بلایا۔ میں (آپ کی اوٹ میں کھڑی ہو کر) آپ کے کندھے کے اوپر سے انھیں کھیلتے دیکھنے لگی۔ میں دیکھتی رہی حتی کہ میں خود ہی ہٹ گئی۔

فائدہ: کھیلنا خصوصاً جنگی تربیت والے کھیل کھیلنا تو قطعاً مکروہ نہیں۔ عید کے دن بدرجۂ اولیٰ جائز ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ ان کے سامنے نہیں تھیں بلکہ اپنے حجرے میں تھیں اور آپ کی اوٹ میں تھیں۔ ان کو نظر نہ آتی تھیں، نیز حضرت عائشہ ؓ ان حبشیوں کو نہیں بلکہ ان کا کھیل دیکھ رہی تھیں۔ عورتوں کے لیے مردوں کو قصداً دیکھنا منع ہے بالتبع دیکھنا منع نہیں۔ یہاں مقصود کھیل دیکھنا تھا، نہ کہ مرد۔ اگرچہ بالتبع وہ بھی نظر آتے تھے۔ جیسے راستے پر چلتے وقت باوجود پردے کے عورت کو مرد نظر آتے ہیں۔

(المعجم ٣٥) - اَللَّعِبُ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْعِيدِ وَنَظَرُ النِّسَاءِ إِلٰى ذٰلِكَ (التحفة ٦٨٦)

باب:۳۵-عید کے دن مسجد میں (جنگی) کھیل کھیلنا اور عورتوں کا ان کو دیکھنا

١٥٩٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى

۱۵۹۶-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا، آپ نے مجھے اپنی چادر سے چھپایا ہوا تھا اور میں حبشیوں کو مسجد میں کھیلتے ہوئے دیکھ رہی تھی حتی کہ میں ہی اکتا گئی۔ ذرا اندازہ لگاؤ، ایک نوعمر لڑکی جو کھیل کی بہت شائق ہو، کتنی

١٥٩٥ـ أخرجه مسلم، ح: ٨٩٢ (انظر الحديث السابق) من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٧٩٨.

١٥٩٦ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب نظر المرأة إلى الجيش ونحوهم من غير ريبة، ح: ٥٢٣٦ من حديث الأوزاعي، ومسلم، ح: ٨٩٢/ ١٧ (انظر الحديثين السابقين) من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٨٠٠.

أَكُونَ أَنَا أَسْأَمُ، فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى اللَّهْوِ.

دیر تک کھڑی دیکھتی رہی ہوگی۔(آپ اتنی دیر تک اس کے لیے کھڑے رہے۔)

فائدہ: مسجد میں کھیلنے اور عورت کا اسے دیکھنے کی تفصیل سابقہ حدیث کے حاشیے میں گزر چکی ہے۔ اس واقعے سے رسول اللہ ﷺ کے خلق عظیم اور بیوی سے حسن سلوک کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اپنی بیوی کے جذبات کا کس قدر خیال رکھا' اچھا انسان وہی ہے جو دوسروں کے جائز جذبات کا خیال رکھے۔ اپنے جذبات کا تو ہر کوئی خیال رکھتا ہے۔

١٥٩٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلَ عُمَرُ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعْهُمْ يَا عُمَرُ! فَإِنَّمَا هُمْ، يَعْنِي بَنِي أَرْفِدَةَ».

١٥٩٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو حبشی مسجد میں (جنگی کھیل) کھیل رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں ڈانٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! رہنے دو۔ یہ بنوارفدہ (حبشی لوگ) ہیں (اور جنگی کھیل کھیلنا ان کی فطرت میں داخل ہے)۔''

فوائد ومسائل: ① مسجد کھیل کود کے لیے نہیں ہوتی مگر چونکہ یہ کھیل فضول نہ تھا بلکہ نیزوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے جو کہ مسلمانوں کی جہادی قوت کا ذریعہ ہے' لہٰذا اسے مسجد میں گوارا فرمایا۔ ورنہ فٹ بال اور کرکٹ وغیرہ مسجد میں نہیں کھیلے جا سکتے کہ وہ صرف لہو ولعب ہیں یا زیادہ سے زیادہ جسمانی ورزش کے لیے ہیں۔ ان کو کھیلنے والے کی نیت 'جہادی' نہیں ہوتی۔ ② ''بنوارفدہ'' حبشیوں کا لقب ہے یا ان کے جدامجد کی طرف نسبت ہے۔

(المعجم ٣٦) - اَلرُّخْصَةُ فِي الْاِسْتِمَاعِ إِلَى الْغِنَاءِ وَضَرْبُ الدُّفِّ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٦٨٧)

باب: ٣٦- عید کے دن دف بجانے اور (پاکیزہ) نغمے سننے کی اجازت ہے

١٥٩٧_ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب اللهو بالحراب ونحوها، ح: ٢٩٠١، ومسلم، العيدين، باب الرخصة في اللعب، ح: ٨٩٣/ ٢٢ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ١٧٩٩.

١٥٩٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِالدُّفِّ وَتُغَنِّيَانِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُسَجًّى بِثَوْبِهِ، وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: مُتَسَجٍّ ثَوْبَهُ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: «دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ» وَهُنَّ أَيَّامُ مِنًى وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ.

١٥٩٨- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ (والد محترم) حضرت ابوبکر صدیق ؓ میرے ہاں تشریف لائے تو میرے پاس دو بچیاں دف بجا رہی تھیں اور (جنگی) نغمے گا رہی تھیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ (حضرت ابوبکر نے انھیں جھڑکا تو) آپ ﷺ نے اپنے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا: ”ابوبکر! انھیں رہنے دو۔ یہ عید کے دن ہیں۔“ یہ وہ دن تھے جن میں حاجی منیٰ میں ہوتے ہیں۔ (یعنی ایام تشریق) اور اللہ کے رسول ﷺ ان دنوں مدینہ منورہ میں تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد و مسائل حدیث نمبر: ١٥٩٤۔ تعجب ہے بعض لوگوں نے اس سے موسیقی اور سماع کے جواز پر استدلال کیا ہے اور پھر اس بنیاد پر مجالس سماع و وجد منعقد کی جاتی ہیں جن میں قوال غلط سلط اشعار جن سے توحید کے بجائے شرک پر زیادہ دلالت ہوتی ہے آلات موسیقی سمیت الاپتے ہیں اور سامعین نہ صرف سر دھنتے ہیں بلکہ وجد میں آ کر بے ہودہ حرکات کرتے ہیں۔ اس لہو و لعب میں مشغولیت کی بنا پر نماز اور قرآن سے بھی بے نیازی برتی جاتی ہے۔ ذرا سوچیے! کیا یہ اتفاقی اور سادہ واقعہ اتنی بڑی واہیات عمارت کی بنیاد بن سکتا ہے؟ ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے کہ اگر اس واقعے سے استدلال کرنا ہے تو تمام جزئیات سمیت کیا جائے۔ نابالغ بچیاں صرف دف پر جنگی اشعار پڑھیں۔ داخل ہونے والا اس میں دلچسپی نہ لے بلکہ ان سے منہ موڑ کر ایک طرف لیٹ جائے، پھر کوئی آنے والا انھیں جھڑکے اور ڈانٹے مگر اسے مارنے سے روک دیا جائے، پھر وہ بچیاں بھی خوف زدہ ہو کر چپ ہو جائیں، پھر اشارے سے انھیں بھگا دیا جائے۔ اگر اسے آپ محفل سماع یا بزم غنا کا نام دے سکیں تو بڑے شوق سے ایسی مجلس منعقد فرمائیں۔ ورنہ حدیث کا نام لے کر دین کو بدنام نہ کریں۔ موت کو یاد رکھیں اور تمام قدرتوں کے مالک اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔



١٥٩٨- [صحيح] من حديث الزهري به، كما تقدم، ح: ١٥٩٤.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٢٠) - كِتَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ وَتَطَوُّعِ النَّهَارِ (التحفة ...)

رات کی (نفل) نماز اور دن کے نوافل سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ وَالْفَضْلِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٦٨٨)

باب:۱- نفل نماز گھر میں پڑھنے کی ترغیب اور اس کی فضیلت

١٥٩٩- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا».

۱۵۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں میں بھی نماز (نفل) پڑھا کرو۔ انھیں قبرستان نہ بنالو۔''

فوائد و مسائل: ① عذر کے سوا فرض نماز مسجد میں باجماعت پڑھنی چاہیے' البتہ نفل نماز گھر اور مسجد دونوں میں پڑھی جا سکتی ہے۔ مسجد فرض نمازوں سے آباد ہو جائے گی۔ گھروں کو نفل نماز ہی سے آباد کیا جا سکتا ہے' لہٰذا نفل نماز گھر میں پڑھنا بہتر اور افضل ہے۔ عورتوں کے لیے فرض نماز بھی گھر ہی میں پڑھنا افضل ہے اگرچہ مسجد میں بھی وہ فرض نماز پڑھ سکتی ہیں۔ اس طرح گھروں کو اللہ کے ذکر سے آباد کیا جا سکتا ہے۔ گھر اور دل وہی آباد اور زندہ ہیں جن میں اللہ کا ذکر ہو ورنہ ویران اور مردہ ہیں۔ اس لحاظ سے نبی ﷺ نے ان گھروں کو قبرستان سے تشبیہ دی ہے جہاں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا اور جہاں نماز پڑھنی قطعاً منع ہے۔ اور اللہ کے ذکر کی اصل اور اعلیٰ صورت نماز ہی ہے۔ ② اس روایت سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی سوائے

١٥٩٩_ أخرجه البخاري، الصلاة، باب كراهية الصلاة في المقابر، ح:٤٣٢، ١١٨٧، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد ... الخ، ح:٧٧٧ من حديث نافع به، وهو في الكبرٰى، ح:١٢٩٠.

نماز جنازہ کے کہ اس میں رکوع اور سجدہ نہیں ہے۔ بعض شارحین نے اس روایت کے یہ معنی بھی کیے ہیں کہ گھروں میں قبریں نہ بناؤ ورنہ قبروں کی وجہ سے گھروں میں نماز نہ پڑھ سکو گے۔ یہ مسئلہ تو صحیح ہے مگر اس معنی میں ذرا تکلف ہے۔ ③ اس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں نفل اور سنت پڑھے نہیں جا سکتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ گھروں میں بھی نوافل پڑھا کرو۔

١٦٠٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ عُقْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِيهَا لَيَالِيَ حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ، ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً فَظَنُّوا أَنَّهُ نَائِمٌ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: «مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صُنْعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ، فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ! فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ».

۱۶۰۰- حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں کھجور کی چٹائی کو کھڑا کر کے حجرہ سا بنا لیا (تاکہ سکون سے رات کی نماز پڑھ سکیں) اللہ کے رسول ﷺ نے کئی راتیں اس میں نماز پڑھی حتی کہ لوگ بھی آپ کے قریب جمع ہونے لگ گئے (اور آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے) پھر ایک رات انھوں نے آپ کی آواز محسوس نہ کی۔ انھوں نے سمجھا کہ آپ سوئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ کھنکارنے لگے تاکہ آپ (جاگ کر) ان کی طرف تشریف لے آئیں۔ (مگر آپ نہ نکلے' پھر صبح کے وقت) آپ نے فرمایا: ''جو کچھ تم کرتے رہے ہو میں دیکھتا رہا ہوں (مگر اس لیے نہیں نکلا کہ) مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں (تمھارے ذوق شوق کی وجہ سے) تم پر رات کی نماز فرض ہی نہ کر دی جائے۔ اور اگر تم پر فرض کر دی جاتی تو تم اسے ادا نہ کر پاتے' لہٰذا اے لوگو! رات کی نماز اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ انسان کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے۔''

فوائد ومسائل: ① دوسری روایات میں صراحت ہے کہ یہ رمضان المبارک کی بات ہے اور یہاں رات کی

١٦٠٠- أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من كثرة السؤال ... الخ، ح: ٧٢٩٠ من حديث عفان، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته ... الخ، ح: ٧٨١/ ٢١٤ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٩١، ١٢٩٢.

نماز سے مراد تراویح ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے حجرہ سا بنانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ معتکف ہوں گے ورنہ آپ رات کی نماز گھر میں پڑھا کرتے تھے۔ یا ممکن ہے کہ گھر میں کسی وجہ سے تنگی ہو اور آپ نے علیحدگی میں نماز پڑھنے کے لیے چٹائی کھڑی کی ہو۔ ② ''فرض نہ کر دی جائے'' رمضان المبارک میں تراویح کا فرض ہو جانا پانچ نمازوں میں اضافے کے مترادف نہیں کہ اعتراض پیدا ہو کہ ﴿لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ﴾ کے الفاظ (جو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ الإسراء میں پانچ نمازوں کی فرضیت کے وقت فرمائے تھے) کے بعد تو فرضیت کا خطرہ نہیں تھا کیونکہ اس قول میں صرف روزانہ کی پانچ نمازوں میں اضافہ یا کمی کی نفی کی گئی ہے اور تراویح کی' بالفرض' فرضیت سے یومیہ نمازوں میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فرضیت کا خطرہ ناپید ہو گیا' لہٰذا نماز تراویح کو مسجد میں مستقل باجماعت جاری کر دیا گیا جو خلفائے راشدین کے دور سے لے کر اب تک بلانزاع امت میں جاری وساری ہے اور اجماعی مسئلہ ہے اور سنت المسلمین بن چکا ہے۔ اب کسی مسجد کو اس سعادت سے محروم نہیں رکھا جائے گا' البتہ اگر کوئی شخص انفرادی طور پر گھر میں ادا کرنا چاہے تو بھی جائز ہے مگر ضروری ہے کہ وہ نماز تراویح میں قرآن مجید زیادہ پڑھنے کے قابل ہو تاکہ اصل مقصد پورا ہو' نہ کہ صرف رکعات کی گنتی پوری کرے۔

١٦٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْفِطْرِيُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ فِي مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، فَلَمَّا صَلَّى قَامَ نَاسٌ يَتَنَفَّلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ».

۱۶۰۱- حضرت کعب بن عجرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) مغرب کی نماز بنو عبدالاشہل کی مسجد میں پڑھی۔ جب آپ نماز (فرض) سے فارغ ہوئے تو کچھ لوگ اٹھ کر نوافل (مغرب کی سنتیں) پڑھنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ نماز گھروں میں پڑھا کرو۔''

فائدہ: یہ ''نماز'' یعنی مغرب کی سنتیں یا مطلقاً سنتیں اور نوافل۔ یہ امر استحباب کے لیے ہے' نہ کہ وجوب کے لیے کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ سے مغرب کے بعد نوافل مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود'

١٦٠١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما ذكر في الصلاة بعد المغرب . . . الخ، ح: ٦٠٤ عن محمد بن بشار به، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٠١، وله شواهد، وراجع النيل، ح: ١٣٠٠.

التطوع، حدیث:۱۳۰۱) آج کل زندگی اس قدر تیز اور مصروف ہوگئی ہے کہ فرضوں کے بعد والی سنتیں رہ جانے کا خطرہ ہے جو ایک قبیح بات ہے اگر ایسی بات ہو تو سنن رواتب فرض نماز کے بعد مسجد ہی میں ادا کر لینی چاہییں۔

(المعجم ٢) - بَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٦٨٩)

باب:۲-رات کی نماز

١٦٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ: أَنَّهُ لَقِيَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ: أَلَا أُنَبِّئُكَ بِأَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: عَائِشَةُ. اِئْتِهَا فَسَلْهَا ثُمَّ ارْجِعْ إِلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِرَدِّهَا عَلَيْكَ، فَأَتَيْتُ عَلَى حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحَ فَاسْتَلْحَقْتُهُ إِلَيْهَا فَقَالَ: مَا أَنَا بِقَارِبِهَا، إِنِّي نَهَيْتُهَا أَنْ تَقُولَ فِي هَاتَيْنِ الشِّيعَتَيْنِ شَيْئًا فَأَبَتْ فِيهَا إِلَّا مُضِيًّا، فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ، فَجَاءَ مَعِيَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ لِحَكِيمٍ: مَنْ هٰذَا مَعَكَ؟ قُلْتُ: سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ قَالَتْ: مَنْ هِشَامٌ؟ قُلْتُ: اِبْنُ عَامِرٍ فَتَرَحَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ: نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ، قَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَتْ: أَلَيْسَ تَقْرَأُ

۱۶۰۲-حضرت سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عباس ؓ سے ملا اور ان سے نماز وتر کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: کیا میں تجھے اس شخصیت کے بارے میں نہ بتاؤں جو روئے زمین پر بسنے والے انسانوں میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کو جانتی ہو؟ سعد نے کہا: ہاں، ضرور۔ انھوں نے فرمایا: وہ حضرت عائشہ ؓ ہیں۔ان سے جا کر پوچھو، پھر واپس آ کر مجھے بھی بتاؤ کہ انھوں نے کیا جواب دیا، چنانچہ میں حضرت حکیم بن افلح کے پاس آیا اور انھیں بھی ساتھ چلنے کے لیے کہا۔ وہ کہنے لگے: میں تو ان کے پاس نہیں جاؤں گا کیونکہ میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ آپ ان دو لڑنے والے گروہوں (عثمانی و علوی) کے بارے میں کچھ بھی نہ کہیں مگر انھوں نے میری بات نہیں مانی بلکہ اپنی مرضی کی۔ میں نے انھیں قسم دی (کہ وہ ضرور چلیں) تو وہ میرے ساتھ چل پڑے اور حضرت عائشہ ؓ کے پاس پہنچے۔حضرت عائشہ ؓ نے ان سے کہا: یہ تمھارے ساتھ کون ہے؟ میں نے

١٦٠٢ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض، ح: ٧٤٦ من حديث سعيد ابن أبي عروبة، وأبوداود، الصلاة، باب في صلاة الليل، ح: ١٣٤٣ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٩٤ بالاختصار إلٰى "أن كان فريضة".

الْقُرْآنَ؟ قَالَ: قُلْتُ بَلٰى، قَالَتْ: فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ اَلْقُرْآنُ، فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ فَبَدَا لِي قِيَامُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ قِيَامِ نَبِيِّ اللهِ ﷺ، قَالَتْ: أَلَيْسَ تَقْرَأُ هٰذِهِ السُّورَةَ، ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُزَّمِّلُ﴾؟ قُلْتُ: بَلٰى. قَالَتْ: فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ هٰذِهِ السُّورَةِ، فَقَامَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَوْلًا حَتَّى انْتَفَخَتْ أَقْدَامُهُمْ وَأَمْسَكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ خَاتِمَتَهَا اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ التَّخْفِيفَ فِي آخِرِ هٰذِهِ السُّورَةِ فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ أَنْ كَانَ فَرِيضَةً، فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ فَبَدَا لِي وِتْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، يَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً فَتِلْكَ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ! فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

کہا: سعد بن ہشام۔ انھوں نے فرمایا: کون سا ہشام؟ میں نے کہا: ہشام بن عامر۔ تو آپ نے ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: عامر بہت اچھے انسان تھے۔ میرے ساتھی نے کہا: اے ام المومنین! آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عالیہ کے بارے میں بتائیے۔ تو فرمانے لگیں: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں (پڑھتا ہوں) انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے اخلاق عالیہ عین قرآن کے مطابق تھے۔ میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو میرے ذہن میں رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل (رات کی عبادت) کا خیال آیا۔ میں نے کہا: اے ام المومنین! مجھے نبی ﷺ کے قیام اللیل کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: کیا تم یہ سورت ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُزَّمِّلُ﴾ نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں (پڑھتا ہوں۔) فرمانے لگیں: اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے شروع میں رات کا قیام فرض کیا تھا۔ تو نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک سال تک قیام کرتے رہے حتی کہ ان کے پاؤں سوج گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی آخری آیتیں (دوسرا رکوع) بارہ مہینے روک رکھیں، پھر ان آیات میں تخفیف نازل فرمائی تو قیام اللیل نفل بن گیا جبکہ پہلے فرض تھا۔ میں نے پھر اٹھنے کا ارادہ کیا کہ اچانک میرے ذہن میں رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کا خیال آگیا۔ میں نے کہا: اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: ہم رات کو آپ کی مسواک اور طہارت کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ جب پسند فرماتا آپ

وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا سَلَّمَ فَتِلْكَ تِسْعُ رَكَعَاتٍ يَا بُنَيَّ! وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يَدُومَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ نَوْمٌ أَوْ مَرَضٌ أَوْ وَجَعٌ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا قَامَ لَيْلَةً كَامِلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ، فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ بِحَدِيثِهَا فَقَالَ: صَدَقَتْ أَمَا إِنِّي لَوْ كُنْتُ أَدْخُلُ عَلَيْهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى تُشَافِهَنِي مُشَافَهَةً.

کو جگا دیتا۔ آپ (اٹھ کر) مسواک فرماتے اور وضو کرتے' پھر آٹھ رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان میں سے کسی رکعت کے بعد نہیں بیٹھتے تھے مگر آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھتے' اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور دعائیں کرتے' پھر اتنی آواز سے سلام کہتے کہ ہمیں سنائی دیتا' پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعت پڑھتے' پھر ایک رکعت پڑھتے۔ بیٹا! اس طرح یہ گیارہ رکعتیں بن گئیں' پھر جب رسول اللہ ﷺ کی عمر زیادہ ہوگئی اور بوجھل ہو گئے تو سات رکعات پڑھتے اور سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے۔ بیٹا! اس طرح یہ نو رکعتیں بن گئیں۔ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نماز شروع فرما لیتے تو مناسب سمجھتے تھے کہ اسے ہمیشہ پڑھا کریں اور اگر کبھی نیند یا بیماری یا کوئی تکلیف رات کی نماز سے رکاوٹ بن جاتی تو دن کو (بجائے گیارہ کے) بارہ رکعات پڑھ لیتے۔ اور مجھے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو یا کبھی صبح تک ساری رات نماز پڑھتے رہے ہوں یا رمضان المبارک کے علاوہ کبھی پورا مہینہ روزے رکھے ہوں' پھر میں حضرت ابن عباس ؓ کے پاس آیا اور ان کے سامنے یہ پوری حدیث بیان کی۔ آپ فرمانے لگے: سچ کہا حضرت عائشہ ؓ نے۔ واللہ! اگر میں ان کے پاس جاتا ہوتا تو ضرور جاتا کہ وہ مجھے براہ راست یہ حدیث بیان فرماتیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: كَذَا وَقَعَ فِي كِتَابِي وَلَا أَدْرِي مِمَّنِ الْخَطَأُ فِي مَوْضِعِ

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث میری کتاب میں ایسے ہی ہے۔ میں نہیں جانتا

وِتْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. آپ ﷺ کے وتر کے بیان میں کس سے غلطی ہوگئی؟

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کے اس فرمان میں اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گیارہ رکعت وتر کے بیان میں کسی راوی سے خطا ہوگئی ہے کیونکہ یہاں دو رکعتوں کو ایک رکعت سے مقدم بیان کیا گیا ہے، حالانکہ صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق صحیح یہ ہے کہ آپ نو رکعتیں اس طرح پڑھتے کہ صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے، پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور دعائیں کرتے، پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پڑھ کر بیٹھ جاتے اور ذکر و دعا وغیرہ کے بعد آواز کے ساتھ سلام پھیرتے کہ ہمیں سنائی دیتا، پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے۔ اس طرح یہ گیارہ رکعتیں ہوگئیں۔ (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، حدیث:۷۴۶) کسی راوی سے تقدیم وتاخیر ہوگئی۔ آگے نو رکعت وتر کے بیان سے بھی اس غلطی کی نشان دہی ہوتی ہے کیونکہ وہاں مسلم کی روایت کی طرح دو رکعتوں کو ایک رکعت سے مؤخر بتایا گیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ ② ”عین قرآن کے مطابق تھے۔“ یعنی قرآن مجید میں جو اخلاق عالیہ فاضلہ تمام انبیاء وصلحاء کے بیان کیے گئے ہیں، نبی ﷺ میں وہ سب بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے اور جن چیزوں سے قرآن مجید میں روکا گیا ہے، ان کی گرد بھی آپ کو نہیں پہنچتی تھی۔ ③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق ایک سال کے بعد نبی ﷺ سے بھی قیام اللیل کی فرضیت ساقط ہوگئی تھی، مگر قرآن مجید کے الفاظ میں دو امکان ہیں، ایک یہ کہ قیام اللیل صرف صحابہ سے ساقط کیا گیا تھا، آپ ﷺ پر بدستور فرض رہا لیکن یہ موقف درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے بعض سفروں میں تہجد پڑھنا ثابت نہیں جیسا کہ ایک دفعہ سفر میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی سوئے رہے اور رسول اللہ ﷺ بھی، کسی کو جاگ نہ آئی، تہجد بروقت پڑھنا تو کجا، نماز فجر بھی آپ ﷺ نے سورج چڑھے پڑھی، اسی طرح مزدلفہ کی رات بھی آپ ﷺ سے تہجد پڑھنا منقول نہیں۔ اس سے تہجد کی فرضیت کے قائلین کا موقف محل نظر ٹھہرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ فرضیت نبی ﷺ سے بھی ساقط کردی گئی جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔ واللہ أعلم. ④ قیام اللیل اور نماز وتر کوئی الگ الگ نمازیں نہیں بلکہ ایک ہی نماز کو وقت کی نسبت سے قیام اللیل کہا گیا اور رکعات کی تعداد کی نسبت سے وتر کہا گیا ہے۔ رمضان المبارک میں اسی کو تراویح اور عام دنوں میں اسی کو تہجد کہہ دیا جاتا ہے کیونکہ عام دنوں میں یہ نماز سونے کے بعد اٹھ کر پڑھی جاتی ہے اور تہجد کے معنی بھی نیند سے اٹھنا ہیں۔ تراویح اس کو پڑھنے کی کیفیت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے، یعنی وقفے وقفے سے آرام کر کے پڑھنا۔ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد کافی وقفہ کیا جاتا ہے۔ اگرچہ آج کل یہ وقفہ تقریباً متروک ہو چکا ہے اور یہ ضروری بھی نہیں۔ ⑤ رات کو جو نفل نماز بھی پڑھی جائے گی، اس کی تعداد طاق ہونی چاہیے، پھر ان سب کو وتر ہی کہا جائے گا، البتہ اگر دن کو قضا کرنی ہو تو طاق کے بجائے جفت پڑھی جائے گی کیونکہ طاق نفل نماز رات کے ساتھ خاص ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا دن کو گیارہ کے بجائے بارہ رکعت پڑھنا صریح دلیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر نفل ہیں، فرض نہیں، نیز نفل کی

بھی قضا دی جا سکتی ہے۔ ⑥ ”مجھے علم نہیں“ مقصود یہ ہے کہ عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے جسم اور اس کے آرام و صحت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے ورنہ جسم عاجز آ جائے گا پھر نفل تو ایک طرف رہے فرض رہ جانے کی نوبت بھی آ سکتی ہے۔ ⑦ ”اگر میں ان کے پاس جاتا ہوتا“ دراصل اس وقت غلط فہمی کی وجہ سے بعض صحابۂ کرام ؓ میں سیاسی اختلافات پیدا ہو چکے تھے جس نے ان کو ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا۔ جنگ جمل اور جنگ صفین اسی دور کی تلخ یادیں ہیں۔ حضرت عائشہ‘ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے درمیان بھی ان اختلافات کی وجہ سے باہم شکر رنجی تھی‘ البتہ وہ سب نیک نیت تھے۔ رضوان الله عليهم أجمعين. ⑧ سلف صالحین ہر کام میں اسوۂ رسول تلاش کرتے تھے کہ ان کی اقتدا کریں۔ اس مقصد کے لیے وہ وقت بھی دیتے تھے اور علماء سے استفسار بھی کرتے اور اگر سفر کی ضرورت پیش آتی تو سفر بھی کرتے۔ ؒ۔ ⑨ جس سے سوال پوچھا جا رہا ہے اگر اس سے بڑا عالم موجود ہے تو اسے چاہیے کہ سائل کی اس کی طرف رہنمائی کرے کیونکہ دین خیرخواہی کا نام ہے۔ ⑩ حضرت عائشہ ؓ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی عبادت کے بارے میں زیادہ جانتی تھیں۔ ⑪ محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر آدمی ہیشگی کرے اگرچہ وہ کم ہی ہو۔ ⑫ ساری ساری رات عبادت میں گزار دینا رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نہیں بلکہ اپنی آنکھوں‘ جسم اور اہل عیال کا بھی انسان پر حق ہے‘ البتہ کبھی کبھار یہ جائز ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا (التحفة ٦٩٠)

باب:۳- جو شخص ایمان کی بنا پر ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرے‘ اسے کیا ثواب ملے گا؟

١٦٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۱۶۰۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایمان کی بنا پر ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرے (نماز تراویح پڑھے) تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

١٦٠٣- أخرجه البخاري، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، ح: ٢٠٠٩، ٣٧، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان، وهو التراويح، ح: ٧٥٩ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ١٢٩٥، والموطأ (رواية أبي مصعب الزهري): ١/ ١٠٩، ح: ٢٧٨.

١٦٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۱۶۰۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کے تقاضے سے اور صرف ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان المبارک کی راتوں کا قیام کیا' اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''ایمان کی بنا پر'' مراد اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے یا روزے کے مذکورہ ثواب پر ایمان ہے اگر ایمان کی بجائے رسم سمجھ کر مذکورہ نماز پڑھی تو اس پر ثواب کا وعدہ نہیں ہے۔ ② ''ثواب کی نیت سے'' یعنی نیت ثواب حاصل کرنے کی ہو' ریا کاری' حصول تعریف یا دنیوی مقصد (مثلاً صحت وغیرہ) پیش نظر نہ ہو۔ گویا ایمان روزے کی بنیاد ہو اور ثواب مقصد۔ ③ ''پہلے سب گناہ'' اس میں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت وشفقت کا اظہار ہے۔ وہ معاف کرنے پر آئے تو صرف راستے سے ٹہنی ہٹانے والے اور کتے کو پانی پلانے والی بدکار عورت کو بھی معاف فرما دے۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

(المعجم ٤) - بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٦٩١)

باب:۴- ماہ رمضان المبارک کی (خصوصی) نماز (تراویح)

١٦٠٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ

۱۶۰۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مسجد میں نماز (تراویح) پڑھی۔ کچھ لوگ بھی آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے'

١٦٠٤_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢٩ من حديث مالك به، وليس فيه حميد بن عبدالرحمٰن، ونحوه في الموطأ (يحيى): ١/ ١١٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٠٢، وأخرجه البخاري، ح: ٢٠٠٨، ومسلم، ح: ٧٥٩، (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به، وأخرجه مسلم، (ح: أيضًا) من حديث مالك عن الزهري عن حميد بن عبدالرحمٰن به.

١٦٠٥_أخرجه البخاري، التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل . . . الخ، ح: ١١٢٩، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان، وهو التراويح، ح: ٧٦١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١١٣، والكبرٰى، ح: ١٢٩٧.

لَيْلَةٍ وَصَلّٰى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ وَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: «قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ».

پھر اگلی رات آپ نے (مسجد میں) نماز پڑھی تو لوگ پہلے سے زیادہ ہو گئے' پھر تیسری یا چوتھی رات تو سب لوگ ہی جمع ہو گئے لیکن رسول اللہ ﷺ تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''رات جو تم نے کیا میں دیکھ رہا تھا (یعنی تمھارا اجتماع اور ذوق و شوق) مگر مجھے آنے سے یہ چیز مانع تھی کہ مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض ہی نہ کر دی جائے۔'' اور یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے فوائد ومسائل حدیث نمبر: ۱۶۰۰ ② مذکورہ روایت میں یہ ہے کہ تیسری یا چوتھی رات آپ تشریف نہ لائے جبکہ ایک صحیح روایت میں صراحت ہے کہ تین راتیں لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھی اور آپ نے انھیں تینوں راتیں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے تھے۔ چوتھی رات آپ تشریف نہ لائے۔ دیکھیے: (مسند أبي يعلى بتحقيق شيخنا إرشاد الحق الأثري' برقم:۱۷۹۶' وقال الذهبي: إسناده وسط' وميزان الاعتدال:۳/۳۱۱' وصحيح ابن خزيمه' رقم:۱۰۷۰' و صحيح ابن حبان' رقم:۲۴۵۱ في مواضع) ③ معلوم ہوا کہ لوگوں کا ذوق شوق اور نفل کام پر اصرار بھی فرضیت کا ایک سبب ہے جس طرح اور بھی بہت سے اسباب ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا امر بھی ہو گیا تو وہ فرض ہو جائے گا ورنہ باوجود مداومت اور اصرار کے نفل ہی رہے گا۔ ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں کہ نفل پر مداومت نہیں کرنی چاہیے۔ خصوصاً اب جبکہ فرضیت کا امکان ہی نہیں تو کسی بھی نفل پر مداومت' اصرار اور پابندی میں کوئی حرج نہیں۔

١٦٠٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ دَاوُدَ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ مِنَ الشَّهْرِ،

۱۶۰۶- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے۔ آپ نے ہمیں رات کی نماز نہیں پڑھائی حتی کہ اس ماہ مبارک کے سات دن باقی رہ گئے۔ آپ نے ہمیں رات کی نماز (تراویح) پڑھائی حتی کہ رات کا تہائی حصہ گزر گیا' پھر اگلے دن ہمیں نماز نہیں

١٦٠٦- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٣٦٥، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٩٨.

فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا فِي السَّادِسَةِ فَقَامَ بِنَا [فِي] الْخَامِسَةِ حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهِ قَالَ: «إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ كَتَبَ اللهُ لَهُ قِيَامَ لَيْلَةٍ» ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا وَلَمْ يَقُمْ حَتّٰى بَقِيَ ثَلَاثٌ مِنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَا فِي الثَّالِثَةِ وَجَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ حَتّٰى تَخَوَّفْنَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ، قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: اَلسُّحُورُ.

پڑھائی' پھر پچیسویں رات ہمیں نماز پڑھائی حتی کہ نصف رات گزر گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہی خوب ہوتا اگر آپ باقی رات بھی نماز پڑھاتے۔ آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک نماز پڑھی' اس کے لیے پوری رات کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے (خواہ اس کے بعد وہ سو ہی جائے)۔'' پھر آپ نے اگلی رات نماز نہیں پڑھائی حتی کہ اس ماہ مبارک کے تین دن باقی رہ گئے تو آپ نے ہمیں ستائیسویں رات نماز پڑھائی اور اپنے گھر والوں اور بیویوں کو بھی جمع فرمایا (اور اتنی لمبی نماز پڑھائی) حتی کہ ہمیں خطرہ ہوا کہ ہم سے فلاح رہ جائے گی۔ (جُبَیر کہتے ہیں) میں نے (حضرت ابوذر سے) پوچھا: فَلَاح سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: سحری۔

فوائد ومسائل: ① ظاہر تو یہی ہے کہ یہ حدیث ماقبل حدیث ہی کی تفصیل ہے' لہٰذا رکعات تو تینوں راتوں میں گیارہ ہی تھیں مگر دوسری رات میں پہلی رات سے اور تیسری رات میں دوسری رات سے قراءت طویل کر کے رکعات کو لمبا کر دیا گیا۔ ② ''امام کے ساتھ......'' معلوم ہوا امام کے ساتھ تراویح یا قیام اللیل کرنا اکیلے پڑھنے سے بہت افضل ہے۔ آپ کے دور میں مجبوری تھی۔

١٦٠٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نُعَيْمُ بْنُ زِيَادٍ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ عَلٰى مِنْبَرِ حِمْصَ يَقُولُ:

۱۶۰۷- حضرت نعیم بن زیاد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو حمص (شہر) کے منبر پر فرماتے سنا کہ ہم نے رمضان المبارک کی تیسویں رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تہائی رات تک قیام کیا' پھر پچیسویں رات میں آپ کے ساتھ نصف رات

١٦٠٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٧٢ عن زيد بن حباب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٢٩٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٠٤، والحديث السابق شاهد له.

قُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قُمْنَا مَعَهُ لَيْلَةَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قُمْنَا مَعَهُ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ لَا نُدْرِكَ الْفَلَاحَ - وَكَانُوا يُسَمُّونَهُ السُّحُورَ - .

تک قیام کیا' پھر ستائیسویں رات آپ کے ساتھ اتنی دیر تک قیام کیا کہ ہم نے سمجھا: ہم فَلَاح (سحری) نہیں کھا سکیں گے۔

(المعجم ٥) - بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٦٩٢)

باب:۵-رات کی نماز (تہجد) کی ترغیب

١٦٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ عَقَدَ الشَّيْطَانُ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ لَيْلًا طَوِيلًا أَيِ ارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ أُخْرٰى، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتِ الْعُقَدُ كُلُّهَا فَيُصْبِحُ طَيِّبَ النَّفْسِ نَشِيطًا وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ».

۱۶۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ اور ہر گرہ دیتے وقت یہ پڑھتا ہے: لمبی رات ہے' سو جا' پھر اگر وہ جاگ کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اگر وہ وضو کرے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اگر وہ نماز شروع کر دے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ خوش دل اور چست و چالاک ہو جاتا ہے ورنہ بددل اور سست رہتا ہے۔''

فائدہ: ''تین گرہیں'' جب انسان سوتا ہے تو وہ اپنے جسم' طہارت اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ شیطان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ انسان غافل ہی رہے اگر اسے جاگ آ بھی جائے تو شیطان وساوس کے ذریعے سے اٹھنے نہیں دیتا بلکہ دوبارہ سلا دیتا ہے۔ اگر انسان اللہ کا نام لے کر (ہمت سے) اٹھ بیٹھے تو جسم میں غفلت نہ رہی' وضو کرے تو طہارت حاصل ہو گئی اور نماز شروع کر دے تو ذکر الٰہی کے اعلیٰ درجے میں مشغول ہو گیا' لہٰذا ہر

١٦٠٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الحث على صلاة الليل وإن قلّت، ح: ٧٧٦ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، التهجد، باب عقد الشيطان على قافية الرأس إذا لم يصل بالليل، ح: ١١٤٢ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٠١.

قسم کی غفلت دور ہوگئی اور وہ کامل انسان بن گیا۔ جسم میں چستی بھی آ گئی اور روح میں تازگی بھی اور اگر وہ سویا رہے یا بستر میں کسمساتا رہے، اٹھنے کی ہمت نہ کرے تو جسم میں چستی آتی ہے نہ روح میں تازگی۔ اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے گرہیں لگانے اور ان کے کھلنے سے تعبیر فرمایا ہے۔ قربان جائیں آپ کی فصاحت وبلاغت پر۔ کیا ہی خوب انداز اختیار فرمایا۔ بعض اہل علم نے اس کلام کو ظاہر معنی پر محمول کیا ہے کہ واقعتاً شیطان گرہیں لگاتا ہے اور ان پر پڑھ کر پھونکتا ہے، پھر یہ کھلتی بھی ہیں مگر یہ سب کچھ ہمیں نظر نہیں آتا۔ بعض اہل علم نے اسے استعارے اور تشبیہ سے تعبیر کیا ہے۔ بہر حال اگر شیطان حقیقتاً گرہیں لگائے اور وہ کھلیں تو یہ محال بھی نہیں، اس لیے حق یہ ہے کہ کسی قسم کی تاویل کے بغیر حدیث شریف کے صریح الفاظ کے مفہوم ہی کو تسلیم کیا جائے، یہی ایمان بالغیب کا تقاضا اور سلف اہل علم کا شیوہ ہے۔ واللہ أعلم.

١٦٠٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ: «ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ».

١٦٠٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا جو ساری رات سوتا رہا حتی کہ صبح ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: ”اس شخص کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا تھا۔“

فائدہ: ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی فرض نمازوں عشاء وفجر سے بھی سوتا رہا تھا۔ تبھی آپ نے ملامت فرمائی، ورنہ اگر وہ عشاء پڑھ کر سویا اور فجر اٹھ کر پڑھ لی تو مذمت کی کوئی وجہ نہیں مگر امام نسائی رحمہ اللہ اس روایت کو قیام اللیل کے تحت لائے ہیں گویا کہ وہ شخص قیام اللیل سے سویا رہا۔ واللہ أعلم.

١٦١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ فُلَانًا نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ الْبَارِحَةَ حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ: «ذَاكَ شَيْطَانٌ بَالَ فِي أُذُنَيْهِ».

١٦١٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں شخص اس رات نماز سے سویا رہا حتی کہ روشنی ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: ”اس کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا تھا۔“

١٦٠٩- أخرجه مسلم، ح: ٧٧٤ (انظر الحديث السابق) عن إسحاق بن إبراهيم، والبخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ٣٢٧٠ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٠٢.

١٦١٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه.

١٦١١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَعْقَاعُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى ثُمَّ أَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، وَرَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ ثُمَّ أَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى، فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ».

١٦١١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھا اور اس نے نماز (تہجد) پڑھی، پھر اس نے اپنی بیوی کو جگایا، اس نے بھی نماز (تہجد) پڑھی اور اگر وہ (اٹھنے سے) انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس عورت پر جو رات کو اٹھی اور نماز پڑھی، پھر اپنے خاوند کو جگایا اور اس نے بھی نماز پڑھی اور اگر اس نے انکار کیا تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ ایک آدھ رات کی بات نہیں بلکہ عادت کی بات ہے کہ وہ ایسے کرتے ہیں۔ کیا ہی خوب ہیں یہ میاں بیوی! رسول اللہ ﷺ کے ان الفاظ میں ان کے لیے دعا بھی ہے، تعریف بھی اور ترغیب بھی، اور یہ حقیقت بھی کہ وہ اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ وَفَّقَنَا اللّٰهُ إِيَّاهُ. ② جس طرح میت کے لیے رحمت کی دعا کی جاتی ہے، اسی طرح زندہ کے لیے بھی دعائے رحمت کرنا جائز ہے۔

١٦١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ فَقَالَ: «أَلَا تُصَلُّونَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ فَإِذَا شَاءَ

١٦١٢- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ رات کے وقت ان کے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: ''تم رات کی نماز نہیں پڑھتے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا ہمیں جگا دے گا۔ جب میں نے یہ بات کہی تو

١٦١١ــ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب قيام الليل، ح: ١٣٠٨، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن أيقظ أهله من الليل، ح: ١٣٣٦ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٠٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٤٨، وابن حبان، ح: ٦٤٦، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٠٩، ووافقه الذهبي. * القعقاع هو ابن حكيم.

١٦١٢ــ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الحث على صلاة الليل وإن قلّت، ح: ٧٧٥ عن قتيبة، والبخاري، التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل . . . الخ، ح: ١١٢٧ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣١١.

أَنْ يَبْعَثَهَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ قُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَيَقُولُ: ﴿وَكَانَ ٱلْإِنسَٰنُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾. [الكهف: ٥٤]

رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ میں نے سنا' آپ اپنی ران مبارک پر (افسوس و ناراضی سے) ہاتھ مارتے جارہے تھے اور کہہ رہے تھے: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ ''انسان سب سے بڑھ کر کٹ حجت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''ہماری روحیں'' ان الفاظ کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ نیند میں روح کامل طور پر انسان سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے قبضے میں چلی جاتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا﴾ (الزمر۳۹:۴۲) لہٰذا روح کی واپسی ہی پر جاگ آئے گی۔ ② حضرت علی اور حضرت فاطمہ ؓ ابھی نوجوان تھے۔ اس عمر میں رات کو نماز تہجد کے لیے جاگنا بہت مشکل ہوتا ہے' اس لیے کبھی ان سے سستی ہو جاتی ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے یہ ان کی شادی کے ابتدائی دور کی بات ہے۔ ③ ''کٹ حجت ہے'' کیونکہ اختیاری مسئلے میں تقدیر کو پیش کرنا کٹ حجتی ہے۔ تقدیر کا حوالہ وہاں دیا جائے گا جہاں اختیار نہ ہو' مثلاً: زندگی اور موت' صحت اور بیماری وغیرہ۔ نماز پڑھنا تو اختیاری مسئلہ ہے۔ اس میں تقدیر کو عذر کے طور پر پیش کرنا صحیح نہیں کیونکہ ان معاملات میں امر و نہی مدار ہے' نہ کہ تقدیر۔

١٦١٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَكِيمُ بْنُ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَى فَاطِمَةَ مِنَ اللَّيْلِ فَأَيْقَظَنَا لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى هَوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ فَلَمْ يَسْمَعْ لَنَا حِسًّا، فَرَجَعَ إِلَيْنَا فَأَيْقَظَنَا فَقَالَ: «قُومَا فَصَلِّيَا» قَالَ: فَجَلَسْتُ وَأَنَا أَعْرُكُ

۱۶۱۳- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت میرے اور فاطمہ ؓ کے پاس تشریف لائے اور ہمیں نماز (تہجد) کے لیے جگایا' پھر اپنے گھر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک نماز پڑھتے رہے۔ آپ نے ہماری طرف سے کوئی آواز یا آہٹ نہ سنی تو دوبارہ تشریف لائے اور ہمیں پھر جگایا اور فرمایا: ''اٹھو اور نماز پڑھو۔'' میں آنکھیں ملتا ہوا اٹھا اور کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! ہم تو وہی نماز پڑھیں گے جو اللہ نے ہماری قسمت میں لکھی ہے۔ ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اگر وہ چاہے گا تو ہمیں اٹھا دے گا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی ران مبارک پر ہاتھ مارتے واپس

١٦١٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه.

عَيْنِي وَأَقُولُ: إِنَّا وَاللّٰهِ! مَا نُصَلِّي إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْنَا، إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِنْ شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا قَالَ: فَوَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ وَيَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلٰى فَخِذِهِ: «مَا نُصَلِّي إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا كَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا».

تشریف لے گئے اور فرما رہے تھے: ”ہم وہی نماز پڑھیں گے جو اللہ نے ہماری قسمت میں لکھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انسان سب سے زیادہ کٹ حجت ہے۔“

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی تفصیل ہے۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ کوئی گستاخی یا نافرمانی نہیں بلکہ نیند سے جگائے جانے پر فطری اظہار ہے جو غیر اختیاری کے قریب ہے۔ ③ ”گویا توبیخ کے طور پر حضرت علی کے الفاظ ہی کو ان سے مختلف لہجے میں دہرا رہے تھے۔ عام طور پر ناپسندیدگی کے وقت ایسے کیا جاتا ہے۔

(المعجم ٦) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ (التحفة ٦٩٣)

باب:٦-رات کی نماز (تہجد) کی فضیلت

١٦١٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - هُوَ ابْنُ عَوْفٍ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ».

۱۶۱۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان المبارک کے بعد افضل روزے اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔“

فوائد ومسائل: ① محرم الحرام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف' اس لیے ہے کہ یہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اور حرمت والا مہینہ ہے۔ بعض نے اس کے روزے سے مراد عاشوراء کا روزہ لیا ہے۔ بعض نے ماہِ محرم کے تمام روزے مراد لیے ہیں' یہی موقف درست ہے۔ الفاظ کے ظاہر سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ ② جو لوگ فرض نماز کی سنتوں کو تہجد سے افضل سمجھتے ہیں' وہ ان سنتوں کو فرضوں کے تابع ہونے کی وجہ سے فرضوں ہی میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں۔ تہجد کی نماز ہی افضل ہے۔

١٦١٤- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل صوم المحرم، ح: ١١٦٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣١٢.

۱٦۱٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي وَحْشِيَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ حُمَيْدَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ الْمُحَرَّمُ»

أَرْسَلَهُ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ.

۱٦۱٥- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے اور رمضان المبارک کے بعد افضل روزے محرم کے ہیں۔''

شعبہ بن حجاج نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے۔

فائدہ: حدیث نمبر: ۱٦۱۴ اور ۱٦۱٥ ایک ہی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ حدیث نمبر ۱٦۱۴ میں سند متصل ہے جبکہ حدیث نمبر ۱٦۱٥ میں صحابی (حضرت ابوہریرہ ؓ) کا ذکر نہیں ہے۔ اصول حدیث میں ایسی روایت کو مُرسَل کہتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی حضرت شعبہ بن حجاج ہیں۔

(المعجم ۷) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٦٩٤)

باب:۷- دوران سفر میں تہجد پڑھنے کی فضیلت

۱٦۱٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيًّا: عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ رَفَعَهُ إِلٰى أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، رَجُلٌ أَتٰى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ

۱٦۱٦- حضرت ابوذر ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے: ایک وہ آدمی جو کسی قوم کے پاس آیا اور ان سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا۔ اپنی کسی رشتے داری کی بنا پر سوال نہیں کیا لیکن کسی نے اسے کچھ نہ دیا مگر ایک آدمی ان سب لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے چلا گیا

۱٦۱٥_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۳۱۳.

۱٦۱٦_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب أحاديث في صفة الثلاثة الذين يحبهم الله، ح: ۲٥٦۸ عن محمد بن المثنى به، وقال: "صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۳۱٤، وقال النسائي: "خالفه سفيان (يعني الثوري)"، وصححه ابن حبان، ح: ۸۱۳، ۱٦۰۲، ۱٦۰۳، والحاكم: ۲/ ۱۱۳، ووافقه الذهبي. حديث سفيان أخرجه أحمد: ٥/ ۱٥۳ عنه عن منصور عن ربعي بن حراش عن أبي ذر (وهذا تدليس) وعن ربعي عن رجل عن أبي ذر به، والرجل هو زيد بن ظبيان * منصور هو ابن المعتمر، ومحمد هو ابن جعفر غندر عن شعبة.

بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوهُ فَتَخَلَّفَهُمْ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي أَعْطَاهُ، وَقَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهِ نَزَلُوا فَوَضَعُوا رُؤُوسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِي وَيَتْلُو آيَاتِي، وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَانْهَزَمُوا فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتَّى يُقْتَلَ أَوْ يُفْتَحَ لَهُ».

اور اس (سائل) کو پوشیدہ طور پر مال دیا۔ اس کے اس عطیے کا کسی کو علم نہ ہوا' سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس شخص کے جس کو اس نے دیا۔ اور ایک وہ شخص کہ کچھ لوگ ساری رات چلتے رہے حتی کہ جب نیند ان کو ہر چیز سے زیادہ پیاری لگنے لگی تو وہ اترے اور سو گئے مگر وہ شخص کھڑا ہو کر میرے سامنے گڑگڑانے لگا اور (نماز میں) میری آیات پڑھنے لگا اور ایک وہ شخص جو ایک لشکر میں شامل تھا۔ اس لشکر کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ سب شکست کھا گئے مگر وہ سینہ تان کر آگے بڑھا حتی کہ وہ مارا گیا یا اسے فتح مل گئی۔''

فوائد ومسائل: ① تین آدمی یعنی تین قسم کے آدمی' خواہ وہ ہزاروں لاکھوں ہوں۔ ② ''پہلا وہ آدمی'' یعنی عطیہ دینے والا' نہ کہ مانگنے والا۔ ③ مخفی صدقہ کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ ④ اللہ تعالیٰ کی صفت محبت ثابت ہوئی' جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔

(المعجم ٨) - بَابُ وَقْتِ الْقِيَامِ (التحفة ٦٩٥)

باب:٨- قیام اللیل (تہجد) کا وقت

١٦١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَصْرِيُّ عَنْ بِشْرٍ - هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: اَلدَّائِمُ. قُلْتُ: فَأَيُّ اللَّيْلِ كَانَ يَقُومُ؟ قَالَتْ: إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ.

١٦١٧- حضرت مسروق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کو کون سا عمل زیادہ پسند تھا؟ انھوں نے فرمایا: جو ہمیشہ کیا جائے (خواہ کم ہی ہو) میں نے کہا: آپ رات کو کس وقت تہجد کے لیے اٹھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: جب مرغ کی (پہلی) آواز سنتے۔

١٦١٧- أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح:١١٣٢ من حديث شعبة، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح:٧٤١ من حديث أشعث بن سليم به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣١٦ .

فوائد ومسائل: ① مرغ عموماً آدھی رات کے بعد آواز نکالتا ہے۔ بعض دوسری روایات میں ہے کہ نبی ﷺ نصف رات تک سوتے‘ پھر تہائی رات جاگتے (نماز پڑھتے) اور پھر آخری سدس (چھٹا حصہ) سوتے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري‘ التهجد‘ حديث:١١٣١‘ وصحيح مسلم‘ الصيام‘ حديث:١١٥٩) یہ تقسیم عشاء کے بعد سے فجر کی اذان تک کی ہے کیونکہ مسلمانوں کی یہی رات ہے۔ باقی تو جاگنے‘ یعنی نمازوں کے اوقات ہیں۔ ② چونکہ مرغ کی آواز سن کر نیک لوگ نماز کے لیے جاگتے ہیں‘ لہٰذا اس کی آواز کو لوگ اذان کہہ دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا: مرغ فرشتے دیکھ کر آواز نکالتا ہے‘ لہٰذا تم مرغ کی آواز سن کر یہ کہا کرو: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ] (صحيح البخاري‘ بدء الخلق‘ حديث:٣٣٠٣ وصحيح مسلم‘ الذكر والدعاء‘ حديث:٢٧٢٩) واہ رے مرغ تیری قسمت! نفلی عبادت میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے‘ تعمق سے کام نہیں لینا چاہیے۔ ورنہ آدمی اکتا جاتا ہے اور اس عمل کو جاری نہیں رکھ سکتا۔

(المعجم ٩) - بَابُ ذِكْرِ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الْقِيَامُ (التحفة ٦٩٦)

باب:۹- قیام اللیل کے آغاز کی دعائیں

١٦١٨- أَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِمَا كَانَ يَسْتَفْتِحُ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - قَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيُسَبِّحُ عَشْرًا وَيُهَلِّلُ عَشْرًا وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا وَيَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي، أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ ضِيقِ

۱۶۱۸- حضرت عاصم بن حمید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: نبی ﷺ کن الفاظ سے قیام اللیل کا افتتاح کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: تم نے مجھ سے وہ چیز پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی۔ رسول اللہ ﷺ دس دفعہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ دس دفعہ [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] اور دس دفعہ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہتے تھے‘ پھر فرماتے: ”اے اللہ! مجھے معاف فرما‘ مجھے ہدایت دے‘ مجھے رزق عطا فرما اور مجھے عافیت وصحت دے۔ اور میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کی تنگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

١٦١٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، ح:٧٦٦، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الدعاء إذا قام الرجل من الليل، ح:١٣٥٦ من حديث زيد به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣١٧.

الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

فائدہ: قیام اللیل کے آغاز سے مراد یہ ہے کہ جب نبی ﷺ تہجد کے لیے اٹھتے تو نماز تہجد سے پہلے یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ ان (گزشتہ اور آئندہ) دعاؤں میں بہت سی ایسی دعائیں ہیں جن کی ظاہراً آپ کو ضرورت نہیں مگر آپ نے اپنی امت کی تعلیم کے لیے وہ دعائیں پڑھیں کیونکہ امتیوں کو تو بہرصورت ان کی ضرورت ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی دعائیں دراصل آپ کی امت کے لیے ہیں۔ (علاوہ ان دعاؤں کے جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔)

١٦١٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْد بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ عِنْدَ حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ: «سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ»، الْهَوِيَّ ثُمَّ يَقُولُ: «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ» الْهَوِيَّ.

١٦١٩- حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی ؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے حجرے کے قریب سوتا تھا۔ جب آپ رات کو (تہجد کے لیے) اٹھتے تو میں سنتا کہ آپ دیر تک [سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ] ''پاک ہے اللہ جو جہانوں کا رب ہے'' پڑھتے رہتے' پھر دیر تک [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ] ''اللہ تعالیٰ تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے اور تمام تعریفوں والا ہے۔'' پڑھتے۔

١٦٢٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَحْوَلِ - يَعْنِي سُلَيْمَانَ ابْنَ أَبِي مُسْلِمٍ - عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ

١٦٢٠- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ...... وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] ''اے اللہ! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ تو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اور ان لوگوں کا نور ہے جو ان میں ہیں'

١٦١٩- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما يدعو به إذا انتبه من الليل، ح: ٣٨٧٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣١٨، وأصله في صحيح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، ح: ٤٨٩/ ٢٢٦ من حديث الأوزاعي به بغير هذا اللفظ، وهذا طرف منه، وللحديث أطراف عند أبي داود، ح: ١٣٢٠، والترمذي، ح: ٣٤١٦ وغيرهما، وتقدم طرفه، ح: ١١٣٩.

١٦٢٠- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٩ عن قتيبة، والبخاري، التهجد، باب التهجد بالليل، ح: ١١٢٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣١٩.

أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ حَقٌّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ آمَنْتُ»، ثُمَّ ذَكَرَ قُتَيْبَةُ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: «وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، اِغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ».

اور تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ تو آسمانوں و زمین اور ان کے مابین تمام لوگوں کو قائم رکھنے والا ہے۔ اور تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ تو آسمانوں' زمینوں اور ان میں رہنے والوں کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ تو برحق ہے۔ تیرے وعدے برحق ہیں۔ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے' اور قیامت حق ہے' اور تمام نبی حق ہیں اور محمد (ﷺ) بھی حق ہیں۔ میں تیرا ہی مطیع و فرماں بردار ہوا اور تجھی پر میں نے بھروسا کیا اور تجھی پر میں ایمان لایا اور تیری ہی مدد سے میں (کفار سے) جھگڑتا ہوں اور تیرے حضور ہی فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ مجھے معاف فرما' وہ گناہ جو میں نے کر لیے ہیں اور جو ابھی نہیں کیے اور جو میں نے خفیہ کیے ہیں اور جو علانیہ کیے ہیں۔ تو ہی کسی کو آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ نقصان سے بچنے کا حیلہ ہے اور نہ فائدہ حاصل کرنے کی طاقت۔''

فوائد و مسائل: ① ''نور ہے'' یعنی آسمانوں اور زمینوں میں نور پیدا کرنے والا ہے۔ یا تو بے عیب ہے یا تو آسمانوں اور زمینوں کی زینت ہے۔ ② ''تو برحق ہے'' یعنی صرف تیرا وجود حقیقی ہے' باقی تو کالعدم (بت) ہیں یا تیرا وجود اور توحید حقیقت ہے۔ ③ ''جو ابھی نہیں کیے'' مگر بعد میں ہوں گے' بعد میں ہونے والے گناہوں کی معافی مانگنے میں کوئی استحالہ نہیں کیونکہ ان کا ہونا طبعی بات ہے۔ ④ ''نہ فائدہ حاصل کرنے کی طاقت'' اس میں ہر نقصان اور فائدہ داخل ہے' مثلاً: گناہ' نیکی اور دیگر دنیوی و اخروی نقصانات و فوائد۔ ⑤ ''آگے پیچھے کرنے والا'' یعنی مرتبہ اور شان بڑھانے اور گھٹانے والا ہے یا موت و حیات کے لحاظ سے یا عزت و ذلت کے لحاظ سے یا ہدایت اور گمراہی کے لحاظ سے۔ یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ تو سب سے اول اور سب سے آخر ہے۔ ⑥ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں یہ حدیث انتہائی جامع ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی وصف بھی ان اوصاف سے خارج نہیں۔

١٦٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، وَهِيَ خَالَتُهُ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ قَلِيلًا أَوْ بَعْدَهُ قَلِيلًا اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِيمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۱۶۲۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے بتایا کہ ایک رات میں ام المومنین حضرت میمونہ ؓ کے ہاں سویا جو میری خالہ تھیں۔ میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا جبکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی زوجۂ محترمہ بستر کے طول میں لیٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے حتی کہ جب رات نصف ہو گئی یا معمولی کم وبیش' تو رسول اللہ ﷺ جاگ اٹھے۔ آپ اپنے ہاتھوں سے اپنا چہرہ ملتے ہوئے اٹھ بیٹھے' پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں' پھر ایک لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف اٹھے اور اس سے وضو فرمایا اور بہترین وضو فرمایا' پھر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بھی اٹھا اور میں نے اسی طرح کیا جس طرح آپ نے کیا تھا' پھر میں گیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر مروڑا۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر دو' پھر دو' پھر دو' پھر دو' پھر دو' پھر ایک رکعت پڑھی' پھر لیٹ گئے حتی کہ مؤذن آپ کو جماعت کی اطلاع دینے آیا تو آپ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت میمونہ ؓ کے توسط سے رسول اللہ ﷺ سے باقاعدہ

١٦٢١- أخرجه البخاري، الوضوء، باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره، ح: ١٨٣ وغيره، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣/ ١٨٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢١، ١٢٢.

رات گزارنے کی اجازت لی تھی۔ حضرت میمونہ ؓ ان دنوں حیض کی حالت میں تھیں۔ حضرت ابن عباس ؓ کا مقصد رسول اللہ ﷺ کی تہجد کی کیفیت کو جاننا تھا۔ ② ''کان مروڑا'' حضرت ابن عباس ؓ رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہوگئے تھے۔ ان کو اپنی دائیں جانب کھڑا کرنے کے لیے ان کے کان سے پکڑ کر اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔ ③ آپ کبھی کبھار تیرہ رکعت بھی پڑھ لیتے تھے اگرچہ اکثر معمول گیارہ کا تھا۔ بعض نے پہلی دو رکعتوں کو تحیۃ الوضو یا افتتاح تہجد سمجھا ہے۔ گویا اصل تہجد گیارہ رکعت ہی تھیں۔ ④ ''دو ہلکی رکعتیں'' مراد فجر کی سنتیں ہیں۔ ⑤ اہل خانہ سے حسن معاشرت اور چھوٹے بچوں پر شفقت اور نرمی سے پیش آنا چاہیے۔ ⑥ چھوٹے بچے کی نماز صحیح ہے۔ ⑦ وضو اچھے طریقے سے کرنا چاہیے لیکن کوشش کرنی چاہیے کہ پانی کم سے کم استعمال ہو۔ ⑧ ایک باقاعدہ مؤذن مسجد میں مقرر کرنا چاہیے۔ ⑨ نفلی نماز کی جماعت مشروع ہے۔ ⑩ جس آدمی نے شروع نماز میں امامت کی نیت نہ کی ہو اس کی اقتدا میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابُ مَا يَفْعَلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ مِنَ السِّوَاكِ (التحفة ٦٩٧)

باب:۱۰- جب رات کو تہجد کے لیے اٹھے تو مسواک کرے

١٦٢٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ وَحُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

۱۶۲۲- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تھے تو اپنے منہ کو مسواک کے ساتھ صاف کرتے تھے۔

١٦٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ [أَبِي] حَصِينٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

۱۶۲۳- حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد پڑھنے اٹھتے تو اپنے دہن مبارک کو مسواک کے ساتھ صاف فرماتے۔

١٦٢٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢، وهو في الكبرى، ح: ١٣٢١.

١٦٢٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢، وانظر الحديث السابق. * خالد هو ابن الحارث.

(المعجم ۱۱) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي حَصِينٍ عُثْمَانَ بْنِ عَاصِمٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٦٩٧) - ألف

باب:۱۱-اس حدیث (کی سند کے بیان) میں ابوحصین عثمان بن عاصم پر (ان کے شاگردوں کے) اختلاف کا ذکر

وضاحت: امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ اس حدیث کے بیان میں ابوحصین کے شاگرد مختلف ہیں۔ روایت نمبر ۱۶۲۴ میں صحابی (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) کا ذکر ہے جبکہ روایت نمبر ۱۶۲۵ میں ابوحصین کے شاگرد اسرائیل نے صحابی کا ذکر نہیں کیا۔

١٦٢٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِالسِّوَاكِ إِذَا قُمْنَا مِنَ اللَّيْلِ.

۱۶۲۴-حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ جب ہم رات کو اٹھیں تو مسواک کریں۔

١٦٢٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنَّا نُؤْمَرُ إِذَا قُمْنَا مِنَ اللَّيْلِ أَنْ نَشُوصَ أَفْوَاهَنَا بِالسِّوَاكِ.

۱۶۲۵-حضرت شقیق بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ جب ہم رات کو اٹھیں تو اپنے منہ مسواک سے صاف کریں۔

فائدہ: امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسواک کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل بھی ہے اور حکم بھی، پھر یہ روایت مرفوع بھی ہے، موقوف اور مقطوع بھی۔

(المعجم ۱۲) - بَابٌ بِأَيِّ شَيْءٍ تُسْتَفْتَحُ صَلَاةُ اللَّيْلِ (التحفة ٦٩٨)

باب:۱۲-رات کی نماز (تہجد) کس دعا سے شروع کرے؟

١٦٢٤ـ [صحيح موقوف] تقدم، ح: ٢ . * أبوسفيان هو سعيد بن سنان البرجمي الشيباني الأصغر، وأبوحصين هو عثمان بن عاصم الأسدي.

١٦٢٥ـ [صحيح مقطوع] تقدم، ح: ٢ . * عبيدالله هو ابن موسى، وقال الحافظ في النكت الظراف: ٣٣٣٦: "وسقط ذكر حذيفة عند النسائي من رواية إسرائيل وحده".

١٦٢٦- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اَللّٰهُمَّ! اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ».

١٦٢٦- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ کس دعا سے اپنی نماز (تہجد) شروع فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ جب رات کو نماز کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّ جِبْرِيلَ ...... إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ] ”اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والے! ہر غیب و حاضر کو جاننے والے! تو اپنے بندوں میں ان چیزوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اے اللہ! مجھے اس حق کی طرف راہنمائی فرما جس میں اختلاف کیا گیا ہے۔ یقیناً تو جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے پر چلا دیتا ہے۔“

١٦٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ وَأَنَا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاللّٰهِ! لَأَرْقُبَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِصَلَاةٍ حَتّٰى أَرٰى فِعْلَهُ، فَلَمَّا صَلّٰى صَلَاةَ الْعِشَاءِ-وَهِيَ الْعَتَمَةُ-اِضْطَجَعَ هَوِيًّا

١٦٢٧- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے (دل میں) کہا: اللہ کی قسم! میں (رات کی) نماز کے وقت بغور رسول اللہ ﷺ کو دیکھوں گا تا کہ مجھے پتا چلے کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ جب آپ نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو آپ کافی رات تک لیٹے رہے، پھر آپ جاگے اور افق میں دیکھا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

١٦٢٦ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٧٠ من حديث عمر بن يونس به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٢٢.

١٦٢٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوالشيخ في "أخلاق النبي ﷺ"، ص: ١٧٤، ١٧٥ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٢٠.

مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَنَظَرَ فِي الْأُفُقِ فَقَالَ: ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ [آل عمران: ١٩١-١٩٤] ثُمَّ أَهْوَى رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى فِرَاشِهِ فَاسْتَلَّ مِنْهُ سِوَاكًا، ثُمَّ أَفْرَغَ فِي قَدَحٍ مِنْ إِدَاوَةٍ عِنْدَهُ مَاءً فَاسْتَنَّ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى حَتَّى قُلْتُ: قَدْ صَلَّى قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى قُلْتُ: قَدْ نَامَ قَدْرَ مَا صَلَّى ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ كَمَا فَعَلَ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَقَالَ: مِثْلَ مَا قَالَ فَفَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ الْفَجْرِ.

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا﴾ حتی کہ آپ نے ﴿إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ تک پڑھا' پھر رسول اللہ ﷺ اپنے بستر کی طرف جھکے اور اس میں سے مسواک نکالی' پھر آپ نے اپنے پاس پڑے ہوئے چمڑے کے برتن سے ایک پیالے میں کچھ پانی ڈالا اور مسواک فرمائی۔ (اور وضو کیا۔) پھر آپ نے نماز شروع فرمائی۔ میرا خیال ہے آپ جتنی دیر سوئے تھے' اتنی دیر آپ نے نماز پڑھی' پھر آپ لیٹ گئے حتی کہ میرا خیال ہے کہ آپ اتنی دیر سوئے جتنی دیر نماز پڑھی تھی' پھر جاگے اور اسی طرح کیا جس طرح پہلے کیا تھا۔ اور وہی کچھ پڑھا جو پہلی دفعہ پڑھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فجر سے پہلے تین بار ایسے کیا۔

فوائد ومسائل: ① اس طرز کا باب پہلے بھی گزر چکا ہے۔ وہاں بھی کچھ دعائیں بیان ہوئی ہیں۔ کوئی بھی دعا پڑھ لی جائے' کافی ووافی ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ عبادات میں اور غیر عبادات میں بھی نبی ﷺ کے افعال کی پیروی میں بہت حریص تھے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ ذِكْرِ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ (التحفة ٦٩٩)

باب: ۱۳- رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کا ذکر

١٦٢٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا كُنَّا نَشَاءُ أَنْ نَرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْنَاهُ وَلَا نَشَاءُ أَنْ نَرَاهُ نَائِمًا إِلَّا رَأَيْنَاهُ.

۱۶۲۸- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ اگر ہم چاہتے کہ رسول اللہ ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں تو دیکھ لیتے۔ اور اگر ہم چاہتے کہ رسول اللہ ﷺ کو سویا ہوا دیکھیں تو یہ بھی دیکھ لیتے۔

١٦٢٨- أخرجه البخاري، التهجد، باب قيام النبي ﷺ بالليل من نومه ... الخ، ح: ١١٤١ و ١٩٧٢، ١٩٧٣ من حديث حميد الطويل به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ١٣٢٣.

۱۶۲۹ ۔ أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ يَعْلَى سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي الْعَتَمَةَ ثُمَّ يُسَبِّحُ ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ مِثْلَ مَا صَلَّى ثُمَّ يَسْتَيْقِظُ مِنْ نَوْمِهِ ذٰلِكَ فَيُصَلِّي مِثْلَ مَا نَامَ وَ صَلٰوتُهُ تِلْكَ الْآخِرَةُ تَكُونُ إِلَى الصُّبْحِ

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت یعلی بن مملک نے ام المومنین ام سلمہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: آپ عشاء کی نماز پڑھتے تھے پھر سنتیں پڑھتے تھے، پھر اس کے بعد جتنی رات تک اللہ چاہتا آپ نماز پڑھا کرتے، پھر سو رہتے اتنی دیر تک جتنی دیر نماز پڑھی تھی۔ پھر جاگتے اور نماز پڑھتے اتنی دیر تک جتنی دیر تک سوئے اور یہ اخیر کی نماز فجر تک ہوتی۔

فائدہ: یعنی آپ رات کو سوتے بھی اور نماز بھی پڑھتے ۔ نہ ساری رات جاگتے نہ ساری رات سوتے۔

۱۶۳۰ ۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ عَنْ صَلَاتِهِ فَقَالَتْ: مَالَكُمْ وَ صَلَاتُهُ كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى ثُمَّ يُصَلِّي قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا

حضرت یعلی بن مملک بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ام سلمہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی قرات کے بارے میں پوچھا (یعنی آپ کلام اللہ کیونکر پڑھتے تھے) اور آپ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: تمہیں آپ کی نماز سے کیا سروکار (یعنی تمہارا پوچھنا بے فائدہ ہے کیونکہ تم ویسی نماز نہیں پڑھ سکتے) آپ نماز پڑھتے تھے پھر سو رہتے جتنی دیر نماز پڑھی پھر نماز پڑھتے جتنی دیر سوئے تھے پھر سوتے جتنی دیر نماز

۱۶۲۹ ۔ إسناده ضعيف ۔

۱۶۳۰ ۔ إسناده ضعيف ' أخرجه أبوداود برقم ۱٤٦٦ باب إستحباب الترتيل في القراءة ' وهو في الترمذي برقم ۲۹۲٤ باب كيف كان قراءة النبي ﷺ ۔

صَلَّى حَتَّى يُصْبِحَ ثُمَّ نَعَتَتْ لَهُ قِرَاءَتَهُ فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا .

پڑھی ہوتی حتی کہ صبح ہو جاتی' پھر انھوں (ام سلمہ) نے آپ کی قراءت بیان فرمائی تو ایسی قراءت بیان فرمائی جس کا ہر ہر حرف الگ الگ سمجھ میں آتا تھا۔

فائدہ: بار بار اٹھنا اور نماز پڑھنا کافی مشکل کام ہے جبکہ نماز اور نیند کا عرصہ بھی برابر ہو' اس لیے فرمایا کہ تم نبی اکرم ﷺ جیسی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ صلی اللہ علیه وسلم.

(المعجم ١٤) - ذِكْرُ صَلَاةِ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاللَّيْلِ (التحفة ٧٠٠)

باب: ۱۴- اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داود علیہ السلام کی رات کی نماز کا بیان

١٦٣١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ».

۱۶۳۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کو سب سے پیارا روزہ داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب نماز داود علیہ السلام کی نماز ہے۔ وہ نصف رات سوتے تھے' تہائی رات نماز پڑھتے تھے اور پھر رات کا چھٹا حصہ سوتے تھے۔''

فوائد ومسائل: ① حدیث نمبر ۱۶۱۷ کا فائدہ نمبر ۱ دیکھیے۔ ② قیام اللیل پر دوام مستحب امر ہے۔ ③ افضل طریقہ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ ہے۔ اس سے افضل کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ مقدار میں مسنون طریقے سے زیادہ اور مشقت میں اس سے گراں ہی کیوں نہ ہو۔

(المعجم ١٥) - ذِكْرُ صَلَاةِ نَبِيِّ اللهِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ فِيهِ (التحفة ٧٠١)

باب: ۱۵- اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نماز کا بیان اور اس حدیث کے بیان میں سلیمان تیمی کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

١٦٣١ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب أحب الصلاة إلى الله صلاة داود . . . الخ، ح: ٣٤٢٠، عن قتيبة، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، . . . الخ، ح: ١١٥٩/ ١٨٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٢٧.

وضاحت: سند میں اختلاف آئندہ احادیث کی سندوں سے واضح ہو رہا ہے کہ کسی روایت میں سلیمان تیمی کو ثابت کا شاگرد بتلایا جا رہا ہے اور کہیں ساتھی کہ وہ دونوں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں، پھر بعض روایات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کسی اور صحابی کا واسطہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ جہاں تک سلیمان اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے درمیان ثابت کے واسطے کا مسئلہ ہے تو یہ معاذ بن خالد کا وہم ہے کیونکہ اس کے علاوہ دیگر تمام حفاظ حدیث جو حماد بن سلمہ کے شاگرد ہیں، یہ واسطہ ذکر نہیں کرتے، جیسے یونس بن محمد اور حبان بن ہلال مصنف کے ہاں، حسن بن موسیٰ اور عفان بن مسلم مسند احمد میں، ہدبہ بن خالد اور شیبان بن فروخ مسلم میں۔ یہ سب جب حماد بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں تو وہ سلیمان التیمی عن انس کہتے ہیں، درمیان میں ثابت کا ذکر نہیں کرتے، نیز ثابت کے عدم ذکر پر سفیان ثوری، عیسیٰ بن یونس، جریر بن عبدالحمید اور معتمر بن سلیمان، یہ سب حماد کی موافقت کرتے ہوئے عن سلیمان عن انس ہی کہتے ہیں۔ غرض ان ائمہ کبار اور جلیل القدر مذکورہ محدثین کی موافقت بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سند میں معاذ بن خالد کو وہم ہوا ہے۔ درست یہی ہے کہ سلیمان اور انس رضی اللہ عنہ کے درمیان ثابت کا واسطہ خطا ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیا سند میں ''عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' درست ہے یا سیدنا انس اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کسی اور صحابی کا واسطہ، جیسا کہ حدیث: ۱۶۳۸، ۱۶۳۷ میں ہے۔ یہ اختلاف ضرر رساں نہیں کیونکہ صحابی کی مرسل حجت ہے جیسا کہ اس باب کی پہلی اور مابعد کی احادیث ہیں۔ ان میں انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست روایت کرتے ہیں۔ اس قسم کا ارسال اتصال پر محمول ہوتا ہے جیسا کہ جمہور محدثین کا موقف ہے۔ جبکہ حدیث کی قیام اللیل کے ابواب سے مناسبت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بھی قیام اللیل کرنے والوں میں سے تھے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۱۷/۳۵۱، ۳۵۲)

۱۶۳۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

۱۶۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج کروائی گئی، میں ایک سرخ ٹیلے کے قریب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ وہ کھڑے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔''

۱۶۳۲- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ۱۳۲۸.

فائدہ: ایک اور روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سرخ ٹیلے کے قریب ہے۔ (صحیح البخاري، الجنائز، حدیث:۱۳۳۹، وصحیح مسلم، الفضائل، حدیث:۲۳۷۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا عالم برزخ کی چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ پر منکشف کی گئی۔ اگر یہ روح کے علاوہ جسم کے ساتھ بھی ہو تو وہ جسم بھی برزخی ہی ہوگا، لہٰذا اس سے انبیاء علیہم السلام کی دنیوی زندگی ثابت نہیں ہو سکتی۔ برزخی زندگی کا انکار نہیں۔

١٦٣٣- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتَيْتُ عَلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي».

۱۶۳۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سرخ ٹیلے کے قریب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا أَوْلٰى بِالصَّوَابِ عِنْدَنَا مِنْ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ خَالِدٍ، وَاللهُ تَعَالٰى أ

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ روایت معاذ بن خالد کی روایت سے زیادہ درست ہے۔ واللہ تعالى أعلم.

فائدہ: معاذ بن خالد کی روایت میں حضرت سلیمان تیمی کو حضرت ثابت کا شاگرد ظاہر کیا گیا ہے جبکہ درست بات یہ ہے کہ یہ دونوں ساتھی ہیں اور دونوں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کر رہے ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۱۶۳۳ سے واضح ہو رہا ہے۔

١٦٣٤- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ وَسُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَرَرْتُ عَلٰى قَبْرِ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

۱۶۳۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔“

١٦٣٣_ أخرجه مسلم، الفضائل، باب من فضائل موسٰى عليه السلام، ح: ٢٣٧٥ من حديث حماد بن سلمة به.

١٦٣٤_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٢٩.

١٦٣٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيسٰى عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

۱۶۳۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج کروائی گئی' میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔''

١٦٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مَرَّ عَلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ.

۱۶۳۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات نبی ﷺ کو معراج کروائی گئی' آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

١٦٣٧- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مَرَّ عَلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ.

۱۶۳۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے خبر دی کہ جس رات نبی ﷺ کو معراج کروائی گئی' آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تھے جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

١٦٣٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مَرَرْتُ عَلٰى مُوسٰى

۱۶۳۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے کسی صحابی سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج کروائی گئی' میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔''

١٦٣٥ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه مسلم، ح: ٢٣٧٥/ ١٦٥ عن علي بن خشرم عن عيسى بن يونس به.

١٦٣٦ـ [صحيح] انظر، ح: ١٦٣٣ واللذين بعده.

١٦٣٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٣٠.

١٦٣٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٣١.

وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

فائدہ: امام نسائی ؒ نے ایک ہی روایت کو مختلف لفظوں سے بیان کیا ہے۔ دراصل ان کا مقصود حضرت انس ؓ کے شاگرد سلیمان تیمی (جن پر اس روایت کا مدار ہے) کے شاگردوں کا اختلاف واضح کرنا ہے کہ کسی نے یہ روایت مرفوع متصل اور کسی نے مرسل بیان کی ہے۔ کسی نے حضرت انس ؓ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کسی اور صحابی کا واسطہ بیان کیا ہے لیکن اس میں اختلاف کی وجہ سے روایت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ مندرجہ بالا صورتوں میں سے کوئی صورت بھی عیب والی نہیں۔ مزید مذکورہ باب کے تحت مندرج وضاحت ملاحظہ فرمائی جائے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ إِحْيَاءِ اللَّيْلِ

(التحفة ٧٠٢)

١٦٣٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي وَبَقِيَّةُ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ رَاقَبَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي لَيْلَةٍ صَلَّاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ كُلَّهَا حَتَّى كَانَ مَعَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ صَلَاتِهِ جَاءَهُ خَبَّابٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي لَقَدْ صَلَّيْتَ اللَّيْلَةَ صَلَاةً مَا رَأَيْتُكَ صَلَّيْتَ نَحْوَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَجَلْ! إِنَّهَا صَلَاةُ

باب:١٦- ساری رات جاگنے (عبادت کرنے) کا بیان

١٦٣٩- حضرت خباب بن ارت ؓ سے روایت ہے، یہ صحابی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے، انھوں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو بغور دیکھا کہ آپ ساری رات نماز پڑھتے رہے، حتی کہ فجر ہوگئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز سے سلام پھیرا (فارغ ہوئے) تو خباب آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آج رات آپ نے اتنی نماز پڑھی ہے کہ میں نے آپ کو اتنی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، یہ رغبت اور رہبت (خوف الٰہی) والی نماز تھی۔ میں نے اس میں اپنے رب تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں دے دیں، ایک نہیں دی۔ میں نے

١٦٣٩- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١٠٨/٥، ١٠٩ وغيره من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٣٢، وقال الترمذي (الفتن، باب [ماجاء] في سؤال النبي ﷺ ثلاثًا في أمته، ح: ٢١٧٥) في حديث الزهري: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٣٠، وله طرق عند الترمذي، ح: ٢١٧٦ وغيره.

رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ، سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا ثَلَاثَ خِصَالٍ فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً، سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُهْلِكَنَا بِمَا أَهْلَكَ بِهِ الْأُمَمَ قَبْلَنَا فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْنَا عَدُوًّا مِنْ غَيْرِنَا فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يَلْبِسَنَا شِيَعًا فَمَنَعَنِيهَا».

اپنے رب عزوجل سے سوال کیا تھا کہ ہمیں ان عذابوں سے ہلاک نہ کرے جن کے ساتھ پہلی امتوں کو ہلاک کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ بات مان لی۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ ہم پر ہمارے کافر دشمنوں کو مکمل غلبہ نہ دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ بات بھی مان لی' پھر میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ ہمیں گروہوں اور فرقوں میں نہ بانٹ دینا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات نہیں مانی۔"

فوائد ومسائل: ① عموماً ساری رات نہیں جاگنا چاہیے کیونکہ اس سے جسمانی ضعف پیدا ہوگا۔ ہوسکتا ہے پھر فرائض ادا کرنے کے بھی قابل نہ رہے' البتہ کبھی کبھار یا مخصوص راتوں میں ساری رات جاگا جا سکتا ہے۔ غالباً ترجمۃ الباب سے امام صاحب رحمہ اللہ کی یہی غرض معلوم ہوتی ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے آخری دعا قبول نہیں فرمائی۔ جس طرح کفر وباطل کو کسی دور میں بھی مکمل ختم نہیں کیا گیا۔ اسی طرح اختلاف اور فرقہ بندی بھی کلیتاً ختم نہیں ہوسکتی۔ اگر اختلاف ختم ہونا ممکن ہوتا تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس اور بے غرض جماعت میں اختلاف نہ ہوتا' البتہ یہ ضروری ہے کہ اختلاف کو مخالفت نہ بنایا جائے' بلکہ اختلاف کو' اگر وہ نیک نیتی کے ساتھ ہے' گوارا کیا جائے۔ ویسے بھی ہر شخص کو اس جہان میں رہنے کا حق ہے' لہٰذا تشدد نہ کیا جائے۔ اختلافات اگر افہام وتفہیم سے ختم ہو جائیں تو بہت اچھی بات ہے ورنہ انھیں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر چھوڑ دیا جائے۔ ضروری نہیں کہ ان کی بنا پر لڑائی کی جائے یا کفر کے فتوے لگائے جائیں یا قتل وقتال کا راستہ اختیار کیا جائے۔ یہ چیزیں ان کے لیے ہیں جو سرے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھتے۔ عجب بات ہے کہ کافروں کے بجائے اسلامی فرقوں سے جنگ کی جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ③ نبیٔ اکرم ﷺ اپنی امت پر انتہائی شفیق اور مہربان تھے۔

(المعجم ١٧) - اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى عَائِشَةَ فِي إِحْيَاءِ اللَّيْلِ (التحفة ٧٠٢) - ألف

باب: ۱۷- رات جاگنے والی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں اختلاف

وضاحت: ذیل میں آنے والی احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مختلف الفاظ منقول ہیں' کسی میں ہے کہ آپ آخری عشرے میں ساری رات جاگتے۔ کسی روایت میں ساری رات جاگنے کی نفی ہے' بلکہ ایک روایت (۱۶۴۳) میں مذمت کی گئی ہے۔ اگر حدیث: ۱۶۴۰ میں وارد الفاظ: [أَحْيَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَللَّيْلَ] کو رات

کے بیشتر حصے پر محمول کر لیا جائے تو احادیث کا باہمی تعارض رفع ہو جاتا ہے جیسا کہ دوسری اور تیسری حدیث سے پتا چلتا ہے۔ روایات میں تطبیق کے لیے دیکھیے: فائدہ حدیث: ۱۶۴۲۔

١٦٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: كَانَ إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ أَحْيَا رَسُولُ اللهِ ﷺ اَللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ.

۱۶۴۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری دہاکا (دس دن) شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ساری رات جاگتے (عبادت کرتے) اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور اپنا تہ بند کس لیتے۔

فوائد ومسائل: ① "تہ بند کس لیتے" یہ کنایہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عبادت کی پوری تیاری فرما لیتے کیونکہ لمبا اور سخت کام کرنے والا شخص اپنے تہ بند کو اچھی طرح کس لیتا ہے تاکہ درمیان میں یہ ڈھیلا نہ ہو۔ ② اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے تھے' اس کے باوجود آپ ﷺ نفلی نماز میں اس قدر محنت و مشقت سے کام لیتے تھے۔ ہمیں بھی نفلی عبادات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ ③ رمضان المبارک کی آخری دس راتیں باقی راتوں سے زیادہ افضل ہیں۔ ④ عبادت کے لیے گھر والوں کو بھی جگانا مستحب امر ہے۔

١٦٤١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: أَتَيْتُ الْأَسْوَدَ ابْنَ يَزِيدَ وَكَانَ لِي أَخًا صَدِيقًا فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَمْرٍو! حَدِّثْنِي مَا حَدَّثَتْكَ بِهِ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: قَالَتْ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي آخِرَهُ.

۱۶۴۱- حضرت ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت اسود بن یزید کے پاس آیا اور عرض کیا...... وہ میرے بھائی اور دوست تھے...... : اے ابو عمرو! مجھے وہ حدیث بیان کیجیے جو آپ کو ام المومنین (حضرت عائشہ ؓ) نے رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز کے بارے میں بیان کی ہے۔ انھوں نے کہا: حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ رات کے

١٦٤٠ـ أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الأواخر من رمضان، ح: ٢٠٢٤، ومسلم، الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان، ح: ١١٧٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

١٦٤١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٩ من حديث زهير بن إسحاق، والبخاري، التهجد، باب من نام أول الليل وأحيا آخره، ح: ١١٤٦ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٠٩.

شروع میں (عشاء کی نماز کے بعد) سو جاتے تھے اور رات کا آخری حصہ جاگتے (عبادت کرتے) تھے۔

١٦٤٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ ابْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ.

۱۶۴۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایک رات میں سارا قرآن پڑھا ہو یا صبح تک ساری رات نماز پڑھی ہو یا رمضان المبارک کے علاوہ کبھی پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں۔

فائدہ: "ساری رات نماز پڑھی ہو" اوپر گزرا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ساری ساری رات نماز پڑھتے تھے۔ گویا یہ روایت آخری عشرے کے علاوہ باقی مہینوں اور دنوں کی ہے، لہذا ان میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ عام معمول یہی تھا کہ سوتے بھی تھے اور نماز بھی پڑھتے تھے۔ آخری عشرے میں بھی ممکن ہے کچھ سوتے رہے ہوں اور بیشتر رات کو پوری رات کہہ دیا گیا ہو۔ واللہ أعلم۔

١٦٤٣- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ فَقَالَ: «مَنْ هٰذِهِ؟» قَالَتْ: فُلَانَةُ لَا تَنَامُ فَذَكَرَتْ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ: «مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ فَوَاللّٰهِ! لَا يَمَلُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ».

۱۶۴۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے جبکہ ان کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا: "یہ کون ہے؟" میں نے عرض کیا: فلاں عورت ہے جو رات کو سوتی نہیں۔ میں نے اس کی نماز کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: "رہنے دو۔ اتنا کام اختیار کرو جس کی تم (ہمیشہ) طاقت رکھ سکتی ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں اکتائے گا۔ تم ہی (نیکی کرنے سے) اکتا جاؤ

١٦٤٢ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب في كم يستحب يختم القرآن، ح: ١٣٤٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصرح بالسماع، انظر الحديث الآتي، ح: ٢٣٥٠. * قتادة عنعن، وللحديث شواهد كثيرة.

١٦٤٣ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب: أحب الدين إلى الله أدومه، ح: ٤٣، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم ... الخ، ح: ٧٨٥/ ٢٢١ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٠٧.

گے۔'' رسول اللہ ﷺ کو وہ دینی کام زیادہ اچھا لگتا تھا جس پر اس کام والا ہمیشگی کرے۔

فوائد ومسائل: ① ''رہنے دو'' ممکن ہے خطاب حضرت عائشہ ؓ کو ہو یعنی زیادہ تعریف نہ کرو کیونکہ ہمیشہ ساری رات جاگنا افضل نہیں اور ممکن ہے خطاب اس عورت کو ہو کہ اتنی عبادت نہ کیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ طبیعت تھک کر پھر عبادت سے اکتا جائے۔ ② ''ہمیشگی کرے'' کسی نفل کام پر دوام ہو سکتا ہے' البتہ اسے فرض سمجھتے ہوئے نہیں' مستحب سمجھتے ہوئے دوام کرے تو کوئی حرج نہیں۔ ③ اللہ تعالیٰ بندے سے وہی معاملہ کرتا ہے جو بندہ اللہ سے کرتا ہے۔ اگر بندہ اللہ کی طرف ہمیشہ متوجہ رہے تو اللہ رب العزت بھی بندے پر مسلسل نظر رحمت رکھتا ہے اور اگر بندہ اعراض کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اعراض فرماتا ہے۔

١٦٤٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى حَبْلًا مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ: «مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟» فَقَالُوا: لِزَيْنَبَ تُصَلِّي، إِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ».

۱۶۴۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک رسی دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی دیکھی۔ آپ نے پوچھا: ''یہ رسی کیسی ہے؟'' لوگوں نے کہا: (ام المومنین) حضرت زینب بنت جحش ؓ کی ہے۔ وہ نماز پڑھتی ہیں۔ جب تھک جاتی ہیں تو اس کا سہارا لیتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھول دو۔ تم میں سے ہر شخص اس وقت تک نماز پڑھے جب تک اس میں چستی باقی رہے۔ جب وہ سست پڑ جائے تو نماز چھوڑ کر بیٹھ رہے۔''

فوائد ومسائل: ① سستی کی حالت میں نماز کے دوران میں خشوع وخضوع باقی نہیں رہتا۔ اور نماز نام ہی خشوع وخضوع کا ہے' اس لیے منع فرمایا' نیز ممکن ہے سستی اور تھکاوٹ کی حالت میں نمازی کہنا کچھ چاہے' زبان سے نکل کچھ جائے۔ علاوہ ازیں ایسی حالت میں اکتاہٹ بھی پیدا ہو سکتی ہے جو ترک کو مستلزم ہے' لہٰذا سستی' تھکاوٹ اور نیند کی حالت میں نماز چھوڑ کر آرام کرنا چاہیے تاکہ دوبارہ چستی پیدا ہو۔ ② منکر کا ازالہ کرنا چاہیے' ہاتھ زبان سے یا جیسے بھی ممکن ہو۔ ③ عورت مسجد میں نماز پڑھ سکتی ہے' اس میں کوئی کراہت نہیں۔

١٦٤٤ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب ما يكره من التشديد في العبادة، ح: ١١٥٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح: ٧٨٤ من حديث عبدالوارث بن سعيد به.

١٦٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ مَنْصُورٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ: قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا».

۱۶۴۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ (نفل) نماز اتنی لمبی پڑھتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے تھے۔ آپ سے گزارش کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب قصور معاف فرما دیے ہیں (پھر آپ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں؟) آپ نے فرمایا: ”کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے قدموں کا سوج جانا سستی کو مستلزم نہیں کیونکہ سستی اور چستی کا تعلق دل اور دماغ کے ساتھ ہے۔ ② ”اگلے پچھلے گناہ“ یہ ایک فرضی چیز ہے۔ کہا گیا ہے نبوت سے قبل اگر کوئی کوتاہی ہوئی ہو۔ بعض نے اس سے ترک اولیٰ مراد لیا ہے جو آپ اپنی امت کی مصلحت کی خاطر کیا کرتے تھے‘ مثلاً: جنگ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینا یا عبداللہ بن ابی کا جنازہ پڑھنا وغیرہ۔ اسے اجتہادی خطا سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ ③ ”شکر گزار بندہ“ یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھ گچھ موقوف کر دی ہے تو میرا بھی فرض ہے کہ میں ہر دم اسی کو یاد کروں۔ رسول اللہ ﷺ کی انھی اداؤں نے آپ کو سید الاولین والآخرین بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد ہی کی وجہ سے آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے۔ [فِدَاهُ نَفْسِي وَرُوحِي ﷺ] ④ شکر جیسے زبان سے ادا ہوتا ہے عمل سے بھی ہوتا ہے۔

١٦٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِهْرَانَ وَكَانَ ثِقَةً قَالَ: حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ

۱۶۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر لمبی نماز پڑھتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک پھٹ جاتے تھے۔

١٦٤٥- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك . . . الخ"، ح: ٤٨٣٦، ومسلم، صفات المنافقين، باب إكثار الأعمال والاجتهاد في العبادة، ح: ٢٨١٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٢٥.

١٦٤٦- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٢٦، ومن طريق النسائي أخرجه الدولابي في الكنٰى: ١/ ٢٠٠، ولم يقل: حدثنا أحمد بن شعيب النسائي، بل قال: حدثنا عمرو بن علي، يعني الفلاس . . . الخ. * وسفيان هو الثوري أو ابن عيينة، وقال العراقي، إسناده جيد، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي حَتّٰى تَزْلَعَ - يَعْنِي تَشَقَّقَ - قَدَمَاهُ.

فائدہ: سوجنے کے بعد پھٹنے کا مقام یعنی آخر آنا ہی تھا، مگر نبی ﷺ میں سستی کا احساس راہ نہیں پاتا تھا۔

(المعجم ١٨) - كَيْفَ يَفْعَلُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ عَائِشَةَ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٧٠٣)

باب: ۱۸- جب (نفل) نماز کھڑے ہو کر شروع کرے تو کس طرح کرے؟ نیز حضرت عائشہ ﷞ سے یہ روایت نقل کرنے والوں میں اختلاف کا ذکر

١٦٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُدَيْلٍ وَأَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا فَإِذَا صَلّٰى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَ إِذَا صَلّٰى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

۱۶۴۷- حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو بہت دیر تک نماز پڑھتے رہتے۔ جب آپ کھڑے ہو کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر ہی فرماتے اور جب بیٹھ کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی بیٹھ کر ہی فرماتے۔

١٦٤٨- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَاعِدًا فَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا، وَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

۱۶۴۸- حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کبھی کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھتے تھے اور کبھی بیٹھ کر۔ جب کھڑے ہو کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر فرماتے اور جب بیٹھ کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی بیٹھ کر فرماتے۔

١٦٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:

۱۶۴۹- حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ نبی

١٦٤٧ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح: ٧٣٠/ ١٠٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٥٥.

١٦٤٨ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٣٠/ ١١٠ (انظر الحديث السابق) من حديث محمد بن سيرين به.

١٦٤٩ـ أخرجه البخاري، التقصير، باب إذا صلى قاعدًا ثم صح أو وجد خفةً تمم ما بقي، ح: ١١١٩، ومسلم، ◄◄

حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ وَأَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ جَالِسٌ فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرَ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

ﷺ بیٹھ کر نماز شروع فرماتے تو بیٹھے بیٹھے ہی قراءت فرماتے۔ جب آپ کی قراءت سے تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور وہ آیات کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے‘ پھر رکوع فرماتے‘ پھر سجدہ فرماتے‘ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے۔

١٦٥٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى جَالِسًا حَتَّى دَخَلَ فِي السِّنِّ فَكَانَ يُصَلِّي وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فَإِذَا غَبَرَ مِنَ السُّورَةِ ثَلَاثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ بِهَا ثُمَّ رَكَعَ.

١٦٥٠- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے نہیں دیکھا حتی کہ آپ بڑھاپے میں داخل ہو گئے‘ پھر آپ بیٹھ کر نماز شروع فرماتے اور قراءت کرتے۔ جب اس سورت کی تیس چالیس آیات رہ جاتیں تو کھڑے ہو کر انھیں پڑھتے‘ پھر رکوع فرماتے۔

فائدہ: بعض کا قول ہے کہ ان دو روایات میں جو طریقہ بیان کیا گیا ہے‘ وہ بڑھاپے کے دور کا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں صراحت ہے۔ پہلی دو احادیث میں بڑھاپے سے قبل کا طریقہ بیان کیا گیا ہے‘ لہٰذا یہ حقیقتاً اختلاف نہیں اگرچہ ظاہراً اختلاف ہے‘ نیز اسے تعدد احوال پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے‘ یعنی رسول اللہ ﷺ کبھی کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے تھے۔ اس طرح دونوں قسم کی احادیث میں ظاہری تعارض رفع ہو جاتا ہے۔

١٦٥١- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ:

١٦٥١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

◀◀ صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا ... الخ، ح:٧٣١/١١٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/١٣٨.

١٦٥٠ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب: إذا صلى قاعدًا ثم صح ... الخ، ح:١١١٨، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا ... الخ، ح: ٧٣١ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٥٦.

١٦٥١ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا ... الخ، ح:٧٣١/١١٣ من حديث إسماعيل ابن علية به.

حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي هِشَامٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ إِنْسَانٌ أَرْبَعِينَ آيَةً.

ﷺ (کبھی) قراءت بیٹھ کر کرتے۔ جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو اتنی دیر پہلے کھڑے ہو جاتے جتنی دیر میں انسان چالیس آیات پڑھ سکتا ہے۔

١٦٥٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: أَنَا سَعْدُ ابْنُ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَتْ: رَحِمَ اللهُ أَبَاكَ. قُلْتُ: أَخْبِرِينِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ وَكَانَ، قُلْتُ: أَجَلْ! قَالَتْ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ فَيَنَامُ فَإِذَا كَانَ جَوْفُ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى حَاجَتِهِ وَإِلَى طَهُورِهِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ يَضَعُ جَنْبَهُ فَرُبَّمَا جَاءَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ

١٦٥٢- حضرت سعد بن ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے پوچھا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: ہشام بن عامر کا بیٹا سعد ہوں۔ فرمانے لگیں: اللہ تعالیٰ تیرے باپ پر رحم فرمائے۔ میں نے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی (رات کی نفل) نماز کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تو بہت بلند و بالا شخصیت تھے۔ میں نے کہا: یقیناً ایسا ہی ہے۔ فرمانے لگیں: رسول اللہ ﷺ رات کو عشاء کی نماز پڑھتے' پھر اپنے بستر پر لیٹ کر سو جاتے۔ جب آدھی رات گزر جاتی تو اٹھ کر قضائے حاجت کرتے اور پانی لے کر وضو کرتے' پھر (اپنے گھر کی) مسجد میں داخل ہو جاتے اور آٹھ رکعات پڑھتے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ ان میں قراءت' رکوع اور سجدے برابر کرتے تھے' پھر ایک رکعت پڑھتے اور اس کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے' پھر لیٹ جاتے' پھر کبھی تو بلال رضی اللہ عنہ آپ کے سونے سے پہلے ہی آ کر نماز کی اطلاع کرتے اور

١٦٥٢_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في صلاة الليل، ح: ١٣٥٢ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به، وهو في الكبرى، ح: ١٤١٦ . * الحسن عنعن، وحديث البيهقي: ٢/ ٥٠١، ٥٠٢ يغني عنه.

أَنْ يُغْفِيَ وَرُبَّمَا يُغْفِي وَرُبَّمَا شَكَكْتُ أَغْفَى أَوْ لَمْ يُغْفِ حَتَّى يُؤْذِنَهُ بِالصَّلَاةِ فَكَانَتْ تِلْكَ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى أَسَنَّ وَلَحُمَ فَذَكَرَتْ مِنْ لَحْمِهِ مَا شَاءَ اللهُ، قَالَتْ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا كَانَ جَوْفُ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى طَهُورِهِ وَإِلَى حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي سِتَّ رَكَعَاتٍ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، ثُمَّ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ يَضَعُ جَنْبَهُ وَرُبَّمَا جَاءَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُغْفِيَ وَرُبَّمَا أَغْفَى وَرُبَّمَا شَكَكْتُ أَغْفَى أَمْ لَا حَتَّى يُؤْذِنَهُ بِالصَّلَاةِ، قَالَتْ: فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

کبھی آپ ہلکی سی نیند لے لیتے تھے اور کبھی مجھے شک سا ہوتا کہ آپ سوئے ہوئے ہیں یا نہیں حتی کہ بلال آ کر آپ کو نماز کی اطلاع کرتے۔ تو یہ تھی رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز حتی کہ آپ کی عمر بڑھ گئی اور آپ فربہ ہو گئے۔ حضرت عائشہ ؓ نے آپ کے موٹاپے کے بارے میں چند باتیں ذکر کیں، پھر انھوں نے فرمایا: (اس عمر میں) نبی ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے، پھر اپنے بستر پر لیٹ جاتے۔ جب نصف رات گزر جاتی تو اٹھتے اور قضائے حاجت کرتے اور وضو کا پانی لے کر وضو فرماتے، پھر مسجد (گھر میں نماز کے لیے مخصوص جگہ) میں داخل ہو جاتے اور چھ رکعات پڑھتے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ ان میں قراءت، رکوع اور سجدہ ایک جیسا کرتے تھے، پھر ایک رکعت پڑھتے، پھر بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے، پھر لیٹ جاتے۔ کبھی تو بلال آپ کے سونے سے پہلے ہی آ کر نماز کی اطلاع کرتے۔ کبھی آپ ہلکی سی نیند لے لیتے تھے اور کبھی مجھے شک رہتا کہ آپ سو گئے ہیں یا نہیں، حتی کہ بلال آ کر آپ کو نماز کی اطلاع کرتے۔ (وفات تک) رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز یہی رہی۔

فائدہ: وتر کے بعد بیٹھ کر دو رکعات پڑھنا نبی ﷺ کا دائمی معمول نہ تھا۔ بہت سی روایات میں ان کا ذکر نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کبھی یہ رکعات پڑھتے، کبھی نہیں۔ اسی طرح ضروری نہیں کہ ان کو بیٹھ کر ہی پڑھا جائے۔ ممکن ہے آپ تہجد کی لمبی لمبی رکعات میں تھک جانے کی وجہ سے یہ دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے ہوں۔ ویسے بھی آپ کو بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا ثواب، کھڑے ہو کر پڑھنے کے برابر ملتا تھا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، حدیث: ۷۳۵) ہمیں پورے ثواب کے لیے نوافل کھڑے ہو کر پڑھنے چاہییں، اگرچہ بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے۔ امام ابن تیمیہ ؒ کے نزدیک یہ دو رکعات وتر کا تتمہ ہیں، مغرب کی دو سنتوں کی

طرح۔ ورنہ آپ نے وتر کو آخر میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ گویا ان کے باوجود وتر آخر ہی میں رہتے ہیں کیونکہ یہ وتر کے تابع ہیں۔ یا امر استحباب کے لیے ہے اور فعل جواز پر دلالت کرتا ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ١٩) - **بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ فِي النَّافِلَةِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي إِسْحَاقَ فِي ذٰلِكَ** (التحفة ٧٠٤)

باب:۱۹- نفل نماز بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہے نیز ابواسحاق کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

١٦٥٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ حَدِيثِ أَبِي عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْتَنِعُ مِنْ وَجْهِي وَهُوَ صَائِمٌ وَمَا مَاتَ حَتّٰى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ قَاعِدًا ثُمَّ ذَكَرَتْ كَلِمَةً مَعْنَاهَا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ، وَكَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَيْهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ الْإِنْسَانُ وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا.

۱۶۵۳- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں میرے چہرے (کے بوسے) سے پرہیز نہیں فرماتے تھے اور جب آپ قریب الوفات تھے تو فرض نماز کے علاوہ آپ کی اکثر نماز بیٹھ کر ہوتی تھی۔ اور آپ ﷺ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہوتا تھا جس پر انسان ہمیشگی کرنے چاہے وہ تھوڑا ہی ہو۔

خَالَفَهُ يُونُسُ رَوَاهُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

یونس نے اس روایت کو ابواسحاق سے بیان کرتے ہوئے عمر بن ابی زائدہ کی مخالفت کی ہے اور یہ روایت عن أبي إسحاق عن الأسود عن أم سلمة کی سند سے بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہاں سے آگے چند روایات میں امام نسائی ؒ ابواسحاق کے شاگردوں کا اختلاف بیان کر رہے ہیں۔ ابواسحق کے شاگردوں میں سے عمر بن ابی زائدہ کے نزدیک یہ روایت حضرت عائشہ ؓ کی ہے جبکہ یونس کے نزدیک یہ روایت حضرت ام سلمہ ؓ کی ہے۔ ② نفل نماز بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہے اگر بلا عذر ہو تو نصف ثواب ہوگا۔ اور اگر کوئی عذر (مرض، بڑھاپا وغیرہ) ہو تو پورا ثواب ملے گا بشرطیکہ وہ صحت اور جوانی

١٦٥٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٥٠ من حديث عمر بن أبي زائدة به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٥٧، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي، ح: ١٦٥٥.

میں کھڑا ہو کر پڑھتا رہا ہو۔ البتہ فرض نماز عذر کے بغیر بیٹھ کر نہیں پڑھی جا سکتی۔ عذر کے ساتھ بیٹھ کر جائز ہے۔ ثواب بھی پورا ہوگا۔ ③ روزے کی حالت میں جماع منع ہے۔ مطلق شہوت اور بوسہ وغیرہ (جماع وانزال کے بغیر) روزے کے منافی نہیں۔ اس سے ثواب میں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا الا یہ کہ ان سے جماع کا خطرہ ہو یا انزال کا، پھر منع ہیں، اسی لیے نبی ﷺ نے ایک نوجوان کو بوسے کی اجازت نہیں دی تھی اور ایک بوڑھے کو اجازت دے دی تھی کیونکہ اس سے جماع کا خطرہ نہیں تھا بخلاف نوجوان کے۔

١٦٥٤- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: مَا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ جَالِسًا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ.

۱۶۵۴- حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے قریب فرض نماز کے علاوہ نماز اکثر بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔

خَالَفَهُ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ وَقَالَا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

شعبہ اور سفیان نے یونس کی مخالفت کی ہے، انھوں نے یہ روایت عن أبي إسحاق عن أبي سلمة عن أم سلمة کی سند سے بیان کی ہے۔

فائدہ: عمر بن ابی زائدہ اور یونس نے ابواسحاق کا استاد اسود بتایا تھا جبکہ شعبہ اور سفیان نے ابواسحاق کا استاد ابوسلمہ بتایا ہے، البتہ یہ روایت ام سلمہ ؓ ہی کی بتائی ہوئی ہے۔

١٦٥٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى كَانَ مِنْ أَكْثَرِ صَلَاتِهِ قَاعِدًا إِلَّا الْفَرِيضَةَ، وَكَانَ

۱۶۵۵- حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات کے قریب فرض نماز کے علاوہ باقی نماز اکثر بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ اور آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ وہ کم ہو۔

١٦٥٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٧ من حديث يونس بن أبي إسحاق به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٥٨، وانظر الحديث الآتي.

١٦٥٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب في صلاة النافلة قاعدًا، ح: ١٢٢٥، ٤٢٣٧ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٥٩.

أَحَبُّ العَمَلِ إِلَيهِ أدوَمُه وَ إن قَلَّ

۱٦٥٦۔ أَخبَرَنَا عَبدُ اللّٰهِ بنُ عَبدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفيَانُ عَن أَبِي إِسحَاقَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَن أُمِّ سَلَمَةَ قَالَت وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِه مَامَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى كَانَ أَكْثَرُ صَلٰوتِهِ قَاعِدًا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ وَكَانَ أَحَبُّ العَمَلِ إِلَيهِ مَا دَاوَمَ عَلَيهِ وَإِنْ قَلَّ ۔ خَالَفَه عُثمَانُ بنُ أَبِيْ سُلَيمَانَ فَرَوَاهُ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ ۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات کے قریب فرض نماز کے علاوہ باقی نماز اکثر بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ اور آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ وہ کم ہو ۔عثمان بن ابوسلیمان نے ان کی مخالفت کی ہے انہوں نے یہ روایت عن ابی سلمة عن عائشه کی سند سے بیان کی ہے۔

۱٦٥٧۔ أَخبَرَنَا الحَسَنُ بنُ مُحَمَّدٍ عَن حَجّاجٍ عَنِ ابنِ جُرَيجٍ قَالَ أَخبَرَنِي عُثمَانُ بنُ أَبِي سُلَيمَانَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخبَرَه أَنَّ عَائِشَةَ أَخبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَم يَمُتْ حَتّٰى كَانَ يُصَلِّي كَثِيرًا مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

عثمان بن ابوسلیمان سے مروی ہے کہ ابوسلمہ نے ان سے کہا کہ عائشہؓ نے ان سے بیان فرمایا کہ وفات سے پہلے نبی ﷺ اپنی اکثر نمازوں کو بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

۱٦٥٦۔ إسناده صحيح

۱٦٥٧۔ إسناده صحيح ' أخرجه الامام الترمذی فی شمائله برقم: ۲٦٦۔

١٦٥٨- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ قَاعِدٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، بَعْدَ مَا حَطَمَهُ النَّاسُ.

۱۶۵۸-حضرت عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ (نفل) نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں جب لوگوں (کی فکر اور ان کے کاموں کے بوجھ) نے آپ کو بوڑھا کر دیا تھا۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا اس روایت کو بار بار (چھ بار) ذکر کرنے سے مقصود یہ بتانا ہے کہ بعض راویوں نے یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام سے بیان کی ہے اور بعض نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے۔ بادی النظر میں یہ کسی راوی کی غلطی لگتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ روایت دونوں سے منقول ہو اور مؤخر الذکر یہی بات ہی درست ہے۔ واللہ أعلم. نیچے سند میں بھی اختلاف ہے جو سند کو بغور دیکھنے سے سمجھ میں آ سکتا ہے اور حل بھی ہو سکتا ہے۔

١٦٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّي قَاعِدًا يَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا.

۱۶۵۹-حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرماتی ہیں: میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نفل نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا حتی کہ آپ کی وفات سے ایک سال قبل ایسا ہوا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے مگر آپ سورت کو اتنا ٹھہر ٹھہر کر سکون سے پڑھتے تھے کہ وہ اپنے سے لمبی سورت سے بھی لمبی بن جاتی تھی۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْقَائِمِ عَلَى صَلَاةِ الْقَاعِدِ (التحفة ٧٠٥)

باب: ۲۰-کھڑے ہو کر (نفل) نماز پڑھنے والے کی بیٹھ کر پڑھنے والے پر فضیلت

١٦٦٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

۱۶۶۰-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

١٦٥٨ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٣٢/ ١١٥ (انظر الحديث السابق) من حديث يزيد بن زريع به.

١٦٥٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٣٣ (انظر الحديثين السابقين) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٣٧، والكبرى، ح: ١٣٧٦.

١٦٦٠ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٣٥/ ١٢٠ب (انظر الحديث السابق) من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٦١.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي جَالِسًا فَقُلْتُ: حُدِّثْتُ أَنَّكَ قُلْتَ: إِنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا، قَالَ: أَجَلْ، وَلٰكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ.

کہ میں نے نبی ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا تو میں نے کہا: مجھ سے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: ''بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے نصف ثواب ملتا ہے۔'' اب آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''بات صحیح ہے' مگر میں تم جیسا نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''میں تم جیسا نہیں'' یعنی مجھے بیٹھ کر بھی پورا ثواب ہی ملتا ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصی شان ہے۔ یہ مفہوم بھی مراد ہو سکتا ہے کہ میں عذر کی بنا پر بیٹھ کر پڑھتا ہوں اور نصف ثواب اس کو ہے جو بلا عذر بیٹھ کر نوافل پڑھے' نیز آپ جوانی میں کھڑے ہو کر ہی نوافل پڑھا کرتے تھے۔ جو شخص جوانی میں ایک نیکی کرتا تھا مگر بڑھاپے کی بنا پر اسے نہ کر سکا تو اسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی وجہ سے پورا اجر دیتا ہے۔ ② کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت ہونے کے باوجود نفلی نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن یاد رہے ثواب نصف ملے گا۔

(المعجم ٢١) - فَضْلُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ عَلٰى صَلَاةِ النَّائِمِ (التحفة ٧٠٦)

باب:٢١- بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی لیٹ کر نماز پڑھنے والے پر فضیلت

١٦٦١- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الَّذِي يُصَلِّي قَاعِدًا؟ قَالَ: «مَنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ، وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ».

۱۶۶۱- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھنے والے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''جو کھڑا ہو کر نفل نماز پڑھے تو وہ افضل (زیادہ ثواب والا) ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے' اس کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ثواب ملے گا اور جو لیٹ کر پڑھے' اسے بیٹھ کر پڑھنے والے سے بھی نصف ثواب ملے گا۔''

فائدہ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفل نماز بیٹھ کر اور لیٹ کر بلا عذر پڑھی جا سکتی ہے۔ لیکن جو بیٹھ کر پڑھے اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ثواب ملے گا اور جو لیٹ کر پڑھے اسے بیٹھ کر پڑھنے والے

١٦٦١_أخرجه البخاري، التقصير، باب صلاة القاعد، ح: ١١١٥ من حديث حسين المعلم به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٦٢.

سے بھی نصف ثواب ملے گا، تاہم عذر کی بنا پر پورا ثواب ملے گا۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: كَيْفَ صَلَاةُ الْقَاعِدِ (التحفة ٧٠٧)

باب:۲۲-نماز بیٹھ کر کس طرح پڑھی جائے؟

١٦٦٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ حَفْصٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي مُتَرَبِّعًا.

۱۶۶۲-حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے، فرماتی ہیں: میں نے نبی ﷺ کو چار زانو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ غَيْرَ أَبِي دَاوُدَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَلَا أَحْسِبُ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا خَطَأً، وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کو ابوداود (حفری) (مشہور محدث نہیں) کے علاوہ کسی اور نے بیان کیا ہے۔ وہ اگرچہ ثقہ راوی ہے مگر میں سمجھتا ہوں، یہ حدیث خطا ہے۔ واللّٰہ تعالٰی أعلم.

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ نے مذکورہ حدیث کو ابوداود حفری کی غلطی قرار دیا ہے لیکن ثقہ راوی کو صرف گمان کی بنیاد پر خطا کار قرار نہیں دیا جاسکتا جیسا کہ شیخ البانی ؒ نے فرمایا ہے۔ یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے، نیز حافظ ابن حجر ؒ نے بھی امام نسائی کے کلام کو محل نظر سمجھا ہے اور اسے ابوداود حفری کی خطا نہیں کہا۔ غرض یہ حدیث صحیح ہے اور عذر پر محمول ہوگی جیسا کہ محقق کتاب نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر اسے صحیح سمجھا جائے تو یہ عذر پر محمول ہوگی۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (أصل صفة صلاة النبي:۱/۱۰۶، وذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي:۱۸/۵-۷) ② کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھی جائے؟ اس مسئلے میں اختلاف ہے، اگرچہ جواز میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس طرح چاہے بیٹھ جائے مگر افضلیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد ؒ اور ایک قول کے مطابق امام شافعی ؒ بھی چار زانو بیٹھ کر نماز پڑھنے کو

١٦٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٩٧٨، ١٢٣٨ من حديث أبي داود عمر بن سعد الحفري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٦٣، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥٨، ٢٧٥، ٢٧٦، ووافقه الذهبي. * حميد هو ابن قيس، وحفص بن غياث عنعن، ووصفه أحمد بن حنبل، والدارقطني وغيرهما بالتدليس، وحديث البخاري، ح: ٨٢٧ يخالفه، ولو صح فمحمول على العذر.

افضل سمجھتے ہیں کیونکہ اس میں سہولت ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ جس طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھا جاتا ہے اسی طرح بیٹھا جائے کیونکہ نماز میں اس طرح بیٹھنا قطعاً صحیح ہے اور تواتر سے منقول ہے۔ بعض سے تَوَرُّك بھی منقول ہے۔ مزید دیکھیے: (أصل صفة صلاة النبي للألباني: ١٠٧/١)

(المعجم ٢٣) - **بَابٌ: كَيْفَ الْقِرَاءَةُ بِاللَّيْلِ** (التحفة ٧٠٨)

باب: ٢٣- رات کی نماز میں قراءت کیسے کی جائے؟

١٦٦٣- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ أَيَجْهَرُ أَمْ يُسِرُّ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا جَهَرَ وَرُبَّمَا أَسَرَّ.

١٦٦٣- حضرت عبداللہ بن ابی قیس سے منقول ہے فرماتے ہیں: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رات کی نفل نماز میں رسول اللہ ﷺ کی قراءت کیسے ہوتی تھی؟ بلند آواز سے یا آہستہ؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ دونوں طرح قراءت فرمایا کرتے تھے، کبھی بلند آواز سے اور کبھی آہستہ۔

(المعجم ٢٤) - **فَضْلُ السِّرِّ عَلَى الْجَهْرِ** (التحفة ٧٠٩)

باب: ٢٤- (رات کی نفل نماز میں) آہستہ پڑھنے والے کی اونچا پڑھنے والے پر فضیلت

١٦٦٤- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدٌ - يَعْنِي ابْنَ

١٦٦٤- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہے

١٦٦٣_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب في وقت الوتر، ح:١٤٣٧، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في القراءة بالليل، ح:٤٤٩ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣٧٣، وقال الترمذي "[حسن] صحيح غريب"، وأصله في صحيح مسلم، الطهارة، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له ... الخ، ح:٣٠٧/٢٦.

١٦٦٤_ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل، ح:١٣٣٣، والترمذي، فضائل القرآن، باب [من قرأ القرآن فليسأل الله به، ...]، ح:٢٩١٩ من حديث كثير به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣٧٤، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح:٦٥٨، ١٧٩١، وللحديث شواهد كثيرة، ويأتي، ح:٢٥٦٢.

وَاقِدٍ - عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الَّذِي يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ كَالَّذِي يَجْهَرُ بِالصَّدَقَةِ وَالَّذِي يُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالَّذِي يُسِرُّ بِالصَّدَقَةِ».

جو اعلانیہ صدقہ کرتا ہے اور جو شخص آہستہ قرآن پڑھتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو چھپا کر صدقہ کرتا ہے۔"

فائدہ: ظاہراً حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید آہستہ پڑھنا افضل ہے کیونکہ چھپا کر صدقہ کرنا قطعاً افضل ہے۔ ﴿وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ (البقرة ۲:۲۷۱) مگر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تہجد میں آہستہ قراءت کرتے ہوئے دیکھا تو حکم دیا تھا کہ "کچھ اونچا پڑھا کرو۔" اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت اونچا پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا تھا: "کچھ آہستہ پڑھا کرو۔" نیز اللہ تعالیٰ نے نبیٔ اکرم ﷺ کو نماز میں قراءت کے متعلق فرمایا: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا﴾ (بنی اسرآئیل ۱۷:۱۱۰) "اپنی نماز کی قراءت نہ تو بہت (بلند) آواز سے کریں اور نہ بالکل آہستہ بلکہ ان دونوں کے مابین کی راہ اختیار کریں۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درمیانی آواز سے پڑھنا افضل ہے اور یہی بات درست ہے۔ باب والی حدیث میں بلند آواز سے مراد بہت زیادہ بلند آواز ہوگی جس میں ریا کاری کا بھی احتمال ہے اور وہ دوسرے نمازیوں، آرام کرنے والوں اور مریضوں کے لیے بھی تکلیف وتشویش کا باعث ہوگی یا جب جہر میں ریا کا خطرہ ہو تو اس وقت آہستہ افضل ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابُ تَسْوِيَةِ الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالْقِيَامِ بَعْدَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٧١٠)

باب: ۲۵- رات کی نماز (تہجد) میں قیام، رکوع، رکوع کے بعد قومہ، سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا، سب کا برابر ہونا

١٦٦٥- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْأَحْنَفِ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً

۱۶۶۵- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ (رات کی نفل) نماز پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرہ شروع کی۔ میں نے سوچا کہ آپ سو آیتیں پڑھ کر رکوع فرمائیں گے لیکن آپ آگے بڑھ گئے۔ میں نے سوچا کہ آپ دو سو آیتیں پڑھ کر

١٦٦٥ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، ح: ٧٧٢ من حديث ابن نمير به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٧٧.

فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ فَمَضَى، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَتَيْنِ فَمَضَى، فَقُلْتُ: يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضَى، فَافْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ فَقَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَكَانَ قِيَامُهُ قَرِيبًا مِنْ رُكُوعِهِ ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ رُكُوعِهِ.

رکوع فرمائیں گے لیکن آپ آگے گزر گئے۔ میں نے سوچا' پوری سورت ایک رکعت میں پڑھیں گے لیکن آپ پڑھتے گئے اور سورۂ نساء شروع کر دی اور پوری پڑھ ڈالی' پھر آل عمران شروع کر دی اور ختم کر ڈالی۔ پڑھتے بھی ٹھہر ٹھہر کر تھے۔ جب کسی ایسی آیت پر آتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو تسبیح پڑھتے اور جب کوئی سوال والی آیت پڑھتے تو رک کر اللہ تعالیٰ سے وہ چیز مانگتے اور جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں پناہ والی چیز کا ذکر ہوتا تو اس چیز سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے' پھر رکوع فرمایا اور [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] پڑھتے رہے۔ آپ کا رکوع تقریباً آپ کے قیام کے برابر تھا' پھر سر اٹھایا اور کہا: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] آپ کا یہ قومہ بھی تقریباً رکوع کے برابر تھا' پھر سجدہ فرمایا اور [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] پڑھتے رہے تو آپ کا سجدہ آپ کے رکوع کے قریب تھا۔

١٦٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ ثِقَةٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَرَكَعَ فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، مِثْلَ مَا كَانَ قَائِمًا، ثُمَّ جَلَسَ يَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ

۱۶۶۶- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (تہجد کی) نماز پڑھی۔ آپ نے رکوع فرمایا اور رکوع میں اتنی دیر [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] پڑھتے رہے جتنی دیر قیام فرمایا تھا' پھر (سجدے کے بعد) بیٹھے' اتنی دیر [رَبِّ اغْفِرْلِي! رَبِّ اغْفِرْلِي] "اے میرے رب! مجھے معاف فرما۔ اے میرے رب! مجھے معاف فرما۔" کہتے رہے' جتنی دیر قیام فرمایا تھا' پھر سجدہ فرمایا تو اتنی دیر

١٦٦٦ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يقول بين السجدتين، ح: ٨٩٧ من حديث العلاء بن المسيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٧٨، والحديث السابق شاهد له.

اغْفِرْ لِي، مِثْلَ مَا كَانَ قَائِمًا، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى، مِثْلَ مَا كَانَ قَائِمًا، فَمَا صَلّٰى إِلَّا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ حَتّٰى جَاءَ بِلَالٌ إِلَى الْغَدَاةِ.

[سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى] کہتے رہے، جتنی دیر کھڑے رہے تھے۔ اس طرح آپ نے صرف چار رکعات پڑھیں کہ حضرت بلال ؓ صبح کی نماز کی اطلاع دینے آ گئے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدِي مُرْسَلٌ وَطَلْحَةُ بْنُ يَزِيدَ لَا أَعْلَمُهُ سَمِعَ مِنْ حُذَيْفَةَ شَيْئًا وَغَيْرُ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث میرے نزدیک مُرسَل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ طلحہ بن یزید نے حضرت حذیفہ ؓ سے کوئی روایت سنی ہو۔ علاء بن مسیب کے علاوہ دوسرے راویوں نے طلحہ اور حضرت حذیفہ کے درمیان ایک آدمی کا واسطہ ذکر کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہاں مُرسَل سے منقطع مراد ہے۔ اصطلاحی معنیٰ مراد نہیں۔ علم حدیث میں مرسل کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ تابعی براہ راست رسول اللہ ﷺ کا قول وفعل بیان کرے۔ مذکورہ روایت میں تو وہ براہ راست بیان نہیں کر رہے بلکہ صحابی کا ذکر موجود ہے۔ ② معلوم ہوا نماز میں دوران قراءت، دعا واستغفار وغیرہ کیا جا سکتا ہے بلکہ کرنا چاہیے، نہ کہ خالی قراءت کرتا رہے۔ جس طرح سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرنا مستحب ہے ایسے ہی موقع محل کے لحاظ سے تسبیح، دعا اور تعوذ بھی ہونا چاہیے، نیز ایک ہی آیت یا تسبیح یا دعا کو نماز میں بار بار دہرایا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے کسی خصوصی نقل کی ضرورت نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے ایک رات قیام میں صرف ایک آیت ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ......﴾ پر اکتفا کیا اور اسے ہی بار بار دہراتے رہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ (التحفة ٧١١)

باب: ۲۶-رات کی نماز کس طرح پڑھی جائے؟

١٦٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ

۱۶۶۷- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”دن اور رات کی (نفل) نماز دو دو

١٦٦٧ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء أن صلاة الليل والنهار مثنى مثنى، ح: ٥٩٧، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة الليل والنهار مثنى مثنى، ح: ١٣٢٢ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٠١، وابن حبان، ح: ٦٣٦، والبخاري، والبيهقي وغيرهم، وله شاهد قوي عند الحاكم في علوم الحديث، انظر نيل المقصود، ح: ١٢٩٥.

قَالَا : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى».

رکعت کر کے پڑھنی چاہیے۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدِي خَطَأٌ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میرے نزدیک یہ حدیث خطا ہے۔ واللّٰہ أعلم.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا عندی خطا کے ساتھ لفظ "دن" کی طرف اشارہ ہے۔ کثیر روایات میں صرف رات کی نماز کا ذکر ہے، نیز بعض علماء کے نزدیک ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صرف ایک شاگرد "دن اور رات" دونوں کا ذکر کرتا ہے جس کا نام علی الازدی ہے اور یہ ثقہ ہے، اس لیے یہ کہنا کہ دن کی نماز بھی دو رکعت پڑھنا افضل اور مستحب ہے، درست نہیں لیکن اکثر محققین کے نزدیک روایت میں مذکور "دن" کا اضافہ بھی صحیح ہے کیونکہ حدیث کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دیگر طرق بھی منقول ہیں جن میں مذکورہ اضافے کا ذکر ملتا ہے، نیز کچھ شواہد سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، اس لیے یہ حدیث لفظ [النہار] کے اضافے کے ساتھ صحیح ہے، اسے امام بخاری، احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان، بیہقی اور علامہ خطابی رحمہم اللہ نے صحیح قرار دیا ہے، اس لیے امام نسائی رحمہ اللہ کا لفظ نہار کو خطا کہنا محل نظر ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني، رقم الحديث:١١٧٢، و جامع الترمذي بتحقيق الشيخ أحمد شاكر: ٤٩٢/٢، حديث:٥٩٧) بنابریں معلوم ہوا کہ دن کے وقت بھی نفل نماز دو دو کر کے پڑھنا افضل ہے، اگرچہ اکٹھی چار پڑھنا بھی جائز ہے۔ یا ان سنن اور نوافل کو چار پڑھنا افضل اور مستحب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے دن کے وقت چار پڑھے ہیں باقی کو دو دو کر کے یا اکٹھے چار پڑھنا بھی جائز ہے۔ واللّٰہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٨/ ١٤-٢٠)

١٦٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ:

۱۶۶۸- حضرت طاؤس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کا طریقہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: "دو دو کر کے پڑھتے جاؤ۔ جب تجھے صبح کا خطرہ ہو تو ایک

١٦٦٨_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنٰى مثنٰى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٤٩/ ١٤٦ من حديث طاوس، وأحمد: ٢/ ١٤١ عن جرير بن عبدالحميد به. * حبيب هو ابن أبي ثابت، ومنصور هو ابن المعتمر.

«مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَوَاحِدَةً». رکعت پڑھ لو۔"

فوائد ومسائل: ① یہ مشہور روایت ہے جس میں صرف رات کی نماز کا ذکر ہے۔ ② "دو دو کر کے" مگر اس طرح واجب نہیں افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اکٹھے تین یا اکٹھے پانچ یا اکٹھے سات اور اکٹھے نو وتر (قیام اللیل) کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۷۳۷ و ۷۴۶) ③ "ایک رکعت پڑھ لو" گویا ایک رکعت الگ پڑھی جا سکتی ہے۔ (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۷۵۲) اور اسے معمول بنایا جا سکتا ہے لیکن تنوع افضل ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا اکثر و بیشتر معمول گیارہ رکعت ہی تھا۔ اگر وقت کم ہو تو کم بھی پڑھے جا سکتے ہیں کیونکہ کم پڑھنا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

١٦٦٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ صَدَقَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۶۶۹- حضرت سالم اپنے والد (ابن عمر ؓ) سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تجھے صبح کے طلوع ہونے کا خطرہ ہو تو (صبح طلوع ہونے سے پہلے) ایک رکعت پڑھ لے۔"

١٦٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يُسْأَلُ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ: «مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِرَكْعَةٍ».

۱۶۷۰- حضرت ابوسلمہ حضرت ابن عمر ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا جبکہ آپ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ (آپ نے فرمایا:) "دو دو کر کے پڑھو۔ جب صبح کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔"

١٦٧١- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۱۶۷۱- حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت

١٦٦٩ـ أخرجه البخاري، ح:١١٣٧، ومسلم، ح:١٤٦/٧٤٩ من حديث الزهري به (انظر الحديث الآتي، ح:١٦٧٣)، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٣.

١٦٧٠ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة الليل ركعتين، ح:١٣٢٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

١٦٧١ـ أخرجه البخاري، ح:٤٧٢، ومسلم، ح:٧٥١، وانظر الحديث الآتي. * زهير هو ابن معاوية الجعفي أبو خيثمة.

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُمْ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ قَالَ: «مَثْنَى مَثْنَى فَإِنْ خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

ابن عمر ﷠ نے ہم کو بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''دو دو کر کے پڑھی جائے۔ جب کسی کو صبح کے طلوع ہونے کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔''

١٦٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۶۷۲- حضرت نافع حضرت ابن عمر ﷠ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تجھے صبح کا خدشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔''

١٦٧٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَسُولَ اللهِ ﷺ: كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۶۷۳- حضرت سالم حضرت ابن عمر ﷠ سے بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: رات کی نماز کیسے پڑھی جائے؟ تو آپ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت پڑھی جائے۔ جب تجھے صبح کے طلوع کا قرب محسوس ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔''

١٦٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ:

۱۶۷۴- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے

١٦٧٢ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الحلق والجلوس في المسجد، ح:٤٧٢، ٩٩٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، ح:٧٥١/ ١٥٠ من حديث نافع به، وأخرجه الترمذي، ح:٤٣٧ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح".

١٦٧٣ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب: كيف صلاة النبي ﷺ؟ ... الخ، ح:١١٣٧ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، ح:٧٤٩/ ١٤٦ (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به.

١٦٧٤ـ أخرجه مسلم، ح:٧٤٩/ ١٤٦ من حديث الزهري به (انظر الحديث الآتي)، وهو في الكبرٰى، ح:١٣٨١.

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

ہیں کہ مجھے حضرت ابن عمر ؓ نے بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تجھے صبح طلوع ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔''

١٦٧٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَاهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۶۷۵-حضرت سالم اور حمید دونوں نے حضرت ابن عمر ؓ سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے اٹھ کر کہا: اے اللہ کے رسول! رات کی نماز (پڑھنے کا طریقہ) کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو کر کے پڑھو۔ جب صبح کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔''

فائدہ: اتنی کثیر سندوں سے اس مشہور حدیث کے ہوتے ہوئے احناف کا آخر میں ایک رکعت پڑھنے کو جائز نہ سمجھنا' یا بلادلیل منسوخ کہنا دلائل سے انحراف کے مترادف ہے جبکہ اس کے علاوہ بھی کئی روایات میں خود رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل یہی بیان کیا گیا ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے' ہاں! ایک سلام کے ساتھ' درمیان میں تشہد کیے بغیر' تین اکٹھے پڑھنا بھی جائز ہے خصوصاً جب وہ عشاء کی نماز کے فوراً بعد ہوں تو بہتر ہے کہ تین اکٹھے پڑھے جائیں' البتہ تراویح یا تہجد میں ایک رکعت کو الگ پڑھا جائے' نبی ﷺ کا عمومی عمل یہی تھا' نیز دونوں قسم کی روایات میں تطبیق کی یہ بھی ایک صورت ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْوِتْرِ (التحفة ٧١٢)

باب:۲۷-نماز وتر کا حکم دیا گیا ہے

١٦٧٥ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٤٩/ ١٤٧ (انظر الحديث المتقدم: ١٦٧٣) من حديث حرملة ابن يحيى به.

١٦٧٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمٍ - وَهُوَ ابْنُ ضَمْرَةَ - عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ! أَوْتِرُوا، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ».

۱۶۷۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز وتر پڑھی' پھر آپ نے فرمایا: ''اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر (اکیلا) ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے اور یہی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۴۱۳/۲' و صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني:۱۵۹/۵' رقم الحديث:۱۲۷۴' و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:۱۸/ ۲۸ - ۳۳) ② وتر عربی میں طاق عدد کو کہتے ہیں جو دو پر تقسیم نہ ہو۔ اصطلاح میں رات کی نماز کو کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے بارے میں حکم ہے کہ اسے مجموعی طور پر طاق عدد میں پڑھا جائے۔ تین یا پانچ یا سات یا نو یا گیارہ۔ ③ رات کی نماز فرض نہیں بلکہ نفل ہے' اس لیے وتر فرض ہے نہ واجب بلکہ نفلِ مؤکد ہے' نیز رسول اللہ ﷺ سواری پر بھی وتر پڑھ لیا کرتے تھے جبکہ فرائض یا واجبات کی ادائیگی کے لیے نیچے اتر جاتے' اس سے بھی معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں۔ باقی رہا حکم تو حکم ہر جگہ وجوب کے لیے نہیں ہوتا۔ بعض جگہ تاکید یا استحباب کے لیے بھی ہوتا ہے بلکہ جواز کے لیے بھی آ جاتا ہے' مثلاً: ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ (المآئدة ۵:۲) ''جب تم احرام کھول لو تو شکار کرو۔'' یعنی شکار کر سکتے ہو۔ کیونکہ کسی فقیہ اور محدث کے نزدیک بھی احرام کے بعد شکار کرنا ضروری بلکہ مستحب بھی نہیں' نیز اسی حدیث کے آخری الفاظ ''پسند فرماتا ہے'' بھی وتر کے استحباب وتاکید پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ ④ ''اے قرآن والو!'' مراد مسلمان ہیں کہ ان کی کتاب قرآن ہے۔ یا قرآن کے حفاظ مراد ہیں' یعنی حفاظ کو رات کی نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ یہ حفظ قرآن کا حق ہے' ورنہ حفظ کا اور کیا فائدہ ہے؟ نیز اس طرح حفظ قائم رہے گا ورنہ بھول جانے کا خدشہ ہے۔ اس صورت میں وتر سے مراد نماز تہجد ہوگی جو تعداد میں زیادہ اور قراءت میں طویل ہوتی ہے اور یہ حفاظ کے لائق ہے۔ باقی رہے کم از کم وتر تو وہ سب مسلمانوں کے لیے مؤکد

١٦٧٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء أن الوتر ليس بحتم، ح: ٤٥٣، وابن ماجه، ح: ١١٦٩ من حديث أبي بكر بن عياش، وأبوداود، الصلاة، باب استحباب الوتر، ح: ١٤١٦ من طريق آخر عن أبي إسحاق السبيلي به، وقال الترمذي: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٨٤، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

ہیں۔ ان کی تعداد تین یا ایک ہے۔ ⑤ ''اللہ تعالیٰ وتر (ایک) ہے'' یعنی یکتا ہے جس میں کسی بھی لحاظ سے تجزّی، دوئی یا شراکت نہیں' نہ وہ قابل تقسیم ہے' اس لیے رات کی نماز کو زیادہ محبوب رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی تو دوئی کو قبول نہیں کرتی۔ ⑥ اللہ تعالیٰ کی محبت کو بعض لوگوں نے ثواب کے معنی میں لیا ہے مگر اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں۔ محبت اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات انسانوں یا کسی بھی مخلوق کی صفات جیسی نہیں کہ ان کے مشابہ قرار دیا جا سکے' بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرح بے مثال ہیں۔ ⑦ وتر پڑھنے والے سے اللہ تعالیٰ خصوصی محبت فرماتا ہے۔

١٦٧٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَلْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَهَيْئَةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلٰكِنَّهُ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

١٦٧٧- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وتر کی نماز فرض نماز کی طرح واجب نہیں بلکہ یہ سنت (مؤکدہ) ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے تمھارے لیے جاری فرمایا ہے۔

فائدہ: چونکہ وتر رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے جسے آپ نے کبھی ترک نہیں کیا' لہٰذا اسے بلا عذر ترک کرنا درست نہیں۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ (التحفة ٧١٣)

باب:٢٨- سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی تاکید

١٦٧٨- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي شِمْرٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي

١٦٧٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میرے دلی محبوب رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین باتوں کی نصیحت تاکید کے ساتھ کی ہے: میں وتر پڑھ کر سوؤں' ہر مہینے میں تین روزے رکھوں اور فجر (یا ضحیٰ) کی دو

١٦٧٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٠٧ بإسناد صحيح عن أبي إسحاق: سمعت عاصم بن ضمرة به الخ، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٨٥.

١٦٧٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى ... الخ، ح: ٧٢١ من حديث شعبة، والبخاري، التهجد، باب صلاة الضحى في الحضر، ح: ١١٧٨ من حديث أبي عثمان النهدي عبدالرحمٰن بن مل به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٨٦. * أبوشمر هو الضبعي.

هُرَيْرَةَ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ: اَلنَّوْمِ عَلٰى وِتْرٍ، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

رکعتوں کی پابندی کروں۔

فوائد ومسائل: ① خَلِیلِي، خلیل وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ دلی لگاؤ اور محبت سب سے بڑھ کر ہو۔ صحابۂ کرام ﷺ کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کس سے محبت ہو سکتی ہے؟ لہٰذا مراد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خلیل نہیں بنایا مگر اللہ کے رسول کو صحابۂ کرام ﷺ تو خلیل بنا سکتے ہیں۔ ② ”وتر پڑھ کر“ کیونکہ ابوہریرہ ﷺ طالب علم تھے۔ طالب علموں کی شغل علم وغیرہ کی بنا پر صبح جلدی آنکھ نہیں کھلتی لہٰذا وہ وتر پڑھ کر سوئیں تاکہ وتر ضائع نہ ہو جائیں البتہ جو شخص تہجد کا عادی ہے اور اسے فجر سے قبل جاگنے میں کوئی دقت نہیں اس کے لیے وتر آخر رات ہی میں مناسب ہیں۔

١٦٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ: اَلْوِتْرِ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

۱۶۷۹- حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے دلی محبوب ﷺ نے تین باتوں کی تاکید فرمائی کہ شروع رات میں وتر پڑھ لیا کروں فجر کی سنتوں کی پابندی کروں اور ہر مہینے میں تین نفلی روزے رکھوں۔

(المعجم ٢٩) - بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الْوِتْرَيْنِ فِي لَيْلَةٍ (التحفة ٧١٤)

باب: ۲۹- نبی ﷺ نے ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے

١٦٨٠- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ مُلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ

۱۶۸۰- حضرت قیس بن طلق سے روایت ہے کہ میرے والد محترم حضرت طلق بن علی ﷺ رمضان المبارک

١٦٧٩ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٢١ (انظر الحديث السابق) عن محمد بن بشار، والبخاري، ح: ١١٧٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٨٧.

١٦٨٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء لا وتران في ليلة، ح: ٤٧٠ عن هناد به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٨٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٠١، وابن حبان، ح: ٦٧١، وحسنه الحافظ في الفتح: ٢/ ٤٨١.

بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ قَالَ: زَارَنَا أَبِي طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، فَأَمْسٰى بِنَا وَقَامَ بِنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَأَوْتَرَ بِنَا ثُمَّ انْحَدَرَ إِلٰى مَسْجِدٍ فَصَلّٰى بِأَصْحَابِهِ حَتّٰى بَقِيَ الْوِتْرُ ثُمَّ قَدَّمَ رَجُلًا فَقَالَ [لَهُ] أَوْتِرْ بِهِمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ».

میں ایک دن ہم سے ملنے کے لیے تشریف لائے۔ انھیں شام ہوگئی۔ اس رات انھوں نے ہمیں نماز پڑھائی اور وتر پڑھائے' پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو نماز پڑھائی' حتی کہ جب وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو اپنی جگہ آگے کیا اور فرمایا: تم انھیں وتر پڑھا دو (کیونکہ میں پڑھ چکا ہوں۔) میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ایک رات میں دو دفعہ وتر نہیں پڑھے جا سکتے۔

فائدہ: جمہور اہل علم کے نزدیک یہی بات صحیح ہے کہ اگر شروع رات میں وتر پڑھ چکا ہو اور دوبارہ موقع مل جائے تو دو دو رکعت پڑھتا رہے' دوبارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں' البتہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے حسن سند کے ساتھ منقول ہے کہ اس صورت میں تہجد شروع کرنے سے پہلے ایک رکعت پڑھ کر رات کی طاق نماز کو جفت کرلے' پھر آخر میں ایک رکعت پڑھ لے۔ اس طرح نماز مجموعی طور پر طاق بن جائے گی اور وتر بھی آخر میں ہو جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا اپنا عمل اسی طرح تھا۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ۱۳۵/۲) یہ ابن عمر ؓ کی رائے اور ذاتی عمل ہے لیکن اس طرح باب کی حدیث میں ذکر کردہ طریقے سے وتر درمیان میں آجائے گا جبکہ آپ نے وتر رات کی نماز کے آخر میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ جمہور نے یہ جواب دیا ہے کہ وتر آخر میں پڑھنا مستحب ہے' واجب نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے وتر کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے' نیز اول رات تو وتر آخر ہی میں پڑھا گیا تھا اگر صبح کے وقت پڑھا جاتا تو آخر ہی میں پڑھا جاتا۔ جمہور اہل علم کی بات زیادہ قوی ہے ورنہ وتر تین دفعہ پڑھا جائے گا اور آپ نے تو دو دفعہ وتر پڑھنے سے بھی روکا ہے' تین دفعہ کیسے جائز ہوگا؟ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي: ۳۹/۱۸-۴۲)

(المعجم ٣٠) - وَقْتُ الْوِتْرِ (التحفة ٧١٥)

باب: ۳۰- وتر نماز کا وقت

١٦٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي

۱۶۸۱- حضرت اسود بن یزید سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی (رات

١٦٨١ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام أول الليل وأحيا آخره، ح: ١١٤٦ من حديث شعبة، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٩ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرىٰ، ح: ١٣٨٩.

إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ فَإِذَا كَانَ مِنَ السَّحَرِ أَوْتَرَ ثُمَّ أَتَى فِرَاشَهُ فَإِذَا كَانَ لَهُ حَاجَةٌ أَلَمَّ بِأَهْلِهِ فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَثَبَ فَإِنْ كَانَ جُنُبًا أَفَاضَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ وَإِلَّا تَوَضَّأَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

کی) نماز کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ شروع رات (یعنی نماز عشاء کے بعد) سوجاتے تھے' پھر جاگتے (اور نماز پڑھتے)' پھر صبح قریب ہوتی تو وتر پڑھتے' پھر اپنے بستر پر تشریف لے آتے۔ اگر آپ کو ضرورت محسوس ہوتی تو اپنی بیوی سے جماع کرتے' پھر جب اذان سنتے تو فوراً اٹھ کھڑے ہوتے۔ اگر جنبی ہوتے تو غسل فرماتے ورنہ وضو کرتے۔ (سنتیں پڑھتے) اور نماز کے لیے مسجد میں چلے

١٦٨٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَوْتَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ وَأَوْسَطِهِ وَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ.

۱۶۸۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر اول رات میں بھی پڑھے' درمیان رات میں بھی اور آخر رات میں بھی۔ آخری عمر میں آپ کے وتر آخر رات میں (فجر سے پہلے) ہوتے تھے۔

١٦٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَنْ صَلّٰى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ بِاللَّيْلِ وِتْرًا فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِذٰلِكَ.

۱۶۸۳- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص رات کو نفل نماز پڑھے تو وہ وتر آخر میں پڑھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس کا حکم دیتے تھے۔

فائدہ: ان روایات سے معلوم ہوا کہ وتر عشاء کی نماز کے بعد طلوع فجر تک پڑھے جا سکتے ہیں' البتہ جسے تراویح وتہجد پڑھنی ہو تو وہ وتر کو اپنی نفل نماز کے آخر میں پڑھے' ابتدا یا درمیان میں نہ پڑھے۔ واللہ أعلم.

١٦٨٢- أخرجه مسلم، ح:٧٤٥/ ١٣٧ من حديث سفيان الثوري، والبخاري، الوتر، باب ساعات الوتر، ح:٩٩٦ من حديث مسروق به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣٩٠.

١٦٨٣- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنٰى مثنٰى ... الخ، ح:٧٥١ عن قتيبة، والبخاري، الوتر، باب: ليجعل آخر صلاته وترًا، ح:٩٩٨ من حديث نافع به، وهو في الكبرٰى، ح:١٣٩١. * والليث هو ابن سعد.

(المعجم ٣١) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْوِتْرِ قَبْلَ الصُّبْحِ (التحفة ٧١٦)

باب:٣١- صبح طلوع ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لیے جائیں

١٦٨٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ، وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، وَهُوَ ابْنُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو نَضْرَةَ الْعَوَقِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ: «أَوْتِرُوا قَبْلَ الصُّبْحِ».

١٦٨٤- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے وتر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”صبح سے پہلے وتر پڑھ لو۔“

١٦٨٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ الْقَنَّادُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ - عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَوْتِرُوا قَبْلَ الْفَجْرِ».

١٦٨٥- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”فجر طلوع ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔“

(المعجم ٣٢) - اَلْوِتْرُ بَعْدَ الْأَذَانِ (التحفة ٧١٧)

باب:٣٢- صبح کی اذان کے بعد وتر پڑھنا

١٦٨٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَسْجِدِ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ

١٦٨٦- حضرت محمد بن منتشر سے مروی ہے کہ میں حضرت عمرو بن شرحبیل کی مسجد میں تھا' نماز کی تکبیر ہوگئی (مگر وہ نہ آئے۔) لوگ ان کا انتظار کرنے لگے' پھر وہ آئے تو انھوں نے کہا: میں وتر پڑھ رہا تھا' نیز انھوں نے

١٦٨٤_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى . . . الخ، ح: ٧٥٤/ ١٦١ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٩٢م.

١٦٨٥_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٣٩٢.

١٦٨٦_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٦١٣، وهو في الكبرى، ح: ١٣٩٣.

فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَجَعَلُوا يَنْتَظِرُونَهُ فَجَاءَ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أُوتِرُ قَالَ، وَسُئِلَ عَبْدُ اللهِ هَلْ بَعْدَ الْأَذَانِ وِتْرٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَبَعْدَ الْإِقَامَةِ، وَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى.

کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا صبح کی اذان کے بعد وتر پڑھے جا سکتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' بلکہ اقامت کے بعد بھی' پھر انھوں نے نبی ﷺ کا واقعہ بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز فجر سوتے میں رہ گئی تھی حتی کہ سورج طلوع ہو گیا تو آپ نے اس وقت نماز پڑھی۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ فوت شدہ نماز وقت کے بعد بھی پڑھی جائے گی۔ اسی طرح وتر رہ جائیں تو وہ بھی پڑھے جائیں گے' وقت کوئی بھی ہو۔ یہی بات درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی دیگر احادیث سے بھی' جو وتر سے متعلق ہیں' اس کی تائید ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے وتر سے سو یا رہ گیا (اور نہ پڑھ سکا) یا اسے بھول گیا تو جب بھی یاد آئے (یا جاگ آئے) پڑھ لے۔'' (سنن أبي داود' الوتر' حدیث: ۱۴۳۱) اس سے وتر کے وجوب اور فرضیت پر استدلال نہیں ہو سکے گا کیونکہ جیسے فرائض و واجبات کی ادائیگی ہوتی ہے ایسے ہی نوافل اور ہر مؤکد عمل کی بھی ہو سکتی ہے' جیسے رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی سنتوں کی قضا عصر کے بعد ادا کی۔ صبح کی سنتیں سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھیں۔ ظاہر ہے ظہر اور فجر کی سنتیں واجب نہیں مؤکد ہی ہیں۔ اسی طرح وتر باوجود واجب نہ ہونے کے اس کی قضا دی جا سکتی ہے۔ ② بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کے وتر رہ جائیں تو وہ سورج نکلنے کے بعد اس کی قضا جفت کی شکل میں دے یعنی ایک وتر کی جگہ دو رکعت' تین وتر کی جگہ چار رکعات پڑھے لیکن ہمارے خیال میں ایسا اس شخص کے لیے ضروری ہوگا جو قیام اللیل (نماز تہجد) کا عادی ہو' عام شخص کے لیے وتروں کی قضا' وتر ہی کی شکل میں مناسب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۳۳) - بَابُ الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ (التحفة ۷۱۸)

باب: ۳۳-سواری پر وتر پڑھنا

۱۶۸۷- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ.

۱۶۸۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۶۸۷ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب الوتر في السفر، ح: ۱۰۹۵ و ۱۰۰۰ ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ۷۰۰ من حديث نافع به نحو المعنى.

فائدہ: سواری پر قیام، رکوع اور سجدہ اصل طریقے پر نہیں ہوتے، لہٰذا فرض نماز سواری پر پڑھنے کی اجازت نہیں الا کہ کوئی شرعی عذر ہو، مگر نفل نماز میں وسعت ہے، وہ سواری پر پڑھی جاسکتی ہے۔ وتر بھی نفل ہیں، لہٰذا سواری پر پڑھے جاسکتے ہیں۔

١٦٨٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى بَعِيرِهِ وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

۱۶۸۸- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اونٹ پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے اور وہ بیان فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے کیا کرتے تھے۔

١٦٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ لِيَ ابْنُ عُمَرَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ.

۱۶۸۹- حضرت سعید بن یسار نے کہا کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

فائدہ: احناف وتر کو واجب سمجھتے ہیں، لہٰذا اسے سواری پر پڑھنے کے قائل نہیں مگر یہ صحیح اور صریح احادیث کی کھلی مخالفت ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: كَمِ الْوِتْرُ (التحفة ٧١٩)

باب: ۳۴- وتر کتنے ہیں؟

١٦٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ:

۱۶۹۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”وتر آخر رات میں ایک رکعت ہے۔“

١٦٨٨ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

١٦٨٩ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب الوتر على الدابة، ح: ٩٩٩، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة ... الخ، ح: ٧٠٠/٣٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰى): ١/ ١٢٤، والكبرٰى، ح: ١٣٩٥.

١٦٩٠ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى ... الخ، ح: ٧٥٢/ ١٥٣ من حديث أبي التياح يزيد بن حميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٩٦.

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

۱۶۹۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَمُحَمَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا، شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

۱۶۹۱-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''وتر آخر رات میں ایک رکعت پڑھا جائے۔''

۱۶۹۲- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَفَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ قَالَ: «مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

۱۶۹۲-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بدوی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''دو دو رکعت کر کے پڑھتے جاؤ اور آخر رات میں ایک رکعت وتر پڑھ لو۔''

فوائد ومسائل: ① اصل وتر ایک رکعت ہے مگر اس سے پہلے کچھ نہ کچھ نوافل پڑھنے چاہییں یہ ایک رکعت ان سب کو وتر (طاق) بنا دے گی۔ باب کی پہلی دو روایات مجمل ہیں۔ تیسری روایت ان کا مطلب واضح کرتی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ایک رکعت پڑھنے سے پہلے کم از کم دو رکعت ضرور پڑھے۔ اگر صرف ایک رکعت ہی پر اکتفا کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ صحیح احادیث سے یہ بھی ثابت ہے۔ ② احناف نے وتر کو تین رکعت ہی مقرر کر لیا ہے۔ نہ کم' نہ زیادہ مگر اس کی کوئی دلیل نہیں بلکہ یہ تحدید صریح روایات کے خلاف ہے' پھر ان کے نزدیک چونکہ یہ واجب ہے' لہٰذا تین رکعات ایک ہی سلام سے ہوں گی' حالانکہ صریح روایات ایک رکعت الگ پڑھنے کو جائز بلکہ مستحب قرار دیتی ہیں۔ یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔

۱۶۹۱ـ أخرجه مسلم، ح:۱۵٤/۷۵۲ عن محمد بن بشار به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح:۱۳۹۷.

۱۶۹۲ـ أخرجه مسلم، ح:۱٤۸/۷٤۹ (انظر الحديثين السابقين) من حديث عبدالله بن شقيق، وأبوداود، ح:۱٤۲۱ من حديث همام بن يحيى به، وهو في الكبرٰى، ح:۱۳۹۸.

(المعجم ٣٥) - **بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِوَاحِدَةٍ** (التحفة ٧٢٠)

باب:٣٥- ایک وتر کیسے پڑھا جائے؟

١٦٩٣- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْصَرِفَ فَارْكَعْ بِوَاحِدَةٍ تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ».

۱۶۹۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھو۔ جب تمھارا ارادہ نماز ختم کرنے کا ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔ یہ رکعت تمھاری پڑھی ہوئی پوری نماز کو وتر بنا دے گی۔“

١٦٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ».

۱۶۹۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ اور وتر (آخر میں) ایک رکعت ہے۔“

١٦٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى،

۱۶۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تم میں سے کسی کو صبح کے طلوع ہونے کا خدشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔ یہ اس کی ساری نماز کو وتر بنا دے گی۔“

١٦٩٣ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ٩٩٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٤.

١٦٩٤ـ [إسناده صحيح] وهو متفق عليه كما تقدم، ح: ١٦٧٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٤.

١٦٩٥ـ أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ٩٩٠، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى . . . الخ، ح: ٧٤٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٢٣، والكبرٰى، ح: ١٣٩٩.

فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلّٰى».

١٦٩٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَنَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا خِفْتُمُ الصُّبْحَ فَأَوْتِرُوا بِوَاحِدَةٍ».

١٦٩٦- حضرت ابن عمر ﷜ سے منقول ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تمھیں طلوع صبح کا خطرہ ہو تو ایک رکعت وتر پڑھ لو۔“

١٦٩٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

١٦٩٧- حضرت عائشہ ﷝ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ رات کو گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔ ان میں سے ایک رکعت الگ وتر پڑھتے، پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

فائدہ: مذکورہ اور آئندہ آنے والی روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رات کی نماز ہی کو وتر کہا جاتا ہے، وہ جتنی بھی ہو۔ جب آخر میں ایک رکعت پڑھی جائے گی تو ساری نماز ہی وتر (طاق) بن جائے گی۔

(المعجم ٣٦) - بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِثَلَاثٍ (التحفة ٧٢١)

باب: ٣٦- تین وتر کیسے پڑھے جائیں؟

١٦٩٦- [صحيح] تقدم، ح: ١٦٧٠.

١٦٩٧- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ح: ٧٣٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٠، والكبرى، ح: ٤٤٥، وأخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ٩٩٤ من حديث الزهري به، بلفظ: "ويركع ركعتين قبل صلاة الفجر، ثم يضطجع على شقه الأيمن حتى يأتيه المؤذن للصلاة"، والمتنان صحيحان محفوظان.

١٦٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهِ عَلَى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامُ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي».

۱۶۹۸- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے منقول ہے انھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز کیسے ہوتی تھی؟ تو انھوں نے فرمایا: آپ رمضان یا غیر رمضان میں (عموماً) گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ چار رکعات پڑھتے ایسی خوب صورت اور طویل کہ کچھ نہ پوچھ' پھر چار پڑھتے ایسی خوب صورت اور طویل کہ کچھ نہ پوچھ' پھر تین رکعات پڑھتے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر (تین رکعات) پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں' دل نہیں سوتا۔“

فوائد ومسائل: ① ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعات ایک سلام سے پڑھتے تھے' پھر چار ایک سلام سے' پھر تین ایک سلام سے۔ یہ طریقہ بھی درست ہے' اسی لیے مصنف ؒ نے تین وتر کا باب باندھا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے نماز تہجد کے متعلق مختلف طریقے منقول ہیں۔ صحیح احادیث کی روشنی میں ان میں سے کوئی سا طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ افضل یہ ہے کہ عمل میں تنوع ہو' کبھی یہ' کبھی وہ' اصل اتباع سنت یہی ہے۔ عموماً رسول اللہ ﷺ سے نماز تہجد گیارہ رکعات' دو دو کر کے اور آخر میں وتر ایک رکعت کی صورت میں منقول ہے' اور یہ طریقہ افضل ہے۔ لیکن کبھی آپ ﷺ نے نو رکعات اکٹھی اور بعد میں دو رکعات' کبھی سات اور کبھی تیرہ رکعات' آٹھ دو دو کر کے اور پانچ وتر اکٹھے بھی پڑھے ہیں' لہٰذا دو دو رکعات والی عام

١٦٩٨ـ [صحيح] أخرجه البخاري، التهجد، باب قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره، ح: ١١٤٧، ومسلم، ح: ٧٣٨ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٠، والكبرى، ح: ٣٩٣ (رواية الحارث بن مسكين فقط).

روایات کی روشنی میں ان میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ اسی طرح چار چار رکعات نماز تہجد میں بھی کوئی حرج نہیں' نہ یہ ممنوع ہیں بلکہ مذکورہ بالا حدیث اس کی مشروعیت کے لیے کافی ہے۔ بعض کا یہ کہنا کہ چار چار سے اکٹھی چار چار مراد نہیں بلکہ دیگر احادیث کی روشنی میں دو دو رکعات ہی مراد ہیں لیکن یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ جب احادیث میں ایک ہی نہیں بلکہ کچھ اور طریقے بھی منقول ہیں تو انہیں تسلیم کرنے سے اس طریقے کو بھی ماننے یا عمل میں لانے میں کون سی چیز مانع ہے؟ نماز تہجد کے متعدد طریقوں کے لیے دیکھیے: (صلاة التراويح' للألباني' ص: ۸۶-۹۳) ② ''زائد نہیں پڑھتے تھے۔'' رسول اللہ ﷺ کا عام معمول گیارہ رکعات ہی تھا۔ گیارہ سے کم بھی پڑھی جاسکتی ہیں کیونکہ کم پڑھنا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ③ ''دل نہیں سوتا'' اور یہ تمام انبیاء ورسل ﷺ کی خصوصیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء ﷺ کے خواب سچے اور وحی ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا دل حالت نیند میں بھی چونکہ بیدار رہتا تھا' اس لیے آپ کو حدث (بے وضو ہونا) وغیرہ کا پتا چل جاتا تھا۔ گویا نیند صرف خروج ریح کے خطرے کی بنا پر ناقض وضو ہے۔

١٦٩٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوَتْرِ.

۱۶۹۹- حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' نیز شیخ البانی ﷫ نے اسے شاذ قرار دیا ہے جبکہ علامہ اتیوبی ﷾ (شارح سنن نسائی) نے امام محمد بن نصر ﷫ سے درج ذیل مطلب نقل کر کے اس کی تحسین کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے بلکہ سات یا نو رکعات کے بعد سلام پھیرتے تھے کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے یہ طریقہ بھی ثابت ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے' تین رکعات کے بعد پھیرتے تھے' یہ ثابت نہیں بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے۔ شارح نسائی علامہ اتیوبی ﷾ نے امام محمد بن نصر مروزی سے یہ مطلب نقل کر کے اس کی تحسین کی ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبیٰ' شرح سنن النسائي: ۱۸/۶۳'۶۴' و إرواء الغليل' رقم: ۴۲۱)

١٦٩٩ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٠٠، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٤٠٥، ح: ٤٤٧). * قتادة عنعن، تقدم، ح: ٣٤.

(المعجم ٣٧) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢١) - أ

باب:٣٧- وتر کے بارے میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں راویوں کا (لفظی) اختلاف

١٧٠٠ - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولٰى بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ بِـ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهِ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيلُ فِي آخِرِهِنَّ.

١٧٠٠- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے۔ پہلی رکعت میں سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔ اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے پھر جب فارغ ہوتے تو فراغت کے وقت تین دفعہ ﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ﴾ ''پاک ہے بادشاہ نہایت'' پڑھتے۔ آخری مرتبہ لمبا کر کے پڑھتے تھے۔

١٧٠١ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنَ الْوِتْرِ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ بِـ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾

١٧٠١- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

١٧٠٠ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القنوت قبل الركوع وبعده، ح: ١١٨٢ عن علي بن ميمون به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٣٢، وأورده الضياء في المختارة. * سفيان الثوري تابعه فطر بن خليفة عند الدارقطني: ٢/ ٣١، ح: ١٦٤٤.

١٧٠١ـ [صحيح] * قتادة عنعن، والحديث السابق شاهد له.

وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ .

١٧٠٢ - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوَتْرِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِـ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَيَقُولُ يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيمِ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» ثَلَاثًا.

١٧٠٢ - حضرت ابی بن کعب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر (کی پہلی رکعت) میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور سلام آخر ہی میں پھیرتے تھے۔ اور سلام کے بعد تین دفعہ ﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ﴾ پڑھتے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر صحیح روایات سے حدیث میں مذکور مفہوم کی تائید ہوتی ہے' نیز دیگر محققین نے اس روایت کو صحیح بھی قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف اور معناً صحیح اور قابل عمل ہے۔ دیکھیے: (صحيح سنن النسائي' رقم:١٧٠٠ ' و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٨/ ٧٢) ② وتر پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تین وتر ایک سلام سے پڑھے جائیں۔ (مزید دیکھیے' حدیث:١٦٩٩)

(المعجم ٣٨) - اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى أَبِي إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢١) - ب

باب:٣٨- وتر کے بارے میں حضرت ابن عباس ؓ کی حدیث اور اس میں ابواسحاق کے شاگردوں کا اختلاف

١٧٠٣ - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى

١٧٠٣ - حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ

١٧٠٢ - [إسناده ضعيف] قتادة عنعن، تقدم، ح: ٣٤.

١٧٠٣ - [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيما يقرأ به في الوتر، ح: ٤٦٢، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما يقرأ في الوتر، ح: ١١٧٢ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٢٧ وتقدم شاهده، ح: ١٧٠٠.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ: يَقْرَأُ فِي الْأُولٰى بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ بِـ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾. أَوْقَفَهُ زُهَيْرٌ.

رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

زہیر (بن معاویہ) نے اسے موقوف بیان کیا ہے۔

۱۷۰۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ: بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۷۰۴- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تین وتر پڑھا کرتے تھے اور ان میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

فائدہ: دونوں میں اختلاف یہ ہے کہ پہلی روایت میں تین وتر اللہ کے رسول ﷺ کا فعل بتلایا گیا ہے اور دوسری حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنا فعل۔ اختلاف سے مصنف رحمہ اللہ کی مراد یہی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۳۹) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوِتْرِ (التحفة ۷۲۱) - ج

باب: ۳۹- وتر کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت اور اس میں حبیب بن ابی ثابت کے شاگردوں کا اختلاف

۱۷۰۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ

۱۷۰۵- محمد بن علی اپنے باپ علی سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رات کو (تہجد کے لیے) اٹھے اور مسواک کی؛

۱۷۰۴ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۴۲۸.

۱۷۰۵ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۷۶۳/۱۹۱ من حديث حبيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۳۴۴.

مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَنَّ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَاسْتَنَّ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى صَلَّى سِتًّا ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

پھر (وضو کے بعد) دو رکعتیں پڑھیں' پھر سو گئے' پھر اٹھے' مسواک کی' وضو فرمایا اور دو رکعتیں پڑھیں' حتی کہ (اس طرح) چھ رکعتیں پڑھیں' پھر تین وتر پڑھے اور پھر دو رکعتیں پڑھیں۔

١٧٠٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَاكَ وَهُوَ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ لَءَايَٰتٍ لِّأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ﴾ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ عَادَ فَنَامَ حَتَّى سَمِعْتُ نَفْخَهُ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَاكَ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَاكَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَأَوْتَرَ بِثَلَاثٍ.

١٧٠٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں (ایک رات) نبی ﷺ کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ آپ اٹھے' وضو کیا اور مسواک فرمائی اور آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ ''یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے ادل بدل میں عقل مند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔'' حتی کہ آپ ان آیات سے فارغ ہوئے' پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر دوبارہ سو گئے' حتی کہ میں نے آپ کے خراٹے سنے' پھر اٹھے اور مسواک و وضو فرمایا' پھر دو رکعتیں پڑھیں' پھر سو گئے' پھر اٹھے۔ وضو کیا' مسواک فرمائی اور دو رکعتیں پڑھیں' پھر تین وتر پڑھے۔

١٧٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ مَخْلَدٍ ثِقَةٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ، عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

١٧٠٧- محمد بن علی حضرت ابن عباس ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جاگے اور مسواک کی' پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

١٧٠٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٣، * حصين هو ابن عبدالرحمٰن.

١٧٠٧- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٤ وحديث: ١٧٠٥ شاهد له.

فَاسْتَنَّ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

فائدہ: اس روایت میں محمد بن علی اپنے باپ کے واسطے کے بغیر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں جبکہ پہلی روایات میں واسطہ تھا اور اختلاف حبیب بن ابی ثابت کے شاگردوں میں ہے۔

۱۷۰۸- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ. خَالَفَهُ عَمْرُو ابْنُ مُرَّةَ فَرَوَاهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۱۷۰۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو آٹھ رکعتیں پڑھتے اور تین وتر پڑھتے، پھر فجر کی نماز سے پہلے (فجر کی سنتیں) دو رکعت پڑھتے۔

عمرو بن مرّہ نے حبیب بن ابی ثابت کی مخالفت کی ہے اور عن يحي بن الجزّار عن أم سلمة رضی اللہ عنہا کہا ہے۔ (جبکہ حبیب بن ابی ثابت نے عن أم سلمة کے بجائے عن ابن عباس کہا تھا۔)

۱۷۰۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِتِسْعٍ. خَالَفَهُ عُمَارَةُ بْنُ عُمَيْرٍ فَرَوَاهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَائِشَةَ.

۱۷۰۹- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے، پھر جب آپ بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو نو پڑھنے لگے۔

عمارہ بن عمیر نے (عمرو بن مرّہ کی) مخالفت کی ہے اور یہ روایت عن يحي بن الجزّار عن عائشة کی سند سے بیان کی ہے۔ (جبکہ عمرو بن مرّہ نے عن عائشة کے بجائے عن ام سلمہ کہا تھا۔)

۱۷۰۸- [صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ٤٢٦ عن يحيى بن آدم به، وللحديث شواهد متواترة.

۱۷۰۹- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الوتر بسبع، ح: ٤٥٧ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال: "حسن"، وللحديث شواهد كثيرة.

١٧١٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعًا فَلَمَّا أَسَنَّ وَثَقُلَ صَلَّى سَبْعًا.

١٧١٠- حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نو رکعت پڑھتے تھے۔ جب آپ بوڑھے اور بوجھل ہو گئے تو سات پڑھنے لگے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا اکثر معمول گیارہ کا تھا۔ جن روایات میں تیرہ رکعات کا ذکر ہے ان میں عشاء یا فجر کی دوسنتیں یا قیام اللیل سے قبل کی افتتاحی دو رکعتیں شامل ہیں۔ جب آپ کچھ بوڑھے ہوئے تو نو شروع کر دیں۔ مزید بوڑھے ہوئے تو سات پڑھنے لگے۔ اس طرح کوئی اختلاف نہیں۔ ② ان تینوں روایتوں (١٧٠٨، ١٧٠٩ اور ١٧١٠) کا راوی ایک ہے یحییٰ بن جزار۔ ان کے کسی شاگرد نے ابن عباس ﷠ ذکر کیا' کسی نے ام سلمہ کا اور کسی نے عائشہ کا۔ یہ اختلاف بتانا مقصود ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابُ ذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢١) - د

باب: ۴۰- وتر کے بارے میں حضرت ابوایوب ﷜ کی حدیث اور اس میں زہری کے شاگردوں کا اختلاف

١٧١١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي ضُبَارَةُ بْنُ أَبِي السُّلَيْكِ قَالَ: حَدَّثَنِي دُوَيْدُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَمَنْ شَاءَ

١٧١١- حضرت ابوایوب ﷜ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''وتر حق ہے جو چاہے سات پڑھ لے' جو چاہے پانچ پڑھ لے' جو چاہے تین پڑھ لے اور جو چاہے ایک پڑھ لے۔''

١٧١٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢، ٢٢٥ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٣٤٨، وللحديث شواهد.

١٧١١- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب: كم الوتر؟، ح: ١٤٢٢، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء الوتر بثلاث وخمس وسبع وتسع، ح: ١١٩٠ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٢، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم، والحديث صحيح مرفوعًا وموقوفًا. * عطاء بن يزيد هو الليثي.

أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ.

١٧١٢- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ».

١٧١٢- حضرت ابوایوب ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وتر حق ہے جو شخص پانچ وتر پڑھنا چاہے پانچ پڑھ لے جو تین پڑھنا چاہے تین پڑھ لے اور جو ایک پڑھنا چاہے ایک پڑھ لے۔“

١٧١٣- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مُعَيْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسِ رَكَعَاتٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ.

١٧١٣- حضرت ابوایوب ؓ بیان کرتے ہیں کہ وتر حق ہے۔ جو شخص پانچ وتر پڑھنا چاہے پانچ پڑھ لے جو تین پڑھنا چاہے تین پڑھ لے اور جو ایک پڑھنا چاہے ایک پڑھ لے۔

١٧١٤- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي

١٧١٤- حضرت ابوایوب ؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہے سات وتر پڑھ لے جو شخص چاہے پانچ وتر پڑھ لے جو شخص چاہے تین وتر پڑھ لے اور جو شخص

١٧١٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٧١٣ـ [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٣ (انظر الحديثين السابقين).

١٧١٤ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٠٢.

أَيُّوبَ قَالَ: مَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْمَأَ إِيمَاءً.

چاہے ایک وتر پڑھ لے۔ اور جو شخص چاہے (یعنی مجبور ہو) وہ اشارے سے پڑھ لے۔

فوائد ومسائل: ① اختلاف یہ ہے کہ پہلی دو روایات میں مذکورہ الفاظ نبی ﷺ کی طرف منسوب ہیں اور آخری دو روایات میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی طرف۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا اور پھر سائلین کو حدیث کے مطابق فتویٰ دیا' لہٰذا ان میں کوئی تعارض نہیں۔ اس طرح حدیث موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح صحیح ہے۔ ② "وتر حق ہے" احناف اس لفظ سے وتر کے وجوب پر استدلال کرتے ہیں جبکہ حق کے معنی مؤکد بھی ہوتے ہیں اور یہاں یہی معنی مناسب ہیں تاکہ دوسری احادیث کے خلاف نہ پڑیں جو پیچھے گزر چکی ہیں' نیز لطیفہ یہ ہے کہ اسی روایت میں وتر کے ایک ہونے کا بھی صریح جواز ہے مگر احناف اس کے قائل نہیں۔ محتمل الفاظ سے استدلال اور صریح الفاظ سے اعراض حق پسندی نہیں۔ ③ "اشارے سے پڑھ لے" ایک نسخے میں [مَنْ شَاءَ] کے بجائے [مَنْ غُلِبَ] کے لفظ ہیں' یعنی جو قیام وقعود سے مغلوب ہو' وہ اشارے سے پڑھ لے۔ جمہور علماء اسے مریض پر محمول کرتے ہیں کہ جو کھڑا ہونے اور بیٹھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ واللہ أعلم. مزید دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۸۶/۱۸)

(المعجم ٤١) - بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِخَمْسٍ وَذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى الْحَكَمِ فِي حَدِيثِ الْوِتْرِ (التحفة ٧٢٢)

باب: ۴۱- پانچ وتر کیسے پڑھے جائیں؟ اور حدیث وتر میں حکم کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

١٧١٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِخَمْسٍ وَبِسَبْعٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهَا بِسَلَامٍ وَلَا بِكَلَامٍ.

۱۷۱۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ پانچ یا سات وتر پڑھتے تو درمیان میں نہ سلام پھیرتے تھے اور نہ کلام فرماتے تھے۔

١٧١٥- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الوتر بثلاث وخمس وسبع وتسع، ح: ١١٩٢ من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٠٣. * الحكم بن عتيبة عنعن، وهو مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤)، وللحديث شواهد كثيرة، راجع تسهيل الحاجة وغيره.

١٧١٦ - أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبْعٍ أَوْ بِخَمْسٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ.

۱۷۱۶- حضرت ام سلمہ ؓ سے منقول ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ سات یا پانچ وتر پڑھتے تو درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

١٧١٧ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ قَالَ: اَلْوِتْرُ سَبْعٌ فَلَا أَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: عَمَّنْ ذَكَرَهُ؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي قَالَ الْحَكَمُ: فَحَجَجْتُ فَلَقِيتُ مِقْسَمًا فَقُلْتُ لَهُ: عَمَّنْ؟ قَالَ: عَنِ الثِّقَةِ، عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ مَيْمُونَةَ.

۱۷۱۷- حضرت حکم حضرت مِقْسَمْ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا: وتر سات ہیں اور پانچ سے کم تو قطعاً نہیں۔ میں نے یہ بات حضرت ابراہیم نخعی سے ذکر کی تو انھوں نے کہا: مِقْسَمْ نے یہ بات کس سے نقل کی ہے؟ میں نے کہا: مجھے تو علم نہیں۔ حکم کہتے ہیں: میں حج کے لیے گیا تو مِقْسَمْ سے ملا اور ان سے پوچھا کہ وہ روایت آپ کس سے بیان کرتے ہیں؟ وہ کہنے لگے: ثقہ اور معتبر اشخاص سے۔ حضرت عائشہ اور حضرت میمونہ ؓ سے۔

فائدہ: حضرت مِقْسَمْ نے دراصل حضرت عائشہ اور حضرت میمونہ ؓ کی روایات سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے نہ کہ یہ ان سے صراحتاً منقول ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کی روایات تین اور ایک وتر کی پیچھے گزر چکی ہیں نیز یہ کسی بھی فقیہ یا محدث کا مسلک نہیں۔ علاوہ ازیں یہ روایت سنداً ضعیف بھی ہے۔ مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۱۸/۸۸-۹۱)

١٧١٨ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

۱۷۱۸- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی

١٧١٦ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٤٠٤، وقال: "خالفه سفيان" يعني ابن حسين، وانظر الحديث السابق.

١٧١٧ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ١٤٠٥. * الثقة لم أعرفه، وله لون آخر عند النسائي في السنن الكبرى، ح: ١٤٠٦.

١٧١٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٧/ ١٢٣ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٠٧.

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَـنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِخَمْسٍ وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ.

ﷺ پانچ وتر پڑھتے تھے اور صرف آخری رکعت میں (تشہد کے لیے) بیٹھتے تھے۔

فائدہ: باب کی روایات سے معلوم ہوا کہ اگر پانچ رکعت وتر اکٹھے پڑھے جائیں تو آخری رکعت کے سوا کسی میں تشہد کے لیے نہ بیٹھے۔

(المعجم ٤٢) - بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِسَبْعٍ (التحفة ٧٢٣)

باب:۴۲-سات وتر کیسے پڑھیں؟

١٧١٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْـمَ صَلّٰى سَبْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ، فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ! وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا. مُخْتَصَرٌ. خَالَفَهُ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ.

۱۷۱۹-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بوڑھے اور فربہ ہو گئے تو آپ سات وتر پڑھتے تھے۔ آخری کے سوا کسی رکعت میں (تشہد کے لیے) نہ بیٹھتے تھے۔ اور سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے تھے۔ تو یہ نو رکعات ہو گئیں اے بیٹا! اور رسول اللہ ﷺ جب کوئی نفل نماز شروع کر لیتے تھے تو اس پر ہیشگی کو پسند فرماتے تھے۔ یہ روایت مختصر ہے۔

ہشام دستوائی نے اس روایت میں شعبہ کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: متن میں مخالفت مراد ہے۔ شعبہ کی روایت (نمبر ۱۷۱۹) میں سات وتر کی ادائیگی کے وقت صرف آخری رکعت میں بیٹھنے کا ذکر ہے جبکہ ہشام دستوائی نے چھٹی رکعت میں بھی بیٹھنے کا ذکر کیا ہے۔ تطبیق نیچے فائدے میں ہے۔

١٧٢٠- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ:

۱۷۲۰-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

١٧١٩ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح:١٤٠٨، وللحديث شواهد. * وقع في الأصل: "شعبة"، والصواب: "سعيد" كما في السنن الكبرٰى للنسائي، ح:١٤٠٨، وتحفة الأشراف: ٤٠٧/١١.

١٧٢٠ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:١٤٠٩، وقال: "خالفهما حماد بن سلمة"، وانظر الحديث الآتي.

وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَوْتَرَ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَحْمَدُ اللهَ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُو، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يُصَلِّي التَّاسِعَةَ فَيَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّي السَّابِعَةَ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

ﷺ جب نو رکعت وتر پڑھتے تو (تشہد کے لیے) آٹھویں رکعت سے پہلے کسی رکعت میں نہ بیٹھتے تھے۔ آٹھویں میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا ذکر فرماتے اور دعائیں کرتے (یعنی تشہد پڑھتے) پھر سلام پھیرے بغیر اٹھ کھڑے ہوتے‘ پھر نویں رکعت پڑھ کر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور دعائیں کرتے‘ پھر اتنی آواز سے سلام پھیرتے کہ ہمیں سنائی دیتا تھا‘ پھر بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے‘ پھر جب بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو سات رکعات پڑھتے تھے اور چھٹی کے سوا کسی رکعت میں (تشہد کے لیے) نہ بیٹھتے‘ پھر (چھٹی میں بیٹھ کر) اٹھ کھڑے ہوتے اور سلام نہ پھیرتے‘ پھر ساتویں پڑھ کر بیٹھتے‘ پھر سلام پھیرتے‘ پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا سات وتر پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔ ہر رکعت کے بعد بغیر بیٹھے کھڑا ہوتا رہے‘ صرف ساتویں میں بیٹھے یا چھٹی اور ساتویں دونوں میں بیٹھے مگر سلام ساتویں ہی پر پھیرے۔ دونوں طریقے جائز ہیں اور یہی ان دو روایتوں میں تطبیق ہے کہ کبھی رسول اللہ ﷺ پہلا طریقہ اختیار فرماتے‘ کبھی دوسرا۔ ② وتر کے بعد دو رکعت کا مسئلہ دیکھیے حدیث نمبر: ۱۶۵۲ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ٤٣) - كَيْفَ الْوِتْرُ بِتِسْعٍ (التحفة ٧٢٤)

باب: ۴۳- نو وتر کیسے پڑھیں؟

١٧٢١- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ

۱۷۲۱- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے‘ پھر جب اللہ تعالیٰ پسند فرماتا‘ رات میں آپ کو اٹھا

١٧٢١ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الوتر بثلاث وخمس وسبع وتسع، ح: ١١٩١ من حديث سعيد به، كما تقدم، ح: ١٣١٦.

قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ بَيْنَهُنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، وَيَحْمَدُ اللهَ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَيَدْعُو بَيْنَهُنَّ وَلَا يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا ثُمَّ يُصَلِّي التَّاسِعَةَ وَيَقْعُدُ، وَذَكَرَ كَلِمَةً نَحْوَهَا وَيَحْمَدُ اللهَ وَيُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ.

دیتا۔ آپ (اٹھ کر) مسواک اور وضو فرماتے اور نو رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان میں سے کسی کے آخر میں نہ بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت پر بیٹھتے۔ اللہ کی حمد کرتے اور نبی ﷺ پر درود پڑھتے اور دعائیں کرتے مگر سلام نہ پھیرتے' پھر نویں (رکعت) پڑھ کر بیٹھتے اور اللہ کی حمد وثنا فرماتے اور نبی ﷺ پر درود پڑھتے اور دعائیں کرتے' پھر اتنی آواز سے سلام کہتے کہ ہمیں سنائی دیتا' پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔

فائدہ: اس میں پہلے تشہد میں بھی درود شریف پڑھنے کا ذکر ہے' یہ اگرچہ نفلی نماز کا واقعہ ہے لیکن اسے فرضوں میں بھی پڑھا جا سکتا ہے بلکہ مستحب ہے جیسا کہ پہلے بھی اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

١٧٢٢- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ أَوْفَى أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ لَمَّا أَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا أَخْبَرَنَا: أَنَّهُ أَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ أَوْ أَلَا أُنَبِّئُكَ بِأَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قُلْتُ: مَنْ؟ قَالَ: عَائِشَةُ، فَأَتَيْنَاهَا فَسَلَّمْنَا عَلَيْهَا وَدَخَلْنَا فَسَأَلْنَاهَا فَقُلْتُ: أَنْبِئِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ

١٧٢٢- حضرت زرارہ بن اوفی سے منقول ہے' فرماتے ہیں: جب حضرت سعد بن ہشام بن عامر ہمارے پاس آئے تو انھوں نے ہمیں بتایا: میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے پاس گیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی وتر نماز کے بارے میں پوچھا۔ وہ فرمانے لگے: کیا میں تمھیں ایسی شخصیت نہ بتاؤں جو رسول اللہ ﷺ کی وتر نماز کو روئے ارض پر بسنے والے تمام لوگوں سے زیادہ جانتی ہیں؟ میں نے کہا: کون؟ فرمایا: حضرت عائشہ ؓ (کیونکہ وہ آپ کی بیوی تھیں اور آپ کی خلوت کی ساتھی تھیں۔) ہم وہاں گئے' انھیں سلام کہا' ان (حضرت عائشہ ؓ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے

١٧٢٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٤٤٨، ومصنف عبدالرزاق: ٣/ ٣٩-٤١، ح: ٤٧١٤ بطوله، وحديث النسائي مختصر منه.

فَيَبْعَثُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ فِيهِنَّ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَحْمَدُ اللهَ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُو، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ فَيَجْلِسُ فَيَحْمَدُ اللهَ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَتِلْكَ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ! فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ فَتِلْكَ تِسْعًا أَيْ بُنَيَّ! وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا.

سوال کیا۔ میں نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی وتر نماز کے بارے میں بتائیے۔ فرمانے لگیں: ہم نبی ﷺ کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے۔ رات کو جس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا' آپ کو جگا دیتا۔ آپ مسواک اور وضو فرماتے' پھر نو رکعتیں اس طرح پڑھتے کہ آٹھویں رکعت کے علاوہ کسی رکعت میں تشہد کے لیے نہ بیٹھتے۔ (آٹھویں رکعت میں بیٹھ کر) اللہ تعالیٰ کی حمد و ذکر فرماتے اور دعائیں پڑھتے' پھر بغیر سلام کے اٹھ کھڑے ہوتے اور نویں رکعت پڑھ کر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ذکر فرماتے اور دعائیں پڑھتے' پھر اتنی آواز سے سلام پھیرتے کہ ہمیں سنائی دیتا' پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔ تو یہ گیارہ رکعات ہو گئیں' اے بیٹے! پھر جب رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہو گئے اور آپ کو گوشت نے پکڑ لیا (آپ فربہ ہو گئے) تو سات رکعات پڑھ کر سلام پھیرتے اور بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے۔ تو اے بیٹا! یہ نو ہو گئیں۔ اور نبی ﷺ جب کوئی نماز شروع فرما لیتے تو اس پر ہمیشگی اور پابندی کو پسند فرماتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا نو رکعت وتر اکٹھے پڑھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تشہد صرف آٹھویں میں بیٹھے' پھر اٹھ کر نویں رکعت پڑھے' پھر بیٹھ کر سلام پھیر دے۔ ② پچھلی حدیث میں آٹھویں رکعت والے تشہد میں درود کا بھی ذکر ہے۔ گویا نفل نماز میں درمیانی تشہد میں بھی درود پڑھا جا سکتا ہے اور فرضوں میں بھی۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

١٧٢٣- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۱۷۲۳- حضرت سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ کو فرماتے سنا: تحقیق رسول اللہ

١٧٢٣- [صحيح] تقدم، ح: ١٦٥٢، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٩، ومصنف عبدالرزاق: ٣/ ٣٩، ح: ٤٧١٣.

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَلَمَّا ضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

ﷺ نو رکعات وتر پڑھ کر، پھر بیٹھے بیٹھے دو رکعت پڑھتے۔ اور جب کمزور ہو گئے تو سات رکعات وتر پڑھتے، پھر بیٹھے بیٹھے دو رکعت پڑھتے۔

١٧٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعٍ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

۱۷۲۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نو رکعات وتر پڑھتے، پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔

١٧٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخَلَنْجِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ - يَعْنِي مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ: أَنَّهُ وَفَدَ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِالتَّاسِعَةِ، وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ. مُخْتَصَرٌ.

۱۷۲۵- حضرت سعد بن ہشام سے منقول ہے کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کے پاس گیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ رات کو آٹھ رکعات پڑھتے، پھر نویں رکعت وتر پڑھتے اور بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔ یہ روایت مختصر ہے۔

١٧٢٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي

۱۷۲۶- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

١٧٢٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٥٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤١٠.

١٧٢٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٥٢.

١٧٢٦ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب منه، ح: ٤٤٣ عن هناد به، وقال: "حسن [صحيح] غريب"،◄◄

الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَعْمَشِ أُرَاهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ.

ﷺ رات کو (نفل نماز) نو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ٤٤) - بَابٌ: كَيْفَ الْوِتْرُ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً (التحفة ٧٢٥)

باب: ۴۴- گیارہ رکعت وتر (تہجد مع وتر) کیسے پڑھیں؟

١٧٢٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

۱۷۲۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور ان میں سے ایک رکعت (الگ) وتر پڑھتے، پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

فوائد ومسائل: ① گیارہ وتر (نماز تہجد مع وتر) پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو دو کر کے پڑھتے جائیں۔ آخر میں ایک رکعت پڑھ لیں۔ سب وتر بن جائے گی۔ ② ''پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔'' شیخ البانی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ وتر کے بعد لیٹنے کا ذکر شاذ ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ لیٹنا فجر کی دو سنتوں کے بعد تھا۔ صحیح روایات سے یہی ثابت ہے۔ (جس کی تفصیل حدیث: ۱۷۲۳ کے فوائد میں دیکھی جا سکتی ہے۔) اس لیٹنے کی بابت اہل علم میں اختلاف ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت نے فجر کی دو سنتوں کے بعد اس کو جائز اور درست قرار دیا ہے جبکہ بعض اہل علم اس کو درست نہیں سمجھتے اور اس کی مختلف تاویلیں کرتے ہیں۔ دلائل کی رو سے اقرب الی الصواب یہی رائے معلوم ہوتی ہے کہ سنتوں کے بعد لیٹنا مستحب اور افضل ہے کیونکہ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم بھی ہے اور آپ کا اپنا ذاتی عمل بھی۔ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو رکعت پڑھ کر اپنے دائیں پہلو پر لیٹا کرتے تھے۔ (صحیح البخاري، الأذان، حدیث: ۶۲۶، وصحیح مسلم، صلاة المسافرین، حدیث: ۷۳۶) نیز صحیح احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلٰى يَمِينِهِ] ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز صبح سے پہلے دو رکعت (سنت) پڑھ لے تو

◄◄ وهو في الكبرٰى، ح: ٤٢٧، وله شواهد عند مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا ... الخ، ح: ٧٣٠ وغيره.

١٧٢٧_[صحيح] تقدم، ح: ١٦٩٧.

وہ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔" (سنن أبي داود' التطوع' حديث:١٢٦١) بعض اہل علم کہتے ہیں: اگر کوئی شخص گھر میں سنتیں پڑھے تو لیٹ جائے۔ اگر مسجد میں پڑھے تو نہ لیٹے۔ یہ بات محل نظر ہے۔ اس مسئلے کے بارے میں فضیلۃ الشیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ صحیح مسلم کی شرح مِنَّةُ الْمُنْعِمُ میں رقمطراز ہیں کہ فجر کی سنتوں کے بعد رسول اللہ ﷺ کا دائیں پہلو پر لیٹنا اس کے مستحب ہونے کی دلیل ہے۔ سنتیں گھر میں پڑھی جائیں یا مسجد میں' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آگے فرماتے ہیں: فجر کی سنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنے کا حکم مطلق ہے' جہاں سنتیں پڑھے' گھر میں ہو یا مسجد میں' وہیں لیٹے کیونکہ اس (حكم اضطجاع) کے مطلق ہونے کی وجہ سے گھر اور مسجد ہر دو جگہ میں لیٹنا مستحب ہے۔ دیکھیے: (منة المنعم في شرح صحيح مسلم' صلاة المسافرين:١/٤٦٤' شرح حديث:(١٢٢)-٧٣٤)

(المعجم ٤٥) - بَابُ الْوِتْرِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً (التحفة ٧٢٦)

باب:۴۵- تیرہ رکعات وتر (نماز تہجد مع وتر) پڑھنا

١٧٢٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِتِسْعٍ.

۱۷۲۸- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ رکعت وتر پڑھتے تھے۔ جب بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو نو رکعات وتر پڑھنے لگے۔

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے' حدیث نمبر:۱۷۰۹، ۱۷۱۰۔

(المعجم ٤٦) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢٧)

باب:۴۶- وتر کی نماز میں قراءت

١٧٢٩- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ

۱۷۲۹- حضرت ابو مجلز سے منقول ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (سفر کے دوران میں) مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے تو انھوں نے عشاء کی نماز دو رکعت

١٧٢٨_ [صحيح] تقدم، ح:١٧٠٩.

١٧٢٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٩ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٢٤. * في سماع أبي مجلز من أبي موسى نظر كما قال الحافظ ابن حجر العسقلاني.

أَبِي مِجْلَزٍ: أَنَّ أَبَا مُوسٰى كَانَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَةً أَوْتَرَ بِهَا فَقَرَأَ فِيهَا بِمِائَةِ آيَةٍ مِنَ النِّسَاءِ، ثُمَّ قَالَ: مَا أَلَوْتُ أَنْ أَضَعَ قَدَمَيَّ حَيْثُ وَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدَمَيْهِ وَأَنْ أَقْرَأَ بِمَا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

پڑھی' پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت وتر پڑھا اور اس میں سورۂ نساء کی سو آیات پڑھیں' پھر فرمایا: میں نے اس بات میں ذرہ بھر کوتاہی نہیں کی کہ وہاں پاؤں رکھوں جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے قدم مبارک رکھے اور وہی کچھ پڑھوں جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھا۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی تفصیلی بحث سے صحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۱۸/۹۸-۱۰۰)

(المعجم ٤٧) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢٨)

باب: ۴۷- وتر میں ایک اور قسم کی قراءت

۱۷۳۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَشْكَابَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾. فَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۱۷۳۰- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے' فرمایا: رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾' ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور جب سلام پھیرتے تھے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] پڑھتے۔

۱۷۳۱- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى قَالَ:

۱۷۳۱- حضرت ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں

۱۷۳۰_[صحيح] تقدم، ح: ۱۷۰۰، وهو في الكبرى، ح: ۱٤۲۹، وقال النسائي: "خالفه حصين".

۱۷۳۱_[صحيح] تقدم، ح: ۱۷۰۰.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زُبَيْدٍ وَطَلْحَةَ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾.

کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (سورتیں) پڑھا کرتے تھے۔

خَالَفَهُمَا حُصَيْنٌ فَرَوَاهُ عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

حُصَین نے زبید اور طلحہ کی مخالفت کی ہے اور اس روایت کو [عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] کی سند سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: مخالفت سند میں ہے اور وہ اس طرح کہ حصین نے سند میں حضرت ابی بن کعب کا ذکر نہیں کیا جبکہ زبید اور طلحہ نے ان کا ذکر کیا ہے یعنی زبید اور طلحہ اسے حضرت ابی بن کعب کی سند سے بناتے ہیں جبکہ حصین عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کی۔ لیکن یہ کوئی تعارض نہیں، ممکن ہے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ نے پہلے ابی بن کعب ؓ کے واسطے سے حدیث لی ہو، پھر براہ راست رسول اللہ ﷺ سے بھی سن لی ہو اور دونوں طریقوں سے بیان کر دی، غرض اس قسم کے ظاہری اختلاف سے صحت حدیث متاثر نہیں ہوتی۔

١٧٣٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ نُمَيْرٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾.

۱۷۳۲- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ٤٨) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى شُعْبَةَ فِيهِ (التحفة ٧٢٨) - أ

باب: ۴۸- قراءت وتر کی روایت میں شعبہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

١٧٣٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٦ من حديث ذر به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٣٠.

١٧٣٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ وَزُبَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾. وَكَانَ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ.

۱۷۳۳- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (سورتیں) پڑھا کرتے تھے۔ اور جب سلام پھیرتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] کہتے اور تیسری دفعہ اپنی آواز کو مزید اونچا کر دیتے تھے۔

فائدہ: ویسے تو تینوں دفعہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے تبھی تو صحابہ کو پتا چلتا تھا کہ تین دفعہ پڑھا ہے مگر تیسری دفعہ اپنی صدائے حیات بخش کو مزید اونچا اور لمبا فرما دیتے تھے۔ (دیکھیے حدیث نمبر: ۱۷۰۰ و ۱۷۵۱)

١٧٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ وَزُبَيْدٌ عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾، ثُمَّ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» وَيَرْفَعُ بِسُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ. رَوَاهُ مَنْصُورٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَرًّا.

۱۷۳۴- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے پھر جب سلام پھیرتے تو (تین دفعہ) [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] فرماتے اور تیسری دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] مزید بلند آواز سے ادا فرماتے۔ اس روایت کو منصور نے سلمہ بن کہیل سے بیان کیا ہے اور (راویٔ حدیث) ذرّ کا ذکر نہیں کیا۔

١٧٣٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٣/٤٠٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٣٥.

١٧٣٤- [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

١٧٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. وَكَانَ إِذَا سَلَّمَ وَفَرَغَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا طَوَّلَ فِي الثَّالِثَةِ.

١٧٣٥- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور جب سلام پھیر کر فارغ ہوتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] فرماتے اور تیسری دفعہ آواز لمبی کر دیتے۔

وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ زُبَيْدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَرًّا.

اس روایت کو عبدالملک بن ابوسلیمان نے زبید سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے بھی (راویٔ حدیث) ذرّ کا ذکر نہیں کیا۔

١٧٣٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

١٧٣٦- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ زُبَيْدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَرًّا.

اس روایت کو محمد بن جحادہ نے بھی زبید سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے بھی (راویٔ حدیث) ذرّ کا ذکر نہیں کیا۔

١٧٣٧- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى

١٧٣٧- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول

١٧٣٥- [صحيح] انظر الحديث السابق واللذين قبله.

١٧٣٦- [صحيح] انظر، ح: ١٧٣٢ والذي بعده، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٣٣.

١٧٣٧- [صحيح] تقدم، ح: ١٧٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٣٤.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا الْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] پڑھتے۔

وضاحت: مالک بن مِغْوَل سے اس روایت کو بیان کرنے والے شعیب بن حرب اور یحییٰ بن آدم ہیں۔ یحییٰ بن آدم نے زُبَید اور ابن ابزیٰ کے درمیان ذَرّ کا واسطہ ذکر کیا ہے جبکہ شعیب بن حرب نے یہ واسطہ ذکر نہیں کیا' نیز یحییٰ بن آدم نے اس روایت کو مُرسل بیان کیا ہے' یعنی صحابی عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ﷺ کا ذکر نہیں کیا جبکہ شعیب نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(المعجم ٤٩) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ فِيهِ (التحفة ٧٢٨) - ب

باب: ۴۹-قراءت وتر کی روایت میں مالک بن مِغول کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

١٧٣٨ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا الْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۷۳۸-حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

١٧٣٩ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ أَبْزٰى،

۱۷۳۹- یہ روایت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے بیٹے سے ان کے واسطے کے بغیر' یعنی مرسل بھی آئی ہے۔ اور عطاء بن سائب نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے

١٧٣٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٧٣٢.

١٧٣٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٧٣٢.

مُرْسَلٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ.

اور انھوں نے اپنے باپ (عبدالرحمٰن) سے یہ روایت بیان کی ہے۔

۱۷۴۰- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۷۴۰- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ وتر میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

(المعجم ٥٠) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٧٢٨) - ج

باب:۵۰-قراءت وتر کی حدیث میں قتادہ کے شاگرد شعبہ پر اختلاف کا ذکر

وضاحت: روایت نمبر:۱۷۴۱ میں شعبہ کے شاگرد ابوداود طیالسی نے قتادہ کا استاد عزرہ بن عبدالرحمٰن بتایا ہے جبکہ روایت نمبر ۱۷۴۲ میں قتادہ کا استاد زُرارہ بن اوفی ذکر کیا گیا ہے۔ تیسری روایت ۱۷۴۳ میں بھی زُرارہ ہی کا ذکر ہے۔ ایک اور فرق ہے کہ پہلی روایت میں سعید بن عبدالرحمٰن کا واسطہ ذکر ہے جبکہ آخری دو روایات میں یہ واسطہ نہیں ہے۔

۱۷۴۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَ[illegible] قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَ[illegible] عَزْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ [illegible] بْنِ أَبْزٰى، عَنْ [illegible] نَ يُوتِرُ بِـ ﴿سَبِّحِ [illegible] كٰفِرُونَ﴾ وَ

۱۷۴۱- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے، پھر جب فارغ ہوتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] پڑھتے۔

[illegible] ح: ١٤٣١.

[illegible]: ١٤٤٦.

﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا.

١٧٤٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: كَانَ يُوتِرُ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا وَيَمُدُّ فِي الثَّالِثَةِ.

۱۷۴۲- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾، ﴿قُلْ يَآيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے' پھر جب فارغ ہوتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] پڑھتے اور تیسری دفعہ آواز کھینچتے (لمبی کرتے) تھے۔

١٧٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾

۱۷۴۳- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ پڑھتے تھے۔

خَالَفَهُمَا شَبَابَةُ فَرَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

(شعبہ کے شاگرد) شبابہ نے دونوں (ابوداود اور محمد) کی مخالفت کی ہے اور اس روایت کو شعبة عن قتادة عن زرارة بن أوفى عن عمران بن حصين کی سند سے ذکر کیا ہے۔

فائدہ: شبابہ نے صحابی کا نام عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے بجائے عمران بن حصین کہا ہے' لیکن امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ شبابہ کی غلطی ہے۔

١٧٤٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٧٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٤٧.

١٧٤٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٧٣٢.

١٧٤٤- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْتَرَ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾.

۱۷۴۴- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ کے ساتھ وتر پڑھا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ شَبَابَةَ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيثِ خَالَفَهُ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی راوی نے اس روایت میں شبابہ کی موافقت کی ہو۔ یحییٰ بن سعید نے شبابہ کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① یحییٰ اور شبابہ کا اختلاف متن کے الفاظ میں ہے۔ شبابہ نے اس روایت میں وتر کا ذکر کیا ہے جبکہ درحقیقت عمران بن حصین ؓ کی روایت ظہر کے بارے میں ہے نہ کہ وتر کے بارے میں جیسا کہ یحییٰ بن سعید نے آئندہ حدیث میں بیان کیا ہے۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ شبابہ کو دو وہم ہوئے ہیں: ایک یہ کہ انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کی روایت کو عمران بن حصین کی روایت قرار دیا ہے اور دوسرا یہ کہ عمران بن حصین کی روایت کو صحیح بیان کیا ہے۔ عمران بن حصین کی روایت وتر کے بارے میں نہیں بلکہ ظہر کے بارے میں ہے جیسا کہ یحییٰ بن سعید نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم. ② مؤلف ؒ اس روایت کو بار بار (۱۵ بار) سند کے معمولی اختلافات بیان کرنے کے لیے لائے ہیں۔ ان روایات کی اسانید کو بغور دیکھنے سے وہ اختلاف واضح ہو جاتا ہے' مثلاً: یہ روایت بعض راویوں نے ابی بن کعب ؓ سے' بعض نے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ سے اور بعض نے عمران بن حصین ؓ سے بیان کی ہے۔ وَقِسْ عَلٰى هٰذَا. متن میں بھی اختلاف ہے۔ آخری دو روایتوں میں صرف ایک وتر کا ذکر ہے جبکہ باقی تمام میں تین وتر کا۔ ③ بعض روایات میں تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] کہنے کے بعد [رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ] کا اضافہ بھی منقول ہے۔ دیکھیے: (سنن الدار قطني' الوتر' باب مايقرأ في ركعات الوتر والقنوت فيه' حديث: ۱۶۴۴)

١٧٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

۱۷۴۵- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ (آپ کے پیچھے) ایک آدمی نے سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ

١٧٤٤_[صحيح] انظر الحديث السابق: ١٧٣٢.

١٧٤٥_[صحيح] تقدم، ح: ٩١٨.

قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: مَنْ قَرَأَ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾؟ قَالَ رَجُلٌ: أَنَا. قَالَ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَهُمْ خَالَجَنِيهَا.

الْأَعْلٰى﴾ (ہلکی آواز کے ساتھ) پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ کس نے پڑھی؟'' ایک آدمی نے کہا: میں نے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی شخص مجھے اشتباہ میں ڈال رہا ہے۔''

فائدہ: جہری نماز میں اثنائے قراءت امام کے پیچھے فاتحہ کے سوا قراءت کرنا منع ہے۔ سری نماز میں زائد قراءت کی جا سکتی ہے مگر وہ کسی کو سنائی نہ دے ورنہ شور ہو سکتا ہے' نیز ایک آدمی کے اونچا پڑھنے سے امام یا ساتھیوں کو خلجان واشتباہ ہو سکتا ہے اور دوسروں کو پریشان کرنا قطعاً جائز نہیں۔ قراءت کے علاوہ دیگر اوراد و تسبیحات بھی دوسروں کو سنائی نہیں دینی چاہییں' البتہ نمازی اکیلا ہو تو مناسب آواز سے پڑھ سکتا ہے۔ فرض ہوں یا نفل' نماز سری ہو یا جہری اور قراءت ہو یا تسبیحات واوراد۔ واللّٰہ أعلم۔

(المعجم ٥١) - بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٢٩)

باب:٥١- وتر میں دعائے قنوت

١٧٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ فِي الْقُنُوتِ: «اَللّٰهُمَّ! اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ».

١٧٤٦- حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کچھ کلمات سکھلائے جنھیں میں قنوت وتر میں پڑھا کرتا ہوں: [اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ...... تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ] ''اے اللہ! مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کو تو نے ہدایت دی۔ اور مجھے عافیت دے ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کو تو نے عافیت دی ہے۔ میرا ولی بن جا ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کا تو ولی بنا۔ اور میرے لیے ان چیزوں میں برکت فرما جو تو نے عطا فرمائیں۔ اور مجھے اس فیصلے کے شر سے بچا جو تو نے فرما رکھا ہے۔ یقیناً

١٧٤٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب القنوت في الوتر، ح: ١٤٢٥، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في القنوت في الوتر، ح: ٤٦٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٤٢، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، والنووي في الأذكار.

تو فیصلے کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور یقیناً وہ شخص ذلیل نہیں ہو سکتا جس کا تو ولی ہو۔ اے ہمارے رب! تو بڑا بابرکت اور بلند وبالا ہے۔"

١٧٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَلِيٍّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فِي الْوِتْرِ قَالَ: «قُلْ: اَللّٰهُمَّ! اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ».

۱۷۴۷- حضرت حسن بن علی ؓ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات وتر میں پڑھنے کے لیے سکھائے۔ فرمایا: کہہ [اَللّٰهُمَّ! اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ ...... وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ] اے اللہ! مجھے راہ راست پر چلا ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کو تو نے راہ راست پر چلایا اور رکھا۔ اور مجھے عافیت عطا فرما ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کو تو نے عافیت دی۔ اور میرا ولی ہو ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کا تو ولی ہوا۔ اور میرے لیے ان چیزوں میں برکت فرما جو تو نے عطا فرمائیں۔ اور مجھے اس فیصلے کے شر اور نقصان سے بچا جو تو نے فرمایا کیونکہ تو (جو چاہے) فیصلے فرماتا ہے لیکن تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور بلاشبہ وہ شخص ذلیل نہیں ہو سکتا جس کا تو ولی ہو۔ اے ہمارے رب! تو بابرکت اور بلند وبالا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نبی کریم حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں فرمائے۔"

فوائد ومسائل: ① یہ دو روایتیں ایک ہی حدیث ہیں، لہٰذا الفاظ کی کمی بیشی کا تدارک ایک دوسرے سے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اس روایت کی اور اسانید بھی ہیں جن میں کچھ مزید الفاظ بھی ہیں، لہٰذا ان میں سے جو الفاظ صحیح سند کے ساتھ مروی ہیں وہ بھی قبول کیے جائیں گے۔ ② مستدرک حاکم میں صراحت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یہ دعا پڑھوں۔ دیکھیے: (المستدرك للحاكم: ۳/۱۷۲) لیکن ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (أصل صفة صلاة

١٧٤٧_ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٤٣. * عبدالله بن علي لم يدرك الحسن بن علي كما في التهذيب: ٥/ ٢٨٤، وأخرج ابن خزيمة، ح: ١١٠٠ بإسناد صحيح عن أبي بن كعب: كان يقنت في قيام رمضان بأمر عمر رضي الله عنهما، ثم يصلي على النبي ﷺ . . . الخ

النبي ﷺ للألباني:۳/۹۷۱،۹۷۲) اس روایت کی بنیاد پر بعض علماء قنوتِ وتر کو رکوع کے بعد پڑھنا راجح سمجھتے ہیں جبکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ روایت میں صراحت ہے کہ آپ نے صرف قنوتِ نازلہ رکوع کے بعد پڑھی ہے اور قنوتِ وتر قبل از رکوع' اس لیے دوسروں کے نزدیک قنوت وتر کا رکوع سے پہلے پڑھنا راجح ہے۔ یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ دیکھیے:(صحیح البخاري' الوتر' حدیث:۱۰۰۲' وصحیح مسلم' المساجد' حدیث:۶۷۷) ③ دعائے قنوت میں نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوبُ إِلَيْكَ کے الفاظ بھی مشہور ہیں' لیکن یہ الفاظ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ملتے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:(القول المقبول فی شرح و تعلیق صلاۃ الرسول' حدیث:۵۸۶) اس لیے ان کا پڑھنا صحیح نہیں۔ یہ الفاظ صرف ''حصن حصین'' میں ہیں جو حدیث کی کتاب نہیں ہے۔④ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ کے الفاظ کے علاوہ باقی تمام الفاظ اوپر والی روایت (۱۷۴۶) میں بھی موجود ہیں جو کہ سنداً صحیح ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ کے الفاظ مرفوعاً ضعیف ہیں' البتہ ابی بن کعب ؓ سے موقوفاً قنوت وتر میں ان کا پڑھنا صحیح سند سے ثابت ہے۔(صحیح ابن خزیمة' حدیث:۱۱۰۰) نیز دوسرے صحابیِ رسول ابوحلیمہ انصاری ؓ سے بھی موقوفاً ان کا ثبوت ملتا ہے۔(فضل الصلاة علی النبي ﷺ' رقم:۱۰۷) لہٰذا ان الفاظ کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:(صفة صلاة النبي ﷺ للألباني' ص:۱۸۰)

۱۷٤۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَهِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ وِتْرِهِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ».

۱۷۴۸-حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی وتر نماز کے آخر میں یہ الفاظ پڑھتے تھے:[اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ...... أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ] ''اے اللہ! میں تیرے غصے سے بچنے کے لیے تیری رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری سزا سے بچنے کے لیے تیری معافی اور عافیت کی پناہ چاہتا ہوں اور میں تجھ سے ڈرتے ہوئے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری مکمل تعریف نہیں کر سکتا۔ تو اسی طرح ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

۱۷٤۸ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب القنوت في الوتر، ح:۱٤۲۷، والترمذي، الدعوات، باب في دعاء الوتر، ح:۳٥٦٦ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح:۱٤٤٤، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ۱/ ۳۰٦، ووافقه الذهبي.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ اس دعا کا مقام کیا ہے؟ تشہد کے آخر میں یا سلام کے بعد۔ مؤخر الذکر مفہوم زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک روایت میں آپ سے یہ الفاظ بستر پر لیٹتے وقت پڑھنے بھی منقول ہیں۔ پیچھے حدیث نمبر ۱۱۰۱ میں یہ الفاظ تہجد کے سجدے کے دوران میں بھی آپ سے پڑھنے منقول ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس دعا کو قنوت وتر میں سمجھتے ہیں۔ [آخِرِ وِتْرِہٖ] کے یہ معنی بھی ممکن ہیں۔ لیکن ابن قیم رحمہ اللہ کی تحقیق میں في آخِرِ وِتْرِہ سے مراد سلام کے بعد ان کلمات کا پڑھنا ہے۔ ان کے بقول سنن نسائی کی ایک روایت میں نماز سے فراغت کی تصریح ملتی ہے۔ دیکھیے: (زادالمعاد: ۱/۳۳۶) ② قنوت وتر سارا سال ہی جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس موضوع سے متعلقہ عام روایات میں دعائے وتر کا ذکر نہیں ملتا۔ اگر آپ سے اس دعا کے پڑھنے کا بدستور ثبوت ملتا ہوتا تو یقیناً منقول بھی ہوتا' اس سے پتا چلتا ہے کہ دعائے وتر کبھی رہ جائے یا اسے چھوڑ بھی دیا جائے تو جائز ہے سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں کیونکہ اس دعا کی حیثیت وجوب کی نہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے قنوت وتر کا ثبوت کبھی کبھار ملتا ہے۔ تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (أصل صفة صلاة النبي ﷺ: ۳/۹۶۸)

(المعجم ٥٢) - تَرْكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٧٣٠)

باب: ۵۲- قنوتِ وتر میں ہاتھ نہ اٹھانا

١٧٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ. قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِثَابِتٍ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ! قُلْتُ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ!

۱۷۴۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ استسقاء (بارش کی دعا) کے علاوہ کسی بھی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ (راویٔ حدیث) شعبہ نے کہا کہ میں نے (اپنے استاد) ثابت (بنانی) سے کہا: کیا آپ نے یہ روایت خود حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: سُبْحَانَ اللّٰہ! میں نے پھر کہا: آپ نے ان سے سنی ہے؟ انھوں نے پھر کہا: سُبْحَانَ اللّٰہ! (یعنی کیا بغیر سنے بیان کر رہا ہوں؟)

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ اس حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی اور دعا میں اتنے بلند ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جتنے استسقاء میں اٹھاتے تھے۔ اس میں آپ نے

١٧٤٩ـ أخرجه مسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، ح: ٨٩٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٣٦، وقال النسائي: "خالفه وهب بن جرير".

ہاتھ سر سے بھی اونچے کر لیے تھے جبکہ عام دعا میں ہاتھ سینے کے برابر ہوتے ہیں۔ احادیث میں آپ کا عام دعاؤں میں بھی ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔ ④ قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانا نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں' اس لیے افضل اور اولیٰ یہی ہے کہ قنوت وتر بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع سے قبل کی جائے جیسا کہ سنن نسائی کی حدیث (۱۷۰۰) میں ہے' تاہم بعض علماء بعض آثار کے پیش نظر اور قنوت نازلہ پر قیاس کرتے ہوئے قنوت وتر میں بھی ہاتھ اٹھانے کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ قنوت نازلہ میں نبی اکرم ﷺ سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ثابت ہیں۔ واللہ أعلم.

⑤ یہاں ہاتھ اٹھانے سے مراد دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ہے نہ کہ معروف رفع الیدین جو نماز کے شروع میں کیا جاتا ہے' مگر احناف اسی رفع الیدین کے قائل ہیں۔ اور قنوت وتر میں عملاً رفع الیدین کرتے بھی ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ احناف رکوع جاتے اور اٹھتے وقت تو رفع الیدین کے قائل نہیں (بلکہ اس سے منع کرتے اور نماز کے سکون کے منافی خیال کرتے ہیں) حالانکہ وہ صحیح ترین کثیر احادیث سے ثابت ہے اور وتر کی دعا کے آغاز میں رفع الیدین کے قائل ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ کیا یہ رفع الیدین نماز کے سکون کے منافی نہیں؟

(المعجم ٥٣) - بَابُ قَدْرِ السَّجْدَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ (التحفة ٧٣١)

باب:۵۳-نماز وتر کے بعد سجدے کی مقدار؟

١٧٥٠- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ بِاللَّيْلِ سِوٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، وَيَسْجُدُ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً.

۱۷۵۰-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک رات میں' فجر کی دو سنتوں کے علاوہ' گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے اور آپ اتنا لمبا سجدہ کرتے تھے کہ تم میں سے ایک شخص پچاس آیات پڑھ سکتا تھا۔

فائدہ: حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ یہ سجدہ وتر سے فراغت کے بعد ہوتا تھا جیسا کہ مصنف ؒ نے سمجھا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ رات کی نماز میں کیے جانے والے سجدوں کی طوالت کا ذکر ہے۔ صحیح بخاری میں یہ

١٧٥٠ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب طول السجود في قيام الليل، ح: ١١٢٣، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٦ من حديث الزهري به مطولاً ومختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٤٥.

روایت تفصیل سے آئی ہے۔ اس میں یہ وضاحت ہے کہ یہ قیام اللیل کے سجدوں کی بات ہے نہ کہ وتر کے بعد کی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: [كَانَ يُصَلِّي إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، كَانَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ، يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَّرْفَعَ رَأْسَهُ......] "نبی اکرم ﷺ (رات کے وقت) گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ آپ کی (رات کی) نماز یہی تھی۔ آپ اس نماز میں سجدہ اتنا (طویل) کرتے کہ آپ کے سر مبارک اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی پچاس آیات پڑھ لے۔" (صحیح البخاري، التهجد، حدیث: ۱۱۲۳) اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر [بَابُ طُولِ السُّجُودِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ] کے نام سے عنوان قائم کیا ہے۔

(المعجم ٥٤) - اَلتَّسْبِيحُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوِتْرِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُفْيَانَ فِيهِ (التحفة ٧٣٢)

باب:۵۴- وتر سے فارغ ہونے کے بعد تسبیح اور اس حدیث میں سفیان پر اختلاف کا ذکر

١٧٥١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَيَقُولُ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

۱۷۵۱- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ وتر کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾' ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ بلند آواز سے [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] پڑھتے تھے۔

١٧٥٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ

۱۷۵۲- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾' ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کے ساتھ وتر پڑھتے تھے اور سلام کے بعد

١٧٥١_[صحيح] تقدم، ح: ١٧٣٢، ١٧٣٣.

١٧٥٢_[صحيح] انظر الحديث السابق.

أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَيَقُولُ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

تین دفعہ بلند آواز سے [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] فرماتے تھے۔

خَالَفَهُمَا أَبُو نُعَيْمٍ فَرَوَاهُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدٍ.

ابونعیم نے ان دونوں (قاسم اور محمد بن عبید) کی مخالفت کی ہے اور اس روایت کو عن سفیان عن زبید عن ذر عن سعید کی سند سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں احادیث (۱۷۵۱ اور ۱۷۵۲) میں سفیان ثوری کے شاگرد بالترتیب قاسم اور محمد بن عبید ہیں۔ ان دونوں نے زبید اور سعید کے درمیان ذرّ کا واسطہ ذکر نہیں کیا، مگر آئندہ حدیث میں ابونعیم نے یہ واسطہ ذکر کیا ہے۔ ابونعیم بھی سفیان کے شاگرد ہیں۔

۱۷۵۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

۱۷۵۳- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ وتروں میں سورۂ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾، سورۂ ﴿قُلْ يَاۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور سورۂ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے، پھر جب سلام پھیرنے کے بعد اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو تین دفعہ بلند آواز سے [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] پڑھتے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو نُعَيْمٍ أَثْبَتُ عِنْدَنَا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ وَمِنْ قَاسِمِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَثْبَتُ أَصْحَابِ سُفْيَانَ عِنْدَنَا - وَاللهُ أَعْلَمُ - يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، ثُمَّ

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ابونعیم، محمد بن عبید اور امام قاسم بن یزید سے زیادہ ثقہ اور معتبر ہیں۔ ہمارے نزدیک سفیان ثوری کے شاگرد اس حدیث میں ثقاہت کے لحاظ سے یہ

۱۷۵۳- [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، ثُمَّ وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، ثُمَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثُمَّ أَبُو نُعَيْمٍ، ثُمَّ الْأَسْوَدُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ.

ترتیب رکھتے ہیں۔ یحییٰ بن سعید قطان' عبداللہ بن مبارک' وکیع بن جراح' عبدالرحمٰن بن مہدی' ابونعیم اور اسود۔ واللہ أعلم.

وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ زُبَيْدٍ فَقَالَ: يَمُدُّ صَوْتَهُ فِي الثَّالِثَةِ وَيَرْفَعُ.

جریر بن حازم نے بھی اس حدیث کو زبید سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے یوں کہا ہے: تیسری دفعہ آپ ﷺ نے اپنی آواز کو لمبا بھی کیا اور بلند بھی۔

١٧٥٤- أَخْبَرَنَا حَرَمِيُّ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ: سَمِعْتُ زُبَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَمُدُّ صَوْتَهُ فِي الثَّالِثَةِ ثُمَّ يَرْفَعُ.

۱۷۵۴- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾' ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔ اور جب سلام پھیرتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] فرماتے اور تیسری دفعہ اپنی آواز کو کھینچتے تھے اور مزید بلند فرماتے تھے۔

١٧٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ

۱۷۵۵- حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾' ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور جب فارغ ہوتے تو [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] کہتے۔ (قتادہ کے شاگرد) ہشام نے اس روایت کو مُرسَل بیان کیا ہے

١٧٥٤- [صحيح] تقدم، ح: ١٧٥١ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٤٨.

١٧٥٥- [صحيح] تقدم، ح: ١٧٥١، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧.

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ». أَرْسَلَهُ هِشَامٌ.

(یعنی براہ راست رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اس میں صحابی عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کا ذکر نہیں کیا۔)

۱۷۵۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوتِرُ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۱۷۵۶- حضرت سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ وتر (میں یہ تین سورتیں) پڑھتے تھے...... پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

فائدہ: امام نسائی ؒ نے سندوں کا اختلاف ظاہر کرنے کے لیے اس حدیث کو چھ دفعہ ذکر کیا جس کی تفصیل سندیں دیکھ کر ہی معلوم ہو سکتی ہے، مثلاً: آخری سند میں صحابی کا واسطہ نہیں جبکہ باقی سندوں میں صحابی کا واسطہ ہے، وغیرہ۔

(المعجم ٥٥) - بَابُ إِبَاحَةِ الصَّلَاةِ بَيْنَ الْوِتْرِ وَبَيْنَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ٧٣٣)

باب: ۵۵- وتر اور فجر کی سنتوں کے درمیان اور نماز بھی جائز ہے

۱۷۵۷- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ الصُّورِيَّ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، تِسْعَ رَكَعَاتٍ قَائِمًا يُوتِرُ فِيهَا وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا، فَإِذَا أَرَادَ

۱۷۵۷- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ کل تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ نو رکعتیں کھڑے ہو کر جن میں ایک رکعت وتر ہوتی تھی۔ دو رکعتیں بیٹھ کر۔ جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو جاتے اور رکوع اور سجدے کرتے۔ ایسا آپ وتر کے بعد کرتے تھے، پھر جب صبح کی اذان سنتے تو اٹھتے اور دو ہلکی رکعتیں پڑھتے۔

۱۷۵٦ـ [صحيح] انظر، ح: ۱۷۵۱ والتي بعده.

۱۷۵۷ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ۷۳۸/ ۱۲٦ من حديث معاوية بن سلام به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱٤٤۹، وأخرجه البخاري، ح: ٦۱۹ من حديث يحيى بن أبي كثير به مختصرًا جدًا.

أَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ وَسَجَدَ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ بَعْدَ الْوِتْرِ، فَإِذَا سَمِعَ نِدَاءَ الصُّبْحِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

فائدہ: وتر کے بعد دو رکعات کا مسئلہ پیچھے گزر چکا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۶۵۲۔

(المعجم ٥٦) - اَلْمُحَافَظَةُ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (التحفة ٧٣٤)

باب: ۵۶-نمازِ فجر سے قبل دو رکعت سنت پر پابندی کرنا

١٧٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. خَالَفَهُ عَامَّةُ أَصْحَابِ شُعْبَةَ مِمَّنْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ فَلَمْ يَذْكُرُوا مَسْرُوقًا.

۱۷۵۸-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر سے قبل چار رکعت (سنت مؤکدہ) اور فجر سے قبل دو رکعت سنت نہیں چھوڑتے تھے۔

یہ حدیث بیان کرنے والے شعبہ کے دوسرے شاگردوں نے عثمان بن عمر کی مخالفت کی ہے' یعنی انھوں نے (محمد بن منتشر اور حضرت عائشہ ؓ کے درمیان) مسروق کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: امام ابوجعفر طبری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا اکثر عمل ظہر سے پہلے چار رکعت کا تھا۔ کبھی کبھار آپ دو رکعت بھی پڑھ لیتے تھے۔ مزید دیکھیے: (فتح الباري' تحت شرح الحديث: ۱۱۸۲)

١٧٥٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۱۷۵۹-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت (سنت) نہیں چھوڑتے تھے۔

١٧٥٨ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٥٠، وانظر الحديث الآتي، وقال النسائي: "هذا الحديث لم يتابعه أحد علٰى قوله عن مسروق".

١٧٥٩ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب الركعتين قبل الظهر، ح: ١١٨٢ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٥١. ✱ إبراهيم هو ابن محمد بن المنتشر.

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الصَّوَابُ عِنْدَنَا وَحَدِيثُ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ خَطَأٌ وَاللّٰهُ [تَعَالٰى] أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ روایت درست ہے اور عثمان بن عمر کی روایت غلط ہے۔ واللہ أعلم. (اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے کہ اس روایت میں مسروق کا ذکر درست نہیں۔)

فائدہ: اس اختلاف کی مزید تفصیل کے لیے فتح الباری: ۳/ ۵۹ حدیث: ۱۱۸۲ ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

۱۷۶۰- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

۱۷۶۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو سنتیں دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہیں۔“

فائدہ: دنیا فانی ہے اور آخرت کا ثواب باقی، لہٰذا ان کا کوئی مقابلہ ہی نہیں، یعنی فجر کی دو سنتوں کا ثواب اس بات سے بہتر ہے کہ اسے ساری دنیا دے دی جائے، لہٰذا انھیں سفر میں بھی نہ چھوڑا جائے۔

(المعجم ۵۷) - بَابُ وَقْتِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ۷۳۵)

باب: ۵۷- فجر کی دو سنتوں کا (مسنون) وقت

۱۷۶۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

۱۷۶۱- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب صبح کی اذان ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرض نماز کے لیے جانے سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۷۶۰۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر ... الخ، ح: ۷۲۵ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱٤٥۲.

۱۷۶۱۔ [صحيح] تقدم، ح: ٥۸٤.

قَبْلَ أَنْ يَقُومَ إِلَى الصَّلَاةِ.

فائدہ: اصل وقت یہی ہے البتہ اگر کسی وجہ سے رہ جائیں تو فرض نماز پڑھنے کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

۱۷۶۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

۱۷۶۲- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ جب فجر اچھی طرح روشن ہو جاتی تو نبی ﷺ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ٥٨) - اَلْاِضْطِجَاعُ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ (التحفة ٧٣٦)

باب: ۵۸- فجر کی دو سنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا

۱۷۶۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بَعْدَ أَنْ يَتَبَيَّنَ الْفَجْرُ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

۱۷۶۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مؤذن فجر کی نماز کی اذان سے فارغ ہوتا تو فجر واضح اور روشن ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ اٹھتے اور فجر کی فرض نماز سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے، پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹنا نبی ﷺ کا معمول تھا۔ اسے بڑھاپے کی وجہ سے محض آرام کر لینا' قرار نہیں دیا جا سکتا جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل حدیث: ۱۲۷۱ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔

۱۷٦۲ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

۱۷٦۳ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب من انتظر الإقامة، ح: ٦٢٦ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح: ٧٣٦/ ١٢٢ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٥٥.

(المعجم ٥٩) - بَابُ ذَمِّ مَنْ تَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ (التحفة ٧٣٧)

باب:۵۹- جو شخص قیام اللیل (جس کی اسے عادت تھی) چھوڑ دے اس کی مذمت

١٧٦٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ».

۱۷۶۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تو فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو پہلے رات کو (نفل) نماز پڑھا کرتا تھا' پھر اس نے اسے چھوڑ دیا۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ساری ساری رات قیام کرتے تھے۔ اس میں خطرہ تھا کہ جسم کمزور ہو جائے گا اور وہ سرے سے عبادت خصوصاً رات کی نماز کے قابل نہ رہے گا' اس لیے فرمایا کہ رات کو سونے کے بعد کچھ دیر کے لیے تہجد پڑھا کرو تاکہ جسم کمزور نہ پڑے۔ اس طرح رات کا قیام جاری رہے گا اور ترک کی نوبت نہ آئے گی۔ نیکی شروع کر کے پھر چھوڑ دینا ناپسندیدہ بات ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ نفل نیکی تھوڑی مقدار میں کی جائے جس پر پابندی اور ہمیشگی آسان ہو۔ ② لوگوں کو کسی عیب یا کمزوری سے بچنے کا درس دینے کے لیے کسی معین شخص کا ذکر نہ کیا جائے جس میں وہ عیب پایا جاتا ہو۔ ③ نیکی کے کام کو چھوڑ دینا مناسب نہیں' اگرچہ وہ وجوب کا درجہ نہ بھی رکھتا ہو۔

١٧٦٥- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

۱۷۶۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کا قیام (نفل نماز) پڑھا کرتا تھا' پھر اس نے قیام اللیل چھوڑ دیا۔''

١٧٦٤- أخرجه البخاري، التهجد، باب ما يكره من ترك قيام الليل لمن كان يقومه، ح: ١١٥٢ من حديث عبدالله ابن المبارك، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، ... الخ، ح: ١١٥٩/ ١٨٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

١٧٦٥- أخرجه مسلم، ح: ١١٥٩/ ١٨٥ من حديث الأوزاعي به (انظر الحديث السابق).

ﷺ: «لَا تَكُنْ يَا عَبْدَ اللهِ! مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ».

(المعجم ٦٠) - **بَابُ وَقْتِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَذِكْرِ الْاخْتِلَافِ عَلٰى نَافِعٍ** (التحفة ٧٣٨)

باب:٦٠- فجر کی دو رکعت (سنت) کا (مسنون) وقت اور اس روایت میں نافع سے اختلاف

١٧٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

١٧٦٦- حضرت حفصہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فجر کی دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

١٧٦٧- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ.

١٧٦٧- حضرت حفصہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: كِلَا الْحَدِيثَيْنِ عِنْدَنَا خَطَأٌ، وَاللّٰهُ [تَعَالٰى] أَعْلَمُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ دونوں روایتیں غلط ہیں۔ واللہ أعلم.

١٧٦٦- أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان بعد الفجر، ح: ٦١٨ من حديث مالك عن نافع به، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر، ح: ٧٢٣/ ٨٧ من حديث نافع به.

١٧٦٧- [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

فائدہ: دونوں روایتوں سے مراد روایت ١٧٦٦ اور ١٧٦٧ ہیں۔ پہلی روایت میں غلطی یہ ہے کہ نافع اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے درمیان صفیہ کی بجائے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا واسطہ چاہیے جیسا کہ روایت نمبر ١٧٦٧ اور مابعد روایات میں ہے' یعنی نافع کے شاگردان میں سے صرف عبدالحمید بن جعفر' نافع عن صفية عن حفصة کے طریق سے روایت کرتا ہے۔ باقی تمام تلامذہ' جن کی تعداد تقریباً نو ہے' یہ سب نافع اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ابن عمر رضی اللہ عنہ کا واسطہ ذکر کرتے ہیں' ہاں عن صفية عن حفصة کے بیان میں حضرت سالم بن عبداللہ نافع کی متابعت کرتے ہیں۔ واللہ أعلم. (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي:١٨/١٥٣) اور دوسری روایت:١٧٦٧ میں غلطی یہ ہے کہ اس میں اوزاعی کے شاگرد شعیب کے بجائے یحییٰ (بن حمزہ) درست ہیں جیسا کہ آئندہ روایت میں مذکور ہے۔ واللہ أعلم. تاہم جہاں تک مسئلے کا تعلق ہے' وہ صحیح ہے۔

١٧٦٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْكَعُ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالصَّلَاةِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

١٧٦٨- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی اذان اور نماز کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔''

١٧٦٩- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - يَعْنِي ابْنَ حَمْزَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ. قَالَ هُوَ وَنَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

١٧٦٩- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اذان اور اقامت کے درمیان فجر کی دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

١٧٧٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

١٧٧٠- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی

١٧٦٨- [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

١٧٦٩- [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

١٧٧٠- [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ حَفْصَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ.

رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۷۷۱- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ: إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ.

۱۷۷۱- حضرت حفصہ ؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ صبح (کی نماز) سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۷۷۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالْحَكَمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْفُرَاتِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ.

۱۷۷۲- حضرت حفصہ ؓ بتاتی ہیں کہ جب صبح کی نماز کی اذان ہوتی تو رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۷۷۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا

۱۷۷۳- ام المومنین حضرت حفصہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ جب مؤذن (اذان کہہ کر) خاموش ہوتا تو رسول اللہ ﷺ دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۷۷۱- [صحيح] تقدم، ح: ۵۸٤.

۱۷۷۲- [صحيح] تقدم، ح: ۵۸٤.

۱۷۷۳- [صحيح] تقدم، ح: ۵۸٤.

أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

١٧٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ.

۱۷۷۴- مومنوں کی ماں حضرت حفصہ ﷞ نے بتلایا: جب مؤذن صبح کی اذان کہہ کر خاموش ہوتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کی اقامت سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

١٧٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُخْتِي حَفْصَةُ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْفَجْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۱۷۷۵- حضرت عبداللہ بن عمر ﷟ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری بہن حضرت حفصہ ﷞ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ فجر کی نماز سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

١٧٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ ابْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ.

۱۷۷۶- حضرت حفصہ ﷞ سے روایت ہے کہ جب فجر طلوع ہوتی تو رسول اللہ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

١٧٧٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۱۷۷۷- حضرت حفصہ ﷞ سے منقول ہے کہ

١٧٧٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٥٤.
١٧٧٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.
١٧٧٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.
١٧٧٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.

الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

جب فجر طلوع ہوتی تو رسول اللہ ﷺ صرف دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: فجر طلوع ہونے کے بعد عام نوافل سورج بلند ہونے تک منع ہیں۔ صرف صبح کی دو سنتیں ہی مشروع ہیں۔ فرض نماز سے قبل' وہ اگر رہ جائیں تو نماز کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہیں اور کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

۱۷۷۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۷۷۸- حضرت حفصہ ؓ سے مروی ہے کہ جب صبح کی نماز کی اذان ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرض نماز کو جانے سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

وَرَوٰى سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ.

یہ روایت حضرت سالم نے بھی (حضرت نافع کے بجائے) ابن عمر عن حفصة کی سند سے بیان کی ہے۔

فائدہ: اب تک یہ روایت حضرت نافع کے واسطے سے ذکر کی گئی ہے' لیکن یہ روایت حضرت نافع کے ساتھی حضرت سالم بھی اسی سند سے بیان کرتے ہیں اب ان کی روایت ذکر کی جا رہی ہے۔

۱۷۷۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ.

۱۷۷۹- حضرت حفصہ ؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ (فعل) فجر طلوع ہونے کے بعد ہوتا تھا۔ (یعنی دو رکعتوں کی ادائیگی۔)

۱۷۷۸- [صحیح] تقدم، ح: ۵۸٤.

۱۷۷۹- [صحیح] تقدم، ح: ۵۸٤.

۱۷۸۰- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

۱۷۸۰- حضرت حفصہ ؓ نے بتایا کہ جب فجر روشن ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت حفصہ ؓ کی روایت کا یہ صبر آزما تکرار (۱۵ دفعہ) سند کے کچھ اختلافات ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ محدثین کے لیے یہ چیز بہت اہم اور معلومات افزا ہوتی ہے اگرچہ عام آدمی اسے بے فائدہ سمجھتا ہے۔ سند کے اختلافات سندیں دیکھ کر معلوم ہو سکتے ہیں۔ یاد رہے اس اختلاف سے حدیث کی حیثیت مجروح نہیں ہوتی کیونکہ حدیث صحیح سند سے محفوظ ہوتی ہے۔ تکرار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بعض دوسرے ضعیف راویوں نے سند کے بیان میں جو غلطیاں کی ہیں وہ واضح ہو جائیں۔ ان کی غلطی سے اصل اور صحیح سند مجروح نہیں ہوتی، لہٰذا عوام الناس کو یہ اختلاف دیکھ کر پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ ہر تکرار میں یہ چیز مدنظر رہے۔ ② یہ باب اور مسئلہ چند ابواب قبل گزر چکا ہے۔ یہاں دوبارہ اس باب کا ذکر صرف مذکورہ حدیث کی سند کا اختلاف ظاہر کرنے کے لیے ہے۔

۱۷۸۱- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو عَنْ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوسَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ.

۱۷۸۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: تہجد کی لمبی لمبی رکعتوں کے بعد تو یہ رکعتیں واقعتاً ہلکی ہی معلوم ہوتی ہیں۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ انھیں بھی سکون واطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر ہی پڑھتے تھے مگر آپ قراءت ہلکی کرتے تھے مثلاً: ﴿قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾۔

۱۷۸۲- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

۱۷۸۲- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے، انھوں

۱۷۸۰ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٨٤.
۱۷۸۱ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۷٥٧.
۱۷۸۲ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۷٥٧.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوتِرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ.

نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ پہلے آٹھ رکعات پڑھتے' پھر وتر (ایک رکعت) پڑھتے' پھر بیٹھ کر دو پڑھتے لیکن جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو کر رکوع فرماتے۔ اور دو رکعتیں صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان پڑھتے تھے۔

١٧٨٣ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَثَّامُ ابْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا.

١٧٨٣- حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب صبح کی اذان سنتے تو فجر کی دو سنتیں پڑھتے اور انھیں ہلکا پڑھتے تھے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

فائدہ: امام نسائی ؒ کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس ؓ سے درست نہیں بلکہ یہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ ؓ سے مروی ہے چونکہ اس کی سند میں حبیب بن ابی ثابت مدلس ہیں اور مذکورہ روایت عن سے بیان کرتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ قوی اندیشہ ہے کہ سند میں کوئی گڑ بڑ ہوئی ہے۔ یا اس سند کے ساتھ حضرت ابن عباس ؓ سے یہ حدیث نہیں آتی' کوئی اور آتی ہے۔ (دونوں توجیہات کے فرق کو غور سے سمجھا جائے۔)

١٧٨٤ - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

١٧٨٤- حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے

١٧٨٣ـ [صحيح] وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٧٢٣/ ٨٧ وغيره.

١٧٨٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٩ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٠٥، وصححه الحافظ ابن حجر في الإصابة.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ: أَنَّ شُرَيْحًا الْحَضْرَمِيَّ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَتَوَسَّدُ الْقُرْآنَ».

کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت شریح حضرمی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ قرآن کو سرہانہ نہیں بناتا۔''

فوائد و مسائل: ① یہ الفاظ مدح بھی بن سکتے ہیں اور مذمت بھی۔ مدح اس طرح کہ وہ قرآن کی توہین نہیں کرتا کہ اسے سرہانے کی طرح نیچے پھینک دے یا اس پر سر رکھ لے بلکہ وہ اس کی تعظیم و توقیر کرتا ہے۔ اور مذمت اس طرح کہ وہ قرآن کو سرہانے کی طرح لازم نہیں پکڑتا، یعنی پابندی اور ہمیشگی سے اس کی دلجمعی سے تلاوت نہیں کرتا۔ ② [لَا يَتَوَسَّدُ الْقُرْآنَ] کا ایک ترجمہ یہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن اس کے ساتھ سرہانہ نہیں بنتا۔ (اس صورت میں قرآن فاعل ہوگا) اس معنی کو بھی تعریف اور مذمت دونوں پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ تعریف اور مدح اس طرح کہ قرآن حفظ کرنے کے بعد وہ سویا نہیں رہتا کہ قرآن سرہانہ، یعنی نیند کا ذریعہ بن جائے بلکہ وہ قرآن کے ساتھ جاگتا ہے، یعنی اسے پڑھتا ہے اور اسے یاد رکھتا ہے۔ اور مذمت اس طرح کہ اسے قرآن حفظ نہیں اور وہ اسے پڑھتا نہیں کہ جب وہ سوئے تو سرہانے کی طرح قرآن بھی اس کے ساتھ ہو۔ ③ اس روایت کا باب، یعنی فجر کی سنتوں کے وقت سے کوئی تعلق نہیں، البتہ رات کی نماز سے تعلق ہے کہ وہ قابل تعریف چیز ہے اور رات کی نماز سے سوئے رہنا قابل مذمت ہے۔ رات کی نماز تمام گزشتہ نیک لوگوں کا دستور اور معمول رہا ہے۔

(المعجم ٦١) - بَابُ مَنْ كَانَ لَهُ صَلَاةٌ بِاللَّيْلِ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا النَّوْمُ (التحفة ٧٣٩)

باب:۶۱- جو آدمی رات کو تہجد پڑھتا ہو، کبھی اس پر نیند غالب آجائے اور وہ نہ پڑھ سکے تو؟

١٧٨٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ عِنْدَهُ رِضًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ

۱۷۸۵- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ انھیں ان کے نزدیک پسندیدہ شخص نے بتایا کہ ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو رات کو نفل نماز پڑھنے کی عادت ہو،

١٧٨٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب من نوى القيام فنام، ح: ١٣١٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١١٧، والكبرى، ح: ١٤٥٧. * قوله: "عن رجل عنده رضاً" يعني الأسود بن يزيد، انظر الحديث الآتي.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنِ امْرِئٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ».

پھر کسی دن اس پر نیند غالب آ جائے (اور وہ نفل نماز نہ پڑھ سکے) تو اللہ تعالیٰ (اس دن بھی) اس (معمول کی) نماز کا اجر اس کے لیے لکھ دیتا ہے اور اس کی نینداس کے لیے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) صدقہ بن جاتی ہے۔"

فائدہ: سند میں مذکور "پسندیدہ شخص" حضرت اسود بن یزید ہیں۔ آئندہ حدیث کی سند میں اس کی صراحت ہے۔

(المعجم ٦٢) - اِسْمُ الرَّجُلِ الرِّضٰى (التحفة ٧٤٠)

باب:٦٢- پسندیدہ شخص کا نام

١٧٨٦- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ صَلَاةٌ صَلَّاهَا مِنَ اللَّيْلِ فَنَامَ عَنْهَا كَانَ ذٰلِكَ صَدَقَةً تَصَدَّقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ وَكَتَبَ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ».

١٧٨٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس آدمی کی کوئی مقرر شدہ نماز ہو جسے وہ لازماً رات کو پڑھتا ہو لیکن کسی دن (اتفاقاً) وہ سویا رہا (اور اسے نہ پڑھ سکا) تو نینداس کے لیے صدقہ ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے اس پر کیا ہے اور وہ اس کے لیے اس کی (مقررہ) نماز کا ثواب لکھے گا۔"

فائدہ: سابقہ حدیث کی سند میں حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عائشہ ؓ کے درمیان ایک شخص کا واسطہ تھا جس کا نام ذکر کرنے کے بجائے صرف "پسندیدہ شخص" کہا گیا' مذکورہ حدیث میں اس کا نام مذکور ہے' اور وہ ہے اسود بن یزید' لہٰذا یہ عنوان قائم کیا۔

١٧٨٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ

١٧٨٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر اسی طرح بیان کیا جیسے پہلے بیان ہوا ہے۔

١٧٨٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:١٤٥٨.

١٧٨٧ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

اللهِ ﷺ قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابوجعفر رازی ہے جو علم حدیث میں قوی اور معتبر نہیں۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ گویا ابوجعفر راوی کے واسطے سے منقول اس طریق کی تضعیف فرما رہے ہیں' لیکن اس سے صحت حدیث متاثر نہیں ہوتی کیونکہ اس کے شواہد ملتے ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٣) - بَابُ مَنْ أَتٰى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي الْقِيَامَ فَنَامَ (التحفة ٧٤١)

باب:۶۳- جو آدمی سوتے وقت قیام اللیل کی نیت رکھتا ہو مگر وہ (گہری نیند) سویا رہا

١٧٨٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتٰى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي أَنْ يَقُومَ، يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ حَتّٰى أَصْبَحَ، كُتِبَ لَهُ مَا نَوٰى وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ». خَالَفَهُ سُفْيَانُ.

۱۷۸۸- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اسے نبی ﷺ تک پہنچاتے تھے' آپ نے فرمایا: ''جو آدمی بستر پر لیٹتے وقت نیت رکھتا ہو کہ رات کو (نماز تہجد کے لیے) اٹھے گا لیکن اسے گہری نیند آ گئی اور وہ صبح تک سویا رہا تو اس کے لیے اس نماز کا ثواب لکھا جائے گا جس کی اس نے نیت کی اور اس کی نینداس کے رب عزوجل کی طرف سے اس پر نوازش ہوگی۔''

سفیان نے اس روایت میں حبیب بن ابی ثابت کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: حبیب نے یہ روایت مرفوع (فرمانِ رسول اللہ ﷺ) بیان کی تھی جبکہ سفیان اسے موقوف (صحابی کا فرمان) بیان کرتے ہیں۔ دوسرے سفیان یہ روایت شک کے ساتھ بیان کرتے ہیں' نیز سنن نسائی کے تمام نسخوں میں عن أبي ذر و أبي الدرداء ہے یہ سند میں تصحیف ہے۔ درست بجائے واو کے او ہے' یعنی شک کے ساتھ' جیسا کہ السنن الكبرىٰ للنسائی میں ہے: (۱/۴۵۷) سنن کبریٰ میں سفیان ثوری کے ساتھ سفیان

١٧٨٨ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن نام عن حزبه، من الليل، ح: ١٣٤٤ عن هارون بن عبدالله الحمّال به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٥٩، وصححه الحاكم علٰى شرط الشيخين: ١/ ٣١١، ووافقه الذهبي. * سليمان هو الأعمش، وتلميذه هو الجعفي.

بن عیینہ بھی ہیں' گویا دونوں ہی حبیب بن ابی ثابت کی مذکورہ مخالفات میں شریک ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۱۸/۱۷۱، ۱۷۲) یہ وضاحت تو سندی اختلاف کی تھی۔ رہی صحت حدیث تو بلاشک متن حدیث قابل حجت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق یہ روایت موقوفاً أصح ہے' لیکن چونکہ اس میں راوی کے اجتہاد اور رائے کا دخل نہیں' اس لیے حکماً مرفوع ہے' نیز اس کے شواہد بھی ملتے ہیں۔ اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (إرواء الغليل للألباني' رقم الحديث: ۴۵۴)

١٧٨٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ مَوْقُوفًا.

۱۷۸۹- سفیان ثوری نے اس روایت کو حضرت ابوذر اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما کا اپنا قول (یعنی موقوف) بیان کیا ہے۔

(المعجم ٦٤) - بَابٌ: كَمْ يُصَلِّي مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ مَنَعَهُ وَجَعٌ (التحفة ٧٤٢)

باب: ۶۴- جو شخص رات کی معمول کی نماز سے سویا رہا یا کسی تکلیف کی وجہ سے نہ پڑھ سکا تو وہ دن کو کتنی رکعات پڑھے؟

١٧٩٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ مِنَ اللَّيْلِ مَنَعَهُ مِنْ ذٰلِكَ نَوْمٌ - غَلَبَتْهُ عَيْنُهُ - أَوْ وَجَعٌ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

۱۷۹۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نفل نماز نہ پڑھ سکتے' یعنی نیند یا تکلیف کا غلبہ ہو جاتا تو دن کو بارہ رکعات پڑھتے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ عموماً گیارہ رکعات پڑھتے تھے' لیکن جب کبھی مذکورہ وجوہات کی بنا پر رات کو یہ نماز نہ پڑھ سکتے تو دن کے وقت گیارہ کی بجائے ایک رکعت کا اضافہ فرما کر ان کو جفت بنا لیتے اور بارہ رکعات پڑھ لیتے۔ اگر گیارہ کی بجائے دس پڑھتے تو نوافل میں کمی رہ جاتی لیکن آپ نے کمی کو پسند نہیں فرمایا۔

١٧٨٩ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧٠، انظر الحديث السابق.

١٧٩٠ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض، ح: ٧٤٦/ ١٤٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٦١.

(المعجم ٦٥) - **بَابٌ: مَتٰى يَقْضِي مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ** (التحفة ٧٤٣)

باب: ۶۵- جو شخص رات کو اپنی مقررہ نفل نماز (تہجد) سے سویا رہا تو وہ کب اس کی ادائیگی کرے؟

١٧٩١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ وَعُبَيْدَ اللهِ أَخْبَرَاهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

۱۷۹۱- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو اپنی مقرر شدہ مکمل یا کچھ نماز سے سویا رہا (نہ پڑھ سکا) پھر وہ اسے فجر کی نماز (طلوع شمس) سے نماز ظہر تک پڑھ لے تو اس کا ثواب یوں لکھا جائے گا گویا اس نے رات کو پڑھی۔“

فائدہ: البتہ دو چیزیں ملحوظ رکھے۔ وقت نفل نماز کے لیے مکروہ نہ ہو اور طاق کی بجائے ایک رکعت زائد کر کے جفت پڑھے۔ یہ تب ہے جب رات کے نوافل کی ادائیگی کرنی ہو لیکن اگر صرف وتر کی ادائیگی ہی مقصود ہے تو طاق وتر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ أعلم.

١٧٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: [قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:] «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ» أَوْ قَالَ: «عَنْ جُزْئِهِ، مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلٰى صَلَاةِ الظُّهْرِ فَكَأَنَّمَا

۱۷۹۲- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو اپنی معمول کی مکمل یا کچھ نفل نماز سے سویا رہا، پھر اس نے اسے صبح کی نماز (کا وقت ختم ہونے اور مکروہ وقت گزرنے کے بعد) سے ظہر کی نماز تک پڑھ لیا تو یوں سمجھو اس نے رات ہی کو پڑھی۔“

١٧٩١ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٤٧ (انظر الحديث السابق) من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٦٢.

١٧٩٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٤٦٤.

قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

فائدہ: یعنی ثواب کے لحاظ سے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے، نیز معلوم ہوا کہ رات کو نماز (نفل) پڑھنے کا ثواب دن کو پڑھنے سے بہت زیادہ ہے علاوہ معذور شخص کے۔

١٧٩٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: مَنْ فَاتَهُ حِزْبُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَهُ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ إِلٰى صَلَاةِ الظُّهْرِ فَإِنَّهُ لَمْ يَفُتْهُ أَوْ كَأَنَّهُ أَدْرَكَهُ.

١٧٩٣- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص سے رات کی مقررہ (نفل) نماز رہ گئی اور اس نے زوال شمس سے لے کر ظہر کی نماز تک پڑھ لی تو یوں سمجھو کہ وہ نماز اس سے نہیں رہی بلکہ گویا اس نے بروقت پڑھ لی۔

رَوَاهُ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مَوْقُوفًا.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے حُمید نے اسے موقوف بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مقصود یہ ہے کہ آئندہ روایت میں یہی الفاظ حُمید کی طرف منسوب ہیں۔ حمید تابعی ہیں اور تابعی کے قول وفعل کو مقطوع کہا جاتا ہے، گویا یہاں موقوف سے مقطوع مراد ہے۔ ② ہمارے نسخے کے مطابق عبارت کا بظاہر وہی مفہوم ہے جو ذکر ہوا۔ ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: (١٨/١٧٨) کے نسخے میں حمید بن عبدالرحمٰن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، اگر یہ اضافہ درست ہے تو پھر موقوف اپنے اصطلاحی معنی میں مستعمل ہے۔ واللہ أعلم۔ ③ ضروری نہیں نماز ہی مراد ہو بلکہ قرآن مجید یا ذکر و درود بھی مراد ہو سکتا ہے اور اس کا حکم بھی یہی ہے۔ ④ اس روایت میں زوال شمس کا لفظ کسی راوی کی غلطی ہے، طلوع شمس چاہیے جیسے پہلی روایات میں ہے۔ ⑤ باب کے تحت ان تین روایات میں فرق یہ ہے کہ پہلی اور دوسری روایت رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہے اور آخری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اور آئندہ روایت صحابی کی بجائے تابعی (حمید) کی طرف منسوب ہے۔ پہلی کو مرفوع دوسری کو موقوف اور تیسری کو مقطوع کہتے ہیں۔

١٧٩٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

١٧٩٤- حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں

١٧٩٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٠٠، والكبرٰى، ح: ١٤٦٥.

١٧٩٤ـ [إسناده صحيح] مقطوع (يعني من قول التابعي)، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٦٦، (انظر الحديث المتقدم، ح: ١٧٩١).

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: مَنْ فَاتَهُ وِرْدُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَقْرَأْهُ فِي صَلَاةٍ قَبْلَ الظُّهْرِ فَإِنَّهَا تَعْدِلُ صَلَاةَ اللَّيْلِ.

کہ جس آدمی کا رات کا مقررہ ورد (ذکر' قرآن یا نماز) رہ جائے تو وہ اسے ظہر کی نماز سے پہلے کسی (نفل) نماز میں پڑھ لے تو یہ نماز بھی رات کی نماز کے برابر ہی متصور ہوگی۔

(المعجم ٦٦) - **ثَوَابُ مَنْ صَلَّى فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوبَةِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ فِيهِ لِخَبَرِ أُمِّ حَبِيبَةَ فِي ذٰلِكَ وَالْاخْتِلَافِ عَلَى عَطَاءٍ** (التحفة ٧٤٤)

باب: ٦٦ - جو آدمی دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنت) پڑھے' اسے کیا ثواب ملے گا؟ اور اس بارے میں حضرت ام حبیبہ ﷞ کی روایت نقل کرنے والوں کا اختلاف' نیز حضرت عطاء کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: حضرت عطاء نے اس روایت کو کہیں حضرت عائشہ ﷞ سے بیان فرمایا ہے اور کہیں حضرت ام حبیبہ ﷞ سے۔ کبھی اپنے اور ام حبیبہ کے درمیان واسطے کا ذکر مجہول کیا ہے اور کہیں نام لیا ہے۔ یہ اختلاف دراصل ان کے شاگردوں میں ہے۔ کسی نے ایک طرح بیان کیا کسی نے دوسری طرح۔

١٧٩٥ - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ ثَابَرَ عَلَى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ دَخَلَ الْجَنَّةَ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ

١٧٩٥- حضرت عائشہ ﷞ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات (سنت) پر پابندی کرے گا' وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ان کی ترتیب یوں ہے:) ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو' مغرب کے بعد دو' عشاء کے بعد دو اور فجر (کی نماز) سے پہلے دو۔''

١٧٩٥- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة . . . الخ، ح: ٤١٤، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في ثنتي عشرة ركعةً من السنة، ح: ١١٤٠ من حديث إسحاق بن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٦٧، وقال الترمذي: "غريب"، وله شواهد عند مسلم وغيره. * مغيرة بن زياد حسن الحديث، وثقه الجمهور.

الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ».

فائدہ: انھیں سنن مؤکدہ کہا جاتا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے انھیں پابندی سے پڑھا ہے۔ اگر کبھی کچھ رہ گئیں تو ان کی قضا دی ہے، لہٰذا ان میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔ سنت مؤکدہ کو بلاعذر چھوڑ دینا قابل ملامت ہے۔ عذر سے مراد سفر، مرض یا شدید مصروفیت وغیرہ ہے۔

١٧٩٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيٰى إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ ثَابَرَ [عَلَى] اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ».

۱۷۹۶- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بارہ رکعات پر پابندی اور ہمیشگی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ (ان کی ترتیب یوں ہے:) ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو، مغرب کی نماز کے بعد دو، عشاء کے بعد دو اور فجر کی نماز سے پہلے دو۔“

١٧٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَكَعَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمِهِ وَلَيْلَتِهِ سِوَى الْمَكْتُوبَةِ، بَنَى اللهُ لَهُ بِهَا بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۱۷۹۷- حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنت) پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔“

١٧٩٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ

۱۷۹۸- حضرت ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ میں

١٧٩٦- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.
١٧٩٧- [صحيح] وللحديث شواهد، انظر، ح: (١٨٠٢) يأتي بعد قليل، إن شاء الله تعالى.
١٧٩٨- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٤٦٨، وانظر الحديث السابق.

قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: بَلَغَنِي أَنَّكَ تَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، مَا بَلَغَكَ فِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ حَدَّثَتْ عَنْبَسَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَكَعَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ سِوَى الْمَكْتُوبَةِ بَنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

نے حضرت عطاء سے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ جمعے سے پہلے بارہ رکعات پڑھتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کو کون سی روایت پہنچی ہے؟ انھوں نے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت ام حبیبہ ؓ نے حضرت عنبسہ بن ابوسفیان کو کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنت) پڑھے گا، اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔“

فائدہ: ان بارہ رکعات سے رسول اللہ ﷺ کی مراد گزشتہ احادیث میں گزر چکی ہے۔ حضرت عطاء نے اسے عام سمجھا مگر یہ درست نہیں۔

١٧٩٩ - أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حِبَّانَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَلّٰى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

١٧٩٩- حضرت ام حبیبہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص ایک دن میں بارہ رکعات (سنن مؤکدہ) پڑھے گا، اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَطَاءٌ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ عَنْبَسَةَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء نے عنبسہ سے نہیں سنا۔ (جیسا کہ آئندہ روایت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ درمیان میں حضرت یعلٰی بن اُمیّہ کا واسطہ ہے۔)

١٨٠٠ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ:

١٨٠٠- حضرت یعلٰی بن امیہ فرماتے ہیں کہ میں

١٧٩٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٦٩.
١٨٠٠ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧٠، وانظر الحديث الآتي، ح: ١٨٠٢.

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ سَعِيدٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قَدِمْتُ الطَّائِفَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ بِالْمَوْتِ، فَرَأَيْتُ مِنْهُ جَزَعًا فَقُلْتُ: إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ فَقَالَ: أَخْبَرَتْنِي أُخْتِي أُمُّ حَبِيبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالنَّهَارِ أَوْ بِاللَّيْلِ بَنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ». خَالَفَهُمْ أَبُو يُونُسَ الْقُشَيْرِيُّ.

طائف میں آیا تو حضرت عنبسہ بن ابوسفیان کے پاس گیا جبکہ وہ قریب الموت تھے۔ میں نے ان میں گھبراہٹ محسوس کی تو میں نے کہا: (مت گھبرائیں) آپ نیکی پر قائم ہیں (یا ان شاء اللہ آپ سے اچھا سلوک ہوگا۔) انھوں نے فرمایا: مجھے میری ہمشیرہ محترمہ حضرت ام حبیبہ ؓ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دن رات میں بارہ رکعات (سنن مؤکدہ) پڑھے گا' اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔“
ابو یونس قشیری نے ان سب کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ابو یونس قشیری حضرت عطاء کے شاگرد ہیں۔ انھوں نے حضرت عطاء بن ابی رباح کا استاد شہر بن حوشب ذکر کر کے حضرت عطاء کے دوسرے شاگردوں کی مخالفت کی ہے جن کی روایات ابھی گزری ہیں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ ابو یونس نے روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ گویا روایت مرفوع کے بجائے موقوف ذکر کی جبکہ دوسرے شاگرد اسے مرفوع بیان کرتے ہیں۔ ② یعنی وہ جنت میں داخل ہوگا ورنہ گھر کا کیا فائدہ؟ نیز امید ہے کہ اولیں طور پر داخل ہوگا ورنہ مطلق دخول تو محض ایمان کی بنا پر بھی ہے۔ واللہ أعلم.

١٨٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ أَبِي يُونُسَ الْقُشَيْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ فَصَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

۱۸۰۱- حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان ؓ فرماتی ہیں کہ جو آدمی ایک دن میں بارہ رکعات پڑھے۔ ظہر سے پہلے (چار' بعد میں دو' مغرب کے بعد دو' عشاء کے بعد دو اور فجر سے پہلے دو) تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

١٨٠١ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٤٧١. * عبدالله هو ابن المبارك، وأبويونس هو حاكم بن أبي صغيرة، وشيخه عطاء بن أبي رباح، وانظر الحديث الآتي فإنه شاهد له.

فائدہ: ''ظہر سے پہلے'' یہ معنی اس حدیث کو دوسری حدیث کے مطابق کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

١٨٠٢- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «ثِنْتَا عَشْرَةَ رَكْعَةً مَنْ صَلَّاهُنَّ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ».

۱۸۰۲- حضرت ام حبیبہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بارہ رکعات ایسی ہیں کہ جو شخص انھیں (پابندی سے) پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔ چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو بعد میں' مغرب کی نماز کے بعد دو رکعات' عشاء کی نماز کے بعد دو رکعات اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعات۔''

١٨٠٣- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ:

۱۸۰۳- حضرت ام حبیبہ ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی بارہ رکعات (سنت) پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ ظہر سے پہلے چار' بعد میں دو' عصر سے پہلے دو' مغرب کے بعد دو اور صبح کی نماز سے پہلے دو۔''

١٨٠٢ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن وبيان عددهن، ح: ٧٢٨ من حديث عمرو بن أوس به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧٢، وقال النسائي: "خالفه زهير، فرواه عن أبي إسحاق عن المسيب بن رافع ولم يرفع الحديث"، وهذه العلة ليست بقادحة، وللحديث شواهد.

١٨٠٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعةً . . . الخ، ح: ٤١٥ من حديث أبي إسحاق به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧٩، وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن ماجه، ح: ١١٤٢ وغيره، وأصل الحديث صحيح دون قوله: "واثنتين قبل العصر". * المسيب هو ابن رافع، وفليح بن سليمان حسن الحديث، وثقه الجمهور، وأبوإسحاق عنعن، تقدم، ح: ٩٦.

أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَاثْنَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَاثْنَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ، وَاثْنَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَاثْنَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ».

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (سند میں مذکور راوی) فلیح بن سلیمان قوی نہیں۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس روایت میں عشاء کے بعد دو کی بجائے عصر سے پہلے دو کا ذکر راوی کی غلطی ہے اور وہ فلیح بن سلیمان ہے جو ضعیف ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے اسے [لَيْسَ بِالْقَوِيِّ] ''وہ قوی نہیں'' کہا ہے' امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اسے متابعات میں قبول کیا ہے۔

١٨٠٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ أَخِي أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوبَةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَثِنْتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَثِنْتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَثِنْتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۱۸۰۴- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص دن اور رات میں فرض نماز کے علاوہ بارہ رکعات (سنن مؤکدہ) پڑھے گا' اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا: ظہر سے پہلے چار' بعد میں دو' عصر سے پہلے دو' مغرب کے بعد دو اور صبح سے پہلے دو۔''

(المعجم ٦٧) - اَلْإِخْتِلَافُ عَلٰى إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ (التحفة ٧٤٤) - الف

باب:٦٧- اسماعیل بن ابوخالد کی بابت اختلاف

١٨٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

۱۸۰۵- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی

١٨٠٤ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧٣.

١٨٠٥ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في ثنتي عشرة ركعةً من السنة، ح: ١١٤١ من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧٤، وقال النسائي: "خالفه يعلى بن عبيد: فوقف الحديث"، وله شواهد عند مسلم: ٧٢٨ وغيره.

إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات پڑھے گا' اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔“

فائدہ: اسماعیل کے شاگرد یزید بن ہارون نے اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے جبکہ یعلی اور عبداللہ نے اسے موقوف بیان کیا ہے جیسا کہ آئندہ تین روایات سے صاف ظاہر ہے۔

١٨٠٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوبَةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ.

۱۸۰۶- حضرت ام حبیبہ ؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص رات اور دن میں فرضوں کے علاوہ بارہ رکعات پڑھے گا' اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

١٨٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيٍّ وَحِبَّانُ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوبَةِ بَنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. لَمْ يَرْفَعْهُ حُصَيْنٌ وَأَدْخَلَ بَيْنَ عَنْبَسَةَ وَبَيْنَ الْمُسَيَّبِ ذَكْوَانَ.

۱۸۰۷- حضرت ام حبیبہ ؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص دن اور رات میں فرضوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنن مؤکدہ) پڑھے گا' اللہ عزوجل اس کے لیے جنت کے اندر گھر بنائے گا۔ حصین نے اس حدیث کو مرفوع بیان نہیں کیا' نیز اس نے عنبسہ اور مسیب کے درمیان ذکوان کا واسطہ بیان کیا ہے۔

١٨٠٦ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ١٤٧٥، وقال النسائي "أدخل حصين بن عبدالرحمٰن بين المسيب بن رافع وبين عنبسة ذكوان، ولم يرفع الحديث"، وانظر الحديث السابق. * إسماعيل هو ابن أبي خالد.

١٨٠٧ـ [صحيح] انظر الحديث الآتي.

١٨٠٨- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّهُ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ.

۱۸۰۸-حضرت ام حبیبہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ جو شخص ایک دن میں بارہ رکعات پڑھے گا' اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

١٨٠٩- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْفَرِيضَةِ بَنَى اللهُ لَهُ أَوْ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

۱۸۰۹-حضرت ام حبیبہ ﷞ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی ایک دن میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔'' یا (فرمایا:) ''اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا۔''

١٨١٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۱۸۱۰-حضرت ام حبیبہ ﷞ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایک دن رات میں بارہ رکعات پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔''

١٨١١- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ:

۱۸۱۱-حضرت ام حبیبہ ﷞ فرماتی ہیں کہ جو آدمی

١٨٠٨ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧٦. * وهب هو ابن بقية، وخالد هو ابن عبدالله، وحصين هو ابن عبدالرحمٰن.

١٨٠٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢٦ من حديث عاصم بن بهدلة به (وهو ابن أبي النجود)، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٧٧. * حماد هو ابن زيد، وأبو صالح هو ذكوان السمان.

١٨١٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق. * حماد هو ابن سلمة.

١٨١١ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين. * حماد هو ابن سلمة، والنضر هو ابن شميل، وإسحاق هو ابن راهويه.

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

دن میں بارہ رکعات پڑھے گا' اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

۱۸۱۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُهَيْلِ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْفَرِيضَةِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۱۸۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دن میں فرضوں کے علاوہ بارہ رکعات پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ ضَعِيفٌ، هُوَ ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَوْجُهٍ سِوٰى هٰذَا الْوَجْهِ بِغَيْرِ اللَّفْظِ الَّذِي تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت درست نہیں (یعنی اس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر صحیح نہیں ہے بلکہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر صحیح ہے۔ اور اس حدیث کا ایک راوی) محمد بن سلیمان ضعیف ہے۔ وہ ابن الاصبہانی ہے۔ یہ روایت اس سند (مذکورہ) کے علاوہ کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے مگر ان میں مذکورہ الفاظ نہیں ہیں۔

۱۸۱۳- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۱۸۱۳- حضرت حسان بن عطیہ سے منقول ہے کہ

۱۸۱۲ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في ثنتي عشرة ركعةً من السنة، ح: ١١٤٢ من حديث محمد بن سليمان الأصبهاني به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٧٨.

۱۸۱۳ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢٥ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرى، ح: ١٤٨٠. * هشام العطار هو ابن إسماعيل.

عَبْدِالصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الْعَطَّارُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَمَاعَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ: لَمَّا نُزِلَ بِعَنْبَسَةَ جَعَلَ يَتَضَوَّرُ فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ رَكَعَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَحْمَهُ عَلَى النَّارِ». فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ.

جب حضرت عنبسہ بن ابوسفیان کی وفات قریب ہوئی تو وہ تڑپنے لگے۔ ان سے کہا گیا (یعنی ان کو تسکین دی گئی) تو انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام حبیبہ ؓ کو نبی ﷺ سے یہ بیان فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس شخص نے ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات پڑھیں' اللہ تعالیٰ اس کا گوشت آگ پر حرام کر دے گا۔“ جب سے میں نے یہ روایت سنی ہے' میں نے یہ رکعات نہیں چھوڑیں۔

١٨١٤- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَنِ الْقَاسِمِ الدِّمَشْقِيِّ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي أُخْتِي أُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ حَبِيبَهَا أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ أَخْبَرَهَا قَالَ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَتَمَسُّ وَجْهَهُ النَّارُ أَبَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

۱۸۱۴- حضرت عنبسہ بن ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ اور میری ہمشیرہ حضرت ام حبیبہ ؓ نے بیان کیا کہ میرے محبوب ابوالقاسم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جو بھی مومن شخص ظہر کے بعد چار رکعات پڑھتا ہے تو ان شاء اللہ کبھی بھی اس کے چہرے کو آگ نہیں چھوئے گی۔“

١٨١٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

۱۸۱۵- حضرت ام حبیبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”جو شخص ظہر سے پہلے

١٨١٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب [منه] آخر، ح: ٤٢٨ من حديث القاسم بن عبدالرحمٰن به، وقال "حسن صحيح غريب"، وانظر الحديث الآتي.

١٨١٥ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الأربع قبل الظهر وبعدها، ح: ١٢٦٩ من حديث سليمان بن موسٰى به، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

عَبْدِالْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «مَنْ صَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى النَّارِ».

چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات (پابندی سے) پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرما دے گا۔"

١٨١٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَ مَرْوَانُ: وَكَانَ سَعِيدٌ إِذَا قُرِيءَ عَلَيْهِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَقَرَّ بِذٰلِكَ وَلَمْ يُنْكِرْهُ وَإِذَا حَدَّثَنَا بِهِ هُوَ لَمْ يَرْفَعْهُ قَالَتْ: مَنْ رَكَعَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ.

١٨١٦- حضرت مروان نے کہا کہ جب یہ روایت [عَنْبَسَة عَنْ أُمِّ حَبِيبَة عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] ہمارے استاد سعید بن عبدالعزیز پر پڑھی جاتی تھی تو وہ اس کا انکار نہیں کرتے تھے بلکہ اسے برقرار رکھتے تھے۔ لیکن جب وہ خود یہ روایت بیان فرماتے تھے تو رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہیں فرماتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات پڑھے اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرما دے گا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَكْحُولٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَنْبَسَةَ شَيْئًا.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مکحول نے حضرت عنبسہ سے کچھ نہیں سنا۔ (یعنی یہ روایت منقطع ہے۔)

١٨١٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ مُوسٰى يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

١٨١٧- حضرت سلیمان بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت محمد بن ابوسفیان کو موت آنے لگی تو انھیں بڑی گھبراہٹ اور بے قراری لاحق ہوگئی۔ انھوں نے فرمایا: مجھے میری ہمشیرہ محترمہ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان

١٨١٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٨١، وقال "خالفه أبو عاصم في إسناده".

١٨١٧ـ [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١١٩٠ من حديث أبي عاصم النبيل الضحاك بن مخلد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٤٨٢.

قَالَ: لَمَّا نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ أَخَذَهُ أَمْرٌ شَدِيدٌ فَقَالَ: حَدَّثَتْنِي أُخْتِي أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَى النَّارِ».

ؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات پر پابندی کرے' اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔''

۱۸۱۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ الشُّعَيْثِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ»

۱۸۱۸- حضرت ام حبیبہ ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد چار رکعات (پابندی سے) پڑھے گا' اسے آگ نہ چھوئے گی۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ مَرْوَانَ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ.

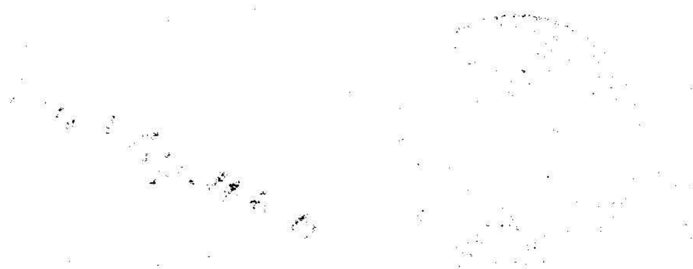
امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث غلط ہے۔ صحیح حدیث مروان کی ہے جو وہ سعید بن عبدالعزیز سے بیان کرتے ہیں۔

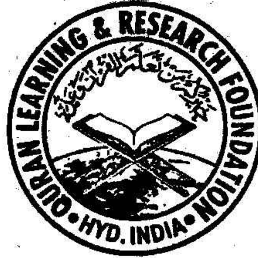
فوائد ومسائل: ① بعض محققین نے کہا ہے کہ یہ الفاظ حدیث نمبر ۱۸۱۷ کے بعد ہونے چاہئیں' یعنی حدیث نمبر ۱۸۱۷ میں محمد بن ابوسفیان کا ذکر درست نہیں ہے' ان کے بجائے عنبسہ بن ابی سفیان درست ہے جیسا کہ مروان کی حدیث (نمبر ۱۸۱۵، ۱۸۱۶) میں ہے۔ اگر یہ الفاظ یہیں درست ہوں (یعنی حدیث نمبر ۱۸۱۸ کے بعد) تو' پھر یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کی مذکورہ سند (عبداللہ شعیثی عن عَنْبَسہ) کے بجائے مروان والی حدیث کی سند (مکحول عن عنبسہ) ذکر ہونی چاہیے۔ واللہ أعلم۔ ② امام نسائی ؒ نے حضرت ام حبیبہ ؓ کی روایت کی مختلف (۲۴) سندیں ذکر کی ہیں۔ بعض راویوں کی غلطیاں ظاہر کرنے کے لیے ان کو یہ طویل تکرار کرنی پڑی' مثلاً: بعض راویوں نے اسے بجائے حضرت ام حبیبہ ؓ کے حضرت عائشہ ؓ سے بیان کر دیا' بعض نے حضرت ابوہریرہ ؓ کا ذکر کر دیا۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ یہ روایت حضرت ام حبیبہ ؓ سے ہے۔ اسی طرح

۱۸۱۸ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب [منه] آخر، ح: ٤٢٧، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن صلى قبل الظهر أربعًا وبعدها أربعًا، ح: ١١٦٠ من حديث محمد بن عبدالله الشعيثي به، وقال الترمذي "حسن غريب".

صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے' یعنی نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ بعض راویوں نے اسے حضرت ام حبیبہ ؓ کا اپنا قول بیان کر دیا۔ اس کے علاوہ بھی سندوں میں کچھ اختلافات ہیں جو تمام اسانید کو بغور دیکھنے سے سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں فائدۂ حدیث نمبر ۱۸۰۷ مدنظر رکھا جائے تاکہ کچھ غلط فہمیوں سے بچاؤ ہو سکے۔ ③ سنن مؤکدہ کی پابندی کے ساتھ ادائیگی سے جنت کا دُخولِ اولیں یا آگ کی حرمت مشروط ہے کہ اس نے کوئی ایسا گناہ نہ کیا ہو جو نا قابل معافی ہو' مثلاً: شرک۔ اسی طرح حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد بھی اتنی نیکیاں بچ جائیں جو اولیں طور پر جنت میں لے جائیں' نیز یہ ثواب اس کام کا انفرادی ثواب ہے' جب ساتھ گناہ بھی ہوں تو ظاہر ہے ان کی مقررہ سزا سے بھی مفر نہیں۔ مجموعی طور پر ثواب غالب آ جائے یا عذاب' یہ الگ بات ہو گی۔ بعض گناہ ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے قسم کھا رکھی ہے کہ ضرور جہنم میں لے جائیں گے' لہٰذا آخری فیصلہ تمام نیکیوں اور برائیوں کی جزا و سزا کو ملانے ہی سے ہو گا' نیز کسی ایک حدیث کو باقی احادیث پر غالب نہیں کیا جا سکتا بلکہ تمام احادیث کو ملا کر ہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ ④ آخری احادیث میں صرف ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات ہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ گویا یہ حدیث پہلی احادیث سے مختلف ہے جن میں بارہ رکعات کا ذکر ہے۔ بارہ رکعات سنن پڑھنے پر دخول جنت کی ضمانت دی گئی ہے اور ظہر کی نماز سے پہلے اور بعد چار چار رکعات پڑھنے پر آگ کی حرمت کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ دونوں الگ الگ معانی ہیں۔ ⑤ عشاء اور عصر کی نمازوں سے قبل چار' چار رکعات کا ذکر بھی بعض روایات میں ہے اور ان کی فضیلت بھی وارد ہے جبکہ عشاء سے قبل چار رکعات سنت کی روایت ضعیف ہے۔ عصر سے قبل چار رکعات کی ادائیگی پر رسول اللہ ﷺ کی خصوصی دعا ہے۔ غرض یہ چار رکعات ضروری یا مؤکد نہیں صرف مستحب ہیں۔ واللہ أعلم. ⑥ امام نسائی ؒ نے تو بارہ رکعات والی روایات ہی ذکر فرمائی ہیں۔ بعض روایات میں بارہ کے بجائے دس رکعات پر یہی ثواب بیان کیا گیا ہے۔ ان میں ظہر سے پہلے چار کے بجائے دو رکعات کا ذکر ہے۔ گویا کبھی کبھار اگر دو ہی پر اکتفا کر لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں' مگر معمول چار رکعات ہی ہونا چاہیے۔







جنازے سے متعلق احکام ومسائل

اسلام ایک عالمگیر مذہب اور مکمل ضابطۂ حیات ہے جس طرح اس نے زندگی گزارنے کے طور طریقے سمجھائے ہیں' اسی طرح مرنے کے بعد کے احکام بھی سکھلائے ہیں۔ ہر شعبۂ زندگی میں مکمل رہنمائی اور ہر مسئلے کا جامع اور احسن حل اس کی عالمگیریت کی بین دلیل ہے۔ یہ کتاب آدمی کے فوت ہونے کے بعد پیش آنے والے مسائل پر مشتمل ہے۔ اس میں امام نسائی رحمہ اللہ نے جنازے کے مسائل تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ تفہیمِ مسائل اور سہولتِ استفادہ کے لیے چند بنیادی احکام اجمالاً ابتدا میں پیش کیے جارہے ہیں۔

* عیادت: بیمار پرسی ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے۔ یہ بہت فضیلت والا عمل ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک جنت کے باغوں میں رہتا ہے۔ (صحیح مسلم' البر والصلة' حدیث:۲۵۶۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان دوسرے مسلمان کی دن کے اول حصے میں عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے شام تک رحمت ومغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو مسلمان دن کے آخری حصے میں عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے صبح تک رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں' نیز اس کے لیے بہشت میں باغ ہے۔'' (جامع الترمذي' الجنائز' حدیث:

۹۲۹) مذکورہ احادیث سے اور اس موضوع کی دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کی عیادت کرنی چاہیے کیونکہ یہ باعث اجر ہے' نیز اس سے مریض کو تسلی ملتی ہے۔ عیادت کے موقع پر مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ سے تیمارداری کے موقع پر مختلف دعائیں منقول ہیں' ان میں سے کوئی بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ چند دعائیں پیش خدمت ہیں:

۞ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر سات مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے تو وہ شفایاب ہو جاتا ہے الا یہ کہ اس کی موت کا وقت آ چکا ہو۔ [أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ] ''میں بزرگ و برتر اللہ' عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا سے نوازے۔'' (سنن أبي داود' الجنائز' حديث:۳۱۰۶)

۞ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے: [لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تعالى] ''کوئی حرج نہیں (غم نہ کر) اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو (یہی بیماری تجھے گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے۔'' (صحيح البخاري' المرض' حديث:۵۶۵۶)

۞ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ مریض (کے جسم) پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے: [أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا] ''اے انسانوں کے رب! بیماری کو دور کر اور شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں' ایسی شفا (دے) جو کسی بیماری کو نہیں چھوڑتی۔'' (صحيح البخاري' الطب' حديث:۵۷۵۰' و صحيح مسلم' السلام' حديث:۲۱۹۱)

✱ **موت کی آرزو کرنا:** موت کی آرزو کرنا درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موت کی تمنا نہ کرو۔ اگر تم نیک ہو تو شاید زیادہ نیکی کر سکو اور اگر بدکار ہو تو توبہ کر کے اللہ کو راضی کر سکو۔'' (صحيح البخاري' التمني' حديث:۷۲۳۵)

نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''موت کی آمد سے پہلے موت کی تمنا کرو نہ موت کی دعا کرو کیونکہ جب کوئی

شخص مر جاتا ہے تو اس کی (نیکی کرنے کی) امید ختم ہو جاتی ہے اور مومن کی لمبی عمر اسے نیکیوں ہی میں آگے بڑھاتی ہے۔" (صحيح مسلم' الذكر والدعاء' حديث: ۲۶۸۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی کو اس مصیبت و تکلیف کی وجہ سے جو اس پر نازل ہوئی ہو' موت کی تمنا ہرگز ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ اور اگر اس کی تمنا ضروری ہو تو پھر اس طرح کہنا چاہیے: [اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًالِي' وَ تَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًالِي] "اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک میری زندگی میرے لیے خیر کا باعث ہو اور جب میرے لیے وفات بہتر ہو تو مجھے وفات دے دے۔" (صحيح البخاري' المرضى' حديث: ۵۶۷۱' وصحيح مسلم' الذكر والدعاء' حديث: ۲۶۸۰)

★ خودکشی: خودکشی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارتا ہے' وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو شخص نیزہ چبھو کر اپنی جان دیتا ہے وہ جہنم میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔" (صحيح البخاري' الجنائز' حديث: ۱۳۶۵) یعنی اسے اسی صورت میں عذاب ہوتا رہے گا۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی زخمی تھا' اس نے خودکشی کر لی' اللہ عزوجل نے فرمایا: میرے بندے نے اپنی جان خود لی' اس لیے میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔" (صحيح البخاري' الجنائز' حديث: ۱۳۶۴)

نبی اکرم ﷺ ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ (صحيح مسلم' الجنائز' حديث: ۹۷۸)

★ تلقین: قریب الموت شخص کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه کی تلقین کرنی چاہیے' یعنی اسے مناسب طریقے سے کلمہ پڑھنے کی ترغیب دی جائے' یا اس کے پاس بیٹھ کر بلند آواز سے کلمہ پڑھا جائے تاکہ سن کر وہ بھی پڑھ لے۔ غرض جو طریقہ بھی اپنایا جائے اصل مقصود حاصل ہونا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ان لوگوں کو جو مرنے کے قریب ہوں' لا إله إلا الله کی تلقین کرو۔" (صحيح مسلم' الجنائز' حديث: ۹۱۶) نیز نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ] "جس شخص کا آخری کلام لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔" (سنن أبي داود' الجنائز' حديث: ۳۱۱۶)

* غسل دینے کا طریقہ: فوت ہونے کے بعد سب سے پہلا مرحلہ غسل کا ہوتا ہے۔ غسل دینے والا نیت کرے اور بسم اللہ پڑھ لے۔ کفن کے ساتھ دو دستانہ نما لفافے بنائے جاتے ہیں' ان میں سے ایک کو اپنے بائیں ہاتھ پر چڑھائے اور میت کو سر کی جانب سے تھوڑا سا اوپر اٹھا کر اس کے پیٹ پر (ناف سے نیچے کی طرف) دبا کر ہاتھ پھیرے تاکہ فضلہ وغیرہ خارج ہونا ہو تو ہو جائے بعد میں کفن کی تلویث کا سبب نہ بنے' پھر اسے استنجا کرایا جائے' بعد ازاں اس دستانے کو اتار دے دوسرا دستانہ باقی بدن کے لیے استعمال کرے' پھر اسے غسل دینا شروع کرے اور پہلے اسے وضو کرائے' سر کا مسح اور پاؤں رہنے دیے جائیں۔ کلی اور ناک میں پانی چڑھانا چونکہ ممکن نہیں ہوتا' اس لیے روئی وغیرہ سے حسب امکان ہونٹ' دانت اور ناک پانی لگا کر صاف کر لیے جائیں' یہ کلی اور استنشاق ہی تصور ہوگا۔ اس کے بعد پورے جسم کو ایسے پانی سے دھویا جائے جس میں بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کا سر دھویا جائے' پھر ڈاڑھی' پھر پورا دایاں پہلو' اس کے بعد پورا بایاں پہلو دھویا جائے' پھر دائیں پہلو کو اٹھا کر پیچھے سے دھویا جائے اور پھر اسی طرح بائیں طرف سے اٹھا کر۔ غرض میت کو الٹا کرنے کی ضرورت نہیں۔ بعد میں پاؤں دھو لیے جائیں۔ آخری بار پانی بہاتے ہوئے اس میں کافور بھی شامل کر لیا جائے جو کہ ایک معروف خوشبو ہے۔ علمائے کرام اس کا فائدہ یہ بتاتے ہیں کہ اس سے جسم سخت ہو جاتا ہے اور کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اگر میت کے جسم پر میل کچیل زیادہ ہو تو اسے زیادہ غسل دیا جا سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان خواتین سے فرمایا تھا جو آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں کہ اسے تین بار یا پانچ بار یا سات بار غسل دو اور اگر ضرورت محسوس کرو تو اس سے زیادہ بھی غسل دے سکتی ہو۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الجنائز' حدیث:۱۲۵۹) غسل کے بعد میت کے جسم سے پانی صاف کر دیا جائے اور اسے کفن پہنا دیا جائے۔ یہ غسل کا مسنون طریقہ ہے۔ جمہور کا موقف بھی یہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني:۲/۳۱۸-۳۲۰' و کتاب المجموع شرح المهذب:۵/۱۳۰-۱۳۲)

* تکفین: کفن تین کپڑوں میں دینا مسنون ہے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سحولیہ بستی کے ساختہ سفید رنگ کے تین ایسے کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سوتی تھے اور ان میں قمیص اور

پگڑی نہیں تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الجنائز' حدیث:۱۲۶۴' وصحیح مسلم' الجنائز' حدیث:۹۴۱) تین یکساں چادریں میت کے نیچے بچھا کر انھیں سادہ انداز میں لپیٹ لیا جائے۔ آج کل ہمارے ہاں جو طریقہ رائج ہے اس میں اوپر والی چادر کو سر والی جگہ سے چیر کر سر کو اس کے اندر سے گزار کر باہر نکال دیتے ہیں اور چادر کا باقی حصہ سینے پر ڈال دیتے ہیں' پھر دائیں جانب کو موڑ کر میت پر ڈال لیتے ہیں اور پھر بائیں جانب کو' پھر دوسری چادر کو لپیٹ لیتے ہیں اور پھر تیسری کو۔ بعد میں سر کی طرف بڑھے ہوئے کنارے پر ایک بند لگا لیتے ہیں۔ اسی طرح ایک بند پاؤں والی طرف اور ایک بند سینے پر لگا لیتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔ مقصد تین اَن سلی چادروں میں کفن دینا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغني:۲/۳۲۳-۳۲۷' و کتاب المجموع شرح المهذب:۵/۱۵۳'۱۵۴)

مستحب ہے کہ کفن سفید رنگ کا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے کپڑوں میں سے سفید لباس زیب تن کیا کرو کیونکہ یہ تمھارے سب ملبوسات میں سے بہترین اور عمدہ لباس ہے اور اپنے مرنے والوں کو بھی اسی میں کفن دیا کرو۔'' (سنن أبي داود' الطب' حدیث:۳۸۷۸' و جامع الترمذي' الجنائز' حدیث:۹۹۴)

کفن صاف ستھرا اور عمدہ ہونا چاہیے' گھٹیا اور بوسیدہ کپڑا نہ ہو اور نہ بہت زیادہ مہنگا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ] ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اسے اچھا کفن دینا چاہیے۔'' (صحیح مسلم' الجنائز' حدیث:۹۴۳)

* **تجہیز وتکفین میں جلدی کرنا:** موت کے وقوع کے یقینی ہونے کے بعد میت کی تجہیز وتکفین میں جلدی کرنی چاہیے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ' فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ' وَ إِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ] ''جنازہ لے جانے میں جلدی کیا کرو' اس لیے کہ اگر وہ نیک ہے تو پھر وہ بھلائی ہی ہے جس کی طرف تم اسے لے جا رہے ہو اور اگر وہ نیک نہیں ہے تو پھر شر ہے جسے تم اپنی گردن سے اتار رہے ہو۔'' (صحیح البخاري' الجنائز' حدیث:۱۳۱۵' و صحیح مسلم' الجنائز' حدیث:۹۴۴)

اس حدیث میں مذکور لفظ [أَسْرِعُوا] سے بعض علماء نے اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا ہے کہ جنازہ

اٹھا کر چلنے میں جلدی کرو یعنی تیز تیز چلو۔ بنابریں دونوں مفہوم ہی درست ہیں۔ واللہ أعلم.

* **سوار ہو کر جانا جائز ہے؟:** جنازے کے ساتھ پیدل بھی جایا جاسکتا ہے اور سوار ہو کر بھی۔ سوار ہو کر جانے کی صورت میں آگے چلنے سے احتیاط کی جائے۔ مزید دیکھیے احادیث: ۱۹۴۴، ۲۰۲۸ اور ان کے فوائد۔

* **مسجد میں جنازہ پڑھنا:** جنازگاہ یا کھلے میدان میں نماز جنازہ پڑھنا افضل ہے لیکن مسجد میں پڑھنا بھی بلا کراہت جائز ہے۔ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ ان کا جنازہ مسجد میں پڑھا جائے تا کہ وہ بھی شرکت کر سکیں۔ لوگوں نے کچھ عجیب محسوس کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ کس قدر جلدی بھول گئے ہیں! حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔ (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۷۳) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔ (المصنف لعبدالرزاق: ۳/۵۲۶، ۵۲۷) خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں ہی پڑھایا تھا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۳/۲۰۶) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ بھی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے مسجد ہی میں پڑھایا تھا۔ (المصنف لعبدالرزاق: ۳/۵۲۶، والسنن الکبریٰ للبیھقي: ۴/۵۲) علی کل حال اگر یہ ناجائز اور مکروہ ہوتا تو خلفائے راشدین اس پر عمل نہ کرتے۔

* **نماز جنازہ کا طریقہ:** نماز جنازہ رکوع سجود کے بغیر کھڑے کھڑے ہی ادا کی جاتی ہے۔ سنت یہ ہے کہ امام مرد کے سر کے پاس اور عورت کے درمیان میں کھڑا ہو۔ نماز جنازہ میں چار سے نو تک تکبیریں جائز ہیں۔ لیکن اکثر عمل چار تکبیروں ہی پر ہے کیونکہ کثیر روایات میں چار تکبیرات ہی کا ذکر ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد تعوذ، سورۂ فاتحہ اور ساتھ کوئی اور سورت پڑھی جائے گی، ثناء پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ نماز جنازہ میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اصولی بات ہے کہ عبادات میں دلیل ضروری ہے، یہاں صرف قیاسات و آراء سے کام نہیں چلتا کہ عام نمازوں میں تو پڑھتے ہیں تو یہاں کیوں نہیں پڑھ سکتے جبکہ معاملات میں اصل اباحت ہے الا کہ کسی نوع کے معاملے کی شریعت میں نفی یا حرمت ثابت ہوتی ہو تو وہ قابل ترک ہوگا، لہٰذا نماز جنازہ میں، کسی صحیح صریح حدیث یا کسی صحابی کے اثر اور عمل سے، دعائے

استفتاح کی مشروعیت ثابت نہیں ہوتی' کچھ محتمل اور بے جان سی دلیلیں ہیں' اگر طالب حق کچھ غور اور تحقیق سے کام لے تو ان کی کمزوری اور ان سے وجہ استدلال کی قلعی کھل جاتی ہے۔ علمائے محققین نے اس کی بابت سیر حاصل اور ناقدانہ بحث و تحقیق سے کام لیا ہے لیکن راجح اور درست موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں دعائے استفتاح کا پڑھنا ثابت نہیں۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (أحكام الجنائز للألباني' ص:١٥١)

دوسری تکبیر کے بعد درود ابراہیمی' تیسری تکبیر کے بعد دعائیں اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جاتا ہے۔ اگر زائد تکبیریں کہی ہوں تو ان میں بھی دعائیں ہی پڑھنی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (أحكام الجنائز و بدعها للألباني' ص:١٤١-١٤٦)

تکبیرات جنازہ کے ساتھ رفع الیدین رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں' البتہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' تعليقًا' الجنائز' باب سنة الصلاة على الجنازة' قبل الحديث: ١٣٢٢' والسنن الكبرى للبيهقي:٤/٤٤) لہٰذا افضل یہ ہے کہ جنازے کی تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین نہ کیا جائے' سوائے پہلی تکبیر کے اور اگر کوئی کرتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ اس معاملے میں تشدد مناسب نہیں۔ واللہ أعلم.

* نماز جنازہ کی دعائیں: تیسری تکبیر کے بعد مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ سب دعائیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

① [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا' وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا' وَ صَغِيرِنَا وَ كَبِيرِنَا' وَ ذَكَرِنَا وَ أُنْثَانَا' اَللّٰهُمَّ! مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ' وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ' اَللّٰهُمَّ! لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ] ''اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردہ کو' حاضر اور غائب کو' چھوٹے اور بڑے کو' مرد اور عورت کو' بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے تو فوت کرے' اسے ایمان پر فوت کر۔ اے اللہ! ہمیں اس (میت) کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں کسی گمراہی (آزمائش) میں نہ ڈال۔''

(سنن أبي داود' الجنائز' حديث:٣٢٠١' و سنن ابن ماجه' الجنائز' حديث:١٤٩٨ واللفظ له)

② [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَ عَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَ أَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَ نَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَ أَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَ أَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَ زَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ] ''الٰہی! اسے معاف فرما' اس پر رحم فرما' اسے عافیت میں رکھ' اس سے درگزر فرما' اس کی بہترین مہمانی فرما' اس کی قبر فراخ فرما' اسے (اس کے گناہ) پانی' برف اور اولوں سے دھوڈال' اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا ہے۔ اسے اس کے (دنیا والے) گھر سے بہتر گھر' (دنیا کے) لوگوں سے بہتر گھر والے اور اسے رفیق حیات سے بہتر رفیق عطا فرما' اسے بہشت میں داخل فرما اور (فتنۂ قبر) عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا۔'' (صحيح مسلم' الجنائز' حديث:٩٦٣)

③ [اَللّٰهُمَّ! إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَ حَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَ أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ' فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ' إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ] ''الٰہی! فلاں کا بیٹا فلاں تیرے سپرد اور تیری حفاظت میں ہے۔ اسے فتنۂ قبر اور آگ کے عذاب سے بچا' تو (اپنے وعدے) وفا کرنے والا اور حق والا ہے۔ (الٰہی!) اسے معاف کر دے اور اس پر رحم فرما' بلاشبہ تو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔'' (سنن أبي داود' الجنائز' حديث:٣٢٠٢' و سنن ابن ماجه' الجنائز' حديث:١٤٩٩ و اللفظ له)

* جنازے کے بعد دعا: نماز جنازہ پڑھنے کے بعد وہاں کھڑے کھڑے یا بیٹھ کر دعا کرنا بدعت ہے۔ قرآن وسنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں' تاہم مٹی ڈالنے کے بعد میت کی ثابت قدمی کے لیے دعا کرنا ثابت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو قبر کے پاس کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے باز پرس کی جائے گی۔'' (سنن أبي داود' الجنائز' حديث:٣٢٢١)

* قبر کی بناوٹ: قبر دو قسم کی ہوتی ہے: ایک لحد' یعنی بغلی قبر اور دوسری شق' جس میں میت رکھنے کی جگہ قبر کے درمیان میں چھوٹا گڑھا کھود کر بنائی جاتی ہے۔ دونوں طریقے جائز ہیں' البتہ لحد افضل ہے

کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی قبر لحد والی بنائی گئی تھی۔(سنن ابن ماجہ' الجنائز' حدیث:۱۵۵۷)

قبر گہری اور وسیع ہونی چاہیے کیونکہ گہری قبر میں میت زیادہ محفوظ رہتی ہے' نیز وسیع قبر میں دفن کرنا بھی آسان ہوتا ہے۔

پکی قبر بنانا حرام ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے' اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔(صحیح مسلم' الجنائز' حدیث:۹۷۰)

* طریقۂ تدفین: میت کو قبر کی پاؤں والی جانب سے قبر میں داخل کیا جائے۔ سیدنا حارث رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ انھوں نے ان کا جنازہ پڑھایا' پھر انھیں قبر کی پائینتی کی طرف سے قبر میں اتارا اور کہا کہ سنت طریقہ یہی ہے۔(سنن أبي داود' الجنائز' حدیث:۳۲۱۱)

قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھی جائے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ] ''اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق (تمھیں دفن کرتے ہیں۔'')(سنن أبي داود' الجنائز' حدیث:۳۲۱۳)

میت کو قبر میں لٹاتے وقت اس کا منہ قبلے کی طرف کرنا چاہیے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: چت لٹا کر صرف قبلہ کی طرف منہ کر دیا جائے' یا دائیں جانب لٹا کر پورا پہلو قبلہ رخ کر دیا جائے۔ بہتر ہے کہ دوسری صورت کو اختیار کیا جائے کیونکہ سونے کے وقت اسی حالت کو پسند کیا گیا ہے اور اس حالت پر موت آنے کو فطرت کے مطابق قرار دیا گیا ہے۔

اس کے بعد قبر کو بند کیا جائے گا جس کے لیے کچی اینٹیں استعمال کرنا بہتر ہے' پھر قبر سے نکالی ہوئی مٹی قبر میں ڈالی جائے اور قبر کو ایک بالشت سے اونچا نہ کیا جائے اگرچہ قبر سے نکالی ہوئی مٹی بچ جائے۔ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک صرف ایک بالشت اونچی بنائی گئی تھی۔(السنن الکبرٰی للبیهقي:۳/۴۱۰)

* سوگ: موت کی مصیبت ہی چونکہ ایسی اندوہناک ہے کہ اس سے مصیبت زدہ کو غم وحزن کا لاحق ہونا ایک طبعی امر ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تھوڑے سے سوگ کی اجازت دی ہے' یعنی صرف تین دن تک اور اس مدت میں آدمی اپنے غم وحزن کا اظہار کر کے راحت حاصل کر سکتا ہے۔ اگر اس سے زیادہ

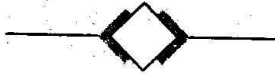
مدت تک سوگ کا اظہار کیا جائے تو پھر اس میں خرابی کا پہلو راجح ہوگا' لہٰذا اس سے شریعت نے منع کر دیا ہے۔ ہاں' البتہ تین دن تک مُردوں پر سوگ کی اجازت ہے لیکن بیوی اپنے شوہر کی وفات کی وجہ سے عدت کا سارا عرصہ سوگ میں گزارے گی۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَا تُحِدُّ امْرَأَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَ لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ] ''کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے' سوائے خاوند کے کہ اس پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ (سوگ کی مدت میں) رنگ دار لباس نہ پہنے لیکن (رنگے ہوئے سوت کا) دھاری دار کپڑا پہن سکتی ہے۔ نہ سرمہ لگائے' نہ خوشبو کو چھوئے مگر جب ایام حیض سے پاک ہو تو تھوڑی سی عود ہندی یا اظفار (خوشبو) استعمال کر سکتی ہے۔'' (صحيح البخاري' الطلاق' حديث:۵۳۴۱' وصحيح مسلم' الطلاق' حديث:۹۳۸ بعدالحديث:۱۴۹۱ واللفظ له) اسی طرح زینت اور بناؤ سنگھار کی کوئی اور چیز بھی استعمال نہ کرے' مثلاً: زیور وغیرہ' گھر سے باہر نہ نکلے الا یہ کہ اشد مجبوری ہو' نیز عدت کے ایام خاوند کے گھر ہی میں گزارے۔

سیدہ زینب بنت جحش ؓ کا بھائی فوت ہو گیا' تین دن کے بعد انھوں نے خوشبو منگوائی اور اسے ملا' پھر کہا: مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''جو عورت اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتی ہے' اس کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے' سوائے شوہر کے کہ اس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔'' (صحيح البخاري' الجنائز' حديث:۱۲۸۲)

سیدہ ام عطیہ ؓ کا بیٹا فوت ہو گیا۔ تیسرے دن انھوں نے زردی منگوا کر بدن پر ملی اور کہا: ہمارے لیے شوہر کے علاوہ کسی اور کی وفات پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا ممنوع ہے۔ (صحيح البخاري' الجنائز' حديث:۱۲۷۹)

* **تعزیت:** موت کی وجہ سے مصیبت زدہ سے تعزیت کرنا شرعاً جائز ہے' اس میں کوئی اشکال نہیں لیکن تعزیت کرنے کے لیے کوئی وقت یا ایام مخصوص نہیں۔ تین دن یا چار ماہ اور دس دن سوگ کے لیے ہیں نہ کہ تعزیت کے لیے۔ بنابریں تعزیت دفن سے پہلے بھی کی جا سکتی ہے اور بعد میں بھی اس میں کوئی

حرج نہیں لیکن مصیبت کے بعد جس قدر جلدی اور قریبی وقت میں تعزیت ہوگی اسی قدر مصیبت کی تخفیف کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ تعزیت سے مراد اہل میت کو صبر کی تلقین' ان کے لیے دعائے خیر اور میت کے لیے دعائے مغفرت کرنا ہے۔ تعزیت کے مسنون الفاظ اس طرح ہیں: [إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْئٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى' فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ] ''یقیناً اللہ کا (مال) ہے جو اس نے لیا ہے اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا ہے' اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے' لہٰذا صبر کر کے اس کا اجر وثواب حاصل کرنا چاہیے۔'' (صحيح البخاري' الجنائز' حديث:۱۲۸۴' وصحيح مسلم' الجنائز' حديث:۹۲۳ واللفظ له) غرض تین دن تک چٹائیاں بچھا کر بیٹھنا خلاف سنت ہے۔ والله أعلم.





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢١) - **كِتَابُ الْجَنَائِزِ** (التحفة ٣)

جنازے سے متعلق احکام ومسائل

جنائز، جنازہ کی جمع ہے۔ جنازہ لغت کے لحاظ سے ہر ڈھانپی ہوئی چیز کو کہہ سکتے ہیں مگر عرف میں چارپائی پر پڑی ہوئی ایسی میت کو کہتے ہیں جسے کفن سے ڈھانپ دیا گیا ہو۔ ایسی حالت میں چارپائی کو بھی جنازہ کہتے ہیں۔ جنازے کی جیم پر کسرہ اور فتحہ دونوں جائز ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ کا مقصد میت کے مسائل بیان کرنا ہے۔ چونکہ موت کا سبب عام طور پر مرض ہوتا ہے اس لیے امام نسائی رحمہ اللہ آغاز میں مرض اور موت سے متعلقہ کچھ مسائل ذکر فرماتے ہیں۔

(المعجم ١) - **بَابُ تَمَنِّي الْمَوْتِ** (التحفة ١)

باب:۱-موت کی تمنا کرنا (کیسا ہے؟)

١٨١٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَّسْتَعْتِبَ».

۱۸۱۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے (کیونکہ) اگر وہ نیک ہے تو ہوسکتا ہے وہ اور نیکیاں کرے اور اگر وہ گناہ گار ہے تو شاید وہ اپنے اللہ کو راضی کرلے۔''

١٨٢٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ:

۱۸۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ

١٨١٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦٣ من حديث إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٤٤، وصححه ابن حبان. * معن هو ابن عيسى القزاز.

١٨٢٠ـ أخرجه البخاري، المرض، باب تمني المريض الموت، ح: ٥٦٧٣ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٤٥. * أبوعبيد هو سعد بن عبيد.

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَعِيشَ يَزْدَادُ خَيْرًا وَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ».

ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو شاید مزید زندہ رہ کر اور نیکیاں کرے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر وہ برا ہے تو شاید وہ اپنے اللہ کو راضی کرلے۔“

فائدہ: موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ کسی کے مانگنے یا روکنے سے موت آگے پیچھے نہیں ہو سکتی تو پھر کیا فائدہ ایسی چیز مانگنے کا جو مانگنے سے مل نہیں سکتی بلکہ اس کا وقت مقرر ہے۔ اس کے بجائے وہ میسر زندگی کو نیکی کے اضافے اور توبہ و مغفرت کے لیے استعمال کرے کیونکہ یہ چیزیں اس کے اختیار میں ہیں۔ انسان اپنی اختیاری چیزوں کی فکر کرے، غیر اختیاری چیزوں کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔

۱۸۲۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي».

۱۸۲۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص دنیا میں پیش آنے والی کسی مصیبت اور تکلیف کی بنا پر موت کی تمنا اور دعا نہ کرے بلکہ یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي...... خَيْرًا لِي] ”اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے، مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔“

فائدہ: اس حدیث سے بعض نے یہ استنباط کیا ہے کہ کسی دینی مصیبت یا دین کے نقصان کے خدشے کے پیش نظر موت کی دعا کی جا سکتی ہے (کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کی قید لگائی ہے۔) جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفۂ ثانی اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ سے موت کی دعا منقول ہے کیونکہ انھیں دین کا خطرہ تھا۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۱۸/ ۲۱۱-۲۱۳)

۱۸۲۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۱۰٤ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عند ابن حبان في صحيحه، ح: ۲٤٦۲، والحديث في الكبرٰى، ح: ۱۹٤٦.

١٨٢٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ح: وَأَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا لَا يَتَمَنّٰى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا الْمَوْتَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي».

۱۸۲۲-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! تم میں سے کوئی شخص پیش آنے والی تکلیف کی بنا پر موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر اسے لازماً موت کی خواہش کرنی ہے تو یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي...... خَيْرًا لِي] ”اے اللہ! جب تک زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔“

(المعجم ٢) - اَلدُّعَاءُ بِالْمَوْتِ (التحفة ٢)

باب:۲-موت کی دعا کرنا

١٨٢٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ - وَهُوَ الْبَصْرِيُّ - عَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَدْعُوا بِالْمَوْتِ وَلَا تَتَمَنَّوْهُ فَمَنْ كَانَ دَاعِيًا لَا بُدَّ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي».

۱۸۲۳-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”موت کی نہ دعا کرو اور نہ اس کی خواہش ہی کرو۔ جس شخص کو لازماً (اس قسم کی) دعا کرنی ہی ہو تو وہ یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ! أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي] ”اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب وفات میرے لیے بہتر ہو تو مجھے فوت کر دے۔“

١٨٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۱۸۲۴-حضرت قیس بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت

١٨٢٢ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء بالموت والحياة، ح: ٦٣٥١، ومسلم، الذكر والدعاء، باب كراهة تمني الموت لضر نزل به، ح: ٢٦٨٠ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٤٧.

١٨٢٣ـ أخرجه البخاري، المرض، باب تمني المريض الموت، ح: ٥٦٧١، ٦٣٥١، ومسلم، الذكر والدعاء، باب كراهة تمني الموت لضر نزل به، ح: ٢٦٨٠/ ١٠ من حديث ثابت البناني به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٤٨. * يونس هو ابن عبيد.

١٨٢٤ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء بالموت والحياة، ح: ٦٣٤٩ من حديث يحيى القطان، ومسلم ◄◄

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى خَبَّابٍ وَقَدِ اكْتَوَى فِي بَطْنِهِ سَبْعًا وَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ دَعَوْتُ بِهِ.

خباب ؓ کے پاس گیا (تو دیکھا کہ) انھوں نے اپنا پیٹ سات جگہ سے آگ سے داغا ہوا ہے۔ انھوں نے فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے روکا نہ ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا۔

فوائد ومسائل: ① اس دور میں آگ کے ساتھ داغنا بھی بعض بیماریوں کا علاج سمجھا جاتا تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے اسے اچھا نہیں سمجھا کیونکہ یہ انتہائی اذیت ناک ہے۔ انتہائی مجبوری کے وقت ہی جائز ہے۔ ② جس طرح موت کی خواہش، تمنا اور دعا جائز نہیں، اسی طرح موت کی کوشش، یعنی خودکشی بھی جائز نہیں ہے، اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ انسان اپنی زندگی یا جسم وروح کا مالک نہیں بلکہ یہ تو اس کے پاس امانت ہے اور امانت کی حفاظت کی جاتی ہے، اسے ضائع نہیں کیا جاتا۔

(المعجم ۳) - كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ (التحفة ۳)

باب: ۳- موت کو کثرت سے یاد کرنا

۱۸۲۵- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو، ح: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ».

۱۸۲۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لذتوں کو توڑ دینے والی (موت) کو خوب یاد کیا کرو۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَالِدُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں: (سند میں مذکور) محمد بن ابراہیم ابوبکر بن ابی شیبہ کے والد ہیں۔

ح: ۲٦٨١ (انظر الحديث السابق) من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹٤۹.

۱۸۲۵- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في ذكر الموت، ح: ۲۳۰۷، وابن ماجه، الزهد،

١٨٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيٰى، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَيِّتَ فَقُولُوا: خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ» فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَقُولُ؟ قَالَ: «قُولِي: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً». فَأَعْقَبَنِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ مُحَمَّدًا ﷺ.

١٨٢٦- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب تم میت کے ہاں جاؤ تو اچھی باتیں کرو کیونکہ فرشتے تمھاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔“ جب (میرے پہلے خاوند) حضرت ابوسلمہ ؓ فوت ہو گئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیسے دعا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”تو کہہ: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَنَا وَلَهُ وَ أَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً] ”اے اللہ! ہمیں اور اسے معاف فرما اور مجھے اس کا اچھا بدل عطا فرما۔“ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بعد حضرت محمد ﷺ عطا فرما دیے۔

فوائد و مسائل: ① یہاں حقیقتاً میت مراد ہے، یعنی جب تم کسی فوت شدہ شخص کے ہاں جاؤ تو نوحہ وغیرہ نہ کرو اور اپنے آپ کو بددعائیں نہ دو بلکہ اس کے لیے اچھی دعائیں کرو۔ ② کسی مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے: [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ! أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَ أَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا] ”ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کی جگہ بہتر بدل عطا فرما۔“ حضرت ام سلمہ ؓ نے حضرت ابوسلمہ ؓ کی وفات پر یہ دعا بھی پڑھی تھی۔ (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث:٩١٨)

(المعجم ٤) - بَابُ تَلْقِينِ الْمَيِّتِ (التحفة ٤)

باب:٤- قریب الوفات شخص کو کلمۂ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے

١٨٢٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا

١٨٢٧- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے قریب الموت اشخاص

باب ذكر الموت والاستعداد له، ح:٤٢٥٨ من حديث الفضل بن موسٰى به، وقال الترمذي: "غريب حسن"، وهو في الكبرٰى، ح:١٩٥٠، وصححه ابن حبان، ح:٢٥٥٩-٢٥٦٢، وحسنه المنذري.

١٨٢٦- أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند المريض والميت، ح:٩١٩ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:١٩٥١.

١٨٢٧- [صحيح] أخرجه مسلم، الجنائز، باب تلقين الموتى: لا إله إلا الله، ح:٩١٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:١٩٥٢، وأخرجه مسلم أيضًا من حديث بشر بن المفضل به. * عبدالعزيز هو ابن محمد الدراوردي.

عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ، ح: وَأَخبرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

کو[لا إله إلا الله] پڑھنے کی تلقین کرو۔"

فوائد ومسائل: ① تلقین سے مراد یہ ہے کہ اسے کلمہ طیبہ پڑھنے کا کہا جائے' دھیمے لب و لہجے میں اس کی ترغیب دی جائے' یا صورت حال کی سنگینی کے پیش نظر کم از کم اس کے پاس بیٹھ کر کلمہ طیبہ پڑھا جائے تاکہ سن کر وہ بھی پڑھے لیکن اسے اصرار کے ساتھ کلمہ پڑھنے کو نہ کہا جائے کہ کہیں وہ اکتاہٹ اور تکلیف وگھبراہٹ کی بنا پر انکار نہ کر دے اور جب وہ ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھ لے تو پھر تلقین نہ کی جائے' ہاں اگر بعد میں وہ کوئی دنیوی کلام کرے تو پھر تلقین کی جائے۔ مقصد یہ ہے کہ موت سے پہلے آخری بات کلمہ طیبہ ہو۔ ② بعض لوگ میت کو دفنانے کے بعد قبر پر اسے تلقین کرتے ہیں تاکہ وہ فرشتوں کو کلمہ طیبہ کے ساتھ جواب دے سکے مگر یہ معنی درست نہیں' نہ یہ صحابہ کا معمول تھا۔ اس بارے میں ایک ضعیف روایت بھی وارد ہے۔ سلف کے عمل کے خلاف ضعیف روایت پر عمل جائز نہیں۔

۱۸۲۸- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

۱۸۲۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے قریب مرگ اشخاص کو [لا إله إلا الله] کی تلقین کرو۔"

(المعجم ٥) - بَابُ عَلَامَةِ مَوْتِ الْمُؤْمِنِ (التحفة ٥)

باب:۵- مومن کی موت کی نشانی

۱۸۲۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۱۸۲۹- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ

۱۸۲۸ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٥٣.

۱۸۲۹ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء أن المؤمن يموت بعرق الجبين، ح: ٩٨٢ عن محمد بن◄◄

حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَوْتُ الْمُؤْمِنِ بِعَرَقِ الْجَبِينِ».

ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی موت پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے۔''

فائدہ: ''پیشانی کا پسینہ'' جبین عربی زبان میں پیشانی کے اطراف کو کہتے ہیں مگر یہاں پوری پیشانی مراد ہے کیونکہ پسینہ پیشانی پر زیادہ آتا ہے۔ اس حدیث میں مومن کی موت کی نشانی پیشانی کا پسینہ بتلایا گیا ہے۔ یا تو یہ پسینہ نزع روح کی شدت کی بنا پر ہوتا ہے تاکہ اس کے باقی گناہ بھی اس شدت کے بدلے میں معاف ہو جائیں اور وہ پاک صاف ہو کر فوت ہو۔ یا یہ پسینہ اس شرمندگی کا نتیجہ ہے جو مومن کو اللہ کی ملاقات کے تصور سے لاحق ہوتی ہے کہ میں گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو کیسے ملوں گا؟ ظاہر ہے ایسا تصور مومن ہی کر سکتا ہے۔ منافق تو اس وقت بھی دنیا کے فکر و غم میں مدہوش ہوتا ہے۔ پسینے کی کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکتے۔ بہرصورت یہ مومن کی نشانی ہے۔ بعض حضرات نے اسے شدت سے استعارہ قرار دیا ہے' یعنی مومن مشقت و محنت کرتا کرتا فوت ہوتا ہے۔ یا تو نیکی کے لیے یا رزق کے لیے' یعنی مومن آرام و راحت سے زندگی نہیں گزارتا بلکہ کام کرتا رہتا ہے۔ کبھی دین کا' کبھی دنیا کا۔ واللہ أعلم۔

١٨٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنِ [ابْنِ بُرَيْدَةَ]، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ».

۱۸۳۰- حضرت بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''مومن ماتھے کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔''

(المعجم ٦) - شِدَّةُ الْمَوْتِ (التحفة ٦)

باب:٦-موت کی سختی

١٨٣١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ

۱۸۳۱- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

◄◄ بشار به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٦١، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرى، ح: ١٩٥٤. * يحيى هو القطان، وانظر الحديث الآتي.

١٨٣٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، ح: ٩٨٢، وابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في المؤمن يؤجر في النزع، ح: ١٤٥٢ من حديث عبدالله بن بريدة به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٥٥، وانظر الحديث الآتي برقم: ١٩٣٧.

١٨٣١ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٤٦ عن عبدالله بن يوسف به، وهو في ◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ.

ﷺ میری آغوش میں فوت ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات دیکھنے کے بعد میں کسی کے لیے موت کی سختی کو ناپسند نہیں کرتی۔

فائدہ: موت بذات خود سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز ہے۔ اس کے مقابلے میں دیگر تکالیف ہیچ ہیں۔ مومن کو اس تکلیف کا بھی ثواب ملتا ہے اور اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں' لہٰذا اس کے لیے موت کی سختی رحمت بن جاتی ہے جبکہ وہ کافر ومنافق کے لیے عذاب ہے' لہٰذا موت کی سختی یا نرمی کسی کے ایمان وکفر یا نفاق وفسق کی نشانی نہیں' موت کی سختی یا تکلیف صرف متعلقہ شخص ہی جانتا ہے' دیکھنے والا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا۔ جب موت کا عمل (فرشتوں والا) شروع ہو جاتا ہے تو پھر اس شخص کو ہوش نہیں رہتا کہ وہ موت کی سختی بیان کر سکے۔ (أَسْتَغْفِرُ اللّٰه)

(المعجم ۷) - اَلْمَوْتُ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ (التحفة ۷)

باب:۷- پیر کے دن کی موت

۱۸۳۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ كَشْفُ السِّتَارَةِ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَرْتَدَّ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ امْكُثُوا وَأَلْقَى السِّجْفَ، وَتُوُفِّيَ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، وَذٰلِكَ يَوْمُ

۱۸۳۲- حضرت انس ؓ (خادم خاص) بیان کرتے ہیں کہ آخری نگاہ جو میں نے رسول اللہ ﷺ پر ڈالی' یوں تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے (دروازے کا) پردہ ہٹایا جبکہ لوگ (صبح کی نماز میں) حضرت ابوبکر ؓ کے پیچھے صفوں میں کھڑے تھے۔ حضرت ابوبکر نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا (کہ شاید آپ تشریف لانا چاہتے ہیں) تو آپ نے سب کو اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہ نماز پڑھتے رہو

◄◄ الكبرٰى، ح: ۱۹۵٦. * الليث هو ابن سعد، وشيخه يزيد بن عبدالله بن الهاد.

۱۸۳۲- أخرجه مسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام - إذا عرض له عذر من مرض وسفر وغيرهما - من يصلي بالناس ... الخ، ح: ۹۹/٤۱۹ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الأذان، باب هل: يلتفت لأمر ينزل به؟ ... الخ، ح: ۷٥٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹٥۷.

الِاثْنَيْنِ.

(کیونکہ سب آپ کی طرف دیکھنے لگے تھے) اور آپ نے پردہ گرا دیا اور پھر آپ اسی دن کے آخر میں فوت ہو گئے۔ یہ پیر کے دن کی بات ہے۔

فوائد و مسائل: ① محبوب ربّ کریم کے چہرۂ انور کی (حالت زندگی میں) آخری زیارت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے یادگار بن گئی جسے وہ محبت اور افسوس کے ملے جلے جذبات سے یاد کرتے رہے۔ کس قدر سعادت سے بہرہ ور تھے وہ لوگ جنھیں یہ نادر موقع نصیب ہوا۔ ② مومن کے لیے سوموار کی وفات کی خواہش اس کی نبی ﷺ سے عقیدت و محبت کی نشانی ہے۔ ③ ضرورت کے تحت دروازوں پر پردے لٹکائے جا سکتے ہیں۔ ④ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امامت کے لیے تقرر آپ کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے نیز رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ تھا۔

(المعجم ٨) - اَلْمَوْتُ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ (التحفة ٨)

باب:۸- اپنی پیدائش کے مقام سے باہر فوت ہونا

۱۸۳۳- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا لَيْتَهُ مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ». قَالُوا: وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ قِيسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ إِلٰى مُنْقَطَعِ أَثَرِهِ فِي الْجَنَّةِ».

۱۸۳۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا جو پیدا بھی وہیں ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا، پھر فرمایا: ”کاش کہ یہ اپنی پیدائش والی جگہ سے باہر فوت ہوتا۔“ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ”آدمی جب اپنی پیدائش کی جگہ سے دور فوت ہوتا ہے تو جنت میں اسے اس کی پیدائش گاہ سے موت کی جگہ تک کا فاصلہ ناپ کر جنت دی جاتی ہے۔“

فائدہ: یہ عام بات ہے۔ باقی رہا مدینہ منورہ میں فوت ہونا تو یہ بہت بڑی سعادت ہے جو اس بیان شدہ فضیلت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ مطلب نہیں کہ یہ شخص مدینہ منورہ سے باہر فوت ہوتا بلکہ اس کا

۱۸۳۳۔ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء فيمن مات غريبًا، ح: ١٦١٤ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٥٨، وصححه ابن حبان (الموارد)، ح: ٧٢٩.

مطلب یہ ہے کہ کاش یہ مدینہ کا پیدائشی نہ ہوتا۔ کسی اور جگہ پیدا ہو کر یہاں ہجرت کرتا اور پھر مدینہ منورہ میں فوت ہوتا کیونکہ مدینے میں وفات کی فضیلت تو احادیث میں وارد ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجه' المناسك' حدیث:۳۱۱۲' ومسند أحمد:۲/۷۴) اور یہ مومن کے لیے بڑی سعادت ہے۔ یاد رہے کہ ہر سعادت کے حصول کے لیے صحیح ایمان شرط ہے ورنہ ہر چیز بے کار ہے۔

(المعجم ۹) - بَابُ مَا يَلْقَى بِهِ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْكَرَامَةِ عِنْدَ خُرُوجِ نَفْسِهِ (التحفة ۹)

باب:۹- مومن کے ساتھ اس کی روح نکلتے وقت عزت افزا سلوک کیا جاتا ہے

١٨٣٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ قُسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيرَةٍ بَيْضَاءَ فَيَقُولُونَ: اُخْرُجِي رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً عَنْكِ إِلَى رَوْحِ اللهِ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ، فَتَخْرُجُ كَأَطْيَبِ رِيحِ الْمِسْكِ، حَتَّى أَنَّهُ لَيُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ بَابَ السَّمَاءِ فَيَقُولُونَ مَا أَطْيَبَ هٰذِهِ الرِّيحَ الَّتِي جَاءَتْكُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ بِهِ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَهُمْ أَشَدُّ فَرَحًا بِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ بِغَائِبِهِ يَقْدَمُ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُونَهُ: مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ فَيَقُولُونَ: دَعُوهُ، فَإِنَّهُ كَانَ فِي غَمِّ الدُّنْيَا فَإِذَا قَالَ: أَمَا

۱۸۳۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب مومن کو موت آنے لگتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی لباس لے کر اس کے پاس آ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے مومن روح! نکل آ۔ تو اللہ تعالیٰ سے راضی، اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی۔ اور چل اللہ کی رحمت و مہربانی کی طرف اور پہنچ ایسے رب کے پاس جو تجھ پر قطعاً ناراض نہیں ہے۔ تو وہ انتہائی خوشبودار، پاکیزہ کستوری جیسی مہک کے ساتھ نکل آتی ہے حتی کہ فرشتے (خوشی اور سرور سے) اسے ایک دوسرے کو پکڑاتے (ہاتھوں ہاتھ لیتے) ہیں اور اسی طرح وہ اسے آسمان کے دروازے تک لے جاتے ہیں۔ آسمان والے فرشتے کہتے ہیں: کس قدر خوشبودار ہے یہ روح جو تم زمین سے لائے ہو!۔ پھر وہ اسے (پہلے سے فوت شدہ) مومنین کی روحوں کے پاس لے آتے ہیں۔ اللہ کی قسم! وہ اس کے آنے پر اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ تم

١٨٣٤- [صحيح] أخرجه البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ٣٤ (بتحقيقي) من حديث معاذ بن هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٥٩، وصححه ابن حبان، ح: ٧٣٣، والحاكم: ١/ ٣٥٢، ٣٥٣، ووافقه الذهبي، وله شواهد عند مسلم، ح: ٢٨٧٢/ ٧٥، والبيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ١٩، ٣٣ وغيرهما.

أَتَاكُمْ؟ قَالُوا: ذُهِبَ بِهِ إِلٰى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِمِسْحٍ فَيَقُولُونَ: أُخْرُجِي سَاخِطَةً مَسْخُوطًا عَلَيْكِ إِلٰى عَذَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَتَخْرُجُ كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ، حَتّٰى يَأْتُونَ بِهِ بَابَ الْأَرْضِ فَيَقُولُونَ: مَا أَنْتَنَ هٰذِهِ الرِّيحَ! حَتّٰى يَأْتُونَ بِهِ أَرْوَاحَ الْكُفَّارِ».

اپنے کسی غائب شخص کے آنے پر اتنے خوش نہیں ہوتے‘ پھر وہ (پہلے مومن) اس سے پوچھتے ہیں: فلاں کا کیا حال ہے؟ فلاں کا کیا حال ہے؟ پھر وہ (آپس میں) کہتے ہیں: چھوڑو اسے وہ تو دنیا کے غم وفکر میں تھا۔ جب وہ روح کہتی ہے کہ کیا وہ تمھارے پاس نہیں آیا؟ (یعنی وہ تو کب کا مر چکا ہے) تو وہ کہتے ہیں: اوہو! اسے اس کے جہنمی ٹھکانے کی جانب لے جایا گیا ہے۔ (اس کے مقابلے میں) جب کافر کو موت آتی ہے تو عذاب کے فرشتے گندا بدبودار ٹاٹ لے کر اس کے پاس آجاتے ہیں اور (غصے سے) کہتے ہیں: نکل ادھر‘ تو بھی ناراض اور تیرا اللہ بھی تجھ پر ناراض۔ چل اللہ عزوجل کے عذاب کی طرف۔ تو وہ انتہائی بدبودار مردار لاش کے بھبوکے کے ساتھ نکلتی ہے حتی کہ وہ اسے زمین کے دروازے پر لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں: کس قدر بدبودار ہے یہ! حتی کہ وہ اسے (پہلے سے مرے ہوئے) کافروں کی روحوں میں لے جاتے ہیں۔‘‘



فوائد ومسائل: ① ’’ایک دوسرے کو پکڑاتے ہیں‘‘ جس طرح نومولود بچے کو اس کے رشتے دار بڑی خوشی کے ساتھ پکڑ پکڑ کر دیکھتے ہیں۔ معلوم ہوا روح ایک حقیقت ہے اور جسم سے الگ ایک چیز ہے۔ اس کا اپنا وجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ نظر نہیں آتی کیونکہ بہت لطیف ہے۔ اگر ہوا‘ باوجود اس جہان کی چیز ہونے کے نظر نہیں آتی مگر ایک حقیقت ہے تو روح کے نظر نہ آنے پر کیا تعجب ہے؟ ② ’’چھوڑو اس کو‘‘ اس سے مراد نئی روح بھی ہوسکتی ہے کہ تم اسے زیادہ سوال وجواب سے پریشان نہ کرو۔ ابھی وہ دنیا کے غم میں ہے۔ ③ مومن آدمی کی موت کے وقت رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اسے بشارتیں سناتے ہیں۔

(المعجم ١٠) - فِيمَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- جو شخص اپنے رب کی ملاقات کا خواہش مند ہو

١٨٣٥- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْدِ - وَهُوَ عَبْثَرُ بْنُ الْقَاسِمِ - عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِىءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ» قَالَ شُرَيْحٌ: فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثًا إِنْ كَانَ كَذٰلِكَ فَقَدْ هَلَكْنَا قَالَتْ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ» وَلٰكِنْ لَيْسَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، قَالَتْ: قَدْ قَالَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَيْسَ بِالَّذِي تَذْهَبُ إِلَيْهِ وَلٰكِنْ إِذَا طَمَحَ الْبَصَرُ وَحَشْرَجَ الصَّدْرُ وَاقْشَعَرَّ الْجِلْدُ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ.

۱۸۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔“ (حضرت ابوہریرہ کے شاگرد) حضرت شریح نے کہا: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: اے ام المومنین! میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسی حدیث بیان کرتے سنا ہے اگر وہ صحیح ہے تو ہم تو مارے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ کون سی حدیث ہے؟ (میں نے کہا:) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔“ جبکہ ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے؟ (اور موت کے بغیر اللہ تعالیٰ سے ملاقات ممکن نہیں؟) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حقیقتاً یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ نے فرمائے ہیں لیکن اس کا وہ مطلب نہیں جو تم نے سمجھا ہے بلکہ یہ اس وقت ہے جب نظر اوپر اٹھ جائے اور سانس سینے میں اٹکنے لگے اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور وہ کانپنے لگے۔ (یعنی نزع روح کا عمل شروع ہو جائے) اس وقت جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی

١٨٣٥ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه ... الخ، ح: ٢٦٨٥ من حديث أبي زبيد به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٦٠.

ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو شخص اس وقت اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔

فوائد ومسائل: ① جب موت کا وقت قریب آجائے' فرشتے نظر آنے لگیں اور اپنا کام شروع کر دیں تو اس وقت مومن خوش ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی [اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلٰى] اور کافر' منافق اس وقت اپنی سابقہ کارگزاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے گھبراتا ہے کیونکہ اس وقت موت کا یقین ہو جاتا ہے۔ ورنہ زندگی میں تو ہر شخص ہی موت کو ناپسند کرتا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی محبت کا مطلب موت کی تمنا کرنا نہیں۔ موت کی تمنا کے بغیر بھی اللہ سے ملاقات کی محبت ممکن ہے۔ موت کی تمنا کا تعلق معمول کی زندگی سے ہے۔ اور اللہ سے ملاقات کی محبت کا تعلق موت کے وقت سے ہے۔

١٨٣٦- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، ح: وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ اللهُ تَعَالٰى: إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ».

۱۸۳۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ میری ملاقات کو پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہوں اور جب وہ میری ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہوں۔''

١٨٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ

۱۸۳۷- حضرت عبادہ (بن صامت) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کی خواہش کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کی

١٨٣٦_ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿يريدون أن يبدلوا كلام الله﴾، ح: ٧٥٠٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٤٠، والكبرى، ح: ١٩٦١.

١٨٣٧_ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه . . . الخ، ح: ٢٦٨٣ عن محمد بن المثنى، والبخاري، الرقاق، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ح: ٦٥٠٧ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٦٢.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ».

خواہش کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔"

١٨٣٨- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ».

۱۸۳۸- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا چاہتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا نہیں چاہتا۔"

١٨٣٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، ح: وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ خَالِدِ ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ» زَادَ عَمْرٌو فِي حَدِيثِهِ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَرَاهِيَةُ لِقَاءِ اللهِ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ؟ كُلُّنَا يَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ: «ذَاكَ عِنْدَ مَوْتِهِ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللهِ وَمَغْفِرَتِهِ

۱۸۳۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص (نزع کے وقت) اللہ تعالیٰ سے ملنا اچھا سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا اچھا سمجھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا برا سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا برا سمجھتا ہے۔" کہا گیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرنے کا مطلب موت کو ناپسند کرنا ہے؟ ہم میں سے تو ہر شخص موت کو ناپسند کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ موت کے وقت کی بات ہے کہ جب مومن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کی خوش خبری دی جاتی ہے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملنا چاہتا ہے اور جب کافر کو

١٨٣٨- انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٦٣، وأخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء فيمن أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ح: ١٠٦٦ عن أبي الأشعث (أحمد بن المقدام العجلي) به.

١٨٣٩- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه ... الخ، ح: ٢٦٨٤ من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الرقاق، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ح: ٦٥٠٧ تعليقًا من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٦٤.

أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ وَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَإِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ».

اللہ کے عذاب کی اطلاع دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔"

فائدہ: موت اگرچہ اذیت ناک چیز ہے مگر مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کے دیدار اور ملاقات کا شوق اور بخشش ورحمت کی بشارت موت کی سختی پر غالب آ جاتی ہے اور کافر کے لیے موت کی اذیت کے علاوہ عذاب وسزا کا تصور بڑا دہشت ناک بن جاتا ہے' لہٰذا وہ موت کے وقت بھی مرنا نہیں چاہتا۔

(المعجم ١١) - تَقْبِيلُ الْمَيِّتِ (التحفة ١١)

باب:۱۱-میت کو بوسہ دینا

١٨٤٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَي النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ.

۱۸۴۰-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی کو) بوسہ دیا۔

١٨٤١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ.

۱۸۴۱-حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ نے نبی ﷺ کو بوسہ دیا جبکہ آپ فوت ہو چکے تھے۔

١٨٤٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ: قَالَ

۱۸۴۲-حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے مجھے خبر دی کہ (جب رسول اللہ ﷺ فوت

١٨٤٠ـ[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٦٥، والحديث الآتي شاهد له.

١٨٤١ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٥٥ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٦٦.

١٨٤٢ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت . . . الخ، ح: ١٢٤١ من حديث عبدالله ابن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٦٨.

الزُّهْرِيُّ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَقْبَلَ عَلٰى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتّٰى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُسَجًّى بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ فَبَكٰى، ثُمَّ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَاللهِ! لَا يَجْمَعُ اللهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَبَدًا أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مِتَّهَا.

ہو گئے تو) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سُنُح مقام پر واقع اپنے گھر سے گھوڑے پر آئے (تاکہ جلدی پہنچ سکیں) یہاں تک کہ وہ گھوڑے سے اترے اور مسجد میں داخل ہوئے اور کسی سے بات چیت نہیں کی حتی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کو ایک دھاری دار یمنی چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ انھوں نے آپ کے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا، پھر جھک کر آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور رونے لگے، پھر کہا: میرا باپ آپ پر قربان! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو دفعہ موت طاری نہیں کرے گا۔ جو موت آپ کے لیے مقدر تھی، وہ آپ کو آ چکی۔

فوائد و مسائل: ① ان الفاظ کا مقصد ان لوگوں کو تنبیہ کرنا تھا جو شدت غم کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ابھی فوت نہیں ہوئے، بے ہوش ہیں۔ یا جو لوگ آپ کی وفات کو عارضی خیال کرتے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں گویا آپ پر ایک اور موت آنی تھی۔ اور یہ ناممکن ہے کہ آپ دو دفعہ فوت ہوں۔ ② باب کا مقصد یہ ہے کہ مومن موت سے پلید نہیں ہو جاتا بلکہ پاک رہتا ہے، لہٰذا اسے بوسہ دینا اور چھونا جائز ہے جبکہ بعض فقہاء میت کو پلید کہتے ہیں لیکن یہ درست نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: [اَلْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيًّا وَّلَا مَيِّتًا] ”مومن زندہ ہو یا فوت شدہ، پلید نہیں ہوتا۔“ (صحیح البخاري، الجنائز، باب غسل المیت ووضوئه بالماء والسدر، بعد الحدیث: ۱۲۵۳، ومختصر صحیح البخاري للألباني، رقم الأثر: ۲۳۹) ہاں کافر مر جائیں تو پلید ہیں۔ ③ میت پر رونا جائز ہے، واویلا، چیخ و پکار اور جاہلیت کی آہ و بکا درست نہیں۔

(المعجم ۱۲) - تَسْجِيَةُ الْمَيِّتِ (التحفة ۱۲)

باب: ۱۲- میت کو ڈھانپنا

١٨٤٣- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۱۸۴۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ

١٨٤٣- أخرجه البخاري، الجنائز، باب: (٣٤)، ح: ١٢٩٣، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله ابن عمرو بن حرام والد جابر رضي الله تعالى عنهما، ح: ٢٤٧١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٦٩.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: جِيءَ بِأَبِي يَوْمَ أُحُدٍ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَدْ سُجِّيَ بِثَوْبٍ فَجَعَلْتُ أُرِيدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُفِعَ فَلَمَّا رُفِعَ سَمِعَ صَوْتَ بَاكِيَةٍ فَقَالَ: «مَنْ هٰذِهِ؟» فَقَالُوا: هٰذِهِ بِنْتُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو قَالَ: «فَلَا تَبْكِي»، أَوْ: «فَلِمَ تَبْكِي مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ».

احد کے دن میرے باپ کی میت اس حال میں لائی گئی کہ ان کا چہرہ بگاڑ دیا گیا تھا۔ (کافروں نے ان کے چہرے کے اعضاء کاٹ ڈالے تھے۔) تو ان کی میت رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دی گئی اور اسے ایک کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ میں منہ سے کپڑا اٹھانے کی کوشش کرتا تھا تو میری قوم کے لوگ مجھے روکتے تھے۔ آخر نبی ﷺ نے میت اٹھانے کا حکم دیا۔ جب میت اٹھائی گئی تو آپ نے ایک عورت کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا: ”یہ کون ہے؟“ لوگوں نے کہا: یہ عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن ہے۔ آپ نے فرمایا: ”نہ رو“ یا فرمایا: ”کیوں روتی ہے؟ میت کے اٹھائے جانے تک فرشتوں نے اسے اپنے مبارک پروں سے سایہ کیے رکھا۔“

فوائد ومسائل: ① ”عمرو کی بیٹی“ اس صورت میں یہ جابر کے شہید والد کی بہن تھیں اور اگر وہ عمرو کی بہن تھیں تو جابر کے والد کی پھوپھی تھیں۔ پہلی بات صحیح ہے کہ وہ شہید کی بہن تھیں...... رضی اللہ عنہما...... دراصل یہ کسی راوی کو شک ہے کہ وہ عمرو کی بیٹی تھی یا عمرو کی بہن۔ ② ”سایہ کیے رکھا“ مطلب یہ ہے کہ اتنے شرف والی شہادت پر آہ وزاری مناسب نہیں اگرچہ دل اور آنکھیں تو غم کرتے ہیں۔ ③ وفات کے بعد میت کو کپڑے سے ڈھانپ دینا چاہیے تاکہ اگر موت کی وجہ سے اس کے چہرے وغیرہ میں کوئی تغیر آیا ہو تو نظر نہ آئے۔ غسل وتکفین کے بعد جب اسے صاف ستھرا کر کے حتی الامکان خوب صورت بنا دیا جاتا ہے اس وقت اسے لوگوں کے سامنے چہرہ دیکھنے کے لیے رکھا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور میں کسی قسم کے تغیر کا امکان نہیں تھا اس لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غسل وتکفین سے پہلے بھی آپ کو دیکھا اور بوسہ دیا...... رضی اللہ عنہ......

(المعجم ١٣) - فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- میت پر رونا

١٨٤٤- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ:

۱۸۴۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

١٨٤٤ـ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧٣، والترمذي في الشمائل، ح: ٣٠٨،٣٢٥ من حديث عطاء به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧٠. * أبوالأحوص تابعه سفيان الثوري، وأبوإسحاق (أحمد: ١/ ٢٦٨)، وإسرائيل (أحمد: ١/ ٢٩٧).

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا حُضِرَتْ بِنْتٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ صَغِيرَةٌ فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَضَمَّهَا إِلٰى صَدْرِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَقَضَتْ وَهِيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَبَكَتْ أُمُّ أَيْمَنَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أُمَّ أَيْمَنَ! أَتَبْكِينَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَكِ؟» فَقَالَتْ: مَا لِي لَا أَبْكِي وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَبْكِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَسْتُ أَبْكِي وَلٰكِنَّهَا رَحْمَةٌ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ بِخَيْرٍ عَلٰى كُلِّ حَالٍ تُنْزَعُ نَفْسُهُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ».

رسول اللہ ﷺ کی ایک چھوٹی بیٹی کی وفات کا وقت آیا' رسول اللہ ﷺ نے اسے اٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا' پھر اپنا دست مبارک اس پر رکھا۔ بالآخر وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے فوت ہو گئیں۔ حضرت ام ایمن ؓ رونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام ایمن! تم روتی ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ تمھارے پاس ہیں؟'' انھوں نے عرض کیا: میں کیوں نہ روؤں جبکہ رسول اللہ ﷺ رو رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں (تمھاری طرح) نہیں رو رہا بلکہ میرا رونا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بنا پر ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن ہر حال میں بہتر رہتا ہے (حتی کہ) اس کی جان نکل رہی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کرتا ہوتا ہے۔''

فائدہ: دراصل رسول اللہ ﷺ صرف آنسوؤں سے رو رہے تھے اور حضرت ام ایمن ؓ (آپ کی پرورش کنندہ) آواز کے ساتھ رو رہی تھیں' اس لیے آپ نے انھیں روکا۔ باقی رہا آنسوؤں سے رونا تو یہ تو صدمے کے موقع پر فطری امر ہے۔ انسان کو اتنا کٹھور دل نہیں ہونا چاہیے کہ صدمات خصوصاً موت سے بھی متاثر نہ ہو۔ آنسوؤں سے رونا اس رحمت کا نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں رکھی ہے۔ اس سے انکار فطرت انسانیہ کا انکار ہے' پھر اس میں شکایت کا پہلو بھی ہے اور مومن رب العالمین کی شکایت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ وہ تو مرتے ہوئے بھی رب العالمین کی تعریفیں کرتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا.

١٨٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ فَاطِمَةَ بَكَتْ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ مَاتَ

۱۸۴۵- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو (آپ کی لخت جگر) حضرت فاطمہ ؓ رونے لگیں۔ ساتھ ساتھ کہہ رہی تھیں: ہائے میرے ابا جان! جو اپنے رب سے کس قدر قریب

١٨٤٥_ أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ٤٤٦٢ من حديث ثابت بن أسلم البناني به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧١.

فَقَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ! مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهُ! يَا أَبَتَاهُ! إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ يَا أَبَتَاهُ! جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ.

تھے۔ہائے میرے ابا جان! جن کی وفات کی اطلاع ہم حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی دیتے ہیں۔ ہائے میرے ابا جان! جن کا ٹھکانا جنت الفردوس بن چکا۔

فوائد ومسائل: ① مصنوعی آواز کے ساتھ رونا اور ہے اور قدرتی آنسوؤں کے ساتھ روتے ہوئے نیک باتیں کرنا کہ میت میں حقیقتاً وہ پائی بھی جاتی ہوں تو یہ اور چیز ہے۔ پہلی بات منع ہے' دوسری جائز' اور یہ خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنسوؤں سے روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ' جبریل علیہ السلام اور رب تعالیٰ کا ذکر فرما رہی تھیں اور یہ ان کا حق تھا۔ ② جبریل علیہ السلام کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع دینا اظہار غم ہی کا ایک طریقہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کے بہت قریبی تھے' حضر وسفر' لیل ونہار' عسر ویسر اور خوشی وغمی کے ساتھی تھے۔

١٨٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ: فَجَعَلْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ وَأَبْكِي وَالنَّاسُ يَنْهَوْنِي وَرَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَنْهَانِي، وَجَعَلَتْ عَمَّتِي تَبْكِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَبْكِيهِ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ».

۱۸۴۶-حضرت جابر (بن عبداللہ) رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میرے والد محترم رضی اللہ عنہ اُحد کے دن شہید ہوئے۔ میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا تھا اور روتا تھا' لوگ مجھے روکتے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ مجھے نہیں روکتے تھے۔ میری پھوپھی محترمہ (آواز سے) رونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر نہ رو۔ تمھارے اٹھانے تک فرشتوں نے برابر اس کو اپنے پروں کے ساتھ سایہ کیے رکھا۔'' (رضي الله عنه وأرضاه)

(المعجم ١٤) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴-(میت پر آواز کے ساتھ) رونے کی ممانعت

١٨٤٧- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۱۸۴۷-حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی

١٨٤٦ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت . . . الخ، ح: ١٢٤٤، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن عمرو بن حرام والد جابر رضي الله تعالى عنهما، ح: ٢٤٧١/ ١٣٠ من حديث شعبة بن الحجاج به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧٢.

١٨٤٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في فضل من مات في الطاعون، ح: ٣١١١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٣٣، ٢٣٤، والكبرٰى، ح: ١٩٧٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٦١٦، ◄◄

عُتْبَةَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ أَنَّ عَتِيكَ ابْنَ الْحَارِثِ - وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ، أَبُو أُمِّهِ - أَخْبَرَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَتِيكٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ يَعُودُ عَبْدَاللهِ بْنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ عَلَيْهِ فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «قَدْ غُلِبْنَا عَلَيْكَ أَبَا الرَّبِيعِ» فَصِحْنَ النِّسَاءُ وَبَكَيْنَ فَجَعَلَ ابْنُ عَتِيكٍ يُسَكِّتُهُنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعْهُنَّ فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ» قَالُوا: وَمَا الْوُجُوبُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «اَلْمَوْتُ»، قَالَتِ ابْنَتُهُ: إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا قَدْ كُنْتَ قَضَيْتَ جِهَازَكَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَيْهِ عَلٰى قَدْرِ نِيَّتِهِ وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ؟» قَالُوا: اَلْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: اَلْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْهَدَمِ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرَقِ شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدَةٌ».

ﷺ حضرت عبداللہ بن ثابت ؓ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے تو انھیں موت کی بے ہوشی میں پایا۔ آپ نے انھیں پکارا مگر وہ جواب نہ دے سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے [إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ] پڑھا اور فرمایا: ''اے ابوالربیع! ہم تمھارے معاملے میں بے بس ہیں (ورنہ ہم تو تمھاری زندگی کے خواہش مند ہیں)۔'' یہ سن کر عورتیں چیخ پکار کرنے لگیں۔ جابر بن عتیک انھیں چپ کرانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو لیکن جب واجب ہو جائے تو پھر کوئی عورت (آواز سے) نہ روئے۔'' لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! واجب ہونا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''موت۔'' ان کی بیٹی کہنے لگی: اباجان! مجھے تو امید تھی کہ آپ شہید ہوں گے کیونکہ آپ نے اپنا سامانِ جہاد تیار کر رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کی نیت کے مطابق ان کا ثواب لکھ دیا ہے۔ (پھر حاضرین سے پوچھا:) تم شہادت کسے سمجھتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کے راستے میں مارے جانے کے علاوہ بھی شہادت کی سات صورتیں ہیں: طاعون سے مر جانے والا شہید ہے۔ پیٹ کی تکلیف سے مر جانے والا بھی شہید ہے۔ غرق ہو کر مرنے والا بھی شہید ہے۔ دب کر مر جانے والا بھی شہید ہے۔ اندرونی پھوڑے (کینسر و سرطان وغیرہ) سے مر جانے والا بھی شہید ہے۔ آگ میں جل کر مر جانے والا بھی

◀◀ والحاكم: ١/ ٣٥٢، ٣٥٣، ووافقه الذهبي، وقال النووي "وهو صحيح باتفاق، وإن لم يخرجه الشيخان".

شہید ہے اور زچگی کے دوران میں مر جانے والی عورت بھی شہید ہے۔"

فوائد ومسائل: ① "جب وہ مر جائے تو پھر کوئی نہ روئے" کیونکہ نوحہ وبین مرنے کے بعد ہوتے ہیں' پہلے نہیں' لہٰذا کسی کی موت سے پہلے گھر والے رو سکتے ہیں کیونکہ رونا منع نہیں بلکہ نوحہ اور شکوہ شکایت منع ہے۔ جو موت کے بعد ہی ہوتے ہیں۔ ② "شہادت فی سبیل اللہ" کے علاوہ شہادت کی سات صورتیں اور ہیں جن کی اس حدیث میں صراحت ہے۔ انھیں کس وجہ سے شہادت فی سبیل اللہ کے درجے میں رکھا گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمیں بہرحال اس پر یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ حدیث میں مذکور افراد کو شہداء کے درجے سے سرفراز فرمائے گا۔ ③ "سات صورتیں" بعض دیگر احادیث میں انفرادی طور پر شہادت کی اور بھی کئی صورتیں ذکر کی گئی ہیں۔ وہ اس روایت کے منافی نہیں کیونکہ سات میں زائد کی نفی نہیں۔ گویا بطور مثال یہ سات ذکر کی ہیں' ورنہ اور بھی ہیں۔ ④ مریض کی عیادت کرنا ثواب کا کام ہے' نیز اس سے مریض کی دل جوئی ہوتی ہے۔ ⑤ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے' اس لیے اگر آدمی نے کسی کام کی نیت کی ہوئی ہو اور اس کے لیے تیاری مکمل ہے لیکن اسے کرنے کا موقع نہیں ملا' تو اسے اس کی نیت کے مطابق اس کام کے کرنے کا اجر مل جائے گا۔ ⑥ عالم کو چاہیے کہ مسئلہ سمجھانے کا ایسا انداز اپنائے کہ سامعین کے دل میں وہ راسخ ہو جائے' کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے۔ ⑦ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر فضل عظیم ہے کہ اس نے اس کے لیے شہادت کے کئی اسباب بنائے تاکہ یہ امت ان کی بنا پر بلند درجات حاصل کر سکے۔

١٨٤٨- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أَتٰى نَعْيُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ، جَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ

۱۸۴۸- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ' جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ ؓ کی (غزوۂ موتہ میں) شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ (مسجد میں) بیٹھ گئے۔ آپ کے چہرۂ مبارک پر غم کے آثار ہویدا تھے۔ میں دروازے کی جھری (درز) سے دیکھ رہی تھی کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: جعفر (کے گھر) کی عورتیں (اونچی اونچی) رو رہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ

١٨٤٨- أخرجه مسلم، الجنائز، باب التشديد في النياحة، ح: ٩٣٥ من حديث ابن وهب، والبخاري، الجنائز، باب ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك، ح: ١٣٠٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧٤.

صِتْرِ الْبَابِ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ يَبْكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِنْطَلِقْ فَانْهَهُنَّ» فَانْطَلَقَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ فَأَبَيْنَ أَنْ يَنْتَهِينَ. فَقَالَ: «اِنْطَلِقْ فَانْهَهُنَّ»، فَانْطَلَقَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ، فَأَبَيْنَ أَنْ يَنْتَهِينَ. فَقَالَ: «فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ». فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: أَرْغَمَ اللهُ أَنْفَ الْأَبْعَدِ، إِنَّكَ وَاللهِ! مَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَمَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ.

نے فرمایا: ''جا انھیں روک۔'' وہ چلا گیا' پھر (کچھ دیر بعد) آ گیا اور کہنے لگا: میں نے انھیں روکا ہے لیکن وہ رک نہیں رہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جا اور انھیں روک۔'' وہ چلا گیا' پھر آ گیا اور کہنے لگا: میں نے پھر روکا ہے مگر وہ پھر بھی باز نہیں آئیں۔ آپ نے فرمایا۔ ''جا پھر ان کے منہ میں مٹی ڈال دے۔'' حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے (غصے سے) کہا: اللہ تجھے ذلیل کرے۔ اللہ کی قسم! نہ تو تو رسول اللہ ﷺ کو سکون سے بیٹھنے دیتا ہے اور نہ تو کچھ کر سکتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① کسی قریبی کی موت پر انسان گھر سے باہر کسی کھلی جگہ غم کی حالت میں بیٹھ سکتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی افسوس کے لیے آئیں اور اس کے پاس بیٹھیں اور تعزیت کریں۔ ② کسی کی شہادت پر بھی اظہار غم کیا جائے گا اگرچہ یہ اعلیٰ درجے کی موت ہے' مگر ہے تو موت ہی جو غم و اندوہ کا موجب ہے۔ ③ ''اللہ اس بے سمجھ کو ذلیل کرے'' انسان کو اسی کام میں دخل دینا چاہیے جو اس کے بس میں ہو۔ ظاہر ہے عورتوں کو ان کا کوئی قریبی ہی چپ کرا سکتا ہے۔ یہ اجنبی کیا کر سکتا تھا؟ لہٰذا اسے اطلاع کرنے کے بعد آرام سے بیٹھ جانا چاہیے تھا تاکہ اللہ کے رسول ﷺ کسی متعلقہ شخص کو بھیجتے مگر اس نے خود آرام کیا نہ آپ کو آرام سے بیٹھنے دیا' حالانکہ یہ غم کا موقع تھا۔ ایسے موقع پر زیادہ شور و غل مناسب نہیں۔ بہر صورت وہ شخص نیک تھا۔ ثابت ہوا میت پر آواز کے ساتھ رونا جائز نہیں' تبھی آپ نے روکنے کا حکم دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ عمل در آمد نہ کرا سکا۔ ④ تاکید کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے۔

١٨٤٩- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ».

۱۸۴۹- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔''

١٨٤٩ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، ح: ٩٢٧ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧٦.

۱۸۵۰- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يَقُولُ: ذُكِرَ عِنْدَ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ: اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ، فَقَالَ عِمْرَانُ: قَالَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۱۸۵۰- حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کے پاس یہ بات ذکر کی گئی کہ میت کو زندہ لوگوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو عمران رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یہ بات رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے۔

۱۸۵۱- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ سَالِمٌ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ عُمَرُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ».

۱۸۵۱- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔“

فائدہ: مندرجہ بالا حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کی گئی تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے نہیں فرمایا۔ حضرت عمر یا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو غلطی لگی۔ بات یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرنے والی یہودی عورت کے گھر کے پاس سے گزرے تھے، اس کے گھر والے اس پر رو رہے تھے، آپ نے فرمایا: ”یہ رو رہے ہیں، اس کو عذاب ہو رہا ہے۔“ آپ کا مطلب تو یہ تھا کہ اس کو اس کے کفر کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے مگر حضرت عمر یا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو غلطی لگی۔ انھوں نے سمجھا، رونے کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے، حالانکہ کسی کی غلطی اور گناہ سے دوسرے کو عذاب کیوں ہو؟ روتا کوئی ہے، عذاب میت کو۔ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰی﴾ (بنيٓ إسرآء يل ۱۷:۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات انتہائی معقول ہے مگر صورت حال یہ ہے کہ یہ روایت ایک دو سے نہیں بلکہ بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ کیا سب کو غلطی لگ گئی جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو موقع پر موجود بھی نہ تھیں؟ اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے مجتہد اور فقیہ صحابی بھی بات نہ سمجھ سکے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان کردہ

۱۸۵۰- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣٧ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٨٥٥ مختصرا، والكبرٰى، ح: ١٩٧٥، وصححه ابن حبان، ح: ٧٤٢، والحديث السابق شاهد له.

۱۸۵۱- [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية البكاء على الميت، ح: ١٠٠٢ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد به، وقال: 'حسن صحيح'، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧٧. * صالح هو ابن كيسان، وأخرجه مسلم، ح: ٩٢٧ من حديث ابن عمر به.

واقعہ بھی صحیح ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رسول اللہ ﷺ نے دوسرے الفاظ (يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ ...... الخ) ارشاد نہ فرمائے ہوں۔ باقی رہی بات ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ ''کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔'' (بني إسرآء يل ۱۷:۱۵) کی تو علماء نے اس کی توجیہ میں کہا ہے کہ عذاب اس میت کو ہوتا ہے جو اپنے گھر والوں کو رونے کا حکم دے کر مرا ہو یا اس نے رونے سے منع نہ کیا ہو جبکہ رونے کا رواج ہو۔ یا جو اپنی زندگی میں ایسے رونے کو اچھا سمجھتا تھا اور اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ اس اعتبار سے مرنے والے پر گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب کا ہونا آیت: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ ...... الخ﴾ کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس میں اس کا ایما یا پسندیدگی شامل ہے۔

(المعجم ۱۵) - اَلنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ۱۵)

باب:۱۵- میت پر نوحہ کرنا

۱۸۵۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ: لَا تَنُوحُوا عَلَيَّ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يُنَحْ عَلَيْهِ. مُخْتَصَرٌ.

۱۸۵۲- حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے (اپنی وفات سے پہلے) فرمایا: مجھ پر نوحہ نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فائدہ: نوحے سے مراد ہے میت کے (جھوٹے یا سچے) اوصاف ذکر کر کے اونچی اونچی آواز سے رونا' یہ منع ہے کیونکہ عام طور پر اس موقع پر مبالغہ آرائی کی جاتی ہے۔ عرب معاشرے میں تو باقاعدہ پیشہ ور نوحہ کرنے والوں کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں جو اپنی طرف سے جوڑ جوڑ کر اوصاف ذکر کرتے حتی کہ وہ غم کے بجائے فخر ومباہات اور فصاحت وبلاغت کی مجلس بن جاتی۔ علاوہ ازیں آواز سے رونا بھی منع ہے اور نوحہ بغیر آواز کے ہو ہی نہیں سکتا۔ میت کے مرثیے پڑھ پڑھ کر لوگوں کو رلانا بھی نوحے میں داخل اور حرام ہے۔

۱۸۵۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا

۱۸۵۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول

۱۸۵۲ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٦١ من حديث شعبة به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧٨، وصححه الحاكم: ١/ ٣٨٢، والذهبي. * قتادة صرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٣٦١، مطرف هو ابن الشخير، وحكيم بن قيس بن عاصم ثقة.

۱۸۵۳ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٧ عن عبدالرزاق، وأبوداود، ح: ٣٢٢٢، والترمذي، ح: ١٦٠١، وابن ماجه، ح: ١٨٨٥ من حديث عبدالرزاق بن همام به مختصرًا ومطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٧٩، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٦٦٩٠ مطولاً، وصححه ابن حبان، والترمذي وغيرهما، وزاد ابن حبان: ٧٣٨ "ولا جلب ولا جنب ومن انتهب نهبة فليس منا ولا شغار في الإسلام ولا عقر في الإسلام"، وأعل بعلة غير قادحة.

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ حِينَ بَايَعَهُنَّ أَنْ لَّا يَنُحْنَ فَقُلْنَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ نِسَاءً أَسْعَدْنَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَفَنُسْعِدُهُنَّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا إِسْعَادَ فِي الْإِسْلَامِ».

اللہ ﷺ نے مسلمان ہونے والی عورتوں سے (زبانی) بیعت لی تو ان سے عہد لیا کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ عورتوں نے دور جاہلیت میں نوحے میں ہماری مدد کی تھی تو کیا ہم ان کی مدد کر لیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں ایسی مدد کرنا جائز نہیں۔''

فائدہ: جاہلیت میں یہ تعاون عام تھا کہ غم کی بنا پر نہیں بلکہ اس بنا پر کسی میت پر نوحہ کرنے جاتی تھیں کہ اس میت کی رشتے دار عورتوں نے ہماری ایک میت پر آ کر نوحہ کیا تھا' حالانکہ یہ گناہ میں تعاون ہے' لہٰذا اس میں بدلہ دینا بھی حرام ہے۔

١٨٥٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِالنِّيَاحَةِ عَلَيْهِ».

۱۸۵۴-حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میت پر نوحہ کرنے سے اس کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔

١٨٥٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ - هُوَ ابْنُ زَاذَانَ - عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِنِيَاحَةِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا مَاتَ

۱۸۵۵-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میت کو گھر والوں کے نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: آپ بتائیں ایک آدمی خراسان میں مر گیا اور اس کے گھر والوں نے اس پر یہاں نوحہ کیا' تو کیا اسے وہاں گھر والوں کے نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب ہوگا؟ (یعنی ایسے نہیں ہو

١٨٥٤- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت، ح: ١٢٩٢، ومسلم، الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، ح: ٩٢٧/ ١٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٨٠ * يحيى هو القطان.

١٨٥٥- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٨١ . * الحسن عنعن، تقدم، ح: ٣٦، ولأصل الحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

بِخُرَاسَانَ وَنَاحَ أَهْلُهُ عَلَيْهِ، هٰهُنَا، أَكَانَ يُعَذَّبُ بِنِيَاحَةِ أَهْلِهِ؟ قَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَذَبْتَ أَنْتَ.

سکتا) حضرت عمران نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے تو ہی غلط کہتا ہے۔

فائدہ: تفصیلی بحث دیکھیے حدیث نمبر ۱۸۵۱ اور اس کے فوائد ومسائل۔

۱۸۵۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ»، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: وَهِلَ، إِنَّمَا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى قَبْرٍ فَقَالَ: «إِنَّ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ لَيُعَذَّبُ وَإِنَّ أَهْلَهُ يَبْكُونَ عَلَيْهِ» ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [فاطر: ۱۸].

۱۸۵۶- حضرت ابن عمر ؓ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔“ یہ بات حضرت عائشہ ؓ سے ذکر کی گئی تو فرمانے لگیں: ابن عمر کو غلطی لگ گئی۔ بات یہ تھی کہ نبی ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اس قبر والے کو (اپنے گناہوں کی وجہ سے) عذاب ہو رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں۔“ پھر حضرت عائشہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ ”کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“ (دیکھیے، حدیث: ۱۸۵۱)

۱۸۵۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَغْفِرُ اللهُ لِأَبِي

۱۸۵۷- حضرت عمرہ ؓ نے کہا کہ حضرت عائشہ ؓ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں: بلاشبہ میت کو زندہ لوگوں کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن (ابن عمر ؓ) کو معاف فرمائے انھوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے یا انھیں

۱۸۵٦- أخرجه البخاري، المغازي، باب قتل أبي جهل، ح: ۳۹۷۸، ومسلم، الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، ح: ۹۳۱ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹۸۲.

۱۸۵۷- أخرجه مسلم، ح: ۹۳۲/ ۲۷ (انظر الحديث السابق) عن قتيبة، والبخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه . . . الخ، ح: ۱۲۸۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۲۳٤، والكبرٰى، ح: ۱۹۸۳.

عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنْ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ، إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى يَهُودِيَّةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ: «إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ».

غلطی لگ گئی' حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک فوت شدہ یہودی عورت (کے گھر) کے پاس سے گزرے جس پر رویا جارہا تھا تو آپ نے فرمایا: ''یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں جبکہ اسے (اپنے کفر اور گناہوں کی بنا پر) عذاب دیا جارہا ہے۔''

١٨٥٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: قَصَّهُ لَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ».

۱۸۵۸- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کافر کے لیے اس کے گھر والوں کے اس پر بعض (مخصوص قسم کے) رونے کی وجہ سے عذاب میں اضافہ کر دیتا ہے۔''

١٨٥٩- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْوَرْدِ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: لَمَّا هَلَكَتْ أُمُّ أَبَانَ حَضَرْتُ مَعَ النَّاسِ، فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ، فَبَكَيْنَ النِّسَاءُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَلَا تَنْهٰى هٰؤُلَاءِ عَنِ الْبُكَاءِ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ» فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ بَعْضَ ذٰلِكَ، خَرَجْتُ

۱۸۵۹- حضرت ابن ابی ملیکہ نے کہا: جب (حضرت عثمان ؓ کی بیٹی) ام ابان فوت ہوئیں تو میں بھی لوگوں کے ساتھ (ان کے گھر) گیا۔ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس ؓ کے قریب بیٹھنے کا موقع ملا۔ عورتیں رونے لگیں تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: کیا آپ انھیں رونے سے نہیں روکتے؟ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر بعض (مخصوص قسم کے) رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔'' حضرت ابن عباس فرمانے لگے: حضرت عمر ؓ بھی ایسی ہی بات کہتے تھے۔ میں ایک

١٨٥٨ـ أخرجه مسلم، ح: ٩٢٨ بعد، ح: ٩٢٩ (انظر الحديث السابق) من سفيان بن عيينة، والبخاري، ح: ١٢٨٦ (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالله بن عبيدالله بن أبي مليكة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٨٤.

١٨٥٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٨٥.

مَعَ عُمَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ رَأَى رَكْبًا
تَحْتَ شَجَرَةٍ فَقَالَ: اُنْظُرْ مَنِ الرَّكْبُ؟
فَذَهَبْتُ فَإِذَا صُهَيْبٌ وَأَهْلُهُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ
فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هٰذَا صُهَيْبٌ
وَأَهْلُهُ فَقَالَ: [illegible] بِصُهَيْبٍ فَلَمَّا دَخَلْنَا
الْمَدِينَةَ [illegible] عُمَرُ فَجَلَسَ صُهَيْبٌ يَبْكِي
عِنْدَهُ [illegible]
[illegible] يَا صُهَيْبُ [illegible]
رَسُولَ اللّٰهِ [illegible] يَقُولُ: «إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ
[illegible] أَهْلِهِ عَلَيْهِ» قَالَ: فَذَكَرْتُ
ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: أَمَا وَاللّٰهِ! مَا
تُحَدِّثُونَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ كَاذِبَيْنِ مُكَذَّبَيْنِ
وَلٰكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِئُ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ
لَمَا يَشْفِيكُمْ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾.
وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيدُ
الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ».

دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں نکلا حتی کہ جب ہم بیداء کے مقام پر پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک درخت کے نیچے ایک قافلہ دیکھا تو فرمایا: جاؤ' دیکھو یہ قافلے والے کون ہیں؟ میں گیا تو وہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والے تھے۔ میں نے واپس آ کر بتایا: امیر المومنین! وہ صہیب رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والے ہیں۔ فرمایا: صہیب [illegible] پیارے بھائی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر بعض (مخصوص قسم کے) رونے کی بنا پر عذاب دیا جاتا ہے۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی تو فرمانے لگیں: اللہ کی قسم! تم یہ حدیث کسی جھوٹے اور جھوٹ کی طرف منسوب اشخاص سے بیان نہیں کرتے لیکن سننے میں غلطی لگ جاتی ہے۔ تمہارے لیے قرآن مجید میں اس کا شافی حل موجود ہے: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ "کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔" لیکن رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا تھا: "اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے اضافہ فرماتا ہے۔"

فائدہ: تفصیلی بحث پیچھے حدیث نمبر ۱۸۵۱ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ١٦)

باب:۱۶- میت پر رونے کی رخصت

١٨٦٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَزْرَقِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ آلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ

۱۸۶۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آل میں سے ایک شخص فوت ہوگئی تو عورتیں اکٹھی ہوکر رونے لگیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر انھیں روکنے اور ان کو منتشر کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’عمر! رہنے دو۔ آنکھیں ... ہے اور ... قریب ہی ... وفات

ــــت سنداً ضعیف ہے لیکن حدیث میں مذکور مسئلہ دیگر صحیح شواہد کی بنا پر صحیح ہے کہ صدمے کی ــــے فطری طور پر جو رونا آجاتا ہے، وہ جائز ہے، وہ ممنوع رونے کی قسم میں نہیں آتا۔ علامہ اتیوبی ﷫ نے مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے اس کے شواہد کا تذکرہ کیا ہے اور بہت ہی نفیس بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۱۸/۳۱۴-۳۲۰)

(المعجم ١٧) - دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ (التحفة ١٧)

باب:۱۷- جاہلیت کے دور جیسی آہ وبکا (جائز نہیں)

١٨٦١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، ح: وَأَخْبَرَنَا

۱۸۶۱ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’وہ شخص ہم میں سے نہیں جو

١٨٦٠- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في البكاء على الميت، ح: ١٥٨٧ من حديث محمد بن عمرو بن عطاء به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٨٦، وصححه ابن حبان، ح: ٧٤٧. * سلمة مستور، لم أجد من وثقه غير ابن حبان، وقال السندي: "قال (الحافظ ابن حجر) في الفتح: رجاله ثقات".

١٨٦١- أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ١٠٣/ ١٦٦ عن علي بن خشرم، والبخاري، الجنائز، باب: ليس منا من ضرب الخدود، ح: ١٢٩٧ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٨٧.

الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدعَا بِدُعَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ».

(کسی مصیبت پر) رخساروں پر تھپڑ مارتا ہے، گریبان پھاڑتا ہے یا دور جاہلیت کی پکار پکارتا (نوحہ کرتا) ہے۔"

وَاللَّفْظُ لِعَلِيٍّ، وَقَالَ الْحَسَنُ: بِدَعْوَى.

یہ الفاظ (امام نسائی رحمہ اللہ کے استاد) علی (بن خشرم) نے بیان کیے ہیں جبکہ (امام صاحب کے دوسرے استاد) حسن (بن اسماعیل بِدُعَاء کی بجائے) بِدَعْوَی کے الفاظ بیان کرتے ہیں۔ (جبکہ معنی ومفہوم ایک ہی ہے، صرف الفاظ کا فرق ہے۔)

فوائد ومسائل: ① "ہم میں سے نہیں" یعنی وہ ہمارے جاری کردہ طریقے پر نہیں بلکہ اس فعل میں کافروں جیسا ہے، نہ کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو رضامندی سے تسلیم کرنا چاہیے۔ آہ و بکا ناشکری کے زمرے میں آتی ہے۔

(المعجم ١٨) - اَلسَّلْقُ (التحفة ١٨)

باب:۱۸- سلق (چیخ وپکار کرنا)

١٨٦٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْفٍ عَنْ خَالِدٍ الْأَحْدَبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ: أُغْمِيَ عَلَى أَبِي مُوسَى فَبَكَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ: أَبْرَأُ إِلَيْكُمْ كَمَا بَرِئَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَلَا خَرَقَ وَلَا سَلَقَ».

۱۸۶۲- حضرت صفوان بن محرز بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے تو گھر والے ان پر رونے لگ گئے۔ (ہوش میں آنے کے بعد) انھوں نے فرمایا: میں تمھارے اس فعل سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے اس سے براءت فرمائی تھی: "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے موقع پر) بال منڈوائے، کپڑے

١٨٦٢- أخرجه مسلم، ح: ١٠٤ (انظر الحديث السابق) من حديث صفوان، وأحمد: ٤/ ٣٩٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٨٨. * عوف هو الأعرابي.

پھاڑے اور چیخ وپکار کرے۔"

فوائد ومسائل: ① بعض حضرات نے سَلْق کے معنی رخسار پیٹنا بھی کیے ہیں۔ ② اگرچہ گھر والے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی بے ہوشی پر روئے تھے مگر انھیں خدشہ ہوا کہ یہ میری وفات پر بھی روئیں گے' اس لیے تنبیہ فرمائی...... رضي الله عنه و أرضاه ......

(المعجم ١٩) - ضَرْبُ الْخُدُودِ (التحفة ١٩)

باب:۱۹-رخسار پیٹنا

١٨٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي زُبَيْدٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ».

۱۸۶۳-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے وقت) رخسار پیٹے' گریبان پھاڑے اور جاہلیت جیسی چیخ وپکار کرے۔"

(المعجم ٢٠) - اَلْحَلْقُ (التحفة ٢٠)

باب:۲۰-(مصیبت میں) بال منڈوانا

١٨٦٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنْ أَبِي صَخْرَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي بُرْدَةَ قَالَا: لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسٰى أَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ تَصِيحُ قَالَا: فَأَفَاقَ، فَقَالَ: [أَلَمْ] أُخْبِرْكِ أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِيءَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَا:

۱۸۶۴-حضرات عبدالرحمٰن بن یزید اور ابوبردہ فرماتے ہیں کہ: جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تکلیف (مرض الموت میں) بڑھ گئی تو ان کی بیوی روتی چلاتی ہوئی آئی' وہ ہوش میں آئے تو فرمانے لگے: کیا میں تجھے بتا نہ دوں کہ میں ہر شخص سے بری ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ لاتعلق ہیں؟ حضرت ابوموسیٰ اپنی زوجۂ محترمہ کو یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ

١٨٦٣ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب: ليس منا من شق الجيوب، ح: ١٢٩٤ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٨٩. * يحيى هو ابن سعيد القطان.

١٨٦٤ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ١٠٤ من حديث جعفر بن عون به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٩٠. * أبوصخرة هو جامع بن شداد، وأبوالعميس هو عتبة بن عبدالله المسعودي.

وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَخَرَقَ وَسَلَقَ».

ﷺ نے فرمایا: ”میں اس شخص سے لاتعلق ہوں جس نے (مصیبت کے موقع پر بطور سوگ) بال منڈوائے' کپڑے پھاڑے یا چیخ وپکار کی۔“

فائدہ: جن بالوں کو مونڈنا جائز ہے' مثلاً: سر کے بال' سوگ کے طور پر انھیں مونڈنا بھی ناجائز ہے اور جن بالوں کو مونڈنا ناجائز ہے' مثلاً: ڈاڑھی اور ابرو وغیرہ' انھیں سوگ سے مونڈنا تو بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ دراصل شریعت کا منشا یہ ہے کہ انسان حوادث سے متاثر تو ہو مگر اس قدر نہیں کہ انسانی وقار مجروح یا ختم ہو جائے' انسانیت قائم رہنی چاہیے۔ مندرجہ بالا کام انسانی وقار کے خلاف ہیں' لہٰذا منع ہیں' البتہ بے اختیار آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل آنا اور اسی طرح غم کا اظہار کرنا جائز ہے کیونکہ یہ فطری چیزیں ہیں بلکہ ایسے موقعوں پر ان فطری چیزوں کا بھی اظہار نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ وہ شخص فطری رحمت سے عاری ہے اور فطرت سے بے نیازی (طبعاً ہو یا تکلفاً) انسانیت کے منافی ہے۔

(المعجم ٢١) - شَقُّ الْجُيُوبِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱- گریبان پھاڑنا

١٨٦٥ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ».

۱۸۶۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے وقت) رخسار پیٹے' گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار پکارے۔“

١٨٦٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ،

۱۸۶۶- حضرت یزید بن اوس سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے تو ان کی ایک لونڈی (جو ان کے بچوں کی ماں بھی تھی) رونے

١٨٦٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٦٣، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٩١.

١٨٦٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩٦ عن محمد بن جعفر غندر، وأبوداود، الجنائز، باب في النوح، ح: ٣١٣٠ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٩٢، وله شاهد متفق عليه، البخاري، ح: ١٢٩٦، ومسلم، ح: ١٠٤.

عَنْ أَبِي مُوسٰى : أَنَّهُ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَبَكَتْ أُمُّ وَلَدٍ لَهُ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَهَا : أَمَا بَلَغَكِ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَسَأَلْنَاهَا فَقَالَتْ : قَالَ : «لَيْسَ مِنَّا مَنْ سَلَقَ وَحَلَقَ وَخَرَقَ».

لگی۔ جب وہ ہوش میں آئے تو اس سے فرمایا: کیا تجھے وہ بات نہیں پہنچی جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے؟ (بعد میں) ہم نے اس لونڈی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ (انھوں نے فرمایا تھا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے موقع پر) چیخے چلائے' بال مونڈے اور کپڑے پھاڑے۔''

۱۸۶۷- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أُمِّ عَبْدِ اللهِ امْرَأَةِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ».

۱۸۶۷- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (سوگ میں) بال مونڈے' چیخے چلائے یا کپڑے پھاڑے۔''

۱۸۶۸- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ عَنِ الْقَرْثَعِ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسٰى صَاحَتِ امْرَأَتُهُ فَقَالَ : أَمَا عَلِمْتِ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ : بَلٰى. ثُمَّ سَكَتَتْ فَقِيلَ لَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ : أَيُّ شَيْءٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ : إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ حَلَقَ أَوْ سَلَقَ أَوْ خَرَقَ.

۱۸۶۸- حضرت قرثع نے کہا: جب حضرت ابوموسیٰ ؓ کو تکلیف زیادہ ہوگئی تو ان کی ایک زوجہ محترمہ رونے لگیں' حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا: کیا تجھے پتا نہیں کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ وہ کہنے لگیں' کیوں نہیں؟ پھر وہ چپ ہوگئیں' بعد میں ان سے پوچھا گیا: اللہ کے رسول ﷺ کا وہ فرمان کیا تھا؟ وہ کہنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو (سوگ کی بنا پر) بال مونڈے یا چیخے چلائے یا کپڑے پھاڑے۔

۱۸۶۷ـ أخرجه مسلم، ح: ۱۰۴ (انظر الحديث المتقدم: ۱۸٦٤) من طريق آخر عن أم عبدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹۹۳.

۱۸٦۸ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤۰٥ عن أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرٰى، ح: ۱۹۹٤، وله شاهد تقدم، ح: ۱۸٦٦.

(المعجم ٢٢) - اَلْأَمْرُ بِالْاِحْتِسَابِ وَالصَّبْرِ عِنْدَ [نُزُولِ] الْمُصِيبَةِ (التحفة ٢٢)

١٨٦٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: أَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْهِ أَنَّ ابْنًا لِي قُبِضَ فَأْتِنَا، فَأَرْسَلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُولُ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَ اللهِ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ»، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا، فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ، فَرُفِعَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا هٰذَا؟ قَالَ: «هٰذَا رَحْمَةٌ يَجْعَلُهَا اللهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ».

باب:٢٢-مصیبت کی آمد کے وقت ثواب طلب کرنے کی نیت اور صبر کرنے کا حکم

١٨٦٩- حضرت اسامہ بن زید ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی بیٹی (حضرت زینب ﷺ) نے آپ کو پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا قریب الوفات ہے' آپ تشریف لائیں' آپ نے جوابی پیغام بھیجا' سلام کہا اور فرمایا: ''اللہ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا تھا' اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کی مدت مقرر ہے' لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ صبر کرے اور (اگر کوئی مصیبت پہنچے تو) ثواب طلب کرنے کی نیت کرے۔'' آپ کی بیٹی نے دوبارہ پیغام بھیجا اور آپ کو قسم دی کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ آپ اٹھے جبکہ آپ کے ساتھ حضرات سعد بن عبادہ' معاذ بن جبل' ابی بن کعب' زید بن ثابت اور بہت سے دوسرے صحابہ ﷺ بھی تھے۔ (جب آپ پہنچے تو) بچہ رسول اللہ ﷺ کو پکڑایا گیا۔ بچے کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت سعد نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے انھی پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔''

١٨٦٩_ أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه . . . الخ، ح: ١٢٨٤ من حديث عبدالله بن المبارك، ومسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، ح: ٩٢٣ من حديث عاصم به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٩٥ . * أبوعثمان هو عبدالرحمٰن بن مل النهدي.

فوائد و مسائل: ① ''صبر'' سے مراد شریعت کے حکم کا پابند رہنا ہے' نہ یہ کہ افسوس نہ کرے یا آنسو نہ بہائے' یہ تو فطری چیزیں ہیں جو ممنوع یا ناپسندیدہ نہیں۔ ② بات کو پختہ کرنے کے لیے یا کسی سے مطالبہ منوانے کے لیے قسم ڈال دینا درست ہے۔ ③ اگر کوئی اس طرح قسم ڈال دے تو اس کی قسم کو پورا کرنا چاہیے۔ ④ پہلے سلام پھر کلام ہونا چاہیے۔ ⑤ مریض کی عیادت کرنی چاہیے' خواہ وہ اپنے سے کم تر ہی ہو یا چھوٹا بچہ ہی کیوں نہ ہو' اس سے اس کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ ⑥ اہل فضل و صلاح کو مریض یا قریب الوفات شخص کے پاس دعا وغیرہ کے لیے دعوت دی جاسکتی ہے۔ ⑦ آدمی اپنے امام سے کوئی نئی چیز دیکھے تو وضاحت پوچھ سکتا ہے۔ ⑧ سوال میں حسن ادب ملحوظ خاطر رہنا چاہیے۔ ⑨ اللہ کی مخلوق کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنا چاہیے۔ ⑩ آہ و بکا کے بغیر رونا جائز ہے۔

١٨٧٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى».

۱۸۷۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبر پہلی چوٹ کے وقت ہے۔''

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ سوگ اور جزع فزع ہمیشہ تو نہیں رہ سکتے' آخر کار وہ ختم ہو ہی جائیں گے' مگر اسے صبر نہیں کہتے' صبر تو یہ ہے کہ انسان مصیبت کے ابتدائی وقت میں اپنے آپ کو شرعی احکام اور انسانی وقار کا پابند رکھے' اور یہی مشکل کام ہے' ثواب بھی اسی صبر کا ہے' رو پیٹ کر صبر کیا تو وہ کیا صبر ہے؟ بالآخر تو صبر کرنا ہی پڑتا ہے' لیکن یہ شریعت والا صبر نہیں ہے' یہ تو مجبوری ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ اجر و ثواب صرف اسی صبر میں ہے جو آزمائش اور غم کے وقت کیا جائے' نہ کہ اس کے بعد والے صبر پر۔

١٨٧١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ - وَهُوَ مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ -

۱۸۷۱- حضرت قرہ مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا' اس کے ساتھ اس کا ایک بیٹا تھا۔ آپ نے اس آدمی سے فرمایا: ''کیا تو اس سے

١٨٧٠ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصبر عند الصدمة الأولى، ح: ١٣٠٢، ومسلم، الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، ح: ٩٢٦ من حديث محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٩٦.

١٨٧١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٣٦، ٥/ ٣٤، ٣٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٩٧، وصححه ابن حبان، ح: ٧٢٥، والحاكم: ١/ ٣٨٤، والذهبي.

عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَمَعَهُ ابْنٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ: «أَتُحِبُّهُ؟» فَقَالَ: أَحَبَّكَ اللهُ كَمَا أُحِبُّهُ فَمَاتَ فَفَقَدَهُ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ: «مَا يَسُرُّكَ أَنْ لَّا تَأْتِيَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ عِنْدَهُ يَسْعٰى يَفْتَحُ لَكَ».

محبت کرتا ہے؟'' اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ سے ویسی ہی محبت فرمائے جیسی میں اس سے رکھتا ہوں (یعنی مجھے اس سے انتہا درجے کی محبت ہے۔) ہوا یوں کہ وہ بچہ فوت ہوگیا۔ آپ نے جب کئی دن اس شخص کو نہ دیکھا تو اس کے بارے میں پوچھا۔ (آپ کو بتایا گیا تو آپ نے اسے بلایا' وہ آیا تو) آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ تو (قیامت کے دن) جنت کے جس دروازے پر بھی جائے' وہاں اسے پائے' وہ بھاگتا ہوا تیرے لیے دروازہ کھولے؟''

فائدہ: معلوم ہوتا ہے وہ بچہ نابالغ تھا۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق نابالغ بچے پر صبر کا ثواب دخول جنت ہے کیونکہ نابالغ بچے سے پیار زیادہ ہوتا ہے' اس کی وفات کا صدمہ بھی زیادہ ہوتا ہے' نیز وہ معصوم اور بے گناہ ہونے کی وجہ سے اللہ کی رحمت کا زیادہ حق دار ہوتا ہے' اس کی سفارش رد نہیں ہوگی لیکن یہ سب کچھ تب ہے جب صبر کیا ہو اور ثواب کی نیت کی ہو۔

(المعجم ٢٣) - ثَوَابُ مَنْ صَبَرَ وَاحْتَسَبَ (التحفة ٢٣)

باب:۲۳- جو شخص صبر کرے اور ثواب کی نیت کرے' اس کا اجر

١٨٧٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ يُعَزِّيهِ بِابْنٍ لَهُ هَلَكَ فَذَكَرَ فِي كِتَابِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَا يَرْضٰى لِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ، إِذَا ذَهَبَ بِصَفِيِّهِ

۱۸۷۲- حضرت عمرو بن شعیب نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین کو ان کے ایک فوت ہونے والے بیٹے کی تعزیت کرتے ہوئے (خط) لکھا کہ میں نے اپنے والد محترم (حضرت شعیب) کو اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کی روایت سے یہ بیان فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کے جگر گوشے کو اپنے پاس بلالے اور وہ اس پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس (مصیبت کے

١٨٧٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:١٩٩٨، والزهد لابن المبارك(رواية نعيم بن حماد: ٢/ ٢٧، ح:١٠٦). * شيخ سويد بن نصر.

مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ وَقَالَ مَا أُمِرَ بِهِ بِثَوَابٍ، دُونَ الْجَنَّةِ».

بدلے) ثواب طلب کرے اور وہی بات منہ سے نکالے جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت سے کم کوئی بدلہ اس کے لیے پسند نہیں فرماتا۔"

فائدہ: ظاہر ہے اس سے گناہ معاف ہو جائیں گے کیونکہ جنت میں جانے سے پہلے گناہوں کی معافی ضروری ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابُ ثَوَابِ مَنِ احْتَسَبَ ثَلَاثَةً مِنْ صُلْبِهِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- جو آدمی اپنی اولاد میں سے تین بچوں پر صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو' تو اس کا ثواب

١٨٧٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عَمْرٌو قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ احْتَسَبَ ثَلَاثَةً مِنْ صُلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ» فَقَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: أَوِ اثْنَانِ؟ قَالَ: «أَوِ اثْنَانِ». قَالَتِ الْمَرْأَةُ: يَا لَيْتَنِي قُلْتُ وَاحِدًا.

۱۸۷۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنی اولاد میں سے (فوت ہونے والے) تین بچوں کی وفات پر صبر کرے اور ثواب طلب کرے' وہ جنت میں جائے گا۔" ایک عورت کھڑی ہو کر کہنے لگی: اگر دو بچے ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: "دو ہوں' تب بھی۔" (بعد میں) اس عورت نے کہا: کاش میں (ایک بچہ) بھی کہہ دیتی۔

فوائد و مسائل: ① ثواب تو دراصل صبر کا ہے' ایک بچے کی وفات پر ہو یا دو یا تین بچوں کی وفات پر۔ اگرچہ ثواب میں کمی بیشی تو ہوگی' بہر حال جنت میں جانے کے لیے ایک بچے کی وفات پر صبر کرنا اور ثواب طلب کرنا کافی ہے جیسا کہ روایت نمبر ۱۸۷۲ میں گزرا۔ ② صحابیات رضی اللہ عنہن بھی دین کے مسائل جاننے پر بہت حریص تھیں۔ وہ بڑے ذوق شوق سے مسائل کے بارے میں آگہی حاصل کرتیں۔ مسائل دریافت کرنے میں انھیں کوئی حجاب اور ہچکچاہٹ نہیں تھی۔ ③ اہل اسلام کے سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے فوت ہونے والے بچے جنت میں جائیں گے۔

١٨٧٣- [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٦/ ٤٢١ من حديث ابن وهب به، ومن طريقه صححه ابن حبان، ح: ٧٢١، وهو في الكبرٰى، ح: ١٩٩٩. * عمرو هو ابن الحارث، وعمران ثقة، وثقه النسائي، وابن حبان.

(المعجم ٢٥) - مَنْ يُتَوَفَّى لَهُ ثَلَاثَةٌ (التحفة ٢٥)

باب:۲۵-جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں؟

١٨٧٤ - أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُتَوَفَّى لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ».

۱۸۷۴-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں (پھر وہ ان پر صبر کرے) تو اللہ تعالیٰ ان (بچوں) پر اپنی رحمت زیادہ ہونے کے باعث اس (مسلمان) کو جنت میں داخل فرمائے گا۔“

فوائد و مسائل: ① ”نابالغ“ عربی الفاظ ہیں: [لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ] حِنْث گناہ کو کہتے ہیں یعنی وہ گناہ کی عمر یعنی بلوغت کو نہ پہنچے ہوں کیونکہ بلوغت سے پہلے بچے کے گناہ لکھے نہیں جاتے۔ ② یہ ثواب نابالغ کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ وہ بے گناہ ہوتا ہے اس سے محبت بھی شدید ہوتی ہے اور اس کی وفات کا صدمہ بھی زیادہ ہوتا ہے جبکہ بالغ گناہ گار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ماں باپ کی محبت میں بھی فرق پڑ جاتا ہے کیونکہ ممکن ہے اس سے ماں باپ کے حقوق میں کمی ہو جاتی ہو۔ بعض حضرات نے بالغ کو بدرجۂ اولیٰ اس ثواب میں داخل کیا ہے کہ جب نابالغ کی وفات پر صبر کا ثواب یہ ہے جس سے والدین کو کوئی مفاد حاصل نہیں ہوتا بلکہ والدین کو خود اس پر خرچ کرنا پڑتا ہے اور اس کی خدمت بھی کرنی پڑتی ہے تو بالغ کی وفات پر بدرجہ اولیٰ یہ ثواب ملے گا کیونکہ بالغ تو والدین کا سہارا ہوتا ہے اس کی وفات کا صدمہ زیادہ ہوگا مگر یہ توجیہ حدیث کے ظاہر اور عرف انسانی کے خلاف ہے پہلی بات ہی صحیح تر ہے۔ واللہ أعلم.

١٨٧٥ - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ

۱۸۷۵-حضرت صعصعہ بن معاویہ نے کہا: میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملا اور عرض کیا: مجھے کوئی حدیث بیان فرمائیں! فرمایا: اچھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو

١٨٧٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، ح: ١٢٤٨ من حديث عبدالوارث بن سعيد عن عبدالعزيز بن صهيب به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٠١.

١٨٧٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٥١ من حديث يونس بن عبيد به، وتابعه جرير بن حازم: ثنا الحسن به، صحيح ابن حبان (الموارد)، ح: ١٦٤٩، وأخرجه مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٠٢. * والحسن البصري صرح بالسماع عند أحمد: ٥/ ١٥٩.

قَالَ: لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ: حَدِّثْنِي قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوتُ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُمَا بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ».

بھی دو مسلمان (ماں' باپ) ہوں اور ان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان (بچوں) پر اپنی رحمت زیادہ ہونے کی وجہ سے ان دونوں (والدین) کے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔"

١٨٧٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ».

۱۸۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس مسلمان شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں (اور وہ ان پر صبر کرے) تو اسے آگ نہیں چھوئے گی مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔"

فائدہ: قسم سے مراد قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ (مریم ۱۹:۷۱) "اور تم میں سے ہر شخص جہنم میں جائے گا' یہ تیرے رب کے ذمے حتمی اور طے شدہ بات ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ ہر شخص کو صراط (پل صراط) پر سے گزرنا پڑے گا جو جہنم کے اوپر ہے تاکہ اس میں گناہوں کے موجود اثرات جہنم کی تپش یا آگ سے ختم ہو جائیں اور وہ پاک صاف ہو کر جنت میں داخل ہو۔ چونکہ انسان طبعاً خطا کار ہے' لہٰذا ہر انسان کا صراط پر سے گزرنا معقول ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ معصوم انسان' مثلاً: انبیاء علیہم السلام بجلی کی طرح گزر جائیں گے۔

١٨٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُلَيَّةَ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - وَهُوَ الْأَزْرَقُ - عَنْ عَوْفٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۱۸۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جن مسلمان ماں باپ کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں' اللہ تعالیٰ ان (بچوں) پر اپنی رحمت زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کے ماں باپ کو بھی جنت

١٨٧٦ـ أخرجه البخاري، الأيمان والندور، باب قول الله تعالى: "وأقسموا بالله جهد أيمانهم"، ح: ٦٦٥٦، ومسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ح: ٢٦٣٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٣٥، والكبرى، ح: ٢٠٠٣.

١٨٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥١٠ عن إسحاق بن يوسف الأزرق به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٠٤. * عوف هو ابن أبي جميلة الأعرابي، ومحمد هو ابن سيرين.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوتُ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ قَالَ: يُقَالُ لَهُمْ: أُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَقُولُونَ: حَتّٰى يَدْخُلَ آبَاؤُنَا فَيُقَالُ: أُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ».

میں داخل فرمائے گا۔ بچوں سے کہا جائے گا: تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ کہیں گے: ہم تب جائیں گے جب ہمارے ماں باپ بھی جنت میں جائیں تو فرمایا جائے گا: تم اور تمھارے ماں باپ سب جنت میں داخل ہو جاؤ۔"

فائدہ: اللہ تعالیٰ یہ استحقاق جنت ان والدین کو عطا فرمائے گا جنھوں نے بچوں کی وفات پر صبر و رضا کے ثبوت کے ساتھ ساتھ ایمان و تقویٰ کی زندگی گزاری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ایسے اہل ایمان کے بارے میں ان بچوں کی سفارش قبول فرمائے گا اور انھیں پہلے مرحلے ہی میں جنت میں داخل فرما دے گا۔

(المعجم ٢٦) - مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً (التحفة ٢٦)

باب:٢٦-جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں

١٨٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَحَفْصُ ابْنُ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي طَلْقُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا يَشْتَكِي فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَخَافُ عَلَيْهِ وَقَدْ قَدَّمْتُ ثَلَاثَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيدٍ مِنَ النَّارِ».

١٨٧٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے مریض بیٹے کو لے کر آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! مجھے اس (کی موت) کا خطرہ ہے جبکہ پہلے بھی میرے تین بچے مر چکے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تو نے آگ سے (بچنے کے لیے) مضبوط رکاوٹ تیار کر لی ہے۔"

(المعجم ٢٧) - بَابُ النَّعْيِ (التحفة ٢٧)

باب:٢٧-وفات کی اطلاع کرنا

١٨٧٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا

١٨٧٩- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

١٨٧٨ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ح:٢٦٣٦ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٠٠.

١٨٧٩ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح:٣٦٣٠ عن سليمان بن حرب به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٠٥.

سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعٰى زَيْدًا وَجَعْفَرًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ فَنعَاهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید اور حضرت جعفر ؓ کی وفات کی اطلاع ان کی خبر آنے سے پہلے ہی (بذریعۂ وحی) فرما دی تھی۔ جب آپ نے اطلاع فرمائی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① موت کی اطلاع دینا درست ہے۔ جبکہ ایک حدیث میں نعي سے روکا گیا ہے۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ۳۸۵/۵) دراصل اس سے مراد جاہلیت کے دور کی طرح موت کا اعلان ہے جو صرف فخر و مباہات کے لیے بڑے بڑے جھوٹے سچے القابات کے ذریعے سے کیا جاتا تھا' اس کا مقصد اطلاع کے بجائے فخر تھا اور وہ باقاعدہ پیشہ ور حضرات کے ذریعے سے بڑے اہتمام اور خرچ کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ ② یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ صحابہ شام میں شہید ہوئے اور آپ نے مدینہ میں ان کی خبر دے دی۔ شام سے ان کی شہادت کی خبر بعد میں آئی۔

۱۸۸۰- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعٰى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَقَالَ: «اِسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ».

۱۸۸۰- حضرت ابوہریرہ ؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی ؒ کی وفات کی اطلاع (بذریعۂ وحی) اسی دن دے دی تھی جس دن وہ فوت ہوئے اور فرمایا: ''اپنے بھائی کے لیے بخشش کی دعا کرو۔''

فائدہ: نجاشی لقب تھا۔ نام ان کا اَصحَمہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ صف بندی کے ساتھ ان کا جنازہ بھی پڑھایا تھا۔ تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

۱۸۸۱- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ

۱۸۸۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں

۱۸۸۰- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب موت النجاشي، ح: ۳۸۸۰، ومسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ۶۳/۹۵۱ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۰۶.

۱۸۸۱- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في التعزية، ح: ۳۱۲۳ من طريق آخر عن ربيعة بن سيف به، ووثقه الجمهور، وتعديله راجح كما حققته في نيل المقصود: ق۷۱۴/۲، ح: ۳۱۲۳ فهو حسن الحديث، وهو ◀◀

إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ - هُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيءُ - ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِيءُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَعِيدٌ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ سَيْفٍ الْمُعَافِرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ بَصُرَ بِامْرَأَةٍ لَا تَظُنُّ أَنَّهُ عَرَفَهَا، فَلَمَّا تَوَسَّطَ الطَّرِيقَ وَقَفَ حَتَّى انْتَهَتْ إِلَيْهِ فَإِذَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ لَهَا: «مَا أَخْرَجَكِ مِنْ بَيْتِكِ يَا فَاطِمَةُ؟» قَالَتْ: أَتَيْتُ أَهْلَ هٰذَا الْمَيِّتِ فَتَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ وَعَزَّيْتُهُمْ بِمَيِّتِهِمْ قَالَ: «لَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدٰى؟» قَالَتْ: مَعَاذَ اللهِ أَنْ أَكُونَ بَلَغْتُهَا، وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِي ذٰلِكَ مَا تَذْكُرُ فَقَالَ: «لَوْ بَلَغْتِهَا مَعَهُمْ مَا رَأَيْتِ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَرَاهَا جَدُّ أَبِيكِ».

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: رَبِيعَةُ ضَعِيفٌ.

کہ: ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ آپ نے ایک عورت کو دیکھا۔ وہ عورت یہ نہیں سمجھتی تھی کہ آپ نے اسے پہچان لیا ہے۔ جب آپ راستے کے درمیان میں پہنچے تو رک گئے حتی کہ وہ عورت آپ کے قریب پہنچ گئی تو پتا چلا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ ؓ ہیں۔ آپ نے ان سے کہا: ”فاطمہ! گھر سے کیسے نکلی؟“ انھوں نے کہا: میں فلاں میت کے گھر والوں کے پاس گئی تھی۔ میں نے ان سے اظہار افسوس کیا اور صبر کی تلقین کی اور تسلی دی۔ آپ نے فرمایا: ”کہیں آپ ان کے ساتھ کدیٰ قبرستان میں تو نہیں گئیں؟“ انھوں نے کہا: اللہ کی پناہ کہ میں وہاں جاتی جبکہ میں نے آپ کو اس بارے میں بڑے سخت الفاظ فرماتے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو ان کے ساتھ قبرستان جاتی تو جنت کو دیکھ بھی نہ سکتی (داخل ہونا تو دور کی بات ہے) حتی کہ تیرے والد کے دادا (عبدالمطلب) اسے دیکھیں۔“

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) فرماتے ہیں: ربیعہ ضعیف ہے۔

فوائد و مسائل: ① ”اس حدیث کے راوی ربیعہ کے ضعف کی صراحت کر کے امام نسائی ؒ نے گویا اس روایت کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ علمائے محققین کے مابین مذکورہ حدیث کی صحت و ضعف کی بابت اختلاف ہے۔ شیخ البانی ؒ اور شارح سنن النسائی شیخ علی بن محمد اتیوبی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ محققین کتاب نے اس کی سند کو حسن کہا ہے' تاہم اگر مذکورہ روایت کو حسن بھی مان لیا جائے' پھر بھی اس روایت سے عورتوں کا قبرستان میں جانا ممنوع قرار نہیں پاتا کیونکہ یہ اس وقت کی بات ہے جب ابتدائے اسلام میں

◄◄ في الكبرٰى، ح:٢٠٠٧، وصححه الحاكم علٰى شرط الشيخين: ١/ ٣٧٣، ٣٧٤، ووافقه الذهبي، وحسنه المنذري، والهيثمي.

لوگوں کو قبرستان جانے سے روک دیا گیا تھا' پھر جب نبی ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تو پھر مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی قبرستان جانے کا جواز نکل آیا کیونکہ اجازت کے الفاظ عام ہیں جن میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں' البتہ اس عموم سے وہ عورتیں خارج ہوں گی جو صبر وضبط سے عاری اور غیر شرعی حرکتوں کی عادت ہوں۔ ایسی عورتوں کے لیے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ واللہ أعلم. ② اس روایت میں کدیٰ سے مراد مکہ کا مقام کدیٰ نہیں بلکہ مدینہ منورہ کا قبرستان مراد ہے۔ ③ عورت تعزیت کے لیے کسی کے گھر جاسکتی ہے۔

(المعجم ۲۸) - غَسْلُ الْمَيِّتِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ (التحفة ۲۸)

باب:۲۸- میت کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا

۱۸۸۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ وَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

۱۸۸۲- حضرت ام عطیہ انصاریہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اپنی صاحبزادی کی وفات کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ' اگر ضرورت ہو تو' پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ کافور ڈال دو یا تھوڑا سا کافور شامل کر دو اور فارغ ہو کر مجھے اطلاع دینا۔'' چنانچہ ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنا تہ بند دیا اور فرمایا: ''اسے اس کے بدن پر لپیٹ دو۔''

فوائد و مسائل: ① یہ آپ کی بیٹی حضرت زینب ؓ تھیں۔ اگرچہ بعض نے حضرت ام کلثوم ؓ بھی کہا ہے۔ ② بیری کے پتے صفائی اور نرمی وغیرہ کے لیے ڈالے جاتے تھے۔ یہی مقصد اگر کسی صابن سے پورا ہو جائے تو بیری کے پتے کوئی ضروری نہیں۔ اس وقت صابن وغیرہ نہ تھے۔ یہ چیزیں مقصود نہیں' ذرائع ہیں اور ذرائع بدلتے رہتے ہیں' تاہم بیری کے پتے استعمال کر لینے بہتر ہیں۔ ③ آپ کا اپنا ازار (تہ بند) پہنانے کے لیے دینا بطور تبرک تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ سے متعلقہ اشیاء سے تبرک تو متفقہ مسئلہ ہے' البتہ دوسرے صالحین سے تبرک کے ثبوت کی کوئی دلیل نہیں۔ صحابہ نے ایسا نہیں کیا۔ ④ میت کو طاق عدد میں غسل دینا چاہیے۔

۱۸۸۲ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ۹۳۹/ ۳۸ عن قتيبة، والبخاري، الجنائز، باب غسل الميت ووضوءه بالماء والسدر، ح: ۱۲۵۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ۱/ ۲۲۲، والكبرى، ح: ۲۰۰۸.

(المعجم ٢٩) - غُسْلُ الْمَيِّتِ بِالْحَمِيمِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹- میت کو گرم پانی سے غسل دینا

١٨٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مَوْلَى أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ: تُوُفِّيَ ابْنِي فَجَزِعْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لِلَّذِي يَغْسِلُهُ: لَا تَغْسِلِ ابْنِي بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَتَقْتُلَهُ فَانْطَلَقَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهَا، فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ: «مَا قَالَتْ طَالَ عُمْرُهَا» فَلَا نَعْلَمُ امْرَأَةً عُمِّرَتْ مَا عُمِّرَتْ.

۱۸۸۳- حضرت ام قیس ؓ فرماتی ہیں کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا۔ مجھے اس پر سخت صدمہ ہوا۔ میں نے غسل دینے والے سے کہا: میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا کہ تو اسے مار دے۔ (میرا بھائی) حضرت عکاشہ بن محصن ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور میری یہ بات آپ کو بتائی آپ مسکرائے اور فرمایا: ”کیا کہا اس نے؟ اس کی عمر لمبی ہو۔“ ہم کوئی اور عورت ایسی نہیں جانتے جسے اس جیسی عمر دی گئی ہو۔

فائدہ: ”کہ تو اسے مار دے“ شدت محبت اور پھر شدت غم میں ایسی باتیں عموماً ہو جاتی ہیں۔ تعجب نہیں ہونا چاہیے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ٣٠) - نَقْضُ رَأْسِ الْمَيِّتِ (التحفة ٣٠)

باب:۳۰- میت کے سر کے بال کھولنا

١٨٨٤- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: قَالَ أَيُّوبُ: سَمِعْتُ حَفْصَةَ تَقُولُ: حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ: أَنَّهُنَّ جَعَلْنَ رَأْسَ ابْنَةِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ قُلْتُ: نَقَضْنَهُ وَجَعَلْنَهُ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ.

۱۸۸۴- حضرت حفصہ بنت سیرین بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حضرت ام عطیہ ؓ (آپ کے دور کی غاسلہ) نے بیان فرمایا: غسل دینے والی عورتوں نے نبی ﷺ کی بیٹی کے سر کی تین مینڈھیاں بنائی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ بالوں کو کھول کر پھر تین مینڈھیاں بنائی تھیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

١٨٨٣- [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٦٥٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٠٩.
● والليث هو ابن سعد، وأبوالحسن لم أجد من وثقه، فهو مستور، وجهله ابن القطان الفاسي.

١٨٨٤- أخرجه البخاري، الجنائز، باب نقض شعر المرأة، ح: ١٢٦٠ من حديث ابن جريج، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٣٩/٩٣٩ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠١٠.

فائدہ: احناف مینڈھیاں بنانے کے بجائے بالوں کے دو حصے کرنے کے قائل ہیں، پھر دونوں سینے پر دائیں بائیں رکھ دیے جائیں مگر احادیث میں تین مینڈھیوں کا ذکر ہے۔

(المعجم ٣١) - مَيَامِنُ الْمَيِّتِ وَمَوَاضِعُ الْوُضُوءِ مِنْهُ (التحفة ٣١)

باب:۳۱- میت کے دائیں اعضاء اور وضو والے اعضاء (سے غسل کی ابتدا کرنا)

١٨٨٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ: «اِبْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا».

۱۸۸۵- حضرت ام عطیہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کے غسل کے موقع پر فرمایا: ''اس کے دائیں اور وضو والے اعضاء سے غسل شروع کرنا۔''

(المعجم ٣٢) - غُسْلُ الْمَيِّتِ وِتْرًا (التحفة ٣٢)

باب:۳۲- میت کو طاق تعداد میں غسل دینا

١٨٨٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: مَاتَتْ إِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقٰى إِلَيْنَا

۱۸۸۶- حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ایک بیٹی فوت ہو گئیں۔ آپ نے ہمیں (غسل دینے کے لیے) بلا بھیجا، پھر فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا اور اسے تین مرتبہ یا اگر ضرورت محسوس کرو تو پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ طاق دفعہ غسل دینا اور آخری دفعہ کچھ کافور بھی ڈال لینا، پھر جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا۔'' ہم جب فارغ ہوئے تو ہم نے آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند

١٨٨٥ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب التيمن في الوضوء والغسل، ح: ١٦٧، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩/ ٤٣ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠١١، والمسند لأحمد: ٦/ ٤٠٨.
* حفصة هي بنت سيرين، وخالد هو الحذاء.

١٨٨٦ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب يُلقٰى شعر المرأة خلفها، ح: ١٢٦٣ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩/ ٤١ من حديث هشام بن حسان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠١٢.

حَقْوَهُ وَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ». وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ، وَأَلْقَيْنَاهَا مِنْ خَلْفِهَا.

پھینکا اور فرمایا: ''(کفن سے پہلے) اس کو اس میں لپیٹ دینا۔'' ہم نے ان کے بالوں کی تین مینڈھیاں کنگھی سے بنائیں اور ان کو ان کے پیچھے ڈال دیا۔

فائدہ: ''پیچھے ڈال دیا'' مگر احناف سینے پر ڈالنے کے قائل ہیں۔

(المعجم ٣٣) - غُسْلُ الْمَيِّتِ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسٍ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- میت کو پانچ سے زائد دفعہ غسل دینا

١٨٨٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي»، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

۱۸۸۷- حضرت ام عطیہ ؓ سے مروی ہے کہ جب ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ اگر ضرورت محسوس کرو تو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ تھوڑا سا کافور بھی شامل کر دو، پھر جب تم فارغ ہو تو مجھے اطلاع کر دینا۔'' چنانچہ جب ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا: ''اس کو اس میں لپیٹ کر پھر کفن دینا۔''

(المعجم ٣٤) - غُسْلُ الْمَيِّتِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعَةٍ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۴- میت کو سات سے بھی زیادہ دفعہ غسل دینا

١٨٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ [قَالَ]: حَدَّثَنَا [حَمَّادٌ] قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ إِحْدٰى بَنَاتِ

۱۸۸۸- حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ایک بیٹی فوت ہو گئیں۔ آپ نے ہمیں بلا بھیجا اور فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد دفعہ،

١٨٨٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠١٣. * يزيد هو ابن زريع.

١٨٨٨ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠١٤. * حماد هو ابن زيد، ومحمد هو ابن سيرين.

النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي». فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

اگر ضرورت محسوس کرو تو' پانی اور بیری سے غسل دینا۔ اور آخری دفعہ کافور ڈال دینا یا تھوڑا سا کافور (پانی میں) ملا لینا' پھر جب تم فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔'' جب ہم فارغ ہوئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند پھینکا اور فرمایا: ''(کفن دینے سے پہلے) اس میں اس کو لپیٹ دینا۔''

١٨٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ.

۱۸۸۹- حضرت ام عطیہ ؓ سے اس جیسی روایت آتی ہے مگر اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ اگر تم ضرورت محسوس کرو تو غسل دو۔''

١٨٩٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ بَعْضِ إِخْوَتِهِ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَتِ ابْنَةٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَنَا بِغَسْلِهَا فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَو سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّهُ» [قَالَتْ:] قُلْتُ وِتْرًا؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي» فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

۱۸۹۰- حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی فوت ہو گئیں تو آپ نے ہمیں انھیں غسل دینے کا حکم دیا اور فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا اس سے بھی زائد دفعہ' اگر ضرورت محسوس کرو تو غسل دینا۔'' میں نے کہا: جی طاق؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ اور آخری دفعہ کافور ڈال لینا۔ یا کچھ کافور (پانی میں) ملا لینا' پھر جب فارغ ہونا تو مجھے اطلاع کرنا۔'' جب ہم (غسل سے) فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے اپنا تہ بند ہمیں دیا اور فرمایا: ''(سب سے پہلے) اسے اس میں لپیٹو۔''

١٨٨٩_ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٣٩/٩٣٩ عن قتيبة، والبخاري، الجنائز، باب: يجعل الكافور في الأخيرة، ح: ١٢٥٨ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠١٥، انظر الحديث المتقدم: ١٨٨٥.

١٨٩٠_ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٠١٦. * محمد هو ابن سيرين، وبعض إخوته هي حفصة بنت سيرين كما سيأتي، ح: ١٨٩٢، وابن سيرين سمع من أم عطية نسيبة أيضًا كما سيأتي، ح: ١٨٩٤.

(المعجم ۳۵) - اَلْكَافُورُ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ۳۵)

باب:۳۵-میت کو غسل دیتے وقت کافور ڈالنا

١٨٩١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: «أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي» فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقٰى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

۱۸۹۱-حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔آپ نے فرمایا:''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ اگر ضرورت محسوس کرو تو' پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دینا اور آخری دفعہ کافور یا کچھ کافور ڈال لینا' پھر جب تم فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔'' جب ہم فارغ ہوئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع کی۔آپ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا:''اس کو اس میں لپیٹ دینا۔''

قَالَ: وَقَالَتْ حَفْصَةُ: اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا، قَالَ: وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

(راویٔ حدیث) ایوب بیان کرتے ہیں کہ حفصہ بنت سیرین نے کہا: اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ غسل دینا۔اور ام عطیہ ؓ نے فرمایا: ہم نے ان کی تین مینڈھیاں کنگھی سے بنا دیں۔

١٨٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

۱۸۹۲-حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے ان کے سر کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا دیں۔

١٨٩٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۱۸۹۳-حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ ہم

١٨٩١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠١٧. * إسماعيل هو ابن علية.

١٨٩٢ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩/٣٧ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠١٩.

١٨٩٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠١٨.

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ: وَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

نے ان کے سر (کے بالوں) کی تین مینڈھیاں بنادیں۔

فائدہ: ایک ہی باب کے تحت اور ایک ہی حدیث کا تکرار بعض اسنادی باریکیاں ظاہر کرنے کے لیے ہے جیسا کہ کئی دفعہ پیچھے گزرا۔ ان باریکیوں کو سمجھنے کے لیے اسانید کا بغور مطالعہ ضروری ہے۔

(المعجم ٣٦) - اَلْإِشْعَارُ (التحفة ٣٦)

باب:۳۶- کفن سے پہلے ایک کپڑے میں لپیٹنا

١٨٩٤- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ أَبِي تَمِيمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يَقُولُ: كَانَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَدِمَتْ تُبَادِرُ ابْنًا لَهَا فَلَمْ تُدْرِكْهُ حَدَّثَتْنَا قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي» فَلَمَّا فَرَغْنَا أَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ» وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ. قَالَ: لَا أَدْرِي أَيُّ بَنَاتِهِ هِيَ؟ قَالَ قُلْتُ: مَا قَوْلُهُ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ» أَتُؤَزَّرُ بِهِ؟ قَالَ: لَا أُرَاهُ إِلَّا أَنْ يَقُولَ: أَلْفِفْنَهَا فِيهِ.

۱۸۹۴- حضرت ایوب بن ابی تمیمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت محمد بن سیرین کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ام عطیہ ؓ جو کہ انصار میں سے تھیں' اپنے ایک بیٹے کی خبر لینے کے لیے آئی تھیں مگر اسے (زندہ) نہ پایا۔ انھوں نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ' اگر ضرورت سمجھو تو' پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ کافور بھی ڈال دو یا تھوڑا سا کافور شامل کردو۔ اور جب غسل سے فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔'' جب ہم فارغ ہوئیں (اور ہم نے آپ کو اطلاع کی) تو آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند پھینکا اور فرمایا: ''اسے اس میں لپیٹ دو۔'' اس سے زائد کچھ نہ فرمایا۔ (راویٔ حدیث) ایوب نے کہا: میں نہیں جانتا کہ یہ آپ کی کون سی بیٹی تھیں؟ (راویٔ حدیث) ابن جریج کہتے کہ میں نے (ایوب بن ابی تیمیہ سے) پوچھا: آپ کے فرمان [أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ] کا مطلب کیا

١٨٩٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٢٠.

ہے؟ کیا اسے اس کا ازار بنایا جائے گا؟ انھوں نے فرمایا: میرا خیال ہے آپ کا مطلب یہ تھا کہ اسے اس میں لپیٹ دو۔

فائدہ: عورت کے کفن کے لیے بھی تین کپڑے ہی کافی ہیں۔ اس میں مرد اور عورت کی تفریق کی کوئی صحیح حدیث نہیں۔ مزید دیکھیے: (کتاب الجنائز' للألباني' ص:۸۵)

۱۸۹۵- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَ إِحْدٰى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ، وَاغْسِلْنَهَا بِالسِّدْرِ وَالْمَاءِ وَاجْعَلْنَ فِي آخِرِ ذٰلِكَ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي» قَالَتْ فَآذَنَّاهُ فَأَلْقٰى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

۱۸۹۵- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی ایک بیٹی فوت ہوگئیں' آپ نے فرمایا: ''اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ' اگر ضرورت سمجھو تو' غسل دو۔ اور اسے پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دو اور آخری مرتبہ کافور ڈال دو یا کچھ کافور ڈالو۔ جب تم فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔'' ہم نے آپ کو اطلاع کی تو آپ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا: ''اس کے بدن پر اسے لپیٹ دو۔''

فائدہ: ''پھینکا'' گویا پکڑایا نہیں کیونکہ آپ کا ہاتھ ساری زندگی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ یہ انتہا درجے کی احتیاط ہے جو آپ نے اپنی امت کو سمجھانے کے لیے فرمائی۔ (اس حدیث کے باقی مباحث کے لیے دیکھیے' حدیث:۱۸۸۲)

(المعجم ۳۷) - اَلْأَمْرُ بِتَحْسِينِ الْكَفَنِ (التحفة ۳۷)

باب:۳۷- اچھے کفن کا حکم

۱۸۹۶- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِّيُّ الْقَطَّانُ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ

۱۸۹۶- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے اپنے ایک صحابی کا

۱۸۹۵ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب: هل تكفن المرأة في إزار الرجل؟، ح: ۱۲۵۷ من حديث عبدالله بن عون به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۲۱. * يزيد هو ابن هارون.

۱۸۹۶ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في تحسين كفن الميت، ح: ۹۴۳ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۲۲.

لَهُ - قَالَا : أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ مَاتَ فَقُبِرَ لَيْلًا، وَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ، فَزَجَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ إِنْسَانٌ لَيْلًا إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى ذٰلِكَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ».

ذکر فرمایا جو فوت ہو گیا تھا اور اسے راتوں رات دفن کر دیا گیا تھا اور ناقص کفن پہنایا گیا تھا' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کسی میت کو رات کے وقت دفن کرنے سے منع فرما دیا مگر یہ کہ انتہائی مجبوری ولا چاری ہو' نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی پر اپنے کسی بھائی (رشتے دار) کے کفن دفن کی ذمہ داری آ پڑے تو وہ اس کے لیے اچھا کفن تیار کرے۔''

فوائد ومسائل: ① کفن اچھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ نیا کپڑا ہو' مستعمل نہ ہو' سفید ہو' رنگ دار نہ ہو (تاکہ پرانے نئے کا اندازہ ہو سکے)' صاف ستھرا ہو' میلا کچیلا نہ ہو۔ درمیانی قیمت کا ہو جو دیکھنے میں نامناسب معلوم نہ ہو اور عوام الناس اسے استعمال کرتے ہوں۔ سادہ ہو' منقش نہ ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ قیمتی اور مہنگا ہو کیونکہ بعض روایات میں مہنگے کفن سے صراحتاً روکا گیا ہے۔ ② مذکورہ حدیث سے اور اس موضوع کی دیگر تمام روایات جمع کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ رات کے وقت مُردوں کو دفن کرنا جائز نہیں الا یہ کہ کوئی مجبوری اور اشد ضرورت پیش آ جائے۔ رات کے وقت تدفین کی ممانعت ممکن ہے اس گمان کی وجہ سے ہو کہ نماز جنازہ میں لوگ کم تعداد میں شریک ہوں گے' نیز کفن دفن میں کوتاہی ہوگی۔ لیکن اگر نماز جنازہ پڑھ لی گئی ہو تو عذر کے پیش نظر رات کو بھی دفن کرنا پڑے تو جائز ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے رات کے وقت میت کو قبر میں دفن کیا تھا۔ (جامع الترمذي' الجنائز' حديث:١٠٥٧) نیز امام بخاری ؒ نے تعلیقاً بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (صحيح البخاري' الجنائز' قبل الحديث: ١٣٤٠) مسند احمد میں حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (مسند أحمد:٦/٦٢' ١١٠) مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت فاطمہ ؓ کی بابت مروی ہے کہ ان کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (المصنف لابن أبي شيبة:٣/٣١) مذکورہ روایات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ مجبوری اور عذر کے پیش نظر رات کے وقت دفن کرنا جائز ہے۔ والله أعلم.

(المعجم ٣٨) - أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ (التحفة ٣٨)

باب:٣٨- کون سا کفن بہتر ہے؟

١٨٩٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ أَبِي عَرُوبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اِلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ».

۱۸۹۷- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ صاف ستھرے اور عمدہ ہوتے ہیں اور اپنے فوت شدگان کو بھی انھی میں کفن دیا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① سفید کپڑے میں معمولی سا میل کچیل اور گندگی بھی ظاہر ہوتی ہے' لہٰذا اسے جلدی صاف کیا جاتا ہے اور وہ صاف ستھرا رہتا ہے' رنگ دار کپڑوں میں میل کچیل محسوس نہیں ہوتا' وہ دیر تک دھوئے نہیں جاتے' اس لیے بیماریوں کا سبب بن سکتے ہیں۔ ویسے بھی سفید کپڑے کی ایک شان ہوتی ہے۔ ② مجبوری نہ ہو تو کفن سفید ہی ہونا چاہیے۔ ③ کفن پہنانا واجب ہے۔

(المعجم ٣٩) - كَفَنُ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹- نبی ﷺ کا کفن کیسا تھا؟

١٨٩٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُفِّنَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُولِيَّةٍ بِيضٍ.

۱۸۹۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (علاقۂ یمن کی) سحول بستی کے بنے ہوئے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

١٨٩٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۱۸۹۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

١٨٩٧_[صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه معمر عند أحمد، والحديث في الكبرى، ح: ٢٠٢٣، وله شاهد عند الترمذي، ح: ٢٨١٠، وابن ماجه، ح: ٣٥٦٧، وصححه الترمذي، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ١٨٥، ووافقه الذهبي.

١٨٩٨_[صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣١ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٢٤، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٦١٧١، وأخرجه البخاري، ومسلم من حديث هشام بن عروة عن أبيه به، انظر الحديثين الآتيين، ورواه مكحول: حدثنا عروة به (أحمد: ٦/ ٢٦٤).

١٨٩٩_ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن بلا عمامة، ح: ١٢٧٣ من حديث مالك، ومسلم (انظر الحديث◀◀

هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

ﷺ کو سحول بستی کے بنے ہوئے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں کوئی قمیص یا پگڑی نہ تھی۔

١٩٠٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ يَمَانِيَةٍ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ، فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ قَوْلُهُمْ: فِي ثَوْبَيْنِ وَبُرْدٍ مِنْ حِبَرَةٍ فَقَالَتْ: قَدْ أُتِيَ بِالْبُرْدِ وَلٰكِنَّهُمْ رَدُّوهُ وَلَمْ يُكَفِّنُوهُ فِيهِ.

۱۹۰۰- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یمن کے بنے ہوئے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفنایا گیا' ان میں کوئی قمیص یا پگڑی نہ تھی۔ حضرت عائشہ سے ذکر کیا گیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دو کپڑے تھے اور تیسری دھاری دار چادر تھی۔ انھوں نے فرمایا: چادر (دھاری دار) لائی تو گئی تھی مگر غسل اور کفن دینے والوں نے واپس کر دی تھی' اس میں آپ کو کفن نہیں دیا۔

فوائد ومسائل: ① کفن کے لیے تین کپڑے مسنون ہیں' دو میں بھی گزارا ہو سکتا ہے' نہ ملیں تو مجبوری میں ایک بھی کافی ہے' جیسے جنگ احد کے بعض شہداء کے لیے صرف ایک چادر ہی ملی' نبی ﷺ نے اسی ایک چادر ہی میں دفن کر دیے۔ ② ''قمیص اور پگڑی'' کفن میں قمیص اور پگڑی نہیں ہونی چاہیے جیسا کہ اس حدیث میں صراحت ہے' جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ احناف قمیص اور اہم شخصیت کے لیے پگڑی جائز سمجھتے ہیں۔ اس حدیث کے معنی کرتے ہیں کہ قمیص اور پگڑی ان تین کپڑوں میں شامل نہ تھے' ان کے علاوہ تھے' مگر یہ معنی ظاہر کے خلاف ہیں' البتہ بعض ضعیف احادیث میں پگڑی کا ذکر ہے لیکن ترجیح صحیح احادیث ہی کو ہوگی۔

(المعجم ٤٠) - اَلْقَمِيصُ فِي الْكَفَنِ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- کفن میں قمیص

١٩٠١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۱۹۰۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

◀◀ الآتي) من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٢٥، والموطأ (يحيى): ١/ ٢٢٣.

١٩٠٠- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح: ٩٤١/ ٤٦ من حديث حفص بن غياث، والبخاري، انظر الحديث السابق من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٢٦.

١٩٠١- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن في القميص الذي يكف أو لا يكف، ح: ١٢٦٩، ومسلم، صفات المنافقين، باب صفات المنافقين وأحكامهم، ح: ٢٧٧٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان عن عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٢٧.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللهِ بْـنُ أُبَـيٍّ جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَعْطِنِي قَمِيصَكَ حَتّٰى أُكَفِّنَهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ، فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ ثُمَّ قَالَ: «إِذَا فَرَغْتُمْ فَآذِنُونِي أُصَلِّي عَلَيْهِ» فَجَذَبَهُ عُمَرُ وَقَالَ: قَدْ نَهَاكَ اللهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ؟ فَقَالَ: «أَنَا بَيْنَ خِيرَتَيْنِ» قَالَ: ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ [التوبة: ٨٠] فَصَلّٰى عَلَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾ [التوبة: ٨٤] فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ.

کہ جب عبداللہ بن ابی (منافقین کا سردار) مر گیا تو اس کے بیٹے (عبداللہ) نبی ﷺ کے پاس آئے اور گزارش کی کہ مجھے اپنی قمیص مبارک عطا فرمائیں تاکہ میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں۔ آپ اس کا جنازہ بھی پڑھیے اور اس کے لیے بخشش کی دعا بھی کیجیے۔ آپ نے انھیں قمیص دے دی اور فرمایا: ”جب تم غسل اور کفن سے فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا‘ میں اس کا جنازہ پڑھوں گا۔“ (جب آپ جنازے پر پہنچے تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کیا اور گزارش کی کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کا جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”(نہیں) مجھے دو چیزوں میں اختیار دیا گیا ہے کہ ان (منافقین) کے لیے بخشش طلب کرو یا نہ کرو‘ اللہ انھیں معاف نہیں فرمائے گا۔“ پھر آپ نے جنازہ پڑھ دیا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ ...... وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهِ﴾ ”ان منافقین میں سے کوئی مر جائے تو کبھی بھی اس کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔“ پھر آپ نے منافقین کا جنازہ پڑھنا چھوڑ دیا۔

فوائد و مسائل: ① عبداللہ بن ابی منافق کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ انتہائی مخلص مسلمان تھے۔ ان کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مندرجہ بالا گزارشات کرنا فطری چیز ہے۔ ہر بیٹا خصوصاً نیک بیٹا ماں باپ کی بھلائی چاہتا ہے۔ چونکہ عبداللہ بن ابی ظاہراً کلمہ گو تھا‘ اس لیے وہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی برکت سے شاید اس کی مغفرت ہو جائے‘ بالخصوص جبکہ ابھی منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کی بابت کوئی واضح حکم بھی نہیں آیا تھا۔ اسی طرح نبی ﷺ کا ان کے مطالبات کو تسلیم فرما لینا دراصل اس مسلمان بیٹے کی دلداری کے علاوہ آپ کی رحمۃ للعالمینی کا بھی مظہر تھا۔ اس واقعے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ممانعت کا حکم نازل فرما دیا۔ ② ”قمیص دے دی“ کہا گیا ہے کہ یہ قمیص دراصل اس قمیص کے بدلے کے طور پر دی تھی جو قمیص عبداللہ بن ابی نے نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بدر کی جنگ کے قیدی کی حیثیت میں دی تھی۔ ③ ”روکا نہیں“؟ حضرت عمر

ﷺ نے سمجھا کہ جب اس کی مغفرت ممکن نہیں تو مطلب یہی ہے کہ جنازہ نہ پڑھو مگر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے انداز بیان میں امید کی کرن دیکھی کیونکہ صراحتاً حکم ممانعت نہ تھا' ہاں مشرک کے لیے استغفار سے صراحتاً روکا گیا تھا مگر عبداللہ بن ابی منافق تھا' مشرک نہ تھا' منافق کا حکم بعد میں اترا۔ ④ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال فرمایا ہے کہ قمیص بھی کفن میں شامل ہو سکتی ہے۔ لیکن دیگر دلائل واحادیث کی روشنی میں یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ ان میں خود آپ ﷺ کے لیے تین کپڑوں کا انتخاب ہوا اور یقیناً جو اللہ کے رسول ﷺ کے لیے تجویز ہوا وہی افضل ہے۔ رہی بات جواز کی تو صورت حال کا جائزہ لینے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک اتفاقی واقعہ تھا جو عام جواز کی دلیل نہیں بن سکتا' وہ اس طرح کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس قمیص کا مطالبہ کیا تھا جو آپ ﷺ کے وجودِ مسعود پر تھی اور خاص کر آپ کی جلد کے ساتھ لگی تھی' آپ اس کا انکار نہ فرما سکے بلکہ تالیف قلب اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی کی خاطر آپ نے انھیں دے دی بلکہ عبداللہ بن ابی کو خود پہنا دی جیسا کہ صحیح بخاری (حدیث: ۱۲۷۰) میں ہے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس قمیص کا بدلہ تھا جو آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن ابی نے دی تھی جبکہ وہ جنگ بدر کے بعد قیدی بنے کیونکہ ان کی قمیص پھٹی ہوئی تھی اور عام پیمائش کی قمیص انھیں پوری نہیں آتی تھی تب انھیں وہ قمیص مرحمت کی گئی عبداللہ بن ابی قد آور انسان تھا۔ بہرحال اس حدیث سے آپ ﷺ کے خلق عظیم کا پتا چلتا ہے کہ آپ کو اس کے منافق ہونے کا یقین تھا' نبی اکرم ﷺ' اسلام اور دیگر مسلمانوں کے لیے اس کی ایذا بھی ڈھکی چھپی نہیں تھی' اس کے باوجود آپ نے اسے قمیص پہنائی اور اس کا جنازہ پڑھا۔ ⑤ منافق پر اس کے ظاہر کو مدنظر رکھتے ہوئے دنیا میں اسلام والے احکام جاری ہوں گے۔ ⑥ آدمی زندہ ہو یا مردہ' اس کی حقیقت کے بارے میں اظہار کیا جا سکتا ہے' جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی کے منافق ہونے کا اظہار کیا ہے' یہ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ (مردوں کو برا بھلا نہ کہو) میں شامل نہیں۔ ⑦ آدمی صاحب علم و فضل شخصیت کو کوئی ایسا کام کرتے دیکھے جسے وہ خلاف شرع سمجھتا ہے تو وہ استفسار کر سکتا ہے۔ ⑧ صاحب فضل شخص کو اچھی طرح وضاحت کر کے اس آدمی کا اشکال دور کرنا چاہیے۔

١٩٠٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ وُضِعَ فِي حُفْرَتِهِ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ لَهُ فَوَضَعَهُ

۱۹۰۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عبداللہ بن ابی کی قبر پر تشریف لائے جبکہ اسے لحد میں رکھا جا چکا تھا' آپ قبر پر کھڑے ہوئے اور اسے نکالنے کا حکم دیا۔ اسے (قبر سے) نکالا گیا' پھر آپ نے اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اسے اپنی قمیص پہنائی اور اس کے

١٩٠٢- أخرجه البخاري، ح: ١٢٧٠، ومسلم، ح: ٢٧٧٣ (انظر الحديث السابق) من حديث سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٢٨.

عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ. وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

منہ میں (یا اس کے جسم پر) اپنا لعاب مبارک ڈالا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (حکمت کیا تھی؟)

فائدہ: یہ روایت مشہور روایات سے متعارض معلوم ہوتی ہے جن میں قمیص پہلے دینے' جنازہ پڑھنے اور پھر قبر پر جنازے کے ساتھ آنے کا ذکر ہے' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا ایک حل یہ پیش کیا ہے کہ پہلی روایت میں دینے سے مراد دینے کا وعدہ ہے' وعدے پر عطیہ کا لفظ بول دیا گیا ہے۔ دوسرا حل اور تطبیق یہ ہے کہ ممکن ہے دو مرتبہ آپ نے قمیص دی ہو' ایک پہلے اور دوسری مرتبہ جب آپ قبر پر حاضر ہوئے۔ مزید دیکھیے: (فتح الباري' الجنائز' باب الكفن في القميص الذي يكف أو لا يكف' حديث: ۱۲۷۰) والله أعلم.

۱۹۰۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: وَكَانَ الْعَبَّاسُ بِالْمَدِينَةِ فَطَلَبَتِ الْأَنْصَارُ ثَوْبًا يَكْسُونَهُ فَلَمْ يَجِدُوا قَمِيصًا يَصْلُحُ عَلَيْهِ إِلَّا قَمِيصَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ فَكَسَوْهُ إِيَّاهُ.

۱۹۰۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مدینہ میں (قید) تھے تو (ان کی قمیص پھٹی ہوئی تھی' لہٰذا) انصار نے ان کے لیے کوئی کپڑا تلاش کیا جو انھیں پہنا سکیں مگر عبداللہ بن ابی کی قمیص کے علاوہ کوئی قمیص ان پر صحیح نہ آتی تھی (کیونکہ وہ قد آور تھے اور وہ بھی قد آور تھا) آخر انھوں نے وہی ان کو پہنا دی۔

فائدہ: یہ روایت ذکر کرنے سے امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ نبی ﷺ کا اس کی وفات کے موقع پر قمیص عطا فرمانا دراصل اس قمیص کا بدلہ تھا جو اس نے آپ کے چچا کو پہنائی تھی کیونکہ آپ احسان کا بدلہ ضرور دیتے تھے۔

۱۹۰۴- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْأَعْمَشِ، ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيقًا قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۹۰۴- حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تو ہم صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے طالب تھے' لہٰذا ہمارا ثواب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لیا۔ ہم میں سے کچھ تو اس حالت میں فوت ہوئے کہ انھوں نے اپنے اجر وثواب کا کچھ

۱۹۰۳_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۲۹.

۱۹۰۴_ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة، ح: ۳۹۱٤ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح: ۹٤۰ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۳۰.

خَبَّابٌ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ تَعَالٰى، فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ، فَمِنَّا مَنْ مَاتَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةً، كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ بِهَا رَأْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ إِذْخِرًا وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا. وَاللَّفْظُ لِإِسْمَاعِيلَ.

بھی حصہ دنیا میں وصول نہ کیا تھا۔ ایسے مخلصین میں سے ایک حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ہمیں ان کو کفن دینے کے لیے صرف ایک چادر ملی، وہ بھی اتنی (چھوٹی تھی) کہ جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانپتے تھے تو ان کا سر ننگا ہو جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ ہم اس سے ان کا سر ڈھانپ دیں اور پاؤں پر گھاس ڈال دیں۔ اور ہم میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کے لیے ان کے ثواب کا پھل اس دنیا میں بھی پک کر تیار ہو گیا۔ وہ اس کو توڑ توڑ کر کھا رہے ہیں۔

حدیث کے یہ الفاظ اسماعیل بن مسعود راوی کے بیان کردہ ہیں۔

فوائد ومسائل: ① ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں آخرت میں ثواب نہیں ملے گا بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان لوگوں کو ان کی ہجرت کے کچھ نتائج دنیا میں بھی حاصل ہو گئے، آخرت میں تو ثواب بہر صورت ملے گا۔ مگر مصعب رضی اللہ عنہ جیسے ساتھیوں کا درجہ بہت اونچا ہوگا۔ ② اس روایت میں قمیص کا ذکر نہیں ہے۔ جس سے بلا قمیص کفن کی مشروعیت پر استدلال ہے، جبکہ آغاز باب میں عبداللہ بن ابی کی روایت سے اس کے جواز کا رجحان معلوم ہوتا ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب کوئی اور چارۂ کار نہ ہو، نیز اسے مذکورہ عنوان کے تحت ذکر کرنے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک کپڑے میں بھی کفن جائز ہے جبکہ صورت حال اس قسم کی ہو۔ واللّٰہ أعلم.

(المعجم ٤١) - كَيْفَ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ إِذَا مَاتَ (التحفة ٤١)

باب: ۴۱- جو شخص حالت احرام میں مر جائے تو اسے کیسے کفن دیا جائے؟

١٩٠٥- أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

۱۹۰۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”محرم کو اس کے انھی دو

١٩٠٥- أخرجه البخاري، الجنائز، باب: كيف يكفن المحرم، ح: ١٢٦٨، ومسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ١٢٠٦ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٣١.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِغْسِلُوا الْمُحْرِمَ فِي ثَوْبَيْهِ اللَّذَيْنِ أَحْرَمَ فِيهِمَا، وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُمِسُّوهُ بِطِيبٍ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُحْرِمًا».

کپڑوں میں غسل دو جن میں اس نے احرام باندھا تھا۔ اور اسے پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دو۔ اس کو انھی دو کپڑوں میں کفن دو اور اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانپو کیونکہ وہ قیامت کے دن احرام کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔"

فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محرم فوت بھی ہو جائے' تب بھی اس کا احرام قائم رکھا جائے' یعنی اسے خوشبو لگائی جائے نہ اس کا سر ڈھانپا جائے' مگر احناف نے اس خاص اور صریح روایت کو چھوڑ کر ایک عام روایت: "جب انسان مر جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔" (صحيح مسلم' الوصية' حديث:١٦٣١) سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ محرم کو بھی عام انسان کی طرح غسل اور کفن دیا جائے' حالانکہ صحیح مسلم کی اس روایت سے کیسے معلوم ہوتا ہے کہ غسل اور کفن کے خصوصی احکام اس پر لاگو نہیں ہو سکتے؟ جبکہ شہید کے بارے میں خود احناف مانتے ہیں کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا' اسی خون آلود حالت میں اسے دفن کیا جائے گا تو کیا اعتراض ہے اگر محرم کو احرام کی حالت میں دفن کر دیا جائے؟ کیا سب احادیث پر عمل ضروری نہیں؟ اگر شہید کا خاص حکم ہو سکتا ہے تو محرم کا کیوں نہیں؟ جبکہ حدیث صریح اور واضح ہے۔ احناف کہتے ہیں یہ حدیث اس محرم کے ساتھ خاص ہے جس کے بارے میں آپ نے یہ بیان فرمائی تھی' مگر پوچھا جا سکتا ہے کہ حضرت والا! شہید کو غسل نہ دینے والی حدیث شہدائے احد کے ساتھ خاص کیوں نہیں؟ بہر حال واضح حدیث کی موجودگی میں قیاس اور رائے کی کوئی حیثیت نہیں۔

(المعجم ٤٢) - اَلْمِسْكُ (التحفة ٤٢)

باب:۴۲- کستوری

١٩٠٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَشَبَابَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعَ أَبَا نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَطْيَبُ الطِّيبِ الْمِسْكُ».

۱۹۰۶- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہترین خوشبو کستوری ہے۔"

١٩٠٦- أخرجه مسلم، الألفاظ من الأدب، باب استعمال المسك وأنه أطيب الطيب ... الخ، ح: ٢٢٥٢ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٢١٦٩، والسنن الكبرى، ح: ٢٠٣٢.

فائدہ: کستوری کے بارے میں اشکال یہ ہوسکتا ہے کہ کستوری تو دراصل ہرن کا خون ہے جس کا استعمال جائز نہیں، مگر کوئی چیز جب قدرتی طور پر تبدیل ہو جائے اور اس میں پہلے اثرات بالکل ختم ہو جائیں تو اس کا حکم بدل جائے گا۔ کستوری بھی کسی لحاظ سے خون کے اوصاف نہیں رکھتی، لہٰذا اس کا حکم خون سے مختلف ہوگا۔ خون بھی تو خوراک سے بنتا ہے مگر اسے خوراک کا حکم حاصل نہیں۔ اسی طرح غلہ جات اور سبزیاں بھی تو مٹی اور گوبر وغیرہ ہی سے بنتی ہیں مگر ان پر اصل کا حکم نہیں لگتا۔

١٩٠٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الْمُسْتَمِرِ بْنِ الرَّيَّانِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ خَيْرِ طِيبِكُمُ الْمِسْكُ».

۱۹۰۷- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کستوری تمھاری بہترین خوشبو ہے۔“

(المعجم ٤٣) - اَلْإِذْنُ بِالْجَنَازَةِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳-جنازے کی اطلاع دینا

١٩٠٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ مِسْكِينَةً مَرِضَتْ فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَرَضِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُ الْمَسَاكِينَ وَيَسْأَلُ عَنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا مَاتَتْ فَآذِنُونِي» فَأُخْرِجَ بِجَنَازَتِهَا لَيْلًا وَكَرِهُوا أَنْ يُوقِظُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُخْبِرَ بِالَّذِي كَانَ

۱۹۰۸- حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مسکین عورت بیمار ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی بیماری کی خبر دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ مسکین لوگوں کی بیمار پرسی اور خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب یہ فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔“ اس کا جنازہ رات کو لے جایا گیا اور صحابہ نے پسند نہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جگائیں۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو اس واقعے کی خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمھیں کہا نہیں تھا کہ مجھے اس

١٩٠٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في المسك للميت، ح:٣١٥٨ من حديث المستمر به، وهو في الكبرى، ح:٢٠٣٣، وأخرجه مسلم، ح:٢٢٥٢ من طريق آخر عن أبي نضرة به (انظر الحديث السابق).

١٩٠٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه الإمام الشافعي في مسنده، ص:٣٥٨ عن مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٢٧، والكبرى، ح:٢٠٣٤. * أبوأمامة صحابي، فالحديث ليس بالمرسل.

مِنْهَا فَقَالَ: «أَلَمْ آمُرْكُمْ أَنْ تُؤْذِنُونِي بِهَا؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ لَيْلًا، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى صَفَّ بِالنَّاسِ عَلَى قَبْرِهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

کی اطلاع دینا؟'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے رات کے وقت آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا' پھر رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف چلے اور اس کی قبر پر لوگوں کی صفیں بنائیں اور چار تکبیریں کہیں۔ (یعنی جنازہ پڑھا۔)

فوائد و مسائل: ① باب کا مسئلہ ثابت ہونے کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوا کہ دوبارہ قبر پر جنازہ پڑھا جا سکتا ہے۔ احناف دوبارہ یا قبر پر جنازہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں الا یہ کہ میت کو بغیر جنازہ پڑھے دفن کر دیا گیا ہو۔ وہ اس حدیث کو بلا دلیل رسول اللہ ﷺ سے خاص سمجھتے ہیں۔ ② رسول اللہ ﷺ میں غایت درجے کی تواضع تھی کہ فقراء اور مساکین کی عیادت کے لیے ان کے گھر جاتے اور بیمار پرسی کرتے ...... ﷺ ...... ③ مرد عورت کی تیمار داری کر سکتا ہے' اسی طرح عورت بھی۔ ④ ایسی حکم عدولی جس میں حکم دینے والے کی بھلائی اور تعظیم و تکریم مقصود ہو' گناہ شمار نہیں ہوگی۔ ⑤ نبی اکرم ﷺ غیب نہیں جانتے تھے۔ ⑥ رات کو دفن کرنا جائز ہے۔

(المعجم ٤٤) - اَلسُّرْعَةُ بِالْجَنَازَةِ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۴- جنازہ لے کر جلدی چلنا

١٩٠٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي، وَإِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ - يَعْنِي السُّوءَ - عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: يَا وَيْلَتِي! أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِي؟».

۱۹۰۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب نیک شخص چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: مجھے جلدی لے چلو' مجھے جلدی لے چلو۔ اور جب برا آدمی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: افسوس! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟''

فائدہ: مرنے کے بعد میت عالم برزخ میں داخل ہو جاتی ہے اور اس پر برزخی احکام لاگو ہو جاتے ہیں جو ہماری دنیا کے احکام سے مختلف ہیں' لہٰذا میت کا یہ کہنا برزخی امر ہے جو ہماری دنیا سے متعلق نہیں' اس لیے ہمیں

١٩٠٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٢، ٤٧٤، ٥٠٠ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٣٥، وصححه ابن حبان، ح: ٧٦٤. * عبدالله هو ابن المبارك.

سنائی بھی نہیں دیتا۔ ہوسکتا ہے روح کہتی ہو۔ بہر صورت عالم برزخ ہماری عقل سے بالا ہے۔ اس پر بغیر تفصیل جانے ایمان لانا واجب ہے۔

۱۹۱۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ: يَا وَيْلَهَا! إِلَى أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ».

۱۹۱۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب میت کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے: مجھے جلدی لے چلو، مجھے جلدی لے چلو۔ اور اگر وہ نیک نہیں تو کہتا ہے: ہائے افسوس! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ اس کی آواز کو انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔“

فوائد و مسائل: ① یہ کوئی محال بات نہیں کہ جانور اس چیز کا ادراک کر لیں جس کا انسان کو ادراک نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں بڑی بڑی صلاحیتیں ودیعت کر رکھی ہیں، مثلاً: کتے کی قوت شامہ (سونگھنے والی قوت) حیرت انگیز حد تک انسان سے زیادہ ہے۔ وہ کسی انسان کے خالی کپڑے سونگھ کر اس انسان تک پہنچ جاتا ہے۔ انسان میں یہ صلاحیت مفقود ہے، مثلاً: شکاری اور کھوجی کتے۔ ② ”بے ہوش ہو جائے“ یعنی اس برے انسان (میت) کی خوف ناک آواز سن کر۔ ③ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس کی آواز زندہ لوگوں کو نہیں سناتا۔ ④ جنازہ اٹھانا مردوں کے لیے مشروع ہے، عورتیں نہیں اٹھائیں گی۔

۱۹۱۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا

۱۹۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، اور وہ اس روایت کو نبی ﷺ تک پہنچاتے تھے، کہ آپ نے فرمایا: ”جنازہ جلدی لے کر چلو۔ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر وہ نیک نہیں تو

۱۹۱۰_ أخرجه البخاري، الجنائز، باب كلام الميت على الجنازة، ح: ۱۳۸۰ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۳۶. * الليث هو ابن سعد.

۱۹۱۱_ أخرجه البخاري، الجنائز، باب السرعة بالجنازة، ح: ۱۳۱۵، ومسلم، الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، ح: ۹۴۴ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۳۷.

إِلَيْهِ وَإِنْ تَكُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ».

تم ایک شر کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔"

فائدہ: جنازہ جلدی لے جانے کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: ① جنازہ زیادہ دیر تک گھر میں نہ رکھو بلکہ تکفین و تجہیز میں جلدی کرو۔ ② جنازہ اٹھانے کے بعد تیز تیز چلو۔ بوجھ اٹھانے والا شخص فطری طور پر تیز تیز چلتا ہے، مگر اتنا تیز نہ چلے کہ میت کو جھٹکے لگیں۔

۱۹۱۲- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَدَّمْتُمُوهَا إِلَى الْخَيْرِ، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ ذٰلِكَ كَانَتْ شَرًّا تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ».

۱۹۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "میت کو جلدی لے جاؤ کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف جلدی لے جا رہے ہو اور اگر وہ نیک نہیں تو تم ایک شر کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔"

فائدہ: "گردنوں سے اتار رہے ہو" پہلے معنی کی رو سے اس کا مطلب ہے کہ تم اپنی ذمے داری سے فارغ ہو رہے ہو، دوسرا معنی ظاہر ہے۔

۱۹۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَوْشَنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: شَهِدْتُ جَنَازَةَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ وَخَرَجَ زِيَادٌ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيِ السَّرِيرِ، فَجَعَلَ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمَوَالِيهِمْ يَسْتَقْبِلُونَ السَّرِيرَ وَيَمْشُونَ عَلٰى

۱۹۱۳- حضرت عبدالرحمٰن بن جوشن فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کے جنازے میں حاضر ہوا۔ زیاد (گورنر بصرہ) چارپائی کے آگے آگے چلنے لگا۔ حضرت عبدالرحمٰن کے گھریلو رشتے دار اور ان کے غلام (چارپائی کے آگے) چارپائی کی طرف منہ کر کے الٹے پاؤں چلنے لگے۔ اور وہ (جنازہ اٹھانے والوں کو) کہتے تھے: آہستہ آہستہ چلو۔ اللہ تعالیٰ تمھاری نیکی میں

۱۹۱۲ـ أخرجه مسلم، ح: ۹٤٤/ ٥١ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۳۸. * عبدالله هو ابن المبارك.

۱۹۱۳ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب الاسراع بالجنازة، ح: ۳۱۸۲ من حديث عيينة بن عبدالرحمٰن به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۳۹، وصححه الحاكم: ۱/ ۳۵۵، والذهبي، والنووي.

أَعْقَابِهِمْ وَيَقُولُونَ: رُوَيْدًا رُوَيْدًا! بَارَكَ اللهُ فِيكُمْ، فَكَانُوا يَدِبُّونَ دَبِيبًا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ طَرِيقِ الْمِرْبَدِ لَحِقَنَا أَبُو بَكْرَةَ عَلَى بَغْلَةٍ، فَلَمَّا رَأَى الَّذِي يَصْنَعُونَ حَمَلَ عَلَيْهِمْ بِبَغْلَتِهِ وَأَهْوَى إِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ وَقَالَ: خَلُّوا فَوَالَّذِي أَكْرَمَ وَجْهَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ! لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنَّا لَنَكَادُ نَرْمُلُ بِهَا رَمَلًا فَانْبَسَطَ الْقَوْمُ.

برکت فرمائے۔ تو اس طرح وہ گویا رینگ رینگ کر (یعنی بہت آہستہ) چل رہے تھے حتی کہ جب ہم راستے میں مربد مقام پر پہنچے تو حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ خچر پر سوار پیچھے سے ہمیں آملے۔ جب انھوں نے ان لوگوں کو ایسا کرتے دیکھا تو ان کی طرف خچر کو دوڑایا اور ان کی طرف کوڑا لہرایا اور فرمایا: راستہ چھوڑ دو۔ (یعنی میت کے آگے سے ہٹ جاؤ) مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے ابوالقاسم ﷺ کے چہرۂ انور کو عزت دی ہے! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں میت کو اٹھا کر تیز تیز چلتے تھے، پھر (یہ بات سن کر) سب لوگ مطمئن ہو گئے۔

فائدہ: ”مطمئن ہو گئے“ یعنی اس وضاحت کے بعد سب لوگ اس بات پر مطمئن ہو گئے کہ جنازے کو اٹھا کر تیز تیز چلنا چاہیے۔

١٩١٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ وَهُشَيْمٍ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنَّا لَنَكَادُ نَرْمُلُ بِهَا رَمَلًا. وَاللَّفْظُ حَدِيثُ هُشَيْمٍ.

۱۹۱۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! مجھے خوب یاد ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں میت کو لے کر تیز تیز چلتے تھے۔ حدیث کے مذکورہ الفاظ ہشیم کے ہیں (نہ کہ اسماعیل کے۔)

فائدہ: معلوم ہوا میت کو اٹھا کر تیز چلنا چاہیے جس طرح بوجھ اٹھانے والا طبعاً تیز چلتا ہے، یہاں بھاگنا مقصود نہیں۔

١٩١٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ

۱۹۱۵- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

١٩١٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٤٠.

١٩١٥ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع ... الخ، ح: ١٣١٠، ومسلم، الجنائز، القيام للجنازة، ح: ٩٥٩/ ٧٧ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٤٤. * أبوسلمة هو ابن عبدالرحمن، وأبوإسماعيل هو إبراهيم بن عبدالملك القناد.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَحْيَى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَرَّتْ بِكُمْ جَنَازَةٌ فَقُومُوا، فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتَّى تُوضَعَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنازہ تمھارے پاس سے گزرے تو کھڑے ہو جاؤ' پھر جو شخص جنازے کے ساتھ جائے' وہ جنازہ (زمین پر) رکھے جانے تک نہ بیٹھے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث اگلے باب کے تحت ذکر ہونی چاہیے۔ پچھلے باب سے اس کا کوئی تعلق نہیں بنتا۔ واللہ أعلم۔ ② ''کھڑے ہو جاؤ'' ایک اور حدیث میں اس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے: [إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا] (مسند أحمد: ۳۵۴/۳) ''موت گھبراہٹ کا باعث ہے۔'' یعنی موت کو دیکھ کر یا سن کر انسان کو گھبرا جانا چاہیے۔ حوادث سے متاثر ہونا فطری چیز ہے۔ اور موت تو سب سے بڑا حادثہ ہے۔ ایک کی موت دوسروں کو بھی ان کی موت یاد دلاتی ہے' لہٰذا جنازہ دیکھیں تو اپنا کام چھوڑ کر کھڑے ہونا چاہیے۔ بعض روایات میں یہ وجہ بھی ذکر ہے کہ یہ قیام فرشتوں کے احترام کے طور پر ہے جو جنازے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں جنازہ عام ہوگا' مسلم کا ہو یا کافر کا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ کھڑے ہونا تعاون کے امکان کے لیے ہے۔ اس صورت میں یہ حکم صرف مسلم کے جنازے کے لیے ہوگا' یعنی جب تک جنازہ کندھوں پر ہے' ساتھیوں کے تعاون کی ضرورت پڑ سکتی ہے' لہٰذا جنازہ زمین پر رکھنے تک شرکاء مت بیٹھیں لیکن یہ توجیہ کمزور ہے۔ (قیام کی باقی بحث آئندہ باب میں ہے۔)

(المعجم ٤٥) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- جنازے کے لیے کھڑا ہونے کا حکم

١٩١٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا، فَلْيَقُمْ حَتَّى تُخَلِّفَهُ أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ».

۱۹۱۶- حضرت عامر بن ربیعہ ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جنازہ (آتا ہوا) دیکھے اور اس نے جنازے کے ساتھ نہ جانا ہو تو (کم از کم) کھڑا ہو جائے حتی کہ جنازہ اس سے آگے گزر جائے یا گزرنے سے پہلے زمین پر رکھ دیا جائے۔''

١٩١٦- أخرجه مسلم، ح: ٩٥٨/ ٧٤ (وانظر الحديث السابق)، والبخاري، ح: ١٣٠٨ (انظر الحديث الآتي) كلاهما عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٤١.

١٩١٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ الْعَدَوِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ».

۱۹۱۷-حضرت عامر بن ربیعہ عدوی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ (آتا) دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ حتی کہ جنازہ تم سے آگے گزر جائے یا (زمین پر) رکھ دیا جائے۔''

١٩١٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ هِشَامٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا، فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتَّى تُوضَعَ».

۱۹۱۸- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ (آتا) دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ جو شخص جنازے کے ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے حتی کہ جنازہ (زمین پر) رکھ دیا جائے۔''

١٩١٩- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ قَالَا: مَا رَأَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ شَهِدَ جَنَازَةً قَطُّ فَجَلَسَ حَتَّى تُوضَعَ.

۱۹۱۹-حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما دونوں نے فرمایا: ہم نے تو کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی جنازے کے ساتھ تشریف فرما ہوں اور جنازہ زمین پر رکھے جانے سے پہلے بیٹھ گئے ہوں۔

١٩٢٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا

۱۹۲۰-حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ لے کر گزرے

١٩١٧ـ أخرجه مسلم، ح:٩٥٨ من حديث الليث بن سعد (انظر الحديث السابق)، والبخاري، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح:١٣٠٧ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٤٢.

١٩١٨ـ [صحيح] تقدم، ح:١٩١٥، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٤٣.

١٩١٩ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٤٥، وله شواهد عند البخاري، ح:١٣٠٩، ١٣١٠ وغيره.

١٩٢٠ـ أخرجه أحمد:٣/ ٥٣ من حديث زكريا بن أبي زائدة، وأيضًا:٣/ ٤٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٤٦.

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو سَعِيدٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرُّوا عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ.

تو آپ کھڑے ہو گئے۔

وَقَالَ عَمْرٌو: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ.

عمرو (بن علی کی روایت میں یوں ہے، انھوں) نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔

۱۹۲۱- أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُمْ: كَانُوا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَطَلَعَتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَامَ مَنْ مَعَهُ فَلَمْ يَزَالُوا قِيَامًا حَتَّى نَفَذَتْ.

۱۹۲۱- حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ (ایک دفعہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آتا نظر آیا۔ رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور جو لوگ آپ کے پاس تھے وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے، پھر سب کھڑے رہے حتی کہ جنازہ آگے گزر گیا۔

فائدہ: مندرجہ بالا قولی اور فعلی، مرفوع اور موقوف روایات سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہو جانا چاہیے۔ فطرت اور عقل بھی اسی بات کا تقاضا کرتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ مگر حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم قیام کے قائل نہیں یا کہیے کہ اسے ضروری نہیں سمجھتے جیسا کہ آگے ایک باب میں احادیث آرہی ہیں، مگر وہ ان کا استنباط معلوم ہوتا ہے، اس لیے وہ قیام کی روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ زیادہ سے زیادہ ان روایات سے رسول اللہ ﷺ کا بیٹھنا ثابت ہوتا ہے، نیز تطبیق بھی ممکن ہے کہ کھڑے ہونے کا حکم استحباب پر دلالت کرتا ہے مگر بیٹھنا بھی جائز ہے اور یہ اچھی تطبیق ہے۔ (مزید بحث کے لیے دیکھیے، حدیث: ۱۹۱۵)

۱۹۲۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٨٨ من حديث عثمان بن حكيم به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٤٧. ✽ مروان هو ابن معاوية الفزاري.

(المعجم ٤٦) - اَلْقِيَامُ لِجَنَازَةِ أَهْلِ الشِّرْكِ (التحفة ٤٦)

باب:۴۶- مشرکین کے جنازے کے لیے کھڑا ہونا

١٩٢٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمُرَّ عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا: إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَقَالَا: مُرَّ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ: «أَلَيْسَتْ نَفْسًا»؟.

۱۹۲۲- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرات سہل بن حنیف اور قیس بن سعد بن عبادہ ؓ قادسیہ مقام پر تھے کہ ایک جنازہ گزرا۔ وہ دونوں کھڑے ہوگئے۔ ان سے کہا گیا: یہ جنازہ تو اس علاقے والوں (یعنی ذمی کافروں) کا ہے؟ تو ان دونوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہوگئے۔ آپ سے کہا گیا: یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا یہ انسانی جان نہیں تھی؟“

فائدہ: دین سے قطع نظر انسانیت کا بھی احترام ہونا چاہیے' نیز موت میں مسلم کافر سب برابر ہیں' پھر کافروں سے رواداری انھیں اسلام کے قریب لانے کا سبب بنے گی۔ اختلاف دین کی وجہ سے انسانی تقاضوں سے انحراف دین فطرت کے خلاف ہے۔ دین اسلام تو جانوروں تک سے ہمدردی رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

١٩٢٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ هِشَامٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ رَسُولُ

۱۹۲۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ (بعد میں) میں نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ایک یہودی عورت کا جنازہ تھا! آپ نے فرمایا: ”موت گھبراہٹ والی چیز ہے' لہٰذا جب تم کوئی جنازہ

١٩٢٢ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ح: ١٣١٢، ومسلم، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ٩٦١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٤٨. * خالد هو ابن الحارث.

١٩٢٣ـ أخرجه مسلم، ح: ٩٦٠ عن علي بن حجر، والبخاري، الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ح: ١٣١١ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٤٩. * إسماعيل هو ابن علية.

اللهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا هِيَ جَنَازَةُ يَهُودِيَّةٍ فَقَالَ: «إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا».

دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔"

اَللَّفْظُ لِخَالِدٍ.

حدیث کے یہ الفاظ خالد راوی کے بیان کردہ ہیں۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۱۹۱۵۔

(المعجم ٤٧) - اَلرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ الْقِيَامِ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷- کھڑے نہ ہونے کی رخصت

١٩٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَلِيٍّ فَمَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامُوا لَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: أَمْرُ أَبِي مُوسٰى فَقَالَ: إِنَّمَا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِجَنَازَةِ يَهُودِيَّةٍ وَلَمْ يَعُدْ بَعْدَ ذٰلِكَ.

۱۹۲۴- حضرت ابو معمر بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ پاس سے گزرا۔ لوگ اس کی وجہ سے کھڑے ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ (تم کیوں کھڑے ہوئے؟) لوگوں نے کہا: یہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہدایت ہے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تو صرف ایک یہودی عورت کے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہوئے تھے' اس کے بعد کبھی کھڑے نہیں ہوئے۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے علم و رؤیت کی بات کر رہے ہیں ورنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ ﷺ کے کھڑے ہونے کی روایات صراحتاً آئی ہیں۔ قولی روایات اس کے علاوہ ہیں۔ جن میں ہر جنازے کا ذکر ہے۔ ان روایات کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اصول حدیث کی رو سے مرجوح ہے۔ عمل ان روایات ہی پر ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ قیام واجب نہیں۔

١٩٢٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۹۲۵- حضرت محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ

١٩٢٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٤١، ٤/ ٤١٣ وغيره من حديث مجاهد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٥٠، وله شاهد صحيح، انظر الحديث الآتي: ٢٠٠١.

١٩٢٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٠١ من حديث أيوب السختياني عن محمد بن سيرين به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٥١.

حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ يَقُمِ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ: أَلَيْسَ قَدْ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ، ثُمَّ جَلَسَ.

حضرات حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے نہ ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا رسول اللہ ﷺ ایک یہودی کے جنازے کی وجہ سے کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ٹھیک ہے مگر پھر بیٹھے بھی رہے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بات کا مطلب یہ ہے کہ پھر ایسا ہی ہوا' کوئی جنازہ گزرا مگر آپ بیٹھے رہے' کھڑے نہیں ہوئے گویا بیٹھے رہنے کا جواز بھی ہے۔

١٩٢٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: مُرَّ بِجَنَازَةٍ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ يَقُمِ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَمَا قَامَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَامَ لَهَا ثُمَّ قَعَدَ.

١٩٢٦- حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرات حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے نہ ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ جنازے کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کھڑے ہوئے تھے مگر پھر بیٹھے رہے۔

١٩٢٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: مَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ فَقَامَ أَحَدُهُمَا وَقَعَدَ الْآخَرُ فَقَالَ الَّذِي قَامَ: أَمَا وَاللهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ قَامَ، قَالَ لَهُ الَّذِي جَلَسَ: لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ

١٩٢٧- حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرات ابن عباس اور حسن رضی اللہ عنہم کے قریب سے ایک جنازہ گزرا۔ ان میں سے ایک کھڑے ہو گئے جبکہ دوسرے بیٹھے رہے۔ کھڑے ہونے والے نے کہا: اللہ کی قسم! میں یقیناً جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے۔ بیٹھے رہنے والے نے ان سے کہا۔ اللہ کی قسم! میں بھی یقیناً جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے بھی رہے تھے۔

١٩٢٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ١/ ٣٣٧ عن هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٥٢.

١٩٢٧- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٥٣.

اللهِ ﷺ قَدْ جَلَسَ.

۱۹۲۸- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ كَانَ جَالِسًا فَمُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ النَّاسُ حَتَّى جَاوَزَتِ الْجَنَازَةُ فَقَالَ الْحَسَنُ: إِنَّمَا مُرَّ بِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى طَرِيقِهَا جَالِسًا، فَكَرِهَ أَنْ تَعْلُوَ رَأْسَهُ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ فَقَامَ.

۱۹۲۸- حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ گزرا۔ لوگ کھڑے ہو گئے حتی کہ جنازہ آگے چلا گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: بات اتنی تھی کہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا اور رسول اللہ ﷺ جنازے کے راستے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ناپسند فرمایا کہ ایک یہودی کا جنازہ آپ کے سر سے اونچا ہو‘ اس لیے آپ کھڑے ہو گئے۔

فائدہ: یہ روایت سابقہ روایات سے مختلف ہے۔ ان میں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہونے کے قائل و فاعل ہیں‘ اور اس روایت میں اس کے خلاف ہیں۔ کثرت کی بنا پر ان روایات کو ترجیح ہوگی‘ نیز یہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اپنا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وجہ سے کھڑے ہوئے تھے‘ ورنہ رسول اللہ ﷺ نے تو اور وجہ بتلائی ہے۔ حدیث: ۱۹۲۲ میں أَلَيْسَتْ نَفْسًا اور حدیث نمبر ۱۹۲۳ میں إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا فرمایا۔ اور حدیث: ۱۹۳۱ میں آ رہا ہے کہ ہم فرشتوں کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ وجوہات معتبر ہیں نہ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اپنا خیال۔ بالفرض یہ وجہ بھی ہو تو مذکورہ بالا وجوہات تو پھر بھی قائم ہیں‘ لہٰذا صحیح یہی ہے کہ جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونا چاہیے‘ یہ افضل اور مستحب ہے‘ اگرچہ بیٹھے رہنے کی بھی گنجائش ہے۔ واللہ أعلم۔

۱۹۲۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ مَرَّتْ بِهِ حَتَّى تَوَارَتْ.

۱۹۲۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایک یہودی کے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہوئے جو پاس سے گزرا تھا حتی کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا (پھر بیٹھے)۔

۱۹۲۸- [صحيح] انظر الحديث السابق واللذين قبله، وأخرجه أحمد: ۱/ ۲۰۰ من حديث محمد بن علي بن الحسين به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۵٤.

۱۹۲۹- أخرجه مسلم، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ۹٦۰/ ۸۰ عن محمد بن رافع به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۰۵٦.

١٩٣٠- وَأَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَيْضًا أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ حَتَّى تَوَارَتْ.

۱۹۳۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی ایک یہودی کے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہوئے (اور پھر کھڑے رہے) حتیٰ کہ وہ اوجھل ہو گیا۔

فائدہ: اگر رسول اللہ ﷺ کے کھڑے ہونے کی وجہ وہ ہوتی جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے (حدیث نمبر ۱۹۲۸) میں بیان فرمائی ہے تو پھر اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی کہ نظروں سے اوجھل ہونے تک کھڑے رہے؟ معلوم ہوتا ہے پہلی بیان کردہ وجوہات ہی اصل ہیں۔

١٩٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَامَ فَقِيلَ: إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ فَقَالَ: «إِنَّمَا قُمْنَا لِلْمَلَائِكَةِ».

۱۹۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے! آپ نے فرمایا: ''ہم تو فرشتوں (کی تعظیم) کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔''

فائدہ: جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونے کی تین وجوہات صحیح احادیث میں وارد ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فائدہ حدیث نمبر ۱۹۲۸۔ یہ تینوں وجوہات اب بھی قائم ہیں، لہٰذا راجح موقف کے مطابق جنازہ آتا دیکھ کر کھڑا ہونا افضل اور مستحب ہے صرف وجوب منسوخ ہے۔ واللہ أعلم. نیز اس مسئلے کی تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي للإتيوبي: ١٩/ ٨٧-٩٢)

(المعجم ٤٨) - اِسْتِرَاحَةُ الْمُؤْمِنِ بِالْمَوْتِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- مومن کا موت کے ذریعے سے راحت پانا

١٩٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ

۱۹۳۲- حضرت ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو

١٩٣٠ـ أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٥٦.

١٩٣١ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٥٥. * قتادة عنعن، ولحديثه شاهد عند أحمد: ٤/ ٤١٣ (انظر الحديث المتقدم: ١٩٢٤)، إسحاق هو ابن إبراهيم، يعني ابن راهويه، والنضر هو ابن شميل.

١٩٣٢ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب ماجاء في مستريح ومستراح منه، ح: ٩٥٠ عن قتيبة، والبخاري، الرقاق، باب سكرات الموت، ح: ٦٥١٢ من حديث محمد بن عمرو بن حلحلة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٥٧.

كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ: «مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ» فَقَالُوا: مَا الْمُسْتَرِيحُ وَمَا الْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ: «اَلْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ».

آپ نے فرمایا: ''اس نے آرام پالیا یا لوگوں نے اس سے آرام پالیا۔'' صحابہ نے عرض کیا: اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مومن شخص (موت کے ساتھ) دنیا کے رنج و تکلیف سے آرام پا جاتا ہے اور بدکار شخص (کی موت) سے لوگ' شہر' درخت اور جانور آرام پا جاتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ''مومن شخص'' یہاں مومن سے متقی شخص مراد ہے جو لوگوں کو بھی ایذا نہیں پہنچاتا اور جانوروں پر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کی پابندی کرتا ہے۔ ان کاموں میں اسے دنیا میں تکلیف وغیرہ پہنچے تو اس پر صبر کرتا ہے۔ دنیا میں معاش کے سلسلے میں اسے محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے۔ دنیا میں بیماری اور پریشانیاں ''دنیا کے رنج و غم'' سب اس میں داخل ہیں۔ ② ''بدکار شخص'' اس سے مراد صرف کافر ہی نہیں بلکہ وہ اشخاص بھی اس میں داخل ہیں جو لوگوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں' جانوروں کو ایذا پہنچاتے ہیں' آبادیوں کو ویران کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کی بھی پروا نہیں کرتے۔ فسق و فجور میں بگٹٹ دوڑے جاتے ہیں' حتی کہ ان کے فسق و فجور کی وجہ سے بارش رک جاتی ہے اور ان کی نحوست سے قحط سالی آ پڑتی ہے۔ بے گناہ جانور اور درخت اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں' البتہ وہ لوگ جن سے گناہ تو صادر ہوتے ہیں (کیونکہ ہر انسان خطا کار ہے) مگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں' معافی مانگتے ہیں تو وہ ''فاجر'' اور ''بدکار'' کے تحت داخل نہیں کیونکہ معافی اور توبہ گناہ کو ختم کر دیتے ہیں' بلکہ توبہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ رحمتیں فرماتا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاo يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا﴾ (نوح ۷۱: ۱۰، ۱۱) لہٰذا توبہ اور استغفار کرنے والا انسان' خواہ کتنا ہی گناہ گار ہو' لوگوں' شہروں' جانوروں اور درختوں کے لیے رحمت کا سبب ہے۔

(المعجم ٤٩) - اَلْاِسْتِرَاحَةُ مِنَ الْكُفَّارِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- کافروں سے راحت پانا

۱۹۳۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ

۱۹۳۳- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم

۱۹۳۳ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٥٨. * زيد هو ابن أبي أنيسة، وأبوعبدالرحيم الحراني اسمه خالد بن أبي يزيد.

أَبِي كَرِيمَةَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، - وَهُوَ الْحَرَّانِيُّ - عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحِيمِ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ طَلَعَتْ جَنَازَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ، اَلْمُؤْمِنُ يَمُوتُ فَيَسْتَرِيحُ مِنْ أَوْصَابِ الدُّنْيَا وَنَصَبِهَا وَأَذَاهَا، وَالْفَاجِرُ يَمُوتُ فَيَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ».

رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ نمودار ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آرام پانے والا ہے یا مخلوقات کو اس سے آرام ملا ہے۔ مومن فوت ہوتا ہے تو دنیا کی بیماریوں' تکالیف اور مصیبتوں سے نجات پا جاتا ہے۔ اور بدکار شخص مرتا ہے تو اس سے انسان' علاقے' درخت اور جانور نجات اور آرام پا جاتے ہیں۔''

فائدہ: باب میں کافر کا لفظ ہے اور حدیث میں فاجر کا' اشارہ ہے کہ فاجر سے مراد کافر ہے یا کافروں جیسا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٥٠) - بَابُ الثَّنَاءِ (التحفة ٥٠)

باب: ۵۰-(میت کی) اچھی تعریف

١٩٣٤- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَجَبَتْ»، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ أُخْرٰى فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَجَبَتْ»، فَقَالَ عُمَرُ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقُلْتَ: وَجَبَتْ وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتَ: وَجَبَتْ؟ فَقَالَ: «مَنْ أَثْنَيْتُمْ

۱۹۳۴- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا تو اس کی اچھی تعریف کی گئی' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لازم ہوگئی۔'' ایک اور جنازہ گزرا تو اس کی برائی بیان کی گئی' نبی ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی۔'' حضرت عمر ؓ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! ایک جنازہ گزرا' اس کی اچھی تعریف ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''لازم ہوگئی۔'' پھر دوسرا جنازہ گزرا' اس کی برائی بیان کی گئی تو آپ نے پھر وہی فرمایا: ''واجب ہوگئی۔'' (کیا مطلب ہے؟) آپ نے فرمایا: ''جس کی

١٩٣٤ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب فيمن يثنى عليه خير أو شر من الموتى، ح:٩٤٩ من حديث إسماعيل ابن علية، والبخاري، الجنائز، باب ثناء الناس على الميت، ح:١٣٦٧ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٥٩.

عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ».

تم نے اچھی تعریف کی تھی اس کے لیے جنت لازم ہوگئی اور جس کی برائی بیان کی اس کے لیے آگ واجب ہو گئی۔ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔"

فوائد ومسائل: ① "تم نے اچھی تعریف کی۔" "تم" سے مراد عام لوگ ہیں۔ جس شخص کو سب لوگ اچھا کہیں' وہ اچھا ہی ہوگا اور جس کو سب برا کہیں (موت کے بعد) وہ برا ہی ہوگا کیونکہ سب لوگ اسی کی تعریف کریں گے جو سب کے ساتھ اچھا رہا اور جس نے سب کو امن میں رکھا۔ جو شخص لوگوں کے حقوق میں کوتاہی نہیں کرتا' وہ بالعموم اللہ تعالیٰ کے حقوق میں بھی کوتاہی نہیں کرے گا۔ اسی طرح برا کہنا ہے۔ لازماً وہ لوگوں سے بدسلوکی کرنے والا ہے ورنہ سب برا نہ کہتے۔ اور جو لوگوں کے حقوق ادا نہیں کرتا' وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کرے گا۔ بعض اہل علم نے "تم" سے مراد صرف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم یا متقی حضرات لیے ہیں کیونکہ وہ اسی کی تعریف کریں گے جو حقیقتاً نیک ہوگا' اور اسی کو برا کہیں گے جو حقیقتاً برا ہوگا مگر یہ تخصیص بلا دلیل ہے' صحیح توجیہ اوپر بیان ہو چکی ہے۔ ② "اللہ تعالیٰ کے گواہ" جس طرح عدالت میں فیصلہ گواہوں کے مطابق ہوتا ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کی گواہی کے مطابق فیصلہ فرمائے گا۔ [إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَ إِنْ شَرًّا فَشَرٌّ] کیونکہ انسان کے اخلاق کا علم معاملات سے ہوتا ہے۔ ③ اس سے امت کی فضیلت بھی ظاہر ہوئی کہ یہ زمین پر اللہ کی گواہ ہے۔

۱۹۳۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَامِرٍ، وَجَدُّهُ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرُّوا بِجَنَازَةٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَجَبَتْ»، ثُمَّ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَجَبَتْ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ

۱۹۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ نبی ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ لے کر گزرے۔ حاضرین نے اس کی اچھی تعریف کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "واجب ہوگئی۔" پھر لوگ ایک اور جنازہ لے کر گزرے۔ حاضرین نے اس کی برائی بیان کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "واجب ہوگئی۔" لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے پہلے جنازے کے بارے میں بھی فرمایا: "واجب ہوگئی۔" اور دوسرے جنازے کے بارے میں بھی فرمایا: "واجب ہوگئی" (کیا مطلب

۱۹۳۵ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في الثناء على الميت، ح: ۳۲۳۳ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰٦۰، وسنده حسن، وله شاهد متفق عليه، البخاري، ح: ۲٦٤۲، ومسلم، ح: ۹٤۹/ ٦۰ب من حديث ثابت عن أنس رضي الله عنه به.

اللهِ! قَوْلُكَ الْأُولٰى وَالْأُخْرٰى «وَجَبَتْ»؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اَلْمَلَائِكَةُ شُهَدَاءُ اللهِ فِي السَّمَاءِ، وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ».

ہے؟) نبی ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے آسمان میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں اور تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔''

فائدہ: فرشتے تحریری نامۂ اعمال پیش کریں گے اور انسان اپنا تجربہ اور معاملہ بیان کریں گے' دونوں کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا۔

١٩٣٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ وَعَبْدُاللهِ ابْنُ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَجَلَسْتُ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرٰى فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثِ فَأُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، فَقُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ قَالُوا خَيْرًا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ»، قُلْنَا: «أَوْ ثَلَاثَةٌ؟» قَالَ: «أَوْ ثَلَاثَةٌ»، قُلْنَا: أَوِ اثْنَانِ؟ قَالَ: «أَوِ اثْنَانِ!».

۱۹۳۶- حضرت ابوالاسود دیلی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ میں مدینہ منورہ آیا اور مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔ ایک جنازہ گزرا اور اس کی اچھی تعریف کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہو گئی' پھر ایک اور جنازہ گزرا۔ اس کی بھی اچھی تعریف کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی' پھر تیسرا جنازہ گزرا تو اس کی برائی بیان کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! کیا واجب ہوگئی؟ انھوں نے فرمایا: میں نے تو اسی طرح کہا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جس مسلمان کے لیے چار آدمی نیک ہونے کی گواہی دیں' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' ہم نے کہا: اور تین؟ فرمایا: ''ہاں تین بھی۔'' ہم نے کہا: اور دو؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں دو بھی (یعنی دو کی گواہی بھی معتبر ہوگی)۔''

فائدہ: گواہی کے لیے جو شرائط ضروری ہیں' وہ ان میں پائی جائیں' یعنی وہ عادل مسلمان ہوں۔ عادل

١٩٣٦- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ثناء الناس على الميت، ح: ١٣٦٨ من حديث داود به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦١.

سے مراد کہ وہ شرعی فرائض کے پابند اور کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہوں۔ ظاہر ہے اس قسم کے گواہ ہی سچی گواہی دیں گے۔

(المعجم ٥١) - اَلنَّهْيُ عَنْ ذِكْرِ الْهَلْكٰى إِلَّا بِخَيْرٍ (التحفة ٥١)

باب:۵۱- فوت شدگان کا ذکر خیر ہی کیا جائے

١٩٣٧- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ هَالِكٌ بِسُوءٍ فَقَالَ: «لَا تَذْكُرُوا هَلْكَاكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ».

۱۹۳۷- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس کسی فوت شدہ شخص کی برائی بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: ”اپنے فوت شدگان کا ذکر خیر ہی کیا کرو۔“

فائدہ: کسی غائب شخص کی برائی ذکر کرنا تو زندگی میں بھی غیبت بن جاتی ہے جو سخت منع ہے، حالانکہ اس کی طرف سے دفاع ممکن ہے، تو ایک میت جو اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتا اس کی برائی بیان کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے، نیز گناہوں اور کوتاہیوں سے کون پاک ہے؟ لہٰذا فوت شدہ کی برائی بیان نہ کی جائے بلکہ درگزر کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے، البتہ امت مسلمہ کے مفاد کے لیے ضرورت کی حد تک کسی زندہ یا فوت شدہ کی برائی بیان ہو سکتی ہے، جیسے رجال حدیث کا فن۔

(المعجم ٥٢) - اَلنَّهْيُ عَنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ (التحفة ٥٢)

باب:۵۲- فوت شدگان کو برا کہنے کی ممانعت

١٩٣٨- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا

۱۹۳۸- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے اعمال (کی جزا و سزا) کی طرف پہنچ چکے ہیں۔“

١٩٣٧- [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ١٨٢٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٢.

١٩٣٨- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما ينهى من سب الأموات، ح: ١٣٩٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٣.

تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوا».

فائدہ: فوت شدگان کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی صحیح ہے۔ ہم کسی ایسے شخص کو برا کہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہو تو اس میں بہت گناہ ہے لہٰذا خاموشی بہتر ہے البتہ وہ کافر یا منافق یا فاجر جو علانیہ عوام الناس کے نزدیک ان اوصاف میں معروف اور بدنام ہیں ان کی موت اگر انھی اوصاف پر ہوئی تو انھیں ان اوصاف کے ساتھ ذکر کیا جا سکتا ہے تاکہ لوگ ان کی اقتدا نہ کریں۔ اسی طرح ائمہ مضلین (اہل بدعت) کی گمراہیوں کی وضاحت کرنی بھی جائز بلکہ ضروری ہے۔

١٩٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ عَمَلُهُ».

۱۹۳۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کے ساتھ تین چیزیں قبر کی طرف جاتی ہیں: اس کے رشتے دار اس کا مال اور اس کا عمل۔ دو چیزیں یعنی رشتے دار اور مال تو واپس آ جاتے ہیں اور ایک چیز یعنی اس کا عمل اس کے پاس رہ جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''اس کا مال'' مراد غلام وغیرہ ہیں۔ جاہلیت میں لوگ فخر کے لیے جنازے کے ساتھ اس کے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ بھی لے جاتے تھے۔ ② انسان کا عمل اس کے ساتھ رہے گا اس لیے اعمال صالحہ کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے اور اہل اور مال میں مشغول ہو کر اعمال سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ ③ اس حدیث کا باب سے کوئی ظاہری تعلق سمجھ میں نہیں آ رہا۔

١٩٤٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:

۱۹۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کے مومن پر چھ حق ہیں: جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کرے

١٩٣٩ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب سكرات الموت، ح: ٦٥١٤، ومسلم، الزهد والرقائق، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر" ح: ٢٩٦٠/ ٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٤.

١٩٤٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في تشميت العاطس، ح: ٢٧٣٧ عن قتيبة بن سعيد به، وقال "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٥، وللحديث شواهد، راجع مجمع الزوائد: ٨/ ١٨٥ وغيره. * محمد بن موسٰى هو ابن أبي عبدالله الفطري، أبوعبدالله المدني حسن الحديث.

«لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ: يَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ».

جب وہ فوت ہو جائے تو (اس کے کفن' دفن اور جنازے میں) شریک ہو' جب وہ دعوت دے تو قبول کرے' جب وہ اسے ملے تو سلام کہے' جب اسے چھینک آئے تو اسے دعا دے اور اس کی خیر خواہی کرے جب وہ غائب ہو یا موجود۔"

فوائد و مسائل: ① یاد رہے کہ بعض حقوق تعلقات اور ضرورت کی حد تک ہیں' مثلاً: بیمار کی بیمار پرسی دنیا کے ہر مسلمان کا نہیں بلکہ اس کے تعلق داروں کا فرض ہے۔ اسی طرح کفن' دفن اور جنازے میں شرکت کرنا بھی اس کے تعلق داروں اور محلے کے افراد وغیرہ کا فرض ہے' ایسے فرائض کو فرض کفایہ کہتے ہیں' یعنی کوئی بیمار' بیمار پرسی کے بغیر نہ رہے اور کوئی میت تکفین و تجہیز اور جنازے سے محروم نہ رہے ورنہ مسلمان گناہ گار ہوں گے۔ ہر ایک کی شرکت فرض نہیں۔ ② سلام کا جواب اور چھینک پر دعا (بشرطیکہ وہ الحمدللہ کہے) صرف متعلقہ شخص پر ضروری ہے۔ دعوت کی قبولیت ہر شخص پر ضروری ہے۔ جماعت کی صورت میں چند (خواہ ایک ہی ہو) کی طرف سے ادائیگی کافی ہوگی۔

(المعجم ٥٣) - اَلْأَمْرُ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ (التحفة ٥٣)

باب: ۵۳- جنازے کے ساتھ جانے کا حکم

١٩٤١- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، ح: وَأَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ هَنَّادٌ: قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ: وَقَالَ سُلَيْمَانُ: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ،

۱۹۴۱- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے روکا۔ ہمیں بیمار کی بیمار پرسی کرنے' چھینکنے والے کو دعا دینے' قسم کھانے والے کی بات کو پورا کرنے (بشرطیکہ وہ جائز ہو)' مظلوم کی مدد کرنے' ہر ملنے والے کو سلام کہنے' بلانے والے کی دعوت قبول کرنے اور جنازے کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے' چاندی کے برتن (میں کھانے

١٩٤١ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب حق إجابة الوليمة والدعوة . . . الخ، ح: ٥١٧٥ من حديث أبي الأحوص سلام بن سليم الحنفي، ومسلم، اللباس، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء . . . الخ ح: ٢٠٦٦ من حديث أشعث بن أبي الشعثاء سليم بن أسود به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٦.

وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيَّةِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ.

پہنے) سے، سرخ ریشمی گدیلوں، قس بستی کے بنے ہوئے ریشمی کپڑے اور موٹے یا باریک ہر قسم کے ریشم کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: "اتباع" جنازے کے ساتھ نکلنے کے دو درجے ہیں: ○ جب گھر سے جنازہ اٹھایا جائے تو اس کے پیچھے پیچھے رہے یہاں تک کہ نماز جنازہ سے فارغ ہو۔ ○ گھر سے میت کے ساتھ نکلے، یعنی اس کی پیروی کرے یہاں تک کہ نماز جنازہ اور تدفین سے فراغت ہو۔ یہ دونوں عمل درست اور جائز ہیں لیکن دوسرا درجہ قابل فضیلت اور زیادہ ثواب کا حامل ہے کیونکہ اس صورت میں دو قیراط کے بقدر ثواب ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ سے دونوں قسم کے عمل منقول ہیں۔ بہر حال راستے میں ملنے یا سیدھا قبرستان پہنچنے کی نسبت زیادہ ثواب کا حامل اور مسنون عمل یہ ہے کہ جہاں سے میت اٹھائی جائے وہاں سے چلنے کا اہتمام کیا جائے۔ احادیث میں بظاہر قیراط یا دو قیراط کا ثواب اسی قسم کی قیود کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ کی احادیث میں بصراحت ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا] "جو گھر سے جنازے کے ساتھ نکلا۔" تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (أحكام الجنائز للألباني، ص: ۹۸)

(المعجم ٥٤) - فَضْلُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً (التحفة ٥٤)

باب: ۵۴- جنازے کے ساتھ جانے والے کا ثواب

١٩٤٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ بُرْدٍ أَخِي يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قِيرَاطٌ، وَمَنْ مَشَى مَعَ الْجَنَازَةِ

۱۹۴۲- حضرت براء بن عازب ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جنازے کے ساتھ جائے حتی کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے تو اسے ایک قیراط ثواب ملے گا، اور جو شخص جنازے کے ساتھ جائے حتی کہ اسے دفن کیا جائے تو اسے دو قیراط ثواب ملے گا، اور قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔"

١٩٤٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٩٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٧، وللحديث شواهد كثيرة. * عبثر هو ابن القاسم.

حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قِيرَاطَانِ، وَالْقِيرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ».

فائدہ: یہاں قیراط کی تخصیص کی ضرورت اس لیے پڑی کہ مشہور وزن "قیراط" تو انتہائی معمولی ہوتا ہے۔

١٩٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ، فَإِنْ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ».

۱۹۴۳- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی جنازے کے ساتھ جائے اور (دفن سے) فراغت تک ساتھ رہے تو اسے دو قیراط ثواب ملے گا۔ اور جو شخص فراغت سے پہلے واپس آجائے تو اسے ایک قیراط ملے گا۔"

(المعجم ٥٥) - مَكَانُ الرَّاكِبِ مِنَ الْجَنَازَةِ (التحفة ٥٥)

باب: ۵۵- سوار شخص (جنازے کے ساتھ) کہاں چلے؟

١٩٤٤- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ وَأَخُوهُ الْمُغِيرَةُ جَمِيعًا عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا، وَالطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ».

۱۹۴۴- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوار شخص جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا جہاں چاہے چلے (آگے یا پیچھے یا برابر) اور بچے کا بھی جنازہ پڑھا جائے۔"

١٩٤٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/٥٧ من حديث أشعث بن عبدالملك الحمراني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٨، والحديث السابق شاهد له، ومعنى "حتى يفرغ منها" حتى يدفن، انظر المسند: ٤/٨٦ وغيره. ✽ خالد هو ابن الحارث، والحسن البصري تقدم، ح: ٣٦.

١٩٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في شهود الجنائز، ح: ١٤٨١، ١٥٠٧ من حديث سعيد بن عبيدالله بن جبير بن حيّة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٦٩، وصححه الترمذي، ح: ١٠٣١ من حديث زياد بن جبير، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، انظر الحديث في نيل المقصود، ح: ٣١٨٠ من حديث زياد بن جبير، إن شئت.

فوائد ومسائل: ① سواری کی صورت میں جنازے کے آگے چلنے سے روکا ہے کیونکہ وہ جنازے کے لیے رکاوٹ بن سکتا ہے مثلاً: جانور اڑ جائے انجن بند ہو جائے وغیرہ۔ بنابریں معلوم ہوا کہ جنازے کے ساتھ سوار ہو کر جانا جائز ہے البتہ جنازے سے پیچھے رہنا چاہیے۔ ② ''بچے کا جنازہ'' امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے عام سمجھا ہے خواہ بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ کیونکہ میت بھی تو پہلے زندہ ہی تھا الا یہ کہ مدت حمل چار ماہ سے کم ہو کیونکہ اس صورت میں وہ مکمل انسانی صورت میں نہ ہوگا اور اس میں روح نہیں پھونکی گئی ہوگی۔ جمہور اہل علم اس بچے کے جنازے کے قائل ہیں جو زندہ پیدا ہو بعد میں مرے خواہ اس میں زندگی کی کوئی بھی علامت پائی گئی ہو۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کا موقف راجح ہے کیونکہ حدیث میں [اَلسِّقْطُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ] کے الفاظ بھی آتے ہیں جیسا کہ سنن ابی داود (الجنائز حدیث: ۳۱۸۰) میں ہے۔ یہ حدیث عام ہے۔ ناقص یا ناتمام پیدا ہونے والا بچہ بچے یعنی بوقت ولادت اس کے اندر زندگی کے آثار ہوں یا مردہ ہی ہو بشرطیکہ یہ نفخ روح کی مدت کے بعد ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز اور مشروع ہے۔ مزید دیکھیے: فوائد سنن ابی داود حدیث: ۳۱۸۰۔

(المعجم ٥٦) - مَكَانُ الْمَاشِي مِنَ الْجَنَازَةِ (التحفة ٥٦)

باب: ۵۶- پیدل (جنازے کے ساتھ) کہاں چلے؟

١٩٤٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَمِّهِ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ».

۱۹۴۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل جہاں چاہے چلے۔ اور نومولود بچے کا جنازہ پڑھا جائے گا۔''

١٩٤٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَقُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ

۱۹۴۶- حضرت سالم کے والد محترم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ اور

١٩٤٥ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧٠، وانظر الحديث السابق.

١٩٤٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب المشي أمام الجنازة، ح: ٣١٧٩، والترمذي، ح: ١٠٠٧، وابن ماجه، ح: ١٤٨٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧١، وانظر الحديث الآتي.

الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ.

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جنازے کے آگے چلتے دیکھا ہے۔

١٩٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَمَنْصُورٌ وَزِيَادٌ وَبَكْرٌ - هُوَ ابْنُ وَائِلٍ - كُلُّهُمْ ذَكَرُوا أَنَّهُمْ سَمِعُوا مِنَ الزُّهْرِيِّ يُحَدِّثُ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ: رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ يَمْشُونَ بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ. بَكْرٌ وَحْدَهُ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانَ.

۱۹۴۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ انھوں نے نبی اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو جنازے کے آگے آگے چلتے دیکھا ہے۔ روایت کے راویوں میں سے اکیلے بکر راوی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

روایت کے راویوں میں سے اکیلے بکر راوی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ مُرْسَلٌ.

امام ابوعبدالرحمن (نسائی) رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ روایت (موصول) غلط ہے اور مرسل صحیح ہے۔

فائدہ: احناف جنازے کے آگے چلنا درست نہیں سمجھتے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے: [اَلْجَنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ وَلَا تَتْبَعُ لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا] اول تو یہ روایت ہی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابو ماجدہ ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اسے غیر معروف کہا ہے۔ (سنن أبي داود، حديث:۳۱۸۴) اور امام دارقطنی نے اسے مجہول کہا ہے۔ (هداية الرواة للألباني، حديث:۱۶۱۲) بالفرض اگر یہ صحیح بھی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جنازے کے ساتھ جائیں تاکہ جنازہ اٹھانے میں ضرورت پڑے تو تعاون کر سکیں۔ جنازے سے پہلے علیحدہ ہی قبرستان نہ چلے جائیں ورنہ جنازے کے ساتھ جانے کا ثواب نہ ملے گا۔

(المعجم ٥٧) - اَلْأَمْرُ بِالصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ٥٧)

باب:۵۷- میت پر جنازہ پڑھنے کا حکم

١٩٤٧- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح:١٠٠٧ من حديث همام بن يحيى به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى، ح:٢٠٧٢، وللحديث شواهد، وتعليل الحافظ النسائي رحمه الله مرجوح، وليست بعلة قادحة.

١٩٤٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَعَمْرُو ابْنُ زُرَارَةَ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَخَاكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ».

۱۹۴۸- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ (جب نجاشی ؒ فوت ہوئے تو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا (اسلامی) بھائی (حبشہ میں) فوت ہو گیا ہے' لہٰذا اٹھو اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔''

فائدہ: امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے' یعنی ہر (مسلم) میت کا جنازہ ضرور ہونا چاہیے' تھوڑے لوگ پڑھیں یا زیادہ' ورنہ سب گناہ گار ہوں گے۔ اس حدیث سے بالتبع جنازۂ غائبانہ بھی ثابت ہوتا ہے' امام شافعی اور امام احمد ؒ اس کے قائل ہیں جبکہ حنفی اور مالکی اس کے قائل نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے اور مذکورہ حدیث اس کی دلیل ہے۔

(المعجم ٥٨) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الصِّبْيَانِ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸- بچوں کا جنازہ

١٩٤٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ خَالَتِهَا أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَبِيٍّ مِنْ صِبْيَانِ الْأَنْصَارِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ طُوبٰى لِهٰذَا، عُصْفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ، لَمْ يَعْمَلْ سُوءًا وَلَمْ يُدْرِكْهُ، قَالَ: «أَوَ غَيْرُ ذٰلِكَ يَا

۱۹۴۹- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ انصار کے بچوں میں سے ایک بچے کی میت رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی گئی تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھا۔ میں نے کہا: اسے مبارک ہو یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے۔ اس نے کوئی برائی کی نہ برائی کی عمر پائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! کیا پتہ کوئی اور بات ہو جائے؟ اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی تو اس میں جانے والے بھی بنا دیے اور انھیں باپوں کی پشتوں میں پیدا

١٩٤٨ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ٩٥٣ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧٣.

١٩٤٩ـ أخرجه مسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ٢٦٦٢/ ٣١ من حديث طلحة ابن يحيى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧٤ . * سفيان هو ابن عيينة، وأخرجه مسلم من حديث سفيان الثوري به، ووقع في الأصول: "عمرو بن منصور"، والصواب: "محمد بن منصور" كما في السنن الكبرٰى، وتحفة الأشراف: ١٢/ ٤٠٣، ١٧٨٧٣.

عَائِشَةُ؟ خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا وَخَلَقَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ وَخَلَقَ النَّارَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا، وَخَلَقَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ».

کیا۔اسی طرح آگ بنائی تو اس میں جانے والے بھی بنائے اور انھیں اپنے باپوں کی پشتوں میں پیدا کیا۔“

فوائد ومسائل: ① اگر چہ بچہ بلوغت سے پہلے بے گناہ ہوتا ہے مگر جنازہ مسلم میت کی سنت ہے' نیز بخشش اور دعائے رحمت بچے کے والدین کے لیے ہوگی' اس لیے بچے کا جنازہ بھی پڑھا جائے گا۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت یا جہنم میں جانے والوں کا قطعی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے' کسی فرد واحد کو قطعیت کے ساتھ جنتی یا جہنمی نہیں کہا جا سکتا (جب تک وحی نہ آئے) خواہ وہ نابالغ بچہ ہی ہو' البتہ عمومی حکم یہی ہے کہ مسلمانوں کے بچے (بلوغت سے پہلے فوت ہونے والے) جنت میں جائیں گے۔ ایک دوسری تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب بچوں کے بارے میں کوئی خصوصی حکم نازل نہیں ہوا تھا بعد میں بتا دیا گیا کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں جائیں گے۔ کفار کے بچوں کے بارے میں اختلاف ہے۔

بعض اہل علم کا موقف یہ ہے کہ جب کفار کے بچے سن تمیز سے پہلے فوت ہو جائیں اور ان کے والد کافر ہوں تو دنیا میں ان کا حکم کافروں کا ہوگا کہ نہ انھیں غسل دیا جائے گا نہ کفن دیا جائے گا نہ جنازہ پڑھا جائے گا اور نہ انھیں مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جائے گا کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ کافر ہی ہیں باقی رہا آخرت میں ان کا حال تو یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اگر وہ بڑے ہوتے تو دنیا میں کس طرح کے عمل کرتے؟ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب مشرکوں کے بچوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے؟“ (صحيح البخاري، القدر، حديث:٦٥٩٧) نیز بعض اہل علم کا ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا علم قیامت کے دن ظاہر ہوگا اور ان کا بھی اہل فترت کی طرح امتحان ہوگا اگر انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کی تو جنت میں داخل ہوں گے اور اگر نافرمانی کی تو جہنم رسید ہوں گے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اہل فترت کا قیامت کے دن امتحان ہوگا۔ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس انبیاء کی دعوت نہیں پہنچی ہوگی۔ اسی طرح جو لوگ ان کے حکم میں ہوں گے' مثلاً: کفار اور مشرکین کے بچے' ان کا بھی امتحان ہوگا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (بني إسرآئيل ١٧:١٥) ”اہل فترت کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ' امام ابن قیم' فضیلۃ الشیخ ابن باز اور فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین ﷭ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ جبکہ بعض اہل علم کے بقول وہ جنت میں جائیں گے کیونکہ وہ بے گناہ ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیہ: ٣٧٣،٣٧٢/٢٤' و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ١٩/١٩٣-١٩٦) ③ جنت اور جہنم کا وجود ہے۔

(المعجم ٥٩) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْأَطْفَالِ (التحفة ٥٩)

باب:٥٩-نومولود بچوں کا جنازہ

١٩٥٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ ذَكَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا، وَالطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ».

١٩٥٠-حضرت مغیرہ بن شعبہ نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوار جنازے کے پیچھے چلے پیدل جہاں چاہے چلے اور نومولود کا جنازہ پڑھا جائے گا۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے احادیث: ١٩٤٤ و ١٩٤٧۔

(المعجم ٦٠) - أَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ٦٠)

باب:٦٠-مشرکین کی اولاد

١٩٥١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

١٩٥١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا (کہ وہ کہاں جائے گی؟) تو آپ نے فرمایا: ”اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ انھوں نے کیا کام کرنے تھے۔“

فائدہ: گویا اللہ تعالیٰ اپنے علم کے مطابق فیصلہ فرمائے گا۔ اس قسم کی احادیث کے پیش نظر بعض علماء اس مسئلے میں سکوت اور توقف کے قائل ہیں۔

١٩٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

١٩٥٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

١٩٥٠ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٩٤٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧٥.

١٩٥١ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين، ح: ١٣٨٤، ومسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ٢٦٥٩ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧٦. * إسحاق هو ابن إبراهيم بن مخلد، وسفيان هو ابن عيينة.

١٩٥٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/٣٤٦ من حديث حماد بن سلمة به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ◄◄

الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسٍ - هُوَ ابْنُ سَعْدٍ - عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «اَللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔''

١٩٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «خَلَقَهُمُ اللهُ حِينَ خَلَقَهُمْ وَهُوَ يَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۱۹۵۳- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے انھیں پیدا فرمایا تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔''

١٩٥٤- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَرَارِي الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «اَللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۱۹۵۴- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ (اگر وہ بلوغت کو پاتے) وہ کیا کرنے والے تھے؟''

(المعجم ٦١) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الشُّهَدَاءِ (التحفة ٦١)

باب:۶۱-شہداء کا جنازہ

١٩٥٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۱۹۵۵- حضرت شداد بن ہاد سے روایت ہے کہ

◀ ح: ٢٠٧٧.

١٩٥٣ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين، ح: ١٣٨٣ من حديث شعبة، ومسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ٢٦٦٠ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧٨.

١٩٥٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٧٩.

١٩٥٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه عبدالرزاق في المصنف: ٣/ ٥٤٥، ٥٤٦، ح: ٦٦٥١ عن ابن جريج به، نحو ◀

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي عَمَّارٍ أَخْبَرَهُ عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أُهَاجِرُ مَعَكَ، فَأَوْصَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ بَعْضَ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ ﷺ سَبْيًا فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ، فَأَعْطَى أَصْحَابَهُ مَا قَسَمَ لَهُ وَكَانَ يَرْعَى ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوهُ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: قِسْمٌ قَسَمَهُ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: «قَسَمْتُهُ لَكَ» قَالَ: مَا عَلٰى هٰذَا اتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلٰى أَنْ أُرْمٰى إِلٰى هٰهُنَا - وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهِ - بِسَهْمٍ فَأَمُوتَ فَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ: «إِنْ تَصْدُقِ اللهَ يَصْدُقْكَ» فَلَبِثُوا قَلِيلًا ثُمَّ نَهَضُوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ يُحْمَلُ قَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَهُوَ هُوَ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «صَدَقَ اللهَ فَصَدَقَهُ»، ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ: «اَللّٰهُمَّ! هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ، فَقُتِلَ شَهِيدًا أَنَا شَهِيدٌ

ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کا متبع بن گیا، پھر وہ کہنے لگا: میں تو آپ کے ساتھ مہاجر بن کر رہوں گا۔ نبی ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو اس (کے قیام وطعام) کا خیال رکھنے کو کہا، پھر ایک جنگ ہوئی تو نبی ﷺ کو غنیمت میں قیدی ملے۔ آپ نے انھیں تقسیم کیا تو اس اعرابی کا حصہ بھی رکھا اور اس کے ساتھیوں کو دے دیا۔ وہ ان کے سواری کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ جب وہ چرا کر واپس آیا تو انھوں نے اس کا حصہ اسے دیا۔ اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ ساتھیوں نے کہا: نبی ﷺ نے تجھے (غنیمت سے) حصہ دیا ہے۔ اس نے اپنا حصہ لیا اور اسے لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”میں نے تجھے تیرا حصہ دیا ہے۔“ وہ کہنے لگا: میں اس کی خاطر تو آپ کا پیروکار نہیں بنا تھا، میں تو آپ کا پیروکار اس لیے بنا ہوں کہ مجھے یہاں تیر لگے، اور اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا، اور میں مر کر جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو یہ بات سچے دل سے کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری خواہش پوری فرمائے گا۔“ تھوڑے عرصے کے بعد وہ (صحابہ) پھر دشمن سے لڑائی کے لیے گئے تو اسے نبی ﷺ کے پاس اس حال میں اٹھا کر لایا گیا کہ اسے اسی جگہ تیر لگا ہوا تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا یہ وہی اعرابی ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ”اس نے

◄◄ رواية عبدالله بن المبارك: ٥/٢٧٦، ح: ٩٥٩٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨٠، وأعله النسائي بتفرد ابن المبارك. * وتعليله مرجوح، والله أعلم.

عَلٰی ذٰلِكَ».

سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی' اللہ تعالیٰ نے اس کی خواہش پوری فرما دی۔" پھر نبی ﷺ نے اسے اپنی قمیص میں کفن دیا' پھر اسے آگے رکھا اور اس پر نماز پڑھی۔ آپ کی دعا کے یہ الفاظ ظاہر ہوئے: "اے اللہ! یہ تیرا (سچا) بندہ ہے۔ تیرے راستے میں ہجرت کرتے ہوئے گھر سے نکلا اور شہید ہو گیا۔ میں ان باتوں کا عینی گواہ ہوں۔"

فوائد ومسائل: ① زہے قسمت! کیا بلند مرتبہ ملا اس اعرابی کو کہ رسول اللہ ﷺ ان زوردار الفاظ سے اس کے حق میں گواہی دے رہے ہیں...... ﷺ...... ع ہر مدعی کے واسطے دار ورسن کہاں؟ ② "نماز پڑھی" بعض اہل علم نے اس کے بجائے دعا کرنے کے معنی کیے ہیں کیونکہ یہاں صف بندی کا ذکر ہے نہ تکبیروں کا' صرف دعا کا ذکر ہے' لہٰذا ان کے نزدیک یہی معنی مناسب ہیں تاکہ ان صحیح ترین احادیث کی موافقت ہو جائے جن میں شہدائے احد کے جنازہ نہ پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ اس حدیث میں مذکورہ اعمال کے عدم ذکر سے یہ لازم نہیں تھا کہ سرے سے ان امور کا وقوع ہی نہیں ہوا بلکہ یہ اختصار کے پیش نظر بھی ہو سکتا ہے۔ بعض نے اس روایت سے شہید کے جنازے پر استدلال کیا ہے۔ اگر ترجیح دی جائے تو ترجیح اصح روایات ہی کو ہے جن میں جنازہ نہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ تطبیق دی جائے تو اس روایت میں دعا کے معنی کر لیے جائیں۔ یا امام احمد رحمہ اللہ کے مطابق کہا جائے کہ شہید کا جنازہ پڑھ سکتے ہیں' ضروری نہیں۔ یہی موقف درست اور اقرب الی الصواب ہے۔ حدیث کے ظاہر کا تقاضا بھی یہی ہے۔ باقی سب احتمالات ہیں' نیز غزوۂ اُحد کے شہداء پر ترک جنازہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ شہداء کی نماز جنازہ درست نہیں' نہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ کسی اور شہید کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے یا آپ ﷺ نے نہ پڑھی ہو' دونوں طرح جائز ہے' پڑھنا نہ پڑھنا بھی' لیکن چونکہ یہ دعا ہے اور بخشش اور رفع درجات کا ایک ذریعہ ہے جس کا ہر مسلمان' خواہ کتنے ہی بڑے درجے پر فائز کیوں نہ ہو' محتاج رہتا ہے' اس لیے شہید کی نماز جنازہ بجائے ترک کے پڑھ لینا اولیٰ اور افضل ہے۔ واللہ أعلم. ③ نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ خاص کر غرباء کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ④ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ ⑤ شہید کو کفن پہنایا جائے گا۔

۱۹۵۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ

۱۹۵۶- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ ایک دن (اپنی زندگی کے آخری دنوں

۱۹۵٦ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها، ح: ٦٤٢٦، ومسلم، الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ح: ٢٢٩٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨١.

عُقْبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: «إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ».

میں) احد کی طرف گئے اور احد کے شہداء کے لیے اس طرح (آہ وزاری سے) دعائیں کیں جس طرح میت کے لیے کرتے تھے' پھر واپس آ کر منبر پر چڑھے اور فرمایا: "میں تمھارا پیش رو ہوں۔ (تمھارا میر سامان ہوں) اور میں تمھارے حق میں (ایمان ونصرت کی) گواہی دوں گا۔"

فوائد ومسائل: ① بعض اہل علم نے ترجمہ یوں بھی کیا ہے: "آپ نے احد والوں کا جنازہ پڑھا جیسے میت کا پڑھتے ہیں" مگر یہ معنی محل نظر ہیں۔ اولاً: اس لیے کہ یہ واقعہ ان کی شہادت سے آٹھویں سال کا ہے۔ دفن کے موقع پر جنازہ نہ پڑھنا' سات سال تک نہ پڑھنا پھر آٹھویں سال پڑھنا تعجب کی بات ہے' نیز کوئی بھی آٹھویں سال جنازے کے جواز کا قائل نہیں حتی کہ احناف جو اس روایت سے شہید کے جنازے پر استدلال کرتے ہیں' وہ بھی اتنی دیر بعد جنازے کے قائل نہیں' لہٰذا اس روایت سے شہید کی نماز جنازہ کا استدلال واضح نہیں۔ ثانیاً: اگر آپ نے جنازہ پڑھا تھا تو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی "جیسے میت کا پڑھتے تھے" جنازے میں تو صورت ہی ایک ہے۔ کیا میت کے علاوہ بھی جنازہ ہوتا ہے؟ لہٰذا صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بہت الحاح اور گریہ زاری سے دعائیں کیں' گویا کہ جنازہ پڑھ رہے ہیں۔ اس معنی میں کوئی اشکال بھی نہیں اور روایات میں تعارض بھی پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ أعلم. ② "پیش رو" اس میں اپنے مقام عظیم کی طرف اشارہ ہے۔ "پیش رو" سے مراد ہے جو قافلے سے آگے آگے انتظامات کرنے' مثلاً: رہائش' پانی اور دیگر ضروریات پر مقرر ہوتا ہے۔ ③ "گواہی" اللہ تعالیٰ ہر بات سے بذات خود واقف ہے مگر صحابہ کی تعظیم وتشریف کے لیے رسول اللہ ﷺ سے ان کے حق میں گواہی لی جائے گی جسے سب امتیں سنیں گی...... ﷡...... ④ اس امت کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ ان کا نبی حوض کوثر پر ان کا انتظار کر رہا ہوگا۔ یہ اس امت کے لیے ایک بہت بڑی بشارت ہے۔

(المعجم ٦٢) - تَرْكُ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ (التحفة ٦٢)

باب: ٦٢- شہداء کا جنازہ نہ پڑھنا

١٩٥٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۹۵۷- حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ (کپڑوں کی کمی کی وجہ سے) شہدائے احد

١٩٥٧- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، ح: ١٣٤٣ من حديث الليث بن سعد، والمغازي، باب من قتل من المسلمين يوم أحد، ح: ٤٠٧٩ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨٢.

ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ قَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هٰؤُلَاءِ»، وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا.

میں سے دو دو اشخاص کو ایک ایک کپڑے میں اکٹھا رکھتے تھے پھر فرماتے: ''ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے؟'' جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے لحد میں (قبلے کی طرف) آگے رکھتے۔ اور آپ نے فرمایا: ''میں ان کے حق میں گواہی دوں گا۔'' اور آپ نے ان کو (کپڑوں اور جسموں پر) خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا۔ نہ ان کا جنازہ پڑھا اور نہ انھیں غسل دیا۔

فوائد و مسائل: ① ''آگے رکھتے'' تاکہ اس کی فضیلت ظاہر ہو۔ ② ''خون سمیت'' تاکہ ان کی مظلومیت قائم رہے اور قیامت کے دن ان کی فضیلت ظاہر ہو کیونکہ جس حال میں کوئی دفن ہوگا اسی حال میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ ③ شہید کو غسل اور جنازے کے بغیر دفن کرنا اس کی امتیازی شان ہے۔ شہید کے جنازے کی بحث سابقہ حدیث میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٦٣) - بَابُ تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَرْجُومِ (التحفة ٦٣)

باب: ۶۳- رجم شدہ شخص کا جنازہ نہ پڑھنا؟

١٩٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَنُوحُ ابْنُ حَبِيبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ،

۱۹۵۸- حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ بنو اسلم (قبیلے) کا ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے زنا کرنے کا اعتراف کیا۔ آپ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ اس نے پھر اعتراف کیا۔ آپ نے پھر منہ موڑ لیا۔ اس نے پھر اعتراف کیا۔ آپ نے پھر منہ موڑ لیا حتی کہ اس نے اپنے خلاف چار دفعہ گواہی دی (کہ میں نے زنا کیا ہے) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تجھے

١٩٥٨ـ أخرجه البخاري، الحدود، باب الرجم بالمصلى، ح: ٦٨٢٠، ومسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦/١٦٩١ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٨٣، ومصنف عبدالرزاق: ٧/ ٣٢٠، ح: ١٣٣٣٧، قوله "ولم يصل عليه"، أي لم يصل عليه ذلك الوقت، ثم صلى عليه كما يدل عليه لفظ البخاري: "وصلى عليه"، وأدلة أخرى، فتخطئة رواية البخاري خطأ.

حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَبِكَ جُنُونٌ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «أَحْصَنْتَ؟» قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَ فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ فَمَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ.

جنون تو نہیں؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ اسے رجم کیا جانے لگا لیکن جب اسے پتھروں نے تکلیف پہنچائی تو وہ بھاگ اٹھا' مگر اسے پکڑ لیا گیا اور پتھر مارے گئے حتی کہ وہ مر گیا۔ نبی ﷺ نے اس کے بارے میں تعریفی کلمات فرمائے لیکن اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔

فوائد ومسائل: ① یہ شخص حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ تھے۔ ② ''منہ موڑ لیا'' اس میں اشارہ ہے کہ گناہ ہو جائے اور گواہ نہ ہوں تو اعتراف کے بجائے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لی جائے اور توبہ کر لی جائے' توبہ بھی گناہ کو مٹا دیتی ہے' البتہ اگر وہ شخص قاضی کے سامنے زنا کا اعتراف کر لے یا اسے چار آدمی عین حالت زنا میں دیکھ لیں تو اس پر حد نافذ ہوگی۔ ③ ''جنون تو نہیں؟'' معلوم ہوا مجنون پر حد نہیں ہے۔ ④ ''شادی شدہ ہے؟'' شادی شدہ نہ ہو تو سزا کوڑے ہیں' رجم نہیں۔ ⑤ ''تعریفی کلمات کہے'' کیونکہ اس نے سچی توبہ کر لی حتی کہ جان قربان کر دی۔ ⑥ ''جنازہ نہیں پڑھا'' مگر دیگر روایات میں ہے کہ آپ نے جنازہ پڑھا۔ (صحیح البخاري' حدیث: ۶۸۲۰) دراصل اس وقت نہیں پڑھا تھا' دوسرے دن پڑھا تھا جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابوقرہ کی سنن کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباري' حدیث: ۱۲/۱۳۱-۶۸۲۰) معلوم ہوا اس قسم کے شخص کا جنازہ پڑھا جائے گا مگر اہتمام کے ساتھ نہیں بلکہ چند لوگوں کے ساتھ پڑھ لیا جائے تاکہ مجرموں کی حوصلہ شکنی ہو اور میت جنازے سے محروم بھی نہ رہے۔ ⑦ جب تک پوری طرح بات واضح نہ ہو جائے' حد قائم نہیں کی جائے گی۔ ⑧ امام اپنی طرف سے کسی کو حد لگانے کی ذمہ داری سونپ سکتا ہے۔

(المعجم ٦٤) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ (التحفة ٦٤)

باب: ۶۴- رجم شدہ کا جنازہ پڑھنا

١٩٥٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ

۱۹۵۹- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جہینہ (قبیلے) کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں نے زنا کیا ہے۔ اور وہ حاملہ

١٩٥٩ـ أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٦ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٨٤. * خالد هو ابن الحارث.

أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي زَنَيْتُ، وَهِيَ حُبْلٰى، فَدَفَعَهَا إِلٰى وَلِيِّهَا فَقَالَ: «أَحْسِنْ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ فَائْتِنِي بِهَا» فَلَمَّا وَضَعَتْ جَاءَ بِهَا، فَأَمَرَ بِهَا فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ رَجَمَهَا ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَتُصَلِّي عَلَيْهَا وَقَدْ زَنَتْ؟ فَقَالَ: «لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ عَلٰى سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ».

بھی تھی' لہٰذا آپ نے اس عورت کو اس کے ولی کے سپرد کر دیا اور فرمایا: ''اس سے حسن سلوک کرنا۔ جب یہ بچہ جن لے تو اسے میرے پاس لے آنا۔'' جب اس نے بچہ جن لیا تو وہ اسے لے کر آیا۔ آپ نے اس کے رجم کا حکم دیا۔ اس کے کپڑے اچھی طرح کس کر باندھ دیے گئے (تاکہ بے پردگی نہ ہو)' پھر اسے (آپ کے حکم سے) رجم کیا گیا' پھر آپ نے اس کا جنازہ پڑھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ اس کا جنازہ پڑھتے ہیں جبکہ اس نے تو زنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر وہ مدینے والوں میں سے ستر اشخاص پر تقسیم کر دی جائے تو ان سب کو پوری آ جائے (ان کی نجات کے لیے کافی ہو) اور اس سے افضل توبہ کیا ہوگی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔'' (رضی اللہ عنہا)

فوائد و مسائل: ① ''ولی کے سپرد کر دیا'' کیونکہ حرام کاری سے پیدا ہونے والا بچہ تو بے قصور ہے' لہٰذا اسے ہلاک نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کی حفاظت کی جائے گی' نیز یہ طریقہ زنا روکنے میں مد ہوگا کیونکہ بچے کی صورت میں زانیوں کے لیے ابدی عار موجود رہے گی۔ ② ''بچہ جن لیا'' جننے کے فوراً بعد رجم نہیں کیا گیا بلکہ دیگر روایات میں ہے جب بچہ اس کے دودھ سے بے نیاز ہو گیا اور روٹی کھانے لگا۔ قربان جائیں ایسے شفیق و کریم نبی پر...... ﷺ...... ③ شادی شدہ عورت اگر زنا کا ارتکاب کرے تو اس کو بھی رجم کیا جائے گا جس طرح مرد کو رجم کیا جاتا ہے۔ ④ حاملہ عورت کو رجم نہیں کیا جائے گا جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور بچہ دودھ کے علاوہ کچھ کھانے پینے لگ جائے۔ ⑤ کپڑے باندھ لینا مستحب ہے تاکہ بے پردگی نہ ہو۔ ⑥ قاضی یا حاکم کا رجم میں شرکت کرنا ضروری نہیں۔ ⑦ گناہ کیے ہوئے زیادہ عرصہ گزر جائے تو اس سے حد ساقط نہیں ہو جاتی بلکہ جب بھی عدالت میں کیس ثابت ہو گیا تو حد قائم کی جائے گی۔ ⑧ حد لگنے کے بعد آدمی کو اس گناہ کا طعنہ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ حد گناہ کو ختم کر دیتی ہے' اب وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے وہ گناہ کیا ہی نہیں۔

(المعجم ٦٥) - اَلصَّلَاةُ عَلٰى مَنْ يَّحِيفُ فِي وَصِيَّتِهِ (التحفة ٦٥)

باب:٦٥- جو آدمی وصیت میں ظلم کر جائے اس کا جنازہ؟

١٩٦٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ - وَهُوَ ابْنُ زَاذَانَ - عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةً، مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَغَضِبَ مِنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَّا أُصَلِّيَ عَلَيْهِ» ثُمَّ دَعَا مَمْلُوكِيهِ فَجَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ، فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً.

١٩٦٠- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے مرتے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیے۔ ان کے علاوہ اس کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ اس پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: ''میرا ارادہ ہوا کہ میں اس کا جنازہ نہ پڑھوں۔'' پھر آپ نے اس کے غلام بلائے' ان کے تین حصے کیے' پھر ان میں قرعہ ڈالا۔ دو کو آزاد فرمایا اور چار کو غلام رکھا۔

فوائد ومسائل: ① اس قسم کے شخص کا جنازہ تو پڑھا جائے گا مگر اس کی وصیت کو شریعت کے مطابق درست کر دیا جائے گا۔ ② موت کے قریب کوئی شخص تہائی مال سے زائد میں تصرف کا اختیار نہیں رکھتا' یعنی وہ ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت نہیں کر سکتا۔ ③ ''اس نبوی فیصلے کے برعکس' احناف کا خیال ہے کہ ''سب غلام آزاد ہوں گے۔ ہر ایک کا تہائی حصہ وصیت کی بنا پر اور باقی دو تہائی حصے کی قیمت ہر غلام میت کے ورثاء کو کما کر ادا کرے گا۔'' لیکن یہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے میں تصرف ہے اور کسی امتی کو اس کا قطعاً کوئی اختیار نہیں۔ ④ غیر وارث قریبی رشتے دار کے علاوہ بھی کسی کو وصیت کی جا سکتی ہے۔

(المعجم ٦٦) - اَلصَّلَاةُ عَلٰى مَنْ غَلَّ (التحفة ٦٦)

باب:٦٦- خیانت کرنے والے کا جنازہ؟

١٩٦١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

١٩٦١- حضرت زید بن خالد ؓ نے کہا: ایک آدمی

١٩٦٠- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣٠ عن هشيم به.* والحسن صرح بالسماع عنده: ٤/ ٤٤٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨٥، وله طريق آخر عند مسلم، الأيمان، باب: من أعتق شركًا له في عبد، ح: ١٦٦٨.

١٩٦١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في تعظيم الغلول، ح: ٢٧١٠، وابن ماجه، الجهاد، باب الغلول، ح: ٢٨٤٨ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨٦، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٨٣٣، وابن الجارود، ح: ١٠٨١، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٢٧، ووافقه الذهبي.*

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ إِنَّهُ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللهِ» فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا فِيهِ خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُودَ مَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ.

غزوۂ خیبر میں فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) کیونکہ اس نے جہاد کے دوران میں خیانت کی ہے۔'' ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں یہودیوں کے مونگوں میں سے کچھ مونگے پائے جو دو درہم قیمت بھی نہیں رکھتے تھے۔

فائدہ: گویا اس قسم کے لوگوں کا جنازہ چند لوگ پڑھیں' اہتمام نہ کیا جائے اور اہم شخصیات جنازہ نہ پڑھیں تاکہ ایسے مجرموں کی حوصلہ شکنی ہو اور انھیں خوف رہے۔

(المعجم ٦٧) - اَلصَّلَاةُ عَلَى مَنْ عَلَيْهِ دَيْنٌ (التحفة ٦٧)

باب:٦٧-مقروض شخص کا جنازہ؟

١٩٦٢- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَإِنَّ عَلَيْهِ دَيْنًا»، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: هُوَ عَلَيَّ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِالْوَفَاءِ»، قَالَ: بِالْوَفَاءِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ.

١٩٦٢-حضرت ابوقتادہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک انصاری شخص کی میت جنازے کے لیے لائی گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) اس پر تو قرض ہے۔'' میں نے عرض کیا: وہ قرض میرے ذمے رہا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو یہ ذمے داری پوری بھی کرے گا؟'' میں نے کہا: ضرور پوری کروں گا تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھ دیا۔

فوائد ومسائل: ① پہلے پہل آپ کا معمول یہی تھا کہ مقروض میت جو ادائیگی کے لیے مال نہ چھوڑ کر فوت ہوتا' اس کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے' البتہ کوئی شخص سچے دل سے قرض ادا کرنا چاہتا تھا مگر ادا نہ کر سکا تو ایسا مجبور شخص

◄◄ أبوعمرة صدوق كما قال الذهبي: "وثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما".

١٩٦٢- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على المديون، ح: ١٠٦٩ عن محمود ابن غيلان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨٧، وصححه ابن حبان (الموارد)، ح: ١١٦١.

اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ گار نہیں۔ بعد میں بیت المال میں وسعت ہوگئی تو آپ جنازہ پڑھ لیتے تھے اور ادائیگی بیت المال سے فرما دیتے تھے۔ جس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: [فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ] (صحیح البخاري، الکفالۃ، حدیث:۲۲۹۸، و صحیح مسلم، الفرائض، حدیث:۱۶۱۹) بہرحال ہر گناہ گار میت کا جنازہ ضرور ہونا چاہیے۔ ② میت کے ذمے اگر قرض وغیرہ ہو تو کوئی شخص اسے اپنے ذمے لے سکتا ہے اور اس کی ذمہ داری قبول کی جا سکتی ہے، یہ ناجائز نہیں جیسے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

١٩٦٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - يَعْنِي ابْنَ الْأَكْوَعِ - قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! صَلِّ عَلَيْهَا. قَالَ: «هَلْ تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «هَلْ تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ» قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو قَتَادَةَ: صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ.

۱۹۶۳- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اس کا جنازہ پڑھیے۔ آپ نے فرمایا: ”اس پر کچھ قرض تو نہیں؟“ لوگوں نے کہا: قرض ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ ادائیگی کے لیے کچھ مال چھوڑ گیا ہے؟“ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔“ انصار میں سے ایک شخص جنھیں ابوقتادہ کہا جاتا تھا، نے کہا: آپ اس کا جنازہ پڑھیے، اس کا قرض میرے ذمے ہے تو آپ نے جنازہ پڑھ دیا۔

١٩٦٤- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ الْقُومِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا

۱۹۶۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایسے شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس پر قرض ہوتا تھا۔ ایک میت آپ کے پاس لائی گئی۔ آپ نے پوچھا: ”کیا اس پر قرض ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی ہاں! اس پر

١٩٦٣ـ أخرجه البخاري، الحوالات، باب: إذا أحال دين الميت على رجل جاز، ح: ٢٢٨٩ من حديث يزيد بن أبي عبيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٨٨. * يحيى هو القطان.

١٩٦٤ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في الدين، ح: ٣٣٤٣ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ١٥٢٥٧، والكبرٰى، ح: ٢٠٨٩، وصححه ابن حبان، ح: ١١٦٢، وابن الجارود، ح: ١١١١، وله شواهد عند أحمد: ٣/ ٣٣٠، ومسلم وغيرهما.

يُصَلِّي عَلٰى رَجُلٍ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَأُتِيَ بِمَيِّتٍ فَسَأَلَ: «أَعَلَيْهِ دَيْنٌ؟» قَالُوا: نَعَمْ، عَلَيْهِ دِينَارَانِ، قَالَ: «صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ»، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: هُمَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ! فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلٰى رَسُولِهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ».

دو دینار قرض ہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔'' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ دو دینار میرے ذمے ہیں۔ آپ نے جنازہ پڑھ دیا' پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فتوحات دیں تو آپ نے فرمایا: ''میں ہر مومن کے لیے اس کے نفس سے بھی بڑھ کر قریبی ہوں' لہٰذا جو قرض چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی میرے (یعنی بیت المال کے) ذمے ہے اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا۔''

١٩٦٥- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا تُوُفِّيَ الْمُؤْمِنُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَيَسْأَلُ: هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ مِنْ قَضَاءٍ؟ فَإِنْ قَالُوا: نَعَمْ، صَلّٰى عَلَيْهِ وَإِنْ قَالُوا: لَا. قَالَ: «صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ» فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُولِهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ».

١٩٦٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی مسلمان فوت ہوتا اور اس کے ذمے قرض ہوتا تو رسول اللہ ﷺ پوچھتے: ''کیا یہ مرنے والا اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ مال چھوڑ گیا ہے؟'' اگر لوگ کہتے: جی ہاں' تو آپ اس کا جنازہ پڑھتے ورنہ آپ فرماتے: ''تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔'' پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فتوحات سے نوازا تو آپ نے فرمایا: ''میں مسلمانوں کے لیے ان کے نفوس سے بھی زیادہ قریبی ہوں' لہٰذا جو شخص مقروض فوت ہو جائے تو اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمے ہوگی اور جو شخص مال چھوڑ کر فوت ہو تو وہ مال اس کے ورثاء کو ملے گا۔''

فائدہ: ابتدائی دور میں بھی صرف نبی ﷺ ہی مقروض کے جنازے سے انکار فرماتے تھے (تاکہ لوگ قرض

١٩٦٥- أخرجه مسلم، الفرائض، باب من ترك مالاً فلورثته، ح: ١٦١٩ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الفرائض، باب قول النبي ﷺ: من ترك مالاً فلأهله، ح: ٦٧٣١ من حديث يونس بن يزيد به مختصرًا ومطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٩٠.

کی ادائیگی میں سستی نہ کریں)' دوسرے لوگ جنازہ پڑھتے تھے۔ایسی کوئی مثال نہیں کہ کوئی گناہ گار مسلمان بغیر جنازے کے دفن ہوا ہو۔

(المعجم ٦٨) - تَرْكُ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ (التحفة ٦٨)

باب:٦٨-خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھنا

١٩٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا أَنَا فَلَا أُصَلِّي عَلَيْهِ».

١٩٦٦-حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے تیروں سے خودکشی کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے جنازہ نہیں پڑھا مگر دوسروں کو روکا نہیں' یعنی دوسروں نے پڑھا۔ بلند مرتبہ لوگ نہ پڑھیں۔اہتمام نہ کیا جائے۔ چند لوگ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں۔ جنازے کے بغیر نہ دفن کیا جائے کیونکہ خودکشی گناہ کبیرہ ہے' کفر نہیں۔

١٩٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ

١٩٦٧-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو پہاڑ (یا کسی اور بلند مقام) سے گر کر خودکشی کرے' وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ (جہنمی پہاڑ) سے گرتا رہے گا۔اور جس شخص نے زہر پی کر خودکشی کی تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اسے پیتا رہے گا۔اور جو آدمی کسی تیز دھار آلے (تلوار' خنجر' چاقو یا چھری وغیرہ)

١٩٦٦ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب ترك الصلاة على القاتل نفسه، ح:٩٧٨ من حديث زهير بن معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٩١.

١٩٦٧ـ أخرجه البخاري، الطب، باب شرب السم والدواء به، وما يخاف منه، والخبيث، ح:٥٧٧٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه . . . الخ، ح:١٠٩ من حديث خالد بن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٠٩٢ . * سليمان هو ابن مهران الأعمش.

جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ - ثُمَّ انْقَطَعَ عَلَيَّ شَيْءٌ، خَالِدٌ يَقُولُ - كَانَتْ حَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا».

سے خودکشی کرے تو اس کا وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں اسے اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔"

فوائد ومسائل: ① انسان اپنے جسم وجان کا مالک نہیں ہے لہٰذا وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچائے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی چیز کو نقصان پہنچایا۔ اپنے آپ کو قتل کرنا دوسروں کو قتل کرنے کی طرح جرم ہے لہٰذا خودکشی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ پر راضی رہنا چاہیے۔ ② "ہمیشہ ہمیشہ" یعنی جب تک اپنے جرم کی سزا میں جہنم میں رہے گا، خودکشی والا فعل کرتا رہے گا، اذیت ہوگی، مگر مرے گا نہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا کیونکہ خودکشی کفر نہیں۔ ہر مومن اپنے گناہوں کی معافی حاصل کر کے (اللہ کے فضل سے یا کچھ سزا بھگت کر) آخر جنت میں ضرور جائے گا۔ اگر ظاہر الفاظ مراد ہوں تو اس روایت کو تغلیظ ومبالغہ پر محمول کیا جائے گا یا یہ سزا صرف اس جرم کی ہے لیکن اس کے ساتھ اس کا کلمۂ طیبہ پڑھنا جنت کو واجب کرتا ہے لہٰذا جب نیکیاں اور گناہ ملائے جائیں گے تو انفرادی جزا وسزا کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ مجموعی طور پر جو پلڑا بھاری ہوا، اس کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٦٩) - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ (التحفة ٦٩)

باب: ٦٩- منافقین کا جنازہ؟

١٩٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: «لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولٍ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ

١٩٦٨- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) مر گیا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کا جنازہ پڑھنے کے لیے بلایا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ (جنازہ پڑھنے کے لیے) کھڑے ہو گئے، میں جلدی سے آپ کے سامنے جا کھڑا ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ابن ابی کا جنازہ پڑھتے ہیں، حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن ایسی ایسی

١٩٦٨- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يكره من الصلاة على المنافقين والاستغفار للمشركين، ح: ١٣٦٦ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٢٠٩٣.

عَلَيْهِ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَثَبْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! تُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا أُعَدِّدُ عَلَيْهِ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ!» فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ: «إِنِّي قَدْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ فَلَوْ عَلِمْتُ أَنِّي لَوْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ غُفِرَ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا» فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ فَـٰسِقُونَ﴾ [التوبة: ٨٤] فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ، وَاللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

باتیں کیں؟ میں (اس کی شرارتیں) شمار کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے' آخر فرمایا: ''عمر! ایک طرف ہٹ جاؤ۔'' جب میں نے اپنی بات پر اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: ''مجھے اختیار دیا گیا ہے (کہ استغفار کرو یا نہ کرو' اللہ مغفرت نہ کرے گا) تو میں نے استغفار کو اختیار کیا ہے۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ میں ستر دفعہ سے زائد استغفار کروں تو اسے معافی ہو جائے گی تو میں یقیناً ستر دفعہ سے زائد بھی استغفار کر دیتا۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جنازہ پڑھ دیا' پھر واپس تشریف لے گئے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سورۂ براءت کی دو آیتیں اتریں: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ...... الآیۃ﴾ ''اے نبی! ان منافقوں میں سے کوئی مر جائے تو ہرگز اس کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر (دعائے مغفرت کے لیے) جائیں کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور پھر اسی انکار و فسق کی حالت میں فوت ہوئے۔'' بعد میں مجھے اپنی اس جرأت پر' جو میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کی' بہت تعجب ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث کی تفہیم کے لیے مطالعہ فرمائیں فوائد حدیث: ۱۹۰۱۔ مزید باتیں درج ذیل ہیں۔ ② ''سلول'' اس کی ماں کا نام تھا۔ وہ معروف عورت تھی' اس لیے اس کی طرف بھی منسوب ہوتا تھا۔ ③ ''جنازہ نہ پڑھیں'' یہاں منافق سے مراد وہ ہے جو اعتقادی منافق ہو' یعنی جو دل سے ایمان نہ لایا ہو' دل میں کفر ہو۔ صرف زبان سے (دھوکا دینے کے لیے) کلمہ پڑھا ہو۔ اور اس بات کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتا۔ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ وحی نازل فرمائے اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے دور میں ممکن تھا۔ آج ہم کسی کو منافق (اس معنی میں) نہیں کہہ سکتے۔ علامات نفاق پائے جانے سے کوئی آدمی اعتقادی منافق نہیں بن جاتا' عملی منافق بنتا ہے' یعنی دیکھنے میں منافقوں جیسا' حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' لہٰذا اب ہر کلمہ گو مسلمان کا جنازہ پڑھ لیا جائے گا۔ علامات نفاق تو کسی حد تک ہر ایک میں پائی جاتی ہیں۔ واللہ أعلم. ④ ''تعجب ہوا'' دراصل یہ جرأت

بھی انھیں اللہ تعالیٰ ہی نے بخشی تھی ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے طور پر چوں بھی نہ کرتے تھے۔ کئی واقعات اس پر دال ہیں۔ اور اس جرأت میں بھی اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔

(المعجم ۷۰) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۷۰)

باب:۷۰- مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

۱۹۶۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ.

۱۹۶۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہیل ابن بیضاء رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔

فوائد و مسائل: ① ”سہیل ابن بیضاء“ بیضاء ان کی والدہ کا نام تھا۔ یہ تین بھائی تھے۔ سہیل، سہل اور صفوان۔ سہیل رضی اللہ عنہ ۹ھ میں فوت ہوئے۔ ② ”مسجد میں پڑھا“ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول تو مسجد سے باہر پڑھنے کا تھا مگر مسجد میں پڑھنا بھی ثابت ہے۔ بعد میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے جنازے بھی مسجد نبوی ہی میں پڑھے گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکماً مسجد میں پڑھوایا، لہٰذا ضرورت پڑے تو مسجد میں جنازہ پڑھا جا سکتا ہے۔ چونکہ دفن باہر کیا جاتا ہے، لہٰذا عموماً جنازہ باہر ہی پڑھا جاتا ہے۔ یہ وجہ نہیں کہ مسجد میں کراہت ہے، بلکہ ضرورت نہیں۔ ضرورت ہو تو مسجد میں بلا کراہت درست ہے۔ احناف سرے سے مسجد میں جنازہ درست ہی نہیں سمجھتے کہ ابوداود کی ایک روایت ہے: ”جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا فَلَا شَيْءَ لَهُ ”اسے ثواب نہیں ملے گا۔“ بعض نسخوں میں [فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ] (سنن أبي داود، الجنائز، حديث:۳۱۹۱) غرض اس میں کوئی حرج نہیں“ کے الفاظ بھی ہیں۔ لیکن پہلے الفاظ ہی درست ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ خاص اجر نہیں ملے گا جیسا کہ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ نے تطبیق دی ہے صرف نماز جنازہ کا اجر ملے گا، مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جا سکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ ﷺ کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے، اس لیے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا، البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل قرار پائے گا۔ (فوائد سنن ابي داود، حديث:۳۱۹۱) ایسی محتمل روایت کی بنا پر نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے صریح اور متفقہ فعل کی نفی کی

۱۹۶۹- أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، ح: ۹۷۳ عن إسحاق بن ابراهيم، وعلي ابن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۹٤.

جاری ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ حتی الامکان ہر حدیث پر عمل ہو جائے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (السلسلة الصحيحة: ٥/٤٦٥)

١٩٧٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمْزَةَ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِاللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ.

۱۹۷۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہیل بن بیضاء ؓ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔

(المعجم ٧١) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِاللَّيْلِ (التحفة ٧١)

باب: ۷۱- رات کو جنازہ پڑھنا

١٩٧١- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ قَالَ: اِشْتَكَتِ امْرَأَةٌ بِالْعَوَالِي مِسْكِينَةٌ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْأَلُهُمْ عَنْهَا وَقَالَ: «إِنْ مَاتَتْ فَلَا تَدْفِنُوهَا حَتَّى أُصَلِّيَ عَلَيْهَا» فَتُوُفِّيَتْ فَجَاؤُوا بِهَا إِلَى الْمَدِينَةِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَوَجَدُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ نَامَ فَكَرِهُوا أَنْ يُوقِظُوهُ، فَصَلَّوْا عَلَيْهَا وَدَفَنُوهَا بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَاؤُوا فَسَأَلَهُمْ عَنْهَا فَقَالُوا: قَدْ دُفِنَتْ يَا رَسُولَ

۱۹۷۱- حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف ؓ نے کہا: ایک مسکین عورت (مدینے کے مضافات) عوالی میں بیمار ہو گئی تو نبی ﷺ لوگوں سے اس (کی صحت) کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے نیز آپ نے فرمایا: ''اگر وہ فوت ہو جائے تو اسے دفن نہ کرنا یہاں تک کہ میں اس کا جنازہ پڑھوں۔'' آخر وہ فوت ہو گئی تو لوگ اس کا جنازہ لے کر عشاء کے بعد مدینہ منورہ میں آئے لیکن انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سوتے پایا۔ انھوں نے آپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا' خود ہی جنازہ پڑھا اور اسے بقیع غرقد میں دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ

١٩٧٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٩٥.

١٩٧١ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٩٠٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٩٦.

اللهِ! وَقَدْ جِئْنَاكَ فَوَجَدْنَاكَ نَائِمًا فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ، قَالَ: «فَانْطَلِقُوا» فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَشَوْا مَعَهُ حَتّٰى أَرَوْهُ قَبْرَهَا فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَفُّوا وَرَاءَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

کے رسول! وہ تو دفن بھی ہو چکی۔ ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے تھے مگر ہم نے آپ کو سوتے پایا اور آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ آپ نے فرمایا: ''چلو۔'' آپ چلے۔ وہ لوگ بھی آپ کے ساتھ چلے حتی کہ انھوں نے آپ کو اس کی قبر دکھائی۔ رسول اللہ ﷺ (قبر کے سامنے) کھڑے ہوئے۔ وہ لوگ (آپ کے حکم سے) آپ کے پیچھے صف میں کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ عورت ام محجن ؓ تھیں۔ مسجد کی صفائی سے خصوصی شغف رکھتی تھیں۔ ان کی تکریم میں رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا تھا۔ ② ''دفن کر دیا'' اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کا احترام کس قدر تھا کہ آپ کو جگانا بھی ناپسند یا اسے سوء ادب خیال کرتے تھے۔ ؓ۔ باقی رہا آپ کا فرمان تو اسے انھوں نے معمول پر محمول کیا، نہ کہ خصوصی حکم پر، تبھی تو آپ نے بعد میں ان پر ناراضی کا اظہار نہ فرمایا۔ ③ ''چار تکبیریں کہیں'' اس کا منشا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ جنازہ پڑھا نہ کہ صرف دعا کی ورنہ صَلّٰی کے معنی دعا بھی ہو سکتے ہیں۔ ④ اس حدیث سے امام نسائی ؒ کا مقصود یہ ہے کہ صحابہ ؓ نے اس کا جنازہ رات کو پڑھا اور نبی ﷺ نے اس پر انکار بھی نہیں فرمایا۔ ⑤ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر جنازہ پڑھا جا سکتا ہے اگرچہ میت کو جنازہ پڑھ کر دفن کیا گیا ہو، نیز دوسرے جنازے میں پہلے جنازے والے لوگ بھی شریک ہو سکتے ہیں ورنہ صحابہ الگ کھڑے رہتے۔ معلوم ہوا دوبارہ جنازہ نبی ﷺ کا خاصا نہیں۔

(المعجم ٧٢) - اَلصُّفُوفُ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ٧٢)

باب:۷۲- جنازے پر صفیں باندھنا

١٩٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:

۱۹۷۲- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا (اسلامی) بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے۔ اٹھو، اس کا جنازہ پڑھو۔'' آپ کھڑے ہوئے

١٩٧٢ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصفوف على الجنازة، ح: ١٣٢٠، ومسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ٩٥٢/ ٦٥ من حديث ابن جريج عن عطاء بن أبي رباح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٩٧.

«إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ». فَقَامَ فَصَفَّ بِنَا كَمَا يُصَفُّ عَلَى الْجَنَازَةِ، وَصَلَّى عَلَيْهِ.

اور ہماری صف بندی فرمائی جیسے جنازے میں صف بندی کی جاتی ہے، پھر اس کا جنازہ پڑھا۔

فائدہ: "صف بندی فرمائی" یعنی باقاعدہ جنازہ پڑھا، نہ کہ صرف دعا کی۔ غائبانہ نماز جنازہ کی بحث حدیث نمبر ۱۹۴۸ میں گزر چکی ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

۱۹۷۳- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعٰى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ ثُمَّ خَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

۱۹۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع ان کی وفات ہی کے دن فرمائی تھی، پھر آپ لوگوں کو ساتھ لے کر جنازہ گاہ میں گئے۔ ان کی صف بندی کی اور ان کا جنازہ پڑھایا۔ اور چار تکبیریں کہیں۔

۱۹۷٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَعٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّجَاشِيَّ لِأَصْحَابِهِ بِالْمَدِينَةِ، فَصَفُّوا خَلْفَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

۱۹۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ کو نجاشی رحمہ اللہ کی وفات کی خبر دی۔ انھوں نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں۔ آپ نے جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اِبْنُ الْمُسَيَّبِ [إِنِّي] لَمْ أَفْهَمْهُ كَمَا أَرَدْتُ.

امام ابو عبدالرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن مسیب کا لفظ میں اپنی منشا کے مطابق سمجھ نہیں سکا۔

۱۹۷۳ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الرجل ينعى إلى أهل الميت بنفسه، ح: ١٢٤٥، ومسلم، ح: ٩٥١ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٩٨، والموطأ (يحيى): ١/ ٢٢٦.

۱۹۷٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصفوف على الجنازة، ح: ١٣١٨ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٠٩٩.

فائدہ: اس روایت میں امام زہری کے استاد دو ہیں: ابن مسیب اور ابو سلمہ۔ امام صاحب کا مقصود یہ لگتا ہے کہ مجھے سند میں ابو سلمہ کا ذکر تو صحیح طور پر یاد ہے مگر ابن مسیب کے بارے میں شک ہے کہ اس روایت میں وہ مذکور ہیں یا نہیں، اگرچہ دیگر روایات میں ان کا یقیناً ذکر ہے۔ ممکن ہے جب امام نسائی ؒ کے استاد محمد بن رافع نے یہ حدیث بیان کی ہو تو امام صاحب ؒ لوگوں کی کثرت یا استاد کی دھیمی آواز کی وجہ سے اچھی طرح نہ سن سکے ہوں۔ واللہ أعلم.

١٩٧٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَخَاكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ» فَصَفَفْنَا عَلَيْهِ صَفَّيْنِ.

۱۹۷۵- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ اٹھو! اس کا جنازہ پڑھو۔“ تو ہم نے اس کے جنازے میں دو صفیں بنائیں۔

١٩٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ شُعْبَةَ يَقُولُ: اَلسَّاعَةَ يَخْرُجُ، اَلسَّاعَةَ يَخْرُجُ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي يَوْمَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى النَّجَاشِيِّ.

۱۹۷۶- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت نجاشی ؒ کا جنازہ پڑھایا، میں دوسری صف میں تھا۔

١٩٧٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي

۱۹۷۷- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے، ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا (اسلامی) بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے، اٹھو اس کا جنازہ پڑھو۔“ ہم

١٩٧٥ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ٩٥٢/٦٦ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠٠.

١٩٧٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠١، وعلقه البخاري في صحيحه، ح: ١٣٢٠. * أبوداود هو الطيالسي، وقوله "الساعة يخرج" أي كنا عند باب أبي الزبير منتظرين بخروجه، ونقول: "الساعة يخرج أبوالزبير من البيت"، والله أعلم، هكذا في حاشية السندي على سنن النسائي.

١٩٧٧ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح: ٩٥٣ من حديث أبي المهلب، والترمذي، ح: ١٠٣٩، وابن ماجه، ح: ١٥٣٥ من حديث بشر بن المفضل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠٢.

الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ» قَالَ: فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا عَلَيْهِ كَمَا يُصَفُّ عَلَى الْمَيِّتِ، وَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ كَمَا يُصَلّٰى عَلَى الْمَيِّتِ.

کھڑے ہوئے اور صف بندی کی جیسے میت پر کی جاتی ہے۔ اور اس کا جنازہ پڑھا جیسے میت کا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ: "جیسے میت پر کی جاتی ہے" گویا جنازے میں صف بندی ایک مشہور اور غیر متنازعہ بات ہے۔ ویسے بھی جنازے کے لیے لفظ نماز کا استعمال دلالت کرتا ہے کہ جنازے کے خصوصی احکام کے علاوہ نماز کے تمام احکام اس پر لاگو ہوں گے، مثلاً: قبلے کی طرف منہ کرنا، وضو کرنا، صفیں درست کرنا اور فاتحہ کی قراءت وغیرہ۔

(المعجم ٧٣) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ قَائِمًا (التحفة ٧٣)

باب:۷۳- نماز جنازہ کھڑے ہو کر پڑھنا

١٩٧٨- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلٰى أُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فِي وَسَطِهَا.

۱۹۷۸- حضرت سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ام کعب ؓ کا جنازہ پڑھا جو بچے کی پیدائش کے وقت فوت ہو گئی تھیں، تو رسول اللہ ﷺ ان کی کمر کے برابر کھڑے ہوئے۔

فوائد ومسائل: ① ضمناً یہ معلوم ہوا کہ عورت کے جنازے میں امام کمر کے برابر کھڑا ہوگا۔ ابوداود کی ایک روایت جو حضرت انس ؓ سے مروی ہے کے مطابق مرد کے جنازے میں امام سر کے برابر کھڑا ہوگا۔ (سنن أبي داود، حديث: ٣١٩٣) احناف دونوں صورتوں میں سینے کے برابر کھڑا ہونے کے قائل ہیں۔ وہ اس روایت کو نفاس والی عورت سے خاص کرتے ہیں کہ آپ اسے پردہ کرنے کے لیے پیٹ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے، مگر کسی روایت میں یہ وجہ بیان نہیں کی گئی نہ عقل اس توجیہ کی تائید کرتی ہے کیونکہ امام کے پیٹ کے سامنے کھڑا ہونے سے پوری صف سے پردہ ممکن نہیں۔ صرف دو چار آدمیوں سے پردہ ہو سکتا ہے اور وہ کسی بھی جگہ کھڑے ہونے سے حاصل ہو سکتا ہے نہ کہ صرف پیٹ کے سامنے کھڑا ہونے سے۔ ویسے بھی پورا جنازہ کفن

١٩٧٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٩٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠٣.

میں لپٹا ہوا ہوتا ہے' پھر امام کے ذریعے سے پردہ کیسا ہوگا؟ اور اس پردے کی ضرورت کیوں ہے؟ پھر مفصل روایات یا حضرت سمرہ کی اس حدیث کا مکمل جائزہ لیا جائے تو نفاس والی عورت سے اس کی تخصیص بے معنی ٹھہرتی ہے ہر عورت کی میت پر کھڑا ہونے کا یہی طریقہ مسنون ہے۔علی کل حال. جب رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث یا آپ کا واضح عمل موجود ہو تو محتمل ادھر ادھر کے دلائل یا قیاس آرائیوں سے اسے ٹالنا نہیں چاہیے۔ ② باب والا مسئلہ ظاہر الفاظ سے ثابت ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے۔ گویا یہ آپ کا معمول تھا۔

(المعجم ٧٤) - اِجْتِمَاعُ جَنَازَةِ صَبِيٍّ وَامْرَأَةٍ (التحفة ٧٤)

باب:۷۴- بچے اور عورت کے جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟

١٩٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَمَّارٍ قَالَ: حَضَرَتْ جَنَازَةُ صَبِيٍّ وَامْرَأَةٍ، فَقُدِّمَ الصَّبِيُّ مِمَّا يَلِي الْقَوْمَ وَوُضِعَتِ الْمَرْأَةُ وَرَاءَهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِمَا وَفِي الْقَوْمِ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو قَتَادَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا: اَلسُّنَّةُ.

۱۹۷۹- حضرت عطاء بن ابی رباح سے منقول ہے کہ ایک عورت اور ایک بچے کے جنازے اکٹھے ہو گئے تو حضرت عمار ؓ نے بچے کی میت کو لوگوں کی طرف آگے رکھا اور عورت کو اس کے پیچھے (یعنی قبلے کی طرف) رکھا اور دونوں کا جنازہ (بیک وقت) پڑھا۔ حاضرین میں حضرت ابوسعید خدری' ابن عباس' ابوقتادہ اور ابوہریرہ ؓ بھی تھے۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو ان سب نے کہا کہ یہی مسنون طریقہ ہے۔

فائدہ: میت ایک سے زائد ہو تو ان کا جنازہ بیک وقت پڑھا جا سکتا ہے' خواہ وہ ایک صنف سے تعلق رکھتے ہوں یا مختلف اصناف سے' بچے ہوں یا بڑے' البتہ مردوں کو امام کے قریب رکھا جائے گا اور عورتوں کو مردوں سے پیچھے رکھا جائے گا۔ دعا عام میت والی پڑھ دی جائے تو سب کو کفایت کر جائے گی۔

(المعجم ٧٥) - بَابُ اجْتِمَاعِ جَنَائِزِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ (التحفة ٧٥)

باب:۷۵- مردوں اور عورتوں کے (ایک سے زائد) جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟

١٩٧٩- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب إذا حضر جنائز رجال ونساء من يقدم، ح: ٣١٩٣ من حديث عمار بن أبي عمار مولى الحارث بن نوفل به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٠٤ . * سعيد هو ابن أبي أيوب.

١٩٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَزْعُمُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ صَلّٰى عَلٰى تِسْعِ جَنَائِزَ جَمِيعًا، فَجَعَلَ الرِّجَالُ يَلُونَ الْإِمَامَ وَالنِّسَاءُ يَلِينَ الْقِبْلَةَ فَصَفَّهُنَّ صَفًّا وَاحِدًا وَوُضِعَتْ جَنَازَةُ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عَلِيٍّ امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنٍ لَهَا يُقَالُ لَهُ زَيْدٌ، وُضِعَا جَمِيعًا وَالْإِمَامُ يَوْمَئِذٍ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ، وَفِي النَّاسِ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ وَأَبُو قَتَادَةَ، فَوُضِعَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ فَقَالَ رَجُلٌ فَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ فَنَظَرْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي قَتَادَةَ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: هِيَ السُّنَّةُ.

۱۹۸۰- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نو میتوں کا اکٹھا جنازہ پڑھا۔ مردوں کو امام کی جانب رکھا اور عورتوں کو قبلے کی جانب اور ان سب کو ایک سیدھ میں رکھا۔ اور (اسی طرح) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ام کلثوم بنت علی اور ان کے بیٹے جن کا نام زید تھا' کو اکٹھا رکھا گیا۔ اس وقت امام سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔ حاضرین میں ابن عمر' ابو ہریرہ' ابو سعید اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ بچے کو امام کی جانب رکھا گیا۔ ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اس کو درست نہ سمجھا تو میں نے حضرات ابن عباس' ابو ہریرہ' ابو سعید اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور کہا: یہ کیا ہے؟ ان سب نے کہا: یہی مسنون طریقہ ہے۔

فائدہ: جب صحابی کسی کام کو سنت یا مسنون کہے تو اس سے مراد نبی ﷺ کی سنت ہی ہوتی ہے۔

١٩٨١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى، ح: وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُكْتِبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رَسُولَ

۱۹۸۱- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام فلاں (ام کعب رضی اللہ عنہا) کا جنازہ پڑھا جو بچے کی پیدائش کے وقت فوت ہو گئی تھیں تو آپ ان کے درمیان میں (یعنی کمر کے برابر) کھڑے ہوئے۔

١٩٨٠ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠٥، ومصنف عبدالرزاق: ٣/ ٤٦٥، ح: ٦٣٣٧ باختلاف يسير، وعنده: "ابن عباس" بدل "ابن عمر". * أم كلثوم بنت علي توفيت بعد الخمسين ٥٤هـ، فالحديث يدل على خطأ قول من زعم أن أبا قتادة توفي ٣٨هـ، بل الحق أنه توفي ٥٤هـ كما حققته في نور العينين، ص: ٨٠، ٨١ عن ابن معين، والبيهقي وغيرهما.

١٩٨١ـ [صحيح] تقدم مطولاً، ح: ٣٩٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٠٦.

اللهِ ﷺ صَلَّى عَلَى أُمِّ فُلَانٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ فِي وَسَطِهَا.

فائدہ: حدیث کا باب سے بظاہر کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧٦) - عَدَدُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ٧٦)

باب:۷۶- جنازے میں تکبیروں کی تعداد

١٩٨٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ وَخَرَجَ بِهِمْ فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

۱۹۸۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حضرت نجاشی رحمہ اللہ کی وفات کی اطلاع دی۔ انھیں لے کر (باہر) نکلے۔ ان کی صف بندی کی اور جنازے میں چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: بعض روایات میں جنازے کی تکبیرات چار سے زائد یعنی نو تک بھی منقول ہیں۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد بھی بعض صحابہ سے چار سے زائد تکبیریں کہنا ثابت ہے، لہٰذا عمل میں تنوع بہتر ہے، لیکن اگر مذکورہ طریقوں میں سے کسی ایک پر التزام کرنا ہے تو چار پر عمل بہتر اور افضل ہے کیونکہ نبی ﷺ کا عام معمول یہی تھا۔ تفصیل و تحقیق کے لیے شیخ البانی رحمہ اللہ کی احکام الجنائز، ص: ۱۴۱ - ۱۴۶ ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

١٩٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: مَرِضَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ شَيْءٍ عِيَادَةً لِلْمَرِيضِ فَقَالَ: «إِذَا مَاتَتْ فَآذِنُونِي». فَمَاتَتْ لَيْلًا فَدَفَنُوهَا وَلَمْ يُعْلِمُوا النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحَ سَأَلَ عَنْهَا فَقَالُوا: كَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ يَا رَسُولَ اللهِ!

۱۹۸۳- حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ علاقۂ عوالی میں ایک عورت بیمار ہوگئی اور نبی ﷺ بیمار کی بیمار پرسی اور عیادت بہت زیادہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے (اس عورت کی عیادت کے موقع پر) فرمایا: ”جب یہ فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔“ وہ رات کو فوت ہوئی تو انھوں نے (خود ہی جنازہ پڑھ کر) اسے دفن کر دیا اور نبی ﷺ کو اطلاع نہ کی۔ صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے (پوری

١٩٨٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٩٧٣، وهو في الكبرى، ح: ٢١٠٧.

١٩٨٣ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٩٠٨، وهو في الكبرى، ح: ٢١٠٨.

فَأَتٰى قَبْرَهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعًا .

صورت گوش گزار کی اور) کہا کہ ہم نے آپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا' پھر آپ اس کی قبر پر آئے' اس کا جنازہ پڑھا اور چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: ''جب یہ فوت ہو جائے'' گویا آپ کو وحی سے یا اس کی حالت سے اس کی وفات کا یقین ہو چلا تھا' اسی لیے آپ نے ''اگر'' کی بجائے ''جب'' کا لفظ استعمال کیا جو یقین پر دلالت کرتا ہے۔ اس حدیث کی مزید تفصیلات قریب ہی حدیث نمبر ۱۹۷۱ میں گزر چکی ہیں۔

۱۹۸۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى: أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا خَمْسًا وَقَالَ كَبَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ .

۱۹۸۴- حضرت ابن ابی لیلیٰ سے منقول ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ایک میت کا جنازہ پڑھا تو اس پر پانچ تکبیریں کہیں' پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (بعض اوقات) پانچ تکبیریں بھی کہی ہیں۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' فائدہ حدیث: ۱۹۸۲۔

(المعجم ٧٧) - اَلدُّعَاءُ (التحفة ٧٧)

باب: ۷۷- جنازے کی دعائیں

۱۹۸۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهِ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ

۱۹۸۵- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک میت کا جنازہ پڑھتے ہوئے یہ کہتے سنا: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ ...... وَقِهِ عَذَابَ الْقَبْرِ وَ عَذَابَ النَّارِ] ''اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے اور اس پر رحم فرما۔ اس سے درگزر فرما اور اسے خیریت سے رکھ۔ اس کی اچھی مہمان نوازی فرما اور اس کا ٹھکانا وسیع فرما۔ اور اسے پانی' برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے اور اسے غلطیوں سے اس طرح

۱۹۸۴ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح:٩٥٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢١٠٩.

۱۹۸۵ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١١٠.

وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَقِهِ عَذَابَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ». قَالَ عَوْفٌ: فَتَمَنَّيْتُ أَنْ لَوْ كُنْتُ الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِذٰلِكَ الْمَيِّتِ.

صاف فرما دے جس طرح سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اور اسے اس کے (دنیوی) گھر سے بہتر گھر عطا فرما۔ اور اس کے (دنیوی) گھر والوں سے بہتر گھر والے عطا فرما۔ اور اس کے جوڑے سے بہتر جوڑا عطا فرما۔ اور اسے قبر کے عذاب اور آگ کے عذاب سے بچا۔'' حضرت عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس میت کے لیے یہ (جامع) دعائیں سن کر مجھے خواہش ہوئی کہ کاش میں یہ میت ہوتا۔

فوائد و مسائل: ① ''سنا'' معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ جنازہ بلند آواز سے پڑھ رہے تھے' لہٰذا جنازے میں جہر جائز ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ مکمل جنازہ جہراً تھا' مگر کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث سے صرف دعا کا جہر ثابت ہوتا ہے' البتہ یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ قراءت آہستہ ہو مگر دعا جہر کے ساتھ' جبکہ نماز میں تو دعا آہستہ ہونے کے باوجود بعض صورتوں میں قراءت جہراً ہوتی ہے' نیز درود بھی تو دعا ہی ہے' لہٰذا دعا کا جہر قراءت اور درود کے جہر کو بھی مستلزم ہے۔ ② ''سفید کپڑا'' کیونکہ سفید کپڑا اچھی طرح صاف کیا جاتا ہے ورنہ اس پر داغ دھبے نمایاں ہوں گے۔ اس تمثیل سے مراد معافی میں مبالغہ ہے۔ ③ ''جوڑے'' یہ معنی اس لیے کیا گیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے لیے استعمال ہو سکے۔ مرد کے لیے بیوی جوڑا ہے اور عورت کے لیے خاوند۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ عورت کے جنازے میں یہ لفظ: [وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهَا] نہ کہا جائے کیونکہ ہو سکتا ہے' اس کا دنیوی خاوند ہی آخرت میں بھی اس کا خاوند ہو اور خاوند ایک سے زائد نہیں ہو سکتے جبکہ بیویاں ایک سے زائد ہوں گی مگر یہ غیر ضروری تکلف ہے کیونکہ جنتی خاوند' خواہ سابقہ ہی ہو' دنیوی خاوند سے رتبے اور درجے میں بہر صورت بہتر ہوگا ورنہ دنیوی بیوی بھی جنت میں بیوی نہ بن سکے گی۔ جبکہ احادیث میں نیک دنیوی بیوی کے آخرت میں اسی شخص کی بیوی ہونے کی صراحت ہے۔ ④ جمہور اہل علم کے نزدیک پہلی تکبیر کے بعد ثنا' سورۂ فاتحہ اور قراءت' دوسری کے بعد درود' تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد سلام ہوگا۔ پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھنے کے متعلق اس کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرما لیا جائے۔ ⑤ بعض اہل علم عید کی زائد تکبیرات کی طرح جنازے کی چاروں تکبیروں کو بھی شروع میں اکٹھا کہنے کے قائل ہیں' یعنی چاروں تکبیرات کہنے کے بعد مسلسل ثنا' سورۂ فاتحہ' قراءت' درود اور دعا و سلام ہوں گے مگر اس طریقے سے نماز جنازہ نماز عید کے مشابہ ہو جائے گی اور نماز جنازہ کا امتیاز ختم ہو جائے گا' لہٰذا پہلا طریقہ ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

١٩٨٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ الْكُلَاعِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى مَيِّتٍ، فَسَمِعْتُ فِي دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَنَجِّهِ مِنَ النَّارِ». أَوْ قَالَ: «وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ».

۱۹۸۶- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک میت کا جنازہ پڑھتے سنا۔ میں نے سنا' آپ دعا میں یوں فرما رہے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ ...... وَ نَجِّهِ مِنَ النَّارِ] ''اے اللہ! اس (کے گناہوں) کو بخش دے اور اس پر رحم فرما۔ اسے خیریت کے ساتھ رکھ اور اس سے درگزر فرما۔ اس کی مہمان نوازی اچھی فرما اور اس کی قبر کو کھلا کر دے اور اسے پانی' برف اور اولوں سے دھو ڈال۔ اور اسے غلطیوں (کے اثرات) سے اس طرح پاک و صاف فرما دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف رکھا ہے۔ اور اسے اس کے گھر سے بہتر گھر' اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے اور اس کے ساتھی سے بہتر ساتھی عطا فرما۔ اسے جنت میں داخل فرما اور آگ سے دور رکھ۔'' یا آپ نے فرمایا: [وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ] ''اسے عذاب قبر سے بچا۔''

فوائد و مسائل: ① ''تو نے سفید کپڑے کو'' کیونکہ کپڑے کا سفید مادہ تو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا ہے جو ہر قسم کے داغ دھبے سے محفوظ ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بے داغ مادہ پیدا نہ فرماتا تو انسان خالص سفید رنگ کہاں سے حاصل کرتا؟ ② ''ساتھی'' زوج کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں جس میں خاوند بیوی بدرجہ اولیٰ شامل ہیں۔ ﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ﴾ (الصّٰفّٰت ۳۷:۲۲) اس معنی کے لحاظ سے یہ دعا غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے جنازے پر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

١٩٨٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

۱۹۸۷- حضرت عبداللہ بن ربیعہ سلمی رضی اللہ عنہ جو کہ صحابیؔ

١٩٨٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١١١.

١٩٨٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في النور يرى عند قبر الشهيد، ح: ٢٥٢٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١١٢، وللحديث شواهد كثيرة، وقال الطحاوي في مشكل الآثار: ٣/ ١٠٢، ١٠٣ "وكان الرجلان المهاجران المذكوران في الآثار التي رويناها، هاجرا إلى رسول الله ﷺ معًا، فتساويا في ذلك وأقاما عنده باذلين لأنفسهما فيما يصرفهما فيه من جهاد ومن غيره من الأشياء التي يتقرب به إلى الله عزوجل، ويصرف المقتول◄◄

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رُبَيِّعَةَ السُّلَمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ آخَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ أَحَدُهُمَا وَمَاتَ الْآخَرُ بَعْدَهُ فَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا قُلْتُمْ؟» قَالُوا: دَعَوْنَا لَهُ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ، اَللّٰهُمَّ! أَلْحِقْهُ بِصَاحِبِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَأَيْنَ صَلَاتُهُ بَعْدَ صَلَاتِهِ وَأَيْنَ عَمَلُهُ بَعْدَ عَمَلِهِ؟ فَلَمَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ». قَالَ عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ: أَعْجَبَنِي لِأَنَّهُ أَسْنَدَ لِي.

رسول ﷺ ہیں' نے حضرت عبید بن خالد سلمی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کو آپس میں بھائی بنا دیا۔ ان میں سے ایک شہید ہو گیا اور دوسرا اس کے کچھ بعد فوت ہوا۔ ہم نے اس کا جنازہ پڑھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم نے (جنازے میں) اس کے لیے کیا دعا کی؟'' صحابہ نے عرض کیا: ہم نے اس کے لیے یہ دعا کی: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ ...... أَلْحِقْهُ بِصَاحِبِهِ] ''اے اللہ! اسے معاف فرما۔ اس پر رحم فرما اور اسے اس کے ساتھی (بھائی) کے ساتھ ملا دے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کے بعد اس کی نمازیں اور دوسرے نیک اعمال کدھر گئے؟ اللہ کی قسم! ان کے درمیان تو زمین و آسمان کے مابین جیسا فاصلہ ہے۔'' عمرو بن میمون نے کہا: یہ روایت مجھے بہت اچھی لگی کیونکہ انھوں (استاد محترم) نے یہ روایت (بغیر واسطہ گرائے) مجھے بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں حضرت عمرو بن میمون کے استاد صحابی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے صحابی سے بیان کر رہے ہیں۔ ایک صحابی اگر دوسرے صحابی کا واسطہ ذکر نہ بھی کرے تو روایت کی اسنادی حیثیت کمزور نہیں ہوتی' البتہ واسطے کا ذکر بہتر ہے' اسی لیے حضرت عمرو بن میمون نے اس روایت پر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا۔ ② گویا جنازے میں مطلق مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی جائے۔ کسی شخصیت کا حوالہ یا اس کی طرف نسبت مناسب نہیں کیونکہ ہر شخص کا حقیقی مرتبہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' البتہ صفات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ جیسے ''اے اللہ! اس کو شہداء و صالحین کے ساتھ ملا دے۔'' وغیرہ۔ ③ اعمال صالحہ والی لمبی زندگی مسلمان آدمی کے لیے غنیمت ہے۔ ④ خشوع و خضوع' اخلاص اور تقویٰ کی زیادتی کی بنا پر بسا اوقات آدمی بستر پر فوت ہو کر بھی شہید کے برابر

◄◄ منهما في الجهاد، حتى قيل فيه: ولم يكن تصرفه ذلك إلا بتصرف رسول الله ﷺ إياه، وعلى أن يكون صاحبه، قد كان معه فساواه فيه، وزاد الآخر عليه الشهادة التي قد بذل نفسه بمثلها، فكان بذلك في معنى الشهيد، وإن كان الشهيد يفضله فيما حل به من القتل، فإنه بذل نفسه لذلك، ثم عاش بعده حولاً من هجرته إلى رسول الله ﷺ كذلك من الفضل ماله فيفوق بذلك على صاحبه، وكان في ذلك مصليًا صلوات مدته تلك، وصائمًا شهر رمضان الذي مر عليه، وكذلك من التصدق بماله، فلم يكن في ذلك ما يجب أن ينكر تجاوزه لصاحبه في المنزلة في الثواب عليه، وفي استحقاق سبقه إياه إلى الجنة، ولقد قال رسول الله ﷺ فيمن هو دون مثله" . . . الخ.

یا اس سے بلند درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

١٩٨٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا».

۱۹۸۸- حضرت ابوابراہیم انصاری اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں انھوں نے نبی ﷺ کو ایک میت کے جنازے میں یوں دعا کرتے سنا: [اَللّٰھُمَّ! اغْفِرْ لِحَیِّنَا ...... وَ کَبِیْرِنَا] ”اے اللہ! معاف فرما دے ہمارے فوت شدہ اور زندہ کو اور حاضر و غائب کو اور مذکر و مؤنث کو اور چھوٹے اور بڑے کو۔“

فوائد و مسائل: ① حاضر و غائب سے مراد جنازے کے وقت حاضر و غائب بھی ہو سکتا ہے، یعنی جو جنازے میں موجود ہیں یا غائب ہیں۔ اور غائب سے مراد فوت شدہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں حاضر سے مراد زندہ ہوگا۔ غائب سے مراد وہ افراد بھی ہو سکتے ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ اس صورت میں حاضر سے مراد زندہ اور پیدا شدہ لوگ ہوں گے۔ حاضر سے مراد موجود جنازہ بھی ہو سکتا ہے اور غائب سے مراد وہ ہوگا جو وہاں موجود نہیں ہے۔ اس سے جنازۂ غائبانہ کی مشروعیت بھی استنباط کی جا سکتی ہے۔ ② صغیر سے مراد نابالغ نہیں کہ وہ تو ویسے ہی مغفور لہ ہے بلکہ جو کسی دوسرے کے مقابلے میں چھوٹا ہے، خواہ بالغ ہی ہو۔ اسی طرح کبیر سے مراد ہر وہ شخص ہے جو کسی دوسرے کے مقابلے میں بڑا ہو۔ ویسے بھی اس قسم کے الفاظ سے ظاہر معانی کے بجائے تعمیم مقصود ہوتی ہے، یعنی لائق مغفرت شخص کو بخش دے۔ یا بچے کے لیے رفع درجات کی دعا ہے کیونکہ اس کے گناہ تو ہوتے نہیں۔

١٩٨٩- أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ - وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ

۱۹۸۹- حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ کے پیچھے ایک میت کا جنازہ پڑھا۔ انھوں نے سورۂ فاتحہ اور ایک اور

١٩٨٨ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما يقول في الصلاة على الميت، ح: ١٠٢٤ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١١٣، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٤١، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٣٢٠١، وأحمد: ٥/ ٢٩٩، ٣٠٨ وغيرهما.

١٩٨٩ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة، ح: ١٣٣٥ من حديث سعد بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١١٤.

قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَجَهَرَ حَتّٰى أَسْمَعَنَا فَلَمَّا فَرَغَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: سُنَّةٌ وَحَقٌّ.

سورت پڑھی اور (دونوں) بلند آواز سے پڑھیں حتی کہ ہمیں سنائی دیں۔ جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یہ سنت اور حق ہے۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ جنازے میں بھی قراءتِ فاتحہ ضروری ہے۔ سنت سے مراد نبی ﷺ کا مقرر کردہ طریقہ ہے۔ یہاں سنت وجوب کے مقابلے میں نہیں جیسا کہ لفظ ''حق'' سے صاف ظاہر ہے۔ [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (صحيح البخاري' الأذان' حديث:٧٥٦' وصحيح مسلم' الصلاة' حديث: ٣٩٤) کا عموم بھی قراءتِ فاتحہ کو واجب کرتا ہے۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ احناف بلاوجہ قراءت کے مخالف ہیں۔ اس حدیث کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت قراءت کی نیت سے نہیں بلکہ دعا کی نیت سے پڑھی ہوں گی۔ مگر اس ''ہوں گی'' کی کوئی دلیل بھی تو ہونی چاہیے۔ آخر قراءتِ فاتحہ سے مانع کیا ہے؟ کیا جنازے کا دعا ہونا قراءت کی ضد ہے؟ عام نمازوں میں بھی قراءتِ فاتحہ ہوتی ہے' دعائیں بھی' یہ کون سا جمع بَيْنَ النَّقِيضَيْن ہے؟

١٩٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ: تَقْرَأُ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّهُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ.

۱۹۹۰- حضرت طلحہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ کے پیچھے ایک جنازہ پڑھا۔ میں نے انھیں سورۂ فاتحہ پڑھتے سنا۔ جب وہ جنازے سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ (جنازے میں) قراءت کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں' یہ حق ہے' اور نبی (ﷺ) کی سنت ہے۔

١٩٩١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۹۹۱- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ نماز

١٩٩٠ـ أخرجه البخاري، ح: ١٣٣٥ عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١١٥.

١٩٩١ـ [صحيح] أخرجه ابن الجارود، ح: ٥٤٠ من حديث ابن شهاب الزهري به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١١٦ . * والزهري صرح بالسماع، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٧٨٨، والحافظ ابن حجر وغيرهما، وله طريق آخر عند الطحاوي في معاني الآثار: ١/ ٥٠٠ من حديث أبي أمامة عن رجل من أصحاب النبي ﷺ، وصححه الحاكم: ١/ ٣٦٠ علٰى شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وأخرجه من حديث حبيب بن سلمة نحوه.

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ [أَنَّهُ] قَالَ: اَلسُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يَّقْرَأَ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى بِأُمِّ الْقُرْآنِ مُخَافَتَةً، ثُمَّ يُكَبِّرَ ثَلَاثًا وَالتَّسْلِيمُ عِنْدَ الْآخِرَةِ.

جنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھے' پھر تین تکبیریں کہے اور آخری تکبیر کے بعد سلا پھیر دے۔

فوائد و مسائل: ① راویٔ حدیث حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ معروف صحابیٔ رسول' ابوامامہ باہلی نہیں ہیں بلکہ یہ اور صحابی ہیں جو انھی کی کنیت سے معروف ہیں انھیں رسول اللہ ﷺ کا شرف رؤیت نصیب ہے' اگرچہ براہ راست انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث نہیں سنی' یہ روایت بھی انھوں نے کسی اور صحابی کے واسطے سے لی ہے لیکن بلاواسطہ بیان فرمادی۔ محدثین کے نزدیک اسے مرسل صحابی کہتے ہیں' اور یہ قابل حجت ہوتی ہے۔ اسے مرفوع روایت ہی کا حکم ملتا ہے۔ مزید دیکھیے: (تعليق أحكام الجنائز للألباني' ص: ۱۴۱) ② ''سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھے'' جبکہ پیچھے حدیث نمبر ۱۹۸۹ میں صراحتاً جہر کا ذکر ہے' لہٰذا دونوں طرح جائز ہے۔ آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے۔ ③ ''پھر تین تکبیریں کہے'' روایت مختصر ہے' یعنی تین تکبیریں اکٹھی نہیں کہی جائیں گی بلکہ تمام مل کر تین ہوں گی' یعنی الگ الگ۔ دوسری کے بعد درود' تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد سلام جیسا کہ تفصیل حدیث: ۱۹۸۵ فائدہ: ۴ میں گزر چکی ہے۔

۱۹۹۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدٍ الدِّمَشْقِيِّ الْفِهْرِيِّ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ الدِّمَشْقِيِّ بِنَحْوِ ذٰلِكَ.

۱۹۹۲- حضرت ضحاک بن قیس دمشقی سے بھی اسی قسم کی (اس کے ہم معنی) روایت آتی ہے۔

(المعجم ۷۸) - فَضْلُ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِائَةٌ (التحفة ۷۸)

باب: ۷۸- جس شخص کے جنازے میں سو مسلمان ہوں' اس کی فضیلت؟

۱۹۹۳- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ الدِّمَشْقِيِّ،

۱۹۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت

۱۹۹۲ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۱۷.

۱۹۹۳ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب من صلّى عليه مائة، شفعوا فيه، ح: ۹۴۷ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۱۸.

عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ يَزِيدَ رَضِيعِ عَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ أَنْ يَّكُونُوا مِائَةً يَشْفَعُونَ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ».

جنازہ پڑھے جو سو تک پہنچتے ہوں اور وہ اس کی (بخشش) کی سفارش کریں تو لازماً اس میت کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔“

قَالَ سَلَّامٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ شُعَيْبَ بْنَ الْحَبْحَابِ فَقَالَ: حَدَّثَنِي بِهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

راویٔ حدیث سلام بن ابو مطیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ روایت حضرت شعیب بن حبحاب کو بیان کی تو وہ کہنے لگے: مجھے یہی روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① گویا یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی۔ ② ”سفارش قبول کی جاتی ہے“ بشرطیکہ وہ انسان قابل مغفرت ہو۔ یہ قید ہر ایسی روایت میں ملحوظ رہنی چاہیے۔

١٩٩٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيعٍ لِعَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَمُوتُ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ فَيَبْلُغُوا أَنْ يَّكُونُوا مِائَةً، فَيَشْفَعُوا إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ».

۱۹۹۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان فوت ہو جائے‘ پھر اس پر مسلمانوں کی ایک جماعت جنازہ پڑھے جو ایک سو تک پہنچتے ہوں اور وہ اس کے لیے سفارش کریں تو لازماً ان کی سفارش اس کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔“

١٩٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ أَبُو الْخَطَّابِ

۱۹۹۵- ابو بکار حکم بن فروخ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ملیح نے ہمیں ایک میت کا جنازہ پڑھایا۔ ہم

١٩٩٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢١١٩.

١٩٩٥- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٣١، ٣٣٤ من حديث أبي بكار به باختلاف يسير، وهو في الكبرى، ح: ٢١٢٠. * وابن سليط روى عنه اثنان، ووثقه ابن حبان، وذكره بعضهم في الصحابة، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وللحديث شواهد.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكَّارٍ الْحَكَمُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ: صَلَّى بِنَا أَبُو الْمَلِيحِ عَلَى جَنَازَةٍ فَظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ كَبَّرَ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَلْتَحْسُنْ شَفَاعَتُكُمْ.

قَالَ أَبُو الْمَلِيحِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ سَلِيطٍ - عَنْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَهِيَ مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أَخْبَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ». فَسَأَلْتُ أَبَا الْمَلِيحِ عَنِ الْأُمَّةِ فَقَالَ: أَرْبَعُونَ.

نے سمجھا کہ انھوں نے اللہ اکبر کہہ دیا ہے لیکن (اچانک) انھوں نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اپنی صفیں درست اور سیدھی کرو۔ اور تمھاری سفارش بہترین ہونی چاہیے (کیونکہ) مجھے حضرت عبداللہ بن سلیط نے امہات المومنین میں سے نبی ﷺ کی ایک زوجۂ محترمہ حضرت میمونہ ؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت جنازہ پڑھ دے' اس کے حق میں ان کی سفارش ضرور قبول ہوگی۔'' میں نے حضرت ابوملیح سے پوچھا کہ وہ جماعت کتنی ہو؟ انھوں نے کہا: چالیس افراد۔

فائدہ: بعض روایات میں رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً چالیس افراد کا ذکر آتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الجنائز' حدیث:۹۴۸) اس لیے حضرت ابوملیح نے اس روایت میں بھی ''امت یعنی جماعت'' کی تفسیر چالیس افراد سے فرما دی۔ رحمہ اللہ۔

(المعجم ۷۹) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ (التحفة ۷۹)

باب:۷۹- جنازہ پڑھنے والے کا ثواب

۱۹۹۶- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنِ انْتَظَرَهَا

۱۹۹۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی میت کا جنازہ پڑھے' اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے اور جو شخص (جنازے کے بعد) انتظار کرتا رہے حتی کہ اسے لحد میں رکھ دیا جائے تو اس کے لیے دو قیراط (ثواب) ہے۔ اور

۱۹۹۶- أخرجه مسلم، الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها، ح:۹٤٥ من حديث عبدالرزاق، والبخاري:۱/ ۱۷۷ النسخة الهندية، وتحفة الأشراف:۱۰/ ۲٤۸ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح:۲۱۲۱.

حَتّٰى تُوضَعَ فِي اللَّحْدِ فَلَهُ قِيرَاطَانِ، وَالْقِيرَاطَانِ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ».

دو قیراط دو عظیم پہاڑوں کی طرح ہیں۔''

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ١٩٤٢۔

١٩٩٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَهِدَ جَنَازَةً حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ، قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ».

١٩٩٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جنازے میں حاضر ہو اور جنازہ پڑھے جانے تک رہے تو اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو دفن کیے جانے تک رہے تو اس کے لیے دو قیراط (ثواب) ہے۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ قیراط کیسے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''دو عظیم پہاڑوں جیسے۔''

١٩٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ احْتِسَابًا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدَفَنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ مِنَ الْأَجْرِ».

١٩٩٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے' اس کا جنازہ پڑھے اور اسے دفن کرے تو اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ اور جو شخص جنازہ پڑھ کر دفن سے پہلے واپس آ جائے تو وہ ایک قیراط (ثواب) کے ساتھ پلٹتا ہے۔''

١٩٩٩- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ:

١٩٩٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

١٩٩٧- أخرجه البخاري، الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن، ح: ١٣٢٥، ومسلم، الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها، ح: ٩٤٥ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٢٢.

١٩٩٨- أخرجه البخاري، الإيمان، باب اتباع الجنائز من الإيمان، ح: ٤٧ من حديث عوف الأعرابي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٢٣.

١٩٩٩- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٢٤.

حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَهُ قِيرَاطٌ مِنَ الأَجْرِ، وَمَنْ تَبِعَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى يُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ مِنَ الأَجْرِ، كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جنازے کے ساتھ جائے‘ اس کا جنازہ پڑھے‘ پھر واپس آ جائے تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے۔ اور جو ساتھ جائے‘ جنازہ پڑھے‘ پھر بیٹھا رہے حتی کہ تدفین سے فراغت ہو تو اس کے لیے دو قیراط اجر ہے۔ ہر قیراط احد (پہاڑ) سے بڑا ہوگا۔“

فائدہ: ”بیٹھا رہے“ مراد ٹھہرنا ہے‘ خواہ بیٹھے یا کھڑا رہے۔

(المعجم ۸۰) - اَلْجُلُوسُ قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ الْجَنَازَةُ (التحفة ۸۰)

باب:۸۰- جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا

۲۰۰۰- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ هِشَامٍ وَالأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا وَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدَنَّ حَتَّى تُوضَعَ».

۲۰۰۰- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو شخص جنازے کے ساتھ جائے‘ وہ نہ بیٹھے حتی کہ جنازہ (زمین پر) رکھ دیا جائے۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے‘ فوائد حدیث: ۱۹۱۵ تا ۱۹۳۱۔

(المعجم ۸۱) - اَلْوُقُوفُ لِلْجَنَائِزِ (التحفة ۸۱)

باب:۸۱- جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا

۲۰۰۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ وَاقِدٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ

۲۰۰۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے جنازہ (زمین پر) رکھے جانے تک کھڑے رہنے کا ذکر کیا گیا تو حضرت

۲۰۰۰_[صحيح] تقدم، ح: ۱۹۱۸، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲۵.

۲۰۰۱_أخرجه مسلم، الجنائز، باب نسخ القيام للجنازة، ح: ۹٦۲ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲٦.

جُبَيْرٍ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّهُ ذُكِرَ الْقِيَامُ عَلَى الْجَنَازَةِ حَتَّى تُوضَعَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَعَدَ.

علی بن ابی طالب ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (پہلے) کھڑے رہتے تھے مگر بعد میں بیٹھے رہتے تھے۔

فائدہ: یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر: ۱۹۲۴ و مابعد۔

۲۰۰۲- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فَقُمْنَا وَرَأَيْنَاهُ قَعَدَ فَقَعَدْنَا.

۲۰۰۲- حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہوتے دیکھا تو ہم بھی کھڑے رہے پھر ہم نے آپ کو بیٹھے دیکھا تو ہم بھی بیٹھے رہے۔

۲۰۰۳- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ، فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرَ.

۲۰۰۳- حضرت براء ؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے۔ جب ہم قبر کے پاس پہنچے تو (دیکھا کہ) قبر تیار نہیں ہوئی تھی۔ آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھ گئے (بغیر کسی حرکت و آواز کے) گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① "بیٹھ گئے" گویا دفن کرنے سے پہلے بیٹھا جا سکتا ہے بشرطیکہ میت کو زمین پر رکھ دیا گیا ہو۔ ② "پرندے بیٹھے ہیں۔" یہ سکون اور خاموشی رسول اللہ ﷺ کے احترام کے ساتھ ساتھ موقع و محل کی مناسبت سے تھی کہ قبر بنائی جا رہی ہے، میت پاس رکھی ہے اور قبر کے کنارے بیٹھے ہیں۔

۲۰۰۲- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲۷.

۲۰۰۳- [حسن] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب: كيف يجلس عند القبر، ح: ۳۲۱۲ وغيره، وابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الجلوس في المقابر، ح: ۱۵٤۸ وغيرهما من حديث المنهال به مطولاً ومختصرًا، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲۸، وصححه البيهقي في إثبات عذاب القبر، وشعب الإيمان.

(المعجم ٨٢) - مُوَارَاةُ الشَّهِيدِ فِي دَمِهِ (التحفة ٨٢)

باب:٨٢- شہید کو خون سمیت (بغیر غسل دیے اور کپڑے اتارے) دفن کیا جائے

٢٠٠٤- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِقَتْلَى أُحُدٍ: «زَمِّلُوهُمْ بِدِمَائِهِمْ فَإِنَّهُ لَيْسَ كَلْمٌ يُكْلَمُ فِي اللهِ إِلَّا يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدْمٰى، لَوْنُهُ لَوْنُ الدَّمِ وَرِيحُهُ رِيحُ الْمِسْكِ».

۲۰۰۴- حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہداء کے بارے میں فرمایا تھا: ”انھیں ان کے خون آلود جسموں اور کپڑوں سمیت کفن دو کیونکہ جو زخم بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگا ہو قیامت کے دن اس کی یہ حالت ہوگی کہ رنگ تو خون جیسا ہی ہوگا مگر خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔“

فوائد و مسائل: ① یہ بات متفق علیہ ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ اسی خون آلود حالت میں مناسب کپڑے میں کفن دے کر دفن کر دیا جائے گا تاکہ اس پر مظلومیت کے نشان باقی رہیں، نیز قیامت کے دن اس کا امتیاز قائم رہے اور سب حاضرین کے سامنے اس کی فضیلت ظاہر ہو کیونکہ قیامت کے دن ہر میت کو اس حال میں اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت اور دفن ہوا، البتہ احناف نے اس کے لیے چند شرطیں لگائی ہیں، مثلاً: اس نے زخمی ہونے کے بعد نہ کچھ کھایا پیا ہو، نہ سایہ حاصل کیا ہو، نہ اس کا علاج کیا گیا ہو حتی کہ نہ اس نے وصیت کی ہو مگر یہ تمام شرطیں بلا دلیل بلکہ باطل ہیں بلکہ شہادت کے ساتھ مذاق اور شہید پر ظلم ہے۔ گویا اسے دھوپ میں پیاسا رکھ کر تڑپا تڑپا کر مارا جائے یا مرنے دیا جائے۔ لطف تو یہ ہے کہ اسے بات کرنے کی بھی اجازت نہ دی جائے۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ. ② شہید کے جنازے کے بارے میں اختلاف ہے اور یہ بحث تفصیل کے ساتھ احادیث: ۱۹۵۵ تا ۱۹۵۷ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٨٣) - أَيْنَ يُدْفَنُ الشَّهِيدُ (التحفة ٨٣)

باب:٨٣- شہید کو کہاں دفن کیا جائے؟

٢٠٠٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

۲۰۰۵- حضرت عبیداللہ بن مُعَیَّہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: طائف کے دوران میں دو مسلمان شہید

٢٠٠٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٣١ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرى، ح: ٢١٢٩. * عبدالله بن ثعلبة صحابي، له رؤية، ولم يثبت له سماع، ولحديثه شواهد، انظر الحديثين الآتيين، ورواه عبدالله بن ثعلبة بن أبي صغير عن جابر بن عبدالله، انظر مسند الإمام أحمد: ٥/ ٤٣١.

٢٠٠٥- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢١٣٠، وله شواهد.

السَّائِبِ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَيَّةَ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الطَّائِفِ، فَحُمِلَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ أَنْ يُدْفَنَا حَيْثُ أُصِيبَا، وَكَانَ ابْنُ مُعَيَّةَ وُلِدَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

ہوئے تو ان کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ انھیں وہیں دفن کیا جائے جہاں یہ شہید ہوئے۔ (راویٔ حدیث) حضرت ابن معیہؓ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔

فوائد ومسائل: ① راویٔ حدیث عبیداللہ بن معیہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا دیدار ثابت نہیں' لہٰذا انھیں صحابی نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ وہ جلیل القدر تابعی تھے۔ جب تابعی براہ راست رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے تو اس روایت کو مرسل کہتے ہیں اور مرسل روایت ضعیف ہوتی ہے' لیکن چونکہ مابعد کی حدیثِ جابر اس کی تائید کرتی ہے' یعنی اس کا شاہد ہے' اس لیے صحیح ہے۔ ② یہ ضروری نہیں کہ میت کو عین اسی جگہ دفن کیا جائے جہاں وہ شہید ہو بلکہ بسا اوقات یہ ممکن بھی نہیں ہوتا' مثلاً: جب اس جگہ دشمن کا قبضہ ہو' لہٰذا شہید کو کسی قریبی جگہ بھی دفن کیا جا سکتا ہے جیسا کہ شہدائے احد اکٹھے ایک جگہ دفن ہیں مگر ضروری نہیں کہ وہ سب کے سب اسی جگہ بلکہ اپنے اپنے مدفن میں ہی شہید ہوئے ہوں' البتہ یہ مناسب ہے کہ انھیں میدان شہادت یا اس سے قریب دفن کر دیا جائے۔ عام آبادی میں نہ لے جایا جائے۔ ③ عمومی طور پر بھی اسلام میت کی منتقلی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا' ہاں اشد ضرورت اور مجبوری ہو تو وفات کی جگہ سے منتقل ہو بھی سکتی ہے۔

٢٠٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ ابْنُ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلَى أُحُدٍ أَنْ يُرَدُّوا إِلَى مَصَارِعِهِمْ، وَكَانُوا قَدْ نُقِلُوا إِلَى الْمَدِينَةِ.

۲۰۰۶- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ شہدائے اُحد کو ان کی شہادت کے میدان میں واپس لایا جائے کیونکہ ان (میں سے بعض) کو مدینہ منورہ لے جایا گیا تھا۔

٢٠٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۲۰۰۷- حضرت جابر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ

٢٠٠٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في الميت يحمل من أرض إلى أرض وكراهة ذلك، ح: ٣١٦٥، وابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على الشهداء ودفنهم، ح: ١٥١٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣١، وصححه الترمذي، ح: ١٧١٧، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم.

٢٠٠٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣٢.

الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اِدْفِنُوا الْقَتْلٰى فِي مَصَارِعِهِمْ».

نے فرمایا تھا: ''شہداء (احد) کو ان کی شہادت گاہ ہی میں دفن کیا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حکم کی توجیہ حدیث نمبر ۲۰۰۵ کے تحت بیان ہو چکی ہے۔ ② جنگ احد میں حضرت جابر ؓ کے والد محترم حضرت عبداللہ ؓ بھی شہید ہوئے تھے' اس لیے حضرت جابر ؓ کا اس فرمان سے خصوصی تعلق تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ کچھ لوگ اپنے قریبی شہداء کی لاشیں مدینہ لے گئے ہیں' جیسا کہ حدیث: ۲۰۰۶ میں ہے' مزید لاشیں لے جانے کا امکان بھی تھا' اس لیے آپ نے یہ حکم جاری فرمایا۔

(المعجم ٨٤) - بَابُ مُوَارَاةِ الْمُشْرِكِ (التحفة ٨٤)

باب: ۸۴- مشرک کو بھی دفن کیا جائے

٢٠٠٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ فَمَنْ يُوَارِيهِ؟ قَالَ: «اِذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ، وَلَا تُحْدِثَنَّ حَدَثًا حَتّٰى تَأْتِيَنِي». فَوَارَيْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ فَأَمَرَنِي فَاغْتَسَلْتُ وَدَعَا لِي وَذَكَرَ دُعَاءً لَمْ أَحْفَظْهُ.

۲۰۰۸- حضرت علی ؓ سے منقول ہے کہ (جب میرے والد ابوطالب فوت ہوئے تو) میں نے نبی ﷺ سے گزارش کی کہ آپ کے گم کردہ راہ چچا فوت ہو گئے ہیں۔ اب انھیں کون (زمین میں) چھپائے (دفن کرے) گا؟ آپ نے فرمایا: ''جاؤ' اپنے والد کو (زمین میں) چھپاؤ (دفن کرو)۔ اور میرے پاس واپس آنے سے پہلے کوئی اور کام نہ کرنا۔'' میں ان کو دفنانے کے بعد آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا۔ میں نے غسل کیا تو آپ نے میرے لیے (صبر و تحمل کی) دعا کی لیکن وہ دعا مجھے یاد نہیں۔

فوائد و مسائل: ① آپ کے چچا ابوطالب باوجود آپ کی کوششوں کے اسلام قبول کیے بغیر ہی فوت ہو گئے۔ اس بات کا آپ کو اور حضرت علی کو بہت صدمہ تھا۔ جس کا اظہار مندرجہ بالا الفاظ سے ہو رہا ہے۔ ویسے وہ آپ کا بھرپور ساتھ دیتے رہے اور کفار کے سامنے ڈھال بنے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے

٢٠٠٨- [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٩٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣٣.

عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔ ② "دفن کرو" کا فرشتہ دار کو بھی دفن کیا جائے گا، خصوصاً جبکہ وہ والد ہو تو پھر احترام کے ساتھ دفن کرنا ہوگا۔ ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (لقمان ۳۱:۱۵) البتہ مسنون تکفین و تدفین صرف مسلمان کے لیے ہوگی، نیز کافر کی قبر مسلمانوں کی قبروں سے الگ جگہ ہونی چاہیے۔

(المعجم ٨٥) - اَللَّحْدُ وَالشَّقُّ (التحفة ٨٥)

باب:۸۵- لحد اور شق

٢٠٠٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: أَلْحِدُوا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوا عَلَيَّ نَصْبًا كَمَا فُعِلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۰۰۹- حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے (وصیت کے طور پر) فرمایا: میرے لیے لحد بنانا اور پھر اینٹیں لگا دینا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے کیا گیا تھا۔

فائدہ: "لحد" بغلی قبر جس میں میت کو رکھنے کی جگہ قبلے کی دیوار میں بنائی جاتی ہے۔ اور "شق" سیدھی قبر جس میں میت کو رکھنے کی جگہ قبر کے درمیان میں کھودی جاتی ہے۔ دونوں طریقے جائز ہیں مگر لحد بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے۔" (سنن أبي داود، الجنائز، حديث: ۳۲۰۸) تفصیل متعلقہ حدیث میں آئے گی۔ إن شاء الله.

٢٠١٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ سَعْدًا لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ: أَلْحِدُوا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوا عَلَيَّ نَصْبًا كَمَا فُعِلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۰۱۰- حضرت عامر بن سعد سے روایت ہے کہ جب (والد محترم) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے فرمایا: میرے لیے لحد بنانا اور پھر اینٹیں لگا دینا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا گیا۔

٢٠٠٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١٦٩/١، ١٧٣ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣٤ . * عبدالله بن جعفر هو الزهري، وله طريق آخر، انظر الحديث الآتي.

٢٠١٠ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب في اللحد، ونصب اللبن على الميت، ح: ٩٦٦ من حديث عبدالله بن جعفر الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣٥ .

فائدہ: "اینٹیں لگا دینا" یعنی لحد کا منہ بند کرنے کے لیے۔ اور یہ سستا طریقہ ہے جبکہ شق کو ڈھانپنا مہنگا ہے۔

٢٠١١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَذْرَمِيُّ عَنْ حَكَّامِ بْنِ سَلْمٍ الرَّازِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْـنِ عَبْدِ الْأَعْلٰى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا».

۲۰۱۱- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے۔"

فوائد ومسائل: ① یہ روایت اگرچہ اس سند سے ضعیف ہے لیکن دیگر شواہد کی وجہ سے بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے اور یہی بات درست ہے۔ امام ترمذی ؒ نے جامع ترمذی میں ان شواہد کی تصریح فرمائی ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي، حديث:١٠٤٥) ② "دوسروں کے لیے" مسند احمد میں جریر بن عبداللہ ؓ کی حدیث میں ہے اور "شق اہل کتاب کے لیے ہے۔" (مسند أحمد:٤/٣٦٣) لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں کے لیے شق جائز نہیں کیونکہ بعض علاقوں میں لحد ممکن ہی نہیں' شق ہی بنانی پڑتی ہے۔ ممکن ہے نبی ﷺ کا مطلب بھی یہ ہو کہ بقیع الغرقد (جنت البقیع) کی زمین سخت ہے' لحد بن سکتی ہے' لہٰذا ہمارے لیے لحد بہتر ہے' ورنہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے لیے بھی دونوں آدمیوں (لحد اور شق والے) کو پیغام بھیجا گیا تھا۔ اتفاقاً لحد بنانے والے صحابی پہلے آ گئے' اس لیے باتفاق صحابہ لحد بنائی گئی۔ (سنن ابن ماجه، الجنائز، حديث:١٥٥٧) ممکن ہے اہل کتاب کے ہاں شق کا رواج ہو۔ آپ نے امتیاز کے لیے مسلمانوں کو لحد بنانے کا مشورہ دیا ہو۔ (نیز دیکھیے' فوائد حدیث:٢٠٠٩، ٢٠١٠)

(المعجم ٨٦) - بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ إِعْمَاقِ الْقَبْرِ (التحفة ٨٦)

باب:٨٦- قبر کو گہرا کھودنا مستحب ہے

٢٠١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۲۰۱۲- حضرت ہشام بن عامر ؓ سے روایت ہے

٢٠١١- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في اللحد، ح:٣٢٠٨، والترمذي، ح:١٠٤٥، وابن ماجه، ح:١٥٥٤ من حديث حكام به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح:٢١٣٦.

٢٠١٢- [صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في تعميق القبر، ح:٣٢١٦ من حديث سفيان الثوري، والترمذي، ح:١٧١٣، وابن ماجه، ح:١٥٦٠ من حديث أيوب به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٢١٣٧، وانظر الحديث الآتي.

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! اَلْحَفْرُ عَلَيْنَا لِكُلِّ إِنْسَانٍ شَدِيدٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِحْفِرُوا وَأَعْمِقُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ»، قَالُوا: فَمَنْ نُقَدِّمُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «قَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا». قَالَ: فَكَانَ أَبِي ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ.

کہ ہم نے جنگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی اور کہا کہ ہر میت کے لیے الگ الگ قبر کھودنا ہمارے لیے بہت مشکل ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبریں کھودو‘ گہری کھودو اور اچھی طرح کھودو۔ اور دو دو‘ تین تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کر دو۔“ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم آگے کس میت کو رکھیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو۔“ راویٔ حدیث حضرت ہشام نے کہا کہ میرے والد سمیت تین آدمی ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ (رضی اللہ عنہم)

فوائد ومسائل: ① ”بہت مشکل ہے“ کیونکہ شہداء زیادہ تھے‘ باقی ماندہ لوگ زخموں سے چور اور اس عظیم نقصان سے دل برداشتہ تھے۔ ایسی حالت میں ایک دن میں ستر قبریں نکالنا نہایت مشکل تھا۔ امن کی حالت میں بھی اتنی قبریں بنانا بہت مشکل کام ہے۔ ② ”گہری کھودو“ کیونکہ اس طرح میت جانوروں اور بارش وغیرہ سے بہت محفوظ رہے گی‘ نیز لحد گرنے کا خطرہ نہیں رہے گا۔ ③ ضرورت پڑنے پر ایک سے زائد آدمی بھی ایک قبر میں دفن کیے جا سکتے ہیں مگر کفن الگ الگ ہونا ضروری ہے‘ البتہ عورت کو غیر محرم کے ساتھ دفن نہ کیا جائے‘ ہاں ماں بچے کو اکٹھا دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۸۷) - بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَوْسِيعِ الْقَبْرِ (التحفة ۸۷)

باب: ۸۷- قبر کو وسیع بنانا مستحب ہے

۲۰۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أُصِيبَ مَنْ أُصِيبَ مِنَ

۲۰۱۳- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے دن بہت زیادہ مسلمان شہید ہو گئے۔ (باقی ماندہ) لوگوں کو بہت زخم لگے تو رسول اللہ ﷺ نے (ازراہ شفقت) فرمایا: ”کھودو اور کشادہ کھودو اور دو دو‘ تین تین شہداء کو ایک ایک قبر میں دفن کر دو اور جس نے

۲۰۱۳- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٠ عن وهب بن جرير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣٨، وانظر الحديث السابق.

الْمُسْلِمِينَ، وَأَصَابَ النَّاسَ جِرَاحَاتٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِحْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَادْفِنُوا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا».

قرآن مجید زیادہ پڑھا ہوا سے آگے رکھو۔''

فائدہ: وسیع قبر میں دفن کرنا آسان ہوگا اور قبر گرنے سے محفوظ رہے گی' اس لیے یہ مستحب ہے۔

(المعجم ٨٨) - وَضْعُ الثَّوْبِ فِي اللَّحْدِ (التحفة ٨٨)

باب:۸۸-لحد میں (میت کے نیچے) الگ کپڑا رکھنا؟

٢٠١٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جُعِلَ تَحْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ دُفِنَ قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ.

۲۰۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو دفن کیا گیا تو آپ کے نیچے سرخ رنگ کی ایک چادر بچھائی گئی۔

فائدہ: مسنون کفن تین کپڑے ہی ہیں۔ آج کل عمل بھی اسی پر ہے' البتہ اگر نیچے زائد چادر بچھا لی جائے تو اس حدیث کی رو سے جائز ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۳۶۹-۳۶۴/۱۹)

(المعجم ٨٩) - اَلسَّاعَاتُ الَّتِي نُهِيَ عَنْ إِقْبَارِ الْمَوْتٰى فِيهِنَّ (التحفة ٨٩)

باب:۸۹-وہ اوقات جن میں میت کو دفن کرنا منع ہے

٢٠١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ قَالَ: ثَلَاثُ

۲۰۱۵- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین اوقات ایسے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان میں نماز پڑھنے اور میت کے دفن کرنے سے منع فرمایا: جب سورج طلوع ہو رہا ہو حتی کہ کچھ اونچا ہو جائے۔ اور

٢٠١٤ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب جعل القطيفة في القبر، ح: ٩٦٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٣٩، وقال الإمام مسلم: "أبو جمرة، اسمه نصر بن عمران".

٢٠١٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٥٦١، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٤٠.

سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتّٰى تَزُولَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ.

جب سورج نصف النہار پر ہوحتی کہ ڈھل جائے۔ اور جب سورج غروب ہونے کے عین قریب ہو۔

فوائد و مسائل: ① حدیث کے ظاہر الفاظ سے ان تین اوقات میں نماز پڑھنے اور میت کو دفن کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ بعض علماء نے اگرچہ اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ان اوقات میں نماز جنازہ پڑھنا منع ہے' دفن کیا جا سکتا ہے لیکن یہ تاویل بعید ہے' اس لیے بات وہی صحیح ہے جو حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتی ہے۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر ان اوقات میں دفنانے کی گنجائش ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔ ② اس روایت سے متعلقہ دوسرے مباحث حدیث نمبر ۵۶۱ اور ۱۸۹۶ میں گزر چکے ہیں۔

۲۰۱۶- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الْقَطَّانُ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ مَاتَ فَقُبِرَ لَيْلًا وَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ فَزَجَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ إِنْسَانٌ لَيْلًا إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِلٰى ذٰلِكَ.

۲۰۱۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اپنے صحابہ میں سے ایک شخص کا ذکر کیا جو (رات کو) فوت ہو گیا تھا اور اسے رات ہی کو ناقص اور غیر مناسب کفن میں دفن کر دیا گیا تھا' لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے کسی میت کو رات کے وقت دفن کرنے سے منع فرما دیا الا یہ کہ اشد مجبوری ہو۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث صحیح مسلم (۹۴۳) میں بھی ہے' اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت میت کو دفن کرنے پر ڈانٹا سوائے اس صورت کے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھ لی گئی ہو۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اس صحابی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی لیکن ایسا ہونا بعید از قیاس ہے' اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کے معنی یہ کیے ہیں: اگر نماز جنازہ دن کے وقت پڑھ لی گئی ہو تو پھر رات کے وقت دفنانا جائز ہے کیونکہ آپ کے فرمان ''سوائے مجبوری کے'' کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ مجبوری کے وقت نماز جنازہ ترک کر دی جائے' بلکہ اس کا مطلب ہے کہ مجبوری کے وقت رات کو دفن کرنا جائز ہے۔ ② رات کے وقت نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اس میں راجح بات یہ ہے کہ افضل تو یہی ہے کہ دن کے وقت نماز جنازہ ادا کی جائے

۲۰۱۶ـ [صحيح] تقدم، ح: ۱۸۹٦، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱٤۱.

تا کہ زیادہ لوگ شامل ہو سکیں کیونکہ یہ شرعاً مطلوب ہے' البتہ بوقت ضرورت رات کے وقت بھی نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہے۔

(المعجم ۹۰) - دَفْنُ الْجَمَاعَةِ فِي الْقَبْرِ الْوَاحِدِ (التحفة ۹۰)

باب:۹۰-ایک سے زیادہ افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا

۲۰۱۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَصَابَ النَّاسَ جَهْدٌ شَدِيدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِحْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَادْفِنُوا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي قَبْرٍ» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! فَمَنْ نُقَدِّمُ؟ قَالَ: «قَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا».

۲۰۱۷- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن لوگوں کو سخت تکلیف پہنچی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''قبریں کھودو' کشادہ کھودو اور دو دو' تین تین شہداء کو ایک ایک قبر میں دفن کرو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس کو آگے (قبلے کی طرف) رکھیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو ان میں سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۲۰۱۲.

۲۰۱۸- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اِشْتَدَّ الْجِرَاحُ يَوْمَ أُحُدٍ فَشُكِيَ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِحْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا فِي الْقَبْرِ الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا».

۲۰۱۸- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد میں لوگوں کو زخموں کی سخت تکلیف تھی۔ اس بات کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی گئی۔ آپ نے فرمایا: ''قبریں کھودو' کشادہ کھودو اور اچھی طرح کھودو اور دو دو' تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کرو۔ اور جو شخص زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو' اسے آگے رکھو۔''

۲۰۱۷ـ [صحيح] تقدم، ح: ۲۰۱۲، وأخرجه أحمد: ۱۹/٤ عن وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱٤۲، وأخرجه أبوداود، ح: ۳۲۱۵ من حديث سليمان بن المغيرة به.

۲۰۱۸ـ [صحيح] تقدم، ح: ۲۰۱۲، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱٤۳.

٢٠١٩- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اِحْفِرُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا».

۲۰۱۹- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبریں کھودو اور اچھی طرح کھودو اور دو دو' تین تین کو (اکٹھا) دفن کرو۔ اور جو شخص قرآن مجید زیادہ پڑھا ہوا ہو' اسے آگے رکھو۔''

(المعجم ٩١) - مَنْ يُقَدَّمُ (التحفة ٩١)

باب: ۹۱- (ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں) کس میت کو آگے رکھا جائے؟

٢٠٢٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قُتِلَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِحْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا»، فَكَانَ أَبِي ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا فَقُدِّمَ.

۲۰۲۰- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے دن میرے والد شہید ہو گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قبریں کھودو کشادہ کھودو' اور اچھی طرح کھودو۔ اور دو دو' تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کرو اور جس نے قرآن مجید زیادہ پڑھا ہو' اسے آگے رکھو۔'' میرے والد تین میں سے ایک تھے (جو ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے' یعنی ان کے ساتھ دو اور آدمی دفن کیے گئے۔) چونکہ وہ (میرے والد) قرآن مجید زیادہ پڑھے ہوئے تھے' لہٰذا انھیں (قبلے کی طرف) آگے رکھا گیا۔

فائدہ: علم انسان کا خاصہ ہے' لہٰذا انسانوں میں فضیلت کی بنیاد علم ہے۔ اور قرآن مجید اصل علم ہے' اس لیے نبی ﷺ نے اسے معیار فضیلت بنایا۔

(المعجم ٩٢) - إِخْرَاجُ الْمَيِّتِ مِنَ اللَّحْدِ بَعْدَ أَنْ يُوضَعَ فِيهِ (التحفة ٩٢)

باب: ۹۲- میت کو لحد میں رکھنے کے بعد (کسی وجہ سے) نکالنا

٢٠١٩- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في حفر القبر، ح: ١٥٦٠ من حديث عبدالوارث به، كما تقدم، ح: ٢٠١٢، وهو في الكبرى، ح: ٢١٤٤.

٢٠٢٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠١٢، وهو في الكبرى، ح: ٢١٤٥.

٢٠٢١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرًا يَقُولُ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ فِي قَبْرِهِ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

۲۰۲۱-حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی کو قبر میں رکھے جانے کے بعد نبی ﷺ تشریف لائے اور اسے باہر نکالنے کا حکم دیا' پھر آپ نے اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور کسی قدر اپنا لعاب دہن اس پر ڈالا۔ اور اسے اپنی قمیص پہنائی۔ اللہ تعالیٰ ہی (اس کی مصلحت) جانتا ہے۔

٢٠٢٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ فَأُخْرِجَهُ مِنْ قَبْرِهِ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَتَفَلَ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ. قَالَ جَابِرٌ: وَصَلَّى عَلَيْهِ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

۲۰۲۲-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حکم دیا تو عبداللہ بن ابی کو اس کی قبر سے نکالا گیا' پھر آپ نے اس کا سر اپنے گھٹنوں پر رکھا۔ اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن تھوکا۔ اسے اپنی قمیص پہنائی اور اس کا جنازہ پڑھا۔ (ان کاموں کی مصلحت) اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۹۰۱، ۱۹۰۲ - ۱۹۲۸۔

(المعجم ٩٣) - بَابُ إِخْرَاجِ الْمَيِّتِ مِنَ الْقَبْرِ بَعْدَ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ (التحفة ٩٣)

باب: ۹۳- میت کو دفن کرنے کے بعد قبر سے نکالنا؟

٢٠٢٣- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْعَظِيمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ ابْنِ

۲۰۲۳-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (شہید احد) کے ساتھ قبر میں ایک اور شہید بھی

٢٠٢١ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٩٠٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٤٦. * سفيان هو ابن عيينة.

٢٠٢٢ـ أخرجه البخاري، ح: ١٢٧٠، ١٣٥٠، ومسلم، ح: ٢٧٧٣ من حديث عمرو بن دينار به انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٤٧.

٢٠٢٣ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب: هل يخرج الميت من القبر واللحد لعلة؟ ح: ١٣٥٢ من حديث سعيد بن عامر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٤٨.

أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَلَمْ يَطِبْ قَلْبِي حَتّٰى أَخْرَجْتُهُ وَدَفَنْتُهُ عَلٰى حِدَةٍ.

دفنائے گئے تھے مگر میرے دل کو یہ اچھا نہ لگا حتی کہ میں نے ان کو نکال کر علیحدہ دفن کیا۔

فائدہ: یہ دفنانے سے چھ ماہ بعد کی بات ہے' اور ان کی میت بالکل اسی طرح تھی جس طرح رکھی گئی تھی ...... رضي الله عنه وأرضاه...... ثابت ہوا کہ اشد ضرورت ہو تو قبر کشائی کی جا سکتی ہے ورنہ اس سے بچنا بہتر ہے۔

(المعجم ٩٤) - اَلصَّلَاةُ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ٩٤)

باب: ۹۴- قبر پر نماز جنازہ پڑھنا

٢٠٢٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَأٰى قَبْرًا جَدِيدًا فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالُوا: هٰذِهِ فُلَانَةُ مَوْلَاةُ بَنِي فُلَانٍ - فَعَرَفَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ - مَاتَتْ ظُهْرًا وَأَنْتَ صَائِمٌ قَائِلٌ فَلَمْ نُحِبَّ أَنْ نُوقِظَكَ بِهَا فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَفَّ النَّاسَ خَلْفَهُ وَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ: «لَا يَمُوتُ فِيكُمْ مَيِّتٌ مَا دُمْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ إِلَّا - يَعْنِي - آذَنْتُمُونِي بِهِ فَإِنَّ صَلَاتِي لَهُ رَحْمَةٌ».

۲۰۲۴- حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (بقیع کی طرف) نکلے تو آپ نے ایک تازہ قبر دیکھی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ قبر کیسی ہے؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فلاں قبیلے کی فلاں لونڈی کی قبر ہے' آپ نے اسے پہچان لیا' یہ ظہر کے وقت فوت ہوئی تھی۔ آپ اس وقت روزے کی حالت میں دوپہر کے وقت آرام فرما رہے تھے۔ ہم نے اس کی خاطر آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اللہ کے رسول ﷺ (قبر کے رخ) کھڑے ہوئے اور اپنے پیچھے لوگوں کی صف بنائی اور آپ نے چار تکبیریں کہیں (یعنی مکمل جنازہ پڑھا۔) پھر فرمایا: ''جب تک میں تم میں موجود ہوں' کوئی شخص بھی فوت ہو مجھے ضرور اطلاع کیا کرو کیونکہ میرا جنازہ پڑھنا اس کے لیے رحمت کا سبب ہے۔''

٢٠٢٤_ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على القبر، ح:١٥٢٨ من حديث عثمان بن حكيم به، وهو في الكبرٰى، ح:٢١٤٩، وصححه ابن حبان، ح:٧٥٩_٧٦١ وانظر الحديث المتقدم، ح:١٩٢١.

فائدہ: کوئی میت بغیر جنازے کے دفن کر دی جائے تو اس صورت میں قبر پر جنازہ پڑھنا متفقہ مسئلہ ہے' البتہ نماز جنازہ کے ساتھ دفن کی جانے والی میت کا قبر پر جنازہ پڑھنا اختلافی مسئلہ ہے۔ یہ حدیث جواز کی دلیل ہے۔ عدم جواز کے قائلین اسے نبی ﷺ کا خاصہ بناتے ہیں مگر آپ کا ہر عمل اس کے مشروع عام ہونے کی دلیل ہوتا ہے جب تک کہ تخصیص کی دلیل نہ ہو اور یہاں تخصیص کی دلیل نہیں۔ علاوہ ازیں صحابہ کا ساتھ کھڑا ہونا تخصیص کے خلاف جاتا ہے' اگرچہ کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ بالتبع کھڑے ہوئے تھے' بہرصورت جواز تو ثابت ہوتا ہے۔ مزید دیکھیے حدیث:۱۹۷۱۔

٢٠٢٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ: أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى قَبْرٍ مُنْتَبِذٍ، فَأَمَّهُمْ وَصَفَّ خَلْفَهُ قُلْتُ: مَنْ هُوَ يَا أَبَا عَمْرٍو؟ قَالَ: اِبْنُ عَبَّاسٍ.

۲۰۲۵- حضرت شعبی سے روایت ہے کہ مجھے اس صحابی نے بتایا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک علیحدہ بنی ہوئی قبر کے پاس سے گزرے تھے' آپ نے امامت فرمائی اور انھوں (ابن عباس اور دوسرے لوگوں) نے آپ کے پیچھے صف بندی کی۔ شعبی سے پوچھا گیا: وہ کون سے صحابی ہیں؟ انھوں نے کہا: حضرت ابن عباس ؓ۔

٢٠٢٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: اَلشَّيْبَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَبْرٍ مُنْتَبِذٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَصَفَّ أَصْحَابَهُ خَلْفَهُ، قِيلَ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: اِبْنُ عَبَّاسٍ.

۲۰۲۶- حضرت شعبی ؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس صحابی نے خبر دی جنھوں نے خود دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک علیحدہ بنی ہوئی قبر کے قریب سے گزرے تو آپ نے اپنے صحابہ کی اپنے پیچھے صف بنائی اور جنازہ پڑھایا۔ (شعبی سے) پوچھا گیا: آپ کو کس صحابی نے بیان فرمایا؟ انھوں نے کہا: حضرت ابن عباس ؓ نے۔

٢٠٢٧- أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ - وَهُوَ

۲۰۲۷- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک عورت کی قبر پر اس کے دفن کیے جانے

٢٠٢٥ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور . . . الخ، ح: ٨٥٧، ومسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ٩٥٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٠ . * خالد هو ابن الحارث.

٢٠٢٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥١ .

٢٠٢٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٢، وإسناده حسن، وللحديث شواهد.

أَبُو أُسَامَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرِ امْرَأَةٍ بَعْدَمَا دُفِنَتْ.

کے بعد جنازہ پڑھا۔

(المعجم ٩٥) - اَلرُّكُوبُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْجَنَازَةِ (التحفة ٩٥)

باب:٩٥-جنازے سے فراغت کے بعد (واپسی پر) سوار ہونا

٢٠٢٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ فَلَمَّا رَجَعَ أُتِيَ بِفَرَسٍ مُعْرَوْرًى، فَرَكِبَ وَمَشَيْنَا مَعَهُ.

۲۰۲۸-حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابن دحداح رضی اللہ عنہ کے جنازے کے لیے نکلے (پیدل تشریف لے گئے)۔ جب واپس ہوئے تو آپ کے پاس بغیر کاٹھی کے گھوڑا لایا گیا۔ آپ سوار ہو گئے۔ ہم آپ کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے رہے۔

فائدہ: جنازہ پڑھنے کے بعد واپسی پر سوار ہو کر آنا جائز ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ جاتے وقت بھی سوار ہو کر جایا جا سکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث:۱۹۴۴ کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ٩٦) - اَلزِّيَادَةُ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ٩٦)

باب:٩٦-قبر پر اضافہ کرنا

٢٠٢٩- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ مُوسَى وَأَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُبْنَى عَلَى الْقَبْرِ أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ أَوْ يُجَصَّصَ، زَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ

۲۰۲۹-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ قبر پر کوئی عمارت بنائی جائے یا قبر پر اضافہ کیا جائے یا قبر کو پختہ بنایا جائے۔ راوی سلیمان بن موسیٰ نے یہ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں: یا اس پر کچھ لکھا جائے۔

٢٠٢٨ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب ركوب المصلي على الجنازة إذا انصرف، ح: ٩٦٥ من حديث مالك بن مغول به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٣.

٢٠٢٩ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه، ح: ٩٧٠/ ٩٤ من حديث حفص بن غياث به، ولم يذكر سليمان بن موسٰى، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٤، وصححه الترمذي، ح: ١٠٥٢.

مُوسٰى: أَوْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ.

فوائد ومسائل: ① ''عمارت'' یعنی قبر کو عمارت کی طرح اونچا بنانا یا قبر کے اردگرد عمارت بنانا' خواہ قبر کی حفاظت کے لیے ہو یا زائرین کی سہولت کے لیے' بہر صورت منع ہے کیونکہ اس طرح قبر دیر تک باقی رہے گی۔ بعد میں آنے والوں کو تنگی ہوگی' نیز یہ قبر کی پوجا پاٹ کا سبب ہے۔ آج کل ایسی قبریں مجرموں اور نشئی لوگوں کا اڈہ بنی ہوئی ہیں۔ ② ''اضافہ'' قبر سے نکلنے والی مٹی کے علاوہ اور مٹی ڈالنا منع ہے کیونکہ اس طرح قبر شرعی حد سے بلند ہو جائے گی اور اسے ختم ہونے میں دیر لگے گی۔ یا اس سے مراد ضرورت سے زیادہ لمبی چوڑی قبر بنانا ہے' یہ بھی منع ہے کیونکہ اس سے جگہ تنگ ہوگی اور دوسرے لوگوں کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی' نیز بے مقصد جگہ ضائع ہوگی۔ ③ تحصیص' یعنی چونے وغیرہ سے پختہ کرنا کیونکہ اس سے مضبوطی اور پائیداری ہوتی ہے جبکہ شریعت کا منشا یہ ہے کہ قبر کچھ دیر کے لیے رہے' پھر ختم ہو جائے تاکہ آنے والوں کے لیے جگہ خالی ہو۔ بعض علماء نے مٹی کے ساتھ قبر لیپنے کی اجازت دی ہے مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مٹی قبر کی مٹی کے علاوہ نہ ہو بلکہ قبر ہی کی مٹی پر پانی ڈال کر ہاتھ پھیر دیا جائے' البتہ اگر کوئی قبر بیٹھ کر گڑھا بن جائے تو اسے الگ مٹی سے پر کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ مجبوری ہے۔ ④ ''لکھا جائے'' مثلاً: نام ونسب اور پتہ وغیرہ یا تاریخ وفات یا قرآن مجید کی آیات یا احادیث وغیرہ' گویا کچھ بھی لکھنا منع ہے کیونکہ یہ چیز قبر کو عرصۂ دراز تک باقی رکھنے کا سبب بنے گی۔ قرآن مجید وغیرہ لکھنا' اس لیے بھی منع ہے کہ قبر میں ٹوٹ پھوٹ ہوتی رہتی ہے اور یہ الفاظ مقدسہ کی بے حرمتی کا سبب بنے گی' نیز متعلقین کو تو قبر بغیر کتابت کے بھی معلوم ہوتی ہے اور عوام الناس کو اس اعلان کا کوئی فائدہ نہیں' لہٰذا لکھنا فضول ہے بلکہ ریاکاری ہے۔ ⑤ عوام الناس میں کسی چیز کا رائج ہو جانا اس کے جواز کی دلیل نہیں جبکہ وہ صریح فرمانِ رسول ﷺ کے خلاف ہو جیسے مندرجہ بالا چیزیں۔ شرک بھی تو ہر دور میں محبوب عوام رہا ہے۔

(المعجم ۹۷) - اَلْبِنَاءُ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ۹۷)

باب: ۹۷- قبر پر عمارت بنانا

۲۰۳۰- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَقْصِيصِ الْقُبُورِ،

۲۰۳۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے یا ان پر عمارت بنانے یا ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۰۳۰- أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۵۵.

أَوْ يُبْنٰى عَلَيْهَا ، أَوْ يَجْلِسَ عَلَيْهَا أَحَدٌ .

فائدہ: "بیٹھنے سے منع فرمایا" کیونکہ اس میں صاحب قبر کی بے حرمتی ہے یا بطور سوگ بیٹھنے سے روکا ہے یا مجاور بن کر بیٹھنا مراد ہے۔ بعض نے اس سے قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا مراد لیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا تمام صورتیں منع ہیں۔ اسی طرح قبر پر ٹیک لگانا بھی منع ہے کیونکہ اس میں بھی صاحب قبر کی بے حرمتی ہے۔

(المعجم ٩٨) - تَجْصِيصُ الْقُبُورِ (التحفة ٩٨)

باب:۹۸-قبروں کو چونے سیمنٹ سے بنانا

٢٠٣١- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَجْصِيصِ الْقُبُورِ .

۲۰۳۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو چونا گچ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اس زمانے میں جو کام چونے سے لیا جاتا تھا' آج کل وہ کام سیمنٹ سے لیا جاتا ہے' لہٰذا سیمنٹ کا استعمال بھی قبر پر منع ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۰۲۹)

(المعجم ٩٩) - بَابُ تَسْوِيَةِ الْقُبُورِ إِذَا رُفِعَتْ (التحفة ٩٩)

باب:۹۹- زیادہ بلند بنی ہوئی قبر کو ہموار کرنا

٢٠٣٢- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ شُفَيٍّ حَدَّثَهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِأَرْضِ الرُّومِ فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَنَا، فَأَمَرَ فَضَالَةُ بِقَبْرِهِ فَسُوِّيَ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۲۰۳۲- حضرت ثمامہ بن شفی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رومیوں کے علاقے میں تھے کہ ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا۔ تو حضرت فضالہ نے حکم دیا اور اس کی قبر ہموار کر دی گئی' پھر فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ قبروں کو ہموار کرنے کا حکم دیتے تھے۔

٢٠٣١ـ أخرجه مسلم، ح: ٩٧٠/ ٩٥ من حديث أيوب به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٦ . * عبدالوارث هو ابن سعيد .

٢٠٣٢ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، ح: ٩٦٨ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٧ .

يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا .

فائدہ: اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ قبر کو زمین کے بالکل ہموار بنایا جائے کیونکہ اس طرح تو قبر اور غیر قبر کا پتا ہی نہیں چلے گا' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قبر زیادہ اونچی نہ ہو بلکہ قبر کی اپنی مٹی کو ہموار کر دیا جائے' مزید مٹی نہ ڈالی جائے۔ یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قبر کو زمین کی طرح ہموار' یعنی چپٹی (مُسَطَّح) بنایا جائے' ٹیلے کی طرح نہ بنائی جائے تا کہ قبر اور ٹیلے میں امتیاز ہو سکے اور اس کے آداب ملحوظ رکھے جا سکیں۔ اور اگر ظاہر معنی مراد ہو (یعنی قبر کو زمین کے بالکل ہموار کر دیا جائے) تو یہ اس قبر کی اصلاح ہو گی جسے بہت اونچی بنا دیا گیا ہو یا جہاں شرک کا اندیشہ ہو' تا کہ اس پر غیر شرعی کام نہ ہو سکیں' اس کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔ کفار ومشرکین کی قبروں کا نام ونشان مٹایا جا سکتا ہے' جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کے احاطے کی قبروں کو اکھاڑ دیا تھا۔

٢٠٣٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، لَا تَدَعَنَّ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ، وَلَا صُورَةً فِي بَيْتٍ إِلَّا طَمَسْتَهَا .

۲۰۳۳- حضرت ابو ہیاج سے منقول ہے' حضرت علی ؓ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ تو کوئی بلند قبر نہ چھوڑ مگر اسے ہموار کر دے اور نہ کسی گھر میں کوئی بت یا تصویر چھوڑ مگر اسے توڑ پھوڑ دے۔

فوائد ومسائل: ① "بلند قبر" جو خود عمارت کی طرح اونچی ہو یا جس پر عمارت ہو' ورنہ جائز حد تک' یعنی ایک بالشت زمین سے اونچی قبر کو قائم رکھا جائے گا تا کہ اس پر قبر کے احکام وآداب لاگو ہوں کیونکہ قبر اور عام زمین میں امتیاز تو ضروری ہے۔ اس سلسلے میں حدیث: ۲۰۳۲ کا فائدہ ملحوظ خاطر رہے۔ ② "تصویر" یعنی کسی بھی جان دار کی تصویر یا مجسمہ جو پتھر وغیرہ سے بنایا گیا ہو (تبھی اس کے معنی بت کیے گئے ہیں) خواہ اس کی پوجا ہوتی ہو یا نہ۔ اسے بھی اس حد تک توڑ پھوڑ دیا جائے کہ اس کا سر چہرہ وغیرہ قائم نہ رہے بلکہ ایک عام پتھر کی طرح رہ جائے۔ یاد رہے یہاں ذی روح کا مجسمہ مراد ہے' انسان ہو یا حیوان کیونکہ حیوانات کی بھی تو پوجا کی جاتی رہی ہے۔

(المعجم ١٠٠) - زِيَارَةُ الْقُبُورِ (التحفة ١٠٠)

باب: ۱۰۰- قبروں کی زیارت

٢٠٣٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ

۲۰۳۴- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے'

٢٠٣٣_ أخرجه مسلم، ح: ٩٦٩ (انظر الحديث السابق) من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٥٨ .

٢٠٣٤_ أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه - عزوجل - في زيارة قبر أمه، ح: ٩٧٧ من حديث◀◀

فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي سِنَانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا' اب تمھیں قبروں کی زیارت کرنے (قبرستان میں جانے) کی اجازت ہے۔ (اسی طرح) میں نے تمھیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا' اب تم رکھ سکتے ہو' جب تک تمھارا دل چاہے۔ (اسی طرح) میں نے تمھیں مشکیزے کے علاوہ کسی اور برتن میں نبیذ بنانے سے روکا تھا' اب تم ہر قسم کے برتن میں نبیذ بنا سکتے ہو' البتہ نشے والا نبیذ نہ پینا۔“

فوائد ومسائل: ① بعض کام ہمیشہ کے لیے حرام ہوتے ہیں۔ ان کے جواز کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا' مگر کچھ کام بذات خود جائز ہوتے ہیں لیکن کسی وقتی مصلحت کی خاطر انھیں ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے۔ مصلحت گزر جانے کے بعد وہ اپنے اصلی حکم پر آ جاتے ہیں۔ حدیث میں مذکور تینوں کام اسی نوعیت کے ہیں۔ قبروں پر جانا' تین دن سے اوپر قربانی کا گوشت کھانا اور نبیذ پینا جائز کام ہیں' مگر بعض نقصانات سے بچنے کے لیے ان سے روکا گیا جب نقصان کا خطرہ نہ رہا تو جواز کا اعلان فرما دیا گیا۔ ② رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے ابتدائی دور میں شرک عام تھا۔ بتوں اور قبروں کی پوجا کھلے عام تھی' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو قبروں پر جانے سے روک دیا تا کہ شرک کی طرف ذہن متوجہ ہی نہ ہو۔ جب توحید عام ہو گئی اور ذہن پختہ ہو گئے' شرک کا امکان نہ رہا تو آپ ﷺ نے قبروں پر جانے کی اجازت دے دی تا کہ موت یاد رہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ اب پھر قبروں پر دعا و پکار ہوتی ہے۔ موت کی یاد کی بجائے شرک کی یاد تازہ ہوتی ہے' لہٰذا اس حدیث کی روشنی میں ایسی قبروں پر جانا منع ہے جن کی پوجا ہوتی ہے اور جنھیں آج کی اصطلاح میں 'مزار' کہا جاتا ہے۔ ③ ”قربانی کا گوشت“ ابتدا میں اکثر صحابہ فقیر تھے۔ خال خال لوگ قربانی کر سکتے تھے' زیادہ تر مسلمان غریب اور مسکین تھے اس لیے آپ نے تین دن سے اوپر قربانی کا گوشت رکھنے سے روک دیا تھا' پھر جب غنائم کی کثرت ہو گئی اور قربانیاں عام ہو گئیں اور لوگوں کو حاجت نہ رہی تو آپ نے اصلی حکم بحال فرما دیا کہ جب تک چاہو کھاؤ' البتہ کسی سائل کو محروم نہ رکھا جائے اور نہ پڑوسی ہی محروم رہے۔ ④ ”نبیذ“ ابتدائی دور میں لوگ مے نوشی کے عادی تھے۔ تھوڑا بہت نشہ تو انھیں محسوس ہی نہ ہوتا تھا' اس لیے جب شراب حرام ہوئی تو آپ نے ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے روک دیا جو شراب بنانے کے لیے استعمال ہوتے تھے کیونکہ ان کی ساخت ایسی تھی کہ ان میں جلد نشہ

◄◄ محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٥٩.

پیدا ہوتا تھا' امکان تھا کہ اگر ان برتنوں میں نبیذ کی اجازت دی گئی تو اولاً شراب کی یاد باقی رہے گی' ثانیاً نبیذ میں نشہ پیدا ہو جائے گا اور انھیں پتا نہیں چلے گا' اس لیے شراب کے برتنوں سے مستقل روک دیا گیا لیکن جب شراب ذہنوں سے محو ہو گئی اور طبائع میں نشے کے اثرات نہ رہے تو رسول اللہ ﷺ نے اصلی حکم بحال فرما دیا کہ کسی بھی برتن میں نبیذ بنائی جا سکتی ہے کیونکہ برتن کسی چیز کو حرام نہیں کرتا۔ حرام کرنے والی چیز تو نشہ ہے' اگر نشہ پیدا نہ ہو تو کسی بھی برتن میں نبیذ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ ⑤ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت یا مفتی اور قاضی کسی چیز کو جائز ہونے کے باوجود وقتی طور پر ممنوع کر سکتے ہیں جب کسی مفسدے اور خرابی کا حقیقی خطرہ ہو' مگر یہ پابندی عارضی ہو گی۔ جوں ہی خرابی کا خطرہ ختم ہو تو وہ چیز دوبارہ جائز ہو جائے گی۔ شرعاً جائز امر کو مستقل طور پر ممنوع قرار نہیں دیا جا سکتا' ہاں جزوی یا عارضی طور پر پابندی ممکن ہے بشرطیکہ کوئی ٹھوس وجہ موجود ہو۔

٢٠٣٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ سُبَيْعٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ إِلَّا ثَلَاثًا، فَكُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا مَا بَدَا لَكُمْ، وَذَكَرْتُ لَكُمْ أَنْ لَّا تَنْتَبِذُوا فِي الظُّرُوفِ: اَلدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ، اِنْتَبِذُوا فِيمَا رَأَيْتُمْ وَاجْتَنِبُوا كُلَّ مُسْكِرٍ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَّزُورَ فَلْيَزُرْ وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا».

۲۰۳۵- حضرت بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ایسی مجلس میں تھا جس میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا لیکن اب تم کھاؤ' دوسروں کو کھلاؤ اور جب تک چاہو' رکھو۔ (اسی طرح) میں نے تمھیں کہا تھا کہ ان برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ' یعنی کدو کا برتن' تارکول ملا ہوا برتن' کھجور کی جڑ کا برتن اور مسام بند مٹکا' لیکن اب جس برتن میں چاہو نبیذ بناؤ' البتہ ہر نشے والی چیز سے بچو۔ (اسی طرح) میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا لیکن اب جو قبر کی زیارت کے لیے جانا چاہے' جائے مگر (وہاں جا کر) کوئی غلط بات نہ کہو۔''

فائدہ: ''غلط بات'' مثلاً: شرکیہ بات' نوحہ' رونا دھونا وغیرہ۔ عورتیں اتنا ضبط نہیں رکھتیں' لہٰذا وہ کبھی کبھار ہی جا سکتی ہیں' تاہم جن عورتوں سے یہ خطرہ نہ ہو' ان کے لیے قبرستان جانے کی اجازت ہے۔

(المعجم ١٠١) - زِيَارَةُ قَبْرِ الْمُشْرِكِ (التحفة ١٠١)

باب:۱۰۱-مشرک کی قبر پر جانا

٢٠٣٥- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦٠، وانظر الحديث السابق. * جرير هو ابن عبدالحميد.

۲۰۳۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: زَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ وَقَالَ: «اِسْتَأْذَنْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ».

۲۰۳۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کی قبر دیکھنے گئے تو خود بھی روئے اور ساتھیوں کو بھی رلایا اور فرمایا: ''میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اجازت طلب کی تھی کہ میں اپنی والدہ کے لیے بخشش کی دعا کروں لیکن مجھے اجازت نہیں دی گئی' پھر میں نے اجازت طلب کی کہ ان کی قبر دیکھنے جاؤں تو مجھے اجازت دے دی گئی۔ تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① امام صاحب رحمہ اللہ نے استغفار کی اجازت نہ ملنے سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آپ کی والدہ اسلام سے قبل فوت ہوگئی تھیں اور ایسے لوگوں کے لیے دعائے مغفرت کی ممانعت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ ابھی بچپن کی عمر میں تھے جب آپ کی والدہ کی وفات ہوگئی تھی۔ ماں' باپ کی قبر کی زیارت کی خواہش ایک فطری امر ہے جس پر شرعاً بھی کوئی پابندی نہیں۔ قبر کی زیارت کے موقع پر رونا بھی فطری چیز ہے' خصوصاً جبکہ آپ نے عالم ہوش میں پہلی دفعہ اپنی والدہ کی قبر دیکھی تھی۔ اللہ جانے! کس قسم کے جذبات محبت و پیار آپ کے دل میں امنڈ آئے ہوں گے' ممتا کوئی معمولی چیز نہیں۔ ③ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کے لیے ان کا مسلمان ہونا ضروری نہیں' وہ مسلمان ہوں یا کافر و مشرک ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اولاد کا فرض ہے۔

(المعجم ۱۰۲) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ (التحفة ۱۰۲)

باب: ۱۰۲- مشرکین کے لیے استغفار کی ممانعت

۲۰۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا

۲۰۳۷- حضرت مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے پاس (اس وقت) ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے چچا

۲۰۳٦- أخرجه مسلم، ح: ۱۰۸/۹۷٦ (انظر الحديث المتقدم، ح: ۲۰۳٤) من حديث محمد بن عبيد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱٦۱.

۲۰۳۷- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب قصة أبي طالب، ح: ۳۸۸٤، ومسلم، الإيمان، باب الدليل على صحة إسلام من حضره الموت... الخ، ح: ۲٤/ ۲٤۰ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱٦۲.

طَالِبِ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ: «أَيْ عَمِّ قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ» فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبِ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ حَتّٰى كَانَ آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ: عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ، فَنَزَلَتْ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوٓا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ [التوبة: ١١٣] وَنَزَلَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ [القصص: ٥٦].

کلمہ لا إله إلا الله پڑھ لے میں اسے اللہ تعالیٰ کے پاس تیرے لیے بطور حجت پیش کروں گا۔'' ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ اسے کہنے لگے: اے ابوطالب! کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑ دے گا؟ وہ دونوں اس سے اس قسم کی باتیں کرتے رہے حتی کہ آخری بات جو ابوطالب نے ان سے کی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں۔ تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میں تیرے لیے استغفار کرتا رہوں گا بشرطیکہ مجھے روکا نہ گیا۔'' پھر یہ آیت اتری: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾ ''نبی اور ایمان والوں کے لیے جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے استغفار کریں۔'' اور یہ آیت بھی اتری: ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ﴾ ''آپ جسے چاہیں راہ راست پر نہیں لا سکتے۔''

فوائد ومسائل: ① ثابت ہوا کہ ابوطالب نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ کفر ہی پر فوت ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔ چونکہ شرک ناقابل معافی جرم ہے اس لیے مشرک کے لیے استغفار ناجائز ہے۔ ابوطالب کو معذورین میں شامل کرنا بھی مشکل ہے کیونکہ اسے تو دین حق پہنچ گیا تھا مگر وہ بوجوہ قبول نہ کرسکا۔ والله أعلم. ② انسان کو قیامت کے دن اس کا عمل کام دے گا' حسب ونسب کام نہ آسکے گا۔

٢٠٣٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ:

۲۰۳۸- حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

٢٠٣٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة التوبة، ح: ٣١٠١ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦٣. * والثوري صرح بالسماع عند أبي يعلى: ١/ ٢٨٠، ح: ٣٣٥، وصححه الحاكم: ٢/ ٣٣٥، ووافقه الذهبي. * أبوالخليل هو عبدالله بن خليل الكوفي، وعبدالرحمٰن هو ابن مهدي، أبوإسحاق عنعن، ولبعض الحديث شواهد عند الحاكم: ١/ ٣٣٥ وغيره، وصححه الحاكم، ووافقه الذهبي.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْتَغْفِرُ لِأَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقُلْتُ: أَتَسْتَغْفِرُ لَهُمَا وَهُمَا مُشْرِكَانِ؟ فَقَالَ: أَوَ لَمْ يَسْتَغْفِرْ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ؟ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرٰهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ﴾ [التوبة: ١١٤].

ایک شخص کو سنا جو اپنے مشرک والدین کے لیے استغفار کر رہا تھا تو میں نے کہا: کیا تو ان کے لیے استغفار کرتا ہے، حالانکہ وہ مشرک تھے؟ اس نے کہا: کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے استغفار نہیں کی تھی؟ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور یہ بات آپ سے ذکر کی تو یہ آیت اتری: ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيمَ لِاَبِيهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ﴾ "ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے والد کے لیے استغفار کرنا اس وعدے کی بنا پر تھا جو انھوں نے اس سے کیا تھا۔"

فوائد و مسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شواہد مستدرک حاکم وغیرہ میں ہیں جنھیں امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے موافقت کی ہے لیکن محقق کتاب نے ان شواہد پر خود کوئی حکم نہیں لگایا جبکہ دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو غالباً انھی شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور دلائل کی رو سے انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح سنن النسائي للألباني: ٦٨/٢، رقم: ٢٠٣٥، و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٤٤/٢٠، ٤٥) ② حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب پتا چل گیا کہ میرا والد کفر ہی پر فوت ہوا ہے تو انھوں نے اس کے لیے استغفار ترک فرما دیا۔ زندگی میں تو مشرک کے لیے مغفرت اور ہدایت کی دعا کی جا سکتی ہے، مگر شرک پر مرجانے کے بعد نہیں۔

(المعجم ١٠٣) - اَلْأَمْرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُؤْمِنِينَ (التحفة ١٠٣)

باب: ۱۰۳- مومنین کے لیے استغفار کرنے کا حکم ہے

٢٠٣٩- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ

۲۰۳۹- حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے سنا: کیا میں تم کو اپنے اور نبی ﷺ کے بارے میں ایک واقعہ

٢٠٣٩- أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ح: ١٠٢/٩٧٤ من حديث محمد ابن قيس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦٤.

مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ قَالَتْ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قُلْنَا: بَلٰى قَالَتْ، لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي هُوَ عِنْدِي - تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - اِنْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرْفَ إِزَارِهِ عَلٰى فِرَاشِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنِّي قَدْ رَقَدْتُ، ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَخَرَجَ رُوَيْدًا، وَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي، وَانْطَلَقْتُ فِي إِثْرِهِ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَطَالَ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ، فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ، فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ، فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: «مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ حَشْيَا رَابِيَةً؟» قَالَتْ: لَا. قَالَ: «لَتُخْبِرِنِّي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ قَالَ: «فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي؟» قَالَتْ: نَعَمْ فَلَهَزَنِي فِي صَدْرِي لَهْزَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ: «أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟!» قُلْتُ: مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللّٰهُ؟ قَالَ: «فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتُ، وَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ وَقَدْ وَضَعْتِ

بیان نہ کروں؟ ہم نے کہا: ہاں ضرور۔ انھوں نے فرمایا: ایک مرتبہ میری رات کی باری تھی جس میں آپ میرے ہاں تھے۔ آپ (عشاء کی نماز پڑھ کر) لوٹے تو اپنے جوتے اپنے پاؤں کے پاس اتار کر رکھ لیے اور اپنی چادر کا کنارہ اپنے بستر پر بچھا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ نے یہ خیال کیا کہ میں سوگئی ہوں (آپ اٹھے) آہستگی سے جوتے پہنے، چپکے سے چادر پکڑی، پھر ہولے سے دروازہ کھولا اور بغیر آواز کیے نکل گئے۔ میں نے فوراً قمیص پہنی، اوڑھنی اوڑھی، تہ بند باندھا اور آپ کے پیچھے چل پڑی حتی کہ آپ بقیع (قبرستان) میں پہنچ گئے اور تین دفعہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر لمبی دعائیں کیں، پھر آپ واپس مڑے تو میں بھی مڑی۔ آپ تیز ہوئے تو میں بھی تیز ہوگئی۔ آپ بھاگنے لگے تو میں بھی بھاگنے لگی۔ آپ نے دوڑ لگا دی تو میں نے بھی دوڑ لگا دی لیکن میں آپ سے (آ ے گھر [illegible]) پہلے پہنچ گئی، اور گھر میں داخل ہو گئی۔ ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ آپ تشریف لے آئے اور آپ نے پوچھا: ”عائشہ! تجھے کیا ہوا؟ تیرا سانس چڑھا ہوا ہے۔ پیٹ پھولا ہوا ہے؟“ میں نے کہا: جی! کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے سچ سچ بتا دے ورنہ مجھے باریک بین اور خبردار ذات بتا دے گی۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! پھر میں نے پوری بات بتا دی۔ آپ نے فرمایا: ”تیرا ہی وہ وجود تھا جو میں نے آگے آگے دیکھا تھا؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے میرے سینے میں اس زور سے مکا مارا کہ مجھے سخت تکلیف ہوئی، پھر فرمایا: ”کیا تو سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں

ثِيَابَكِ، فَنَادَانِي فَأَخْفٰى مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ، فَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ وَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ، وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْبَقِيعَ فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ»، قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «قُولِي: اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، يَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ».

گے؟“ میں نے (دل میں) کہا: لوگوں سے جتنا بھی چھپایا جائے اللہ تعالیٰ تو اسے جانتا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو نے مجھے اٹھتے دیکھا تھا تو جبریل میرے پاس آئے تھے لیکن وہ اندر داخل نہیں ہوئے کیونکہ تو کپڑے اتار چکی تھی۔ انھوں نے مجھے (ہلکے سے) بلایا کہ تجھے پتا نہیں چلنے دیا۔ میں نے بھی (ہولے سے) جواب دیا کہ تجھے پتا نہیں چل سکا۔ میرا خیال تھا کہ تو سو چکی ہے‘ اس لیے میں نے تجھے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ مجھے خطرہ تھا کہ تو ڈرنے لگے گی۔ تو جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ میں بقیع جاؤں اور ان کے لیے بخشش کی دعا کروں۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (مجھے قبرستان جانے کا موقع ملے تو) میں کیسے دعا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”تو کہہ: [اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ ...... وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ] اس قبرستان کے مومنین اور مسلمانوں پر سلامتی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے آنے والوں اور پیچھے رہنے والوں سب پر رحم فرمائے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تمھیں ملنے والے ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① واقعے کی تفصیلات تو حدیث سے واضح ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ کا خیال تھا کہ آپ میری باری کی رات کسی اور بیوی کے گھر گئے ہیں‘ حالانکہ آپ جیسی عادل شخصیت کے لیے یہ ممکن نہ تھا کیونکہ یہ تو ظلم ہے اور نبی کی شخصیت اس سے پاک ہوتی ہے۔ غیرت کے جذبات کی وجہ سے حضرت عائشہ ؓ کا دھیان اس حقیقت کی طرف نہ جا سکا۔ تبھی آپ نے ان کے سینے پر مکا مار کر انھیں حقیقت کی طرف توجہ دلائی۔ چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر قدم نہیں اٹھاتے تھے‘ اس لیے اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کا بھی ذکر فرمایا [أَنْ يَّحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَ رَسُولُهُ] کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟ ② اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ آپ پر بیویوں کے درمیان باری مقرر کرنا واجب تھا‘ ورنہ باری کی خلاف ورزی ظلم نہ ہوتا مگر اس تکلف کی ضرورت نہیں کیونکہ نبی ﷺ جیسی عادل شخصیت وجوب کے بغیر بھی کسی کا دل نہیں دکھا سکتی تھی۔ آپ کے

اخلاق کریمانہ سے بعید تھا کہ آپ کسی کی دل آزاری کرتے۔ ③ معلوم ہوا کہ دعا کے قصد سے قبرستان جانا چاہیے اور لمبی دعا کرنی چاہیے۔ [اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ......] کے علاوہ بھی مزید دعا کرنی جائز ہے۔ علاوہ ازیں ہاتھ اٹھا کر کی جائے یا ویسے ہی کر لی جائے' دونوں طرح جائز ہے۔ ④ حضرت عائشہ ؓ کے سوال اور نبی ﷺ کے جواب سے معلوم ہوا کہ عورت بھی زیارت قبر کے لیے جا سکتی ہے۔ واللہ أعلم.

٢٠٤٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ قَالَتْ: فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي بَرِيرَةَ تَتْبَعُهُ، فَتَبِعَتْهُ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيعَ، فَوَقَفَ فِي أَدْنَاهُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقِفَ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَسَبَقَتْهُ بَرِيرَةُ فَأَخْبَرَتْنِي فَلَمْ أَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتّٰى أَصْبَحْتُ ثُمَّ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «إِنِّي بُعِثْتُ إِلٰى أَهْلِ الْبَقِيعِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ».

۲۰۴۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: ایک رات رسول اللہ ﷺ اٹھے' اپنے کپڑے پہنے اور پھر نکل گئے۔ میں نے اپنی لونڈی بریرہ ؓ سے کہا کہ وہ آپ کا پیچھا کرے۔ اس نے آپ کا پیچھا کیا حتی کہ آپ بقیع (جنت البقیع) میں پہنچ گئے اور اس کے ابتدائی حصے میں کھڑے (دعا کرتے) رہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا' پھر واپس چل پڑے۔ بریرہ آپ سے پہلے پہنچ گئی اور مجھے سب کچھ بتا دیا۔ (آپ تشریف لائے تو) میں نے آپ سے کچھ نہ کہا حتی کہ جب صبح ہوئی تو پھر میں نے اس بات کا تذکرہ آپ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکماً) کہا گیا تھا کہ میں بقیع میں مدفون لوگوں کے لیے دعائے رحمت و مغفرت کروں۔''

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ سابقہ حدیث والے واقعے سے الگ ہے جیسا کہ اس سے اور مابعد والی حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ ② فوت شدگان خود تو دعا کر نہیں سکتے کہ ان کے لیے دعا کا وقت ختم ہو چکا ہے' اس لیے زندہ متعلقین کے لیے ضروری ہے کہ انھیں دعاؤں میں یاد رکھیں۔

٢٠٤١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا

۲۰۴۱- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب بھی

٢٠٤٠- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٩٢ من حديث علقمة به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٦٥، والموطأ (يحيى): ١/ ٢٤٢، ص: ٤١٦، ح: ٤٠٥ رواية عبدالرحمٰن بن القاسم، وصححه الحاكم: ١/ ٤٨٨، ووافقه الذهبي، ورجاله ثقات، ولم أر لمضعفه حجة قوية.

٢٠٤١- أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ح: ٩٧٤ من حديث إسماعيل بن ◀◀

إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي نَمِرٍ - عَنْ عَطَاءٍ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَتْ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ فِي آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا وَإِيَّاكُمْ مُتَوَاعِدُونَ غَدًا وَمُتَوَاكِلُونَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ».

رسول اللہ ﷺ کی جانب سے میری باری والی رات ہوتی تو آپ رات کے آخری حصے میں بقیع (قبرستان) تشریف لے جاتے اور یوں فرماتے: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ...... اَللّٰهُمَّ! لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ] ”اے مومنین قبرستان! تم پر سلامتی ہو۔ ہم اور تم کل کو وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہیں اور شفاعت وغیرہ میں ایک دوسرے کا سہارا بننے والے ہیں اور یقیناً جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقد میں مدفون مسلمانوں کو معاف فرما۔“

فائدہ: ”سہارا“ کیونکہ قیامت کے دن انبیاء، شہداء، علماء اور صلحاء سفارش کریں گے، نیز ایک دوسرے کے حق میں سچی گواہی بھی دیں گے، ورنہ سہارا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر سفارش ہے نہ شہادت۔

۲۰۴۲- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَتَى عَلَى الْمَقَابِرِ فَقَالَ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ أَسْأَلُ اللهَ الْعَافِيَةَ لَنَا وَلَكُمْ».

۲۰۴۲- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قبرستان جاتے تو فرماتے: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ...... أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ لَنَا وَلَكُمْ] ”اے اس قبرستان کے مسلمان اور مومن باسیو! تم پر سلامتی ہو۔ یقیناً ہم بھی، اللہ نے چاہا تو، تم سے ملنے والے ہیں۔ تم ہم سے پہلے آ گئے ہو۔ ہم تمھارے پیچھے آ رہے ہیں۔ میں اپنے لیے اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ سے خیریت وسلامتی کی دعا کرتا ہوں۔“

فائدہ: فوت شدگان سے خطاب صرف اپنے ذہن میں ان کی یاد تازہ ہونے کے لحاظ سے ہے ورنہ انھیں

◄◄ جعفر به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٦٦.

٢٠٤٢ــ أخرجه مسلم، ح: ٩٧٥ (انظر الحديث السابق) من حديث علقمة به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٦٧.

سنانا مقصود ہے نہ جواب لینا کیونکہ یہ دونوں چیزیں ناممکن ہیں۔ خصوصاً اس حدیث میں تو صرف ان کے لیے دعا کی جارہی ہے، جس میں خطاب مقصود ہی نہیں۔ انسانی زندگی میں اس کی مثالیں عام مل جاتی ہیں۔ بسا اوقات انسان خودکلامی کے انداز میں خطاب کرتا ہے، حالانکہ وہاں کوئی بھی مخاطب موجود نہیں ہوتا، صرف اپنے جذبات کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

٢٠٤٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِسْتَغْفِرُوا لَهُ».

۲۰۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضرت نجاشی رحمہ اللہ فوت ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”ان کے لیے بخشش کی دعا کرو۔“

فائدہ: معلوم ہوا کسی کی وفات کی اطلاع ملنے پر ﴿إنا لله و إنا إليه راجعون﴾ پڑھنے کے ساتھ اس کے لیے بخشش کی دعا بھی کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف فرمائے۔

٢٠٤٤- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَعَى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ: «اِسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ».

۲۰۴۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن حبشہ کے بادشاہ نجاشی رحمہ اللہ فوت ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اسی دن ان کی وفات کی اطلاع ہمیں دی اور فرمایا: ”اپنے (اسلامی) بھائی کے لیے استغفار کرو۔“

(المعجم ١٠٤) - اَلتَّغْلِيظُ فِي اتِّخَاذِ السُّرُجِ عَلَى الْقُبُورِ (التحفة ١٠٤)

باب:۱۰۴- قبروں پر چراغ جلانا سخت منع ہے

٢٠٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ [قَالَ]: حَدَّثَنَا

۲۰۴۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

٢٠٤٣_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤١، والحميدي، ح: ١٠٢٩ عن سفيان بن عيينة عن الزهري به، وصرحا بالسماع عند الحميدي، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦٨.

٢٠٤٤_ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٨٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٦٩.

٢٠٤٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجدًا، ح: ٣٢٠ عن قتيبة به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٧٠، وأخرجه ابن ماجه، ح: ١٥٧٥ من حديث عبدالوارث،◄◄

عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ.

رسول اللہ ﷺ نے قبرستان جانے والی عورتوں اور قبروں پر عبادت گاہیں بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے آخری لفظ [وَالسُّرُجَ] ''چراغ'' کے علاوہ باقی روایت کو شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ اور دلائل کی رو سے انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. نیز زائرات القبور کی بجائے زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ کے الفاظ صحیح ثابت ہیں' یعنی رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو کثرت سے قبرستان جاتی ہیں۔ بنا بریں عورتوں کے لیے بھی زیارت قبور ویسے ہی مستحب ہے جیسے مردوں کے لیے۔ عورتوں کا خصوصی ذکر اس لیے کہ ان میں صبر اور حوصلے کی کمی ہوتی ہے۔ جزع فزع زیادہ ہوتی ہے' لہٰذا کبھی کبھار ہی جائیں مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۴/۳۶۳-۳۶۵' و سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۱/۳۹۳-۳۹۶' رقم:۲۲۵' و أحكام الجنائز للألباني' ص:۲۲۷-۲۳۷) ② قبروں پر عبادت گاہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں نماز وغیرہ پڑھے جس میں قبر کی طرف نماز پڑھے جانے کا بھی امکان ہو۔ قبر پر مکان بنا ہو تو اس کا حکم بھی قبر جیسا ہے' یعنی اس کی طرف بھی نماز پڑھنا منع ہے۔ قبر کے قریب مسجد بنانا بھی کراہت سے خالی نہیں۔ یہ ایسے ہے جیسے نجاست کے قریب نماز پڑھی جائے کہ نماز تو ہو جائے گی مگر قبیح چیز ہے۔ قبر' مساجد بلکہ آبادی سے الگ اور دور بنانی چاہیے۔ قبر کے اوپر عمارت' خواہ وہ قبر کی حفاظت کے لیے ہو یا زائر کی سہولت کے لیے' منع ہے۔ اگر قبر پہلے سے ہو تو عمارت ڈھا دینی چاہیے اور اگر عمارت پہلے تھی تو قبر کو اکھاڑ دینا چاہیے۔ نبی ﷺ کی قبر مبارک پر جو عمارت بنی ہوئی ہے' وہ صدیوں بعد سلاطین کی تعمیر کردہ ہے' ورنہ صحابہ وتابعین کے دور میں ایسا نہیں تھا' اس لیے اس سے قبروں پر عمارتیں بنانے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ واللہ أعلم.
③ حدیث کے آخری جملے [وَالسُّرُجَ] یعنی نبی ﷺ نے چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔'' کی تضعیف سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کی ممانعت ثابت نہیں بلکہ عمومی دلائل سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے' مثلاً: كل بدعة ضلالة و كل ضلالة في النار کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے' نیز قبر پر چراغ جلانا یا تو قبر کی تعظیم کے لیے ہوگا تو ایسی تعظیم منع ہے بلکہ یہ تو قبر پر چڑھاوے کی طرح ہے' یا بے فائدہ ہوگا۔ قبروں پر روشنی کی ضرورت نہیں' ان کے اندر روشنی کی ضرورت ہے اور وہ اعمال صالحہ کے ساتھ

◄◄ وأبوداود، ح: ۳۲۳۶ من حديث محمد بن جحادة به. * أبوصالح باذام مولى أم هانيء ضعيف مدلس (تقريب)، وحدث به بعد اختلاطه.

ہے۔ اگر آنے جانے والوں کے لیے روشنی کرنا مقصود ہو تو قبر کے بجائے کسی اور چیز پر روشنی کا انتظام کیا جائے تاکہ تعظیم کا وہم نہ ہو۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٠٥) - اَلتَّشْدِيدُ فِي الْجُلُوسِ عَلَى الْقُبُورِ (التحفة ١٠٥)

باب:۱۰۵-قبر پر بیٹھنے کی بابت تشدید

٢٠٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَّجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ حَتّٰى تَحْرِقَ ثِيَابَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ».

۲۰۴۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا جس سے اس کے کپڑے جل جائیں، قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۰۳۰.

٢٠٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ السَّلَمِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقْعُدُوا عَلَى الْقُبُورِ».

۲۰۴۷- حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبروں پر مت بیٹھو۔“

(المعجم ١٠٦) - اِتِّخَاذُ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ (التحفة ١٠٦)

باب:۱۰۶-قبروں کو عبادت گاہ بنانا

٢٠٤٦_ أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه، ح: ٩٧١ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٧١.

٢٠٤٧_ [حسن] أخرجه أحمد من حديث سعيد بن أبي هلال به، كما في جامع المسانيد لابن كثير: ٩/ ٥٥٩، ٥٦٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٧٢، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق. * شعيب هو ابن الليث، والليث هو ابن سعد، وخالد هو ابن يزيد، والنضر بن عبدالله السلمي مجهول كما في التقريب وغيره.

٢٠٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ قَوْمًا اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».

۲۰۴۸- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں (یہود ونصاریٰ) پر لعنت فرمائے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا۔''

فائدہ: یعنی ان کی طرف نماز پڑھی یا ان پر عبادت گاہ بنائی کیونکہ یہ یا تو قبر کی عبادت ہے یا قبر کی عبادت کرنے والوں کے ساتھ مشابہت ہے اور ممکن ہے کہ اس طرح آہستہ آہستہ قبر ہی کی پوجا شروع ہو جائے جیسے آج کل قبور صالحین کے ساتھ ہو رہا ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۲۰۴۵)

٢٠٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى صَاعِقَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ الْهَادِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».

۲۰۴۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت فرمائے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا۔''

(المعجم ١٠٧) - كَرَاهِيَةُ الْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُورِ فِي النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ (التحفة ١٠٧)

باب: ۱۰۷- قبرستان میں صاف رنگے ہوئے چمڑے کے جوتے پہن کر چلنے کی کراہت (ممانعت)

٢٠٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۲۰۵۰- حضرت بشیر بن خصاصیہ ؓ بیان کرتے

٢٠٤٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/١٤٦، ٢٥٢ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٧٣، وانظر الحديث الآتي. * وقع في الأصول: "شعبة" والصواب "سعيد" كما في السنن الكبرى للنسائي، وتحفة الأشراف للمزي: ١١/ ٤١٢.

٢٠٤٩- أخرجه البخاري، الصلوة، باب: (٥٥)، ح: ٤٣٧، ومسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور .... الخ، ح: ٥٣٠ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٧٤.

٢٠٥٠- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في خلع النعلين في المقابر، ح: ١٥٦٨ من◄◄

الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ شَيْبَانَ - وَكَانَ ثِقَةً - عَنْ خَالِدِ بْنِ سُمَيْرٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ أَنَّ بَشِيرَ بْنَ الْخَصَاصِيَةِ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَرَّ عَلَى قُبُورِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: «لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ شَرًّا كَثِيرًا، ثُمَّ مَرَّ عَلَى قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا» فَحَانَتْ مِنْهُ الْتِفَاتَةٌ فَرَأَى رَجُلًا يَمْشِي بَيْنَ الْقُبُورِ فِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ: «يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ! أَلْقِهِمَا».

ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا' آپ چند مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''یہ لوگ (وفات کی وجہ سے) بہت زیادہ شر سے بچ گئے ہیں۔'' پھر آپ کچھ مشرکین کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''یہ لوگ (اپنی موت کی وجہ سے) بہت زیادہ خیر سے محروم رہے۔'' اچانک آپ نے توجہ فرمائی تو ایک شخص کو قبرستان میں جوتوں سمیت چلتے دیکھا تو فرمایا: ''اوصاف رنگے ہوئے (رنگ کر صاف کیے ہوئے) چمڑے کے جوتے پہننے والے! انھیں اتار دے۔''

فائدہ: اس حدیث سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان میں جوتوں سمیت نہیں چلنا چاہیے تاکہ قبروں کا احترام قائم رہے' آئندہ دو روایات سے امام صاحب رحمہ اللہ نے قبرستان میں جوتوں سمیت چلنے کا جواز نکالا ہے' اس لیے وہ ظاہر الفاظ کی رعایت سے یہ تطبیق دے رہے ہیں کہ رنگ کر صاف کیے ہوئے چمڑے کے جوتے پہن کر چلنا منع ہے' سادہ جوتے پہن کر چل سکتا ہے مگر یہ تطبیق دل کو نہیں لگتی۔ آئندہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور دفنانے والے واپس آ جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔'' اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قبرستان میں جوتوں سمیت جانا اور قبروں کے درمیان پھرنا جائز ہے کیونکہ اس کی کوئی صراحت نہیں۔ قبرستان میں داخل ہوتے وقت جوتے اتار دیے جائیں اور واپسی پر پہن لیے جائیں۔ یہ مفہوم اس حدیث کے مخالف نہیں بلکہ عین موافق ہے' اس لیے راجح بات یہی ہے کہ قبرستان میں جوتے پہن کر نہ جایا جائے' اگر کوئی ایسا عذر ہے کہ جوتوں کے بغیر اندر جانا ممکن نہیں' مثلاً کانٹے یا کنکریاں وغیرہ ہیں یا زمین بہت گرم ہے تو پھر مجبوری کے تحت پہنے جا سکتے ہیں۔ ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾ اور ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ کا تقاضا یہی ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ١٠٨) - اَلتَّسْهِيلُ فِي غَيْرِ السِّبْتِيَّةِ (التحفة ١٠٨)

باب:١٠٨- جوتے صاف چمڑے کے نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں

◄◄ حديث وكيع ابن الجراح به، وهو في الكبرى، ح: ٢١٧٥، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وأخرجه أبوداود، ح: ٣٢٣٠ من حديث الأسود بن شيبان به.

۲۰۵۱- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِ اللهِ الْوَرَّاقِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ».

۲۰۵۱- حضرت انس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میت کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے دفن کرنے کے بعد واپس آ جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے امام نسائی ؒ نے استدلال کیا ہے کہ قبرستان میں جوتوں سمیت چلنا جائز ہے لیکن یہ استدلال قوی نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۰۵۰ کا فائدہ۔ ② ”سن رہا ہوتا ہے۔“ اس سے بعض اہل علم نے سماع موتی پر استدلال کیا ہے۔ دیگر اہل علم قرآن مجید کی صریح آیت: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ﴾ (فاطر ۳۵:۲۲) ”یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور آپ ان کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔“ سے استدلال کرتے ہیں کہ فوت شدگان نہیں سنتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کوئی خاص چیز سنا دے۔ اس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ﴾ (النمل ۲۷:۸۰) ”یقیناً آپ مردوں کو سنا نہیں سکتے۔“ غرض وہ اس قسم کی احادیث کو خصوصی حالت پر محمول کرتے ہیں اور یہی مسلک زیادہ محتاط اور تمام آیات واحادیث کے موافق ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ۱۰۹) - اَلْمَسْأَلَةُ فِي الْقَبْرِ (التحفة ۱۰۹)

باب:۱۰۹- قبر میں سوال (وجواب)

۲۰۵۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَا: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ قَتَادَةَ: أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي

۲۰۵۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میت کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے دفن کر کے واپس آ جاتے ہیں تو ابھی وہ ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں۔ وہ

۲۰۵۱- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، ح:۱۳۳۸، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه . . . الخ، ح:۲۸۷۰/ ۷۱ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح:۲۱۷٦.

۲۰۵۲- أخرجه مسلم، ح:۲۸۷۰/ ۷۰ من حديث يونس بن محمد به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح:۲۱۷۷.

قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، «إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ» قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ [فَيُقْعِدَانِهِ] فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ لَهُ: اُنْظُرْ إِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ» قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا».

اسے بٹھا لیتے ہیں اور کہتے ہیں: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ مومن شخص تو کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے: تو اپنے جہنمی ٹھکانے کو دیکھ۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بجائے جنتی ٹھکانا دے دیا ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① فرشتوں کا آنا، اسے بٹھانا اور پھر سوال وجواب کرنا اور دیگر باتیں برزخی احوال ہیں۔ اس کا دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ برزخی زندگی کی حقیقت تو بیان نہیں کی جا سکتی کہ وہ ہماری عقل وحواس سے ماوراء ہے، البتہ اس کی مثال خواب سے دی جا سکتی ہے کہ خواب دیکھنے والا آدمی اپنے خواب میں بولتا بھی ہے، سنتا بھی ہے، چلتا پھرتا بھی ہے، روتا ہنستا، کھاتا پیتا اور دوڑتا بھاگتا بھی ہے لیکن اس کا جسم بالکل ساکن ہوتا ہے۔ اس کے جسم کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ خواب کی دنیا میں اتنا کچھ کر رہا ہے۔ میت کا حال بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ ② ''اس آدمی'' سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ گویا یہ ذہنی اشارہ ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ میت کو رسول اللہ ﷺ دکھائے جاتے ہیں مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ بالفرض ایسا ہو تو وہ آپ کا تصور ہوگا جو اس کے ذہن میں ڈالا جائے گا نہ کہ آپ کا حقیقی وجود، جیسے ٹی وی وغیرہ میں ہوتا ہے، یعنی اس سے آپ حاضر وناظر ثابت نہ ہو سکیں گے۔ ③ ''دونوں کو دیکھتا ہے'' صحیح حدیث ہے کہ ہر شخص کا جنت میں بھی ٹھکانا ہے اور جہنم میں بھی لیکن جہنم میں جانے والا چونکہ جنت میں جانے کا استحقاق کھو بیٹھتا ہے، اس لیے وہ جنتی ٹھکانے سے محروم ہو جاتا ہے اور جنت میں جانے والا اپنے عمل کی وجہ سے جہنم سے بچ جاتا ہے تو وہ جہنمی ٹھکانے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ.

(المعجم ۱۱۰) - مَسْأَلَةُ الْكَافِرِ (التحفة ۱۱۰)

باب: ۱۱۰- کافر سے سوال کا بیان

۲۰۵۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِاللهِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ

۲۰۵۳- حضرت انس ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے لوٹ کر جاتے ہیں تو ابھی وہ ان

۲۰۵۳- [صحيح] تقدم، ح: ۲۰۵۱، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۷۸.

الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ يُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ، [مُحَمَّدٍ ﷺ؟] فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ لَهُ: اُنْظُرْ إِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا خَيْرًا مِنْهُ»، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا، وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ كَمَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَهُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ».

کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں۔ وہ اسے بٹھا لیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: تو اس شخص (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ مومن کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو اسے کہا جاتا ہے: تو اپنے جہنمی ٹھکانے کو دیکھ۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بجائے اچھا ٹھکانا دے دیا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔ لیکن کافر یا منافق سے کہا جاتا ہے: تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: میں کچھ نہیں جانتا۔ جس طرح لوگ کہتے تھے' میں بھی کہتا تھا۔ اسے (فرشتوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے: نہ تو نے جاننے کی کوشش کی اور نہ تو نے قرآن پڑھا' پھر اس کے کانوں کے درمیان (یعنی اس کے چہرے پر) سخت ضرب لگائی جاتی ہے تو وہ اس قدر چیختا ہے کہ انسان وجن کے علاوہ ہر قریبی مخلوق اس کی آہ و بکا سنتی ہے۔"

فوائد و مسائل: ① "جس طرح لوگ کہتے تھے" گویا اس کا اپنا ایمان نہیں تھا۔ ایمان کا اثر ہی باقی رہتا ہے۔ زبانی باتیں تو ہوا میں اڑ جاتی ہیں' لہٰذا اس کی سمجھ میں کچھ نہ آئے گا۔ ② "انسان وجن کے علاوہ" ورنہ ان کی زندگی برباد ہو جائے اور معاش بگڑ جائے۔ دوسری مخلوقات کا عذاب قبر کو سننا کوئی بعید بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے حیوانات کو بعض صلاحیتیں انسان سے بڑھ کر دی ہیں' جیسے کتے وغیرہ کی سونگھنے کی قوت انسان سے بہت بڑھ کر ہے۔ ﴿ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾ (یٰس ۳۶:۳۸) ③ دینی مسائل میں تقلید مذموم چیز ہے' ہر مکلف پر اتباع ضروری ہے۔

(المعجم ۱۱۱) - مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ (التحفة ۱۱۱)

باب:۱۱۱- جو شخص پیٹ کی تکلیف سے مر جائے

٢٠٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَسَارٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا وَسُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ وَخَالِدُ بْنُ عُرْفُطَةَ فَذَكَرُوا أَنَّ رَجُلًا تُوُفِّيَ، مَاتَ بِبَطْنِهِ فَإِذَا هُمَا يَشْتَهِيَانِ أَنْ يَكُونَا شُهَدَاءَ جَنَازَتِهِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ «مَنْ يَقْتُلْهُ بَطْنُهُ لَمْ يُعَذَّبْ فِي قَبْرِهِ؟» فَقَالَ الْآخَرُ: بَلٰى.

۲۰۵۴-حضرت عبداللہ بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں سلیمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا جو پیٹ کی تکلیف سے فوت ہو گیا تھا۔ ان دونوں میں سے ہر ایک بزرگ نے خواہش ظاہر کی کہ اس کے جنازے میں شریک ہوں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا: ''جو آدمی پیٹ کی تکلیف سے مر جائے' اسے عذاب قبر نہیں ہو گا؟'' تو دوسرے نے کہا: کیوں نہیں! (آپ نے ضرور فرمایا تھا)۔

فائدہ: پیٹ کی تکلیف سے مراد پیٹ سے متعلقہ بیماری کی کوئی بھی نوعیت ہو سکتی ہے' مثلاً: اسہال یا ہیضہ یا آنتوں کا سرطان وغیرہ۔ حادثاتی موت کو شہادت فرمایا گیا اور پیٹ کی بیماری سے موت کو عذاب قبر سے مانع بتایا گیا۔ چونکہ اس قسم کی اموات زیادہ صدمے اور تکلیف کا موجب ہوتی ہیں' لہٰذا ان کا ثواب و اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ بعض نے پیٹ کی تکلیف سے استسقاء کی بیماری مراد لی ہے جس میں مریض کو انتہائی پیاس محسوس ہوتی ہے۔ وہ خوب پانی پیتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا' نتیجتاً پیٹ پھول جاتا ہے اور خراب ہو جاتا ہے۔ آخر مریض اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ سَيِّءِ الْأَسْقَامِ وَ مِيتَةِ السُّوْءِ.

(المعجم ١١٢) - اَلشَّهِيدُ (التحفة ١١٢)

باب:۱۱۲-شہید کا بیان

٢٠٥٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا

۲۰۵۵-حضرت راشد بن سعد نبی ﷺ کے ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ اہل ایمان کا ان کی قبروں میں امتحان لیا جاتا ہے مگر شہید کا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کے سر پر چمکتی تلواریں اس کے لیے امتحان سے

٢٠٥٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٧٩، وأخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الشهداء من هم، ح: ١٠٦٤ من طريق آخر عن سليمان بن صرد به، وقال: "حسن غريب". * عبدالله بن يسار هو الجهني الكوفي.

٢٠٥٥ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٠. * حجاج هو ابن محمد.

رَسُولَ اللهِ! مَا بَالُ الْمُؤْمِنِينَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ إِلَّا الشَّهِيدَ؟ قَالَ: «كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوفِ عَلٰى رَأْسِهِ فِتْنَةً».

کافی ہو گئیں۔"

فوائد و مسائل: ① گویا جہاد اور شہادت کا ثواب اس قدر زیادہ ہے کہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب گناہ ہی نہ رہے تو امتحان کا ہے کا؟ شہید کا تلواروں کے نیچے قائم رہنا بلکہ بے جگری سے لڑنا' جنگ سے نہ بھاگنا' جان کی پروا تک نہ کرنا حتی کہ جان قربان کر دینا اس کے ایمان کی واضح دلیل ہے۔ اس سے بڑی دلیل کیا ہوگی؟ لہٰذا سوال و جواب کی ضرورت نہ رہی۔ ② مذکورہ حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ صدیقین سے بھی سوال و جواب نہیں ہوگا کیونکہ ان کا مرتبہ شہداء سے بلند ہے۔ انبیاء ﷺ تو ذاتی طور پر اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۰۵۶- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: اَلطَّاعُونُ وَالْبَطْنُ وَالْغَرَقُ وَالنُّفَسَاءُ شَهَادَةٌ قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ مِرَارًا وَرَفَعَهُ مَرَّةً إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

۲۰۵۶- حضرت صفوان بن امیہ ؓ فرماتے ہیں: طاعون' پیٹ کی تکلیف' غرق اور دردزہ سے آنے والی موت شہادت ہے۔ (راویٔ حدیث سلیمان تیمی نے) کہا: ہم سے یہ حدیث ابوعثمان نے کئی بار بیان کی۔ اور ایک بار اس کو (مرفوع) نبی ﷺ کا فرمان بیان کیا۔

فائدہ: اس قسم کی تکلیف دہ موت قتل سے ملتی جلتی موت ہے' اس لیے اسے بھی شہادت کے ساتھ ملحق کر دیا گیا ہے اور اسے شہادت کے مرتبے پر فائز سمجھا جائے گا' البتہ اس پر شہید کے باقی احکام لاگو نہیں ہوں گے' جیسے انھی خون آلود کپڑوں میں دفنانا اور غسل نہ دینا وغیرہ۔

(المعجم ۱۱۳) - ضَمَّةُ الْقَبْرِ وَضَغْطَتُهُ (التحفة ۱۱۳)

باب: ۱۱۳- قبر کا میت کو بھینچنا اور زور سے دبانا

۲۰۵۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

۲۰۵۷- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے'

۲۰۵۶_[صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٦٥ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨١، وللحديث شواهد عن النسائي، يأتي، ح: ٣١٦٥، والبخاري، ح: ٦٥٣، ومسلم، ح: ١٩١٤/ ١٦٤ وغيرهم. * التيمي هو سليمان بن طرخان، وأبوعثمان هو النهدي عبدالرحمٰن بن مل.

۲۰۵۷_[إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٤/ ٢٨ من حديث إسحاق (بن راهويه) به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٢، وللحديث شواهد كثيرة. * عبيدالله هو ابن عمر، وابن إدريس هو عبدالله.

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «هٰذَا الَّذِي تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ، وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ».

رسول اللہ ﷺ نے (حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت) فرمایا: ”یہ شخص جس کے لیے عرش جھوم گیا‘ اس (کی روح) کے لیے آسمان کے تمام دروازے کھول دیے گئے اور اس کے جنازے پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے‘ وہ بھی بھینچ دیا گیا مگر پھر اسے چھوڑ دیا گیا۔“

فوائد ومسائل: ① ”جھوم گیا“ یعنی ان کے استقبال کی خوشی میں۔ یہ معنی ان کی عظمت وشان پر دلالت کرتے ہیں۔ ② ”بھینچا گیا“ کیونکہ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمی ہوتی ہے (علاوہ انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ معصوم ہوتے ہیں۔) اس بھینچنے سے وہ اس کمی کے اثر سے نجات پالیتا ہے بشرطیکہ وہ مومن ہو۔ مومن کو صرف ایک دفعہ بھینچا جاتا ہے‘ پھر چھوڑ دیا جاتا ہے مگر کچھ عجب نہیں کہ کافر پر یہ عذاب بار بار ہوتا ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ قبر ہر ایک کو بھینچتی ہے‘ اگر اس سے کوئی محفوظ رہتا تو یقیناً حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ محفوظ رہتے۔ (الموسوعة الحديثية مسند الامام أحمد) ۴۰/ ۳۲۷‘ رقم: ۲۴۲۸۳‘ والصحيحة: ۴/ ۲۶۸‘ رقم: ۱۶۹۵) ③ اس کی توجیہ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ”قبر“ انسان کے لیے ماں کی طرح ہے کیونکہ وہ اسی مٹی سے بنایا گیا تھا۔ عرصۂ دراز کے بعد ملنے والے بیٹے کو ماں خوب زور سے اپنے جسم کے ساتھ بھینچتی ہے‘ چاہے اسے اس سے تکلیف ہی ہو۔ قبر کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے‘ البتہ نیک شخص کو وہ محبت سے بھینچتی ہے اور برے شخص کو غصے اور ناراضی سے۔ نیک کے لیے اس میں سرور ہے اور برے کے لیے عذاب۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١١٤) - عَذَابُ الْقَبْرِ (التحفة ١١٤)

باب: ۱۱۴- عذاب قبر

٢٠٥٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: ﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْـَٔاخِرَةِ﴾ [إبراهيم: ٢٧] قَالَ:

۲۰۵۸- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں اتری ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا ...... وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾ ”اللہ تعالیٰ مومنین کو دنیا اور آخرت (قبر) میں صحیح بات پر قائم رکھتا ہے۔“

٢٠٥٨ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه . . . الخ، ح: ٢٨٧١/ ٧٤ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٣.

نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ.

فائدہ: عذاب قبر سے دو مختلف معانی مراد ہیں: ① قبر میں سوال و جواب' اسے فتنۂ قبر بھی کہا جاتا ہے۔ ② گناہوں کی وجہ سے قبر میں پہنچنے والی تکالیف' کسی حدیث میں پہلے معنی مراد ہوتے ہیں کسی میں دوسرے۔ مندرجہ بالا آیت میں قبر کا سوال و جواب مراد ہے۔ اسی طرح شہید' طاعون' ہیضہ اور حادثاتی موت وغیرہ سے مرنے والوں سے عذاب قبر کی نفی سے مراد بھی سوال و جواب کی نفی ہے جبکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ والی روایت میں دوسرے معنی مراد ہیں اور یہ بھینچے جانے کی حد تک تو سب کو ہوتا ہے (علاوہ انبیاء علیہم السلام کے۔) اس سے زائد اپنے اپنے گناہوں کے مطابق حتی کہ بعض کو قیامت تک ہوگا۔

٢٠٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ﴾» قَالَ: «نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ، يُقَالُ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ، وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ ﷺ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ﴾».

۲۰۵۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا...... وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت (قبر) میں درست بات پر قائم رکھتا ہے۔" میت سے پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ مومن کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ اور میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ یہ مطلب ہے اس فرمان الٰہی کا: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا...... وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت (قبر) میں صحیح بات پر قائم رکھتا ہے۔"

٢٠٦٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ صَوْتًا مِنْ قَبْرٍ فَقَالَ: «مَتٰى مَاتَ

۲۰۶۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے ایک قبر سے آواز سنی تو فرمایا: "یہ کب فوت ہوا؟" لوگوں نے بتایا کہ یہ دور جاہلیت میں فوت ہوا تھا۔ تو

٢٠٥٩_ أخرجه مسلم، ح: ٢٨٧١ (انظر الحديث السابق)، عن محمد بن بشار، والبخاري، الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، ح: ١٣٦٩ من حديث شعبة به، ومن حديث محمد بن بشار تعليقًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٤.

٢٠٦٠_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٣، ١١٤، ٢٠١ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عنده في الرواية الثانية، وتابعه ثابت البناني عنده: ٣/ ١٥٣، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٥. * عبدالله هو ابن المبارك، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ٢٨٦٨ وغيره.

هٰذَا؟» قَالُوا: مَاتَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَسُرَّ بِذٰلِكَ وَقَالَ: «لَوْلَا أَنْ لَّا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُّسْمِعَكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ».

آپ کو خوشی ہوئی' پھر فرمایا: ''اگر یہ خطرہ نہ ہو کہ تم مردوں کو دفن نہیں کرو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمھیں عذاب قبر سنا دے۔''

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں عذاب قبر سے مراد دوسرے معنی ہیں' یعنی گناہوں کے سلسلے میں پہنچنے والا عذاب۔ ② ''خوشی ہوئی'' کہ یہ مدفون شخص مسلمان نہیں تھا۔ مسلمان کو عذاب ہونے سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوتی۔ خوشی ہونے سے مراد تکلیف کا نہ ہونا اور فکر مندی کا ختم ہونا ہے' ورنہ نبیٔ کریم و رؤوف و رحیم ﷺ کو عذاب پر کیسے خوشی ہو سکتی ہے؟ ③ ''دفن نہیں کرو گے'' عذاب قبر کے ڈر سے معلوم ہوتا ہے کہ دفن سے پہلے عذاب قبر شروع نہیں ہوتا' البتہ جو لوگ دفن نہیں کرتے' ان کا عذاب مرتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور ان کی قبر سے مراد وہ ٹھکانا ہے جو ان کے جسم یا روح کو مرنے کے بعد دنیا و آخرت (برزخ) میں ملتا ہے۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ. (عذاب قبر کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۰۵۲)

۲۰۶۱- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَوْنُ ابْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ: «يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا».

۲۰۶۱- حضرت ابو ایوب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غروب شمس کے بعد باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک آواز سنی تو فرمایا: ''یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔''

فائدہ: عذاب قبر سب کو ہوتا ہے۔ کسی کو سوال و جواب کی حد تک' کسی کو اس سے بڑھ کر بھینچنے کی حد تک' کسی کو کچھ دیر کے لیے' کسی کو ہمیشہ کے لیے (قیامت تک۔) غالباً وہاں قریب ہی یہودیوں کا قبرستان تھا۔ یہ نبیٔ اکرم ﷺ کا معجزہ تھا۔

(المعجم ١١٥) - اَلتَّعَوُّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (التحفة ١١٥)

باب: ۱۱۵- عذاب قبر سے بچاؤ کی دعا کرنا

۲۰۶۲- أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ:

۲۰۶۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٢٠٦١ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، ح: ١٣٧٥، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه . . . الخ، ح: ٢٨٦٩ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٦.

٢٠٦٢ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر، ح: ١٣٧٧، ومسلم (انظر الحديث الآتي)

حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ».

رسول اللہ ﷺ یوں دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ...... وَ أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ] ”اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور آگ کے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور زندگی و موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور (جھوٹے) مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

فوائد و مسائل: ① ”موت کے فتنے“ سے مراد ممکن ہے موت کے وقت شیطان کے بہکاوے میں آنا ہو یا قبر میں سوال و جواب کے وقت صحیح جواب نہ سوجھنا ہو۔ ② اس روایت میں عذاب قبر سے مراد دوسرے معنی ہیں۔ (دیکھیے، حدیث: ۲۰۵۸)

۲۰۶۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

۲۰۶۳- حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے بعد عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے سنا۔

فائدہ: ”اس کے بعد“ اشارہ ہے یہودی عورت کی بات کی طرف جس نے عذاب قبر کی بات کی تھی۔ اس کی تفصیل آگے حدیث نمبر ۲۰۶۶ میں آرہی ہے۔

۲۰٦٤- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ

۲۰۶۴- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ نے فرمایا:

◀ برقم: (٥٥٢٠) من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٧.

٢٠٦٣ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر . . . الخ، ح: ٥٨٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٨.

٢٠٦٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، ح: ١٣٧٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٨٩.

ابنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْفِتْنَةَ الَّتِي يُفْتَنُ بِهَا الْمَرْءُ فِي قَبْرِهِ، فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً حَالَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَنْ أَفْهَمَ كَلَامَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا سَكَنَتْ ضَجَّتُهُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِيبٍ مِنِّي: أَيْ بَارَكَ اللهُ لَكَ مَاذَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي آخِرِ قَوْلِهِ؟ قَالَ: «قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ».

رسول اللہ ﷺ (خطبے کے لیے) کھڑے ہوئے تو آپ نے اس آزمائش کا ذکر فرمایا جس میں ہر شخص کو قبر کے اندر مبتلا ہونا پڑے گا۔ جب آپ نے یہ ذکر فرمایا تو مسلمان آہ و بکا کرنے لگے حتی کہ میں رسول اللہ ﷺ کا کلام نہ سمجھ سکی۔ جب ان کی آہ و بکا کی آواز رک گئی تو میں نے ایک قریبی شخص سے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت فرمائے! رسول اللہ ﷺ نے آخر میں کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا: آپ نے فرمایا تھا: ''مجھے وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمھاری فتنۂ دجال جیسی آزمائش ہوگی۔''

فائدہ: ''فتنۂ دجال جیسی آزمائش'' سے مراد قبر میں سوال و جواب ہے۔ اسے فتنۂ دجال سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ دونوں پرخطر مقام ہیں۔ دجال کی دہشت، اقتدار و اختیارات کے سامنے کلمۂ حق پر قائم رہنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح قبر کی ہولناکی، فرشتوں کا رعب، دہشت اور قید تنہائی کوئی معمولی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر ''درست بات'' پر قائم رہنا سخت مشکل ہوگا۔

٢٠٦٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا

۲۰۶۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا صحابۂ کرام ؓ کو قرآن کی سورت کی طرح سکھاتے تھے، فرمایا: ''تم کہو: [اَللّٰهُمَّ! إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ...... وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ] اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتے ہیں اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتے ہیں اور (جھوٹے) مسیح دجال کی آزمائش سے بچنے کے لیے

٢٠٦٥ـ أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح: ٥٩٠ عن قتيبة به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٥، والكبرٰى، ح: ٢١٩٠.

وَالْمَمَاتِ».

تیری پناہ چاہتے ہیں اور زندگی اور موت کے فتنے سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتے ہیں۔"

فائدہ: "دجال" کو "مسیح" اس لیے کہا گیا کہ اسے یہودی اپنا مسیح قرار دیتے ہیں' نجات دہندہ سمجھتے ہیں اور اس کے انتظار میں ہیں' حالانکہ اصلی مسیح تو عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو کب کے آ چکے اور قیامت کے قریب ان کا دوبارہ آسمان سے نزول ہوگا۔ گویا طنزاً دجال کو مسیح کہا گیا ہے۔ ایک وجہ دجال کا ممسوح العین ہونا بھی ہے۔

٢٠٦٦- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ وَهِيَ تَقُولُ: إِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ، فَارْتَاعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «إِنَّمَا تُفْتَنُ يَهُودُ» وَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدُ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

۲۰۶۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس ایک یہودی عورت بیٹھی تھی اور وہ کہہ رہی تھی کہ قبروں میں تمھارا امتحان لیا جائے گا (یا تمھیں عذاب ہوگا۔) رسول اللہ ﷺ گھبرا گئے اور فرمایا: "صرف یہود کو عذاب ہوگا۔" کچھ دن گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمھارا امتحان ہوگا۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں امتحان اور عذاب قبر سے مراد ایک ہی چیز ہے' یعنی سوال و جواب۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا مطلب ثابت قدمی اور صحیح جواب کی توفیق ہے۔ ② ابتداءً نبی ﷺ کا خیال تھا کہ قبر کا امتحان یا عذاب صرف کفار کے ساتھ خاص ہے۔ بعد میں پتا چلا کہ یہ سب کے ساتھ ہوگا إلا ماشاء اللہ۔ ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو علم غیب نہ تھا۔ اسی وجہ سے آپ نے انکار کر دیا تھا' بعد میں بذریعۂ وحی اللہ تعالیٰ نے خبر دی تو پتا چلا۔

٢٠٦٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۲۰۶۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی

٢٠٦٦_أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر . . . الخ، ح: ٥٨٤ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢١٩١.

٢٠٦٧_[صحيح] أخرجه البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ١٧٦ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به مطولاً، ◀◀

عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَقَالَ: «إِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ».

ﷺ عذاب قبر اور فتنۂ دجال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''قبروں میں تمھارا امتحان ہوگا۔''

۲۰۶۸- أَخْبَرَنَا هَنَّادٌ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: دَخَلَتْ يَهُودِيَّةٌ عَلَيْهَا فَاسْتَوْهَبَتْهَا شَيْئًا فَوَهَبَتْ لَهَا عَائِشَةُ فَقَالَتْ: أَجَارَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ».

۲۰۶۸- حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضرت عائشہ ؓ کے پاس آئی اور ان سے کوئی چیز مانگی۔ حضرت عائشہ ؓ نے وہ چیز اسے دے دی۔ تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: مجھے اس بارے میں کچھ تردد ہوا حتی کہ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے یہ بات آپ سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ''یقیناً ان (یہودیوں) کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے حتی کہ جانور اسے سنتے ہیں۔''

۲۰۶۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَتَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ فَقَالَتَا: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا، فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ:

۲۰۶۹- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: مدینے کی دو یہودی عورتیں میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ قبروں والوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔ میں نے ان کی تکذیب کی۔ میرا دل ان کی تصدیق پر مطمئن نہ ہوا۔ وہ چلی گئیں تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دو بوڑھی یہودی عورتوں نے کہا ہے کہ فوت شدگان کو قبروں میں

◀◀ وهو في الكبرٰى، ح:۲۱۹۲، وصححه ابن خزيمة، ح:۸۵۱ من حديث يحيى، وهذا طرف من حديث البخاري، ح:۱۰۴۹، ۱۰۵۰. * سفيان هو ابن عيينة.

۲۰۶۸- أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر، ح:۶۳۶۶، ومسلم، المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر ... الخ، ح:۵۸۶ من حديث شقيق به، وهو في الكبرٰى، ح:۲۱۹۳.

۲۰۶۹- [صحيح] من حديث جرير بن عبدالحميد به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح:۲۱۹۴. * أبووائل هو شقيق.

يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ عَجُوزَتَيْنِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ قَالَتَا: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ، قَالَ: «صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا» فَمَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

عذاب ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ سچ کہتی ہیں۔ ان کو عذاب ہوتا ہے حتی کہ جانور اسے سنتے ہیں۔“ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ جب بھی آپ نے نماز پڑھی، عذاب قبر سے ضرور پناہ طلب کی۔

(المعجم ١١٦) - وَضْعُ الْجَرِيدَةِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ١١٦)

باب: ۱۱۶- قبر پر شاخ رکھنا؟

٢٠٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ مَكَّةَ أَوِ الْمَدِينَةِ سَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ» ثُمَّ قَالَ: «بَلَى! كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَبْرِىءُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ». ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ: «لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا» أَوْ: «إِلَى أَنْ يَيْبَسَا».

۲۰۷۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ سے گزرے تو آپ نے دو انسانوں کی آواز سنی جنھیں قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انھیں عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی چیز کے بارے میں عذاب نہیں ہو رہا۔“ پھر فرمایا: ”کیوں نہیں! (وہ بڑی ہی ہے۔) ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے بچتا نہ تھا اور دوسرا چغلیاں کھایا کرتا تھا۔“ پھر آپ نے ایک چھڑی منگوائی، اس کے دو حصے کیے اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسے کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: ”امید ہے ان کے خشک ہونے تک ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔“

فوائد ومسائل: ① ”وہ بڑی ہی ہے۔“ مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے یہ کوئی مشکل اور بھاری کام نہ تھا، جبکہ حقیقتاً تھا وہ کبیرہ گناہ ہی۔ ② ”پیشاب سے نہ بچتا۔“ یعنی وہ شخص چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ ③ ”چغلیاں“ باہمی لڑائی اور فساد ڈالنے کے لیے ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی ادھر پہنچانا، چاہے وہ سچ ہی ہو۔ یہ

٢٠٧٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣١، وهو في الكبرى، ح: ٢١٩٥.

بھی گناہ کبیرہ ہے کیونکہ فساد سے بری کوئی چیز نہیں۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ ''جس سچ سے فساد بڑھے اس سے وہ مصلحت آمیز جھوٹ جس سے فساد مٹے بہتر ہے۔'' ④ نبی ﷺ کا ان قبروں پر چھڑیاں رکھنا آپ کی فعلی شفاعت ہے کہ یا اللہ! ان کے خشک ہونے تک ان سے عذاب رک جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم بھی چھڑیاں رکھنا شروع کر دیں۔ اگر اس طرح چھڑیاں رکھنے سے عذاب رک جاتا ہو تو پھر تو لوگ قبر پر درخت ہی لگا دیا کریں وہ خشک ہو نہ عذاب شروع ہو۔ یہ تو سب سے آسان طریقہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فعل وحی کی بنیاد پر متعین وقت کے لیے کیا تھا ورنہ چھڑی کا عذاب کی تخفیف سے کوئی تعلق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس واقعے کے علاوہ کبھی کسی قبر پر چھڑی نہیں رکھی۔ یہ آپ کا خاصہ تھا سنت نہیں۔ اس حدیث سے بزرگوں کی قبروں پر پھول چڑھانے کے لیے استدلال کرنا عجیب ہے۔ اس استدلال کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ان کا عمل یہ واضح کر رہا ہے کہ ان کے بزرگوں کو یا قبروں میں مدفون لوگوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ورنہ قبروں پر گل پاشی وغیرہ کرنے کا کیا جواز ہے؟

٢٠٧١- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَبْرِىءُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ» ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ: «لَعَلَّهُمَا أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا».

۲۰۷۱- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑے کام کے بارے میں نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک شخص تو اپنے پیشاب سے بچتا نہ تھا اور دوسرا چغلیاں کھایا کرتا تھا۔'' پھر آپ نے کھجور کی ایک تازہ شاخ لی اسے چیر کر دو حصے کیے اور پھر ہر قبر پر ایک حصہ گاڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسے کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی ان سے عذاب میں تخفیف رہے گی۔''

٢٠٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

۲۰۷۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے نبی

٢٠٧١- [صحيح] تقدم، ح: ٣١، وهو في الكبرى، ح: ٢١٩٦، وقال النسائي: "بعض حروف أبي معاوية لم أفهمه كما أردت".

٢٠٧٢- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ماجاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، ح: ٣٢٤٠ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه . . . الخ، ح: ٢٨٦٦ من حديث نافع ◀◀

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَلَا إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانا صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہو تو جنتی ٹھکانا اور اگر وہ جہنمی ہو تو جہنمی ٹھکانا (اور یہ سلسلہ جاری رہے گا) حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن قبر سے اٹھا لے (تو پھر وہ اس میں داخل ہو جائے گا)۔''

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کی باب سے مناسبت واضح نہیں کیونکہ اس میں چھڑیوں کے قبر پر رکھنے کا ذکر نہیں۔ ممکن ہے نساخ سے ترجمۃ الباب ساقط ہو گیا ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: [بَابٌ: اَلْمَيِّتُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ] ''میت پر اس کا (ابدی) ٹھکانا صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔''

۲۰۷۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَاللهِ يُحَدِّثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُعْرَضُ عَلٰى أَحَدِكُمْ إِذَا مَاتَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قِيلَ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۲۰۷۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانا صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جہنمی ہو تو اسے کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا اصل ٹھکانا (لیکن ابھی تو اس میں نہیں جائے گا) حتی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے قبر سے اٹھائے۔''

فائدہ: یہ بات ہر جنتی اور جہنمی میت سے کہی جاتی ہے۔ یہاں صرف جہنمی کا ذکر ہے۔ یہ غالباً کسی راوی کا اختصار ہے' ورنہ دوسری روایات میں اہل جنت اور اہل نار دونوں کا ذکر ہے۔ اس حدیث کی بھی باب سے مناسبت واضح نہیں ہے کیونکہ اس میں بھی چھڑیاں رکھنے کا ذکر مفقود ہے۔

◀◀ به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۹۷.

۲۰۷۳- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، ح: ۱۰۷۲، وابن ماجه، الزهد، باب ذكر القبر والبلٰى، ح: ٤۲۷۰ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۱۹۸، وهو متفق عليه، انظر الحديث السابق.

٢٠٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، يُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۲۰۷۴-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانا صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہو تو جنتی ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اور اگر وہ جہنمی ہو تو جہنمی ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے حتی کہ تجھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اٹھائے۔“

فائدہ: ”یہ تیرا ٹھکانا ہے“ اشارہ اصل ٹھکانے کی طرف ہے یعنی تیرا اصل ٹھکانا تو یہی ہے (جو پیش کیا جاتا ہے) مگر فی الحال تو اس میں نہیں جا سکتا۔

(المعجم ١١٧) - أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ (التحفة ١١٧)

باب: ۱۱۷- مومنین کی روحیں

٢٠٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا

۲۰۷۵-حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی روح (وفات کے بعد) جنت کے درختوں میں اڑتی رہتی ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس کے جسم میں داخل

٢٠٧٤ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب الميت يعرض عليه مقعده بالغداة والعشي، ح:١٣٧٩، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه ... الخ، ح:٢٨٦٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٣٩، والكبرٰى، ح:٢١٩٩.

٢٠٧٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في ثواب الشهيد، ح:١٦٤١، وابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء فيما يقال عند المريض إذا حضر، ح:١٤٤٩، ح:٤٢٧١ من حديث ابن شهاب الزهري به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٤٠، والكبرٰى، ح:٢٢٠٠، وصححه ابن حبان، ح:٧٣٤. ٭ شيخ الزهري: عبدالرحمٰن بن عبدالله بن كعب، وينسب إلى جده، ولم يسمع هذا الحديث من جده، انظر النهاية بتحقيقي:١٧٠٧، وله شواهد ضعيفة عند أحمد: ٦/ ٤٢٤، ٤٢٥ وغيره.

نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». کرے گا۔"

فائدہ: مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ سنن ابن ماجہ کی تحقیق میں بعینہٖ اسی روایت پر سنداً ضعف کا حکم لگانے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس سے سنن ابن ماجہ ہی کی روایت نمبر: ۴۲۷۱ کفایت کرتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت محقق کتاب کے نزدیک بھی قابل حجت ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام احمد: ۲۵/۵۵-۵۹' والصحيحة للألباني' رقم: ۹۹۵' و ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۰/۱۲۳-۱۴۴) اس "جسم" سے مراد برزخی جسم ہے جس پر برزخی زندگی کی کیفیات گزریں گی جس کی اصل حقیقت اللہ ہی جانتا ہے' تاہم وہاں اسے جنت اور جہنم کی نعمتوں اور تکلیفوں کا احساس ہوگا۔

۲۰۷۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ -: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ أَخَذَ يُحَدِّثُنَا عَنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَيُرِينَا مَصَارِعَهُمْ بِالْأَمْسِ قَالَ: «هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ إِنْ شَاءَ اللهُ غَدًا»، قَالَ عُمَرُ: وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ! مَا أَخْطَأُوا تِيكَ فَجُعِلُوا فِي بِئْرٍ، فَأَتَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَادٰى: «يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ! يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَإِنِّي وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللهُ حَقًّا»، فَقَالَ عُمَرُ: تُكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا أَرْوَاحَ فِيهَا؟ فَقَالَ: «مَا أَنْتُمْ

۲۰۷۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ وہ ہمیں بدر کے کافر مقتولین کے بارے میں بتانے لگے کہ اللہ کے رسول ﷺ جنگ سے ایک دن قبل ہمیں ان کے ہلاک ہونے کی جگہیں دکھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "ان شاء اللہ کل یہ فلاں کی ہلاکت گاہ ہوگی۔" حضرت عمر نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا! وہ ان جگہوں سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے' پھر انھیں ایک کنویں میں پھینک دیا گیا' پھر نبی ﷺ ان کے پاس (اس کنویں پر) گئے اور بلند آواز سے پکارا: "اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے سچ پائی وہ چیز جس کا تم سے تمھارے رب نے وعدہ کیا تھا؟ میں نے تو اللہ کے

۲۰۷۶ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه ... الخ، ح: ۲۸۷۳، ۱۷۷۹ من حديث ثابت البناني به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۲۰۱.

بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ».

وعدے کو سچ پایا ہے۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ایسے اجسام سے باتیں کر رہے ہیں جن میں روح نہیں؟ آپ نے فرمایا: "تم میری باتوں کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں۔"

فوائد و مسائل: ① کفار کی ہلاکت گاہوں کا تعین وحی سے تھا، لہٰذا ہر مقتول آپ کی بیان کردہ جگہ ہی میں مرا۔ ② کنویں میں انھیں پھینکنا تعفن سے بچنے کے لیے تھا، نیز اس میں کچھ ان کے جسموں کی حفاظت بھی تھی۔ معلوم ہوا کافر کی لاش کو بھی محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ ③ "بلند آواز سے پکارا" روایت کے ظاہر الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان مقتولین نے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سنے۔ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ مردے سنتے ہیں لیکن ان میں حس و حرکت نہیں ہوتی، یعنی جواب نہیں دے سکتے۔ جو اہل علم اس کے قائل نہیں ہیں، وہ اس حدیث میں سماع کو علم کے معنی میں لیتے ہیں بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تو یہ الفاظ آتے ہیں کہ آپ نے أَسْمَع کے بجائے أَعْلَم کے لفظ ہی ارشاد فرمائے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، المغازي، حدیث:٣٩٧٩) یعنی اب ان کو پتا چل چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے تھے۔ ان کے نزدیک أَسْمَع کا لفظ سننے والے صحابی کی غلط فہمی ہے۔ مگر محققین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس توجیہ کو تسلیم نہیں کیا، اس لیے کہ وہ موقع پر موجود نہ تھیں جبکہ راوئ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ موقع کے گواہ ہیں، البتہ مجازاً "سماع" سے علم مراد لیا جا سکتا ہے کیونکہ سماع، علم کا سبب ہے۔ سبب بول کر مُسَبَّب مراد لینا بُلَغاء کے کلام میں عام ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے اصل یہی ہے کہ مردے نہیں سنتے مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انھیں کبھی کبھار کوئی بات سنا سکتا ہے۔ نبی ﷺ کی باتیں بھی اللہ تعالیٰ نے انھیں سنا دیں تاکہ ان کی ندامت، حسرت، افسوس اور عذاب میں اضافہ ہو۔ حضرت قتادہ نے یہی مفہوم مراد لیا ہے۔ (صحیح البخاري، المغازي، حدیث:٣٩٧٦) تمام نصوص کو تسلیم کرنے کے لیے یہ توجیہ بہت مناسب ہے۔ ورنہ کسی نہ کسی نص کا انکار لازم آئے گا۔

٢٠٧٧- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعَ الْمُسْلِمُونَ مِنَ اللَّيْلِ بِبِئْرِ بَدْرٍ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ يُنَادِي: «يَا أَبَا جَهْلِ ابْنَ هِشَامٍ! وَيَا شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ! وَيَا عُتْبَةَ

٢٠٧٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے (جنگ بدر کے بعد) رات کو بدر کے کنویں پر رسول اللہ ﷺ کو کھڑے فرماتے ہوئے سنا: "اے ابوجہل بن ہشام! اے شیبہ بن ربیعہ! اے عتبہ بن ربیعہ! اے امیہ بن خلف! کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچ پایا؟

٢٠٧٧- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٤، ١٨٢، ٢٦٣ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٠٢، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق. * عبدالله هو ابن المبارك.

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُكَذِّبَنِي، وَشَتَمَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتِمَنِي، أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: إِنِّي لَا أُعِيدُهُ كَمَا بَدَأْتُهُ وَلَيْسَ آخِرُ الْخَلْقِ بِأَعَزَّ عَلَيَّ مِنْ أَوَّلِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا وَأَنَا اللهُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ».

کا بیٹا میری تکذیب کرتا ہے' حالانکہ اسے میری تکذیب جچتی نہیں۔ (اسی طرح) آدم کا بیٹا مجھے گالی دیتا ہے' حالانکہ اسے جچتا نہیں کہ وہ مجھے گالی دے۔ اس کا میری تکذیب کرنا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ پیدا نہیں کر سکے گا' حالانکہ میں نے اسے پہلی دفعہ پیدا کیا ہے اور دوسری دفعہ بنانا میرے لیے پہلی دفعہ سے مشکل نہیں۔ اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ کی بھی اولاد ہے' حالانکہ میں یکتا اللہ ہوں جس کو کسی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ نہ مجھ سے کوئی پیدا ہوا' نہ میں کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی میرا ہمسر ہے۔"

فوائد ومسائل: ① "آدم کا بیٹا" کہنے کا مقصد' انسان کو اس کی اصلیت یاد دلانا ہے کہ اسے شرم آنی چاہیے' وہ مٹی سے بن کر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے انکار کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کو اپنے جیسا سمجھتا ہے۔ ② "میری تکذیب" یعنی میری قدرت کی تکذیب' نیز جب قدرت کی تکذیب کر دی تو گویا ذات ہی کی تکذیب کر دی۔ ③ "گالی" جو چیز کسی کے لائق نہ ہو' اس کی طرف نسبت کرنا گالی ہی ہے' جیسے کسی غیر شادی شدہ کی طرف اولاد کی نسبت کی جائے۔

۲۰۸۱- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَسْرَفَ عَبْدٌ عَلَى نَفْسِهِ حَتَّى حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ اذْرُونِي فِي الرِّيحِ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللهِ! لَئِنْ قَدَرَ اللهُ

۲۰۸۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "ایک آدمی نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا تھا (بہت گناہ کیے تھے) حتی کہ اس کی وفات کا وقت آ گیا۔ اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا' پھر میری ہڈیوں کو پیس لینا' پھر ہوا والے دن میری راکھ سمندر میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا ہوگا۔

۲۰۸۱ـ أخرجه مسلم، التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وأنها سبقت غضبه، ح: ۲۷۵٦ من حديث محمد بن حرب، والبخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ۳٤۸۱ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۰٦.

عَلَيَّ لَيُعَذِّبَنِّي عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِهِ، قَالَ: فَفَعَلَ أَهْلُهُ ذٰلِكَ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: لِكُلِّ شَيْءٍ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا أَدِّ مَا أَخَذْتَ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: خَشْيَتُكَ، فَغَفَرَ اللهُ لَهُ».

اس کے گھر والوں نے ایسے ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر اس چیز کو جس میں اس کے جسم کا کوئی حصہ تھا، حکم دیا کہ جو کچھ تجھ میں اس کا حصہ ہے، نکال دے۔ تو ناگہاں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پورے کا پورا کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو کچھ تو نے کیا، کس بنا پر کیا؟ اس نے کہا: تیرے ڈر کی بنا پر۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔"

فوائد و مسائل: ① "مجھے پکڑ لیا" اس نے سمجھا کہ اس طریقے سے جسم کو بظاہر ختم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے پکڑ نہ سکے گا، مگر یہ اس کی نادانی تھی کیونکہ اس طریقے سے بھی جسم کی شکل و صورت تو بدل سکتی ہے کہ وہ گوشت اور ہڈیوں سے راکھ بن گیا مگر ختم تو نہ ہو سکے گا، راکھ تو موجود ہی ہے۔ ② "معاف کر دیا" اس کی جہالت کو عذر قرار دیا، نیز اس کی نیت تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے ہی کی تھی اگرچہ طریقہ غلط تھا۔ معلوم ہوا عمل کے بجائے نیت کا اعتبار زیادہ ہوتا ہے۔ نیت غلط ہو اور عمل صحیح تو عمل غیر معتبر ہوتا ہے، جیسے دکھلاوے کی نماز، لیکن اگر نیت صحیح ہو، عمل غلط ہو جائے تو ثواب مل جاتا ہے، جیسے حق کی تلاش کرنے والے مجتہد کو حق نہ بھی مل سکے تب بھی وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ ③ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافر نہ تھا، قابل معافی تھا ورنہ کفر اور شرک تو کسی صورت بھی معاف نہیں ہو سکتا۔ گناہوں کا احساس اور خوف بھی ایمان کی علامت ہے۔ ④ موت کے بعد اٹھنے کا اثبات ہوتا ہے۔ ⑤ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت معلوم ہوتی ہے۔ ⑥ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی فضیلت کا پتا چلتا ہے۔ ⑦ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے

٢٠٨٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اطْحَنُونِي ثُمَّ اذْرُونِي فِي الْبَحْرِ فَإِنَّ اللهَ إِنْ يَقْدِرْ عَلَيَّ لَمْ يَغْفِرْ لِي

٢٠٨٢- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی اپنے اعمال کے بارے میں برا گمان رکھتا تھا (کہ وہ قابل معافی نہیں)، لہٰذا جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا، پھر پیس کر آٹا کر دینا، پھر میری راکھ کو سمندر میں اڑا دینا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پا

٢٠٨٢- أخرجه البخاري، الرقاق، باب الخوف من الله عزوجل، ح: ٦٤٨٠ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٠٧.

قَالَ: فَأَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمَلَائِكَةَ فَتَلَقَّتْ رُوحَهُ قَالَ لَهُ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: يَا رَبِّ! مَا فَعَلْتُ إِلَّا مِنْ مَخَافَتِكَ فَغَفَرَ اللهُ لَهُ».

لیا تو مجھے ہرگز معاف نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تو انھوں نے اس کی روح نکال لی' پھر اللہ تعالیٰ نے (اس کا ڈھانچا حاضر کیا اور) فرمایا: جو کچھ تو نے کیا' کیوں کیا؟ اس نے کہا: اے میرے رب! میں نے جو کچھ کیا' تیرے ڈر سے کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔"

فائدہ: دفن کے بعد "روح" کا "جسم" سے اتنا تعلق ہو جاتا ہے کہ سوال و جواب ہو سکیں' مگر یہ دنیوی زندگی سے یکسر مختلف ہے' پھر روح کو ﴿عِلِّيِّينَ﴾ اور ﴿سِجِّينٍ﴾ میں بھیجا جاتا ہے۔ ﴿عِلِّيِّينَ﴾ اللہ تعالیٰ کے عرش کے پاس ایک مقام ہے اور ﴿سِجِّينٍ﴾ زمین کے نیچے جہنم کے قریب' لیکن اس کا تعلق اپنے جسم' خواہ وہ کسی حال میں ہو' سے ایک حد تک قائم رہتا ہے حتی کہ قیامت کے دن دوبارہ ارواح اجسام میں داخل ہو جائیں گی۔ یاد رہے روح اور جسم کا تعلق (برزخی زندگی میں) ہماری سمجھ میں آنے والی چیز نہیں۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے نہ ہمارے دماغ ایسی چیزیں سمجھنے کے لیے بنائے گئے ہیں' جیسے بھینس ریاضی نہیں سمجھ سکتی' اگرچہ دو اور دو چار ہی ہے۔

(المعجم ١١٨) - اَلْبَعْثُ (التحفة ١١٨)

باب:۱۱۸-(قیامت کے دن) قبروں سے اٹھایا جانا

٢٠٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: «إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا».

۲۰۸۳- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبے کی حالت میں یہ فرماتے ہوئے سنا: "تم ننگے پاؤں' ننگے جسم اور بغیر ختنوں کے اللہ تعالیٰ سے ملو گے۔"

فائدہ: یعنی جس حالت میں اس دنیا میں آئے تھے' اسی حالت میں لوٹا کر آخرت میں لے جایا جائے گا۔ عمل کے علاوہ دنیا کی کوئی چیز ساتھ نہ ہوگی۔ اور عمل بھی روحانی اثرات کی صورت میں۔ اللہ تعالیٰ سے ملنے کا مطلب اس کے حضور حاضری ہے۔

٢٠٨٣ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب الحشر، ح: ٦٥٢٥ عن قتيبة، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٦٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٠٨.

۲۰۸٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُرَاةً غُرْلًا وَأَوَّلُ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ﴾» [الأنبيآء: ١٠٤].

۲۰۸۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگ ننگے جسم اور بغیر ختنوں کے اکٹھے کیے جائیں گے۔ اور انسانوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابراہیم ؑ کو کپڑے پہنائے جائیں گے' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ﴾ جیسے ہم نے اسے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا' ویسے ہی پھر اسے پلٹائیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت ابراہیم ؑ کو سب سے پہلے لباس مہیا ہونا ان کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اور یہ ان کا ایسا امتیاز ہے جس پر کوئی اور نبی حتی کہ خاتم النبیین ﷺ بھی شریک نہیں۔ یہ ان کی جزوی فضیلت ہے۔ اور یہ کوئی بعید نہیں کہ کسی نبی کو جزوی طور پر خاتم النبیین ﷺ پر فضیلت حاصل ہو' البتہ یہ بات قطعی ہے کہ مجموعی طور پر خاتم النبیین ﷺ ہی افضل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ کو یہ فضیلت اس بنا پر حاصل ہوئی کہ انھیں آگ میں پھینکتے وقت اللہ کے راستے میں ننگا کیا گیا اور انھوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر برداشت کیا اور ثواب کے طالب ہوئے۔ یا' اس لیے کہ انھوں نے سب سے پہلے لباس پہنا جو یقیناً پردہ دار لباس ہے۔ اس کا بدلہ ان کو اس فضیلت کی صورت میں دیا جائے گا۔ ② ''ویسے ہی'' یعنی تمام اعضاء اصلی حالت میں ہوں گے حتی کہ ختنہ بھی نہیں ہوگا (کیونکہ یہ بعد کی تبدیلی ہے) البتہ جسامت کے لحاظ سے جسم بڑا ہوگا۔

۲۰۸٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّبَيْدِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ

۲۰۸۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب لوگ ننگے پاؤں' ننگے جسم اور بغیر ختنوں کے (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے۔'' حضرت عائشہ ؓ نے عرض کیا:

٢٠٨٤ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالٰى: ﴿واتخذ الله إبراهيم خليلاً ...﴾، ح: ٣٣٤٩ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٦٠/ ٥٨ من حديث المغيرة بن النعمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٠٩.

٢٠٨٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٨٩، ٩٠ من حديث بقية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢١٠، وصححه الحاكم: ٤/ ٥٦٤ على شرط مسلم، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق. * الزهري عنعن، وعروة هو ابن الزبير.

الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا»، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَيْفَ بِالْعَوْرَاتِ؟ قَالَ: ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾ [عبس: ٣٧].

شرم گاہوں کا کیا بنے گا؟ آپ نے فرمایا: ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾ ”ہر شخص کی اس دن ایسی حالت ہوگی جو اسے (ہر چیز سے) بے نیاز کردے گی۔“

فائدہ: یعنی اس قدر دہشت اور خوف ہوگا کہ کسی شخص کو اِدھر اُدھر دیکھنے کا ہوش ہی نہ ہوگا جیسے حادثات وغیرہ کے موقع پر ہوتا ہے۔ قیامت تو سب سے عظیم حادثہ ہے جس کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

٢٠٨٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ الْقُشَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّكُمْ تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً» قُلْتُ: اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ؟ قَالَ: «إِنَّ الْأَمْرَ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذٰلِكَ».

٢٠٨٦- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ تمھیں ننگے پاؤں اور ننگے جسم (اللہ تعالیٰ کے سامنے) جمع کیا جائے گا۔“ میں نے کہا: مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! صورت حال اتنی ہولناک ہوگی کہ کسی کو اس کا خیال بھی نہ آئے گا۔“

٢٠٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ ابْنُ خَالِدٍ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِينَ رَاهِبِينَ، اِثْنَانِ عَلٰى بَعِيرٍ وَثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيرٍ وَأَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيرٍ

٢٠٨٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن لوگ تین حالتوں میں اکٹھے کیے جائیں گے۔ ایک گروہ رحمت کی امید رکھے ہوئے اپنے انجام سے ڈرتا ہوگا۔ (اور دوسرا گروہ) دو آدمی ایک اونٹ پر ہوں گے یا تین آدمی ایک اونٹ پر یا چار ایک اونٹ پر یا دس آدمی ایک اونٹ پر۔ اور باقی لوگوں (تیسرے گروہ) کو آگ اکٹھا کرے

٢٠٨٦- أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٥٩ من حديث يحيى القطان، والبخاري، الرقاق، باب الحشر، ح: ٦٥٢٧ من حديث أبي يونس حاتم بن أبي صغيرة القشيري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢١١.

٢٠٨٧- أخرجه البخاري، الرقاق، باب الحشر، ح: ٦٥٢٢، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٦١ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢١٢. * أبوهشام هو المغيرة ابن سلمة المخزومي.

وَعَشْرَةٌ عَلٰى بَعِيرٍ، وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا وَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا».

گی۔ جہاں وہ لوگ دوپہر کو آرام کے لیے ٹھہریں گے' آگ بھی وہاں ان کے ساتھ ٹھہرے گی۔ اور جہاں وہ رات گزاریں گے' آگ بھی ان کے ساتھ رات گزارے گی۔ جہاں وہ صبح کریں گے' وہاں آگ بھی ان کے ساتھ صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے' وہیں آگ بھی ان کے ساتھ شام کرے گی۔''

فوائد ومسائل: ① ''قیامت کے دن'' ظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حشر قیامت کے دن نہیں بلکہ قیامت سے پہلے ہوگا۔ بہت سے محدثین نے اس قسم کی روایات کو علامات قیامت میں ذکر کیا ہے کیونکہ اس میں اونٹوں' دوپہر' رات' صبح اور شام کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے یہ چیزیں دنیا میں ہیں نہ کہ قیامت کے روز۔ اگرچہ بعض اہل علم نے اسے قیامت ہی کے دن پر محمول کیا ہے مگر اس میں بہت تکلف ہے۔ قیامت کے دن سے مراد قرب قیامت بھی ہو سکتا ہے اور یہی صحیح ہے۔ ② ''تین حالتوں میں'' یعنی کچھ خالص نیک' کچھ ملے جلے کاموں والے' کچھ خالص کافر۔ یا حشر کی تین حالتیں مراد ہیں: کچھ لوگ تو وقت ہی پر رغبت اور رہبت کے زیر اثر اپنے آپ محشر میں پہنچ جائیں گے۔ کچھ لوگ تنگ وقت میں بھاگیں گے جب سواریوں کی کمی ہوگی' پھر دو دو' تین تین' چار چار بلکہ اس سے بھی زیادہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر بڑی تنگی کے ساتھ پہنچیں گے۔ کچھ لوگ آگ کے ساتھ زبردستی اکٹھے کیے جائیں گے۔ ③ یہ آگ قیامت سے قبل عدن کے ساحل سے نکلے گی۔ (صحیح مسلم' باب في الآيات التي تكون قبل الساعة' حديث: ۲۹۰۱) بعض لوگوں نے اس آگ سے حقیقی آگ کے بجائے فتنہ مراد لیا ہے اور مجازاً فتنے کو بھی آگ کہہ لیا جاتا ہے لیکن پہلی بات ہی درست ہے۔ والله أعلم.

۲۰۸۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: إِنَّ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ ﷺ حَدَّثَنِي: «أَنَّ النَّاسَ يُحْشَرُونَ ثَلَاثَةَ أَفْوَاجٍ: فَوْجٌ رَاكِبِينَ طَاعِمِينَ كَاسِينَ، وَفَوْجٌ

۲۰۸۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی صادق و مصدوق ﷺ نے مجھ سے بیان فرمایا: ''لوگ تین گروہوں کی صورت میں اکٹھے کیے جائیں گے: کچھ تو سوار ہو کر کھاتے پیتے پہنتے (خوش خوش) آئیں گے۔ اور کچھ لوگوں کو فرشتے چہروں کے بل گھسیٹتے ہوئے لائیں گے اور آگ ان کو اکٹھا کرے گی۔ اور کچھ لوگ پیدل چلتے

۲۰۸۸- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٦٤، والحاكم: ٤/ ٥٦٤ من حديث الوليد بن جميع به، وهو حسن الحديث، وثقه الجمهور، والحديث في الكبرٰى، ح: ٢٢١٣. * ويحيى هو القطان.

تَسْحَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى وُجُوهِهِمْ وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ، وَفَوْجٌ يَمْشُونَ وَيَسْعَوْنَ يُلْقِي اللهُ الْآفَةَ عَلَى الظَّهْرِ فَلَا يَبْقٰى، حَتّٰى أَنَّ الرَّجُلَ لَتَكُونُ لَهُ الْحَدِيقَةُ يُعْطِيهَا بِذَاتِ الْقَتَبِ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهَا».

اور دوڑتے بھاگتے' گرتے پڑتے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ سواری کے جانوروں پر کوئی وبا ڈال دے گا تو وہ ختم ہو جائیں گے (بہت ہی کم رہ جائیں گے) حتی کہ باغ والا آدمی اپنا پورا باغ ایک اونٹنی کے بدلے دینے پر تیار ہوگا مگر اونٹنی نہ لے سکے گا۔"

فوائد و مسائل: ① "صادق و مصدوق" صادق سے مراد خود سچے اور مصدوق سے مراد جن کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) سچ بتایا گیا۔ گویا ان کی بات میں جھوٹ کا امکان تک نہیں کیونکہ نہ وہ خود جھوٹ بولتے ہیں' نہ وہ وحی جھوٹی ہے جو ان پر اتری' تو جھوٹ کدھر سے آئے گا۔ ② یہ حشر قیامت سے پہلے ہوگا جیسا کہ اوپر گزرا۔

(المعجم ١١٩) - ذِكْرُ أَوَّلِ مَنْ يُكْسٰى (التحفة ١١٩)

باب:١١٩- سب سے پہلے کس کو لباس پہنایا جائے گا؟

٢٠٨٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْمَوْعِظَةِ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عُرَاةً»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «حُفَاةً غُرْلًا». وَقَالَ وَكِيعٌ وَوَهْبٌ: «عُرَاةً غُرْلًا ﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ﴾ [الأنبياء: ١٠٤] قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَإِنَّهُ سَيُؤْتٰى»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «يُجَاءُ» وَقَالَ وَهْبٌ وَوَكِيعٌ: «سَيُؤْتٰى بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ

٢٠٨٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ وعظ و نصیحت کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: "اے لوگو! یقیناً تمھیں اللہ تعالیٰ کے سامنے ننگے جسم' ننگے پاؤں بغیر ختنے کے جمع کیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ﴾ "جس طرح ہم نے پہلے پیدا کیا تھا' اسی طرح ہم پلٹائیں گے۔" پھر آپ نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے' پھر انھیں بائیں طرف نکال لیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ تو میری امت سے ہیں (یا میرے ساتھی ہیں؟) تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے' انھوں نے آپ کی عدم موجودگی میں کیا کچھ کیا۔ تو میں (اسی طرح)

٢٠٨٩- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٨٤، وهو في الكبرى، ح: ٢٢١٤.

فَأَقُولُ: رَبِّ! أَصْحَابِي؟ فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ؟ فَأَقُولُ: كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ﴾ [المآئدة: ١١٧، ١١٨] الْآيَةَ، فَيُقَالُ: «إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُدْبِرِينَ»، قَالَ أَبُودَاوُدَ: «مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ».

کہوں گا: جس طرح اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام) کا قول ہے: ﴿وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ...... وَ اِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ "(اے اللہ!) میں تو ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا' جب تو نے مجھے اپنے قبضے میں لے لیا' پھر تو تو ہی ان پر نگران تھا (لہٰذا تجھے ہی ان کے کاموں کا علم ہے) اور تو ہر چیز پر خوب گواہ ہے' اگر تو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو بے شک تو غالب ہے خوب حکمت والا ہے۔" پھر کہا جائے گا: جب سے آپ ان کو چھوڑ کر (ہمارے پاس) آگئے یہ اسی وقت سے مرتد ہو گئے تھے اور مرتد ہی رہے۔"

فوائد ومسائل: ① اس روایت کی کچھ باتوں کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۰۸۴) ② "بائیں طرف" یعنی انھیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ جہنمیوں کو اصحاب الشمال کہا گیا ہے۔ ③ "اسی وقت مرتد ہو گئے تھے" فتنہ تو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد شروع ہو گیا تھا اور اب تک جاری ہے۔ کوئی نہ کوئی بدنصیب مرتد ہوتا ہی رہتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ممکن ہے صرف وہ لوگ مراد ہوں جو آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد مرتد ہو گئے تھے اور جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ برسرپیکار ہوئے۔ اور ممکن ہے اسلام سے ارتداد کے بجائے سنن سے ارتداد مقصود ہو' یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد بدعتی ہو گئے تھے اور اصل اسلامی تعلیمات سے انحراف کر کے اسی بدعتی انحراف پر قائم رہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنَ الْبِدَعِ وَ الْخُرَافَاتِ.

(المعجم ١٢٠) - فِي التَّعْزِيَةِ (التحفة ١٢٠)

باب: ۱۲۰- تعزیت کا بیان

٢٠٩٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ

۲۰۹۰- حضرت قرہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ بیٹھتے تو آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ میں سے کچھ نہ کچھ لوگ بیٹھا کرتے تھے۔ ان میں ایک شخص

٢٠٩٠- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٨٧١.

مُعَاوِيَةَ بْنَ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ يَجْلِسُ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ لَهُ ابْنٌ صَغِيرٌ يَأْتِيهِ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهِ فَيُقْعِدُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَهَلَكَ، فَامْتَنَعَ الرَّجُلُ أَنْ يَحْضُرَ الْحَلْقَةَ لِذِكْرِ ابْنِهِ، فَحَزِنَ عَلَيْهِ فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «مَا لِي لَا أَرَى فُلَانًا»؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! بُنَيُّهُ الَّذِي رَأَيْتَهُ هَلَكَ، فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ بُنَيِّهِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ هَلَكَ، فَعَزَّاهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «يَا فُلَانُ! أَيُّمَا كَانَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ تَمَتَّعَ بِهِ عُمُرَكَ أَوْ لَا تَأْتِي غَدًا إِلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ قَدْ سَبَقَكَ إِلَيْهِ يَفْتَحُهُ لَكَ»؟ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! بَلْ يَسْبِقُنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُهَا لِي لَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ، قَالَ: «فَذَاكَ لَكَ».

تھا جس کا ایک معصوم بیٹا تھا۔ وہ پیچھے سے آتا تو باپ اسے اپنے آگے بٹھا لیتا تھا۔ اتفاقاً وہ بچہ فوت ہو گیا تو وہ شخص اپنے بیٹے کی یاد میں (کئی روز تک) آپ کی مجلس میں حاضر نہ ہوا کیونکہ اسے اس (کی وفات) کا شدید غم تھا۔ جب نبی ﷺ نے اسے (کئی دن) نہ دیکھا تو فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ فلاں شخص نظر نہیں آتا؟“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا وہ چھوٹا سا بچہ جو آپ نے بھی دیکھا تھا، فوت ہو گیا ہے، پھر نبی ﷺ اس شخص سے ملے اور اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ وہ تو فوت ہو چکا ہے۔ آپ نے اسے تسلی دی۔ آپ نے فرمایا: ”اے شخص! تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے کہ تو اپنی ساری عمر اس سے فائدہ اٹھاتا (آنکھیں ٹھنڈی کرتا) یا یہ کہ تو جنت کے جس دروازے کے پاس بھی جائے، اسے وہاں پائے کہ وہ تجھ سے پہلے پہنچ کر اسے تیرے لیے کھول دے؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جا کر میرے لیے جنت کا دروازہ کھولے۔ آپ نے فرمایا: ”بس! یہ چیز تجھے مل جائے گی۔“

فوائد و مسائل: ① لیکن یہ تب ہے جب کوئی شخص اپنے نابالغ بچے کی موت پر صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو۔ دراصل یہ صبر کا ثواب ہے جو اسے جنت میں داخل کرنے کا سبب بنے گا۔ اس کا ظہور اس طرح ہوگا کہ وہ بچہ اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول کر اس کا استقبال کرے گا۔ بچہ خود تو معصوم ہونے کی وجہ سے قطعاً جنتی ہے۔ ② چھوٹے بچوں کو بھی مجالس علم میں لے جانا چاہیے۔

(المعجم ١٢١) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ١٢١)

باب: ۱۲۱- تعزیت کی ایک اور صورت

٢٠٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ

۲۰۹۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موت

٢٠٩١- أخرجه مسلم، الفضائل، باب من فضائل موسى ﷺ، ح: ٢٣٧٢ عن محمد بن رافع، والبخاري ◄◄

عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ، فَفَقَأَ عَيْنَهُ، فَرَجَعَ إِلٰى رَبِّهِ فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِي إِلٰى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ، فَرَدَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ: اِرْجِعْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ: يَضَعُ يَدَهُ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ، فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ. قَالَ: أَيْ رَبِّ! ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: اَلْمَوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ، فَسَأَلَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةَ الْحَجَرِ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلٰى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ».

کے فرشتے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف (انسانی صورت میں) بھیجا گیا۔ جب وہ فرشتہ آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے تھپڑ مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ وہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس واپس گیا اور عرض کیا: اے اللہ! تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ درست فرما دی اور فرمایا: اس کے پاس دوبارہ جا اور اسے کہہ کہ اپنا ہاتھ کسی بیل کی پشت پر رکھے۔ اسے ہر بال کے عوض' جو اس کے ہاتھ کے نیچے آئے گا' ایک سال زندگی ملے گی۔ (اس ساری کارروائی کے بعد) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! پھر کیا ہو گا؟ فرمایا: (پھر) موت! انھوں نے کہا: پھر ابھی ٹھیک ہے لیکن انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ گزارش کی کہ مجھے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے تک مقدس سرزمین کے قریب کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں وہاں ہوتا تو تمھیں راستے کی ایک جانب سرخ رنگ کے ٹیلے کے نیچے ان کی قبر دکھاتا۔''

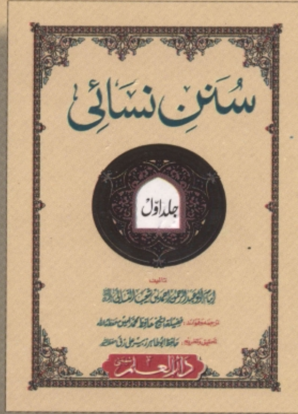
فوائد و مسائل: ① بعض بدعقیدہ حضرات نے اس واقعے کا انکار کیا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک نبی ملک الموت کو تھپڑ مار دے اور مرنے سے انکار کرے' حالانکہ یہ ان کی جہالت ہے۔ اس واقعے میں کوئی استبعاد نہیں۔ نقلاً یہ واقعہ بالکل صحیح ہے' عقلاً بھی کوئی اشکال نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ ملک الموت انجانی انسانی صورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے کہ میں تیری جان نکالنے آیا ہوں۔ ظاہر ہے اس طرح تو کوئی بھی شخص کسی بھی انسان کو جان نکالنے نہیں دیتا بلکہ اپنا دفاع کرتا ہے' لہٰذا انھوں نے انسان سمجھ کر ملک الموت کو تھپڑ مارا۔ تھپڑ چہرے پر لگا اور آنکھ کو نقصان پہنچا۔ فرشتہ جب انسانی صورت میں آئے گا تو اس پر انسانی احکام ہی لاگو ہوں گے' لہٰذا آنکھ کے نقصان پر کوئی تعجب نہیں۔ فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے آنکھ درست کر

◄◄ الجنائز، باب من أحب الدفن في الأرض المقدسة أو نحوها، ح: ١٣٣٩ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف: ١١/ ٢٧٤، ح: ٢٠٥٣٠، وزاد: (ح: ٣٤١٧) "عن النبي ﷺ"، والحديث صحيح مرفوعًا وموقوفًا.

کے بھیجا تو موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ انسان نہیں فرشتہ ہے (تبھی تو آنکھ فوراً ٹھیک ہو گئی۔) لہٰذا فوراً موت کے لیے تیار ہو گئے اگرچہ انھیں لمبی زندگی کی پیش کش کی گئی تھی۔ بتائیے اس میں کون سا عقلی اشکال ہے جس کی بنا پر صحیح حدیث کا انکار کیا جائے؟ [وَكَمْ مِنْ عَائِبٍ قَوْلًا صَحِيحًا وَآفَتُهُ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيمِ] ''کتنے ہی نقص نکالنے والے راست بول کو معیوب سمجھتے ہیں ان (عیب جوؤں) پر یہ سختی کمزور فہم کی وجہ سے ہوئی۔'' ② ''آنکھ پھوڑ دی'' یہ دلیل ہے کہ فرشتہ انسانی صورت میں آیا تھا' ورنہ فرشتے کی تو آنکھ نظر ہی نہیں آتی' پھوٹے گی کیسے؟ ③ ''مرنا نہیں چاہتا'' یہ ملک الموت کا ظاہری حالات سے اندازہ ہے' ورنہ یہ وجہ نہ تھی بلکہ تھپڑ مارنے کی وجہ یہ تھی کہ فرشتہ اس حالت میں نہیں آیا تھا جس حالت میں روح قبض کرتا ہے' اس لیے انھوں نے اسے انسان سمجھا اور اپنا دفاع فرمایا' اور یہ ان کا حق تھا۔ ④ ''بیل کی پشت پر ہاتھ رکھے'' اس بات کا مقصد دراصل فرشتے کو یہ سمجھانا تھا کہ موسیٰ کا تھپڑ مارنا موت سے انکار کی بنا پر نہیں اور واقعتاً ایسا ہی ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو پتا چل گیا کہ یہ فرشتہ ہے تو زندگی کی پیش کش قبول نہیں کی۔ درحقیقت یہ پیش کش نہیں تھی بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی براءت مقصود تھی۔ ورنہ موت کا دن تو مقرر ہے۔ آگے پیچھے نہیں ہو سکتا' پیش کش کیسی؟ ⑤ ''قریب کر دیا جائے'' معلوم ہوا مقدس مقام میں دفن ہونے کی خواہش درست ہے کیونکہ پڑوس کا بھی اثر ہوتا ہے۔ حضرات ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عائشہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے جوار میں دفن ہونا پسند فرمایا' خواہش کی' اجازت حاصل کی اور پہلے دو بزرگ تو دفن بھی ہوئے۔ ⑥ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' یہ پوری روایت ہی آپ کا فرمان ہے۔ اگرچہ اس سند میں آپ کا ذکر صرف آخر میں ہے۔ ⑦ اس روایت میں تسلی اس طرح ہے کہ جب آخرکار مرنا ہی مقدر ہے تو کسی کی موت پر ضرورت سے زائد گھبراہٹ کیوں؟




QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION
HYD. INDIA







DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel,: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

₹2100/-